ہست قرآن در زبان پہلوی

مثنوی معنوی

مصنفہ مولانا جلال الدین رومیؒ

ترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

حامد اینڈ کمپنی ۳۸ ۔ اردو بازار لاہور ۲

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مقدمہ

قونیہ کا سفر

۱۴ر دسمبر ۷۶ء سے مولانائے رومؒ پر ایک سہ روزہ سیمنار ترکی حکومت قونیہ میں منعقد کر رہی تھی اُس کا دعوت نامہ حکومت ہند کی معرفت مجھے موصول ہوا۔ میں نے اس دعوت نامہ کو منظور کیا اور حکومت ہند نے آمد و رفت کے مصارف کی ذمہ داری قبول کی۔

میں نے یہ بھی طے کیا کہ میرا یہ سفر صرف قونیہ تک کا نہ ہو بلکہ اس سفر میں دیگر مقدس مقامات کی زیارت بھی کروں اور اس کے مصارف میں خود برداشت کروں۔ چنانچہ دہلی، بمبئی، تہران، استنبول، قونیہ، مصر، سعودیہ عربیہ اور عراق کا ہوائی جہاز کا ٹکٹ بن کر میرے پاس آگیا۔

میں ۱۰ر کی صبح کو دہلی سے بمبئی کے لئے روانہ ہوا اور ۱۰ر کا پورا دن بمبئی میں گذار کر ۹ بجے شب کے جہاز سے تہران کے لئے روانہ ہوا۔ یہ جہاز کراچی ہوائی اڈے پر ٹھہرتا ہوا تقریباً ۱۲ بجے شب تہران ہوائی اڈے پر جا اُترا۔ ۱۱ر کا سارا دن تہران اور اس کے اطراف شوس، رے، شاہ عبدالعظیم اور مشہور مقامات کے دیکھنے میں گذرا۔ شب ایک انٹرنیشنل ہوٹل میں گذار کر ۱۲ر کی صبح کو ۴ بجے کے جہاز سے استنبول کے لئے روانہ ہوگیا۔ ۱۲ر کو استنبول کے مقدس مقامات کی

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کی زیارت کی۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مزار پر حاضر ہوا اور دیگر جامعات اور آثارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ ۱۳ر کی صبح کو بھی بعض مقامات دیکھے اور بعد ظہر استنبول سے قونیہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹہ پرواز کے بعد جہاز قونیہ کے ہوائی اڈے پر جا اُترا۔ قونیہ پہنچ کر میں سیمنار کے دفتر استقبال میں پہنچ گیا۔ میزبانوں نے میرا قیام درگاہ ہوٹل میں کرادیا۔ یہ ہوٹل بہت ہی آرام دہ تھا اس کے سامنے وسیع سڑکیں اور چمن زار تھے اور اُن کے دوسری جانب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ اقدس تھا اور مزارِ اقدس کے قریب ہی نہایت شاندار شاہ سلیم کی مسجد تھی۔

میں ۱۳ر کو قونیہ پہنچ گیا جبکہ سیمنار ۱۵ر کی صبح سے شروع ہو رہا تھا۔ میں نے ۱۴ر کو آرام لیا اور ۱۵ر سے سیمنار میں شرکت شروع کر دی۔ یہ سیمنار تین روز مسلسل چلا اُس میں زیادہ تر مستشرقین شریک تھے اور اُس کی تمام کارروائی ترکی زبان میں ہو رہی تھی۔ مقالات زیادہ تر ترکی اور انگریزی میں تھے۔

میں نے ۱۶ر کو اپنا مقالہ پڑھا یہ فارسی میں تھا اور اُس کا موضوع روح اور بقائے عالم تھا اور اُس کے آخر میں میں نے علامہ اقبال کے وہ اشعار ذکر کئے تھے جن میں علامہ نے مولانا رومؒ اور اُن کے بعض خیالات کا ذکر کیا ہے۔ قونیہ کے قیام میں سیمنار کی شرکت کے علاوہ میرا معمول مولانا رومؒ کے مزار پر حاضری اور قونیہ کے مشہور مقامات کی سیر رہی۔ مولانا صدرالدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضری دی۔ شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی حاضر ہوا۔ مشہور مفسر علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بھی فاتحہ پڑھی اور شب کے اوقات میں مثنوی کے ترجمہ اور تحشیہ میں مصروف رہتا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ دفتر پنجم کا بیشتر حصہ میں نے اسی ہوٹل میں مکمل کر لیا۔ حضرت مولاناؒ کے مزار پر حاضری کے وقت میں نے اُن تمام اشخاص کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھی جن کا ذکر مولانا اپنی

مثنوی میں کرتے ہیں۔ سلطان ولد، مولانا حسام الدین چلپیؒ
زرکوب رحمہم اللہ ان سب بزرگوں کی قبریں مولانا کے مزار
مبارک کے قریب ہی ایک گنبد کے نیچے ہیں۔

میں نے مولاناؒ کے میوزیم میں مثنوی کا ایک قدیم نسخہ بھی دیکھا جو سلطان ولد کی طرف منسوب ہے۔ مثنوی کے مشہور نسخوں اور اُس نسخہ میں اختلاف ہے۔ مثنوی کا پہلا شعر عام نسخوں میں اس طرح ہے۔

بشنو از نے چوں حکایت میکند   وز جدائیہا شکایت می کند

اُس نسخہ میں یہ شعر اِس طور پر ہے۔

بشنو ایں نے چوں شکایت میکند   از جدائیہا حکایت می کند

اسی طرح مثنوی کے مروّج نسخوں اور اس نسخہ میں ابتدائی ۱۲ شعروں میں جو اختلافات ہیں میں نے اُن کو نوٹ کیا۔ اس موضوع پر انشاءاللہ عنقریب رسالہ "جامعہ" میں ایک مفصل مضمون شائع ہو جائے گا۔

یہ موقع نہیں ہے کہ میں قونیہ کے دورانِ قیام کے واقعات تفصیل سے لکھوں۔ خصوصاً مولویہ فرقہ کے رقص کی روداد تفصیل طلب ہے۔ قونیہ کے آٹھ روزہ قیام کے بعد میں استنبول کے لئے روانہ ہو گیا اور وہاں سے ۲۳ر دسمبر کو سہ پہر کے وقت میں مصر پہنچ گیا۔

قاہرہ میں تقریباً ایک ہفتہ مقیم رہا۔ قدیم اور جدید قاہرہ کو دیکھا۔ جامع "الازہر" دیکھی اور اُس کے شیخ علامہ عبدالحلیم محمود سے ملا دیگر اساتذہ سے ملاقاتیں کیں۔ "حسین" دیکھا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ امام شافعیؒ، امام لیث بن سعدؒ، رابعہ بصریہ، حضرت زینبؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت نفیسہؒ کے مزاروں اور مساجد میں حاضری دی۔ جامع محمد علی اور قلعہ دیکھا۔ اہرام اور ابوالہول دیکھا۔ قاہرہ کا مشہور میوزیم دیکھا اور ۳۰ر دسمبر کو مصر سے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

روانہ ہو کر جدہ جا اُترا۔ جناب محمد انعام الرحمان صاحب قدوائی فرسٹ سکریٹری انڈین ایمبیسی میرے منتظر تھے۔ شب میں اُن کے یہاں قیام کر کے ۳۱ دسمبر روز جمعہ صبح سویرے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ عمرہ سے فارغ ہوا اور جمعہ کی نماز مسجدِ حرام ہی میں ادا کی۔ سارے دن طواف اور بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا۔ شام کو جناب انعام الرحمان مجھے جدہ واپس لے آئے۔ شب میں قیام کرنے کے بعد میں نے یکم جنوری ۱۹۷۷ء کو مدینہ طیبہ کیلئے روانگی شروع کردی ظہر کے بعد روانہ ہوا۔ عصر اور مغرب کی نمازیں راستہ میں ادا کیں اور عشاء کی نماز کے وقت میں مقامِ بدر میں پہنچ گیا۔ مسجدِ عریش میں عشاء کی نماز با جماعت ادا کی اور شہداءِ بدر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد مدینہ طیبہ کا گنبدِ خضراء جو آقائے نامدار تاجدارِ مدینہ کی آخری آرامگاہ ہے، نظر آنے لگا۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر محبِ مکرم مولانا انعام کریم صاحب مہاجر مدنی کی قیامگاہ پر پہنچا۔ موصوف میری آمد کے منتظر تھے۔ کافی رات گذر چکی تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا اور شب کے آخری حصہ میں روضۂ اقدس پر حاضری دی۔ فجر کی نماز سے فارغ ہو کر قیام گاہ پر آگیا۔

مدینہ طیبہ کے دس روزہ قیام میں اکثر وقت مسجد اور روضۂ اطہر پر گذرتا۔ احباب اور بزرگوں سے بھی ملاقاتیں کرتا رہا۔ عصر کے بعد مخدومی حضرت مولانا زکریا صاحب قبلہ کی مجلس میں حاضر ہو جاتا تھا۔ بالآخر زندگی کے یہ دس روز انہی سعادتوں میں گذار کر جدہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ میں نے طے کیا تھا کہ میں جدہ میں قیام نہ کروں گا بلکہ سیدھا مکہ معظمہ پہونچونگا۔

۱۰ جنوری ۱۹۷۷ء کی شام کو مدینہ ایرپورٹ سے روانہ ہو کر جدہ پہنچا اور جدہ سے سیدھا مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوگیا۔ بیت اللہ شریف میں حاضری دی۔ عمرہ سے فراغت ہوئی اور پھر شب کا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اکثر حصہ طواف اور نوافل میں گذار کر ۱۱ر کی شام کو
جدہ واپس آگیا۔ ۱۲ر کی شام کو جدہ سے عراق کے
کے لئے روانہ ہوگیا۔

عراق کے ہوائی اڈے پر جناب شفاعت احمد صاحب سیکنڈ سکریٹری انڈین ایمبیسی اور ایمبیسی کے ایک دوسرے کارکن ہوائی اڈے پر پہنچ گئے تھے۔ انھوں نے میرا قیام بغداد میں کسی ہوٹل کی بجائے پیلس حسینی میں کرانا مناسب سمجھا۔ میں نے بھی اس کو پسند کر لیا۔ دجلہ کے کنارے اچھی جگہ تھی۔ اب میں بغداد شریف کے مشہور مقامات کی زیارتوں میں مصروف ہوگیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابویوسفؒ کے مزارات پر حاضر ہوا۔ شیخ جنید بغدادیؒ، شیخ معروف کرخیؒ، شیخ سہروردیؒ، امام غزالیؒ رحمہم اللہ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا۔ پھر کوفہ پہنچ کر مسجد کوفہ میں نماز پڑھی۔ حضرت عقیل ابن ابی طالب کے مزار پر حاضری دی۔ مختار ثقفی کی قبر بھی دیکھی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام شہادت بھی دیکھا۔

وہاں سے رخصت ہو کر مدائن کسریٰ پہنچا اور کسریٰ کے قلعہ کی اس محراب کو بھی دیکھا جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت شگاف پڑ گیا تھا۔

مدائن کسریٰ سے میں نجف اشرف پہنچا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارِ اقدس پر حاضری دی۔ چند گھنٹے وہاں گذار کر کربلائے معلیٰ پہنچا۔

حضرت امام حسینؓ شہید کربلا کے مزار پر حاضر ہوا۔ حضرت عباس علمدارؓ، حضرت علی اصغرؓ، حضرت علی اکبرؓ اور حضرت قاسمؓ اور کربلا کے دوسرے ۷۲ شہداء پر فاتحہ کی سعادت حاصل کی۔

۱۸ر کی شام کو بغداد سے روانہ ہو کر کراچی پہنچا اور
۵ روز عزیز مکرم جناب حکیم محمد سعید صاحب کے پاس

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گزار کر دہلی واپس آگیا۔

اس سفر کے تفصیلی واقعات انشاء اللہ سفر نامہ کی صورت میں پیش کروں گا۔

دفترِ سوم کے بارے میں

خدا کے فضل و کرم سے دفترِ سوم میرے سفر سے پہلے ہی اس مرحلہ پر آچکا تھا کہ اگر سفر نہ ہوتا تو میں اس کا دسمبر ہی میں اجراء کرادیتا لیکن یہی طے کیا کہ سفر سے واپسی پر ۲۸ مارچ کو ہی حسب سابق یومِ رومی کے موقع پر اس کا اجراء کرایا جائے۔ میرے سفر کے دوران ہی ہندوستان میں پارلیمنٹ کے انتخابات کا اعلان ہوگیا۔ واپسی پر انتخابات کی ہنگامہ آرائی شروع ہوگئی اور ان انتخابات کے نتیجہ میں ہندوستان میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوگیا۔ کانگریس جس کی کوششوں سے ہندوستان آزاد ہوا تھا اور وہی تیس سال سے ہندوستان پر حکومت کر رہی تھی اُس کی ناعاقبت اندیشیوں کی وجہ سے اُس کو مکمل شکست ہوگئی۔ اور نظامِ حکومت یکسر بدل گیا۔ ایسے حالات میں یہ ممکن نہ ہوسکا کہ ۲۸ مارچ ۱۹۷۷ء کو یومِ رومی منایا جاسکے اور دفترِ سوم کا اجراء عمل میں آسکے مجبوراً اُس کی فروختگی شروع کردی گئی۔

اب جبکہ میں دفترِ چہارم کے مقدمہ کی یہ چند سطور لکھ رہا ہوں دفترِ چہارم کتابت کے مرحلہ سے گذر کر طباعت کے مراحل طے کر رہا ہے خدا سے توقع ہے کہ چند ماہ بعد اجراء عمل میں آجائے گا۔

میں بفضلہ تعالیٰ دفترِ پنجم کا اکثر حصہ لکھ چکا ہوں اور اب اُس کی کتابت شروع کرا رہا ہوں۔

دفترِ چہارم سے متعلق

طیّ الارض۔ زمین کا لپٹ جانا، اولیاء اللہ کے لئے بسا اوقات زمین لپیٹ دی جاتی ہے اور وہ مہینوں کا سفر سیکنڈوں میں طے کر لیتے ہیں اُن کا جسم ان کے دل کی خاصیت قبول کر لیتا ہے جس طرح دل

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایک سیکنڈ میں لاکھوں میل پہنچ جاتا ہے۔ ایک مومن
کا دل لاکھوں میل دور ہوتے ہوئے ایک سیکنڈ میں
کعبۃ اللہ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کا جسم بسا
اوقات بطور کرامت بڑی سے بڑی مسافت کو ایک لمحہ میں طے کر لیتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں صحابہ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ کی رفتار کی یہ حالت ہوتی تھی گویا کہ آپ کے لئے زمین پیٹتی چلی جا رہی ہے۔ مولانا نے ایک شعر میں فرمایا ہے ؎

دل بکعبہ می رود در ہر زماں — جسم طبع دل بگیرد ز امتنان
دل ہر لمحہ کعبہ میں پہنچ جاتا ہے — اللہ کے کرم سے جسم دل کی خاصیت حاصل کر لیتا ہے

لطائفِ عشرہ دس لطیفے، صوفیاء کے نزدیک انسان کی ترکیب دس جزوں سے ہے جن کو وہ لطائفِ عشرہ کہتے ہیں۔ اِن دس لطیفوں میں سے پانچ کا تعلق عالَمِ ملکوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ قلبؔ، روحؔ، سرؔ، خفیؔ، اخفیٰؔ۔ اور پانچ کا تعلق عالَمِ ناسوت سے ہے اور وہ یہ ہیں۔ نفسؔ، آگؔ، پانیؔ، مٹیؔ، ہواؔ۔ کامل مومن وہ ہے جس کے یہ دسوں اجزاء ذکرِ الٰہی میں منہمک رہیں۔

تجددِ امثال ہر چیز کا اسی جیسا ہر آن نیا ہو جانا، حکماء صوفیہ ہر چیز کا منبع و مخرج اور مرجع ذاتِ واحد کو مانتے ہیں اور کائنات کی ہر چیز ہر آن اسی ذاتِ واحد سے کسبِ فیض کر رہی ہے، ہر چیز کے تمام قُویٰ اور وجود کا منبع ذاتِ واحد ہے۔ چونکہ کائنات کی ہر چیز فانی ہے اُس کے قُویٰ اور وجود ہر آن فنا ہو رہا ہے اور جدید قوت اور وجود اُس ذاتِ واحد سے حاصل کر رہی ہے تو گویا کائنات کی ہر چیز ہر آن اپنے موجودہ وجود اور قوت کو فنا کر دیتی ہے اور اسی جیسا ایک جدید وجود اور قوت حاصل کر لیتی ہے۔ محسوسات میں اس کی مثال اس طور پر سمجھ لی جائے کہ بجلی کے ایک منبع سے وابستہ تمام قمقمے ہر آن ایک نیا
کرنٹ منبع سے حاصل کرتے ہیں اور اُن میں ہر آن

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پہلا کرنٹ ختم ہوکر نیا کرنٹ مرکز سے پہنچ جاتا ہے
اور آیت اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ ہم سب
خدا ہی کے ہیں اور اُسی کی جانب لوٹنے والے ہیں" سے
اسی کی طرف اشارہ ہے ؎

کُشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانے دیگرست

مولانائے رومؒ نے فرمایا ؎

حاصل اندر یک زماں از آسماں
می رود می آید ایدر کارواں

مسئلہ سماع

یعنی مزامیر اور آلات کے ساتھ گانا سُننا۔ یہ مسئلہ بزرگوں میں ہمیشہ سے زیرِ بحث رہا ہے۔ مولانا بحر العلوم لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے :-

نغمات کا سماع دل میں رقّت اور نرمی پیدا کرتا ہے اور اُس جذبہ کو اُبھارتا ہے جو دل میں پیوست ہوتا ہے۔ اگر کسی کو تعلق مع اللہ ہے اور اُس کے دل میں عشقِ خداوندی جاگزیں ہے تو سماع سے اُس کا جذبہ مزید قوّت حاصل کرلیتا ہے اور آتشِ عشق تیز ہوجاتی ہے لیکن اگر دل میں شہوانی جذبات ہیں تو سماع فسق و فجور کی دعوت دیتا ہے۔ اسی لئے چشتیہ سلسلہ کے بزرگ اہل کے لئے سماع کو جائز اور نا اہل کے لئے حرام قرار دیتے ہیں۔ شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحاتِ مکیہ میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے سماع کے بارے میں شیخ ابو مسعود رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا تو اُنھوں نے فرمایا۔ مبتدی سالک کے لئے حرام ہے اور منتہی کو اُس کی ضرورت نہیں ہے۔ اُس شخص نے پھر دریافت کیا کہ پھر کس کے لئے سماع جائز ہے تو فرمایا متوسط صاحبِ دل کے لئے جائز ہے۔ شیخ اکبرؒ نے ایک دوسرے مقام پر ذکر فرمایا ہے کہ سماع اگرچہ جائز ہے لیکن بزرگوں کے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نزدیک اُس سے بچا رہنا بہتر ہے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سماع کے قائل نہ تھے اور اُس کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ بہرحال موجودہ زمانے میں عرسوں کے موقع پر عوام کے مجمع میں مزامیر کے ساتھ قوالی سُننا کسی اعتبار سے بھی دُرست نہیں ہے۔

مسجدِ اقصیٰ

یہ مسجد بیت المقدس میں واقع ہے۔ آنحضورؐ کی معراج یہاں سے ہی شروع ہوئی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ کر آنحضورؐ نے ۱۶، ۱۷ مہینے اسی کی طرف رُخ کر کے نمازیں پڑھیں۔ اِس اعتبار سے اُس کو مسلمانوں کا قبلۂ اولیٰ بھی کہا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کا ہمیشہ یہی قبلہ رہا۔ حضرت داؤدؑ کے بعد حضرت سلیمانؑ نے اسی جگہ ہیکل کی تعمیر کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیت المقدس کا علاقہ اسلامی قلمرو میں شامل ہوا۔

مسجدِ حرام

مکہ معظمہ میں بیت اللہ کے چاروں طرف کا ایک خاص علاقہ مسجدِ حرام کہلاتا ہے۔ آنحضورؐ کے زمانے میں اِس کی کوئی خاص چہار دیواری نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اُس کے اندر کی آبادی کو منتقل کر کے اُس کی چہار دیواری بنوائی۔ پھر مختلف دوروں میں اِس مسجد کی توسیع ہوتی رہی ہے۔

حلیمہ سعدیہ

یہ بنو سعد قبیلہ کی خاتون ہیں۔ آنحضورؐ کے بچپن میں اُنھوں نے آنحضورؐ کو دودھ پلایا ہے۔ لہٰذا یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ آنحضورؐ آپ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ یہ تشریف لائیں تو آنحضورؐ نے اپنی چادر اُن کے لئے بطور فرش کے بچھا دی۔

بایزید بسطامیؒ

بڑے اولیاء اللہ میں سے ہیں اُن کا اصل نام طیفور تھا۔ اِسی لئے اُن کا تصوف کا سلسلہ طیفوریہ کہلاتا ہے۔ طریقت اور

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تصوف کے دیگر سلسلے بھی اُن تک پہنچتے ہیں۔ ریاضتوں اور مجاہدوں اور کرامات میں یکتا اور فرد تھے۔ حضرت جنید بغدادی رح فرماتے تھے کہ اولیاء اللہ میں آپ کا وہی مقام ہے جو فرشتوں میں حضرت جبرئیلؑ کا۔ شہر بسطام میں ۱۴ شعبان ۲۳۲ھ کو وفات پائی۔

ابوالحسن خرقانی رح

اُن کی اگرچہ بایزید بسطامی رح سے ملاقات نہیں ہوئی اُن کے بہت بعد پیدا ہوئے ہیں لیکن بطور اویسیت اُن کو فیض اُنھیں سے حاصل ہوا ہے۔ مشہور ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کی نماز کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ آپ کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا زمانہ ہے۔ سلطان آپ کا بہت معتقد تھا۔ اُن کی وفات ۱۰ محرم الحرام ۴۲۴ھ کو خرقان میں ہوئی۔

شقِّ صدر

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو چاک کیا جانا۔ یہ واقعہ آنحضورؐ کی زندگی میں کئی بار پیش آیا ہے۔ مولانا نے اُس واقعہ کا ذکر کیا ہے جو حضرت حلیمہ کے یہاں پیش آیا تھا۔ حضرت حلیمہ دودھ چھڑانے کے بعد بھی آنحضورؐ کی برکات کی وجہ سے آپ کو اپنے پاس رکھنا چاہتی تھیں۔ اُسی زمانہ میں ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپ کو زمین پر لٹا کر آپ کا مبارک سینہ چاک کیا، قلب کو نکالا اور اُس کو چیر کر اُس میں سے منجمد خون کا ایک ٹکڑا نکالا اور پھر قلبِ مبارک کو ایک سنہرے طشت میں رکھ کر دھویا اور اُس کو سینۂ مبارک میں رکھ کر پھر سینہ کو سی دیا۔ ساتھ کھیلنے والے بچوں نے جب یہ سارا قصہ دیکھا تو وہ دوڑ کر حضرت حلیمہؓ کے پاس آئے اور سارا قصہ سُنایا۔ حضرت حلیمہ دوڑتی ہوئی آنحضورؐ کے پاس پہنچیں اور آنحضورؐ کو گود میں اُٹھا لیا۔ پھر حضرت حلیمہ آپ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے لگیں اور چاہا کہ بہت جلد آپ کو لے جا کر آپ کے دادا عبدالمطلب کے سپرد کر دیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اس واقعہ کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چار سال کی تھی۔

دوسری بار شق صدر کا واقعہ جب پیش آیا تو آنحضورؐ کی عمر مبارک دس سال کی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں اور محدثین نے اس روایت کی تصحیح کی ہے۔

تیسری بار یہ واقعہ آنحضورؐ کی بعثت کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی عمر چالیس سال کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی راویہ ہیں۔

چوتھی بار یہ واقعہ معراج کے وقت پیش آیا جبکہ آپ کی بعثت ہو چکی تھی۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں احادیث کی کتابوں میں مشہور اور متواتر روایات موجود ہیں۔

حطیم

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن میں ایک بار مکہ معظمہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی چاروں طرف کے پہاڑوں کے پانی کے بہاؤ نے بیت اللہ کی تعمیر کو برباد کر دیا تب قریش میں مشورہ ہوا کہ بیت اللہ کی از سر نو تعمیر کی جائے۔ لیکن یہ بھی طے ہوا کہ بیت اللہ کی تعمیر میں صرف پاک کمائی صرف کی جائیگی اس بنا پر چندہ ناکافی ہوا تو طے ہوا کہ بیت اللہ کی اصل ابراہیمی بنیادوں کو چھوڑ کر تعمیر کو چھوٹا کر لیا جائے۔ چنانچہ بیت اللہ کی تینوں دیواریں تو اصل بنیادوں پر اٹھائی گئیں اور ایک دیوار اصل بنیاد سے ہٹا کر اندر کی جانب تعمیر کی گئی۔ بنائے ابراہیمی کا یہ حصہ جو تعمیر سے باقی رہ گیا اس کو حطیم کہا جاتا ہے۔ آنحضورؐ کی تمنا تھی کہ اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو از سر نو حضرت ابراہیمؑ کی بنیادوں پر تعمیر کرائیں لیکن دینی مصلحتوں کی بنا پر آپ نے اپنے اس ارادہ کی تکمیل نہ فرمائی۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں آنحضورؐ کی یہ تمنا پوری کی اور حطیم کے حصہ کو بھی بیت اللہ کے اندر شامل کر لیا۔ لیکن جب وہ عبدالملک ابن مروان کے ہاتھوں شکست کھا کر شہید ہو گئے تو حجاج ابن یوسف ثقفی نے ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گروا دیا اور پھر بیت اللہ کو اسی حالت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

میں کر دیا جس حالت میں آنحضورؐ کے زمانہ میں تھا۔ چنانچہ آج بھی حطیم کا حصہ بیت اللہ کی عمارت سے باہر ہے۔

ہابیل وقابیل

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے لڑکے ہیں۔ قابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام اقلیما تھا۔ ہابیل کے ساتھ جو جڑواں لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام لبودا تھا۔ اُس زمانہ کی شریعت کے اعتبار سے قابیل کی شادی لبودا کے ساتھ ہونی چاہیئے تھی جو اتفاقاً بدصورت تھی۔ اور ہابیل کی شادی اقلیما سے ہونی چاہیئے تھی جو حسین تھی۔ اِس رشک و جلن میں قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا تاکہ اُس کی منسوبہ سے اُس کی شادی ہو جائے۔ قرآنِ پاک نے اِس واقعہ کو مجملاً ذکر کیا ہے۔ قابیل نے جب ہابیل کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ہابیل نے کہا میں تیرے قتل کے ارادہ سے ہاتھ بھی نہ اُٹھاؤں گا۔ چنانچہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ حدیث شریف میں ہے کہ اب دنیا میں جو بھی ناجائز قتل ہوتا ہے اُس کا گناہ قاتل کے علاوہ قابیل کو بھی ہوتا ہے چونکہ قتل کی یہ رسم اِس دنیا میں سب سے پہلے اُس نے جاری کی ہے۔

سجاد حسین

۱۰ جمادی الاوّل ۱۳۹۶ھ ——— م ——— ۲۹ اپریل ۱۹۷۶ء

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے ضیاء الحق حسام الدیں توئی
اے ضیاء الحق حسام الدین! تو ہی ہے

کہ گذشت از مہ بنورت مثنوی
کہ تیرے نور سے مثنوی چاند سے بڑھ گئی ہے

ہمتِ عالیِ تو اے مرتجیٰ
اے امید گاہ! تیری بلند ہمت

می کشد ایں را خدا داند کجا
خدا جانے اس کو کہاں لے جائے گی؟

گردنِ ایں مثنوی را بستۂ
تو نے اس مثنوی کی گردن باندھ رکھی ہے

می کشی آں سو کہ تو دانستۂ
(اسکو) اس جانب کھینچ رہا ہے جس کو تو جانتا ہے

مثنوی پویاں کشندہ ناپدید
مثنوی دوڑ رہی ہے، کھینچنے والا پوشیدہ ہے

ناپدید از جاہلے کش نیست دید
پوشیدہ اس ناواقف کے لئے ہے جسکی نظر نہیں ہے

مثنوی را چوں تو مبدا بودۂ
جبکہ مثنوی کی ابتدا تو ہے

گر فزوں گردد تواش افزودۂ
اگر وہ بڑھتی ہے تو تو نے اس کو بڑھایا ہے

چوں چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
تو جیسا چاہتا ہے خدا ویسا چاہتا ہے

می دہد حق آرزوئے متقیں
اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی تمنا پوری کرتا ہے

کانَ لِلّٰہ بودۂ در مامضیٰ
تو پہلے "کانَ لِلّٰہ" بنا

تا کہ کانَ اللّٰہُ لَہٗ آمد جزا
یہاں تک کہ "کانَ اللّٰہُ لَہٗ" بدلہ آیا

---

۱ اے ضیاء الحق حسام الدین چلپی، مولانا کے دینی خلیفہ ہیں جو مثنوی کی تحریر کا سبب بنے ہیں۔ کہ جس طرح چاند کا نور اجسام پر پڑتا ہے مثنوی کا نور ارواح پر پڑتا ہے۔ جس مرید کی توجہ شیخ کے معارف کی کشش کا باعث ہوتی ہے مرتجیٰ وہ شخص جس سے امید وابستہ ہو۔ گردن مثنوی کے معارف کا رخ توجدھر چاہتا ہے ادھر کر سکتا ہے

۲ مثنوی بظاہر مولانا حسام الدین مثنوی کی کشش کا سبب ہیں لیکن حقیقتاً اس کی کشش منجانب اللہ ہے۔ کشندہ یعنی حضرت حق، ناپدید، جو اصحاب بصیرت ہیں وہ دیکھ رہے ہیں کہ مثنوی کے بیانات منجانب اللہ ہیں تنبیہا۔ ظاہری سبب چونکہ مولانا حسام الدین ہیں لہٰذا مثنوی کی طوالت انہی کی جانب سے سمجھی جائیگی۔

۳ چوں چنیں جبکہ فنا کے بعد بقا باللہ کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو بندہ کی مرضیات بعینہٖ اللہ کی مرضیات بن جاتی ہیں۔ کانَ لِلّٰہ یعنی مقام فنا۔ کانَ اللّٰہُ بقا باللہ کے بعد انسانی فعل خداوندی فعل متصور ہوتا ہے۔

۶۶۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مثنوی[1] از تو ہزاراں شکر داشت　　در دعا و شکر کفہا بر فراشت
مثنوی تیرے ہزاروں شکریئے ادا کرتی تھی　　دعا اور شکریے میں ہاتھ اُٹھاتی تھی

در لب و کفش خدا شکرِ تو دید　　فضل کرد و لطف فرمود و مزید
خدا نے اسکے ہاتھ اور منہ میں تیرا شکریہ دیکھا　　اس نے فضل فرمایا مہربانی کی اور اضافہ کر دیا

زانکہ شاکر را زیادت وعدہ است　　آنچناں کہ قرب مزدِ سجدہ است
کیونکہ شکر کرنے والے کیلئے زیادتی کے وعدے ہیں　　جیساکہ سجدوں کی اُجرت (اللہ سے) نزدیکی ہے

گفت وَاسجُد وَاقتَرِب یزدانِ ما　　قربِ جاں شد سجدۂ ابدانِ ما
ہمارے خدا نے فرمایا ہے "اور سجدہ کر اور قریب ہو جا"　　ہمارے جسموں کا سجدہ روح کے قُرب کا (سبب) بنا

گر زیادت[2] می شود زیں رو بود　　نز برائے بوش و ہای و ہو بود
اگر (مثنوی میں) اضافہ ہو رہا ہے تو اس وجہ سے ہے　　نہ کہ شان و شوکت کی اور داد و واہ کی وجہ سے

با تو ما چوں رز بتابستاں خوشیم　　حکم داری ہیں بکش ما می کشیم
ہم تجھ سے اسطرح خوش ہیں جیساکہ انگور کی بیل موسم گرما میں　　تو نے حکم دیا کہاں کھینچیے ہم کھینچتے ہیں

خوش بکش ایں کارواں را تا بحج　　اے امیرِ صبر و مفتاح الفرج
اس قافلہ کو حج تک عمدگی سے لے جا　　اے صبر کے امیر اور کشادگی کی کنجی!

حج زیارت کردنِ خانہ بود　　حجِ ربُّ البیت مردانہ بود
حج خانۂ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے　　بیت (اللہ) کے مالک کا حج مردوں کا ہوتا ہے

زاں ضیا[3] گفتم حسام الدیں ترا　　کہ تو خورشیدی و ایں دو وصفہا
اے دین کی تلوار میں نے تجھے روشنی اسلئے کہا ہے　　کہ تو سورج ہے اور یہ دونوں (اسکی) صفتیں ہیں

کایں حسام و ایں ضیا یک است ہیں　　تیغِ خورشید از ضیا باشد یقیں
کیونکہ یہ تلوار اور یہ روشنی یقیناً ایک ہے　　سورج کی تلوار یقیناً روشنی کی ہوتی ہے

نور از آنِ ماہ باشد ویں ضیا　　آنِ خورشید ایں فرو خواں از نبا
نور چاند کی ملکیت ہے اور یہ ضیا　　سورج کی ملکیت ہے، اسکو قرآن میں پڑھ لے

---

[3] زاں ضیا۔ ضیا، روشنی کو کہتے ہیں اور حسام، قاطع تلوار کو کہتے ہیں تمہاری ذات سورج ہے اور یہ دونوں اُس کی صفتیں ہیں۔ سورج کی تلوار، روشنی کی ہوتی ہے جس سے وہ اندھیرے کو کاٹتا ہے۔ لہٰذا تم جس طرح حسام ہو اسی طرح ضیا ہو۔ نور۔ قرآن پاک میں ہے ھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا ۱۰ ۱ اللہ تعالٰے نے چاند کی روشنی کو نور اور سورج کی روشنی کو ضیا سے تعبیر فرمایا ہے۔ نبا۔ بجے، قرآن پاک۔

[1] مثنوی۔ مثنوی چونکہ حسام الدین سے فیض حاصل کر رہی ہے تو گویا اُس کے اوراق اُس کے ہاتھ ہیں جو شکرگذاری میں اُٹھے ہوئے ہیں۔ مزید۔ شکر پر مزید احسان کا وعدہ ہے چنانچہ فرمایا گیا۔ لَئِن شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اور اگر تم شکر کرو گے ہم زیادہ دیں گے۔ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ۔ اور سجدہ کر اور قربت حاصل کر یعنی سجدہ قربِ خداوندی کا سبب ہے۔ قربِ جاں۔ جسمانی سجدہ روحانی تقرب کا سبب ہے۔

[2] گر زیادت۔ مثنوی کی طوالت کا سبب مولانا حسام الدین کا جذبہ ہے نہ کہ عوام میں اُس کی پسندیدگی۔ بوش۔ ! کے زبر کے ساتھ شان و شوکت۔ با تو۔ تابستاں یعنی موسم بہار میں انگور کی بیلیں خوب پھیلتی ہیں اسی طرح مثنوی کے نشو و نما کا سبب مولانا حسام الدینؒ ہیں۔ خوش بکش۔ جس طرح کارواں حج کے لئے جاتا ہے اور اس کے لئے ایک امیرِ حج ہوتا ہے جو اس کی رہنمائی کرتا ہے اسی طرح ان معارف کا کارواں رب الکعبہ کی زیارت کے لئے رواں ہے اور مولانا حسام الدینؒ اُس کے سالار ہیں۔ حج۔ جو قافلہ حج کو جاتا ہے اُس کا مقصد خانہ کعبہ کی زیارت ہوتی ہے لیکن اِس قافلہ کا مقصد ربِ کعبہ کی زیارت ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شمسؔ را قرآں ضیا خواند اے پدر — واں قمر را نور خواند ایں را نگر
بلے بابا! سورج کو قرآن نے ضیا فرمایا ہے — اور اُس چاند کو نور فرمایا ہے، اِس پر غور کر

شمس چوں عالی تر آمد خود ز ماہ — پس ضیا از نور افزوں داں بجاہ
چونکہ سورج خود چاند سے اونچا ہے — پس مرتبہ میں ضیا کو نور سے بڑھا ہوا سمجھ

بس کس اندر نورِ مہ منہج ندید — چوں بر آمد آفتاب آں شد پدید
بہت سے لوگ ہیں جو چاند کے نور میں راستہ نہیں دیکھتے ہیں — جب سورج نکل آتا ہے وہ (راستہ) نظر آتا ہے

آفتاب اَعراض را کامل نمود — لاجرم بازارہا در روز بود
سورج، سامان کو مکمل دکھاتا ہے — لامحالہ بازار، دن میں لگتے ہیں

تا کہ قلبؔ و نقد نیک آید پدید — تا بود از غبن و از حیلہ بعید
تاکہ کھوٹا اور کھرا خوب ظاہر ہو جائے — تاکہ ٹوٹے اور مکر سے بچاؤ ہو

تا کہ نورش کامل آید در زمیں — تاجراں را رحمۃٌ للعالمیں
یہاں تک کہ اُس کی مکمل روشنی زمین پر آتی ہے — تاجروں کے لئے رحمۃٌ للعالمین بن کر

لیکؔ قلّاب مبغوض ست سخت — زانکہ زو شد کاسد او را نقد و رخت
لیکن وہ دھوکے باز کو سخت ناپسند ہے — کیونکہ اس کی وجہ سے اُس کا نقد اور سامان کھوٹا بنا ہے

پسؔ عدوِ جانِ صرّاف ست قلب — دشمنِ درویش کہ بود غیرِ کلب
تو کھوٹا، صرّاف کی جان کا دشمن ہوتا ہے — کُتّے کے سوا درویش کی جان کا دشمن کون ہوتا ہے؟

انبیا با دشمناں بر می تنند — پس ملائک ربِّ سلّم می زنند
انبیا دشمنوں کے ساتھ بھڑتے ہیں — تو فرشتے "خدا سلامت رکھے" کا نعرہ لگاتے ہیں

کایں چراغے را کہ ہست او نور دار — از پُف و دمہائے دزداں دور دار
کہ اِس چراغ کو جو روشن ہے — چوروں کی پھونک اور سانس سے دور رکھ

دزد و قلّاب ست خصمِ نور و بس — زیں دو اے فریاد رس فریاد رس
چور اور ملمع ساز روشنی کا دشمن ہے — اے فریاد کو پہنچنے والے اِن دونوں سے فریاد کو پہنچ

روشنی بر دفترِ چارم بریز — کافتاب از چرخِ چارم کرد خیز
چوتھے دفتر پر روشنی ڈال — کیونکہ سورج چوتھے آسمان سے طلوع کر رہا ہے

روشنی۔ مولانا دعا فرماتے ہیں کہ اب جبکہ جوشِ بیان کا آفتاب چرخِ چہارم سے طلوع کر رہا ہے تو اے خدا اِس چہارم دفتر پر انوارِ معرفت کی روشنی ڈال دے۔

لے شمس جس طرح سورج آفاق میں بڑھا ہوا ہے تو تم چونکہ ضیا ہو لہٰذا تم بھی آفاق میں بڑھے ہوئے ہو۔ جس کس چاند کی روشنی میں بہت سے لوگوں کو راستہ نظر نہیں آتا سورج کی روشنی میں نظر آجاتا ہے۔ منہج۔ راستہ آفتاب۔ سورج ہر مال کے کھوٹے اور کھرے پن کو واضح کر دیتا ہے اسی لئے بازار دن میں لگتے ہیں۔۔۔

لے تاکہ۔ سورج کی روشنی میں کھوٹا کھرا نظر آجاتا ہے اور خریدار دھوکے سے بچ جاتا ہے رحمۃ۔ تاجروں کے لئے سورج کی روشنی رحمت کا حق ہے اسی طرح مولانا حسام الدین چونکہ ضیا ہیں لہٰذا وہ بھی سالکوں کے لئے رحمت ہیں۔ لیکن جس طرح دھوکے باز سورج کی روشنی سے نفرت کرتے ہیں اسی طرح بناوٹی شیوخ مولانا حسام الدین سے نفرت کرتے ہیں۔

سلہ پس۔ کھوٹا مال پرکھنے والے کی جان کا دشمن ہوتا ہے۔ دشمن۔ اسی طرح جو کتے ہیں وہ بزرگوں کے دشمن ہوتے ہیں۔ انبیا۔ انبیاء کا مقابلہ دنیا دار کرتے رہتے ہیں جو ان کے دشمن ہوتے ہیں فرشتے اُن انبیاء کی سلامتی کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ کاین۔ یعنی فرشتے دعا کرتے ہیں کہ جو چراغ ہدایت انبیا کے لئے ہیں اس کو دشمن سے بچا سکیں۔

۲۶۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں زِ چارم[1] نور دِہ خورشید وار — تا بتابد بر بلاد و بر دیار

اِس چوتھے (دفتر) سے سورج کی طرح روشنی عطا فرما — تاکہ وہ ملکوں اور شہروں پر چمک اُٹھے

ہر کِش افسانہ بخواند افسانہ است — وانکہ دیدش نقد خود مردانہ است

جس نے اُس کو قصہ سمجھا وہ (خود) قصہ ہے — اور جس نے اُس کو اپنی دولت سمجھا وہ مرد ہے

آبِ نیل ست و بقبطی خوں نمود — قومِ موسیٰؑ را نہ خوں بود آب بود

(دریائے) نیل پانی ہے اور قبطی کو خون نظر آیا — (حضرت) موسیٰؑ کی قوم کے لئے پانی تھا نہ کہ خون

دشمنِ ایں[2] حرف ایں دم در نظر — شد ممثل سرنگوں اندر سقر

اِس وقت اِس مثنوی کا دشمن (ہماری) نظر میں — دوزخ میں سرنگوں بنا ہوا ہے

اے ضیاء الحق تو دیدی حالِ او — حق نمودت پاسخِ افعالِ او

اے ضیاء الحق تم نے اُس کی حالت دیکھی ہے — اللہ (تعالیٰ) نے تمہیں اُسکے کارناموں کا جواب دکھایا ہے

دیدۂ غیبت چو غیب ست اُوستاد — کم مبادا زیں جہاں ایں دید و داد

تمہاری غیب کو دیکھنے والی آنکھ غیب کی طرح ماہر ہے — خدا کرے یہ مشاہدہ اور عطا اِس دنیا سے ناپید نہ ہو

ایں حکایت را کہ نقدِ وقتِ ماست — گر تمامش می کُنی اینجا رواست

یہ حکایت جو ہمارا ما حضر ہے — اگر تم اُس کو اِس جگہ پورا کر دو تو مناسب ہے

ناکساں را ترک کُن بہر کساں — قصہ را پایاں بَر و مخلص رساں

نالائقوں سے، لائقوں کی خاطر قطع نظر کرو — قصہ کو پورا کرو اور انجام کو پہنچا دو

ایں حکایت گر نہ شد آنجا تمام — چارمیں جلد ست آرش در نظام

یہ قصہ اگر اُس جگہ (دفتر سوم) میں مکمل نہیں ہوا ہے — (یہ) چوتھا دفتر ہے اُس کو لڑی میں پرو دو

تمامی[3] حکایتِ آں عاشق کہ از عسس بگریخت در باغے مجہول و معشوق را در آں باغ یافت و عسس را از شادی دعائے خیر میکرد و می گفت کہ عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ

اُس عاشق کی حکایت کا باقی قصہ جو انجان باغ میں کوتوال سے بھاگا اور اُس نے معشوق کو اُس باغ میں پایا اور خوشی کی وجہ سے کوتوال کیلئے دعائے خیر کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بسا اوقات تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اندریں بودیم کاں شخص از عسس — راند اندر باغ از خوف او فرس

ہم یہ کہہ رہے تھے کہ اُس شخص نے کوتوال کی وجہ سے — ڈر کے مارے گھوڑا باغ میں گھسا دیا

[1] زِ چارم۔ یعنی دفتر چہارم۔ سورج کو بھی چوتھے آسمان پر مانا جاتا ہے۔ ہر کِش جو اِس مثنوی کو افسانہ سمجھے وہ خود افسانہ اور مہمل ہے۔ آبِ نیل۔ ایک چیز دو شخصوں کے اعتبار سے دو جداگانہ حکم رکھتی ہے۔ دریائے نیل حضرت موسیٰؑ کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے خون تھا۔ اسی طرح یہ مثنوی بعض لوگوں کے لئے افسانہ ہے اور بعض لوگوں کے لئے گنجینۂ معرفت ہے۔

[2] ایں حرف۔ یعنی مثنوی۔ سقر جہنم۔ اے ضیاء الحق۔ مولانا حسام الدین کا کشف تھا کہ مثنوی کے منکر ایمان سے محروم ہیں پاسخ جواب۔ دیدہ۔ مولانا حسام الدین کے کشف کی طرف اشارہ ہے۔ ایں یعنی اُس عاشق کا قصہ جو دفتر سوم میں ادھورا چھوڑا تھا۔ ناکساں۔ یعنی مثنوی پر اعتراض کرنے والے۔ چارمیں جلد۔ یعنی مثنوی کا چوتھا دفتر۔

[3] تمامی۔ یہ عاشق رات کو معشوق کے فراق میں گھوم رہا تھا راستہ میں اُس نے کوتوال کو دیکھا تو اُس سے ڈر کر وہ ایک باغ میں گھس گیا وہاں دیکھا کہ اُس کی معشوقہ موجود ہے تو وہ اُس کوتوال کو دعائیں دینے لگا۔ عَسٰی۔ انسان کسی چیز کو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے اور اُسی میں اُس کی بہتری ہوتی ہے۔

۱۶۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بُود اندر باغ آں صاحب جمال ۱؎ — کز غمش ایں در عنا بُد ہشت سال
وہ حسینہ باغ میں تھی — جس کے غم میں یہ آٹھ سال سے مصیبت میں تھا

سایۂ اُو را نبُود امکانِ دید — ہمچو عنقا وصفِ اُو را می شنید
اُس کے سایہ کو بھی دیکھنے کا امکان نہ تھا — عنقاء کی طرح اُس کی خوبیاں سنتا تھا

جُز یکے لُقیہ کہ اوّل از قضا — بر وے افتاد و شُد اُو را دلرُبا
سوائے ایک ملاقات کے جو شروع میں مقدر سے — اُس سے ہو گئی تھی اور وہ اُس کی دلرُبا ہو گئی تھی

بعد ازاں ۲؎ چندانکہ می کوشید اُو — خود مجالش می نداد آں تند خُو
اُس کے بعد اُس نے جتنی بھی کوشش کی — اُس کو اُس بدمزاج نے موقع نہ دیا

نے بہ لابہ چارہ بُودش نے بمال — سیر چشم و بے طمع بُود آں نہال
نہ خوشامد سے اُس کی کوئی تدبیر تھی نہ مال سے — وہ بُوٹا، سیر چشم اور بے طمع تھا

عاشقِ ہر پیشۂ و ہر مطلبے — حق بیالود اوّل کارش لبے
ہر مقصد اور ہر پیشہ کے عاشق کے — ابتداء کار میں اللہ تعالیٰ اُنکے ہونٹ آلودہ کر دیتے ہیں

چوں بداں آسیب در جست آمدند — پیشِ پاشاں می نہد ہر روز بند
جب اُس معاملہ میں وہ بڑھنے لگتے ہیں — اُن کے پاؤں میں ہر روز بیڑی ڈال دیتے ہیں

چوں در افتادند اندر جُستجُو — بعد ازاں در بست کابین جُست اُو
وہ جب جُستجو میں لگ جاتے ہیں — اُس کے بعد در بند کر دیتا ہے اور مہر کا مطالبہ کرتا ہے

چوں در افگندش بجُست و جوئے کار — بعد ازاں در بست کہ کابین بیار
جب اُس کو معاملہ کی جستجو میں مبتلا کر دیا — اُس کے بعد دروازہ بند کر دیا کہ مہر لا

ہم براں ۳؎ بُو می تنند و می روند — ہر دمے راجی و آئس می شوند
وہ اُسی خوشبو کے درپے ہوتے ہیں اور چلتے ہیں — ہر سانس میں امیدوار اور نا اُمید ہوتے ہیں

ہر کسے را ہست امیدے برے — کہ کشادندش دراں روزے درے
ہر شخص کے لئے امید کا پھل ہوتا ہے — حتیٰ کہ اُس معاملہ میں ایک روز اُسکے لئے دروازہ کھول دیتے ہیں

باز در بستندش و آں در پرست — بر ہماں اُمید آتش پا شدست
پھر اُس کا دروازہ بند کر دیتے ہیں وہ در کا پجاری — اُسی اُمید پر بے چین ہوتا ہے

چوں درآمد خوش دراں باغ آں جواں — خود فرو شُد پا بگنجش ناگہاں
جب وہ نوجوان خوشی سے اُس باغ میں آیا — اچانک اُس کا پاؤں خزانے میں دھنس گیا

۱؎ عنقا۔ حقیقت۔ سایہ۔ محبوبہ کا وجود تو درکنار یہ اُس کا سایہ بھی نہ دیکھ سکا تھا۔ عنقاء۔ لوگوں نے عنقا کی صرف خوبیاں سُنی ہیں کسی نے اُس کو دیکھا نہیں ہے۔ لُقیہ۔ ملاقات۔

۲؎ بعد ازاں۔ پہلی ملاقات کے بعد آٹھ سال تک ملاقات کا کوئی موقع نہ ملا۔ تند خو یعنی محبوبہ۔ لابہ۔ خوشامد۔ نہال۔ یعنی معشوقہ۔ عاشق۔ عشق کا یہی معاملہ ہوتا ہے وہ ابتداءً پھنساتا ہے پھر تڑپاتا ہے۔ در بست۔ یعنی وصال کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ کابین۔ مہر یعنی عشق کے مصائب جھیلنا۔

۳؎ ہم براں۔ ابتداء جو خوشبو کا چسکا لگا ہے اُس کی وجہ سے اُمید و بیم میں مبتلا رہتے ہیں۔ راجی۔ اُمیدوار۔ آئس۔ مایوس۔ ہر کسے۔ ہر شخص مقصود حاصل کرنے کی فکر میں آتش زیرپا رہتا ہے۔ چوں۔ جب وہ عاشق، کوتوال کے ڈر سے بھاگ کر باغ میں گھسا تو اُس کو محبوبہ کا دیدار ہو گیا۔ فرو شد۔ یعنی محبوبہ کا دیدار حاصل ہو گیا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مر عسس را ساختہ یزداں سبب
اللہ (تعالیٰ) نے کوتوال کو سبب بنا دیا

تا ز بیم او دود در باغ شب
تاکہ اس کے ڈر سے رات کو باغ میں دوڑ جائے

بیند[1] آں معشوقہ را او با چراغ
وہ اس معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے

طالبِ انگشتری در جوئے باغ
باغ کی نہر میں انگوٹھی تلاش کر رہی ہے

پس قریں میکرد از ذوق آں نفس
اس وقت وہ ذوق (شوق) سے ملاتا تھا

با ثنائے حق دعائے آں عسس
اللہ (تعالیٰ) کی تعریف کے ساتھ کوتوال کیلئے دعا کو

گر زیاں کردم عسس را از گریز
اگر میں نے بھاگ کر کوتوال کا نقصان کیا ہے

بیست چنداں سیم و زر بر وے بریز
بیس گنا سونا اور چاندی اس پر بہا دے

از عوانی مر ورا آزاد کن
اس کو سپاہی پن سے آزاد کر دے

آنچناں کہ شادم او را شاد کن
جیسا میں خوش ہوں اس کو خوش کر دے

سعد دارش ایں جہان و آں جہاں
اس جہان اور اس جہان میں اس کو نیک بخت بنا دے

از عوانی و سگی اش وارہاں
سپاہی پن اور کتے پن سے اسکو نجات دیدے

گرچہ خوئے آں عواں ہست اے خدا
اے خدا! اگرچہ اس کوتوال کی عادت ہے

کہ ہمارہ خلق را خواہد بلا
کہ ہمیشہ مخلوق کی مصیبت کی تمنا کرتا ہے

گر خبر[2] آید کہ شہ جرمے نہاد
اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے جرم قائم کیا

بر مسلماناں شود او زفت و شاد
مسلمانوں پر وہ پھولتا اور خوش ہوتا ہے

ور خبر آید کہ شہ رحمت نمود
اور اگر خبر آئے کہ بادشاہ نے رحم کیا

از مسلماناں فگند او را بجود
مسلمانوں میں سے کسی پر بخشش و عطا کی

ماتمی در جانِ او افتد ازاں
اس سے اس کی جان غم میں مبتلا ہو جاتی ہے

گیردش قولنج زیں غم در زماں
فوراً اس غم سے اس کے (درد) قولنج ہو جاتا ہے

صد چنیں ادبار[3] ہا دارد عواں
سپاہی اس طرح کی سیکڑوں خرابیاں رکھتا ہے

زیں بلا فریاد رس اے مستعاں
اے مددگار! اس مصیبت سے فریاد رسی کر

او عواں را در دعا در می کشید
وہ کوتوال کو دعا میں شامل کر رہا تھا

کز عواں او را چناں راحت رسید
کیونکہ کوتوال سے اس کو ایسی راحت ملی تھی

بر ہمہ زہر و بر او تریاق بود
(وہ کوتوال) سب پر زہر اسکے لئے تریاق تھا

آں عواں پیوندِ آں مشتاق بود
وہ کوتوال اس عاشق کا دوست تھا

---

[1] بیند۔ وہ اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہے کہ وہ چراغ لئے ہوئے نہر میں اپنی انگوٹھی تلاش کر رہی ہے۔ قریں۔ ساتھی۔ باثنا یعنی اللہ کی تعریف کیساتھ کوتوال کو دعائیں دینے لگا۔ گر۔ کوتوال اگر اس کو گرفتار کر لیتا تو رشوت میں کچھ حاصل کرتا۔ از عوانی۔ پولیس کے آدمیوں میں ظلم و ستم کا مادہ ہوتا ہے۔ سگی۔ سپاہیوں میں کتوں کی سی درندگی ہوتی ہے۔ کہ ہمارہ پولیس کی خواہش ہوتی ہے کہ لوگ جرائم میں مبتلا ہوں تاکہ ان سے منافع حاصل کریں۔

[2] گر خبر آید۔ اگر پولیس کو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے کسی قوم کو مجرم قرار دیا ہے تو اس کو خوشی ہوتی ہے اور بادشاہ کے معاف کرنے سے پولیس رنجیدہ ہوتی ہے۔ فگند۔ یعنی وہ جرم معاف کر دیتا ہے۔

[3] ادبار۔ بھلائی سے روگردانی۔ او عواں۔ چونکہ کوتوال کی وجہ سے اس کو محبوبہ کا دیدار میسر آیا تھا اس لئے اس کو دعائیں دے رہا تھا۔ بر ہمہ۔ کوتوال دوسروں کے لئے باعث مصیبت تھا لیکن اس کے لئے باعث راحت بنا۔ پیوند۔ عزیز، قریب، دوست۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس ۱؎ بدِ مطلق نباشد در جہاں — بد بہ نسبت باشد ایں راہم بداں
پس دنیا میں بالکلیہ کوئی بُرا نہیں ہے — بُرا، نسبت سے ہوتا ہے اسکو بھی سمجھ لے

در زمانہ ہیچ زہر و قند نیست — کہ یکے را پا دگر را بند نیست
زمانے میں کوئی زہر اور شکر نہیں ہے — کہ ایک کے پاؤں اور دوسرے کے لئے قید نہیں ہے

مر یکے را پا دگر را پائے بند — مر یکے را زہر و دیگر را چو قند
ایک کے لئے پاؤں ہے دوسرے کیلئے پاؤں کی بیڑی — ایک کیلئے زہر ہے اور دوسرے کیلئے شکر ہے

زہرِ ۲؎ مار آں مار را باشد حیات — نسبتش با آدمی باشد ممات
سانپ کا زہر سانپ کی زندگی ہے — اس کی آدمی کے ساتھ نسبت، موت ہے

خلقِ آبی را بود دریا چو باغ — خلق خاکی را بود آں مرگ و داغ
دریائی مخلوق کے لئے، دریا باغ جیسا ہے — خشکی کی مخلوق کے لئے وہ موت اور داغ ہے

ہمچنیں بر می شمر اے مردِ کار — نسبتِ ایں را زیک تا صد ہزار
اے کام کے آدمی! اسی طرح شمار کرلے — اس کی نسبت ایک سے لاکھ تک

زید اندر حقِ آں شیطاں بود — در حقِ شخصِ دگر سلطاں بود
زید اُس کے حق میں شیطان ہے — دوسرے کے حق میں بادشاہ ہے

آں بگوید زید صدیق و سنی ست — ویں بگوید زید گبر و کشتنی ست
وہ کہتا ہے زید بہت سچا اور بھلا ہے — اور یہ کہتا ہے کہ زید کافر اور گردن زدنی ہے

زید یک ذاتست بر آں یک جناں — او بریں دیگر ہمہ رنج و زیاں
زید ایک ذات ہے جو ایک پر بہشت ہے — اور وہ دوسرے کے لئے مجسم رنج اور بربادی ہے

گر ۳؎ تو خواہی کو ترا باشد شکر — پس ورا از چشمِ عشاقش نگر
اگر تو چاہتا ہے کہ وہ تیرے لئے شکر ہو — تو اُس کو اُس کے عاشقوں کی نظر سے دیکھ

منگر از چشمِ خودت آں خوب را — بیں بچشمِ طالباں مطلوب را
اُس محبوب کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ — معشوق کو، عاشقوں کی آنکھ سے دیکھ

چشمِ خود بر بند زاں خوش چشمِ تو — عاریت کن چشم از عشاقِ او
اُس اچھی آنکھ والے سے اپنی آنکھ بند کرلے — اُس کے عاشقوں سے آنکھ مانگ لے

بلکہ زو کن عاریت چشم و نظر — پس ز چشمِ او بروئے او نگر
بلکہ آنکھ اور نگاہ اُس سے مانگ لے — پھر اُس کی آنکھ سے اُس کے چہرے کو دیکھ

۱؎ پس - مولانا فرماتے ہیں کہ دنیا کی کوئی بُری چیز بلحاظ وجود بُری نہیں ہے کسی خاص نسبت سے اُس میں بُرائی ہوتی ہے زہر و قند - یہ دونوں چیزیں بھی مفید اور مُضر خاص خاص نسبت سے ہیں۔

۲؎ زہرِ مار - سانپ کا زہر سانپ کے لئے باعثِ زندگی ہے انسان کی موت کا سبب ہے خلق - پانی، آبی جانور کی زندگی ہے خاکی کے لئے موت ہے - ہمچنیں - کسی چیز کو نسبت کے اعتبار سے صرف مفید اور مُضر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ نسبت کے اعتبار سے اُس کے مُفید اور مُضر ہونے کے ہزاروں مدارج ہیں - زید کسی کے اعتبار سے شیطان ہے اور کسی کے اعتبار سے سُلطان ہے - آں - جس کے لئے زید سلطان ہے وہ زید کی تعریفیں کریگا جس کے لئے وہ شیطان ہے وہ اُس کو کافر اور گردن زدنی کہیگا۔

۳؎ گر - اگر تو زید کو اپنے لئے شکر بنانا چاہتا ہے تو اُس کے عاشقوں کی نظر سے اُس کو دیکھو پھر تجھے اُس سے کوئی شکوہ نہ رہے گا - منگر - لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید - چشم خود - محبوب کو اپنی نگاہ سے نہ دیکھ اُسکے عاشقوں کی نگاہ سے دیکھ - بلکہ محبوب کو عاشقوں کی نگاہ سے بھی نہیں بلکہ خود اُس کی نگاہ سے دیکھنا چاہیئے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تا شوی ایمن ز سیری و ملال — گفت کان اللہ لہ زین ذوالجلال

تاکہ تو نفرت اور انقباض سے محفوظ ہو جائے — اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ اس کا ہو گیا"

چشمِ او من باشم و دست و دلش — تا رہد از مدبریہا مقبلش

میں اس کی آنکھ اور ہاتھ اور اس کا دل ہو جاتا ہوں — تاکہ اس کی خوش نصیبی بدنصیبیوں سے نجات پا جائے

ہر چہ مکروہ است چوں او شد دلیل — سوی محبوب است حبیب و خلیل

جو ناپسندیدہ ہے جب وہ راہنما ہوتا ہے — تیرے محبوب کی جانب (وہ) محبوب اور دوست ہے

حکایتِ آں واعظ کہ در آغازِ ہر وعظے و تذکیرے دعائے خیر بر ظالماں و سخت دلان و خبیثان و مفسدان و بے اعتقادان کردے

اُس واعظ کی حکایت جو ہر وعظ اور نصیحت کے شروع میں ظالموں اور سخت دلوں اور خبیثوں اور مفسدوں اور بداعتقادوں کے لئے دعائے خیر کرتا تھا

آں یکے واعظ چو بر تخت آمدے — قاطعانِ راہ را داعی شدے

ایک واعظ جب تخت پر آتا — ڈاکوؤں کا دعا گو ہوتا

دست بر می داشت یا رب رحم را — بر بدان و مفسدان و طاغیان

ہاتھ اٹھاتا تھا اے خدا رحم فرما — بُروں اور مفسدوں اور سرکشوں پر

بر ہمہ تسخر کنان و اہلِ ضیر — بر ہمہ کافر دلان و اہلِ دیر

سب مذاق اُڑانے والوں اور نقصان پہنچانے والوں پر — سب کافر دل اور بُت خانہ والوں پر

می نکردے او دعا بر اصفیا — می نکردے جز خبیثان را دعا

وہ برگزیدہ لوگوں کے لئے دعا نہ کرتا — خبیثوں کے علاوہ کسی کے لئے دعا نہ کرتا

مر ورا گفتند کایں معہود نیست — دعوتِ اہلِ ضلالت جود نیست

لوگوں نے اُس سے کہا یہ معمول نہیں ہے — گمراہوں کو دعا دینا سخاوت نہیں ہے

گفت نیکوئی ازینہا دیدہ ام — من دعاشان زیں سبب بگزیدہ ام

اُس نے کہا میں نے اُن سے بھلائی دیکھی ہے — اس لئے میں نے اُن کو دعا دینا اختیار کیا ہے

اُس کو محبوب ہو گئے تھے اور وہ اُن کا دعا گو ہو گیا تھا ——————

ﷺ بر ترجمہ۔ یعنی دنیا کے بُرے انسانوں کیلئے دعا بخیر کرتا تھا اور نیکوں کیلئے دعا نہ کرتا تھا۔ مر ورا۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ بُرے لوگ دعا کے مستحق نہیں ہیں تم اُن کے لئے دعا کیوں کرتے ہو۔ گفت۔ اُس نے جواب دیا کہ اُن لوگوں کا مجھ پر بہت احسان ہے میں اُن کے مظالم سے پریشان ہو کر راہ یاب ہوا ہوں اور اُن کے مظالم نے مجھے نیکی میں لگا دیا ہے۔

لہ تا شوی۔ جب انسان محبوب کو محبوب کی نگاہ سے دیکھے گا اور وہ متخلق باخلاق اللہ ہو جائے گا اور اپنے احساس کو فنا کر دے گا تو اُس کو کان اللہ لہ کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اُس میں بقا باللہ کی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔ چشم او۔ حدیث قدسی ہے۔ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرُہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ یعنی جب میں اپنے بندے سے محبت کرتا ہوں تو میں اُس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ ہرچہ۔ ناپسندیدہ چیز جب کسی مرغوب چیز کا ذریعہ بن جاتی ہے تو وہ بھی مرغوب ہو جاتی ہے کوتوال معشوق کے وصال کا ذریعہ تھا لہٰذا وہ محبوب ہو گیا۔

ﷺ واعظ منقول ہے کہ یہ واعظ ایک تاجر تھا ڈاکوؤں نے اُس کا مال لوٹا تو اُس نے خدا سے دعائیں اور گریہ و زاری شروع کر دی اِس پر اُس کو ہاتف غیبی نے کہا مال کے لٹ جانے پر تو اِس قدر گریہ و زاری کرتا ہے اور عمر کے برباد ہونے کا کوئی خیال نہیں۔ اِس تنبیہ سے یہ تاجر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا قاطعانِ راہ۔ ڈاکو۔ وجہ۔ چونکہ یہ ڈاکو اللہ تک پہنچنے کا سبب بنے تو وہ

476

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خبث و ظلم و جور چنداں ساختند ؎ کہ مرا از شر بخیر انداختند

انھوں نے ایسا ظلم اور خباثت کی ؎ کہ مجھے بُرائی سے بھلائی میں لا ڈالا

^1^ ہر گہے کہ رُو بدنیا کردمے ؎ من ز ایشاں زخم و ضربت خوردمے

جب کبھی میں دنیا کا رُخ کرتا ؎ میں اُن سے تکلیف اُٹھاتا اور مار کھاتا

کردمے از زخم آں جانب پناہ ؎ باز آوردندمے گرگاں براہ

تکلیف سے میں اُس جانب پناہ پکڑتا ؎ بھیڑیئے مجھے راہ پر لگا دیتے

چوں سبب ساز صلاحِ من شدند ؎ پس دعاشاں بر من است اے ہوشمند

جب وہ میری نیکی کا سبب بنانے والے ہوگئے ؎ تو اے ہوشمند! اُن کو دعا دینا میرا فرض ہے

بندہ می نالد بحق از درد و نیش ؎ صد شکایت می کند از دردِ خویش

بندہ خدا کے سامنے درد اور زخم سے آہ و زاری کرتا ہے ؎ اپنی تکلیف کی سَو شکایتیں کرتا ہے

حق ہمی گوید کہ آخر رنج و درد ؎ مر ترا لابہ کناں و راست کرد

اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے کہ آخر تکلیف اور درد نے ؎ تجھے خوشامد کرنے والا اور سیدھا کر دیا ہے

^2^ ایں گلہ زاں نعمتے کن کت زند ؎ از درِ ما دور و مطرودت کند

یہ شکوہ اُس نعمت کا کر جو تجھے مارے و بھٹکائے ؎ تجھے ہمارے دروازے سے دُور اور مردود کرے

در حقیقت ہر عدو داروئے تست ؎ کیمیائے نافع و دلجوئے تست

حقیقتاً ہر دشمن تیری دوا ہے ؎ تیرے لئے مفید کیمیا اور پسندیدہ ہے

کہ ازو اندر گریزی در خلا ؎ استعانت جوئی از لطفِ خدا

کیونکہ تو اس کی وجہ سے تنہائی کی طرف بھاگتا ہے ؎ اللہ (تعالیٰ) کی مہربانی سے مدد چاہتا ہے

در حقیقت دوستانت دشمنند ؎ کہ ز حضرت دور و مشغولت کنند

حقیقتاً تیرے دوست، دشمن ہیں ؎ کیونکہ تجھے (اللہ کے) دربار سے دور اور بے نیاز کرتے ہیں

ہست حیوانے کہ نامش اُشغر است^3^ ؎ کو بزخمِ چوب زفت و لمتر است

ایک جانور ہے جس کا نام اُشغر ہے ؎ جو لکڑی کی مار سے موٹا اور قوی ہوتا ہے

تاکہ چوبش میزنی بہ می شود ؎ او ز زخمِ چوب فربہ می شود

تو اس کے لکڑی مارتا ہے تو وہ بہتر ہوگا ؎ وہ لکڑی کی چوٹ سے موٹا ہوگا

نفسِ مومن اُشغرے آمد یقیں ؎ کو بزخم و رنج زفت است و سمیں

مومن کا نفس یقیناً اُشغر ہے ؎ جو چوٹ اور رنج سے قوی اور موٹا ہوتا ہے

---

^1^ ہر گہے۔ جب میں اُن کے ساتھ دنیا میں لگتا تھا تو یہ اس قدر ظلم کرتے تھے کہ میں خدا کی طرف رجوع کرتا تھا۔ باز۔ تو اُن کا ظلم مجھے دنیا سے ہٹا کر اللہ کی راہ کی طرف لگا دیتا تھا۔ بندہ می نالد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جب انسان کسی رنج اور مصیبت کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس مصیبت کا شکوہ بیجا ہے یہ مصیبت تو تجھے میری طرف متوجہ کر رہی ہے۔

^2^ ایں۔ شکوہ تو میری اس نعمت سے ہونا چاہیئے جو تجھے مجھ سے بے نیاز بناتی ہے۔ در حقیقت۔ چونکہ دشمن اللہ کی طرف رجوع کا سبب بنتا ہے تو وہ دراصل تیرے لئے نافع اور کیمیا ہے۔ دوستانت۔ انسان کے دوست اس کے حقیقی دشمن ہیں کیونکہ وہ خدا سے غافل بناتے ہیں۔

^3^ اُشغر۔ بالضم و فتح میم مضموم، خار پشت۔ اسی کو اردو میں سیہہ کہا جاتا ہے اس پر اگر لاٹھی ماری جاتی ہے تو وہ بدن کو زیادہ مضبوط اور موٹا کر لیتا ہے۔ اُشغر تو قوی، نفسِ مومن کی روح مصائب جھیل کر زیادہ قوی ہوتی ہے نحیف نہیں ہوتا۔

۶۶۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زیں سبب بر انبیا رنج و شکست [1] | از ہمہ خلقِ جہاں افزوں تر ست
اسی وجہ سے انبیا پر رنج اور تکلیف | دنیا کی تمام مخلوق سے زیادہ ہوتی ہے

تا ز جانہا جانِ شاں شد زفت تر | کہ ندیدند آں بلا قومے دگر
حتیٰ کہ اُن کی روح تمام روحوں سے زیادہ قوی ہو گئی | کیونکہ وہ مصیبت کسی دوسری قوم نے نہیں دیکھی

پوست از دارو بلاکش می شود | چوں ادیم طائفی خوش می شود
چمڑا دوا سے مصیبت جھیلنے والا بن جاتا ہے | طائف کی نری کی طرح عمدہ ہو جاتا ہے

ورنہ تلخ و تیز مالیدی دروُ | گندہ گشتے ناخوش و ناپاک بُو
اگر تو تلخ اور تیز (مسالے) اُس پر نہ ملتا | گندہ اور برا اور بدبودار ہو جاتا

آدمی را پوست نامدبوغ داں | از رطوبت ہا شدہ زشت و گراں
آدمی کو بغیر دباغت کی کھال سمجھ | جو رطوبتوں سے بھدا اور بھاری ہو رہا ہے

تلخ [2] و تیز و مالشِ بسیار دہ | تا شود پاک و لطیف و بامزہ
اُس کو تلخ اور تیز (دوا) دے اور بہت مل | تاکہ پاک اور پاکیزہ اور شاندار بن جائے

ور نمی تانی رضا دہ اے عیار | کہ خدا رنجت دہد بے اختیار
اے مکار! اگر تو نہیں کر سکتا ہے تو راضی ہو جا | کہ خدا تجھے مجبوراً تکلیف میں مبتلا کر دے

کہ بلائے دوست تطہیرِ شماست | علمِ اُو بالائے تدبیرِ شماست
کیونکہ دوست کی مصیبت تمہاری پاکیزگی ہے | اُس کا علم تمہاری تدبیر سے بڑھا ہوا ہے

چوں صفا بیند بلا شیریں شود | خوش شود دارو چو صحت بیں شود
جب صفائی دیکھتا ہے مصیبت شیریں ہو جاتی ہے | جب صحت کو دیکھتا ہے تو دوا اچھی لگتی ہے

بُرد بیند خویش را در عینِ مات | پس بگوید اُقتلونی یا ثقات
وہ عینِ ہار میں اپنی جیت سمجھتا ہے | تو کہتا ہے اے بھروسہ والو! مجھے قتل کر دو

ایں [3] عواں در حقِ غیرے سود شد | لیک اندر حقِ خود مردود شد
یہ سپاہی دوسرے کے لئے مفید بنا | لیکن اپنے حق میں مردود ہو گیا

رحمِ ایمانی ازو ببریدہ شد | کینِ شیطانی برو پیچیدہ شد
ایمانی رحم اُس سے منقطع ہو گیا | شیطانی کینہ اُس پر لپٹ گیا

کارگاہِ خشم گشت و کیں وری | کینہ داں اصلِ ضلال و کافری
وہ غصہ اور کینہ وری کا کارخانہ بن گیا | کینہ کو گمراہی اور کافری کی جڑ سمجھ

[1] زیں سبب: چونکہ انبیاء کی روح کو زیادہ مضبوط بنانا ہوتا ہے لہٰذا اُن کو زیادہ مصائب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پوست: کچے چمڑے پر دوائیں لگا کر جب اُس کو مالیدہ کیا جاتا ہے تو وہ نری بن کر بہت مضبوط ہو جاتا ہے۔ ادیم طائفی: طائف کی بنی ہوئی نری مشہور تھی۔ اگر کچے چمڑے پر تیز دوائیں نہ لگائی جائیں تو وہ سڑ جائے۔ آدمی: انسان کو بھی کچے چمڑے کی طرح سمجھو جو فاسد رطوبتوں کی وجہ سے بدصورت اور بوجھل ہے۔

[2] تلخ و تیز: انسانی جان کی اصلاح کیلئے بھی تلخ و تیز مجاہدے اور عبادات کی مالش کی ضرورت ہے تب وہ پاک اور صاف بنے گا۔ ور نمی تانی: اگر انسان اپنے اختیار سے مجاہدے نہیں کر سکتا ہے تو اُسے آسمانی مصائب پر صبر کرنا چاہیے وہ مصائب اُس کیلئے مجاہدوں کے قائم مقام بن جائیں گے۔ کہ بلائے: انسان کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا کی طرف سے اُس کا ابتلاء اُس کی تطہیر کی تدبیر ہے۔ چوں صفا: جب آسمانی مصائب سے انسان اپنی باطنی صفائی محسوس کرتا ہے تو مصیبت اُس کیلئے شیریں بن جاتی ہے جیسے کڑوی دوا کا حال ہے۔ بُرد بیند: پھر اپنی تخریب میں اپنی تعمیر سمجھتا ہے اور دوستی سے قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

[3] ایں عواں: یہ حکمت معترضہ ہے کہ کافروں کو انکے ظلم کی پادش

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سوال کردنِ شخصے از عیسیٰؑ کہ یا روح اللہ در وجود از ہمہ صعبہا صعب تر چیست و جواب گفتنِ عیسیٰ علیہ السلام

ایک شخص کا حضرت عیسیٰؑ سے دریافت کرنا کہ اے روح اللہ! وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟ اور حضرت عیسیٰؑ کا جواب دینا

گفت عیسیٰؑ را یکے ہُشیار سر[۵۱] — چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

ایک بیدار مغز نے حضرت عیسیٰؑ سے کہا — وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے؟

گفتش اے جاں صعب تر خشمِ خدا — کہ ازاں دوزخ ہمی لرزد چو ما

انہوں نے اس سے فرمایا اے جان! خدا کا غصہ — کہ اُس سے دوزخ (بھی) ہماری طرح لرزتی ہے

گفت زیں خشمِ خدا چہ بُوَد اماں — گفت ترکِ خشمِ خویش اندر زماں

اُس نے کہا خدا کے غصہ سے بچاؤ کی کیا صورت ہے؟ — فرمایا دنیا میں اپنے غصہ کو ترک کر دینا

کظمِ غیظ[۵۲] ست اے پسر خطِّ اماں — خشمِ حق یاد آور و در کش عناں

اے بیٹا! غصہ کو پی جانا امن کا فرمان ہے — اللہ (تعالیٰ) کا غصہ یاد کرے اور باگ کھینچ لے

پس عواں کہ معدنِ ایں خشم گشت — خشمِ زشتش از سبع ہم در گذشت

تو سپاہی جو اس غصہ کی کان بن گیا ہے — اُس کا بُرا غصہ درندے سے بھی بڑھ گیا ہے

چہ امیدستش برحمت جز مگر — باز گردد زاں صفت آں بے ہنر

اُس کو رحم کی کیا امید ہے؟ سوائے اِسکے — کہ وہ بے ہنر اُس عادت سے باز آجائے

گرچہ[۵۳] عالم را ازیشاں چارہ نیست — ایں سخن اندر ضلال افگندنیست

اگرچہ دنیا کو ان سے بے نیازی نہیں ہے — یہ بات گمراہی میں مبتلا کرتا ہے

چارہ نبود ہم جہاں را از چمیں — لیک نبود آں چمیں ماءِ معیں

دنیا کو پیشاب سے بھی بے نیازی نہیں ہے — لیکن وہ پیشاب، جاری پانی نہیں ہوتا ہے

باز گو احوالِ آں خستہ جگر — درمیانِ باغ با رشکِ قمر

اُس خستہ جگر کے احوال پھر بیان کر — باغ میں رشکِ قمر (محبوب) کے ساتھ

قصدِ خیانت کردنِ عاشق و بانگ زدنِ معشوق

عاشق کا خیانت کرنے کا ارادہ کرنا اور معشوق کا چیخ پڑنا

چونکہ تنہایش بدید آں سادہ مرد — زود اُو قصدِ کنار و بوسہ کرد

چونکہ اُس سادہ لوح انسان نے اُس کو اکیلا دیکھا — جلد اُس سے بغلگیر ہونے اور اُس کا بوسہ لینے کا ارادہ کیا

---

۵۱ ہشیار سر۔ عقلمند ہستی۔ وجود صعب تر۔ زیادہ سخت۔ کہ ازاں۔ غضب خداوندی سے دوزخ بھی کانپتی ہے۔ گفت۔ خدا کے غضب سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ انسان اپنی قوتِ غضبیہ پر قابو پالے۔

۵۲ کظم غیظ۔ غصہ کو پی جانا۔ خطِ اماں۔ امن کا عملنامہ۔ دوکش قرآن پاک میں مومنوں کی صفت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ۔ اور جو غصہ کو پی جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں۔ سبع۔ درندہ۔ چہ امید۔ حدیث شریف ہے مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ ۔ جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

۵۳ گرچہ۔ انتظام قائم کرنیکے لئے سپاہیوں کا وجود ضروری ہے۔ یہی بات انکے لئے بڑائی کا سبب ہے کہ اپنے وجود کو ضروری سمجھکر ظلم پر جرأت کرتے ہیں لیکن اُن کی یہ ضرورت انکے لئے تعریف کا سبب نہیں ہو سکتی ہے بہت سی گندی چیزوں کی بھی دنیا کو ضرورت ہے لیکن اس ضرورت کی وجہ سے انکو پاک قرار نہیں دیا جاسکتا۔ چمیں۔ پیشاب۔ ماءِ معیں۔ جاری پانی۔ قصدِ خیانت یعنی اُس عاشق کا اُس محبوب سے بوس و کنار کا ارادہ کرنا۔ سادہ مرد یعنی بھولا عاشق۔

۴۳۶۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بانگ[1] بر وے زد ہیبت آں نگار — کہ مرو گستاخ ادب را ہوش دار
وہ معشوقہ کڑک کر اُس پر چیخی — گستاخی سے (آگے) نہ بڑھ، ادب کا خیال کر

گفت آخر خلوت ست و خلق نے — آب حاضر تشنۂ ہمچوں منے
اُس نے کہا آخر تنہائی ہے اور کوئی نہیں ہے — پانی موجود ہے، پیاسا مجھ جیسا ہے

کس نمی جُنبد دریں جا جز کہ باد — کیست حاضر چیست مانع زیں گشاد
یہاں ہوا کے سوا کوئی نہیں چلتا ہے — کون موجود ہے؟ اِس بے تکلفی سے کون مانع ہے؟

گفت اے شیدا کہ ابلہ بودۂ — ابلہی وز عاقلاں نشنودۂ
اُس نے کہا اے دیوانے! تو بیوقوف ہوا ہے — تو احمق ہے اور تو نے عقلمندوں سے کچھ نہیں سنا ہے

باد را دیدی کہ می جُنبد بداں — باد جُنبانیست اینجا باد راں[2]
تو نے ہوا کو دیکھا ہے کہ وہ حرکت کرتی ہے، سمجھ لے — یہاں کوئی ہوا کو چلانے والا ہوا کو حرکت دینے والا ہے

مروحہ تصریفِ صُنعِ ایزدش — زد بریں باد و ہمی جُنباندش
اللہ (تعالیٰ) کی کارگری کے تصرف کا پنکھا — اِس ہوا پر لگتا ہے اور اُس کو حرکت دیتا ہے

جزوِ بادے کہ بحکمِ ما درست — باد بیزن تا نجنبانی نجست
تھوڑی سی ہوا جو ہمارے ماتحت ہے — جب تک تو پنکھا نہ ہلائے وہ حرکت نہیں کرتی ہے

جُنبشِ ایں جزوِ بادے سادہ مرد — بے تو و بے باد بیزن سر نکرد
اے سادہ (مزاج) انسان! ہوا کے اِس جزو کی حرکت — تیرے بغیر اور پنکھے کے بغیر نہ ہوئی

جُنبشِ بادِ نفس کاندر لب است — تابعِ تصریفِ جان و قالب است
سانس کی ہوائی حرکت جو ہونٹ میں ہے — (وہ) روح اور جسم کے تصرف کے تابع ہے

گاہ[3] دم را مدح و پیغامے کند — گاہ دم را ہجو و دشنامے کند
کبھی وہ (روح جسم) سانس کو مدح اور پیغام بناتا ہے — کبھی سانس کو ہجو اور گالی بنا دیتا ہے

پس بداں احوالِ دیگر بادہا — کہ ز جزوے کُل ہمی بینند نُہا
تو دوسری ہواؤں کے احوال سمجھ لے — کیونکہ عقلیں جزو سے کُل سمجھ لیتی ہیں

باد را حق گہ بہاری می کند — در دَیش زیں لطف عاری می کند
اللہ (تعالیٰ) کبھی ہوا کو بہاری بنا دیتا ہے — ماگھ کے مہینے میں اُس کو اِس لطف سے خالی کر دیتا ہے

---

[1] بانگ: یعنی معشوقہ نے اُس عاشق کو اس بیباکی پر ڈانٹا۔ گفت: عاشق نے کہا تنہائی ہے اور میں وصل کا پیاسا ہوں، صبر کی طاقت کہاں ہے۔ گشاد: خوشی کامیابی۔ اے شیدا: معشوقہ نے کہا۔ باد را دیدی: جب تو ہوا کو چلتا دیکھ رہا ہے تو سمجھ لے کہ ہوا کو چلانے والا موجود ہے۔

[2] باد راں: یعنی اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ وَھُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ یعنی وہی قادرِ مطلق ہے جو بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ لوگوں کو بارش کی آمد کی خوشخبری دیدیں۔ مروحہ: پنکھا۔ جزو: انسانوں کے پاس جو جزوی ہوا ہے وہ بغیر چلانے والے اور پنکھے کے حرکت نہیں کرتی ہے تو اسی طرح کُل ہوا کو سمجھ وہ قدرت کے پنکھے کے بغیر کب حرکت کرے گی۔ بادِ نفس: یہ اِس بات کی دوسری مثال ہے کہ ہوا بغیر چلانے والے کے نہیں چلتی ہے۔ سانس کی ہوا کو بھی روح اور جسم حرکت میں لاتے ہیں۔

[3] گاہ: یعنی روح اور جسم سانس کی ہوا میں اچھائی اور بُرائی کا تصرف کرتے ہیں کبھی اُس کو گالی بنا دیتے ہیں کبھی تعریف کے الفاظ بنا دیتے ہیں۔ نُہا: عقلیں۔ دَے: عالم کی ہوا میں بھی اللہ کے تصرفات ہیں کبھی اُس کو بادِ بہاری بنا دیتا ہے کبھی بادِ سموم۔ عاری: ننگا، خالی۔

680

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بر گروہِ عادؑ صَرصَر می کُند — باز بر ہودؑ ش مُعطّر می کُند
قوم عادؑ پر آندھی بنا دیتا ہے — پھر ہودؑ کے لئے اس کو خوشبودار بنا دیتا ہے

می کُند یک باد را زہر و سَموم — مر صبا را می کند خرّم قدوم
ایک ہوا کو وہ زہر اور لُو بنا دیتا ہے — پُروا کو بابرکت آمد بنا دیتا ہے

بادِ دَم را بر تو بنہاد اُو اَساس — تا کُنی ہر باد را بر وے قیاس
سانس کی ہوا کو اس نے تیری بنیاد بنا دیا — تاکہ تو ہر ہوا کو اُس پر قیاس کرے

دَم نمی گردد سخن بے لُطف و قہر — بر گروہے شہد بر قومے ست زہر
سانس مہربانی اور قہر کے بغیر کلام نہیں بنتا ہے — وہ ایک قوم پر شہد اور ایک قوم پر زہر ہے

مِروحہؑ جنباں پے اِنعامِ کس — وز برائے قہر بر پشّہ و مگس
پنکھا کسی کی نعمت رسانی کیلئے ہلتا ہے — مچھر اور مکھی پر قہر کے لئے (ہلتا ہے)

مِروحہ تقدیرِ ربّانی چرا — پُر نباشد ز امتحان و ز ابتلا
خدائی تقدیر کا پنکھا کیوں — امتحان اور آزمائش سے پُر نہ ہوگا!

چونکہ جُزوِ بادِ دَم یا مِروحہ — نیست اِلّا مُفسِدہ یا مُصلِحہ
چونکہ سانس یا پنکھے کی جزوی ہوا — نہیں ہے، مگر خراب کرنے والی یا ٹھیک کرنے والا

ایں شمال و ایں صبا و ایں دبور — کے بُود از لُطف و از انعام دور
یہ شمالی ہوا اور یہ پُروا اور یہ پچھوا — مہربانی اور انعام سے دور کب ہوگی؟

یک کفِ گندم ز انبارے ببیں — فہم کُن کاں جُملہ باشد ہمچنیں
ڈھیر میں سے ایک مٹھی گیہوں دیکھ لے — سمجھ لے کہ سب ایسے ہی ہوں گے

کُلِ باد از بُرجِ بادِ آسماں — کے جہد بے مِروحہ آں بادراں
آسمان کے ہوائی برج سے کُل ہوا — اُس ہوا چلانے والے کے پنکھے کے بغیر کب چلتی ہے؟

بر سرِ خرمن بوقتِ انتقادؑ — نے کہ فلّاحاں ز حق جویند باد
گہانے کے وقت کھلیان پر — کیا کاشتکار خدا سے ہوا نہیں مانگتے ہیں؟

تا جُدا گردد ز گندم کاہہا — تا بانبارے رَوَد یا چاہہا
تاکہ گیہوں سے بھوسا جُدا ہو جائے — تاکہ گیہوں، ڈھیر میں جائے یا کھتیوں میں

چوں بماند دیر آں بادِ وزاں — جُملہ را بینی بحق لابہ کُناں
جب چلنے والی ہوا میں دیر ہوتی ہے — تو سب کو خوشامد کرتے ہوئے دیکھتا ہے

لہ عاد۔ قوم عاد کے لئے وہ آندھی بنی اور اُس نے اُن کو ہلاک کیا۔ حضرت ہودؑ کے لئے وہ خوشگوار بنی۔ سَموم۔ لُو۔ خرّم مبارک۔ بادِ دَم۔ سانس کی ہوا سے تم دوسری ہواؤں کی باتیں سمجھو تو جَم۔ انسان کے سانس کی ہوا میں بھی وہ موثر ہے کہ کسی کے لئے اُسکو شہد بنا دیتا ہے اور کسی کے لئے زہر، اسی طرح عام ہوا کو سمجھو کہ اُس کو کسی کے لئے انعام بنا دیتا ہے کسی کے لئے اُس کو قہر بنا دیتا ہے۔

ٹہ مِروحہ۔ قدرت کا پنکھا جو اس ہوا کو حرکت دیتا ہے اُس میں بھی قوموں کا ابتلاء اور امتحان ہے۔ چونکہ جبکہ سانس اور پنکھے کی ہوا میں راحت رسانی، یا ایذا رسانی ہے تو لامحالہ کُل ہوا میں بھی یہ تاثیر ہوگی اور اُس کی یہ تاثیریں اللہ کے پنکھے کی پیدا کردہ ہیں۔

سہ انتقاد یعنی دانوں کو بھس سے جدا کرنا۔ فلّاحاں کاشتکاراں۔ کاہہا۔ بھوسہ۔ چاہہا یعنی غلہ کی کھتیاں۔

٦٨١

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہمچنیں در طلقؔ[1] آں بادِ ولاد — گر نیاید بانگِ درد آید کہ داد

اسی طرح دردِ زہ میں وہ پیدائش کی ہوا — اگر نہ آئے، درد کی آواز آئے کہ فریاد ہے

گر نمی دانند کش رانندہ اوست — باد را پس کردنِ زاری چہ خوست

اگر لوگ نہیں جانتے کہ کوئی اس کا چلانے والا ہے؟ — تو ہوا کے سامنے عاجزی کا کیا مطلب؟

اہلِ کشتی ہمچناں جویائے باد — جملہ خواہانش ازاں ربّ العباد

اسی طرح کشتی والے ہوا کے طالب ہیں — اس ربّ العباد سے اس کے خواہاں ہیں

ہمچنیں بر دردِ دنداں ہا ز باد — دفع میخواہی بسوز و اعتقاد

اسی طرح دانتوں کی ٹیس میں دم کے ذریعہ — سوز اور اعتقاد کے ساتھ تو دفعیہ چاہتا ہے

از خدا لابہ کناں آں جندیاں — کہ بدہ بادِ ظفر اے کامراں

خدا سے لشکری خوشامد کرتے ہیں — کہ اے کارساز! کامیابی کی ہوا چلا دے

رقعۂ تعویذ می خواہند نیز — در شکنجہ طلقِ زن از ہر عزیز

نیز تعویذ کا کاغذ مانگتے ہیں — عورت کے دردِ زہ کی تکلیف کے وقت ہر بزرگ سے

پس[2] ہمہ دانستہ اند ایں را یقیں — کہ فرستد باد ربّ العالمیں

تو اس کو یقین کے ساتھ سب جانتے ہیں — کہ دونوں جہان کا رب ہوا کو بھیجتا ہے

پس یقیں در عقلِ ہر دانندہ ہست — اینکہ با جنبندہ جنبانندہ ہست

پس ہر جانکار کی عقل کو یقین ہے — کہ چلنے والی ہوا کا کوئی چلانے والا ہے

گر تو او را می نہ بینی در نظر — فہم کن آں را بہ اظہارِ اثر

اگر تو اس کو نظر سے نہیں دیکھتا ہے — اثر کے ظاہر کرنے سے تو اس کو سمجھ لے

تن بجاں جنبد نمی بینی تو جاں — لیک از جنبیدنِ تن جاں بداں

جسم روح کے ذریعہ حرکت کرتا ہے تو روح کو نہیں دیکھتا ہے — لیکن جسم کے ہلنے سے روح کو سمجھ لے

گفت[3] او گر ابلہم من در ادب — زیرکم اندر وفا و در طلب

اس نے کہا اگر میں ادب کے سلسلے میں بیوقوف ہوں — تو جستجو اور وفاداری میں عقلمند ہوں

گفت ادب ایں بود خود دیدہ شد — آں دگر را خود ہمیدانی تو لُد

اس نے کہا ادب تو یہ تھا جو دیکھ لیا گیا — دوسرے کو تو جھگڑالو خود جانتا ہے

میری وفاداری اور جستجو کی قدر کر کے مجھے مقرب بنا لیجئے۔ ادب ایں بود۔ محبوبہ نے کہا کہ تیرے ادب کی حالت تو یہ تھی جو دیکھ لی گئی اب رہا تیرا وفا اور جستجو کا دعویٰ تو اس کو بھی اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ لُد۔ الدّ کی جمع ہے، جھگڑالو۔

[1] طلق۔ دردِ زہ، ولادت کے وقت اللہ تعالیٰ نے رحم اور کو ہوا سے پھلا دیتا ہے تب بآسانی ولادت ہوتی ہے۔ گر نمی دانند جبکہ یہ تصور ہوتا ہے کہ اس ہوا کا چلانے والا خدا ہے تو اس کے سامنے گریہ و زاری کی جاتی ہے، ورنہ محض ہوا کے سامنے کون گریہ و زاری کرے۔ اہلِ کشتی کشتی والے بھی باد موافق کے لئے خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ دردِ دنداں۔ دانتوں میں درد کے وقت لوگ بزرگوں سے دم کراتے ہیں۔ جندیاں۔ فوج کامیابی کی ہوا کی دعا کرتی ہے۔

[2] پس ہمہ۔ ان تمام واقعات سے معلوم ہوا کہ سب لوگ ہوا کا چلانے والا خدا کو مانتے ہیں۔ پس یقیں۔ سب عقلمندوں کو یقین ہے کہ حرکت کرنے والے کے لئے کوئی ذات حرکت میں لانے والی ہے۔ گر تو۔ اگر تو حرکت دینے والے کو نہیں دیکھ سکتا ہے تو اس کے حرکت دینے سے اس کے موجود ہونے کو سمجھ لے۔ تن بجاں۔ انسان کے جسم کو روح حرکت دیتی ہے لیکن انسان اس روح کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔

[3] گفت او۔ عاشق نے کہا کہ اگر ادب کے سلسلہ میں مجھ سے حماقت ہوئی ہے تو اس سے درگزر کیجئے اور

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خود ادب ایں بود و آں دیگر دنیں — زیں بتر باشد کہ دیدیمش یقیں
خود ادب تو یہ تھا دوسری پوشیدہ (باتیں) — اس سے بدتر ہوگی کیونکہ ہم نے یقین کیسا اگر دیکھ لیا ہے

ہر چہ زیں کوزہ تراود بعد ازیں — یک نمط خواہد بدن جملہ چنیں
اس پیالے سے جو ٹپکتا ہے اس کے بعد — سب اسی طرح کا ہوگا

قصۂ[1] صوفی کہ بخانہ آمد و زن را با بیگانہ دید
اس صوفی کا قصہ جو گھر پر آیا اور اس نے بیوی کو ایک اجنبی کے ساتھ دیکھا

صوفیے آمد بسوئے خانہ روز — خانہ یک در بود و زن با کفش دوز
دن میں ایک صوفی گھر میں آیا — گھر کا ایک دروازہ تھا اور بیوی موچی کے ساتھ تھی

جفت گشتہ با حریف خویش زن — اندراں یک حجرہ از سواس تن
بیوی اپنے یار کے ساتھ ہمبستر تھی — اس ایک حجرے میں بدن کی خواہش کی وجہ سے

چوں بزد صوفی بجد در چاشتگاہ — ہر دو در ماندند نے حیلت نہ راہ
جبکہ چاشت کے وقت صوفی نے کوشش سے دروازہ پیٹا — دونوں عاجز ہوگئے نہ تدبیر تھی نہ راستہ

ہیچ معہودش نہ بد کو آں زماں — سوئے خانہ باز گردد از دکاں
اس کا یہ کبھی معمول نہ تھا کہ وہ اس وقت — دکان سے گھر کو لوٹ آئے

قاصدا[2] آں روز بیوقت آں مروع — از خیالے کرد با خانہ رجوع
اس روز اس خوفزدہ نے قصداً بے وقت — کسی خیال سے گھر واپسی کر دی

اعتماد زن براں کو ہیچ بار — ایں زماں تا خانہ نامد او ز کار
بیوی کو اس پر بھروسہ تھا کہ وہ کبھی بھی — اس وقت کام سے فارغ ہو کر گھر نہیں آیا ہے

آں قیاسش راست نامد از قضا — گرچہ ستار است ہم بدہد سزا
تقدیر سے اس کا وہ قیاس درست نہ ہوا — اگرچہ وہ (خدا) پردہ پوش ہے سزا بھی دیدیتا ہے

چونکہ بد کردی بترس ایمن مباش — زانکہ تخم است و برویاند خداش
جبکہ تو نے بدی کی تو ڈر، مطمئن نہ ہو — کیونکہ وہ بیج ہے اور خدا اس کو اگا دیتا ہے

چند گاہے[3] او بپوشاند کہ تا — آید آخر زاں پشیمانی حیا
بہت سی مرتبہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تاکہ — بالآخر اس شرمندگی سے حیا پیدا ہو جائے

حکایت بر سبیل تمثیل
مثالاً حکایت

---

[1] قصۂ صوفی۔ اس واقعہ نے جس طرح اپنے جرم کے باوجود ڈھٹائی کا ثبوت دیا اسی طرح صوفی کی اس بیوی کی حالت ہے۔ خانہ یعنی گھر کا ایک دروازہ تھا یہ ممکن نہ تھا کہ موچی کو وہ دوسرے دروازے سے نکال دیتی۔ کفش دوز۔ موچی۔ حریف۔ ہم پیشہ، دوست، دشمن۔ وسواس تن یعنی جسمانی شہوت۔ معہود یعنی صوفی کا اس وقت گھر واپس آنے کا دستور نہ تھا۔

[2] قاصدا۔ صوفی جان بوجھ کر بے وقت گھر پر آیا۔ مروع۔ خوفزدہ یعنی اس کو بیوی کی بدچلنی کا اندیشہ تھا۔ اعتماد۔ بیوی کو اطمینان تھا کہ صوفی دکان سے شام کو ہی لوٹتا ہے۔ گرچہ۔ حضرت حق انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے لیکن کبھی سزا کے طور پر رسوا بھی کر دیتا ہے۔

[3] چند گاہے۔ خدا کی ستاری اس لئے ہوتی ہے کہ شاید بندہ شرما کر خود برائی کو چھوڑ دے۔ حکایت۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عموماً پہلی مرتبہ غلطی پر پردہ پوشی کرتا ہے اور گناہ کے بار بار کرنے پر گرفت کرتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں عمرؓ آں شاہ و میرِ مومناں — داد دزدے را بجلادؔ[1] و عواں

جبکہ مومنوں کے شاہ اور امیر عمرؓ نے — ایک چور کو جلاد اور سپاہی کے سپرد کیا

بانگ زد آں دزد کاے میرِ دیار — اوّلیں بارست جرمم زینہار

وہ چور چیخا، کہ اے ملک کے حاکم! — میری خطا پہلی بار ہے، معاف کیجئے

گفت امیرش حاش للہ کہ خدا — بارِ اوّل قہر راند در جزا

اُس سے امیر نے فرمایا، خدا بچائے کہ خدا — پہلی مرتبہ بدلے میں قہر فرمائے

بارہا پوشد پئے اظہارِ فضل — باز گیرد از پئے اظہارِ عدل

وہ فضل کے اظہار کے لئے بارہا پردہ پوشی کرتا ہے — پھر عدل ظاہر کرنے کیلئے گرفت کرتا ہے

تاکہؔ[2] ایں ہر دو صفت ظاہر شود — آں مبشر گردد ایں منذر شود

تاکہ یہ دونوں صفتیں ظاہر ہو جائیں — وہ خوشخبری دینے والی اور یہ ڈرانیوالی بنجائے

بارہا زن نیز آں بد کردہ بود — سہل بگذشت آں و سہلش می نمود

صوفی کی بیوی نے بھی بارہا وہ بدی کی تھی — جو آسانی سے گذر گئی اور اُس کو آسان نظر آئی

آں نمی دانست عقلِ پائے سست — کہ سبو دائم ز جو ناید درست

وہ کمزور عقل والی یہ نہ جانتی تھی — کہ ٹھلیا نہر سے ہمیشہ سالم نہیں لوٹتی ہے

آنچنانشؔ[3] تنگ آورد آں قضا — کہ منافق را کند مرگِ فجا

اُس کو قضا نے ایسا تنگ کیا — جسطرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے

نے طریق و نے رفیق و نے اماں — دست کردہ آں فرشتہ سوئے جاں

نہ راستہ اور نہ ساتھی اور نہ اَمان — فرشتے نے جان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا

آنچناں کہ زن دراں حجرۂ خفا — خشک شد او و حریفش ز ابتلا

جیساکہ عورت اُس خلوت کے حجرے میں — وہ اور اُس کا یار مصیبت میں مبتلا ہو کر خشک ہو گئے

گفت صوفی با دلِ خود کاے دو گبر — از شما کینہ کشم لیکن بصبر

صوفی نے اپنے دل میں کہا کہ اے رذیلو! — میں تم سے بدلہ لونگا لیکن صبر کے ساتھ

لیک نادانستہ آرم ایں نفس — تا نگردد مطلع زیں حال کس

لیکن اِس وقت ناواقف بن جاؤں گا — تاکہ اِس حالت سے کوئی واقف نہ ہو

از شما کینہ کشد پنہاں محق — اندک اندک ہمچو بیماریِ دق

حقدار تم سے خفیہ بدلہ لے گا — آہستہ آہستہ جیساکہ دق کی بیماری

---

[1] جلاد۔ وہ شخص جو مجرموں کو سزا دیتا ہے۔ دیار۔ یعنی ملک۔ اوّلیں۔ یہ میں نے پہلی بار چوری کی ہے معاف کر دیجئے۔ بارہا۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ فضل کے اظہار کے لئے پردہ پوشی کرتا ہے اور پھر اظہارِ عدل کے لئے گرفت کرتا ہے۔

[2] تاکہ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ اپنی دونوں صفتوں کے اظہار کے لئے ہے۔ اللہ کا فضل انسان کو خوشخبری دینے والا ہے اور اُسکا عدل مجرم کو خوف دلانیوالا ہے۔ بارہا۔ بیوی اس سے پہلے بھی یہ گناہ کر چکی تھی اور اللہ کی ستاری نے اُس کی پردہ پوشی کی تھی لیکن وہ یہ نہ سمجھی کہ غلطی ہر بار معاف نہیں کی جاتی ہے۔

[3] آنچنانش۔ اُس بیوی کو قضاءِ خداوندی نے اِسطرح لاچار کر دیا جسطرح اچانک موت منافق کو کرتی ہے اور اُسکو توبہ کا موقع بھی نہیں دیتی ہے۔ فجا۔ فجاءۃ، اچانک۔ نے طریق۔ موت کے منافق کو لاچار کرنیکا بیان ہے۔ حجرہ خفا۔ وہی حجرہ جسمیں وہ چھپے ہوئے تھے۔ کینہ کشم۔ یعنی تم دونوں سے بدلہ لونگا لیکن صبر کے ساتھ لونگا۔ نادانستہ۔ یعنی تمہارے اِس فعل کو اَن دیکھا بناؤں گا تاکہ شور و شر نہ ہو اور محلہ والوں کو اُس کا پتہ نہ چلے۔ از شما۔ دق کی بیماری مریض کو گھلا دیتی ہے اور مریض کو اُس کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

۱۸۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مرد دِق باشد چو یخؔ ہر لحظہ کم
مدقوق، برف کی طرح ہر لحظہ گھٹتا ہے

لیک پندارد بہر دم بہترم
لیکن ہر وقت سمجھتا ہے کہ میں اچھا ہوں

ہمچو کفتارے کہ می گیرندش اُو
بجو کی طرح جس کو گرفتار کرتے ہیں ، وہ

غرّہ آں گفت کایں کفتار کو
وہ اس بات سے دھوکے میں ہے کہ بجو کہاں ہے؟

نیست در سُوراخ کفتار اے عمو
اے چچا! بھٹ میں بجو نہیں ہے

گشتہ اُو مغرور تر زیں گفتگو
وہ اس گفتگو سے (اور) زیادہ دھوکے میں پڑ گیا

ایں ہمی گویند و بندش می نہند
وہ یہ کہتے ہیں اور اس کو پکڑ لیتے ہیں

اُو خوش و آسودہ کز من غافل اند
وہ خوش اور مطمئن ہے کہ مجھ سے غافل ہیں

ہیچ پنہاں خانہ آں زن را نبُود
اس عورت کے چھپنے کی کوئی جگہ نہ تھی

سمچ و دہلیز و رہِ بالا نبُود
نہ خانہ اور ڈیوڑھی اور اوپر کا راستہ نہ تھا

نے تنورے کہ درو پنہاں شود
نہ کوئی تنور کہ اس میں چھپ جائے

نے جوالے کہ حجابِ آں شود
نہ کوئی بورا کہ اس کا پردہ بن جائے

ہمچو عرصۂ پہن روزِ رستخیز
حشر کے دن میدان کی طرح سپاٹ

نے گو و نے پشتہ نے جائے گریز
نہ گڑھا اور نہ دیوار نہ بھاگنے کی جگہ

گفت یزداں وصفِ آں جا حرج
اس تنگی کی جگہ کے لئے خدا نے فرمایا

بہرِ محشر لاَ تَرٰی فِیْہَا عِوَج
محشر کے لئے "تو اس میں کجی نہ دیکھے گا"۔

معشوق را زیرِ چادر پنہاں کردن جہت تلبیس و بہانہ و مکر کہ اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ

تلبیس اور بہانہ اور مکر کے لئے معشوق کو چادر کے نیچے چھپانا کیونکہ بیشک تمہارا مکر بڑا ہے۔

چادرِ خود را بروُ افگند زُود
اس نے جلدی سے اس پر چادر ڈال دی

مرد را زن کرد و در را بر کشُود
مرد کو عورت بنایا اور دروازہ کھول دیا

زیرِ چادر مرد رسوا و عیاں
چادر میں مرد رسوا اور کھلا ہوا

سخت پیدا چوں شتر بر نردباں
پورا ظاہر، جیسا کہ سیڑھی پر اونٹ

از تعجب گفت صوفی چیست ایں
صوفی نے تعجب سے کہا یہ کیا ہے؟

ہرگز ایں را من ندیدم کیست ایں
میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا یہ کون ہے؟

لے یخ: برف آہستہ آہستہ پگھل کر ختم ہو جاتی ہے۔ کفتار: بجو کے شکاری بجو کے بھٹ کے پاس آپس میں زور زور سے کہنے لگتے ہیں کہ بجو بھٹ میں نہیں ہے۔ بجو ان کی باتوں سے مطمئن ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور گرفتار ہو جاتا ہے۔ نیچ: اس گھر میں بیوی کے چھپنے کیلئے کوئی جگہ نہ تھی۔

لے سمچ: پہاڑ کی کھوہ۔ خانہ۔ رہ بالا: زینہ۔ جوال: بورا۔ گو: گڑھا۔ پشتہ: یعنی دیوار۔ گریز: قرآن پاک میں ہے۔ وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَا اَمْتًا۔ اور اے پیغمبر تم سے پہاڑوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو کہدو میرا پروردگار انکو اڑا دیگا اور زمین کو ہموار میدان کر دے گا کہ جس میں تو نہ توموڑ دیکھے گا اور نہ اونچ نیچ۔

سے حرج: تنگی، گناہ۔ عوج: ٹیڑھ۔ چادر: یعنی بیوی نے اس موچی کو چادر اوڑھا دی تاکہ صوفی اسکو مرد کی بجائے عورت سمجھے اور دروازہ کھول کر اسکو نکال دیا۔ زیر چادر: چادر میں وہ مرد نہ چھپ سکا اور اسطرح اسکا مرد ہونا ظاہر تھا جیسا کہ سیڑھی پر اونٹ پوشیدہ نہیں بلکہ ظاہر ہوتا ہے۔ از تعجب: چونکہ صوفی نے طے کر لیا تھا کہ اس واقعہ کو ان دیکھا بنا دیگا تو تعجب سے بیوی سے دریافت

۶۸۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت خاتونیست از اعیانِ شہر ۱ — مَر وُرا از مال و اقبال ست بہر
اُس نے کہا شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک بی بی — جس کا مال اور خوش نصیبی میں حصہ ہے

دَر بہ بستم تا کسے بیگانہٗ — در نیاید زود نا دانانہٗ
میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ کوئی غیر — نادانستگی میں جلدی سے اندر نہ آ جائے

گفت صوفی چیستش ہیں خدمتے — تا بر آرم بے سپاس و منّتے
صوفی نے کہا ہاں اُس کا کام کیا ہے؟ — تاکہ میں بغیر شکر گذاری اور احسان کے کر دوں

گفت میلش ۲ خویشی و پیوستگی ست — نیک خاتونے ست حق داند کہ کیست
اُس نے کہا اُس کی خواہش اپنائیت اور رشتہ کی — بھلی بی بی ہے، خدا جانے کون ہے؟

یک پسر دارد کہ اندر شہر نیست — خوب و زیرک چابک و مکسب کنیست
اُس کے ایک لڑکا ہے، جو شہر میں نہیں ہے — خوبصورت اور عقلمند اور چست اور کماؤ ہے

خواست دختر را ببیند زیر دست — اتفاقاً دختر اندر مکتب ست
اُس نے چاہا کہ لڑکی کو چھپ کر دیکھ لے — اتفاقاً لڑکی مکتب میں ہے

باز گفت ار آرد باشد یا بلوس — می کنم اُو را بجان و دل عروس
پھر اُس نے کہا، وہ آٹا ہے یا بھوسی — میں اُس کو جان و دل سے دلہن بنا لوں گی

گفت صوفی ما فقیر و زاد کم — قوم خاتون مالدار و محتشم
صوفی نے کہا ہم فقیر ہیں اور مال کم ہے — بی بی کی قوم مالدار اور باعزت ہے

کے بود ایں کفوِ ایشاں در زواج — یک دَرِ از چوب و دَرِ دیگر ز عاج
یہ لڑکی، نکاح میں اُن کا جوڑ کہاں ہے؟ — ایک پٹ لکڑی کا اور دوسرا پٹ ہاتھی دانت کا

کفو باید ہر دو جفت اندر نکاح — ورنہ ۳ تنگ آید نماند ارتیاح
نکاح میں دونوں کا جوڑ ہونا چاہیئے — ورنہ شرم آئے گی، آسودگی نہ ہو گی

کے بود ہمرنگ فقر و احتشام — چوں شود ہمجنس یاقوت و رُخام
دولتمندی اور فقر ہمرنگ کب ہوتے ہیں! — یاقوت اور سنگ مرمر ہم جنس کہاں ہیں!

جامہ نیمے اطلس و نیمے پلاس — عیب باشد نزدِ اصحابِ شناس
آدھا کپڑا اطلس اور آدھا ٹاٹ — پہچان والوں کے نزدیک عیب ہوتا ہے

با کبوتر باز کے شُد ہم نفس — کے شود ہمراز عنقا با مگس
باز، کبوتر کا ساتھی کب ہوا ہے؟ — عنقا، مکھی کا ہمراز کب ہوا ہے؟

۱ خاتونیا ز اعیانِ شہر۔ شہر کے بڑے لوگ۔ مروَرا۔ یعنی بہت مالدار اور باعزت عورت ہے۔ دَرْ۔ میں نے دروازہ بند کر دیا تھا تاکہ اچانک کوئی گھر میں نہ آ جائے اور اُسکی بے پردگی اور بے عزتی نہ ہو۔ گفت صوفی نے کہا ایسی معزز عورت ہے تو وہ کس کام کو آئی تھی مجھے بتا تاکہ جلد اُس کا کام کر دوں۔
۲ میلش۔ بیوی نے کہا وہ رشتہ لیکر آئی تھی خواست۔ اُسکے آنیکا مقصد ہماری لڑکی کو دیکھنا تھا۔ باز گفت چونکہ لڑکی مدرسہ گئی تھی اور وہ لڑکی کو نہ دیکھ سکی تو کہنے لگی خواہ بچی کی صورت کیسی ہی ہو میں تو اُنکو اپنی دلہن بناؤں گی۔ گفت صوفی صوفی نے بیوی سے کہا لڑکی بہت غریب گھرانے کی اور لڑکا رئیس گھرانے کا یہ بے جوڑ بات ہے یہ تو ایسا ہی ہے کہ دروازے کا ایک کواڑ لکڑی کا اور ایک کواڑ ہاتھی دانت کا ہو۔
۳ ورنہ۔ اگر میاں، بیوی یکساں نہ ہوں تو اختلاف رہتا ہے۔ ارتیاح۔ راحت پانا۔ کے بود۔ یہ جوڑ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ فقیر اور دولت مندی کا جوڑ یا یاقوت اور سنگ مرمر کا جوڑ۔ جامہ اطلس میں ٹاٹ کا پیوند عقلمندوں کے نزدیک برا ہے۔ با کبوتر۔ کبوتر اور باز کا عنقا اور مکھی کا کوئی جوڑ نہیں ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفتنِ زن کہ او در بندِ جہاز نیست مرادِ او ستر و صلاح ست
بیوی کا کہنا کہ وہ جہیز کے فکر میں نہیں ہے اس کا مقصد پردہ پوشی اور نیکی ہے

و جواب گفتنِ صوفی آں سرِّ پوشیدہ را
اور صوفی کا اُس پوشیدہ راز کا جواب دینا

گفت گفتم من چنیں عذرے و او — گفت نے من نیستم اسباب جو
اُس (بیوی) نے کہا، میں نے اس طرح کا عذر کیا اور اُس نے — کہا، نہیں، میں سامان کی جستجو میں نہیں ہوں

ما ملولیم از قماش و زر و سیم — فارغیم و تخمہ از مالِ عظیم
ہم تو کپڑے اور سونے اور چاندی سے اُکتا گئے ہیں — ہم بے نیاز ہیں اور زیادہ دولت سے پیٹ بھرے ہیں

ما ز مال و زر ملول و تخمہ ایم — ما بحرص و جمع نے چوں عامہ ایم
ہم مال اور سونے سے اُکتائے ہوئے اور پیٹ بھرے ہیں — ہم عوام کی طرح لالچ اور جوڑنے میں نہیں ہیں

قصدِ ما ستر ست و پاکی و صلاح — در دو عالم خود بداں باشد فلاح
ہمارا مقصد پردہ پوشی اور پاکی اور نیکی ہے — دونوں جہان میں اسی سے نجات ہے

باز صوفی عذرِ درویشی بگفت — واں مکرر کرد تا نہ بود نہفت
صوفی نے پھر افلاس کا عذر کیا — اور اُس کو دہرایا، تاکہ چھپا نہ رہے

گفت زن من ہم مکرر کردہ ام — بے جہازی را مقرر کردہ ام
بیوی نے کہا میں بھی دہرا چکی ہوں — بے سروسامانی کو واضح کر چکی ہوں

اعتمادِ اوست راسخ تر ز کوہ — کز صد فقرش نمی آید شکوہ
اُس کا ارادہ پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہے — سو افلاس سے بھی اُس کو ڈر نہیں ہے

او ہمی گوید مرادم عفت ست — از شما مقصود صدق و ہمت است
وہ یہی کہتی ہے کہ میرا مقصد پاکدامنی ہے — تم سے (میرا) مقصود سچائی اور باطنی توجہ ہے

گفت صوفی خود جہاز و مالِ ما — دید و می بیند ہویدا بے خفا
صوفی نے کہا اس نے ہمارا سامان اور مال — دیکھ لیا ہے اور صاف بغیر کسی پوشیدگی کے دیکھتی ہے

خانۂ تنگے مقام یک تنے — کہ درو پنہاں نماند سوزنے
تنگ گھر، ایک شخص کی جگہ — کہ جس میں ایک سوئی بھی نہ چھپ سکے

ے
نہاں لہو لیے جہیز کے طالب نہیں ہیں وہ تو پردہ پوشی اور نیکی کے طلبگار ہیں۔ اور صوفی نے اسکو طنزاً جواب دیا۔ ماملوئیم۔ بیوی نے کہا وہ عورت کہتی تھی کہ ہم تو دولت سے عاجز آگئے ہیں ہمارے یہاں جو دولت ہے وہی ہماری پریشانی ہے۔ مازمال۔ بیوی نے کہا وہ عورت یہ بھی کہہ رہی تھی کہ ہم عوام کی طرح مال کے لالچی اور حریص نہیں ہیں۔ ۴ قصدِ ما۔ ہم تو ایسی لڑکی چاہتے ہیں جو پردہ نشین اور نیک ہو دونوں جہانوں میں اچھی چیزوں سے بھلائی حاصل ہوتی ہے۔ باز صوفی۔ صوفی نے پھر اپنی تنگدستی کا اظہار کیا تاکہ بات چھپی نہ رہے۔ گفت زن۔ بیوی نے صوفی سے کہا میں اپنی غربت خوب بیان کر چکی ہوں لیکن وہ اپنی بات پر قائم ہوئی ہے۔ اور ہماری غربت سے نہیں گھبراتی ہے۔ او ہمی گوید۔ وہ برابر یہی کہتی ہے کہ ہم تمہارے مال کے پیشِ نظر رشتہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ تمہاری سچائی اور دعاؤں کی وجہ سے کر رہے ہیں۔ ۵ گفت صوفی۔ صوفی نے اب تک تو ایسا طرزِ کلام اختیار کر رکھا تھا جس سے بیوی یہ نہ سمجھے کہ وہ اُس کی خباثت سے باخبر ہو گیا ہے اب آئندہ گفتگو میں اُس

نے ایسے طنزیہ فقرے استعمال کیے جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ بیوی کی بدچلنی سے واقف ہو گیا ہے۔ خانہ۔ یعنی اُس نے یہ تو دیکھ ہی لیا ہے کہ ہمارا گھر ایسا مختصر ہے کہ اس میں سوئی بھی نہیں چھپ سکتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بازِ سترو پاکی و زُہد و صلاح | اُو زما بہ داند اندر انتصاح
پھر پردہ پوشی اور پاکی اور زہد اور نیکی | نصیحت پکڑنے میں وہ ہم سے بہتر جانتی ہے

بہ زما می داند اُو احوالِ ستر | و ز پس و پیش و سر و دنبالِ ستر
پردہ پوشی کے احوال وہ ہم سے بہتر جانتی ہے | اور پردہ پوشی کا آگا پیچھا اور سر اور پیر

بے جہازی خود عیاں ہمچوں خور ست | و ز صلاح و ستر اُو واقف تر ست
بے سروسامانی سورج کی طرح خود ظاہر ہے | نیکی اور پردہ پوشی سے وہ زیادہ واقف ہے

ظاہر آ اُو بے جہاز و خادم ست | و ز صلاح و ستر اُو خود عالم ست
ظاہر ہے کہ وہ (لڑکی) بغیر جہیز اور خادم کے ہے | اور اسکی نیکی اور پردہ پوشی کو وہ (بی بی) خود جانتی ہے

شرحِ مستوری زبابا شرط نیست [2] | چوں بر اُو پیدا چو روزِ روشن ست
(اُس لڑکی کی) پردہ پوشی کی تشریح باپ کیجانب سے ضروری نہیں ہے | چونکہ اُس (بی بی) پر روزِ روشن کی طرح واضح ہے

ایں حکایت را بداں گفتم کہ تا | لاف کم بافی چو رسوا شُد خطا
یہ قصہ میں نے اس لئے کہہ دیا ہے، تاکہ | جب غلط کاری رسوا ہوگئی ہو تو شیخی نہ بگھارے

مر ترا ہم اے بدعویٰ مستزاد | ایں بُد سنت اجتہاد و اعتقاد
اے بلند بانگ دعوے والے! تیرا بھی | یہی اجتہاد اور اعتقاد تیرے پاس ہے

چوں زنِ صوفی تو خائن بودہ | دامِ مکر اندر دغا بکشودہ
صوفی کی بیوی کی طرح تو بھی خائن ہے | تو نے دغا بازی میں مکر کا جال پھیلایا ہے

کہ ز ہر ناشستہ روئی گپ زنی | شرم داری و ز خدای خویش نی
کہ ہر بُرائی کے بارے میں تو گپیں مارتا ہے | تو شرم کرتا ہے اور اپنے خدا سے نہیں کرتا ہے

بیانِ آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن حق را چیست [3]

اِس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کو بصیر اور سمیع اور علیم کہنے کا مقصد کیا ہے

از پئے آں گفت حق خود را بصیر | کہ بُود دیدِ ویت ہر دم نذیر
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بصیر اسی لئے فرمایا ہے | تاکہ اس کا تجھے دیکھنا ہر وقت نذیر ہے

از پئے آں گفت حق خود را سمیع | تا بہ بندی لب ز گفتارِ شنیع
اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو سننے والا اسلئے فرمایا ہے | تاکہ تو بُری گفتگو سے ہونٹ بند کرلے

---

[1] باز۔ اب رہی پاکی اور نیکی کی بات تو اگر اُس کو نصیحت حاصل کرنی ہے تو وہ ہم سے بھی زیادہ جانتی ہے۔ می داند۔ اسکو ہمارے پردے کا حال تو بہت اچھی طرح معلوم ہوگیا ہے۔ بے جہازی۔ ہماری بے سروسامانی اور نیکی اور پردے سے اچھی طرح واقف ہوچکی ہے ظاہراً لڑکی کا بے جہیز اور بغیر خادم کے ہونا تو ظاہر تھا ہی اب وہ نیکی اور پردہ پوشی سے بھی واقف ہوگئی ہے۔

[2] شرح مستوری۔ لڑکی کی پردہ پوشی کو باپ کیا بیان کرے اُس سے وہ خود واقف ہوچکی ہے اور یہ بات روزِ روشن کی طرح اُس پر کھل گئی ہے۔ ایں حکایت۔ باغ والی معشوقہ نے عاشق کو یہ قصہ سنا کر کہا کہ یہ قصہ میں نے تجھے اسلئے سنایا ہے کہ جب تیری بے ادبی کھل گئی ہے تو وفاداری وغیرہ کے دعوے نہ کر۔ مر ترا۔ اُس معشوقہ نے اُس عاشق سے کہا کہ تیری حالت اُسی صوفی کی بیوی کی سی ہے اور صوفی کی بیوی کیطرح تو بھی خائن ہوتے ہوئے مکر اور دغا کا جال بچھا رہا ہے اور ہر عیب سے اپنے آپ کو بری ظاہر کر رہا ہے تو لوگوں سے شرماتا ہے اور خدا سے نہیں شرماتا۔

[3] بیان۔ چونکہ عاشق نے معشوقہ کو تنہا پا کر زیادتی کرنا چاہی اور اسکو یہ نہیں سوجھا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے اور وہ علیم ہے اُسکے احاطۂ علمی سے کوئی واقعہ باہر نہیں رہ سکتا، وہ بصیر ہے اُسکی بصارت سے کوئی چیز نہیں چھپ سکتی ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کی بحث شروع کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اسماء صفاتی جن صفات کے بنے ہیں وہ صفت حضرتِ حق تعالیٰ میں بدرجۂ اتم موجود ہے۔ سمیع۔ اللہ تعالیٰ سمیع ہے وہ سب کچھ سنتا ہے تو اسکا تقاضہ ہے کہ انسان اپنی زبان سے کوئی بُری بات نکالے اور یہ سمجھے کہ جو کچھ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو سنتا ہے۔

از پئے آں گفت حق خود را علیم
تا نیندیشی فسادے تو زِ بیم

اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو جاننے والا اسی لئے فرمایا
تاکہ ڈر کر تو کوئی بُری بات نہ سوچے

نیست اینہا بر خدا اسمِ علم[۱]
کہ سیہ کافور دارد نام ہم

یہ نام خدا کی محض شناخت کے لئے نہیں ہیں
کیونکہ حبشی کا نام کافور بھی ہوتا ہے

اسمِ مشتق ست از اوصافِ قدیم
نے مثالِ علتِ اولیٰ سقیم

یہ نام قدیم صفات سے بنے ہیں
(اللہ تعالیٰ) علتِ اولیٰ کی طرح ناقص نہیں ہے

ورنہ[۲] تسخر باشد و طنز و دہا
کر را سامع ضریراں را ضیا

ورنہ مذاق اور طنز اور مکر ہوگا
بہرے کو سننے والا اور اندھوں کو روشنی (والا کہنا)

یا علم باشد حیی نامِ وقیح
یا سیاہ و زشت را نامِ صبیح

یا کسی بے شرم کا نام، حیادار ہو
یا کالے اور بدصورت کا نام حسین (ہو)

طفلکِ نوزادہ را حاجی لقب
یا لقب غازی نہی بہرِ نسب

نئے پیدا ہوئے ننھے بچے کا حاجی لقب
یا غازی لقب نسب کی وجہ سے تو رکھ دے (مناسب)

گر بگویند ایں لقبہا در مدیح
چوں ندارد آں صفت نبود صحیح

(لیکن) اگر تعریف کے موقع پر یہ القاب بیان کئے
جبکہ اُس میں وہ خوبی نہیں ہے تو درست نہیں ہے

تسخر و طنزے بود آں یا جنوں
پاک حق عما یقول الظالمون

مذاق اور طنز یا پاگل پن ہوگا
اللہ (تعالیٰ) اُس سے پاک ہے جو ظالم کہتے ہیں

من ہمی دانستمت پیش از وصال
کہ نکو روئی ولیکن بدخصال

میں ملنے سے پہلے ہی تجھے سمجھ گئی تھی
کہ تو اچھی صورت والا ہے لیکن بدعادت ہے

من[۳] ہمی دانستمت پیش از لقا
کز ستیزہ راسخی اندر شقا

میں تیرے بارے میں ملاقات سے پہلے جان گئی تھی
کہ تو جھگڑالو ہونے کی وجہ سے بدبختی میں پختہ ہے

چونکہ چشمم سرخ باشد در عمش
دانمش زاں درد گر کم بینمش

جب آنکھیں مولکھنے میں میری آنکھیں سُرخ ہوں
میں اسکو اس درد سے جان جاتی ہوں اگرچہ اسکو نہیں دیکھتی ہوں

بے حیا۔ جتیح: حسین۔ طفلک۔ باپ کے حاجی یا غازی ہونے کی وجہ سے کسی بچہ کا نام حاجی یا غازی محض پہچان کے لئے رکھ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ گر بگویند۔ اگر یہی الفاظ اُس بچہ کی تعریف میں بولے جائیں جس میں وہ صفت نہیں ہے تو یہ محض ایک مذاق ہوگا ——— ۳ من ہمی معشوقہ نے اُس عاشق سے کہا میں تجھ سے پہلے سمجھ گئی تھی کہ تو بدبختی ہے۔ چونکہ کسی چیز کا مشاہدہ ہی علم کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اُس چیز کے آثار سے بھی علم حاصل ہو جاتا ہے، آنکھیں دُکھنے میں جب سُرخ ہو جاتی ہیں اگرچہ سرخی کو انسان نہیں دیکھتا ہے لیکن درد سے سمجھ جاتا ہے کہ آنکھیں سُرخ ہیں۔

---

۱ اسمِ عَلَم۔ وہ نام ہوتا ہے جو محض ہستی کی شناخت کیلئے رکھ دیا جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ اُس ہستی میں وہ صفت موجود ہے یا نہیں جس سے وہ اسم بنا ہے۔ جیسے حبش کے رہنے والے کا نام کافور رکھ دیا جاتا ہے حالانکہ اُس حبشی میں نہ کافور کی سی سفیدی ہے نہ خوشبو۔ اسمِ مشتق است۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء اُس کی قدیم صفات سے بنے ہیں جن میں اُن صفات کے معانی موجود ہیں سمیع صفتِ سمع سے بنا ہے اور اُس میں قوتِ سماع موجود ہے اسی طرح علیم صفت علم سے بنا ہے اللہ تعالیٰ صفتِ علم سے متصف ہے۔ نے مثال۔ فلاسفہ حضرت حق سبحانہٗ کو علتِ اولیٰ قرار دیتے ہیں اور اُس سے صرف معلولِ اول کا ثبوت بطریق وجوب مانتے ہیں مولانا فرماتے ہیں کہ حضرتِ حق علتِ اولیٰ کی طرح نہیں ہے کہ اُس سے صرف معلولِ اول کا تعلق ہو اور وہ بھی بر سبیل وجوب بلکہ تمام اشیاء کا صرف وہی خالق ہے اور انہی تمام صفات سے متصف ہے اور وہ تمام کائنات کی علت ہے اور اسکی صفات کا تعلق بھی تمام کائنات سے ہے۔

۲ ورنہ۔ اگر اللہ تعالیٰ کو اس صفت سے متصف نہ مانا جائے جس سے اسم دمعنی بنا ہے تو یہ محض تمسخر ہوگا بہرے کو سمیع کہنا، اندھے کو ضیاء کہنا مذاق ہے جیسی حیادار و قبیح۔

۶۸۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تو[1] مرا چوں برّہ دیدی بے شُباں
تو نے مجھے بلا گڈریے والی بکری کا بچہ سمجھا

تو گماں بُردی ندارم پاسباں
تو نے خیال کیا کہ میرا کوئی نگہبان نہیں ہے

عاشقاں از درد زاں نالیدہ اند
عاشق درد میں اسی وجہ سے روتے ہیں

کہ نظر نا جائگہ مالیدہ اند
کہ بے موقع نظر بازی کرتے ہیں

بے شُباں دانستہ اند آں ظبی را
انھوں نے اُس ہرنی کو بے محافظ سمجھا

رائگاں دانستہ اند آں سبی را
انھوں نے اُس قیدی کو مفت جانا

تا ز غیرت تیر آمد بر جگر
یہاں تک کہ غیرتِ خداوندی سے جگر پر تیر لگا

کہ منم حارس گزافہ کم نگر
کہ میں نگہبان ہوں، بیہودہ نگاہ نہ ڈال

کے کم از برّہ کم از بز غالہ ام
میں بکری اور بھیڑ کے بچے سے کم کب ہوں

کہ نباشد حارس از دُنبالہ ام
کہ میرے پیچھے نگہبان نہ ہوگا

حارسے[2] دارم کہ مُلکش می سزد
میں وہ نگہبان رکھتی ہوں جس کو حکومت سزاوار ہے

داند آں بادے کہ بر من می وزد
وہ اُس ہوا کو (بھی) جانتا ہے جو مجھ پر چلتی ہے

سرد بُود آں باد یا گرم آں علیم
وہ جانتا ہے کہ وہ ہوا ٹھنڈی تھی یا گرم

نیست غافل نیست غائب اے سقیم
اے بیمار! وہ نہ غافل ہے، نہ غائب ہے

نفسِ شہوانی ندارد نورِ جاں
شہوت والا نفس روح کا نور نہیں رکھتا ہے

من بدل کوریت می دیدم عیاں
میں دل کے ذریعہ تیرے اندھے پن کا مشاہدہ کر رہی

نفسِ شہوانی ز حق کر است و کور
شہوت والا نفس اللہ تعالٰی سے بہرا اور اندھا ہے

من بدل کوریت می دیدم ز دور
میں نے دل کے ذریعہ دور سے تیرے اندھے پن کو دیکھ رہی تھی

ہشت[3] سالت زاں نپرسیدم بہیچ
اسی وجہ سے آٹھ سال سے میں نے تجھے نہیں پوچھا

کہ پُرت دیدم ز جہل و پیچ پیچ
کیونکہ میں نے تجھے نادانی اور پیچ پیچ سے پُر دیکھ لیا تھا

خود چہ پُرسم زانکہ اُو باشد تتوں
جو بھٹی میں ہو اُس کے بارے میں کیا پوچھوں

کہ تو چُونی چُوں بُود اُو سرنگوں
کہ تو کیسا ہے؟ جبکہ وہ اوندھا ہے

مثل آنکہ گلخن دنیٰ و تقویٰ حمّام و توانگراں سرگیں کشانند

اس کی مثال کہ دنیا بھٹی اور تقویٰ حمام اور مالدار اُپلے ڈالنے والے ہیں

کاملین گیل صاف کر کے نکلتے ہیں تو دنیا کا مال بھٹی کے ایندھن کی طرح ہے اور دنیادار بھٹی روشن کرنے والوں کی طرح ہیں اور متقی حمام میں نہانے والوں کی طرح ہیں۔

[1] تو مرا: معشوقہ نے اُس عاشق سے کہا کہ تُو نے مجھے بے رکھوالا..... بکری کا بچہ سمجھا اور مجھے بغیر نگہبان کے جانا۔ گزافہ۔ نظر بازوں کا رونا دھونا اُنکے گناہ کی سزا ہے۔ ظبی۔ یعنی معشوقہ۔ سبی۔ قیدی عورت۔ غیرت۔ یعنی غیرت خداوندی۔ حارس۔ نگہبان۔ برّہ۔ بکری کا بچہ۔ بز غالہ۔ پہاڑی بکری۔

[2] حارسے۔ یعنی میرا محافظ وہ خدا ہے جو علیم و خبیر ہے وہ اُس ہوا کو بھی جان لیتا ہے جو میرے اوپر سے گذرتی ہے۔ نفسِ شہوانی۔ تیرا نفس شہوت پرست ہے جس میں روح کا کوئی نور نہیں ہوتا ہے اور وہ اللہ کے معاملہ میں اندھا بہرا ہوتا ہے۔

[3] ہشت۔ تو آٹھ سال سے میرے فراق میں ہے چونکہ میں سمجھتی تھی کہ تو جہل اور نادانی سے پُر ہے لہٰذا میں نے تیری کوئی پروا نہیں کی۔ خود۔ جو شخص خود تباہی کی بھٹی میں گرا ہو اُس کے احوال معلوم کرنا بے وقوفی ہے۔ تون۔ بھٹی کا دھندلکا۔ مثل۔ حمام میں پانی گرم کرنے کے لئے بھٹی بنائی جاتی ہے جس میں گوبر اور کوڑا کرکٹ جلایا جاتا ہے حمام کے خدمتگار اُس بھٹی میں گوبر وغیرہ لا کر ڈالتے ہیں اور گندے رہتے ہیں حمام میں نہانے والے اپنے بدن

۹۹۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شہوتِ دنیا مثالِ گلخن ست — کہ ازو حمامِ تقویٰ روشن ست
دنیا کی شہوت بھٹی جیسی ہے — جس سے پرہیزگاری کا حمام روشن ہے

لیکن[1] قسمِ متقی زیں تون صفا ست — زانکہ در گرمابہ است و در نقا ست
لیکن اِس بھٹی سے متقی کا حصہ صفائی ہے — کیونکہ وہ حمام میں ہے اور پرہیزگاری میں ہے

اغنیا ماننده سرگیں کشاں — بہرِ آتش کردنِ گرمابہ داں
مالداروں کو، اُپلے لانے والوں کی طرح — حمام کو گرمانے کے لئے، سمجھ

اندر ایشاں حرص بنہادہ خدا — تا بود گرمابہ گرم و با نوا
اللہ (تعالیٰ) نے اُن میں حرص رکھدی ہے — تاکہ حمام گرم اور پُر رونق ہو

ترکِ ایں تون گیر و در گرمابہ راں — ترکِ تون را عینِ آں گرمابہ داں
اِس بھٹی کو چھوڑ اور حمام میں جا — بھٹی کو چھوڑنا، بعینہ حمام سمجھ

ہر[2] کہ در تون ست اُو چوں خادم ست — مر ورا کہ صابر ست و حازم ست
جو بھٹی میں ہے وہ خادم جیسا ہے — اُس شخص کے لئے جو صابر اور محتاط ہے

ہر کہ در حمام شد سیمائے اُو — ہست پیدا بر رُخِ زیبائے اُو
جو شخص حمام میں چلا گیا، اُس کی علامت — اُس کے حسین چہرے پر ظاہر ہے

تونیاں را نیز سیما آشکار — از لباس و از دُخان و از غبار
بھٹی والوں کی علامت بھی ظاہر ہے — کپڑوں اور دھوئیں اور غبار سے

ور نہ بینی رُوش بُویش را بگیر — بُو عصا آمد برائے ہر ضریر
اگر تو اُس کا چہرہ نہیں دیکھتا ہے اُس کی بُو لے — بُو، ہر اندھے کی لاٹھی ہے

گر[3] نداری بُو در آرش در سخن — از حدیثِ نو بداں رازِ کہن
اگر تجھے سونگھنا نہیں آتا، اُس سے بات کر — نئی بات سے پُرانا راز سمجھ لے

پس بگوید تونیِ صاحب ذہب — بست سلہ چرک بُردم تا بشب
سونے کا مالک، بھٹی والا کہتا ہے — میں رات تک گوبر کے بیس ٹوکرے اٹھا لے گیا ہوں

حرصِ تو چوں آتش ست اندر جہاں — باز کردہ ہر زبانہ صد دہاں
دنیا میں تیری حرص آگ کی طرح ہے — ہر شعلہ نے سو منہ پھیلا رکھے ہیں

پیشِ عقل ایں زر چو سرگیں ناخوش ست — گرچہ چوں سرگیں فروغِ آتش ست
عقل کے نزدیک یہ سونا گوبر کی طرح بُرا ہے — اگرچہ وہ گوبر کی طرح آگ کی چمک والا ہے

---

[1] لیکن - بھٹی اس دنیا کے حمام سے پاک و صاف بنکر نکلتا ہے گرمابہ - حمام - اندر ایشاں دنیا داروں میں دولت کی حرص نہ ہوتی تو یہ بھٹی گرم نہ ہوتی ترک - ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بھٹی کا رُخ نہ کرے حمام میں داخل ہو۔

[2] ہر کہ - دنیا داروں نے اہلِ تقویٰ کو دنیا کے کاموں سے فارغ کر دیا ہے ورنہ اُن کو خود مصروف ہونا پڑتا تو گویا دنیا دار متقیوں کے خدمت گذار اور خادم ہیں۔ در حمام شد - تقوے کے آثار چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ تونیاں - دنیا داروں کے احوال اُن کی علامتوں سے پہچان لئے جاتے ہیں۔ ورنہ - اگر تم میں یہ استعداد نہیں ہے کہ دنیا داروں کے چہرے سے اُن کے احوال پڑھ لو تو بوش یعنی اُن کی عادتوں سے اُن کے احوال سمجھ لو۔ بُو - اندھا چونکہ نہیں دیکھ سکتا ہے وہ خوشبو سے چیز کی حقیقت سمجھ لیتا ہے۔

[3] گر نداری بو - اگر تم اُن کی عادتوں سے اُن کے احوال سمجھنے کی استعداد نہیں رکھتے ہو تو اُن کی گفتگو سے اُن کے احوال سمجھ لو۔ پس بگوید - مالدار، دنیا دار کہے گا کہ آج میں نے بیس ٹوکرے گوبر کمایا۔ حرصِ تو - حرص سے بھی ایسے ہی شعلے پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ گوبر کے اُپلوں سے۔ پیشِ عقل - عقلمند گوبر اور سونے کو برابر سمجھتا ہے کیونکہ وہ بھی آتشِ حرص کو اسی طرح فروغ دیتا ہے جس طرح گوبر آگ کو فروغ دیتا

[illegible]

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آفتابے کہ دم از آتش زند — چرکِ تر را لائقِ آتش کند
سورج جو آگ کا دم بھرتا ہے — تر گوبر کو آگ کے قابل بناتا ہے

آفتاب[1] آں سنگ را ہم کرد زر — تا بتونِ حرص افتد صد شرر
سورج نے پتھر کو بھی سونا بنایا ہے — تاکہ لالچ کی بھٹی میں سو چنگاریاں پیدا ہوں

آنکہ گوید مال گرد آوردہ ام — چیست یعنی چرک چندیں بردہ ام
جو یہ کہتا ہے کہ میں نے مال جمع کیا ہے — کیا ہے؟ یعنی اتنا گوبر حاصل کیا ہے

ایں سخن گرچہ رسوائی فزاست — در میانِ تونیاں زیں فخر ہاست
یہ بات اگرچہ رسوائی میں اضافہ کرنے والی ہے — بھٹی والوں میں اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے

کہ تو شش سلہ کشیدی تا بشب — من کشیدم بست سلہ بے کرب
کہ تو نے رات تک چھ ٹوکرے حاصل کئے — میں نے آسانی سے بیس ٹوکرے کمائے

آنکہ[2] در توں زاد و پاکی را ندید — بوئے مشک آرد برو رنجے پدید
جو بھٹی میں پیدا ہوا اور اس نے پاکی نہیں دیکھی — مشک کی خوشبو اس میں مرض پیدا کر دے گی

گر بتوں انباز خواہی بود تو — زیں زیاں ہرگز نہ بینی سود تو
اگر تو بھٹی کا شریک بنے گا — اس نقصان کی بجائے تو کبھی نفع نہ حاصل کریگا

قصہ[3] آں دباغ کہ در بازارِ عطاراں از بوئے عطر بیہوش شد

اس کھال رنگنے والے کا قصہ جو عطر فروشوں کے بازار میں عطر کی خوشبو سے بیہوش ہو گیا

آں یکے دباغ در بازار شد — تا خرد آنچہ ورا درکار بد
ایک چمڑا رنگنے والا بازار گیا — تاکہ جو اسے درکار تھا وہ خریدے

ناگہاں افتاد بیہوش و خمید — چونکہ در بازارِ عطاراں رسید
اچانک بے ہوش ہو کر گر گیا اور جھک گیا — جیسے ہی وہ عطر فروشوں کے بازار میں پہنچا

بوئے عطرش زد ز عطارانِ راد — تا بگردیدش سر و برجا فتاد
سخی عطاروں کی طرف سے اسکو عطر کی خوشبو لگی — یہاں تک کہ اس کا سر چکرایا اور وہیں گر گیا

ہمچو مردار اوفتاد و بے خبر — نیم روز اندر میانِ رہگذر
مُردے کی طرح گر گیا اور بیہوش — دوپہر میں سڑک کے درمیان

ہو تی ہے اسی طرح کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔ دَبّاغ۔ کچا چمڑا رنگنے والے۔ عطّار۔ عطر فروش۔ راد۔ حکیم، سخی، عقلمند۔ نیم روز۔ دوپہر۔

[1] آفتاب۔ سورج کی گرمی ہی تر گوبر کو خشک کر کے آگ سے جلنے والا بناتی ہے۔ سورج ہی پتھر کو گرما کر اس کی رگوں میں سونا پیدا کرتا ہے تاکہ وہ سونا حرص کی بھٹی میں پہنچ کر حرص کی چنگاریوں کو فروغ دے۔ آنکہ۔ جو دنیا دار یہ کہہ رہا ہے کہ اس نے مال جمع کیا ہے تو اس نے دراصل آتشِ حرص کے لئے گوبر جمع کیا ہے۔ ایں سخن۔ گوبر جمع کرنا اگرچہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے لیکن بھٹی والوں میں یہ فخر ہے۔ وہ فخریہ ایک دوسرے کے مقابلہ میں کہتے ہیں کہ تو نے چھ ٹوکرے گوبر جمع کیا ہے تو میں نے بیس ٹوکرے جمع کئے ہیں، یہی دنیا داروں کی حالت ہے۔

[2] آنکہ۔ جس شخص کا نشو و نما بھٹی کے ماحول میں ہوا ہے اس کیلئے گوبر کی بدبو خوش کن ہوگی اگر تم اس کو مشک سونگھاؤ گے تو اس سے اسے تکلیف پہنچے گی گر تو بہ۔ اگر تم بھی اس کے اس بھٹی کے کاروبار میں شریک ہو جاؤ گے تو سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکو گے۔ دنیا داروں کی صحبت میں تمہاری بھی وہی حالت ہو جائے گی جو ان دنیا داروں کی ہے۔

[3] قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جیسی صحبت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جمع آمد خلق بر وے آں زماں — جملگاں لاحول خواں درماں[۱] کناں
اسوقت لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے — سب لاحول پڑھتے ہوئے، علاج کرتے ہوئے

آں یکے کف بر دلِ اُو می براند — وز گلاب آں دیگرے بر وے فشاند
ایک اُس کے دل پر ہاتھ پھیرتا تھا — دوسرا اُس پر گلاب چھڑکتا تھا

اُو نمی دانست کاندر مرتعہ — از گلاب آمد وَرا آں واقعہ
وہ یہ نہ جانتا تھا کہ چراگاہ میں — یہ حادثہ اُس کو گلاب سے پیش آیا ہے

آں یکے دستش ہمی مالید و سر — واں دگر کہگل ہمی آورد تر
ایک اُس کا ہاتھ اور سر ملتا تھا — دوسرا مٹی تر کرکے لاتا تھا

آں بخور و عود و شکر زد بہم — واں دِگر از پوششش می کرد کم
ایک دھونی اور اگر اور شکر ملاتا تھا — دوسرا اُس کے کپڑے کم کرتا تھا

واں شدہ خم تا نفس چوں می کشد — واں دِگر بو از دہانش می شمد
دوسرا جھکا ہوا تھا کہ وہ سانس کیسے لے رہا ہے — دوسرا اُس کے منہ کی خوشبو سونگھتا تھا

واں[۲] دگر نبضش گرفتہ از خرد — منتظر تا نبضِ اُو چوں می جہد
دوسرا عقلمندی سے اُس کی نبض پکڑے ہوئے — منتظر تھا کہ اُس کی نبض کیسی چل رہی ہے

تا کہ مے خوردست یا بنگ و حشیش — خلق درماندند اندر بیہشیش
تاکہ (معلوم کرے)، اُس نے شراب پی ہے یا بھنگ و حشیش — لوگ اُس کی بیہوشی (کے سبب) میں عاجز آ گئے

پس خبر بُردند خویشاں را شتاب — کہ فلاں اُفتادہ است آنجا خراب
تو اُنھوں نے فوراً رشتہ داروں کو خبر دی — کہ فلانہ اُس جگہ بے ہوش پڑا ہے

کس نمی داند کہ چوں مصروع گشت — یا چہ شد کُو را فتاد از بام طشت
کوئی نہیں سمجھ رہا ہے، کہ کیوں بیہوش ہوا ہے — یا کیا ہوا ہے، کہ اُس کا راز فاش ہو گیا ہے

یک برادر داشت آں دباغ زفت — گُربز و دانا بیامد زود تفت
اُس چمڑا رنگنے والے کا ایک موٹا بھائی تھا — چالاک اور سمجھدار، وہ جلد سرگرمی سے آیا

اندکے سرگینِ[۳] سگ در آستیں — خلق را بشگافت و آمد با حنیں
تھوڑا سا کتے کا پاخانہ آستین میں — لوگوں کو چیرا، روتا ہوا آیا

گفت من رنجش ہمی دانم ز چیست — چوں سبب دانی دوا کردن جلی ست
بولا میں اُس کا مرض جانتا ہوں کس وجہ سے ہے؟ — جب تو سبب جان لے دوا کرنا آسان ہے

---

۱ درماں۔ علاج۔ مرتعہ۔ چراگاہ، یہاں عطّاروں کا بازار مُراد ہے۔ واقعہ۔ یعنی بے ہوشی۔ کہگل۔ کاہ اور گِل سے مرکب ہے وہ مٹی جس میں بھوسہ یا کوئی گھاس ملا کر اُس سے دیواروں کو لیپا جاتا ہے۔ تر۔ تر مٹی… سونگھانے سے بیہوش کو افاقہ ہو جاتا ہے۔ بخور۔ دھونی۔ پوشش۔ کپڑے کم کر دینے سے فرحت کے سبب بیہوش ہوش میں آجاتا ہے۔ دہانش۔ تاکہ مُنہ کو سونگھ کر سمجھ لے کہ بیہوشی کسی نشہ آور چیز کی وجہ سے تو نہیں ہے۔

۲ واں دگر۔ نبض کے ذریعہ سے بیہوشی کے سبب کا علم ہو سکتا ہے۔ بنگ۔ بھنگ۔ حشیش۔ گھاس، بھنگ۔ خویشاں۔ یعنی دباغ کے رشتہ دار۔ مصروع۔ مرگی کا بیہوش، بے ہوش۔

۳ سرگینِ سگ۔ کتے کا پاخانہ۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ جلی۔ واضح، یعنی مرض کا سبب معلوم ہو جانے پر دوا آسان ہو جاتی ہے اور اگر مرض کی تشخیص نہ ہو تو علاج بہت مشکل ہوتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں سبب معلوم نبود مشکل ست
جب سبب معلوم نہ ہو، مشکل ہے

داروی رنج و در و صد محمل ست
مرض کی دوا اور اس میں سَو احتمال ہیں

چوں بدانستی سبب اسہل شُد
جب تو نے سبب جان لیا، آسان ہو گیا

دانشِ اسباب دفعِ جہل شد
اسباب کا جاننا، ناواقفیت کا دفعیہ ہو گیا

گفت[1] با خود ہستش اندر مغز و رگ
اس نے دل میں کہا اس کے دماغ اور رگ میں ہے

توئے بر تو بوی آں سرگینِ سگ
کتّے کے پاخانے کی بو تہ بہ تہ

تا میاں اندر حدث اُو تا بشب
یہاں تک کہ وہ بدبو میں رات تک

غرقِ دباغی ست او روزی طلب
چمڑے رنگنے میں ڈوبا ہوا ہے، روزی کمانے والا

با حدث کردست عادت سال و ماه
اس نے سالوں اور مہینوں بدبو کی عادت ڈالی ہے

بوئے عطرش لاجرم سازد تباہ
اس کو عطر کی خوشبو لامحالہ تباہ کر دے گی

پس چنیں گفت ست جالینوسِ مہ
تو اسی لئے جالینوس اعظم نے کہا ہے

آنچہ عادت داشت بیمار آنش دہ
جس چیز کی بیمار کو عادت تھی وہ دے

کز خلافِ[2] عادت ست آں رنجِ او
کیونکہ اس کا مرض عادت کے خلاف ہونے سے ہوا ہے

پس دوائے رنجش از معتاد جو
تو اس کے مرض کی دوا اس کی عادی چیز ڈھونڈ

چوں جُعل گشت ست از سرگیں کشی
وہ گوبر جمع کرنے سے گبرونڈے کی طرح ہو گیا ہے

از گلاب آید جُعل را بیہُشی
تو گبرونڈے کو گلاب سے بے ہوشی ہو گی

ہم ازاں سرگینِ سگ داروی او ست
کتّے کے پاخانے سے ہی اس کی دوا ہے

کہ بداں او را ہمی معتاد و خو ست
کہ اسی کی اس کو عادت اور خو ہے

الخبیثات[3] الخبیثین را بخواں
الخبیثات، اور الخبیثین کو پڑھ

رو و پشتِ ایں سخن را باز داں
اس بات کے ظاہر اور باطن کو خوب سمجھ لے

ناصحاں او را بعنبر یا گلاب
نصیحت کرنے والے عنبر یا گلاب سے اس کا

می دوا سازند بہرِ فتحِ باب
علاج کرتے ہیں (ہدایت کے) دروازے کی کشادگی کے لئے

---

[1] گفت۔ اس دباغ کے بھائی نے سوچا کہ درحقیقت اس کا دماغ بدبو کا عادی ہے چونکہ رات دن سڑے ہوئے چمڑے رنگتا ہے۔ باحدث جبکہ اس کو بدبو کی عادت ہے تو خوشبو اس کو لامحالہ تباہ کرے گی۔ جالینوس۔ یونان کا مشہور طبیب ہے اس نے کہا ہے کہ مریض کے مزاج کے موافق دوا تجویز کرو۔

[2] کز۔ عموماً خلاف عادت حادثے سے مرض پیدا ہوتا ہے تو مزاج کے مطابق دوا دیدینے سے زائل ہو جائیگا۔ معتاد۔ جس چیز کی عادت ہو۔ جُعل۔ گبرونڈا اگر گبرونڈے کو اگر گلاب سنگھاؤ گے وہ بیہوش ہو جائے گا.... داروی اوست۔ گبرونڈے کا علاج گوبر سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

[3] الخبیثات۔ قرآن میں ہے۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ عام طور پر مفسرین نے فرمایا ہے کہ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے، پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے۔ مولانا نے الخبیثات سے بُری عادتیں اور الطیبات سے پاکیزہ اخلاق مراد لئے ہیں۔ ناصحان۔ بدطینت لوگوں کی نصیحت میں ناصح بھلی باتیں سناتے ہیں جو اُن کی عادت کے مطابق نہیں ہیں لہٰذا اُن کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی ہے۔

۱۹۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مُرجیشاں[1] را نساز د طیّبات — درخور و لائق نباشد اے ثقات

بھلی باتیں خبیثوں کے موافق نہیں پڑتی ہیں — اے معتمدو! یہ باتیں اُنکے مناسب اور لائق نہیں ہوتی ہیں

چوں زعطرِ وحی کژ گشتند و گم — بدفغاں شاں کہ تطیرنا بکم

وہ جب وحی کے عطر سے ٹیڑھے اور مبہوت ہوگئے — اُن کا نعرہ تھا "ہم تم سے بدفالی پکڑتے ہیں"

رنج و بیماریست ما را ایں مقال — نیست نیکو وعظِ تاں ما را الفال

ہمارے لئے یہ گفتگو مرض اور بیماری ہے — تمہارا وعظ ہمارے لئے اچھی فال نہیں ہے

گر بیا غازید نصحے آشکار — ما کنیم آں دم شما را سنگسار

اگر تم نے عمل الاعلان نصیحت شروع کی — تب ہم تمہیں سنگسار کردیں گے

ما[2] بہ لہو و لعب فربہ گشتہ ایم — در نصیحت خویش را نسرشتہ ایم

ہم کھیل کود سے موٹے ہوئے ہیں — ہم نے اپنے آپ کو نصیحت سے وابستہ نہیں کیا ہے

ہست قوتِ ما دروغ و لاف و لاغ — شورشِ معدہ ست ما را زیں بلاغ

ہمارا غذا جھوٹ اور شیخی اور مذاق ہے — ہمیں اس تبلیغ سے متلی ہوتی ہے

رنج را صد تو و افزوں می کنند — عقل را دارو با فیوں می کنند

مرض سَو گنا اور زیادہ کرتے ہیں — عقل کا علاج افیون سے کرتے ہیں

گندِ کفر و شرکِ ایشاں بے حدست — ہیں کہ دبّاغ اُوفتادہ بیخودست

اُن کے شرک اور کفر کی گندگی بے حد ہے — خبردار! وہ چمڑا رنگنے والا بے ہوش ہے

معالجہ کردن برادرِ دبّاغ، دبّاغ را بخفیہ ببوئے سرگیں

رنگنے کے پاخانہ کی بُو سے پوشیدہ طور پر چمڑا رنگنے والے کے بھائی کا چمڑا رنگنے والے کا علاج کرنا

خلق[3] را می راند از وے آں جواں — تا علاجش را نبینند آں کساں

اس نوجوان نے لوگوں کو اس سے بھگا دیا — تاکہ وہ لوگ اس کا علاج نہ دیکھ سکیں

سر بگوشش برد ہمچوں راز گو — پس نہاد آں چیز بر بینیِ او

اُسنے راز کہنے والے کی طرح سر اُسکے کان کے قریب کیا — پھر اُس نے وہی چیز اس کی ناک پر رکھ دی

کو بکف سرگینِ سگ سائیدہ بود — دارویِ مغزِ پلید آں دیدہ بود

اسلئے کہ اس نے ہتھیلی پر کتے کا پاخانہ مَلا تھا — ناپاک دماغ کا علاج اُس کو سمجھا تھا

چونکہ بُوئے آں حدث را وا کشید — مغزِ آشفتش بُوئے ناخوش را سزید

جب اُس نے اس ناپاکی کی بُو سونگھی — اس کا گندا دماغ بدبو کے لائق تھا

---

[1] مُرجیشاں۔ جملہ نصیحتیں خبیثوں کے مزاج کے مطابق نہیں ہیں۔ چوں۔ جبکہ وحی کا عطر اُنکے دماغ کے موافق نہیں ہے تو وہ "احمق" ٹھہراتے ہیں اور اُنکو وعظ و نصیحت گراں گذرتی ہے۔ گر بیا غازید۔ انبیاء کو دھمکیاں دینی شروع کردیتے ہیں۔

[2] ما۔ کفار نے انبیاء سے کہا کہ ہماری پرورش کھیل کود میں ہوئی ہے ہمارا مزاج نصیحت سے میل نہیں کھاتا ہے۔ لاغ۔ ہنسی مذاق۔ شورش۔ یعنی اِس نصیحت سے ہمارا جی متلاتا ہے۔ رنج۔ ان کفار پر افسوس ہے یہ اپنے مرض میں اضافہ کرتے ہیں عقل کا علاج افیون سے کرتے ہیں جو خود عقل کو خراب کرتی ہے۔ ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں ان کفار کی حالت کو چھوڑو دبّاغ بیہوش پڑا ہے اُسکے قصہ کی تکمیل کرو۔

[3] خلق را۔ دبّاغ کے بھائی نے لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تاکہ کوئی اُسکے معالجہ سے واقف نہ ہو سکے۔ سر بگوشش۔ اُسنے اپنا سر کان کی طرف کیا تاکہ لوگ سمجھیں کہ کان میں کوئی دعا پڑھ رہا ہے اور چپکے سے اُس کی ناک پر کتے کا پاخانہ مل دیا۔

۲۹۵

ساعتے[1] شد مُردہ جُنبیدن گرفت
خلق گفتند ایں فسونے بد شگفت

تھوڑی دیر گذری کہ مُردے نے حرکت کرنی شروع کر دی
لوگوں نے کہا یہ منتر بھی عجیب تھا

کایں بخواند افسوں بگوشِ او دمید
مُردہ بود افسوں بفریادش رسید

کہ اُس نے منتر پڑھا اور اُس کے کان میں پھونکا
وہ مُردہ تھا، منتر اُس کی مدد کو آگیا

جُنبشِ اہلِ فساد آں سو بُوَد
کہ زنا و غمزہ و ابرو بُوَد

مُفسدوں کی حرکت اُس جانب کو ہوتی ہے
جہاں زنا اور ناز و ادا اور ابرو (کا اشارہ) ہو

ہر کرا مُشکِ نصیحت سُود نیست
لاجرم با بُوئ بد خُو کردنیست

جس کو نصیحت کے مُشک سے فائدہ نہیں ہے
لامحالہ بدبو کی عادت ہے

مُشرکاں[2] را زاں نجس خواندست حق
کاندرونِ پُشک زادند از سَبَق

اللہ (تعالیٰ) نے مشرکوں کو اسی لئے نجس کہا ہے
کیونکہ وہ ازل سے مینگنیوں میں پیدا ہوگئے ہیں

کِرم کو زادست از سرگیں اَبَد
می نگرداند بعنبر خُوئ خَود

وہ کیڑا جو گوبر سے پیدا ہوا ہے، کبھی
اپنی عادت عنبر کی نہیں ڈال سکتا

چوں نزد بر وَے نثارِ رشِّ نور
اُو ہمہ جسم ست نے دل چوں قشور

کیونکہ اس پر نور کے چھڑکاؤ کا چھینٹا نہیں لگا ہے
وہ چھلکوں کی طرح مجسم جسم ہے نہ کہ دل

ور ز رشِّ نورِ حق قسمیش داد
ہمچو رسمِ[3] مصر سرگیں مُرغ زاد

اگر اللہ (تعالیٰ) نے اُسکو نور کے چھڑکاؤ میں حصہ دیا
تو مصریوں کے رواج کے مطابق گوبر نے مرغ پیدا کیا

لیک نے مُرغِ خسیسِ خانگی
بلکہ مُرغِ دانش و فرزانگی

لیکن گھریلو کمینہ مُرغ نہیں
بلکہ عقل و دانش کا مُرغ

تو بداں مانی کزاں نُور تہی
زانکہ بینی بر پلیدی می نہی

تو بھی اُس ذبابغ کی طرح ہے کہ اُس نور سے خالی ہے
کیونکہ تو نجاست پر ناک رکھتا ہے

از فراقت زرد شد رُخسار و رُو
برگِ زردی میوہ نا پختہ تُو

فراق میں تیرا رخسار اور چہرہ زرد ہوگیا ہے
تو پیلا پتہ ہے، تو کچا پھل ہے

انڈے کو گوبر میں دبا کر اُس سے بچہ نکال لیتے تھے یہ اُن کا ایک تعجب انگیز طریقہ تھا تو گندے ماحول میں کسی بھلے کا پیدا ہونا بھی ایسا ہی تعجب خیز ہے۔ لیک۔ گندے ماحول میں پیدا شدہ نیک انسان بڑا راسخ العمل ہوتا ہے۔ تو بداں۔ معشوق نے عاشق سے کہا تو بھی اُس ذبابغ کی طرح ہے اسی لئے گندے اخلاق کا عادی ہے۔ از فراقت۔ فراق کی گرمی سے تو زرد پتہ بن گیا لیکن پختہ پھل نہ بنا۔

[1] ساعتے۔ جب اُس ذباغ نے بدبو سونگھی تو اُسکو ہوش آنا شروع ہوگیا لوگ حیران ہوگئے کہ عجب منتر تھا کہ کان میں پھونکتے ہی اُس کو ہوش آنے لگا۔ جنبش۔ بدکاروں کو بُرے لوگوں کے قصے سناؤ تو اُن کو مزا انہیں آتا ہے ہاں زنا اور عشق و محبت کی داستان سے خوش ہوتے ہیں۔ ہر کرا۔ بھلی باتیں جس کے مزاج کے موافق نہ ہوں تو یقیناً اُس نے بُری باتوں کی عادت ڈال رکھی ہے۔

[2] مشرکاں۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ مشرک نجس ہیں چونکہ اُن لوگوں کی نشو و نما گندے ماحول میں ہوئی ہے اسی لئے قرآن نے اُن کو نجس کہا ہے۔ کِرم۔ جو کیڑا گوبر میں پیدا ہوا ہے عنبر سونگھانے سے اُس کا مزاج نہ بدلے گا۔ چوں۔ حدیث شریف ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ فَقَدْ اِهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاهُ فَقَدْ غَوٰى۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا ہے پھر اُن پر اپنا نور چھڑکا تو جس پر وہ نور پڑا اُس نے ہدایت پائی اور جس پر نہ پڑا وہ گمراہ ہوگیا۔

[3] رسمِ مصر۔ مصری لوگ

۴۹۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ڈیگ زِ آتش شُد سیاہ و دُود فام
دیگ آگ سے کالی اور دھویں کی طرح ہو گئی

گوشت از سختی چنیں ماندست خام
گوشت سختی کی وجہ سے اسی طرح کچا ہے

ہشت سالت جوش دادم در فراق
میں نے آٹھ سال فراق میں تجھے جوش دیا

کم نشد یک ذرّہ خامیت از نفاق
نفاق کی وجہ سے تیری خامی ایک ذرہ کم نہ ہوئی

خامی و ہرگز نخواہی پخت تو
تو کچا ہے اور ہرگز نہ پکے گا

گر ہزاراں بار جوشی اے عتو
اے سرکش! خواہ ہزاروں بار جوش کھائے

غورۂ تو سنگ بستہ از سقام
بیماری سے تیرا انگوروں کا گچھا پتھرا گیا ہے

غورہا اکنوں مویز ند و تو خام
خوشے منقیٰ بن گئے اور تو کچا ہے

عذر خواستنِ عاشق گناہِ خود را بتلبیس و رُوپوش و فہم کردنِ معشوق آں را نیز

مکاری اور تلبیس سے عاشق کا خطا کی عذر خواہی کرنا اور معشوقہ کا اس کو بھی سمجھ جانا

گفت عاشق امتحان کردم مگیر
عاشق نے کہا معاف کر، میں آزما رہا تھا

تا بہ بینم تو حریفی یا ستیر
تاکہ سمجھ لوں کہ تو یارِ مجلس ہے یا پردہ نشین

من ہمی دانستمت بے امتحاں
میں تجھے بغیر امتحان کے بھی جانتا تھا

لیک باشد کے خبر ہمچو عیاں
لیکن خبر، مشاہدہ کی طرح کب ہوتی ہے؟

آفتابی نامِ تو مشہور و فاش
تو سورج ہے، تیرا نام مشہور اور ظاہر ہے

چہ زیانست ار بکردم ابتلاش
کیا نقصان ہوا اگر میں نے اس کو آزما لیا؟

تو منی من خویشتن را امتحاں
تو میں ہوں، میں اپنا امتحان

می کنم ہر روز در سود و زیاں
نفع اور نقصان میں روز کرتا ہوں

انبیاء را امتحاں کردہ عدات
دشمنوں نے انبیاء کا امتحان لیا ہے

تا شُدہ ظاہر از ایشاں معجزات
حتّٰی کہ ان سے معجزے ظاہر ہوئے

امتحانِ چشمِ خود کردم بہ نور
میں نے روشنی کے ذریعہ اپنی آنکھ کا امتحان کیا

ایکہ چشمِ بد ز چشمانِ تو دُور
اے وہ (محبوب)! کہ تیری آنکھوں سے چشمِ بد دُور رہے

بگڑنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ امتحان۔ میں نے دراصل اپنی آنکھ کو آزمایا۔ اس میں تیری ناراضی بے موقع ہے۔

---

۱ دیگ۔ تیری مثال تو یہ ہے کہ دھویں سے دیگ تو کالی پڑ گئی لیکن گوشت کچا رہا۔ ہشت۔ میں نے تجھے آٹھ سال تک فراق سے جوش دیا لیکن تیری خامی میں کوئی کمی نہ پیدا ہوئی۔ خامی۔ اگر ہزار مرتبہ بھی تجھے جوش دیا جائے گا تب بھی تیری خامی دور نہ ہو گی۔ غورہ۔ انگور کا جو خوشہ پتھرا جائے پھر گرمی سے بھی نہیں پکتا ہے۔ مویز۔ انگور پختہ ہو جانے کے بعد منقیٰ بنتا ہے۔

۲ عذر۔ اب عاشق نے مکاری سے عذر خواہی کی اور اپنے فعل کی غلط توجیہہ شروع کر دی۔ گفت عاشق نے کہا میں نے بوسہ لینے کا ارادہ اس لئے کیا تھا کہ تجھے آزماؤں کہ تو برائی پر راضی ہوتی ہے یا پاک دامن ہے۔ حریف۔ یار۔ ستیر۔ مستور، پردہ نشین۔

۳ من۔ اگرچہ میں تجھے نیک ہی سمجھتا تھا لیکن مزید اطمینان کے لئے ایسا کر رہا تھا۔ آفتابی۔ تیری نیکی روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے، آزمانے سے اس میں کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔ انبیاء۔ دشمنوں نے انبیاء کو آزمایا اور ان سے معجزے طلب کئے تو ان کی نبوت اور پختہ ہو گئی۔ تو منی۔ تجھ اور مجھ میں اتحاد ہے، تیرا امتحان دراصل میرا امتحان ہے اس میں تیرے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایں[1] جہاں ہمچو خرابہ است و تو گنج
یہ دنیا کھنڈر کی طرح ہے اور تو خزانہ ہے

گر تفحص کردم از گنجت مرنج
اگر میں نے تیرے خزانہ کی تلاش کرلی تو رنجیدہ نہ ہو

زاں چناں بے خردگی کردم گزاف
میں نے اس لئے ایسی لغو بے عقلی کی

تا زنم با دشمناں ہر بار لاف
تاکہ دشمنوں کے مقابلہ میں بڑھ کر بات کہہ سکوں

تا زبانم چوں ترا نامے نہد
تاکہ میری زبان جب تیرا نام لے

چشم ازیں دیدہ گواہی ہا دہد
آنکھ، اس چشم دید کی گواہیاں دے

گر[2] شدم در راہ حرمت راہزن
اگر میں تیری حرمت کا ڈاکو بنا ہوں

آمدم اے مہ بشمشیر و کفن
اے چاند! میں تلوار اور کفن لے کر آگیا ہوں

جز بشمشیر خود اے شاہم مکش
اے میرے شاہ! مجھے اپنی تلوار کے علاوہ کسی چیز سے قتل نہ کر

بیش ازیں از دوری اے ماہم مکش
اے میرے چاند! اس سے زیادہ فراق سے مجھے مار

جز بدست خود مبرم پا و سر
میرے پاؤں اور سر اپنے ہاتھ ہی سے کاٹ

کہ ازیں دستم نہ از دست دگر
کیونکہ میں اس ہاتھ کا ہوں نہ کہ دوسرے کے ہاتھ کا

از جدائی باز می رانی سخن
تو پھر فراق کی بات کر رہی ہے

ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن
تو (اور) جو چاہے کر یہ نہ کر

در سخن آبادم ایندم راہ شد
بات کرنے کا اب راستہ نکل آیا

گفت امکاں نیست چوں بیگاہ شد
(لیکن) بات کا موقع نہیں ہے چونکہ بیوقت ہوگیا ہے

پوستہا[3] گفتیم و مغز آمد دفیں
ہم نے چھلکے بیان کردیئے اور مغز چھپا رہ گیا

گر بمانیم ایں بماند ہمچنیں
اگر ہم اس طرح رہے وہ بھی اسی طرح رہ جائیگا

گر خطائے آمد از ما در وجود
اگر ہم سے کوئی غلطی وجود میں آئی ہے

چشم می داریم در عفوائے ودود
اے محبوب! ہم معافی کی توقع رکھتے ہیں

امتحاں کردم مرا معذور دار
میں نے امتحان لیا، مجھے معذور سمجھ

چوں ز فعل خویش گشتم شرمسار
جبکہ میں اپنے فعل پر شرمندہ ہوں

رد کردن معشوق عذر عاشق را و تلبیس اورا

معشوق کا عاشق کے عذر اور مکر کو رد کر دینا

در جوابش بر گشاد آں ماہ لب
اس کے جواب میں اس چاند نے لب کشائی کی

کہ سوئے ما روز و سوئے تست شب
کہ ہماری جانب دن اور تیری جانب رات ہے

[1] ایں جہاں۔ اس عالم خراب میں تو خزانہ ہے اگر خزانہ کی جستجو کی جائے تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے زاں۔ یہ میری بیہودگی اس لئے تھی کہ امتحان کے بعد دشمنوں کے سامنے تیری نیکی کا اظہار کرسکوں۔ تا زبانم۔ یعنی جب میں زبان سے تیری تعریف کروں تو آنکھ چشم دید گواہی دے۔

[2] گر شدم۔ اگر میں نے آپ کی آبروریزی کی ہے تو تلوار حاضر ہے اور کفن پہنے ہوئے ہوں مجھے قتل کردیجئے۔ جز۔ تلوار سے قتل کردیجئے جدائی کے ذریعہ قتل نہ کیجئے۔ بدست خود۔ اور اپنے ہاتھ سے قتل کرنا دوسرے سے قتل نہ کرانا کیونکہ میں تمہارے ہاتھ کا مملوک ہوں دوسرے کے ہاتھ کا مملوک نہیں ہوں۔ از جدائی۔ خدا کے لئے جدائی کی بات نہ کر اور جو چاہے کر۔ در سخن۔ یعنی میں اپنے اور معذرت بھی بیان کرسکتا ہوں لیکن وقت تنگ ہے۔

[3] پوستہا۔ عاشق کہتا ہے کہ معذرت میں کچھ ظاہری باتیں میں نے کہہ دی ہیں۔ لیکن ابھی حقیقت کا پورا اظہار نہیں کرسکا ہوں۔ گر خطائے۔ اگر یہ میری غلطی بھی ہے تو اب اس کو معاف کردے۔ چوں۔ اب میں اپنے فعل پر ندامت کا اظہار کرتا ہوں مجھے معاف کردے۔ کہ سوئے۔ یعنی بجائی میرے ساتھ

۶۲۳

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حیلہ[1] ہائے تیرہ اندر داوری — پیشِ بینایاں چرا می آوری
غلط حیلے انصاف کے موقع پر — عقلمندوں کے سامنے تو کیوں پیش کرتا ہے؟

ہر چہ در دل داری از مکر و رموز — پیشِ ما رسوا و پیدا ہمچو روز
تو جو بھی مکر اور اشارے دل میں رکھتا ہے — ہمارے سامنے دن کی طرح کھلے اور ظاہر ہیں

گر بپوشیمش ز بندہ پروری — تو چرا بے رُوئی از حد می بری
اگر ہم اسکو بندہ پروری کی وجہ سے چھپاتے ہیں — تو کیوں حد سے زیادہ بے لحاظی کر رہا ہے؟

از پدر آموز کآدمؑ در گناہ — خوش فرود آمد بسوئے پائگاہ
باپ سے سیکھ کیونکہ (حضرت) آدمؑ گناہ کے بارے میں — خوشی سے جوتوں کی جگہ اتر آئے

چون[2] بدید آں عالم الاسرار را — بر دو پا استاد استغفار را
جب اُنھوں نے اُس رازوں کے جاننے والے کو دیکھا — تو معافی کے لئے دونوں پاؤں پر کھڑے ہو گئے

بر سرِ خاکسترِ اندُہ نشست — وز بہانہ شاخ تا شاخے نجست
وہ غم کی راکھ پر بیٹھ گئے — اور بہانہ کیلئے ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چھلانگ نہ لگائی

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا گفت و بس — چونکہ جانداراں بدید از پیش و پس
بس اُنھوں نے "اے خدا ہم نے ظلم کیا" کہا — جبکہ فرشتوں کو آگے پیچھے دیکھا

دیدہ جانداراں پنہاں ہمچو جاں — دُور باشِ ہر یکے تا آسماں
اُنھوں نے روح کیطرح پوشیدہ فرشتوں کو دیکھا — ہر ایک کا دو شاخہ نیزہ آسمان تک تھا

کہ[3] ہلا پیشِ سلیمانؑ مور باش — تا نہ بشگافد ترا ایں دُور باش
کہ خبردار! سلیمانؑ کے سامنے چیونٹی بن جا — تاکہ تجھے یہ دو شاخہ نیزہ نہ پھاڑ دے

جز مقامِ راستی یکدم مایست — ہیچ لالا مرد را چوں چشم نیست
سچائی کے مقام کے علاوہ بالکل نہ ٹھہر — انسان کا کوئی خادم آنکھ جیسا نہیں ہے

کور اگر از پند پالودہ شود — ہر دمے او باز آلودہ شود
اندھا، اگر نصیحت سے پاک صاف بنجائے — وہ پھر ہر وقت گندہ ہو جائے گا

آدما تو نیستی کور از نظر — لیک اِذَا جَاءَ الْقَضَا عَمِیَ الْبَصَر
اے آدم! تم نظر کے اندھے نہیں ہو — لیکن جب قضا آتی ہے نظر اندھی ہو جاتی ہے

عمرہا باید بنادر گاہ گاہ — تا کہ بینا از قضا افتد بچاہ
عمریں چاہئیں بہت کم ہوتا ہے (اور کبھی کبھی) — کہ آنکھوں والا قضا سے کنویں میں گرے

[1] حیلہ۔ عقلمندوں کے سامنے عقلی دلائل پیش کرنا بیوقوفی ہے۔ ہر چہ۔ تیرے ہر مکر سے ہم واقف ہیں۔ مگر اگر ہم بندہ نوازی کی وجہ سے چشم پوشی کر رہے ہیں تو تجھے بے حیائی سے کام نہ لینا چاہیئے۔ آز پدر۔ انسان کو اپنے باپ حضرت آدمؑ سے معافی کا طریقہ سیکھنا چاہیئے۔

[2] چون۔ حضرت آدمؑ سے جیسے ہی غلطی کا ارتکاب ہوا تو حیلہ بہانہ کرنے کی بجائے فوراً معافی کے لئے کھڑے ہو گئے اور غم کے خاکستر پر بیٹھ گئے۔ وز بہانہ۔ بہانہ بازی میں ایک بہانہ سے دوسرے بہانہ کی طرف منتقل نہ ہوئے۔ جانداراں۔ یعنی ملائکہ۔ دور باش۔ دو شاخہ نیزہ جو چاوش ہاتھ میں لے کر بادشاہ کے آگے آگے چلتا تھا۔

[3] کہ ہلا۔ فرشتے کہتے تھے کہ سلیمان یعنی خدا کے سامنے چیونٹی یعنی حقیر بن جا ورنہ یہ نیزہ ہلاک کر دے گا۔ لالا۔ غلام۔ چوں چشم۔ جو نگاہ انجام پر نظر کر کے معافی کے لئے آمادہ کر دے۔ کور۔ یعنی جسے چشم بصیرت حاصل نہیں ہے اگر وہ توبہ بھی کرتا ہے تو اُس پر قائم نہیں رہتا ہے۔ آدما۔ حضرت آدمؑ کو چشم بصیرت حاصل تھی لیکن قضاء خداوندی کے سامنے مجبور ہو گئے اور گناہ کر بیٹھے۔ عمرہا۔ چشم بصیرت والا گناہ میں بہت کم مبتلا ہوتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کور[1] را خود ایں قضا ہمراہِ اوست — **کہ مراُو را اُوفتادن طبعِ خُوست**

اندھے کی یہ قضا خود اُس کے ساتھ ہے — کیونکہ گرنا اُس کا مزاج اور عادت ہے

در حدث اُفتد نداند بُوی چیست — **از من ست ایں بُوی یا ز آلودگیست**

وہ ناپاکی میں گرتا ہے، نہیں سمجھتا کہ بدبو کس چیز کی ہے — یہ بدبو مجھ میں سے ہے یا سننے کی وجہ سے ہے

ور کسے بروے کند مُشکے نثار — **ہم ز خود داند نہ از احسانِ یار**

اگر کوئی اُس پر مُشک بھڑکے — وہ اپنی جانب سے سمجھے گا نہ کہ دوست کے احسان سے

پس[2] دو چشمِ روشن اے صاحب نظر — **بہتر از صد مادرست و صد پدر**

اے صاحب نظر! دو روشن آنکھیں — سینکڑوں ماؤں اور سینکڑوں باپوں سے بہتر ہیں

خاصہ چشمِ دل کہ آں ہفتاد تُوست — **ویں دو چشمِ حس خوشہ چینِ اوست**

خصوصاً دل کی آنکھ جس کی ستّر تہیں ہیں — اور حِس کی یہ دونوں آنکھیں اُسکی خوشہ چین ہیں

اے دریغا رہزناں بنشستہ اند — **صد گرہ زیرِ زبانم بستہ اند**

ہائے افسوس! ڈاکو بیٹھے ہوئے ہیں — جنھوں نے میری زبان کے نیچے سینکڑوں گرہیں لگادی ہیں

پای بستہ چوں رود خوش راہوار — **بس گراں بندیست ایں معذور دار**

عمدہ گھوڑا پاؤں بندھا ہوا کیسے اچھا چل سکتا ہے؟ — معذور رکھو! یہ بہت بھاری بیڑی ہے

ایں سخن اشکستہ می آید دلا — **کایں سخن دُرست و غیرت آسیا**

اے دل! یہ بات ٹوٹی پھوٹی ہو رہی ہے — کیونکہ یہ بات موتی ہے اور اللہ کی غیرت چکّی ہے

دُر[3] اگرچہ خُرد و اِشکستہ شود — **توتیای دیدۂ خستہ شود**

موتی خواہ ریزہ ریزہ اور ٹوٹا ہوا ہو — بیمار آنکھ کا توتیا ہوتا ہے

اے دُر از اشکستِ خود بر سر مزن — **کز شکستن روشنی خواہی شدن**

اے موتی! اپنے ٹوٹنے پر سر نہ پیٹ — اس لئے کہ تو ٹوٹنے سے روشنی بنے گا

ہمچنیں اشکستہ بستہ گفتنی ست — **حق کُند آخر دُرستش کو غنی ست**

اسی طرح ٹوٹا ہوا، جوڑ کر کہنا ہے — بالآخر اللہ (تعالیٰ) اُسکو درست کردیگا جو بے نیاز ہے

۳؎ دُر۔ موتی اگر ٹوٹ بھی جائے اور پس جائے تو بھی اُس کا سُرمہ آنکھوں کو روشن کر دیتا ہے اسی طرح اسرار و حِکم اگر پورے طور پر بیان نہ ہوسکیں تو بھی فائدہ سے خالی نہیں ہیں۔ اے دُر موتیوں کا ٹوٹ جانا زیادہ قابلِ افسوس نہیں ہے کیونکہ بہرحال وہ مُفید رہتے ہیں۔ ہمچنیں۔ مجھے ٹوٹے ہوئے اسرار و حِکم کو جوڑ کر کہنا ہی ہے خدا اُن کو صحیح حالت میں کردے گا۔

۱؎ کور۔ اگر چشمِ بصیرت نہیں ہے تو پھر اُس کا اندھاپن ہر وقت اُس کو معصیت میں مبتلا کرتا رہتا ہے۔ در حدث۔ پھر اُس کی یہ حالت ہوتی ہے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اس معصیت کا سبب اندرونی ہے یا بیرونی۔ ور کسے۔ اندھے پر مُشک نچھاور کرو تو بھی یہی سمجھے گا کہ وہ میرے بدن کی خوشبو ہے کسی کا کوئی احسان نہیں ہے۔
۲؎ پس۔ خدا کسی کو آنکھیں عطا فرما دے تو وہ اُس کی تربیت کرنے میں سینکڑوں ماں باپ سے بھی بہتر ہیں ہر خطر اور بُرائی سے اس کو بچا سکتی ہیں۔ خاصہ۔ دل کی آنکھیں جسمانی آنکھوں سے بدرجہا افضل ہیں۔ اے دریغا۔ یہاں پہنچ کر مولانا پر ایک کیفیت طاری ہوگئی ہے اور باوجود اسرار کے بیان کے اُس کو ناکافی سمجھتے ہیں فرماتے ہیں کہ افسوس اسرار کے بیان کے لئے بہت سے موانع پیش آگئے ہیں۔ پائے بستہ۔ تیز رَو گھوڑے کے اگر پاؤں باندھ دیئے جائیں تو اُس کی خوش رفتاری ختم ہوجاتی ہے۔ ایں سخن۔ اسرار و حِکم بمنزلہ موتی کے ہیں اور اللہ کی غیرت اُن کے لئے بمنزلہ چکّی کے ہے، غیرتِ خداوندی اُن کو پیس ڈالتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گندم[۵۱] ار بشکست و زہم درشکست ... بر دکاں آمد کہ نک نانِ درست
گیہوں اگر ٹوٹا اور ریزہ ریزہ ہو گیا ... دکان پر آیا کہ یہ اب نرم روٹی ہے

تو ہم اے عاشق چو جرمت گشت فاش ... آب و روغن ترک کُن اِشکستہ باش
اے عاشق! تو بھی جبکہ تیری خطا واضح ہو گئی ... چکنی چپڑی (باتیں) چھوڑ، شکستہ بن

آنکہ فرزندانِ خاصِ آدمند ... نفخۂ اِنَّا ظَلَمْنَا می دمند
جو حضرت آدم کی مخصوص اولاد ہیں ... وہ "بیشک ہم نے ظلم کیا" کا دم بھرتے ہیں

حاجتِ خود عرضہ کُن حجت مجو ... ہمچو ابلیسِ لعینِ سخت رُو
اپنی ضرورت پیش کر، دلیل نہ تلاش کر ... ڈھیٹ، ملعون، شیطان کی طرح

سخت روئی گر وُرا شد عیب پوش ... در ستیزہ و سخت رُوئی تو بکوش
اگر ڈھٹائی اُس کی عیب پوش بنی ہے ... تو جھگڑے اور ڈھٹائی میں کوشش کر

آں[۵۲] بوجہل از پیمبر معجزے ... خواست ہمچوں کینہ ور ترکِ غزے
اُس ابوجہل نے پیغمبرؐ سے معجزہ ... کینہ ور ترکِ غز کی طرح مانگا

از ستیزہ خواست بوجہلِ لعیں ... معجزات از مصطفٰےؐ شاہِ مہیں
ملعون ابوجہل نے جھگڑے سے چاہے ... معجزے شاہِ اعظم مصطفٰےؐ سے

معجزہ جُست از نبیؐ بوجہل سگ ... دید و لفزودش ازاں اِلّا بہ شک
ابوجہل کتے نے نبیؐ سے معجزہ طلب کیا ... اُس نے دیکھا اور اُس نے اُنہیں بجز شک کے کچھ اضافہ نہ کیا

لیک آں صدیق خود معجز نخواست ... گفت ایں رُو خود نہ گوید جز کہ راست
لیکن صدیقؓ نے کوئی معجزہ نہ مانگا ... اُس نے کہا، یہ چہرہ بجز سچ کے کچھ نہیں کہتا ہے

کے[۵۳] رسد ہمچوں توئی را کز منی ... امتحاں ہمچو من یارے کُنی
تجھ جیسے کو کب حق پہنچتا ہے؟ ... کہ مجھ جیسے دوست کا امتحان کرے

گفتنِ جہودے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ را کہ اگر اعتماد بر حفظ اللہ داری از سرِ ایں کوشک خود را بیندازو جوابِ آنحضرت علی رضی اللہ عنہ اُورا

ایک یہودی کا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے کہنا کہ اگر آپ کو اللہ کی حفاظت پر بھروسہ ہے تو اس اونچے قلعہ پر سے اپنے آپ کو گرا دیجئے اور اُس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب دینا

یہ تو مخالفت کی دلیل ہے۔ گفتن۔ اس یہودی کی بات کا منشاء یہی تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰے کو آزمائیں تو انھوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں اللہ کو آزمانے کا کوئی حق نہیں ہے۔

۵۱ گندم۔ گیہوں پس جانے کے بعد بھی قیمتی ہے آٹا بن کر روٹی پکانے کے کام میں آ جاتا ہے۔ تو ہم۔ عاشق کا فرض ہے کہ وہ اپنی خطا پر ندامت کا اظہار کرے اور چکنی چپڑی باتیں نہ بنائے۔ آنکہ۔ صحیح اولاد کا فرض ہے کہ وہ باپ کی بہترین سیرت اختیار کرے۔ حضرت آدمؑ نے اپنی خطا پر اِنَّا ظَلَمْنَا کہنا شروع کر دیا تھا یہی بنی آدم کے لئے بھی مناسب ہے۔ ابلیس۔ شیطان نے اپنی غلطی پر اصرار شروع کر دیا تھا۔ سخت روئی۔ یعنی شیطان کا یہ کہنا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ۔ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اُس کو مٹی سے۔ اگر تیرے نزدیک اس شیطان کا عیب چھپانے والا بنا ہے تو بھی ایسا کر پھر دیکھ لینا تیرا انجام بھی وہی ہوگا جو اُس کا ہوا ہے۔

۵۲ آں بوجہل۔ ابوجہل نے آنحضورؐ سے معجزہ طلب کیا تھا اُس پر آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ رونما ہوا تھا۔ غز۔ ترکوں کی ایک خونریز قوم ہے۔ دید۔ ابوجہل کو معجزہ دیکھنا بھی مفید نہ ہوا۔ لیک۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کبھی معجزہ طلب نہ کیا اور کہا کہ یہ منہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے اور تصدیق کر دی۔

۵۳ کے رسد۔ غرضیکہ امتحان لینا عاشقوں کا کام نہیں ہے

501

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مرتضیٰؓ را گفت روزے یک عنود[۱] ... کو ز تعظیمِ خدا آگہ نبود
ایک سرکش نے ایک روز مرتضیٰؓ سے کہا ... جو خدا کی تعظیم سے واقف نہ تھا

بر سرِ بامے و قصرے بس بلند ... حفظِ حق را واقفی اے ہوشمند
بالاخانہ اور بہت بلند قلعہ پر ... اے ہوشمند! آپ اللہ کی نگہبانی سے واقف ہیں

گفت آرے اُو حفیظ ست و غنی ... ہستیِ مارا زِ طفلی و منی
فرمایا، ہاں وہ نگہبان ہے اور بے نیاز ہے ... بچپن اور نطفہ (کی حالت) سے ہمارے وجود کا

گفت خود را ہیں در افگن تو زِ بام ... اعتمادے کُن بحفظِ حق تمام
اُس نے کہا، ہاں اپنے آپ کو بالاخانہ سے گرا دیجئے ... اللہ (تعالیٰ) کی نگہبانی پر مکمل بھروسہ کیجئے

تا یقیں گردد مرا ایقانِ تو ... و اعتقادِ خوب با بُرہانِ تو
تاکہ مجھے آپ کے یقین کا یقین ہو جائے ... اور دلیل کے ساتھ آپ کے اچھے اعتقاد کا

پس[۲] امیرش گفت خامش کُن برو ... تا نگردد جانت زیں جرأت گرو
تو امیرؓ نے اُس سے کہا خاموش ہو جا، چلا جا ... تاکہ تیری جان اِس جرأت سے پھنس جائے

کے رسد مر بندہ را کو با خدا ... آزمایش پیش آرد ز ابتلا
بندے کو کیا حق ہے کہ وہ اللہ (تعالیٰ) کی ... امتحان کے ذریعہ آزمایش کرے؟

بندہ را کے زہرہ باشد کز فضول ... امتحانِ حق کند اے گیج گول
بندہ کی کیا مجال ہے کہ وہ بیہودگی سے ... اے احمق بے وقوف! اللہ کا امتحان کرے

آں[۳] خدا را می رسد کو امتحاں ... پیش آرد ہر دمے با بندگاں
یہ خدا کو حق ہے کہ وہ آزمائے ... ہر وقت بندوں کو

تا بما مارا نماید آشکار ... کہ چہ داریم از عقیدہ در سرار
تاکہ ہمیں اپنے آپ کو نمایاں کرکے دکھائے ... کہ ہم مخفی کیا عقیدہ رکھتے ہیں

ہیچ آدمؑ گفت حق را کہ تُرا ... امتحاں کردم دریں جرم و خطا
حضرت آدمؑ نے کبھی اللہ (تعالیٰ) سے کہا کہ تیرا ... اس غلطی اور خطا میں میں نے امتحان لیا ہے

تا بہ بینم[۴] غایتِ حلمت شہا ... وہ کرا باشد مجالِ ایں کرا
اے شاہ! تاکہ میں تیری بُردباری کی انتہا دیکھوں ... ہاں، یہ مجال کس کو ہے؟

عقلِ تو از بس کہ آمد خیرہ سر ... ہست عذرت از گناہِ تو بتر
چونکہ تیری عقل گستاخ ہے ... تیرا عذر گناہ سے (بھی) بدتر ہے

---

۱ عنود۔ سرکش۔ برسرِ بامے۔ یعنی حضرت علی رضؓ سے کہا کہ اگر تمھیں یہ یقین ہے کہ اللہ تمھاری حفاظت کرتا ہے تو کسی بلند قلعہ یا مکان سے اپنے آپ کو گرا کر دکھیو۔ گفت۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ میرا محافظ ہے۔ منی یعنی نُطفہ۔ خود را۔ یہودی نے کہا کہ اپنے آپ کو بلند جگہ سے گرا دو تاکہ مجھے بھی اس کا یقین آجائے کہ تمھیں اپنے اعتقاد پر بھروسہ ہے۔

۲ پس۔ حضرت علی رضؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو آزمانا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی ہے جو تباہی کا سبب بن جاتی ہے۔ ابتلاء۔ آزمانا۔ گیج۔ کودن مغز۔ گول۔ احمق۔

۳ آں خدا را۔ آزمانے کا حق خدا کو ہے تاکہ وہ بندوں کو یہ دکھا دے کہ تمہارا عقیدہ دراصل کیا ہے۔ حضرت آدمؑ نے جب غلطی کی تو یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تو اے خدا تیرے حلم کو آزمانے کیلئے غلطی کی ہے۔

۴ تا بہ بینم۔ حضرت آدمؑ نے غلطی کر کے یہ نہیں کہا کہ میں نے تو غلطی اس لئے کی ہے کہ تیری بُردباری کو آزماؤں۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آنکہ[1] اُو افراشت سقفِ آسماں | تو چہ دانی کردن اُو را امتحاں

وہ ذات جس نے آسمان کی چھت بلند کی ہے | تو اس کا امتحان لینا کیا جانے؟

اے ندانستہ تو شر و خیر را | امتحاں خود را کُن آنگہ غیر را

اے وہ کہ تو شر اور خیر کو نہیں جانتا ہے | (پہلے) اپنا امتحان کر پھر دوسرے کا (کرنا)

امتحانِ خود چو کردی اے فلاں | فارغ آئی ز امتحانِ دیگراں

اے فلاں! جب تو نے اپنا امتحان کر لیا | تو دوسرے کے امتحان سے بے نیاز ہو جائیگا

چوں[2] بدانستی کہ شکر دانہٖ | پس بدانی کاہلِ شکر خانہٖ

جب تو جان لے گا کہ تو شکر کا دانہ ہے | تو تو جان لے گا کہ تو شکر خانہ (جنت) کا اہل ہے

پس بداں بے امتحانے کہ آلہٖ | شکرے نفرستدت ناجائگاہ؟

پس جان لے کہ امتحان لئے بغیر، خدا | بے موقع تیرے لئے شکر نہیں بھیجے گا

ایں بداں بے امتحان از علم شاہ | چوں سری نفرستدت در پائگاہ؟

یہ جان لے کہ بغیر امتحان کے، جبکہ تو اللہ کے علم میں | سردار ہے، تجھے جوتیوں کی جگہ نہ بھیجے گا

ہیچ[3] عاقل افگند دُرِّ ثمیں | در میانِ مُستراحِ پُر چمیں

کیا کوئی عقلمند قیمتی موتی پھینکتا ہے | نجاست سے بھرے ہوئے بیت الخلاء میں؟

زانکہ گندم را حکیمے آگہے | ہیچ نفرستد بانبارِ کہے

کیونکہ کوئی باخبر دانا گیہوں کو | کبھی بھوسے کے انبار میں نہیں ڈالتا ہے

شیخ را کہ پیشوا و رہبر است | گر مریدے امتحاں کرد اُو خر است

وہ شیخ جو پیشوا اور رہبر ہے | اگر مرید اس کو آزمائے تو وہ (مرید) گدھا ہے

امتحانش گر کنی در راہِ دیں | ہم تو گردی ممتحن اے بے یقیں

اگر تو دین کے راستہ میں اس کا امتحان کریگا | اے بے یقین! تو خود امتحان میں پڑ جائے گا

جرأت و جہلت شود عریان و فاش | اُو برہنہ کے شود زیں افتتاش

تیری بیباکی اور جہالت ننگی اور ظاہر ہو جائیگی | وہ اس تفتیش سے ننگا کب ہوگا!

گر بیاید ذرہ سنجد کوہ را | بر دَرَد زاں کہ ترازوش اے فتیٰ

اگر ذرہ، پہاڑ کو تولے | اے نوجوان! اُس پہاڑ سے اُس کی ترازو ٹوٹ جائیگی

کز قیاسے خود ترازو می تند | مردِ حق را در ترازو می کُند

کیونکہ وہ اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے | اللہ (تعالیٰ) کے ولی کو ترازو میں رکھتا ہے

ف۱ آنکہ۔ ایک عاجز بندہ اللہ کا کیا امتحان لے سکتا ہے۔ اے ندانستہ۔ انسان کو خود اپنے بارے میں کچھ معلوم نہیں پہلے خود اُس کو اپنا امتحان لینا چاہیئے۔ امتحانِ خود۔ جب انسان خود اپنا امتحان لے گا تو اس کو دوسروں کے امتحان لینے کی فرصت نہ ملے گی۔

ف۲ چوں بدانستی۔ جب تو جان لیگا کہ تو جنت کے قابل ہے تو سمجھ جائیگا کہ تو جنتی ہے۔ پس بداں۔ اللہ تعالیٰ امتحان کے بعد انعام کا مستحق قرار دیتا ہے۔ ایں بداں۔ اللہ تعالیٰ بغیر امتحان کے کسی باعزت کو ذلیل نہیں کرتا ہے۔

ف۳ ہیچ عاقل۔ قیمتی موتی کو کوئی عقلمند بھی پاخانہ میں نہیں پھینکتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نیکوں کو دوزخ میں کیسے بھیجے گا۔ مُستراح۔ بیت الخلاء۔ زانکہ۔ گیہوں کو کوئی عقلمند بھوسے میں نہیں ڈالتا ہے۔ شیخ جبکہ بڑوں کا امتحان لینا بُری بات ہے تو مرید کا شیخ کا امتحان لینا گدھا پن ہے۔ امتحانش۔ شیخ کا امتحان لیگا تو مرید خود ذلیل ہو جائیگا۔ افتتاش۔ تفتیش کرنا۔ گر بیاید۔ مرید شیخ کے سامنے ایک ذرہ ہی کی طرح ہے۔ مرید اپنے اندازے سے ترازو بناتا ہے شیخ اس ترازو میں کیسے سما سکتا ہے لامحالہ وہ ترازو ٹوٹ جائیگی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں نگنجد اُو بمیزانِ خرد — پس ترازوئے خرد را بَردَرد
جبکہ وہ عقل کی ترازو میں نہیں سماتا ہے — تو عقل کی ترازو کو توڑ ڈالتا ہے

امتحاںؔ ہمچوں تصرف داں درو — رَو تصرف بر چناں شاہے مجو
امتحان لینا، اُس میں تصرف کرنے کی طرح سمجھ — جا، ایسے شاہ پر تصرف نہ کر

چہ تصرف کرد خواہد نقشہا — بر چُناں نقّاش بہرِ ابتلا
نقوش، کیا تصرف کر سکیں گے — ایسے نقاش پر آزمانے کے لئے

امتحانے گر بدانست و بدید — نے کہ ہم نقّاش آں بر وے کشید
اگر (ان نقوش نے) امتحان لینا جانا اور سمجھا ہے — کیا نقاش ہی نے اُن کو اُس پہ نقش نہیں کیا ہے!

چہؔ قدر باشد خود ایں صورت کہ بست — پیشِ صورتہا کہ در علمِ ویست
یہ صورت جو اُس نے قائم کی ہے خود کیسی ہوگی — ان صورتوں کے بالمقابل جو اُس کے علم میں ہیں

وسوسہ ایں امتحاں چوں آمدت — بختِ بدداں کامد و گردن زدت
جبکہ اس امتحان کا تجھے وسوسہ آیا — تو سمجھ کہ بدنصیبی آئی اور اس نے تیری گردن مار دی ہے

چوں چنیں وسواس دیدی زود زود — با خُدا گرد و درآ اندر سجود
جب تو ایسے وسوسے محسوس کرے بہت جلد — خدا سے رجوع کر اور سجدے میں گر

سجدہ گہ را تر کُن از اشکِ رواں — کہ خدایا وارہانم زیں گماں
سجدہ کی جگہ کو اپنے آنسوؤں سے تر کر دے — کہ اے خدا مجھے اِس گمان سے نجات دیدے

آںؔ زماں کت امتحاں مطلوب شد — مسجدِ دینِ تو پُر خرّوب شُد
جس وقت امتحان کرنا تیرا مقصود بنا — تیرے دین کی مسجد خرّوب (گھاس) سے بھر گئی

ہیں چو وسواس آمدت در امتحاں — باز گرد و رُو بحق آر آں زماں
خبردار! جب آزمانے کے سلسلہ میں تجھے وسوسے آئیں — پلٹ جا اور فوراً اللہ (تعالیٰ) کی طرف رُخ کرے

تا نگہ دارد ترا آں ممتحن — از گمان و امتحانِ اِنس و جن
تاکہ وہ امتحان لینے والا تجھے محفوظ رکھے — انس وجن کے گمان اور امتحان سے

اے ضیاء الحق حُسام الدیں بیا — قصّۂ داؤدؑ بر گو و بِنا
اے ضیاء الحق حسام الدین آ جا — (حضرت) داؤدؑ اور تعمیر کا قصہ سُنا

ذہن مسجدِ اقصیٰ کی طرف منتقل ہو گیا جس میں خرّوب گھاس اُگ آئی تھی۔ بِنا۔ یعنی حضرت داؤدؑ کا مسجدِ اقصیٰ تعمیر کرنے کا قصہ۔

لہ اِمتحان۔ شیخ کا امتحان لینا گویا شیخ پر تصرف کرنا ہے۔ شیخ نے ہی اس کو کشف و تصرف سکھایا ہے اور اس میں قوتِ تصرف اور کشف شیخ کے نقوش ہیں نقوش، نقاش کا کیا امتحان لے سکتے ہیں۔ اِمتحانے۔ اگر کشف کے ذریعہ اُس کے مقام کو آزماتا ہے تو یہ کشف بھی شیخ ہی کا عطا کردہ ہے۔

لہ چہ قدر۔ یہ کشف شیخ کے کشف کے بالمقابل ہیچ ہے۔ وسوسہ۔ شیخ کو آزمانے کا وسوسہ بھی دل میں آنا مرید کی تباہی کا سبب ہے۔ چوں چنیں۔ جب مرید کے دل میں اس قسم کے وساوس پیدا ہوں تو مرید کو فوراً توبہ کرنی چاہیئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی اس گستاخی کی معافی مانگنی چاہیئے۔

سہ آں زماں۔ جب مرید میں ایسے وساوس آئیں تو وہ سمجھ لے کہ اُس کے دین پر تباہی کے آثار نمودار ہو گئے ہیں خرّوب۔ ایک گھاس ہے جس کا مکان پر اُگنا مکان کی بربادی کی علامت ہے۔ اے ضیاء الحق چونکہ پہلے اشعار میں مولانا نے فرمایا تھا کہ تیرے دین کی مسجد میں خرّوب گھاس اُگ آئی ہے تو اب مولانا کا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قصۂ مسجدِ اقصٰی و خرّوب رُستن و عزم کردنِ داؤد علیہ السّلام
مسجدِ اقصٰی اور خرّوب اُگنے کا بیان اور حضرت داؤد علیہ السّلام کا حضرت سلیمانؑ

پیش از سلیمانؑ بر بنائے آں مسجد و موقوف شُدنِ آں
سے پہلے اُس مسجد کو تعمیر کرنے کا قصد اور اُس کا رُک جانا

چوں[1] درآمد عزمِ داؤدی بہ تنگ — کہ بسازد مسجدِ اقصٰی بسنگ
جب داؤدی ارادہ سخت ہو گیا — کہ مسجدِ اقصٰی کی پتھر سے تعمیر کریں

وحی کردش حق کہ ترکِ ایں بخواں — کہ ز دستت بر نیاید ایں مکاں
اللہ نے اُن کو وحی بھیجی کہ یہ چھوڑ — کیونکہ تیرے ہاتھ سے یہ مکان تعمیر نہ ہوگا

نیست در تقدیرِ ما آنکہ تو ایں — مسجدِ اقصٰی برآری اے گزیں
ہماری تقدیر میں یہ نہیں ہے کہ تو اِس — مسجدِ اقصٰی کو اے منتخب! بلند کرے

گفت[2] جرمم چیست اے دانائے راز — کہ مرا گوئی کہ مسجد را مساز
اُنھوں نے کہا اے رازوں کے جاننے والے! میری خطا کیا ہے، — کہ آپ مجھ سے فرماتے ہیں کہ مسجد نہ بنا

گفت بے جرمے تو خونہا کردۂ — خونِ مظلوماں بگردن بُردۂ
فرمایا تو نے بغیر کسی جرم کے بہت خون کئے ہیں — مظلوموں کے خون گردن پر لئے ہیں

کہ ز آوازِ تو خلقے بے شمار — جاں بدادند و شُدند آنرا شکار
کیونکہ بے شمار لوگوں نے تیری آواز سے — جان دیدی اور وہ اُس کے شکار بنگئے

خوں بسے رفت ست بر آوازِ تو — بر صدائے خوب جاں پردازِ تو
تیری آواز پر بہت خون ہوئے ہیں — تیری حسین جان کو مشغول کر نیوالی آواز کی وجہ سے

گفت[3] مغلوبِ تو بودم مستِ تو — دستِ من بربستہ بود از دستِ تو
اُنھوں نے عرض کیا میں تجھ سے مغلوب تھا تیرا مست تھا — میرا ہاتھ تیرے ہاتھ سے بندھا ہوا تھا

نے کہ ہر مغلوبِ شہ مرحوم بود — نے کہ المغلوبُ کالمعدوم بود
کیا ایسا نہیں ہے کہ شاہ کا مغلوب قابلِ رحم ہوتا ہے؟ — کیا ایسا نہیں ہو کہ مغلوب معدوم کیطرح ہوتا ہے؟

گفت اے مغلوبِ معدومت کو — جز بہ نسبت نیست معدوم اَنصِتُوا
(اللہ نے) فرمایا اے مغلوب! تیرا معدوم ہونا کہاں ہے؟ — معدوم ہونا محض نسبتی ہوتا ہے، سنو

ایں چنیں معدوم کو از خویش رفت — بہترین ہستہا افتاد و زَفت
ایسا معدوم جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا ہو — وہ تو فربہ اور بہترین موجودات میں سے ہے

[1] چوں۔ حضرت سلیمانؑ سے پہلے حضرت داؤدؑ نے مسجدِ اقصٰی کی تعمیر کا ارادہ کیا۔ وحی۔ اللہ تعالٰی نے حضرت داؤدؑ کو مسجدِ اقصٰی کی تعمیر سے روکدیا اور فرمایا کہ ہماری تقدیر میں تم اُس کو تعمیر نہ کر سکو گے۔

[2] گفت حضرت داؤدؑ نے اللہ تعالٰی سے عرض کیا میری کیا خطا ہے کہ مجھے مسجد کی تعمیر سے روکا جا رہا ہے۔ بے جرمے۔ حضرت داؤدؑ جب خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے تو بہت سے سننے والے جاں بحق ہو جاتے تھے۔

[3] گفت مغلوب۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا کہ میں زبور پڑھتے وقت جوش اور عشقِ خداوندی میں مغلوب ہوتا ہوں اور دستِ قدرت سے میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ نے۔ جو شاہ کا مجنون ہوتا ہے وہ قابلِ رحم اور فانی ہوتا ہے اُس پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا اے مغلوب تو بالکلیہ معدوم نہیں ہے صرف اپنے اوصاف کو اللہ کے اوصاف میں گم کر دینے کے اعتبار سے معدوم ہے۔ اَنصِتُوا۔ یعنی سُن لے۔ ایں چنیں۔ جو اس طرح معدوم ہو وہ تو اشرف الموجودات ہے۔

505

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اُو بہ نسبت با صفاتِ حق فناست[1] | در حقیقت در فنا اُو را بقاست
اُس کو خدا کی صفات کی نسبت سے فنا حاصل ہے | حقیقتاً فنا میں اُس کی بقا ہے

جملۂ ارواح در تدبیرِ اُوست | جملۂ اَشباح ہم در تیرِ اُوست
تمام روحیں اُس کے انتظام میں ہیں | تمام اجسام بھی اُس کی قدرت میں ہیں

آنکہ اُو مغلوب اندر لطفِ ماست | نیست مُضطر بلکہ مختار ولاست
جو ہماری مہربانی میں مغلوب ہے | وہ مجبور نہیں ہے بلکہ دوستی کی وجہ سے بااختیار ہے

مُنتہائے[2] اختیار آنست خود | کاختیارش گردد اینجا مُفتقد
خود اختیار کا اخیر یہ ہے | کہ اُس کا اختیار اُس جگہ گم ہو جائے

اختیارش گر نبودے چاشنی | کے بگشتے آخر اُو محو از منی
اگر اُس کا اختیار لذیذ نہ ہوتا | تو وہ خودی سے محو کیوں ہوتا؟

در جہاں گر لقمہ و گر شربت است | لذّت اُو فرعِ محو لذّت است
دنیا میں خواہ کوئی لقمہ یا کوئی گھونٹ ہے | اُس کی لذت محو کی لذت کی شاخ ہے

گرچہ از لذّات بے تاثیر شُد | لذّتے بُود اُو و لذت گیر شُد
اگرچہ وہ لذتوں سے بیگانہ ہو گیا ہے | وہ (بھی) ایک لذت تھی جس لذت کو اس نے حاصل کیا

ہر کہ اُو[3] مغلوب شُد مرحوم گشت | در بحارِ رحمتش معدوم گشت
جو مغلوب ہوا وہ مرحوم ہو گیا | وہ اسکی رحمت کے سمندروں میں معدوم ہو گیا

نے چُناں معدوم کز اہلِ وجود | ہیچ بروے چیر بد اندر گاہِ جُود
ایسا معدوم نہیں کہ موجود ہیں سے | کوئی سخاوت کے وقت اُس پر غالب آسکے

بلکہ والی گشت موجودات را | بے گمان و بے نفاق و بے ریا
بلکہ وہ موجودات کا والی بن گیا ہے | بغیر گمان اور بغیر نفاق اور بغیر ریاکاری کے

بے مثال و بے مکان و بے نشاں | بے زمان و بے چنین و بے چناں
بے مثال کے اور بے مکان اور بے نشان کے | بغیر زمانہ اور بغیر ایسے اور ویسے کے

بے شکال و بے سوال و بے جواب | دم مزن واللہ اَعلم بالصَّواب
بغیر اشکال اور بغیر سوال اور بغیر جواب کے | دم نہ مارو اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

بے شکال۔ اب نہ اُس کی کوئی مثال ہے نہ اُس کا مکان ہے اور نہ نشان وہ لامکانی ہے اور کم و کیف سے بالا تر ہے۔ اس معاملہ میں نہ کوئی اشکال اور نہ سوال و جواب کا موقع ہے بس خاموشی اختیار کرے۔

[1] اُو۔ اُس نے اپنے آپکو اللہ کی صفات میں فنا کردیا ہے تو اُس کی فنا تو دراصل بقا ہے۔ جملہ۔ اب اِس فانی فی اللہ اور باقی باللہ کو وہ مقام حاصل ہے کہ تمام روحیں اُس کے زیرِ تصرف ہیں اور تمام اَجسام اُس کے زیرِ نگیں ہیں۔ اشباح یعنی اَجسام۔ آنکہ۔ جو ہم میں فنا ہو گیا وہ مُضطر نہیں ہے بلکہ وہ محبوب ہونے کی وجہ سے بااختیار ہے۔ ولا۔ دوستی۔

[2] مُنتہائے۔ بندہ کا اعلیٰ درجہ کا اختیار تو یہی ہے کہ وہ ہماری مرضیات میں گم ہو جائے۔ اختیارش۔ اُس کو اگر اس اختیار میں لطف نہ آتا تو اپنے آپ کو کیوں فنا کرتا۔ منی۔ خودی۔ در جہاں۔ دنیا کی تمام تر لذتیں خواہ کھانے کی ہوں یا پینے کی وہ اِس پر مبنی ہیں کہ اُس چیز کی لذت کو مٹا دیا جائے۔ گرچہ۔ فانی فی اللہ اگرچہ دنیا کی لذتوں کو مٹا دیتا ہے لیکن یہ ترکِ لذات اُسکے لئے لذت بن جاتی ہے۔

[3] ہر کہ اُو۔ جو صفاتِ باری سے مغلوب ہو گیا وہ اللہ کی رحمتوں کے سمندر میں غرق ہو کر رحمتوں کا مستحق ہو گیا ہے۔ نے چناں معدوم لیکن وہ ایسا معدوم نہیں ہے کہ کوئی بھی موجود اُس پر غالب آسکے۔ بلکہ۔ ایسا فانی فی اللہ موجودات پر حکمراں بنجاتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شرح إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ وَالْعُلَمَاءُ كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ خَاصَّةً

اس کی شرح کہ مومنین، بھائی بھائی ہیں اور علماء ایک جان کی طرح ہیں

اتحادِ داؤد و سلیمان و سائرِ انبیاء علیہم السّلام کہ اگر یکے

خصوصاً حضرت داؤدؑ اور سلیمانؑ اور بقیہ انبیاء کا اتحاد اُن پر سلام ہو کہ اگر تو انہیں سے ایک کا منکر ہو

از ایشاں را مُنکر شوی ایمانِ تو بہیچ نبی درست نباشد و

تو تیرا کسی نبی پر ایمان دُرست نہ ہوگا اور یہ اتحاد کی علامت

ایں علامتِ اتحاد ست کہ اگر یکے خانہ ازاں ہزار خانہ ویران کنی

ہے کہ اگر ہزار گھروں میں سے تو ایک کو ویران کرے گا تو سب ویران

ہمہ ویران شود و یک دیوار قائم نماند کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ

ہو جائیں گے اور ایک دیوار بھی قائم نہ رہیگی کیونکہ ہم اُن کے رسولوں میں سے کسی میں

مِّنْ رُّسُلِهٖ وَالْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْإِشَارَةُ و ایں خود از اشارت گذشت

تفریق نہیں کرتے ہیں، عقلمند کیلئے اشارہ کافی ہے اور یہ تو اشارہ سے بڑھ گیا ہے

پس خطاب آمد بداؤدؑ از خدا ۔۔۔ کاے گزیں پیغمبرِ نیکو لِقا

تو خدا کی جانب سے (حضرت) داؤدؑ کو خطاب ہوا کہ اے منتخب پیغمبر نیک صورت!

دل مدار اندر تفکر زیں[52] خبر ۔۔۔ رہ مدہ در خود ملال و غم مخور

اس بات سے دل کو فکر میں مبتلا نہ کر رنج کو اپنے اندر راستہ نہ دے اور غم نہ کر

گرچہ بر ناید بجہد و زورِ تو ۔۔۔ لیک مسجد را برآرد پُورِ تو

اگر وہ (مسجد) تیری کوشش اور طاقت سے نہ بنے گی لیکن تیرا لڑکا اُس کو بنائے گا

گرچہ بر ناید بجہدت ایں مقام ۔۔۔ لیک پورِ تو کُند آں را تمام

اگرچہ تیری کوشش سے یہ جگہ نہ بنے گی لیکن تیرا لڑکا اُس کو مکمل کرے گا

کردۂ اُو کردۂ تُست اے حکیم ۔۔۔ مومناں را اتّصالے داں قدیم

اے دانا! اُس کا کیا ہوا تیرا کیا ہوا ہے مومنوں کا باہمی قدیم اتحاد سمجھ

مومناں معدود لیک ایماں یکے ۔۔۔ جسمِ شاں معدود لیکن جاں یکے

مومنین متعدد ہیں لیکن ایمان ایک ہے اُنکے جسم چند ہیں لیکن جان ایک ہے

غیرِ فہم[53] و جاں کہ در گاو و خر ست ۔۔۔ آدمی را عقل و جانِ دیگر ست

عقل اور جان جو بیل اور گدھے میں ہے اُنکے علاوہ انسان کی عقل اور جان دوسری ہے

---

۵۱ إِنَّمَا۔ قرآن پاک میں ہے إِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ إِخْوَةٌ یعنی مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں اور مشہور مقولہ ہے۔ اَلْعُلَمَاءُ كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ یعنی علماء ایک جان ہیں۔ یہ اُخوّۃ اور اتحاد ایمان کی وحدت کی بنیاد پر ہے، قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ہم اُس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں۔ اسی بناء پر یہ حکم ہے کہ ایک نبی کا کفر تمام انبیاء کا کفر ہے۔

۵۲ زیں خبر یعنی اس خبر سے کہ تم مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر نہ کرسکوگے۔ پور حضرت سلیمانؑ مومناں۔ یعنی مومنین اگرچہ گنتی میں متعدد ہیں لیکن اُن میں وحدتِ ایمانی ہے جاں یکے۔ روحِ انسانی جو ایک لطیفۂ ربّانی ہے اور وہ روحِ حیوانی کے علاوہ ہے۔

۵۳ غیرِ فہم۔ حیوانات میں صرف روحِ حیوانی ہے جو اطبّاء کے نزدیک ایک جسم لطیف بخاری ہے جو غذاؤں سے پیدا ہوتی ہے چونکہ یہ بخار ہے اسی لئے مولانا نے اُس کو روحِ باد کہا ہے۔

507

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

باز غیرِ عقل و جانِ آدمی
پھر انسان کی عقل اور جان کے علاوہ
هست جانے در ولی و در نبی[1]
ولی اور نبی میں اور جان ہے

جانِ حیوانی ندارد اتّحاد
حیوانی جان، اتحاد نہیں رکھتی ہے
تو مجو ایں اتّحاد از روحِ باد
تو یہ اتحاد ہوائی روح میں نہ تلاش کر

گر خورد ایں ناں نگردد سیر آں
اگر یہ روٹی کھائے اُس دوسری کا پیٹ نہیں بھرتا
ور کشد بار ایں نگردد آں گراں
اگر یہ بوجھ اُٹھائے تو وہ بوجھل نہیں ہوتی

بلکہ ایں شادی کند از مرگِ اُو
بلکہ یہ اُس کے مرنے سے خوشی مناتی ہے
از حسد میرد چو بیند برگِ اُو
اگر اُس کا سازوسامان دیکھتی ہے تو حسد سے مرتی ہے

جانِ گرگان و سگاں ہر یک جداست
بھیڑیوں اور کتوں کی جان ہر ایک جداگانہ ہے
متّحد جانہائے شیرانِ خداست
خدا کے شیروں کی جان متحد ہے

جمع گفتم[2] جانہاشاں من باسم
میں نے اُن کی جانوں کیلئے اسم جمع (کا لفظ) بولا
کاں یکے جاں صد بُود نسبت بجسم
کیونکہ جسم کی نسبت سے وہ ایک سو بن جاتی ہے

ہمچو آں یک نورِ خورشیدِ سما
جیسا کہ آسمان کے سورج کا ایک نور
صد بُود نسبت بصحنِ خانہا
گھروں کے صحن کے اعتبار سے سو بن جاتا ہے

لیک یک باشد ہمہ انوارِ شاں
لیکن اُن سب کا نور ایک بن جاتا ہے
چونکہ برگیری تو دیوار از میاں
جبکہ تو درمیان سے دیوار اٹھا دے

چوں نماند جانہا را قاعدہ
جبکہ جانوں کی بنیاد نہ رہے گی
مؤمناں باشند نفسِ واحدہ
مومن ایک جان بن جائیں گے

فرق و اشکالات آید زیں مقال
اس گفتگو سے اختلاف اور اشکال پیدا ہوتے ہیں
زانکہ نبود مثل[3] باشد ایں مثال
کیونکہ یہ مثل نہیں ہے مثال ہے

فرقہا بیحد بُود از شخص شیر
شیر کے وجود میں بہت فرق ہیں
تا بہ شخصِ آدمی زادِ دلیر
بہادر آدمی کے وجود کے اعتبار سے

لیک در وقتِ مثال اے خوش نظر
لیکن اے خوش نظر! مثال کے وقت
اتحاد از روئے جانبازی نگر
بہادری کے اعتبار سے اتحاد سمجھ

کہہ سکتے ہیں۔ فرقہا۔ بہادر شخص کی شیر مثال ہے حالانکہ دونوں میں بہت سی باتوں میں فرق ہے صرف بہادری میں یکسانیت ہے۔

[1] در نبی۔ انبیاء اور اولیا کی روحِ انسانی ایک قوی تر لطیفۂ ربانی ہے۔ جانِ حیوانی۔ روحِ حیوانی ہر حیوان میں جداگانہ ہے یہی وجہ ہے کہ ایک روحِ حیوانی اگر غذا حاصل کرتی ہے تو دوسری روح کو وہ غذا نہیں پہنچتی ہے اُن میں سے اگر ایک گراں بار ہوتی ہے تو دوسری کو اس سے گرانی نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ۔ ایک روحِ حیوانی کی خوشی دوسری کے رنج کا سبب ہے۔ شیرانِ خدا یعنی اولیاء اور انبیاء۔

[2] جمع گفتم۔ ہم نے انبیاء اور اولیاء کی روح کے لئے جمع کا صیغہ بولا ہے حالانکہ وہ ایک ہے اُس کا تعدد محض جسموں کے تعدد کی نسبت سے ہے۔ جیسے سورج کی دھوپ جبکہ مختلف صحنوں اور مکانوں پر پڑتی ہے تو اُس میں تعدد ہے ورنہ وہ ایک چیز ہے۔ قاعدہ۔ بنیاد یعنی جسم۔ زیں مقال یعنی روحِ انسانی کو سورج کے نور سے تشبیہ دینے سے بہت سے اشکالات پیدا ہو جائیں گے۔

[3] مثل۔ مثل اور مثال میں یہ فرق ہے کہ مثل شئ وہ کہلاتی ہے جو اُس شے سے ہر بات میں متحد ہو اور مثال کا ہر صفت میں یکساں ہونا ضروری نہیں ہے اگر ایک وصف میں بھی اتحاد ہے تو اُس کو اس شئ کی مثال

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کاں دلیر آخر مثالِ شیر بود
کہ وہ بہادر شیر کی مثال ہے

نیستۜ۱ مثلِ شیر در جملہ حدود
تمام باتوں میں شیر کی شکل نہیں ہے

متحد نقشے ندارد ایں سرا
یہ دنیا، کوئی چیز (روح کیساتھ) متحد نہیں رکھتی ہے

تا کہ مثلے وا نمائم مر ترا
تاکہ تجھے مثل دکھا دوں

ہم مثالِ ناقصے دست آورم
نیز ایک ناقص مثال بیان کرتا ہوں

تا ز حیرانی خرد را وا خرم
تاکہ عقل کو پریشانی سے نجات دوں

شب بہر خانہ چراغے می نہند
رات کو ہر گھر میں چراغ رکھتے ہیں

تا بنورِ آں ز ظلمت می رہند
تاکہ اُسکی روشنی کی وجہ سے اندھیرے سے نجات حاصل کرلیں

آں چراغ ایں تن بود نورش چو جاں
وہ چراغ یہ جسم ہے اُس کی روشنی جان کیطرح ہے

نیست محتاجِ فتیل و ایں و آں
جو بتی اور اِس اور اُس کا محتاج نہیں ہے

واں فتیلہ پنج دار داز حواس
وہ بتی پانچ حواس رکھتی ہے

جملگی بر خواب و خور دار داساس
اِن سب کی کھانے اور سونے پر بنیاد ہے

بےۜ۲ خور و بے خواب نزید نیم دم
بغیر کھائے اور سوئے آدھا پل بھی نہیں جی سکتا

با خور و با خواب نزید نیز ہم
کھانے اور سونے کے ساتھ بھی نہیں جیتا ہے

بے فتیل و روغنش نبود بقا
اُس کی بغیر بتی اور تیل کے بقا نہیں ہے

با فتیل و روغن اُو ہم بیوفا
بتی اور تیل کے ہوتے ہوئے بھی بے وفا ہے

زانکہ نورِ علتی اش مرگ جو ست
کیونکہ اُس کی بیمار روشنی موت کی متقاضی ہے

چوں زید کہ روزِ روشن مرگِ اوست
کیسے جیئے کیونکہ روشن دن اُسکی موت ہے

جملہۜ۳ حسہائے بشر ہم بے بقاست
انسان کے تمام حواس فانی ہیں

زانکہ پیشِ نورِ روزِ حشر لاست
کیونکہ حشر کے دن کے نور کے سامنے معدوم ہیں

نورِ حس و جانِ ناپایانِ ما
ہمارے فانی حس اور جان کا نور

نیست کلی فانی و لا چوں گیا
گھاس کی طرح بالکلیہ فانی اور معدوم نہیں ہے

لیک مانندِ ستارہ و ماہتاب
لیکن ستاروں اور چاند کی طرح

جملہ محو اند از شعاعِ آفتاب
سورج کی شعاع سے سب محو ہیں

اِسی طرح۔ روحِ انسانی کا بھی بقا نہیں ہے حشر میں تجلی رب کے سامنے اس کا بھی بقا نہ رہیگا۔ لا۔ یعنی معدوم۔ چوں گیا۔ اِس روحِ انسانی کی فنا گھاس پھونس کی فنا کی طرح کی نہیں ہے۔ لیک۔ روحِ انسانی کی فنا ایسی ہے جیسی کہ ستاروں کی فنا سورج کی موجودگی میں ہوتی ہے۔

۱؎ نیست مثل۔ بہادر شیر کی شکل نہیں ہے مثال ہے۔ متحد۔ اِس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو روح کی شکل ہو تاکہ اُس کے ذریعہ روح کو سمجھایا جاسکے۔ ہم مثال۔ اگرچہ کوئی چیز روح کی شکل نہیں ہے جس کے ذریعہ اُس کو سمجھایا جائے لیکن ایک ناقص مثال پیش کی جاتی ہے۔ آں چراغ جسم کو بمنزلہ چراغ کے اور روح کو اُس کی روشنی جیسا سمجھو روشنی جب ہو سکے گی جبکہ چراغ میں بتی ہو تیل ہو اسی طرح جسم غذا وغیرہ کا محتاج ہے۔ فتیلہ۔ چراغ کی بتی۔ حواس یعنی حواسِ خمسہ۔ اساس۔ بنیاد یعنی حواسِ خمسہ جب کام کرتے ہیں جبکہ حوائج ضروری پورے ہوتے رہیں۔

۲؎ بے خور۔ حواس کا بقا حوائج ضروری کے پورے ہونے پر بھی موقوف ہے اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ حوائج بھی پورے ہوتے رہیں تب بھی وہ فنا ہوجاتے ہیں۔ زانکہ۔ جس طرح چراغ باوجود بتی اور روغن کے سورج نکلنے پر اپنے وجود کو گویا معدوم کر دیتا ہے اِسی طرح جب موت کا وقت آتا ہے تو یہ روحِ حیوانی اور حواس معدوم ہوجاتے ہیں اُن کیلئے موت کا وقت ایسا ہی ہے جیسا کہ چراغ کے لئے دن کا نکلنا۔

۳؎ جملہ حسہائے۔ جس طرح روحِ حیوانی کو بقا نہیں ہے

۵۰۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آنچنانکہ[1] سوز و دردِ زخمِ کیک — محو گردد چوں درآید مار الیک

جیسا کہ پسّو کے زخم کی سوزش اور درد — محو ہو جاتا ہے جب سانپ تیری جانب آئے

آنچنانکہ عور اندر آب جست — تا در آب از زخمِ زنبوراں برست

جیسا کہ ننگا پانی میں گھس جائے — تاکہ پانی میں شہد کی مکھیوں کے کاٹنے سے نجات پالے

میکند زنبور بر بالا طواف — چوں برآرد سر ندارندش معاف

شہد کی مکھیاں اوپر چکر کاٹتی ہیں — وہ جب سر ابھارتا ہے اس کو معاف نہیں کرتی ہیں

آب[2] ذکرِ حق و زنبور ایں زماں — ہست یادِ ایں فلان و آں فلاں

اللہ کی یاد پانی ہے اور شہد کی مکھی اس وقت — اس فلاں اور اس فلاں کی یاد ہے

دم بخور در آبِ ذکر و صبر کن — تا رہی از فکر و وسواسِ کہن

ذکرِ حق کے پانی میں سانس گھونٹ لے اور صبر کر — تاکہ تو فکر اور پرانے خیالات سے نجات پالے

بعد ازاں تو طبعِ آں آبِ صفا — خود بگیری جملگی سر تا بپا

اس کے بعد اس صاف پانی کی طبیعت — سر سے پاؤں تک تو خود اختیار کر لے گا

آنچناں کز آب آں زنبورِ شر — میگریزد از تو ہم گیرد حذر

جس طرح وہ شریر شہد کی مکھی پانی سے — بھاگتی ہے تجھ سے بھی ڈرے گی

بعد ازاں خواہی تو دور از آب باش — کہ بسِر ہم طبعِ آبی خواجہ تاش

اس کے بعد اگر تو چاہے پانی سے جدا ہو جا۔ — کیونکہ باطن کے اعتبار سے تو پانی کی طبیعت کا خواجہ تاش ہے

بس[3] کسانے کز جہاں بگذشتہ اند — لا نیند و در صفات آغشتہ اند

بہت سے وہ لوگ جو دنیا سے چلے گئے ہیں — معدوم نہیں ہیں اور وہ (اللہ کی) صفات میں غرق ہیں

در صفاتِ حق صفاتِ جملہ شاں — ہمچو اختر پیشِ آں خور بے نشاں

ان سب کی صفات اللہ (تعالیٰ) کی صفات میں — ایسی ہی بے نشان ہیں جیسا کہ ستارے سورج کے سامنے

گر ز قرآں نقل خواہی اے حروں — خواں جمیعٌ ھم لدینا محضرون

اے سرکش! اگر تو قرآن سے ثبوت چاہتا ہے — پڑھ لے وہ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں

محضروں معدوم نبود نیک بیں — تا بقائے روحہا دانی یقیں

اچھی طرح سمجھ لے "حاضر کئے ہوئے" معدوم نہیں ہوتے — تاکہ تو روحوں کے باقی رہنے کو یقینی طور پر جان لے

---

[1] آنچنانکہ۔ روحِ انسانی کی فنا کی دوسری مثال ہے کہ پسّو کے کاٹنے کا درد سانپ کے حملہ کے وقت محو ہو جاتا ہے۔ الیک۔ تیری جانب۔ محو رد۔ تیسری مثال یہ ہے کہ روحِ انسانی کی محویت ایسی ہے جیسا کہ ننگا شہد کی مکھیوں کے ڈر سے پانی میں محو ہو جاتا ہے۔ میکند۔ شہد کے محال کی بڑی مکھیاں اس قدر تعاقب کرتی ہیں کہ پانی میں اگر غوطہ لگایا جائے تو وہ انتظار کرتی ہیں کہ باہر نکلے تو پھر کاٹیں۔

[2] آب۔ اب مولانا ارشاد کی بات کی طرف منتقل ہو کر فرماتے ہیں کہ وساوس کا حال شہد کی مکھیوں کا سا ہے اور ان سے بچاؤ ذکر اللہ کے پانی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بعد ازاں۔ جب انسان ترقی کرتا ہے تو خود اس کی طبیعت ذکر اللہ کی صفائی حاصل کر لیتی ہے اور طبیعت وساوس کو دور کرنے لگتی ہے اور اس کو حبسِ دم اور ذکرِ خفی وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ کہ بسِر۔ اب خود سالک کی طبیعت میں وہ خواص پیدا ہو جاتے ہیں جو اذکار میں تھے۔

[3] بس کسانے۔ جس طرح روحِ انسانی بالکل فانی نہیں ہے اسی طرح بہت سے بزرگ وہ ہیں جن کی موت فنائے محض نہیں ہے بلکہ اُن کیلئے موت کے معنی یہ ہیں کہ وہ صفاتِ باری میں مستغرق ہیں۔ در صفات۔ اللہ کی صفات میں وہ اسی طرح معدوم ہیں جس طرح ستارہ سورج کے سامنے معدوم ہوتا ہے۔ گر ز قرآں۔ قرآن پاک میں ہے اِنْ کَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا ھُمْ جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ بس ایک زور کی آواز ہو گی تو اکدم سے سب لوگ ہمارے حضور میں حاضر

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

روحِ محجوب[1] از بقایش در عذاب — **روحِ واصل در بقا پاک از حجاب**
اس کی بقا سے رُکی ہوئی روح عذاب میں ہے — جو روح بقا باللہ میں واصل (بحق) ہو وہ پردے سے پاک ہے

زیں چراغِ حسِ حیواں المراد — **گفتمت ہاں تا نجوئی اتحاد**
خلاصہ یہ ہے کہ اس حیوانی حس کے چراغ سے — میں نے تجھے بتادیا خبردار اتحاد کا طالب نہ بننا

روحِ خود را متصل کن اے فلاں — **زود با ارواحِ قدسِ سالکاں**
اے فلاں! اپنی روح کو وابستہ کردے — بہت جلد سالکوں کی پاک روحوں کے ساتھ

صد چراغت ار مرند ار بیستند — **بس جدا اند و یگانہ نیستند**
تیرے سو چراغ خواہ وہ مریں یا قائم رہیں — (آپس میں) بہت جدا ہیں اور ایک نہیں ہیں

زاں[2] ہمہ جنگند ایں اصحاب ما — **جنگ کس نشنید اندر انبیا**
اسی لئے ہمارے یہ سب ساتھی لڑتے ہیں — کسی نے انبیاء میں لڑائی (کی بات) نہیں سنی ہے

زانکہ نورِ انبیا خورشید بود — **نورِ حسِ ما چراغ و شمع و دود**
کیونکہ انبیاء کا نور سورج (سے) تھا — ہمارے حواس کا نور چراغ اور شمع اور دھواں ہے

یک بمیرد یک بماند تا بروز — **یک بود پژمردہ دیگر با فروز**
ایک بجھ جاتا ہے، ایک دن تک رہتا ہے — ایک ٹمٹماتا ہے، دوسرا روشن ہے

جانِ[3] حیوانی بود حی از غذے — **ہم بمیرد او بہر نیک و بدے**
حیوانی روح غذا سے زندہ رہتی ہے — وہ اچھائی اور برائی کے ساتھ مر بھی جاتی ہے

گر بمیرد ایں چراغ و طے شود — **خانۂ ہمسایہ مظلم کے شود**
اگر یہ چراغ بجھ جائے اور لپٹ جائے — پڑوسی کا گھر تاریک کب ہوگا؟

نورِ آں خانہ چو بے ایں ہم بپاست — **پس چراغِ حس ہر خانہ جداست**
جب اس گھر کی روشنی اس کے بغیر بھی قائم ہے — تو حس کا چراغ ہر گھر کا جدا ہے

ایں مثالِ جانِ حیوانی بود — **نے مثالِ جانِ ربانی بود**
یہ روح حیوانی کی مثال ہے — نہ کہ ربانی روح کی مثال

باز از ہندوی شب چوں ماہ زاد — **در سرِ ہر روزنے نورے فتاد**
پھر رات کی تاریکی سے جب چاند نکلا — ہر سوراخ پر روشنی پڑی

[1] روحِ محجوب یعنی حیوانی کو بقا باللہ حاصل نہیں ہے لہٰذا وہ عذاب میں ہوگی۔ جو روحِ انسانی بقا باللہ حاصل کریگی اس کو رویتِ باری حاصل ہوگی۔ زیں چراغِ حس۔ روحِ حیوانی سے اتصال اور اتحاد، عذاب کا سبب ہے۔ روحِ خود۔ اپنی روح کو سالکوں کی روح سے وابستہ کرلو تو دیدارِ رب حاصل ہوگا۔ صد چراغت۔ ارواحِ حیوانی سے قطع نظر کرو ان روحوں میں کوئی یگانگت نہیں ہوتی ہے۔
[2] زاں۔ چونکہ عوام روحِ انسانی سے محروم ہیں ان میں صرف روحِ حیوانی ہے جس میں یگانگت نہیں ہے اسی لئے باہمی مختلف اور جنگ و جدل میں رہتے ہیں۔ انبیاء کی روح، روحِ انسانی ہے جس میں وحدت ہے۔ زانکہ۔ انبیاء کی روحیں خورشیدِ وحدت کا نور ہیں جو باہمی متحد ہیں۔ نورِ حسِ ما۔ روحِ حیوانی وہی چراغ والی روشنی ہے۔ یک بمیرد۔ چونکہ ان میں اتحاد نہیں ہے اس لئے کوئی انسان دوسرے انسان کے احوال سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔
[3] جانِ حیوانی۔ روحِ حیوانی غذاؤں سے زندہ ہے اور پھر اس کے لئے فنا ہے۔ گر بمیرد۔ روحِ حیوانی کی مثال چراغ کی روشنی کی سی ہے اگر ایک چراغ بجھ جائے تو دوسرے گھر کا چراغ جلتا رہتا ہے۔ نورِ آں خانہ۔ جب ایک گھر کے چراغ کے بجھنے سے دوسرے گھر پر اندھیرا نہیں ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ دونوں جداگانہ ہیں۔ ایں۔ یعنی چراغ کی مثال۔ باز۔ روحِ انسانی کی مثال چاند کی روشنی کی سی ہے جب چاند طلوع کرتا ہے تو سب گھروں میں نور پھیلتا ہے تو ان سب گھروں کے نور میں وحدت ہے۔

211

نورِ آں صد خانہ را تو یک شمر	کہ نماند نورِ ایں بے آں دگر
اُن سَو گھروں کی روشنی کو تو ایک سمجھ	کیونکہ اِس کا نور اُس دوسرے کے بغیر نہیں رہتا ہے
تا بُوَدؔ خورشیدِ تاباں بر اُفق	ہست در ہر خانہ نورِ اُو قنق
جب تک سورج افق پر روشن ہے	ہر گھر میں اس کا نور مہمان ہے
باز چوں خورشیدِ جاں آفِل شَوَد	نورِ جملہ جانہا زایل شَوَد
پھر جب روح کا سورج غروب کرجاتا ہے	تمام جانوں کا نور زایل ہوجاتا ہے
ایں مثالِ نور آمد مثل نے	مر ترا ہادی عَدُو را رہزنے
یہ نور کی مثال ہے مثل نہیں ہے	تیرے لئے ہادی ہے، دشمن کیلئے رہزن ہے
بر مثالِ عنکبوت آں زشت خُو	پردہائے گندہ را بر بافد اُو
وہ بدخو، مکڑی کی طرح	گندے پردے بُنتا ہے
از لعابِ خویش پردہ نور کرد	دیدۂ اِدراکِ خود را کور کرد
اپنے لعاب سے اُس نے نور پر پردہ ڈالدیا	اپنے احساس کی آنکھ کو اندھا بنا لیا
گردنِ اسپ ار بگیرد بر خورد	ور بگیرد پایش بستاند لگد
اگر گھوڑے کی گردن پکڑیگا فائدہ اٹھائیگا	اور اگر اُس کے پاؤں پکڑیگا لاتیں کھائے گا
کم نشیں بر اسپِ توسن بے لگام	عقل و دیں را پیشوا کُن والسلام
سرکش گھوڑے پر بے لگام نہ چڑھ	عقل اور دین کو پیشرو بنالے والسلام
اندریں آہنگ منگر سُست و پست	کاندریں رہ صبر شقِّ انفس ست
اِس راستہ کو سُست اور پست نہ سمجھ	کیونکہ اِس راستہ میں صبر کرنا جانوں کیلئے شاق ہے
باز گرد و قصۂ مسجد بگو	با سلیمانِ نبیِّ نیک خُو
واپس چل اور مسجد کا قصہ کہہ	نیک خصلت سلیمان نبی کے ساتھ (جو ہوا)

بقیہ قصہ بنائے مسجدِ اقصیٰ از دستِ سلیمان علیہ السّلام

حضرت سلیمان علیہ السّلام کے ہاتھ سے مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر کے قصہ کا بقیہ

چوں سلیمانؑ کرد آغازِ بنا	پاک چوں کعبہ ہمایوں چوں منیٰ
جب حضرت سلیمانؑ نے تعمیر ابتدا کی	جو کعبہ کی طرح پاک اور منیٰ کی طرح بابرکت

اور معترضانہ نگاہ ڈالوگے تو تباہی ہوگی ــ ۳ اسپِ توسن. سرکش گھوڑا یعنی نفس آہنگ ـ راہِ حق ـ راہِ حق کو آسان اور حقیر نہ سمجھو اس راستہ میں بہت صبر و استقلال کی ضرورت ہے. جو نفس پر بہت شاق و گراں ہو. بنا یعنی مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر منیٰ ـ وہ مقام پاک ہے جہاں حاجی رمیِ جمار کرتے ہیں۔

۱ تا بُوَد ـ روحِ انسانی میں چونکہ وحدت ہے اس لئے شیخِ کامل اپنی زندگی میں چاند کی طرح ہر مُرید کو روشنی عطا کرتا رہتا ہے. باز ـ جب وہ شیخ اپنی توجہ ہٹالیتا ہے تو مُریدوں میں استفاضہ کی وہ پہلی سی کیفیت نہیں رہتی ہے ـ ایں مثال ـ میں نے ذاتِ مقدس اور اُس کے نور کی مثال سورج اور اسکی روشنی سے دی ہے یہ مثال ہے جو تمام حیثیتوں سے مثل اُس کی طرح نہیں ہوتی ہے تیرے لئے یہ مثال ہدایت کا کام کریگی اور دشمن یعنی فلسفی کے لئے جو اسرارِ معرفت میں قیاس کو دخیل بناتا ہے رہزن بنے گی اور اُس کو مزید گمراہ کردے گی. عنکبوت. فلسفی کی مثال مکڑی کی سی ہے جو خود اپنے اوپر اپنے لعاب سے نور کو مخفی کرلیتی ہے ـ ۲ از لعاب ـ مکڑی اپنے لعاب سے اپنے اوپر جالا تن کر اپنے آپ کو روشنی سے محروم کرتی ہے اسیطرح منکر اور معترض اپنے اعتراضات کے ذریعہ اپنے ادراک کو نور سے محروم کردیتا ہے ـ گردنِ اسپ ـ گھوڑے پر قاعدہ سے سوار ہوگا تو فائدہ اٹھائیگا اور اگر اسکے پاؤں پکڑنے کی کوشش کریگا تو لات کھائے گا یہی مثال کلامِ حق اور اسرارِ معرفت کی ہے کہ اسپر صحیح طریقہ سے غور کروگے تو فائدہ اٹھاؤگے

512

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

در بنایش دیدہ می شد کرّ و فر | نے فسردہ چوں بناہائے دگر
اُس کی تعمیر میں شان و شوکت نظر آتی تھی | دوسری عمارتوں کی طرح ٹھٹھری ہوئی نہ تھی

در بنا ہر سنگ کز کُہ می شکست | فاش [1]سیروا بی ہمی گفت از نخست
تعمیر میں جو پتھر پہاڑ سے ٹوٹتا تھا | وہ پہلے ہی سے "مجھے لے چلو" علی الاعلان کہتا تھا

ہمچو از آب و گلِ آدمؑ کدہ | نور زاں کُہ پارہا تاباں شدہ
آدمؑ کے مجسمہ کے پانی اور مٹی کی طرح | پہاڑ کے اُن ٹکڑوں سے نور چمکتا تھا

سنگ[2] بے حمّال آئندہ شدہ | واں در و دیوارہا زندہ شدہ
پتھر اُٹھانے والوں کے بغیر آنے لگے | وہ در اور دیواریں زندہ ہوگئیں

حق ہمی گوید کہ دیوارِ بہشت | نیست چوں دیوارہا بیجان و زشت
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بہشت کی دیواریں | (اور) دیواروں کی طرح بے جان اور بھدّی نہیں ہیں

چوں در و دیوارِ تن با آگہی ست | زندہ باشد خانہ چوں شاہنشہی ست
جیسے کہ جسم کے در و دیوار حسّاس ہیں | چونکہ وہ شاہنشاہی گھر ہے زندہ رہے گا

ہم[3] درخت و میوہ ہم آبِ زلال | با بہشتی در حدیث و در مقال
درخت بھی اور پھل بھی، صاف پانی بھی | بہشتی کے ساتھ بات چیت اور گفتگو میں ہونگے

زانکہ جنت را نہ زآلت بستہ اند | بلکہ از اعمال و نیت بستہ اند
کیونکہ جنت کو اوزاروں سے تعمیر نہیں کیا ہے | بلکہ تیرے بے دین کے اعمال سے بنایا ہے

ایں بنا ز آب و گلِ مُردہ بُدست | آں بنا از طاعتِ زندہ شدست
یہ عمارت مُردہ پانی اور مٹی سے بنی ہے | وہ عمارت زندہ عبادت سے بنی ہے

ایں باصلِ خویش ماند پُر خلل | واں باصلِ خود کہ علم ست و عمل
یہ اپنی اصل کی طرح پُر خلل ہے | وہ اپنی اصل کے ساتھ (مشابہ ہے) جو علم اور عمل ہے

ہم سریر و قصر و ہم تاج و ثیاب | با بہشتی در سوال و در جواب
تخت اور قلعہ بھی اور تاج اور کپڑے بھی | بہشتی کے ساتھ سوال و جواب میں ہونگے

فرش بے فرّاش پیچیدہ شُد | خانہ بے کنّاس روبیدہ شُدہ
فرش بغیر فراش کے لپٹا ہوا ہوگا | گھر بغیر جھاڑو دینے والے کے جھڑا ہوا ہوگا

---

[1] سیروا بی۔ مجھے لے چلو یعنی وہ پہاڑ کا پتھر خود بول پڑتا تھا کہ مجھے لے جاکر تعمیر میں لگا دو۔ پھر جس طرح آدمؑ کے مجسمہ کی مٹی اور پانی پُر نور تھا اسی طرح اُس مسجدِ اقصیٰ کے پتھر، پانی اور مٹی پُر نور تھے۔

[2] سنگ۔ حضرت سلیمانؑ کے معجزے سے وہ پتھر خود بخود تعمیر میں لگنے کے لئے آنے لگے اور اُس مسجد کے در و دیوار میں زندگی پیدا ہوگئی۔ بہشت۔ بہشتی در و دیوار میں بھی زندگی ہوگی قرآن پاک میں ہے.... اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ۔ بے شک آخرت کا گھر زندہ ہے۔ چوں۔ انسان کا جسم پانی مٹی سے بنا ہے اور اُس میں زندگی ہے تو جنت کے در و دیوار میں زندگی کیوں نہ ہوگی۔

[3] ہم درخت۔ جنت کی ہر چیز میں حیات اور زندگی ہوگی اور وہ جنتیوں سے گفتگو کرے گی۔ ز آلت۔ جنت کی تعمیر انسانوں کے نیک عملوں سے ہوگی۔ ایں بنا۔ دنیاوی مکانات مُردہ مٹی پانی سے بنتے ہیں لہٰذا وہ مُردہ ہوتے ہیں۔ جنت زندہ عبادتوں سے تعمیر ہوگی تو اُس میں زندگی ہوگی۔ ہم سریر۔ جنت کے تخت و قلعے اور لباس اور تاج سب زندہ ہوں گے فراش۔ چونکہ وہاں کے فرش میں بھی زندگی ہوگی لہٰذا وہ خود بچھے گا اور لپٹ جائے گا۔ خانہ۔ چونکہ گھر میں بھی زندگی ہوگی لہٰذا وہ خود اپنے آپ کو صاف کرے گا۔

513

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تختِ[۱] او سیار بے حمّال شد — حلقہ و در مُطرب و قوّال شد

اُس کا تخت بغیر کسی اُٹھانیوالے کے چلنے والا ہو گیا — حلقہ اور در، مُطرب اور قوّال ہو گیا

خانۂ دل بیں ز غم ژولیدہ شد — بے کناس از توبہ روبیدہ شد

دل کے گھر کو دیکھ جو (گناہوں کے) غم سے اُلجھا ہے — بغیر جھاڑو کے توبہ سے صاف ہو جاتا ہے

ہست در دل زندگی دار الخلود — در زبانم چوں نمی آید چہ سود

دل میں جنّت کی زندگی ہے — جبکہ میری زبان سے ادا نہیں ہو سکتی تو کیا فائدہ؟

چونکہ گشت آں مسجدِ اقصیٰ تمام — ز اہتماماتِ سلیمانؑ والسّلام

جب مسجدِ اقصیٰ مکمّل ہو گئی — (حضرت) سلیمانؑ کے اہتمام سے اور سلام ہو

چوں[۲] سلیمانؑ در شدے ہر بامداد — مسجد اندر بہرِ ارشادِ عباد

جب (حضرت) سلیمانؑ ہر صبح کو آتے — مسجد کے اندر بندوں کی ہدایت کے لئے

پند دادے گہ بگفت و لحن و ساز — گہ بفعل اعنی رکوعِ پُر نیاز

کبھی گفتگو اور لہجہ اور بناؤ سے نصیحت کرتے — کبھی فعل یعنی پُر نیاز رکوع کے ذریعہ

پندِ فعلی خلق را جذّاب تر — کہ رسد در جانِ ہر باگوش و کر

عملی نصیحت لوگوں کو زیادہ کھینچتی ہے — کیونکہ وہ ہر کان والے اور بہرے کے دل میں پہنچتی ہے

واندراں[۳] وہمِ امیری کم بود — در حشم تاثیرِ آں محکم بود

اور اُس میں حکومت کا وہم نہیں ہوتا ہے — ماتحتوں میں اُس کی تاثیر مضبوط ہوتی ہے

قصۂ آغازِ خلافتِ عثمانؓ و خطبۂ وے در بیان آنکہ ناصحِ فعّال بفعل بہ از ناصحِ قوّال بقول

حضرت عثمانؓ کی خلافت کی ابتدا کا قصّہ اور اُن کا خطبہ اِس بیان میں کہ عمل سے نصیحت کرنے والا، زبانی بات کے ذریعہ نصیحت کرنے والے سے بہتر ہے

قصۂ عثمانؓ کہ بر منبر برفت — چوں خلافت یافت بشتابید تفت

(حضرت) عثمانؓ کا قصّہ کہ منبر پر پہنچے — جب خلافت پائی تیزی سے عمل کیا

منبرِ مہتر کہ سہ پایہ بُدست — رفت بوبکرؓ و دوم پایہ نشست

سردارؐ کا منبر جو تین درجوں کا تھا — ابوبکرؓ چلے اور دوسرے درجہ پر بیٹھ گئے

بر سوم پایہ عمرؓ در دورِ خویش — از برائے حرمتِ اسلام و کیش

(حضرت) عمرؓ اپنے دور میں تیسرے درجہ پر — اسلام اور مذہب کی حرمت کے لئے (بیٹھے)

۱؎ تخت۔ جنّت کا تخت خود بخود چلے گا۔ حلقہ۔ جنّتی کی خواہش کے مطابق دروازے کی زنجیریں اور دروازہ خود مُطرب اور قوّال کا کام کرنے لگیں گے۔ خانۂ دل۔ جھاڑو دینے والے کے بغیر جنّتی گھر کے صاف ہو جانے پر تعجب نہ کرو خود اپنے دل کو دیکھو گناہوں سے آلودہ ہوتا ہے اور توبہ سے خود بخود صاف ہو جاتا ہے۔ در زبانم۔ دل کی زندگی کی پوری کیفیت سمجھانے سے زبان قاصر ہے۔

۲؎ چوں سلیمانؑ۔ مسجدِ اقصیٰ کے مکمل ہو جانے پر حضرت سلیمانؑ روزانہ صبح کو مسجد میں تشریف لے جاتے اور لوگوں کو راہِ حق کی ہدایت کرتے۔ پند دادے۔ حضرت سلیمانؑ لوگوں کو کبھی زبان سے نصیحت فرماتے اور کبھی عملی طور پر عبادت کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت کرتے۔ پندِ فعلی۔ عملی نصیحت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۳؎ واندراں۔ عملی نصیحت میں لہجہ کا تحکّم بھی نہیں ہوتا ہے لہٰذا وہ ماتحتوں پر زیادہ اثر کرتی ہے۔ ناصحِ فعّال۔ وہ ناصح جس کا عمل دوسروں کی نصیحت کا سبب بنے۔ قوّال۔ جو شخص زبانی نصیحت کرے۔ مہتر۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے منبر کے تین درجے تھے۔ بوبکرؓ خطبہ کے درمیان میں آنحضورؐ سے [illegible]

516

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دورِ عثمانؓ آمد و بالائے تخت ... بر شُد و بنشست آں محمود بخت

(حضرت) عثمانؓ کا زمانہ آیا وہ تخت کے اوپر ... چڑھے، اور وہ خوش نصیب بیٹھ گئے

پس سُوالش کرد شخصے بُو الفضول ... کاں دو ننشستند برجایِ رسولؐ

ان سے ایک یاوہ گو شخص نے دریافت کیا ... کہ وہ دونوں رسولؐ کی جگہ پر نہ بیٹھے

پس تو چوں جُستی ازیشاں برتری ... چوں بُرتبت تو ازیشاں کمتری

تو آپ نے اُن سے برتری کیوں چاہی؟ ... جبکہ آپ رتبے میں اُن سے کم ہیں

گفت اگر پایۂ سُوم را بسپرم ... وہم آید کہ مثالِ عمرؓ ام

انھوں نے فرمایا اگر میں تیسرے درجہ پر ٹھہروں ... شبہ ہوگا کہ میں عمرؓ جیسا ہوں

ور دُوم پایہ شوم من جائے جُو ... گویَم مثلِ ابوبکرؓ ست اُو

اور اگر میں دوسرے درجہ پر جگہ تلاش کروں ... لوگ مجھے کہیں گے کہ وہ ابوبکرؓ جیسا ہے

ہستؔ ایں بالا مقامِ مصطفٰےؐ ... وہم مثلی نیست باآں شہ مرا

یہ اونچا درجہ مصطفٰےؐ کی جگہ ہے ... میرے متعلق اُن شاہ جیسا ہونے کا وہم نہیں ہو سکتا

بعد ازاں برجائے خطبہ آں وُدود ... تا بقربِ عصر لب خاموش بود

اس کے بعد وہ مہربان خطبہ (پڑھنے) کی جگہ ... عصر کے قریب تک خاموش تھے

زہرہ نے کس را کہ گوید ہیں بخواں ... یا بروں آید ز مسجد آں زماں

کسی کی ہمت نہ تھی کہ کہے پڑھئے ... یا اُس وقت مسجد سے باہر نکل آئے

ہیبتےؔ بنشستہ بُد بر خاص و عام ... پُر شُدہ از نُورِ خدا آں صحن و بام

ہر خاص و عام پر ہیبت بیٹھی ہوئی تھی ... اللہ (تعالےٰ) کے نور سے صحن اور بالاخانہ پر تھا

ہر کہ بینا ناظرِ نورش بُدے ... کور زاں خورشید ہم گرم آمدے

جو بینا تھا وہ اُس کے نور کو دیکھنے والا تھا ... اندھا بھی اُس نور سے گرم ہو رہا تھا

پس ز گرمی فہم کردے چشمِ کور ... کہ برآمد آفتابے بے فتور

گرمی کی وجہ سے اندھا بھی سمجھ رہا تھا ... کہ مکمل سورج نکل آیا ہے

لیک ایں گرمی کشاید دیدہ را ... تا ببیند عین ہر بشنیدہ را

لیکن یہ گرمی آنکھ کو کھول دیتی ہے ... تاکہ آنکھ، ہر سُنی ہوئی بات کو دیکھ لے

گرمیش را ضجرتے و حالتے ... زاں تپش دل را کشادے فسحتے

اُس کی گرمی میں ایک تنگدلی اور ایک حالت ہے ... اُس گرمی سے دل میں ایک کشادگی اور وسعت

ا؎ دور عثمان۔ حضرت عثمانؓ نے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم والے درجہ پر بیٹھنا شروع کیا۔ وہ دو۔ یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کیونکہ صحابہ کے مراتب میں حضرت عثمانؓ کا تیسرا مرتبہ ہے۔ گفت۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تیسرے درجہ پر بیٹھوں گا تو لوگ سمجھیں گے کہ میں عمرؓ جیسا ہوں۔ ور دوم۔ دوسرے درجہ پر بیٹھوں گا تو لوگ حضرت ابوبکرؓ جیسا سمجھیں گے۔

۲؎ ہست۔ اب میں نے آنحضورؐ کے درجہ پر اس لئے بیٹھنا شروع کر دیا کہ مجھے اُن جیسا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا ہے۔ وہ ودود۔ یعنی حضرت عثمانؓ۔ خاموش۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے رہے اور یہ کہہ کر نیچے اُتر آئے تھے کہ تمہارا امیر فعال ہو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قوال ہو۔

۳؎ ہیبتے۔ حضرت عثمانؓ منبر پر خاموش بیٹھے تھے اور کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اُن سے خطبہ دینے کو کہے یا اُٹھ کر چلا جائے اور اس وقت وہ مظہرِ نورِ خداوندی بنے ہوئے تھے۔ ہر کہ بینا۔ وہ لوگ جنہیں اس نور کے مشاہدہ کی صلاحیت تھی وہ اس کا مشاہدہ کر رہے تھے بقیہ لوگ بھی اُسکے اثرات محسوس کر رہے تھے۔ پس۔ اندھا سورج کی گرمی سے سورج کے طلوع کو سمجھتا ہے۔ لیک۔ لیکن اُس نور کی گرمی انسان کو بینا بنا دیتی ہے۔ گرمیش۔ اُس نور کی گرمی سے اگرچہ ایک بے چینی محسوس ہوتی ہو لیکن دل میں اُس سے کشادگی اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔

۲۱۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کور[۵۱] چوں شُد گرم از نورِ قِدَم   از فرح گوید کہ من بینا شُدم
جب قدیم نور سے اندھا گرم ہوجاتا ہے   وہ خوشی سے کہتا ہے کہ میں بینا ہوگیا ہوں

سخت خوش مستی ولے اے بُوالحسن   پارہ راہ است تا بینا شُدن
تو بہت اچھا مست ہے لیکن اے بھلے مانس!   بینا ہونے تک تھوڑا سا راستہ ہے

ایں نصیبِ کور باشد ز آفتاب   صد چنیں وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
سورج سے نابینا کا یہ حصّہ ہے   اس سے سَو گُنا اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

وآنکہ[۵۲] اُو آں نُور را بینا بُود   شرح اُو کے کارِ بوسینا بُود
وہ شخص جو اُس نور کو دیکھنے والا ہے   اُس کی تشریح کرنا (شیخ) بو علی سینا کا کام کہاں ہے؟

گر شَوَد صد تو کہ باشد ایں زباں   کہ بجنباند بکف پردہ عیاں
اگر زبان سَو گُنا ہوجائے تو یہ کون ہوتی ہے؟   کہ ہاتھ سے مشاہدے کے پردے کو ہٹا دے

وائے بر وے گر بساید پردہ را   تیغ اللّٰہی کُند دستش جُدا
اس پر افسوس ہے اگر وہ پردے کو ہٹائے   خدائی تلوار اُس کے ہاتھ کو جُدا کر دیگی

دست چہ بُود خود سرش را بر کند   آں سرے کز جہل شرہا می کُند
ہاتھ کیا ہوتا ہے، خود اُسکے سَر کو کاٹ دیگی   اُس سر کو جو جہالت سے شرارتیں کرتا ہے

ایں بتقدیرِ سخن گفتم تُرا   ورنہ خود دستش کجا و آں کجا
یہ میں نے تجھ سے فرضی بات کہہ دی   ورنہ اُس کا ہاتھ کہاں اور وہ (پردہ) کہاں

خار[۵۳] را خایہ بُدے خالو بُدے   ایں بتقدیر ست یعنی گر بُدے
خار کے اگر خصیہ ہوتا، وہ خالو ہوتی   یہ فرضی بات ہے، یعنی اگر ہوتا

از زباں تا چشم کُو پاک از شک ست   صد ہزاراں سال گویم اندک ست
زبان (کے ذکر) سے آنکھ (کے مشاہدہ) تک کہ وہ شک سے پاک ہے   اگر میں لاکھوں سال (کی مسافت) کہوں تو کم ہے

ہیں مشو نومید نور از آسماں   حق چو خواہد می رسد در یک زماں
خبردار! مایوس نہ ہو آسمان سے نور   جب خدا چاہتا ہے فوراً پہنچ جاتا ہے

صد اثر در کانہا از اختراں   می رساند قدرتش در ہر زماں
ستاروں کے سینکڑوں اثرات، کانوں میں   اُس کی قدرت ہر وقت پہنچاتی ہے

۵۱ کور۔ جس میں مشاہدہ کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ بھی جس وقت اُس نور سے متاثر ہوتا ہے تو اپنے آپ کو بینا سمجھنے لگتا ہے۔ سخت۔ جس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہے وہ خوشی میں مست ہو کر سمجھتا ہے کہ مشاہدہ حاصل ہو گیا۔ اُس کو خطاب ہے کہ تھوڑی سعی اور محنت کرے تب اس مقام پر پہنچے گا۔ ایں نصیب۔ یہ تو اُس شخص کی حالت تھی جس کو مشاہدہ حاصل نہیں، جس کو حاصل ہوتا ہے اُس کی حالت اس سے سَو گُنی ہوگی۔ ۵۲ وآنکہ۔ اُس نور کے مشاہدے سے جو کیفیت حاصل ہوگی اُس کی تشریح شیخ بو علی سینا بھی اپنی عقل اور فلسفے کے زور سے نہیں کر سکتا۔ گر شود۔ مقامِ مشاہدہ مجاہدہ سے حاصل ہوگا مشاہدہ کا پردہ دلائل سے نہ ہٹے گا۔ وائے۔ جو شخص نبوّت کے واسطے کے بغیر محض عقلی دلائل سے وصول الی اللہ کی کوشش کریگا اُس کیلئے ہلاکت ہے۔ ایں۔ یہ بات کہ اگر کوئی محض عقل کے ہاتھ سے پردے کو ہٹانے کی کوشش کریگا تو خدائی تلوار اُسکا ہاتھ کاٹ دیگی یہ بات میں نے بطور فرض کے کہہ دی ہو ورنہ یہ ہاتھ سے پردہ ہٹانے کی کوشش ممکن ہی نہیں ہے۔ ۵۳ خار۔ یہ اسی طرح کی فرضی بات ہے جیسے لوگ کہدیتے ہیں کہ اگر خار کے خصیہ ہوتا تو وہ خالو بنجاتی۔ از زبان۔ زبانی دلائل سے مشاہدہ تک پہنچنے میں اگر میں لاکھوں سال کا

فاصلہ بتاؤں تو وہ بھی کم ہے۔ ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ مشاہدہ کی دوری سے گھبرا کر اسکی کوشش نہ چھوڑ بیٹھنا جب اللہ تعالیٰ اس فاصلہ کو کم کرنا چاہیں گے تو فوراً کم ہو جائیگا۔ چاند ستاروں کا زمین سے فاصلہ کروڑوں سال کی مسافت کا ہے لیکن قدرت اُنکی روشنی فوراً زمین تک پہنچا دیتی ہے۔ صد اثر۔ سورج اور چاند کی شعاعیں کانوں میں ہیرے جواہر بناتی ہیں اور وہ اثرات اُن سے کانوں تک فوراً پہنچ جاتے ہیں۔

516

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اخترِ گردوں[1] ظُلَم را ناسخ ست | اخترِ حق در صفاتش راسخ ست
آسمان کا ستارہ تاریکیوں کو دُور کرتا ہے | اللہ (تعالیٰ) کا ستارہ اپنی صفات میں مضبوط ہے

چرخ پانصد سالہ راہ اے مُستعیں | در اثر نزدیک آمد با زمیں
اے مدد کے طالب! آسمان پانچسو سال کی مسافت پر | اثر کرنے میں، زمین کے نزدیک ہے

سہ ہزاراں سال و پانصد تا زحل | دمبدم خاصیتش آرد عمل
زحل (ستارہ) تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے | اُس کی خاصیت ہر وقت عمل کر رہی ہے

در ہمش آرد چو سایہ در ایاب | طولِ سایہ چیست پیشِ آفتاب
آنے میں اُس کو سایہ کی طرح درہم (برہم) کردے | سورج کے سامنے سایہ کی درازی کیا چیز ہے؟

وز نفوسِ[2] پاک اختر وشں مدد | سوئے اخترہائے گردوں می رسد
پاک نفوس کی جانب سے مدد ستاروں کی طرح | آسمان کے ستاروں کی جانب پہنچتی ہے

ظاہر آں اختراں قوامِ ما | باطنِ ما گشتہ قوامِ سما
بظاہر وہ ستارے ہمارے وجود کا باعث ہیں | ہمارا باطن آسمان کی ماہیت بنا ہوا ہے

در بیان آنکہ حکمائے طبیعی گویند آدمی عالمِ صغیرست و حکمائِ الٰہی گویند آدمی عالمِ کبیرست زیراکہ علمِ آں حکما بر صورتِ آدمی مقصور بود و علمِ اینہا بر باطنِ آدمی موصول

اس بیان میں کہ حکماءِ فلسفہ کہتے ہیں کہ آدمی عالم صغیر ہے اور خدائی حکماء کہتے ہیں کہ آدمی عالم کبیر ہے کیونکہ اُن حکماء کا علم آدمی کی صورت پر منحصر تھا اور اِن کا علم آدمی کے باطن سے وابستہ ہے

پس[3] بصورت عالمِ صُغریٰ توئی | پس بمعنیٰ عالمِ کُبریٰ توئی
صورت کے اعتبار سے تو چھوٹا جہان ہے | باطن کے اعتبار سے تو بڑا جہان ہے

ظاہراً آں شاخ اصل میوہ ست | باطناً بہرِ ثمر شد شاخ ہست
بظاہر ٹہنی پھل کی جڑ ہے | حقیقتاً ٹہنی پھل کے لئے وجود میں آئی ہے

گر نبودے میل و اُمیدِ ثمر | کے نشاندے باغباں بیخِ شجر
اگر پھل کی خواہش اور امید نہ ہوتی | تو باغبان درخت کی جڑ کب بوتا

[1] اخترِ گردوں جیسے چاند سورج وغیرہ اپنی روشنی سے زمین کی تاریکیوں کو ہٹاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی صفت میں اُن سے بہت زیادہ مضبوط ہے۔ چرخ۔ آسمان کا زمین سے پانچسو سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن زمین پر اثر انداز ہونے میں وہ فاصلہ کچھ بھی نہیں ہے۔ سہ ہزاراں۔ زحل ستارہ جو کہ ساتویں آسمان پر ہے اسمیں اور زمین میں ساڑھے تین ہزار سال کی مسافت کا فاصلہ ہے لیکن ہر وقت زمین پر اثر انداز ہے۔ در ہمش۔ اللہ کی یہ قدرت ہے کہ اُس زحل کے اثرات کو جبکہ وہ زمین کی طرف لوٹ رہے ہوں درہم برہم کردے، آفتاب حق کے سامنے ان اثرات کی جو سایہ کیطرح ہیں کیا حقیقت۔

[2] وز نفوس۔ پہلے یہ کہا تھا کہ آسمان کے ستارے ہم پر اثر ڈال رہے ہیں اب بتاتے ہیں کہ جس طرح ستارے اثر انداز ہیں اسیطرح انبیاء اور اولیاء کا وجود ستاروں پر اثر انداز ہے۔ قوام۔ وہ چیز جو کسی چیز کی ماہیت بنائے۔ در بیان۔ حکماءِ فلاسفہ انسان کو چھوٹا جہان اور دنیا کو بڑا جہان مانتے ہیں اور صوفیاء انسان کو بڑا عالم اور دنیا کو چھوٹا عالم مانتے ہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ فلاسفہ کی نظر انسان کے ظاہر پر ہے۔

[3] پس بصورت۔ یعنی انسان تمام کائنات عالم کے نمونوں کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے۔ عالم کبریٰ۔ چونکہ حقیقت اسماء الٰہیہ اور حقائق کونیہ کا جامع ہے۔ شاخ یعنی انسان۔ ثمر یعنی عالم۔ گر نبودے۔ اگر انسان کی تخلیق، قدرت کا منشا نہ ہوتی تو عالم کو نہ پیدا کیا جاتا۔

516

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس بمعنی آں شجر[1] از میوہ زاد — گر بصورت از شجر بودش ولاد

پس درخت حقیقتاً پھل سے پیدا ہوا ہے — اگرچہ بظاہر درخت سے اُس کی پیدائش ہے

مصطفیٰؐ زیں گفت کادمؑ و انبیا — خلفِ من باشند در زیرِ لوا

مصطفیٰؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ حضرت آدمؑ اور انبیاءؑ — میرے پیچھے جھنڈے کے نیچے ہوں گے

بہر[2] ایں فرمودہ است آں ذو فنون — رمزِ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْن

اسی لئے اُن جامعِ کمالات نے فرمایا ہے — "ہم آخر میں ہیں اور پہلے ہیں" کا اشارہ

گر بصورت من ز آدمؑ زادہ ام — من بمعنی جدِّ جد افتادہ ام

اگرچہ بظاہر میں آدمؑ سے پیدا ہوا ہوں — میں حقیقتاً پردادا واقع ہوا ہوں

کز برائے من بُدش سجدہ مَلک — وز پئے من رفت بر ہفتم فلک

کیونکہ فرشتوں کا اُنکو سجدہ میرے لئے تھا — اور میرے لئے ہی وہ ساتویں آسمان پر گئے

پس ز من زائید در معنی پدر — پس ز میوہ زاد در معنی شجر

پس حقیقتاً باپ مجھ سے پیدا ہوا — اور اصلاً درخت پھل سے پیدا ہوا

اول فکر[3] آخر آمد در عمل — خاصہ فکرے کو بود وصفِ ازل

ابتدائی فکر اصل وجود میں آخر میں آتا ہے — خصوصاً وہ ارادہ جو ازل کی صفت ہو

حاصل اندر یک زماں از آسماں — میرود می آید ایدر کارواں

خلاصہ یہ ہے کہ آسمان سے تھوڑے وقفہ میں — اب قافلہ آتا جاتا ہے

نیست بر ایں کارواں ایں رہ دراز — کے مفازہ زفت آید با مفاز

اس قافلہ پر یہ راستہ دراز نہیں ہے — کامیابی کے ہوتے ہوئے جنگل کب بھاری پڑتا ہے

دل بکعبہ میرود در ہر زماں — جسم طبع دل بگیرد ز امتناں

ہر وقت میں، دل کعبہ کو جاتا ہے — جسم احسان (خداوندی) سے دل کی طبیعت اختیار کرلیتا ہے

ایں دراز و کوتہی مر جسم راست — چہ دراز و کوتہ آنجا کہ خداست

یہ درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے — جہاں خدا ہے وہاں دراز و کوتاہ کیا ہوتا ہے؟

رجوع کیا ہے کہ ذکر اور مشاہدہ کے فاصلے سے سالک کو گھبرانا نہ چاہیئے قدرت اِن فاصلوں کو کم کر دیتی ہے۔ ایدر۔ اب۔ کے مفازہ۔ اگر کامیابی ہوتی ہے تو راہ کا فاصلہ اور دشواری معدوم ہو جاتی ہے۔ دل۔ انسان کا دل ہزاروں میل کا فاصلہ طے کر کے کعبہ میں پہنچ جاتا ہے۔ جسم۔ اللہ کا کرم ہو تو جسم بھی دل کی رفتار اختیار کرلیتا ہے اور بزرگوں سے طیّ الارض کی کرامت ظاہر ہو جاتی ہے۔ ایں دراز۔ راستہ کی درازی اور کوتاہی جسم کے لئے ہے روح کے لئے نہیں ہے۔

---

[1] آں شجر۔ تو گویا ماں کی زبان سے پیدا ہوا ہے۔ مصطفیٰؐ۔ حدیث شریف اَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَحْتَهٗ اٰدَمُ وَ مَنْ دُوْنَهٗ وَلَا فَخْرَ یعنی میں قیامت کے روز لوائے حمد اُٹھانیوالا ہوں جس کے نیچے حضرت آدمؑ اور اُنکے علاوہ تمام انبیاء ہونگے اور اس پر کوئی فخر نہیں ہے۔ یہ اسی لئے فرمایا ہے کہ آدمؑ اور اُنکی اولاد کی تخلیق سے مقصود آنحضورؐ کی ذات ہے۔ لوا۔ جھنڈا۔

[2] بہر ایں۔ چونکہ مقصود آنحضورؐ کی تخلیق تھی اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں اگرچہ آخر میں بھیجا گیا ہوں لیکن چونکہ مقصود اصلی میں ہوں لہٰذا میں پہلے ہوں۔ کسی چیز کی علّتِ غائی وجودِ خارجی میں اگرچہ موخر ہوتی ہے لیکن وجودِ ذہنی میں وہ اُس چیز سے پہلے موجود ہوتی ہے۔ جدِّ جد۔ چونکہ حقیقتِ آدمؑ کا ظہور حقیقتِ محمدیہؐ سے ہوا ہے۔ کز برائے۔ حضرت آدمؑ مسجودِ ملائکہ اسی لئے بنے کہ اُن کی پشت میں نورِ محمدیؐ تھا۔ رفت۔ اُن کو معراج اسی لئے کرائی گئی تاکہ وہ نورِ محمدیؐ سے فیض حاصل کرسکیں۔ پدر۔ حضرت آدمؑ۔

[3] اوّل فکر۔ ہونیوالی ہر چیز کا فکر اور تصور اُس کے وجودِ خارجی سے پہلے ہوتا ہے گھر رہنے کیلئے اور درخت پھل کیلئے وجود میں آتا ہے لیکن اُنکے تصورات اُن کے وجودِ خارجی سے پہلے [illegible] یہاں سے مولانا نے پھر اصل مضمون کیطرف

۲۱۸

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چون¹ خدا امر جسم را تبدیل کرد　　رفتنش بے فرسخ و بے میل کرد

جب خدا نے جسم کو بدل دیا　　اُس کا چلنا بے فرسخ اور بے میل کر دیا

صد امید ست ایں زماں بردار گام　　عاشقانہ اے فتیٰ خلّ الکلام

اب تو سو امیدیں ہیں، قدم بڑھا　　عاشقوں کی طرح اے نوجوان! باتیں بنانا چھوڑ دے

گرچہ پیلہ چشم برہم می زنی　　در سفینہ خفتہ رہ می کنی

اگرچہ تو پلکیں جھپکا رہا ہے　　تو کشتی میں سوتا ہوا سفر کر رہا ہے

تفسیر ایں حدیث کہ مَثَلُ اُمَّتِی کَمَثَلِ سَفِینَۃِ نُوحٍ مَنْ

اس حدیث کی تفسیر کہ میری امت کی مثال (حضرت) نوحؑ کی کشتی کی سی ہے جو

تَمَسَّکَ بِہَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ

اُس سے وابستہ ہوا وہ بچا اور جو اُس سے بچھڑا وہ ڈوبا

بہر² ایں فرمود پیغمبر کہ من　　ہمچو کشتی ام بطوفانِ زمن

اسی لئے پیغمبر نے فرمایا ہے کہ میں　　زمانہ کے طوفان میں کشتی کی طرح ہوں

ما و اصحابیم چوں کشتیِ نوحؑ　　ہر کہ دست اندر زند یابد فتوح

ہم اور ہمارے ساتھی (حضرت) نوحؑ کی کشتی کی طرح ہیں　　جو سہارا پکڑے گا، نجات پا جائے گا

چونکہ با شیخی تو دور از زشتی　　روز و شب سیاری و در کشتی

جبکہ تو شیخ کے ساتھ ہے، برائی سے دور ہے　　تو دن رات چل رہا ہے، اور کشتی میں ہے

در پناہِ جانِ جاں بخشے توی　　کشتی اندر خفتہ رہ می روی

تو جان بخشنے والے کی جان کی پناہ میں ہے　　تو کشتی میں سویا ہوا ہے، راستہ طے کر رہا ہے

مگسل از پیغمبر ایامِ خویش　　تکیہ کم کن بر فن و بر گامِ خویش

اپنے زمانے کے پیغمبر سے جُدا نہ ہو　　اپنی تدبیر اور اپنے قدم پر بھروسہ نہ کر

گرچہ³ شیری چوں روی رہ بے دلیل　　ہمچو روبہ در ضلالی و ذلیل

اگرچہ تو شیر ہے، جب تو بغیر رہنما کے راستہ طے کرے گا　　لومڑی کی طرح گمراہی میں ہے اور ذلیل ہے

ہیں مپرالا کہ با پرہائے شیخ　　تا بہ بینی عونِ لشکرہائے شیخ

خبردار! شیخ کے پروں کے بغیر پرواز نہ کر　　تاکہ تو شیخ کے لشکروں کی مدد دیکھے

یک زمانے موجِ لطفش بالِ تست　　آتشِ قہرش دمے حمالِ تست

ایک وقت اُس کی مہربانی کی موج تیرا بازو ہے　　کسی وقت اُس کے قہر کی آگ تیری بار بردار ہے

---

¹ چون خدا۔ معراج میں انبیاء کے لئے بھی صورت پیش آتی ہے۔ فرسخ۔ تین میل کا فاصلہ۔ صد امید ست۔ مجاہدہ کرنے والے کو قیل و قال کو ترک کر کے عمل میں لگ جانا چاہیئے خدا سے اُمید ہے کہ وہ مشاہدہ کی منزل تک پہنچا دیگا۔ گرچہ سالک بھی آنکھیں بند کر کے عمل کرے تو منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ پیلہ چشم۔ پلکیں۔ سفینہ۔ کشتی۔ انسان کشتی میں بیٹھا ہوا ہو تو اگر وہ سو بھی جائے تب بھی منزل تک پہنچ جائیگا۔

² بہر ایں۔ آنحضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی سیرت پر عمل کر کے ایک انسان نجات حاصل کر سکتا ہے۔ فتوح۔ کامیابی۔ چونکہ۔ سالک کیلئے شیخ کی صحبت حضرت نوحؑ کی کشتی کا کام کرتی ہے۔ سیّار۔ چلنے والا۔ جان بخشے۔ یعنی شیخ۔ پیغمبر۔ یعنی اُس زمانہ کا شیخ۔

³ گرچہ۔ سالک خواہ کیسا ہی ہو سلوک بغیر شیخ کے مشکل ہے۔ پرہائے شیخ۔ یعنی شیخ کی توجہ۔ عون شیخ کی توجہات سے منزل طے ہوگی۔ یک زمانے۔ شیخ کبھی اپنی صفت جمال کے ساتھ تربیت کرتا ہے کبھی صفت جلال کے ساتھ، تو شیخ کی نرمی اور سختی دونوں مدارج کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔

519

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قہر[1] اُو را ضدِّ لُطفش کم شمر — اتحادِ ہر دو بیں اندر اثر

اُس کے قہر کو، اُس کی مہر کی ضد نہ سمجھو — اثر میں دونوں کی یکسانیت دیکھ

یک زماں چوں خاک سبزت می کُند — یک زماں پُر باد و گبزت می کُند

ایک وقت میں وہ تجھے مٹی کی طرح سرسبز کر دیتا ہے — ایک وقت میں پُر شوکت اور عالیقدر بنا دیتا ہے

جسمِ عارف را دہد وصفِ جماد — تا برو روید گُل و نسرین شاد

سالک کے جسم کو مٹی کی خاصیت عطا کر دیتا ہے — تاکہ اُس پر پھول اور عمدہ گُلِ سیوتی اُگے

لیک اُو بیند نہ بیند غیرِ اُو — جز بمغزِ پاک ندہد خُلد بُو

لیکن وہی اُس کو دیکھتا ہے اُس کا غیر نہیں دیکھتا ہے — بہشت "پاک مغز (والے) کے علاوہ کسی کو خوشبو نہیں دیتی ہے

مغز را خالی کُن از انکارِ یار — تا کہ ریحاں یابی از گلزارِ یار

دوست کے انکار سے دماغ کو خالی کر لے — تاکہ تو دوست کے چمن سے خوشبو سونگھے

تا بیابی بُوی خلد از یارِ من — چوں[2] محمدؐ بُوی رحماں از یمن

"تاکہ تو میرے دوست کے ذریعہ بہشت کی خوشبو حاصل کرے — جیسا کہ آنحضورؐ نے یمن سے خدا کی خوشبو حاصل کی،

در صفِ معراجیاں گر بیستی — چوں بُراقت بر کُشاید نیستی

اگر تو معراج والوں کی صف میں کھڑا ہو گیا — فنا تیرے لئے بُراق کی طرح پَر پھیلا دے گی

نے چو معراجِ زمینے تا قمر — بلکہ چوں معراجِ کلکے تا شکر

گرد کی قمر تک کی معراج کی طرح نہیں — بلکہ نَے کے شکر بننے تک کی معراج کی طرح

نے چو معراجِ بُخارے تا سَما — بل چو معراجِ جنینے تا نُہیٰ

دھویں کی آسمان تک کی معراج کی طرح نہیں — بلکہ پیٹ کے بچّہ کی عقل تک معراج کی طرح

خوش[3] بُراقے گشت خنگِ نیستی — سوئے ہستی آردت گر نیستی

فنا کا گھوڑا، بہت اچھا براق بنا — اگر تو فانی ہے تجھے بقا کی جانب لے آتا ہے

کوہ و دریاہا سُمش مَس می کُند — تا جہانِ حِس را پس می کُند

اُس کے سُم پہاڑ اور دریاؤں کو چھوتے ہیں — یہاں تک کہ وہ محسوس دنیا کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے

پا بکش در کشتی و می رَو رَواں — چوں سُوئے معشوق جانِ جانِ عاں

کشتی میں قدم رکھو، اور چلا چل — جیسا کہ جانِ معشوق کیطرف جاتی ہو جو روح کی روح ہے

---

[1] قہر اُو۔ شیخ کی محبت اور غصہ دونوں کے اثرات مُرید کے لئے مفید ہیں لہٰذا اثر کے اعتبار سے ایک دوسری کی ضد نہیں ہیں۔ چوں خاک۔ یعنی شیخ اپنے قہر سے مُرید کو متواضع بناتا ہے اور اُس میں اَخلاقِ حسنہ کا سبزہ اُگاتا ہے۔ پُر باد۔ یعنی شان و شوکت والا۔ گبز۔ موٹا، فربہ۔ وصفِ جماد یعنی خاکساری۔ لیک۔ مُرید کی اِس روحانی شادابی کو شیخ دیکھتا ہے منکرِ شیخ کے ساتھ بے اعتقادی کا بغض سے مانع ہے۔

[2] چوں۔ یہ حضرت اویس قرنی کے قصہ کی طرف اشارہ ہے حضرت اویسؓ یمن میں رہتے تھے اور بڑے عاشقِ رسول تھے لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکے تھے حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ میں یمن کی جانب سے خدا کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ یہ حضورؐ کا فرمان حضرت اویسؓ کی خوشبو کے بارے میں تھا۔ نیستی۔ یعنی مقامِ فنا۔ نے چو معراج۔ بزرگوں کی صحبت میں جو معراج ہوگی وہ ایسی معراج نہ ہوگی جیسی کہ دھویں یا غبار کی معراج آسمان تک ہے بلکہ ایسی باسعی معراج ہوگی جیسی کہ نَے کو معراج حاصل ہو کر اُس میں شکر پیدا ہو جاتی ہے۔

[3] خوش۔ یعنی یہ فنا کا بُراق ایسا ہے کہ اگر تم فنا کا مقام حاصل کر چکو گے تو تمہیں بقا کی طرف لے آئے گا یعنی سیرِ عروجی کے بعد سیرِ نزولی ہوگی اور تم پھر اپنی ہستی میں آباد ہو گے۔ کوہ۔ فنا کا مقام حاصل ہو جانے پر سالک دنیا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ پا بکش۔ شیخ کی صحبت میں جو سیر ہوتی ہے وہ ایسی ہی ہوتی ہے جس طرح جانِ معشوق کیطرف کھنچتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دست نے و پائے نے رو تا قِدَم
بغیر ہاتھ اور بغیر پاؤں کے قدیم کی طرف چل
آنچناں کہ تاخت جانہا از عدم
جس طرح کہ روحیں عدم سے دوڑ آئیں

بُرد ریدے در سخن پردہ قیاس
اسی تقریر) بات میں قیاس کا پردہ چاک کر دیتی
گر نبودے سَمعِ سامع را نُعاس
اگر سننے والے کی سماعت پر اونگھ نہ طاری ہوتی

اے فلک بر گفتِ او گوہر ببار
اے آسمان! اُس کی گفتگو پر موتی برسا
از جہانِ او جہانا شرم دار
اے دنیا! تو اُس کے جہان سے شرم کر

گر ببارٰی گوہرت شش تا شود
اگر تو موتی برسائے وہ چھ گنا ہو جائینگے
جا مدت گوئندہ و بینا شود
تیرا بے جان بولنے والا اور دیکھنے والا ہو جائیگا

پس نثارے کردہ باشی بہرِ خود
تو تیرا بکھاور خود تیرے لئے ہوگا
چونکہ ہر سرمایۂ تو صد شود
جبکہ تیرا ہر سرمایہ سو گنا ہو جائے گا

ہمچو آں ہدیہ کہ بلقیس از سبا
اُس ہدیہ کی طرح جو بلقیس نے سبا سے
بر سلیمانؑ می فرستاد اے کیا
(حضرت) سلیمانؑ کے پاس بھیجا اے عقلمند!

قصۂ ہدیہ فرستادنِ بلقیسؓ از شہر سبا بسوئے
بلقیس کا شہر سبا سے سلیمانؑ کو ہدیہ بھیجنے کا قصہ
سلیمان علیٰ نبینا و علیہ السلام
اُن پر اور ہمارے نبی پر سلام ہو

ہدیۂ بلقیس چل اُشتر بُدست
بلقیس کا ہدیہ چالیس اونٹ تھے
بارِ آنہا جملہ خشتِ زر بُدست
جن کا بوجھ سب سونے کی اینٹیں تھا

چوں بصحرائے سلیمانی رسید
جب وہ (قافلہ حضرت) سلیمانؑ کے علاقہ میں پہنچا
فرشِ آں را جملہ زرِ پختہ دید
اُس کا تمام فرش خالص سونے کا دیکھا

بر سرِ زر تا چہل منزل براند
چالیس منزل تک سونے پر چلتا رہا
تا کہ زر را در نظر آبے نماند
یہاں تک کہ (اس کی) نظر میں سونے کی وقعت نہ رہی

بارہا گفتند زر را وا بریم
انھوں نے بارہا کہا سونے کو واپس لیجائیں
سوئے مخزن ما چہ بیکار اندریم
خزانے میں، ہم کس بیکار کام میں لگے ہیں؟

عرصۂ کش خاک زرِّ دہی ست
وہ علاقہ جس کی زمین خالص سونا ہے
زر بہدیہ بُردن آنجا ابلہی ست
وہاں تحفہ میں سونا لے جانا بیوقوفی ہے

لہ دست نے۔ اس سیر میں ہاتھ پاؤں کام میں نہیں آتے اور یہ سیر ایسی ہے جیسے روح کی سیر عدم سے وجود کی طرف ہوتی ہے۔ بُرد ریدے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ عروج و نزول اور فنا و بقا کی تقریر اس درجہ کی ہے کہ اس کے بعد کسی عقلی دلیل کی ضرورت نہ ہو اگر سننے والا ہوش و حواس سے اُس کو سنے۔ نُعاس۔ اونگھ۔ اے فلک۔ یہ اس قدر پُر حقائق تقریر ہے کہ اس پر آسمان کو موتی برسانے چاہئیں اور عالمِ ظاہر کو اس عالمِ معنیٰ سے شرم آنی چاہیے۔

لہ گر ببارٰی۔ گوہر فشاری میں خود آسمان کا فائدہ ہے اُس کے موتی چھ گنا ہو جائینگے اور اُس کی بے جان مخلوق گویا اور بینا بن جائیگی برعکس۔ مُرید جس قدر بھی اعتقاد کے موتی برسائے گا اُس میں خود اُس کا فائدہ ہے اب اسی مناسبت سے مولانا بلقیس کا قصہ نقل کرتے ہیں۔

لہ بلقیس۔ یہ یمن میں شہر سبا کی ملکہ تھیں حضرت سلیمانؑ کو انھوں نے ہدیہ بھیجا تھا۔ چل۔ چالیس۔ خشتِ زر۔ سونے کی اینٹیں۔ زرِ پختہ۔ خالص سونا۔ بر سرِ زر۔ حضرت سلیمانؑ کے معجزے سے ایسا ہوا تھا۔ آب۔ رونق۔ گفتند یعنی ہدیہ لانیوالوں نے کہا۔ مخزن یعنی حضرت بلقیس کا خزانہ۔ زرِّ دہی خالص سونا۔ ابلہی بیوقوفی۔

521

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اے برُدہ عقل[1] ہدیہ تا اِلٰہ — عقل آنجا کمترست از خاکِ راہ
اے عقل کا ہدیہ اللہ کی جانب لیجانے والے — وہاں عقل راستہ کی مٹی سے (بھی) کم ہے

چوں کسادِ ہدیہ آنجا شُد پدید — شرمساری شاں ہمی وا پس کشید
جب تحفہ کا گھٹیاپن وہاں کھل گیا — شرمندگی نے اُن کو واپس لوٹایا

باز گفتند از کساد و از روا — چیست بر ما بندہ فرمانیم ما
پھر اُنھوں نے کہا گھٹیاپن اور بڑھیاپن سے — ہمیں کیا ہم تو حکم کے غلام ہیں

گر زر و گر خاک مارا بُردنی ست — اَمرِ فرمانندہ بجا آوردنیست
خواہ سونا ہے خواہ مٹی ہمیں لے جانا ہے — حاکم کا حکم بجا لانا ہے

گر بفرمایند کیں واپس برید — ہم بفرمان تحفہ را باز آورید
اگر وہ حکم دیں کہ اس کو واپس لے جاؤ — حکم ہی سے تحفہ واپس لے آؤ

اَمر و فرماں را ہمی باید شُنید — تا بدانجا ہدیہ را باید کشید
حکم اور فرمان کو سننا چاہیئے — وہاں تک ہدیہ کو لے جانا چاہیئے

خوش رواں گشتند با ہدیہ روا — تا بتختِ آں سلیمانِ جہاں
ہدیہ کے ساتھ تیزی سے روانہ ہوگئے — اُس شاہِ جہاں کے تخت کی جانب

خندہ[2] اش آمد چوں سلیماںؑ آں بدید — کز شما مَن کے طلب کردم مزید
جب (حضرت) سلیمانؑ نے وہ دیکھا انکو ہنسی آئی — میں نے تم سے مزید (ایمان کے علاوہ) کب طلب کیا تھا!

من نمی گویم مرا ہدیہ دہید — بلکہ گفتم لائقِ ہدیہ شوید
میں نے نہیں کہا کہ مجھے ہدیہ دو — بلکہ میں نے کہا کہ ہدیہ کے لائق بنو

کہ مرا از غیب نادر ہدیہاست — کہ بشر آں را نیارد نیز خواست
کیونکہ میرے لئے غیب سے انوکھے ہدیے ہیں — کہ انسان اُن کی تمنا بھی نہیں کرسکتا

می[3] پرستید اخترے کو زر کند — رُو باُو آرید کو اختر کُند
تم ستارے کو پوجتے ہو کیونکہ وہ سونا بناتا ہے — تم اُس کی طرف رُخ کرو جو ستارہ بناتا ہے

می پرستید آفتابِ چرخ را — خوار کردہ جانِ عالی نرخ را
تم آسمان کے سورج کو پوجتے ہو — تم نے گرانقدر جان کو ذلیل کردیا

[1] عقل ہدیہ یعنی اللہ کے معاملہ میں عقلی باتیں ایسی ہی بیکار ہیں جیسا کہ حضرت بلقیس کا ہدیہ۔ واپس کشید۔ یعنی ہدیہ لانے والے شرمندہ ہوئے اور انھوں نے ہدیہ واپس لے جانا چاہا۔ باز گفتند۔ یعنی پھر انھوں نے آپس میں کہا کہ ہمیں ہدیہ کے اچھے اور بُرے ہونے سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیئے ہم تو حکم کے تابع ہیں فرمانندہ۔ حاکم۔ گر بفرمایند یعنی اگر حضرت سلیمانؑ قبول نہ کریں گے۔ رواں۔ دوسرا لفظ پہلے لفظ کی تاکید ہے۔ سلیمانِ جہاں۔ یعنی شاہِ جہاں۔

[2] خندہ حضرت سلیمانؑ اس مال کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا میں نے صرف ایمان طلب کیا ہے مال طلب نہیں کیا ہے۔ مزید یعنی مال۔ من نمی گویم۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا آتونی مسلمین۔ میرے پاس مسلمان ہوکر آجاؤ۔ لائق ہدیہ۔ یعنی مسلمان ہوجاؤ گے تو ہدیہ دینے کے قابل بن جاؤ گے۔ کہ ہمیں دنیا کی دولت کے ہدیوں سے بے نیاز ہوں خدا نے مجھے ایسی دولتیں عنایت کردی ہیں کہ کوئی انسان حاصل کرنا تو درکنار اُن کی آرزو بھی نہیں کرسکتا۔

[3] می پرستید۔ چونکہ سورج کی شعاعوں سے کانوں میں سونا بنتا ہے اسلئے تم سورج کی پرستش کرتے ہو۔ تمہیں تو اُس خدا کو پوجنا چاہیئے جس نے سورج کو بنایا ہے۔ خوار کردہ۔ تمام کائنات اللہ تعالٰی نے انسان کے لئے بنائی ہے تو وہ انسانؑ کی خادم ہے نہ کہ معبود ایسی چیزوں کو پوجنا انسان کا اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے۔

522

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آفتاب از اَمرِ حق طبّاخِ[۱] ماست ۔۔۔ اَبلہی باشد کہ گوئیم اُو خداست

سورج خدا کے حکم سے ہمارا باورچی ہے ۔۔۔ میں اُس کو خدا کہوں تو حماقت ہو گی

آفتابت گر بگیرد چوں کُنی ۔۔۔ آں سیاہی زو تو چوں بیروں کُنی

تیرا سورج گہن میں آ گیا تو تو کیا کریگا؟ ۔۔۔ تو اُس کالک کو اُس سے کیسے ہٹائے گا!

نے بدرگاہِ خدا آری صُداع ۔۔۔ ایں سیاہی را ببَر وادِہ شعاع

کیا خدا کے دربار میں (اس) دردِ سر کو پیش کریگا؟ ۔۔۔ (کہ) اِس کالک کو دور کر دے شعاع واپس کر دے

گر کشندت[۲] نیم شب خورشید کُو ۔۔۔ تا بنالی یا اَماں خواہی ازُو

اگر تجھے آدھی رات میں قتل کریں، سورج کہاں ہے؟ ۔۔۔ تاکہ تو اُس سے فریاد کرے یا امان چاہے

حادثات اَغلب بشب واقع شود ۔۔۔ واں زماں مَعبودِ تو غائب بُود

حادثے عموماً رات میں ہوتے ہیں ۔۔۔ اُس وقت تیرا خدا غائب ہوتا ہے

سُوئے حق گر راستانہ خم شوی ۔۔۔ وارہی از اختراں مَحرم شوی

تو اگر سچائی سے اللہ (تعالےٰ) کی جانب جھکے ۔۔۔ تو ستاروں سے نجات پا جائے، محرمِ راز بن جائے

چوں شوی محرم کشائیم با تو لَب ۔۔۔ تا بہ بینی آفتابے نیم شب

جب تو محرم بن جائے میں تیرے سامنے لب کشائی کرونگا ۔۔۔ تاکہ تو آدھی رات میں سورج دیکھ لے

جُز روانِ پاک اُورا شرق نے ۔۔۔ در طلوعش روز و شب را فَرق نے

پاک روح کے سوا اُس کا مشرق نہیں ہے ۔۔۔ اُس کے طلوع کے لئے دن رات کا فرق نہیں ہے

روز[۳] آں باشد کہ اُو شارِق شود ۔۔۔ شب نماند شب چو اُو بارِق شود

دن وہ ہوتا ہے جب وہ طلوع کر آئے ۔۔۔ جب وہ چمکتا ہے رات، رات نہیں رہتی ہے

چوں نماید ذرّہ پیشِ آفتاب ۔۔۔ خور چُناں باشد دراں اَنوارِ پاک

جس طرح ذرہ سورج کے سامنے نظر آتا ہے ۔۔۔ اُن پاک تجلیوں میں سورج ایسا ہی ہوتا ہے

آفتابے را کہ رَخشاں می شوَد ۔۔۔ دیدہ پیشش کند و حیراں می شود

وہ سورج کہ جب وہ چمکتا ہے ۔۔۔ آنکھیں اُس کے سامنے خیرہ اور حیران ہو جاتی ہیں

ہمچو ذرّہ بینیش در نورِ عرش ۔۔۔ پیشِ نورِ بیحدِ موفورِ عرش

تو عرش کے نور میں اُس کو ذرہ جیسا دیکھے گا ۔۔۔ عرش کے بے حد اور گھنے نور کے مقابلہ میں

آفتابے۔ یہ دنیاوی سورج جو نگاہوں کو خیرہ کرتا ہے نورِ عرش کے مقابلہ میں ذرہ اور خوار و مسکین اور ناپائیدار ہے۔

۱ طبّاخ۔ پکانیوالا، سورج کی شعاعوں سے کھیتیاں اور تمام پھل پکتے ہیں۔ گر بگیرد۔ سورج گرہن میں آ جاتا ہے تو ایسی ناقص اور مجبور چیز کو پوجنا کیا عقلمندی ہے۔ نے بدرگاہ۔ گرہن کے دور کرنے کیلئے تو خدا سے دعا کرتا ہے تو ایسی بے بس مخلوق کو پوجنے سے کیا فائدہ۔

۲ گر کشندت۔ رات کو سورج غائب ہوتا ہے تو رات میں اگر مصیبت آئی تو کس کو پکارے گا، رات ہی میں عموماً حوادث پیش آتے ہیں۔ سُوئے حق۔ مخلوق کو چھوڑ کر اگر تو خالق کے سامنے سجدہ ریز ہوگا تو مصائب سے نجات پالیگا اور کائنات کا محرمِ راز بن جائیگا۔ چوں شوی۔ جب تو محرمِ راز بن جائیگا تو میں تجھے اَسرار بتاؤں گا پھر تجھے اُس سورج کا مشاہدہ ہوگا جو آدھی رات میں بھی موجود ہے۔ جُز۔ اُس کا مظہر صرف پاک روح ہے اور وہ ہر وقت موجود ہے۔

۳ روز۔ دنیاوی دن کوئی چیز نہیں، دن تو وہ ہے جب وہ آفتابِ حقیقت طلوع کرے اگر وہ رات میں بھی تجلی ڈال دے تو رات، رات نہیں رہتی۔ چوں۔ جس طرح دنیا کی سورج کے مقابلہ میں ذرہ بے حقیقت ہے اسی طرح آفتابِ حقیقت کے مقابلہ میں یہ سورج بے حقیقت ہے۔

523

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خوار و مسکیں بینی اُو را بے قرار
تو اُس کو ذلیل اور مسکین اور نہ ٹھہرنے والا دیکھے گا

دیدۂ را قوّت شُدہ از کردگار
آنکھ کو اللہ (تعالےٰ) کی جانب سے قوت حاصل ہو گئی ہو

کیمیائے کہ از و یک ماثرے
وہ کیمیا جس کا ایک اثر ہے کہ

بر دُخاں افتاد و گشت آں اخترے
دھوئیں پر پڑی اور وہ ستارہ بن گیا

نادر اکسیرے کہ از وے نیم تاب
وہ عجیب اکسیر کہ اُس کی آدھی چمک

بر ظلامے زد بگردش آفتاب
تاریکی پر پڑی اُس کو سورج بنا دیا

بوالعجب میناگرے کز یک عمل
وہ کیمیاگر عجیب ہے کہ ایک عمل سے

بست چندیں خاصیت را بر زُحل
زُحل (ستارے) میں اس قدر خاصیتیں پیدا کر دیں

۲ باقی اخترہائے و گوہرہائے جاں
بقیہ ستاروں اور جان کے جواہر کو

ہم بریں مقیاس اے طالب بداں
اے طالب! اِسی پیمانے سے سمجھ لے

دیدۂ حسّی زبونِ آفتاب
حسی آنکھ سورج سے مغلوب ہے

دیدۂ ربّانی جُوی و بیاب
خدائی آنکھ تلاش کر اور حاصل کر لے

تا زبوں گردد بہ پیشِ آں نظر
تاکہ اُس نظر کے سامنے مغلوب ہو جائیں

شعشعاتِ آفتاب با شرر
چنگاریوں بھرے سورج کی شعاعیں

کاں نظر نوری و ایں ناری بُود
کیونکہ وہ نظر نوری اور یہ ناری ہوتی ہے

نار پیشِ نور بس تاری بُود
آگ، نور کے سامنے بہت تاریک ہو جاتی ہے

۳ کرامات و نورِ شیخ عبداللہ مغربی قدس سرّہٗ

شیخ عبداللہ مغربی قدس سرّہٗ کا نور اور کرامات

گفت عبداللہ شیخ مغربی
شیخ عبداللہ مغربی نے فرمایا

شصت سال از شب ندیدم من شبی
ساٹھ سال سے میں نے رات کی تاریکی نہیں دیکھی

من ندیدم ظلمتے در شصت سال
میں نے ساٹھ سال میں کوئی تاریکی نہیں دیکھی

نے بروز و نے بہ شب ز اعتدال
اعتدال کی بدولت نہ دن میں نہ رات میں

صوفیاں گفتند صدقِ قالِ اُو
صوفیوں نے کہا ہے کہ اُن کی بات کی تصدیق کیلئے

شب ہمی رفتیم در دُنبالِ اُو
ہم رات کو اُن کے پیچھے چلے

کی اس کرامت سے ربانی آنکھ کے حالات بیان کئے ہیں۔ شبی یعنی رات پنا اور اندھیرا۔ اعتدال یعنی روحانی اعتدال۔ صوفیاں۔ صوفیوں نے بیان کیا ہے کہ ان کو آزمانے کے لئے ہم آدھی رات میں اُن کے پیچھے چل پڑے۔ دُنبال پیچھے

524

۱ دیدۂ۔ اس قدر شدید نور کو دیکھنے کی خدا طاقت عطا فرما دیتا ہے اور انسان اس کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ کیمیائے۔ وہ آفتاب حقیقت ایسی کیمیا ہے کہ اُس کے اثر سے دھواں سورج بن گیا قرآن پاک میں مذکور ہے کہ ایک مادہ دھوئیں کی شکل میں تھا جس سے آسمان بنایا گیا ہے تو ظاہر ہے اسی سے آسمانی کائنات بھی بنی ہے۔ نادر۔ یہ خدا کی کیمیاگری ہے کہ اُس نے دھوئیں سے سورج بنا دیا مینا گر۔ کانچ بنانے والا چونکہ آسمان کانچ کی طرح صاف و شفاف ہے اس لئے یہاں لفظ میناگر سے اللہ تعالےٰ کا استعارہ کیا ہے۔ زحل۔ یہ ستارہ سب ستاروں سے بلند ساتویں آسمان پر ہے۔

۲ باقی جس طرح آسمان اور سورج اللہ تعالیٰ کی کاریگری سے بنے ہیں اسی طرح روح کے موتیوں کو بھی سمجھ لو۔ دیدۂ حسی جسمانی آنکھ تو اس سورج کو بھی نہیں دیکھ پاتی ہے، مشاہدۂ حق کے لئے ربانی آنکھ کی ضرورت ہے۔ تا زبوں۔ جسمانی آنکھ سورج سے مغلوب ہے ربانی آنکھ سے سورج مغلوب ہو جاتا ہے۔ شعشعات تیز شعاعیں۔ کاں نظر۔ ربانی آنکھ نورانی ہے اور جسمانی آنکھ ناری ہے، نار، نور کے بالمقابل تاریک ہو جاتی ہے۔

۳ کرامات شیخ عبداللہ مغربی

در بیابانہائے پُر از خار و گو[1]
گڑھوں اور کانٹوں سے بھرے جنگلوں میں
اُو چو ماہِ بدر ما را پیش رو
وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہم سے آگے تھے

رُوی پس ناکردہ میگفتے بشب
رات میں، منہ موڑے بغیر کہتے تھے
ہیں گو آمد میل کن در سُوی چپ
خبردار! گڑھا آگیا بائیں جانب مُڑ جا

باز گفتے بعد یک دم سُوی راست
پھر تھوڑی دیر کے بعد کہتے دائیں جانب
میل کن زیرا کہ خارے پیش پاست
مُڑ جا، کیونکہ پاؤں کے نیچے کانٹا ہے

روز گشتہ پای بوسش گشتہ ما
دن نکلے ہم اُن کے پاؤں چومنے والے ہوگئے
زانکہ بُودش پاک از گِل ہر دو پا
کیونکہ اُن کے دونوں پاؤں مٹی سے صاف تھے

روز گشتہ پاش را با پائے بوس
دن نکلے اُن کے پاؤں چومنے کی وجہ سے
گشتہ پا ہایش چو پا ہائے عُروس
اُن کے پاؤں دُلہن کے پاؤں کی طرح تھے

نے[2] زخاک و نے زگِل بر وے اثر
اُن پر نہ خاک کا نشان تھا نہ مٹی کا نشان
نَز خراشِ خار و آسیبِ حجر
نہ کانٹے کی خراش کا (نشان تھا) اور نہ پتھر کی چوٹ کا

مغربی را مشرقی کردہ خدای
اللہ تعالیٰ نے مغربی کو مشرقی بنا دیا تھا
کردہ مغرب را چو مشرق نورزای
مغرب کو مشرق کی طرح نور پیدا کرنے والا بنایا گیا تھا

نورِ ایں شمسِ شموس فارس ست
ستاروں کے اس سورج کا نور تیز رو ہے
روزِ خاص و عام را اُو حارس ست
عوام و خواص کے دن کا وہ نگہبان ہے

چوں نباشد حارس آں نورِ مجید
وہ نورِ اعظم کیوں نگہبان نہ ہوگا؟
کہ ہزاراں آفتاب آرد پدید
جو ہزاروں سورج پیدا کردے

تو بنورِ اُو ہمی رَو در اماں
تو اطمینان سے اُس کے نور کیساتھ چلا جا
درمیانِ اژدہا و کژدُماں
اژدھوں اور بچھوؤں میں

پیش[3] پیشت می رود آں نورِ پاک
وہ پاک نور تیرے آگے آگے چلے گا
می کُند ہر رہزنے را چاک چاک
وہ ہر رہزن کے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا ہے

یَوْمَ لَا یُخْزِی النَّبِیَّ را راست دان
یَوْمَ لَا یُخْزِی النَّبِیَّ کو سچ سمجھ
نُوْرُ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ بخواں
نُوْرُ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ پڑھ لے

---

[1] گو: گڑھا۔ بدر: چودھویں کا چاند۔ رُوی: یعنی وہ تاریک رات میں آگے آگے چل رہے تھے۔ اور بغیر منہ موڑے پیچھے چلنے والوں کو گڑھے اور کانٹے سے بچنے کی ہدایت کر رہے تھے یعنی اُن کو پیچھے کی چیزیں بھی اندھیرے میں نظر آ رہی تھیں۔ روز گشتہ: یعنی دن نکلنے پر ہم نے اُن کی مزید کرامت یہ دیکھی کہ اُن کے پاؤں پر مٹی بھی نہ لگی تھی تو ہم نے ازراہِ عقیدت انکے پاؤں چومے۔

[2] نے زخاک: انکے پاؤں پر کانٹے اور پتھر کا کوئی نشان نہ تھا حالانکہ وہ کانٹوں اور پتھروں پر چلے تھے۔ مغربی: یعنی مغرب کا رہنے والا جہاں سورج کی روشنی نہیں ہے مشرقی یعنی مشرق کا رہنے والا جہاں سورج کی روشنی پھیلی ہوئی ہو۔ مغرب: غروبِ آفتاب کے بعد اندھیرا ہو جاتا ہے مشرق: طلوعِ آفتاب کے بعد روشنی پھیل جاتی ہے۔ شموس: یعنی ستارے۔ فارس: تیز رو۔ حارس: نگہبان۔ نورِ مجید: ذاتِ حق۔ بنورِ او: یعنی نورِ حق۔

[3] پیش پیش: خدائی نور سالک کے آگے آگے چلتا ہے اور اُس کو مہلکات سے بچاتا ہے۔ ترجمہ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ نُوْرُھُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَبِاَیْمَانِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔ یہ وہ دن ہوگا جبکہ اللہ پیغمبر کو اور اُن لوگوں کو جو اُس کے ساتھ ایمان لائے ہیں رُسوا نہ کرے گا اُن کے ایمان کی روشنی اُن کے آگے آگے اور اُن کے دائیں جانب چل رہی ہوگی، دعائیں کرتے جاتے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری اس روشنی کو ہمارے لئے آخر دم تک قائم رکھ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر چہ گردد در قیامت آں فزوںؔ — از خدا اینجا بخواہید آزموں

وہ نور اگرچہ قیامت میں بڑھ جائے گا — آزمانے کے لئے یہاں بھی خدا سے مانگ لو

کو بہ بخشد ہم بمیغ و ہم بماغ — نورِ جاں وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْبَلَاغ

کیونکہ وہ ابر کو بھی اور کہر کو بھی بخشتا ہے — جان کا نور، اور خدا پہنچانے کو زیادہ جانتا ہے

باز گردانیدنِ سلیمان علیہ السلام رسولانِ بلقیس را باآں

حضرت سلیمان علیہ السلام کا بلقیس کے قاصدوں کو مع ان ہدیوں کے جو وہ

ہدیہا کہ آوردہ بودند سوئے بلقیس و دعوتِ سلیمان بلقیس

لائے تھے واپس کردینا بلقیس کی جانب، اور حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کو ایمان لانے

را بایمان و ترکِ آفتاب پرستی

اور سورج پرستی کے چھوڑنے کی دعوت دینا

باز گردید اے رسولانِ خجلؔ — زر شما را، دل بما آرید دل

اے شرمندہ قاصدو! واپس ہو جاؤ — سونا تمہارا ہے، ہمارے لئے دل لاؤ دل

ایںؔ زرِ من بر سرِ آں زر نہید — کوریِ تن فرجِ استر را دہید

میرے اس سونے کو اس سونے پر رکھدو — جسم کے اندھے پن کو خچری کی شرمگاہ کے حوالے کردو

فرجِ استر لائقِ حلقہ زرست — زرِ عاشق رُویِ زرد و اصفرست

خچری کی شرمگاہ سونے کے کڑے کے لائق ہے — عاشق کا سونا، زرد اور پیلا چہرہ ہے

کہ نظرگاہِ خداوندست آں — کہ نظر اندازِ خورشیدست کاں

کیونکہ وہ خدا کی نظرگاہ ہے — کان، سورج کی نظرگاہ ہے

کو نظرگاہِ شعاعِ آفتاب — کو نظرگاہِ خداوندِ لُباب

کہاں سورج کی شعاع کی نظرگاہ؟ — کہاں عقلوں کے آقا کی نظرگاہ؟

از گرفتِؔ من ز جاں اسپر کنید — گرچہ اکنوں ہم گرفتارِ منید

میری گرفت سے جان کی ڈھال بنالو — اگرچہ اب بھی تم میری گرفت میں ہو

مُرغِ فتنہ دانہ بر بام ست اُو — پر گشادہ بستۂ دام ست اُو

دانہ کا عاشق پرندہ بالاخانہ پر ہے — پر کھولے ہوئے، وہ جال میں پھنسا ہوا ہے

معنیٰ کے اعتبار سے شعر کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔ فتنۂ دانہ۔ دانہ کا دیوانہ، یعنی وہ پرندہ جو دانہ کے لالچ میں ہے اگرچہ وہ بالاخانہ پر پر کھولا بیٹھا ہے لیکن انجام کے اعتبار سے وہ جال میں پھنسا ہوا ہے یہ شعر پہلے شعر کے دوسرے مصرعے کی تشریح ہے۔

۵ ماغ۔ گہر۔ وہ مخلوقات جو باراں اور زمین سے حاصل کی جاتی ہیں۔

ؔ گرچہ۔ اگرچہ اس نور میں قیامت میں اضافہ ہوگا لیکن یہاں بھی اس کے اضافہ کی دعا کرکے دیکھو۔ کو۔ کیونکہ جب وہ غیر جاندار چیزوں کو نور عنایت کردیتا ہے تو اشرف المخلوقات کو کیوں عطا نہ کریگا۔ خجل۔ شرمندہ، ہدیہ لانیوالے حضرت سلیمانؑ کے یہاں سونے کی ارزانی کو دیکھکر سونے کا ہدیہ دینے پر شرمندہ ہورہے تھے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں سونے اور چاندی سے کام نہ چلے گا دل کی سلامتی کام آئے گی۔

ؔ ایں زرِ من۔ یعنی یہاں سے اور سونا لے جاؤ تاکہ تمہاری حرص کو تسکین ہو۔ کوریِ تن۔ جسم کی بے بصیرتی کو اپنے آپ سے دور کرکے کسی گندی جگہ پھینک دو۔ فرجِ استر۔ خچری اگر حاملہ ہوجائے تو بچہ کی پیدائش میں عموماً مرجاتی ہے لہٰذا اس کی شرمگاہ پر سونے کا حلقہ ڈال دیا جاتا تھا تاکہ وہ حاملہ نہ ہوسکے۔ عاشق۔ عاشق کی لاغری اور چہرے کی زردی اس کی زینت ہے۔ کہ۔ عاشق کے چہرے کی زردی خدا کی نظرگاہ ہے اور سونے کی کان سورج کی نظرگاہ ہے جس کی وجہ سے کان میں سونا تیار ہوتا ہے لہٰذا عاشق کے چہرے کی زردی بدرجہا افضل ہے۔

ؔ گرفتِ من۔ ایمان کی پابندی۔ جہاد کا عنوان دوسرا

526

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں بدانہ داد اُو دل را بجاں — ناگرفتہ مر اُورا بگرفتہ داں
چونکہ اُس نے دل کو جان سے دانہ کو دیدیا ہے — بغیر گرفتاری اُس کو گرفتار سمجھ

آں[1] نظر کہ سوئے دانہ می کُند — آں گرہ داں کو بپا بر میزند
وہ نگاہ جو وہ دانہ پر ڈالتا ہے — اس کو وہ گرہ سمجھ جو وہ پاؤں پر لگاتا ہے

دانہ گوید گر تو می دُزدی نظر — من ہمی دُزدم ز تو صبر و مقر
دانہ کہتا ہے اگرچہ تو نظر بچراتا ہے — میں تجھ سے صبر و قرار چُرا رہا ہوں

چوں کشانید آں نظر ایں سُو ترا — پس مداں از خویشتن غافل مرا
جب تجھے اُس نظر نے اس جانب کھینچ لیا — تو مجھے تو اپنے سے غافل نہ سمجھ

چوں کشیدت آں نظر اندر پیم — پس بدانی کز تو من غافل نیم
جب تجھے وہ نظر میرے پیچھے لگا رہی ہے — تو یہ سمجھ لے کہ میں تجھ سے غافل نہیں ہوں

قصہ[2] عطارے کہ سنگِ ترازوے اُو از گلِ سرشوی بُود و
اُس عطار کا قصہ کہ جس کی ترازو کا باٹ ملتانی مٹی کا تھا اور

دُزدیدنِ مشتریِ گل خوار ازاں گل ہنگامِ سنجیدنِ شکر و
شکر تولنے کے وقت مٹی کھانے والے خریدار کا اُس مٹی میں سے چوری کرنا

دیدنِ عطار آں را و نادیدہ کردن
اور عطار کا اُس کو دیکھنا اور اَن دیکھا کر دینا

پیشِ عطارے یکے گلخوار رفت — تا خرد اُبلوج و قندِ خاص و زفت
ایک عطار کے پاس ایک مٹی خور گیا — تاکہ سفید، خاص قند، عمدہ خریدے

پس برِ عطارِ طرّارِ[3] دو دل — موضعِ سنگِ ترازو بُود گل
اُس منافق چالاک عطار کے پاس — باٹ کی بجائے مٹی تھی

گفت عطار اے جواں اُبلوج من — ہست نیکو نے تکلف بے سخن
عطار نے کہا اے جوان! میری شکر — بلا مبالغہ، لا کلام عمدہ ہے

لیک گل سنگِ ترازوے منست — گر ترا میلِ شکر بخریدن ست
لیکن میری ترازو کے باٹ مٹی کے ہیں — اگر تجھے خریدنے کی خواہش ہے

گفت ہستم در مہمے قند جُو — سنگِ میزاں ہر چہ خواہی باش گو
اس نے کہا میں ایک ضرورت میں شکر کی جستجو میں ہوں — ترازو کے باٹ جو بھی ہوں

[1] آں نظر۔ اُس کی للچائی ہوئی نظر دراصل اُس کے پاؤں کی گرہ ہے۔ دانہ۔ وہ دانہ کو دزدیدہ نظروں سے دیکھ رہا ہے اور وہ دانہ اُس کے صبر و قرار کو چرا رہا ہے۔ چوں۔ جب لالچی نظر پرند کو دانہ کی جانب کھینچ لائی ہے تو پرند کو سمجھنا چاہیے کہ شکاری اُس سے غافل نہیں ہے وہ اُس کو پھانس لے گا۔

[2] قصہ۔ پرند جس طرح یہ سمجھتا ہے کہ وہ شکاری کی غفلت سے فائدہ اُٹھا کر دانہ کھا جائے گا اور خود پھنس جاتا ہے اسی طرح اس قصہ میں خریدار یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ دُکاندار کی غفلت سے فائدہ اُٹھا رہا ہے حالانکہ وہ خود اپنا نقصان کر رہا ہے۔ گلِ سرشوی۔ وہ مٹی جسے مل کر سر دھویا جاتا ہے جیسا کہ ہندوستان میں ملتانی مٹی ہے۔ گل خوار۔ مٹی کھانے والا۔ اُبلوج۔ سفید شکر۔

[3] طرّار۔ زبان دراز، جیب تراش، شوخ۔ دو دل۔ منافق چونکہ وہ مٹی کے باٹوں کے ذریعہ کم تولتا تھا۔ گفت عطار نے کہا ترازو کے بٹے پتھر کی بجائے مٹی کے ہیں۔ ذرا مجھے۔ خریدار نے کہا مجھے قند کی ضرورت ہے مجھے بٹوں سے کیا بحث ہے جیسے بھی ہوں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت با خود پیش آنکہ گِل خور است[1]
(پھر) اُس نے اپنے دل میں کہا مٹی کھانیوالے کے آگے

سنگ چہ بُود گِل ز شکر بہتر است
پتھر کیا ہوتا ہے؟ مٹی شکر سے (بھی) بہتر ہے

ہمچو آں دلالہ کو گفت اے پسر
اُس دلاّلہ کی طرح جس نے کہا اے بیٹا!

نو عروسے یافتم بس خوب فر
میں نے ایک نئی دلہن بہت شاندار ڈھونڈلی ہے

سخت زیبا لیک ہم یک چیز ہست
بہت خوبصورت ہے لیکن ایک بات بھی ہے

کاں ستیرہ دخترِ حلوا گر است
کہ وہ پردہ نشین حلوائی کی بیٹی ہے

گفت بہتر ایں چنیں خود گر بُود
اُس نے کہا اگر ایسا ہے تو بہت بہتر ہے

دختر او چرب و شیریں تر بُود
اُس کی لڑکی خوب چکنی اور میٹھی ہوگی

گر نداری سنگ و سنگت از گِل است
اگر تیرے پاس پتھر نہیں ہے اور تیرا باٹ مٹی کا ہے

ایں بہ و بہ گِل مرا میوہ دل است
یہ بہتر اور خوب ہے مٹی تیرے دل کا میوہ ہے

اندراں کِفّہ ترازو ز اعتداد[2]
ترازو کے پلڑے میں اعتداد کے ساتھ

او بجائے سنگ آں گِل را نہاد
اُس نے پتھر کے بجائے وہ مٹی رکھ دی

پس برائے کفّۂ دیگر بدست
پھر دوسرے پلڑے کے لئے ہاتھ سے

ہم بقدرِ آں شکر را می شکست
اُس مٹی کی بقدر شکر توڑنے لگا

چوں نبودش تیشۂ او دیر ماند
چونکہ اُس کے پاس کلہاڑا نہ تھا وہ دیر تک ٹھہرا رہا

مشتری را منتظر آنجا نشاند
اُس نے خریدار کو اُس جگہ انتظار میں بٹھا دیا

رویش آں سو بُود گِل خور ناشگفت
اُس کا رخ اُس طرف تھا، بے صبر مٹی خور نے

گِل ازو پوشیدہ دزدیدن گرفت
اُس سے چھپ کر مٹی چرانی شروع کردی

ترس ترساں[3] کہ نیاید ناگہاں
ڈرتے ڈرتے، کہ وہ اچانک نہ آجائے

چشم او بر من فتد از امتحاں
اور اُس کی نظر بطور آزمائش مجھ پر پڑجائے

دید عطّار آن و خود مشغول کرد
عطّار نے اُس کو دیکھا اور اپنے آپ کو مشغول کرلیا

کہ فزوں تر دزد ہیں اے رُوی زرد
کہ اے زرد رو! اور زیادہ چرالے

گر بدزدی از گِل من می بری
اگر تو چراکر میری مٹی میں سے لے جارہا ہے

رو کہ ہم از پہلوی خود می خوری
جاکر تو اپنا ہی نقصان کررہا ہے

تو ہمی ترسی ز من لیک از خری
تو مجھ سے ڈر رہا ہے لیکن گدھے پن سے

من ہمی ترسم کہ تو کمتر خوری
میں ڈر رہا ہوں کہ تو بہت کم کھارہا ہے

---

[1] گِل خور: مٹی کھانیوالے کے لئے تو مٹی شکر سے بھی زیادہ مزیدار ہوتی ہے۔ ہجو۔ عطار کا مٹی کی خرابی کو ظاہر کرنا ایسا ہی تھا جیسا کہ دلاّلہ نے لڑکی میں خرابی ظاہر کی جو اُس نوجوان کے لئے اور زیادہ دلچسپی کا باعث بنی۔ حلوا گر۔ حلوائی۔ چرب۔ چونکہ حلوائی کے یہاں گھی اور شکر کی کثرت ہوتی ہے بیہودہ مٹی کھانے والے کے لئے مٹی دلپسند چیز ہے۔

[2] کِفّہ۔ ترازو کا پلڑا۔ اعتداد۔ تیاری کرنا۔ بقدرِ آں یعنی مٹی کے وزن کی تیشہ شکر جم گئی ہوگی جس کے توڑنے کے لئے تیشہ کی ضرورت ہوئی۔ آنجا۔ یعنی دکان کے اگلے حصہ میں۔ رویش یعنی دکاندار کا رُخ۔

[3] ترس ترساں۔ یعنی مٹی خور دکاندار سے ڈرتا ہوا مٹی چرا رہا تھا۔ دید۔ دکان دار نے اُس کو دیکھ لیا لیکن خود کو اور زیادہ مشغول کرلیا تاکہ مٹی زیادہ چرا سکے کیونکہ وہ جس قدر مٹی چرائے گا اسی قدر شکر کم چڑھے گی۔ از پہلوی خود۔ یعنی اپنا ہی نقصان کررہا ہے اُس کو شکر کم ملے گی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گرچہ[۵۱] مشغولم چناں احمق نیم — کہ شکر افزوں کشی تو از پیَم

اگرچہ میں مصروف ہوں، ایسا بیوقوف نہیں ہوں — کہ تو مجھ سے بڑھتی شکر لے جائے

چوں ببینی مر شکر را آزمود — پس بدانی احمق و غافل کہ بود

جب تو آزما کر شکر کو دیکھے گا — تو سمجھ لے گا احمق اور غافل کون تھا؟

مُرغ ازاں دانہ نظر خوش می کند — دانہ ہم از دور راہش می زند

پرند اس دانے سے نظر کو خوش کر رہا ہے — دانہ بھی دور سے اس پر ڈاکہ ڈال رہا ہے

گر زنایِ چشم حظّے می بری — نے کباب از پہلوئِ خود میخوری

اگرچہ تو آنکھ کے گُلّے سے مزا اٹھا رہا ہے — کیا اپنے پہلو کے کباب نہیں کھا رہا ہے؟

ایں[۵۲] نظر از دور چوں تیر ست و سَم — عشقت افزوں می شود صبر تو کم

یہ نظر بازی دور سے ہی تیر اور زہر ہے — تیرا عشق بڑھتا ہے، صبر کم ہوتا ہے

مالِ دنیا دامِ مُرغانِ ضعیف — مُلکِ عقبیٰ دامِ مُرغانِ شریف

دنیا کا مال، کمزور پرندوں کا جال ہے — آخرت کی سلطنت شریف پرندوں کا جال ہے

تا بدیں مُلکے کہ اُو دامے ست ژرف — در شکار آیند مُرغانِ شگرف

یہاں تک کہ اس سلطنت میں جو کہ ایک گہرا جال ہے — عجیب پرند شکار میں آتے ہیں

من[۵۳] سلیمانؑ می نخواہم مُلکِ تاں — بلکہ من بَرہانم از ہر ہُلک تاں

میں سلیمانؑ تمہارا مُلک نہیں چاہتا ہوں — بلکہ میں تمہیں ہر ہلاکت سے چھڑاتا ہوں

کایں زماں ہستید خود مملوکِ مُلک — مالکُ المُلک آنکہ اُو بجہد ز ہُلک

کیونکہ تم اس وقت خود مُلک کے غلام ہو — مُلک کا مالک وہ ہے جو تباہی سے نجات پا جائے

باز گونہ اے اسیرِ ایں جہاں — نام خود کردی امیرِ ایں جہاں

اے اِس دنیا کے قیدی! اُلٹا — تو نے اپنا نام شاہِ جہاں رکھ دیا ہے

اے تو بندہ ایں جہاں محبوسِ جاں — چند گوئی خویش را خواجہ جہاں

اے تو اِس جہان کا غلام، جان کا قیدی ہے — تو اپنے آپ کو جہان کا آقا کب تک کہیگا؟

دلداری کردن و نواختنِ سلیمانؑ مر آں رسولاں را و دفعِ وحشت و

حضرت سلیمانؑ کا اُن قاصدوں کی دلداری کرنا اور نوازنا اور اُنکے دل سے تکلیف اور دہشت

آزار از دلِ ایشاں و عذر قبول ناکردنِ ہدیہ و شرح کردن با ایشاں

کو دور کرنا ہدیہ قبول نہ کرنے کا عذر اور اس کی اُن سے تشریح کرنا

---

۵۱ گرچہ۔ یعنی میرا دیر کرنا میری بیوقوفی نہیں ہے بلکہ فائدہ مند ہے۔ چوں۔ جب تو گھر جا کر شکر تولے گا تو پتہ چلے گا کہ بیوقوف کون تھا۔ مُرغ۔ پرند دانہ چگنے میں اپنا فائدہ سمجھ رہا ہے حالانکہ وہ اس کی ہلاکت ہے۔ ناحق۔ گُلّا، چونکہ دوسرے مصرع میں کباب کا ذکر ہے اس لئے اس مصرع میں آنکھ کے لئے گُلّے کا استعمال کیا ہے یعنی ایک شخص کسی حسین کے ساتھ نظر بازی کرتا ہے تو بظاہر لطف اندوز ہے لیکن ہمیشہ کے لئے اپنے لئے پریشانی مول لے لیتا ہے۔

۵۲ ایں نظر۔ نظر بازی کا تیر خود نظر باز کے لئے تیر ستم ہے۔ اور وہ بھی زہریلا۔ حدیث ہے۔ اَلنَّظْرُ سَہْمٌ مَسْمُوْمٌ مِّنْ سِہَامِ اِبْلِیْسَ۔ نظر بازی شیطان کے تیروں میں سے زہریلا تیر ہے۔ مالِ دنیا۔ دنیا کی زیب و زینت ضعیف الایمان لوگوں کا جال ہے مومنین آخرت کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ مرغانِ شگرف۔ یعنی انبیاء اور اولیاء۔

۵۳ من سلیمانؑ۔ یہ حضرت سلیمانؑ کا قاصدوں کو خطاب ہے۔ از ہر ہُلک۔ چونکہ سامانِ دنیا میں ہلاکت ہے۔ کایں زماں۔ دنیا دار اپنی دولت کا غلام ہوتا ہے، شاہ تو وہ ہے جو اس کی ہلاکت سے بچ نکلے۔ باز گونہ۔ دنیا دار اپنے آپ کو حاکم اور شاہ کہتا ہو یہ ایسا ہے جیسا کہ برعکس نہند نام زنگی کافور۔

۵۲۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اے رسولاں می فرستم تان رسول[1] | ردِ من بہتر شمارا از قبول
اے قاصدو! میں تمھیں قاصد بنا کر بھیجتا ہوں | میرا رد کرنا تمہارے لئے قبول کرنے سے اچھا ہے

پیشِ بلقیس آنچہ دیدید از عجب | باز گوئید از بیابانِ ذہب
بلقیس کے سامنے جو تم نے عجب بات دیکھی | سونے کے جنگل کی بات کہو

کہ چہل منزل بروی زر بدید | وز چنیں ہدیہ خجل چوں می شدید
کہ چالیس منزل تک تم سونے پر تھے | اور ایسے ہدیہ سے تم کس طرح شرمندہ ہوئے

تا بداند کہ بزر طامع نہ ایم | ما زر از زر آفریں آوردہ ایم
تاکہ وہ سمجھ جائے کہ ہم سونے کے لالچی نہیں ہیں | ہم سونا پیدا کرنیوالے سے سونا لے آئے ہیں

آنکہ گر خواہد ہمہ خاکِ زمیں | سر بسر زر گردد و درِ ثمیں
وہ کہ اگر وہ چاہے زمین کی تمام مٹی | پوری سونا اور قیمتی موتی بن جائے

حق[2] برائے آں کند اے زرگزیں | روزِ محشر ایں زمیں را نقرہ گیں
اے سونے کو پسند کرنیوالے! اللہ (تعالیٰ) اسی لئے | اس زمین کو محشر کے دن چاندی جیسی کر دیگا

فارغیم از زر کہ ما بس پُر فنیم | خاکیاں را سر بسر زریں کنیم
ہم سونے سے بے نیاز ہیں کیوں کہ ہم با ہنر ہیں | ہم مٹی والوں کو مجسم سونے کا بنا دیتے ہیں

از شما کے کدیۂ زر می کنیم | ما شمارا کیمیاگر می کنیم
ہم تم سے سونے کی بھیک کب مانگتے ہیں؟ | ہم تمھیں کیمیاگر بناتے ہیں

ترک آں گیرید گر ملکِ سباست | کہ برونِ آب و گِل بس ملکہاست
اس کو چھوڑ دو خواہ سبا کا ملک ہو | کیونکہ دنیا سے باہر بہت سے ملک ہیں

تختہ[3] بندست آنکہ تختش خواندۂ | صدر پنداری و بر در ماندۂ
جس کو تو نے تخت کہا ہے وہ کاٹھ ہے | تو نے صدر (مقام) سمجھا ہے اور تو دروازہ پر پڑا ہو

پادشاہی نیستت بر ریشِ خود | پادشاہی چوں کنی بر نیک و بد
تیری اپنی داڑھی پر بھی حکومت نہیں ہے | برا بھلے اور برے پر تو بادشاہی کا دعویٰ کیوں کرتا ہے!

بے مرادِ تو شود ریشت سفید | شرم دار از ریشِ خود اے کژ امید
تیری مرضی کے خلاف تیری داڑھی سفید ہو جاتی ہو | اے ٹیڑھی تمنا والے! اپنی داڑھی سے شرما

مالک الملک ست ہر کش سر نہد | بے جہانِ خاک صد ملکش دہد
جو اس (خدا) کے سامنے سر رکھدے وہ بادشاہ ہو | خاکی دنیا کے علاوہ وہ اسکو سینکڑوں سلطنتیں عطا کر دیتا ہے

---

[1] تان رسول یعنی اب تم میری جانب سے قاصد بنکر جاؤ۔ ردِ من یعنی میرا ہدیہ کو واپس کرنا تمہارے لئے مفید ہے تم ایمان لے آؤگے پیشِ بلقیس۔ تم اپنے واقعات جاکر بلقیس کو سناؤ اور بتاؤ کہ چالیس منزل تک تم سونے کی زمین پر چل کر میرے پاس پہنچے تھے۔ وز چنیں۔ اور یہ بھی کہو کہ ہمیں سونے کا ہدیہ پیش کرنے میں شرمندگی ہوتی تھی۔ تا بداند۔ تاکہ بلقیس یہ سمجھ جائے کہ ہم اسکی دولت کے طالب نہیں ہیں۔

[2] حق۔ محشر کے دن زمین چاندی جیسی کر دی جائیگی اور یہ اس وجہ سے ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرما دینگے کہ اُن کے یہاں سونے چاندی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ فارغیم۔ ہم سونے سے بے نیاز ہیں ہم تو انسانوں کو ایمان عطا کرکے زریں بنا دیتے ہیں کیمیاگر۔ مومن مخلص بن جاؤگے تو کیمیاگر بن جاؤگے۔ شعر
کیمیا و سیمیا و ریمیا
کس نداند جز بذاتِ اولیاء
ترک۔ آخرت کے ملکوں کی خاطر دنیا کی سلطنت کو خیرباد کہدو۔

[3] تختہ بند۔ قیدخانہ، لکڑی کا وہ کندا جسمیں پاؤں پھنسا کر قید کر دیتے تھے۔ صدر جس مقام کو تو صدر مقام سمجھا ہے وہ دربان کی جگہ ہے۔ ریش۔ تیرا حکم تو خود تیری داڑھی پر نہیں چلتا ہے، ورنہ وہ تیری منشا کے خلاف سفید نہ ہوتی۔ مالک ملک اصل

بادشاہت اصل یہ ہے جو اللہ کے دربار میں سرِ نیاز جھکا دے وہ اسکو اس دنیا کی حکومت کے علاوہ اور حکومتیں عطا فرما دیتا ہے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

لیک[1] ذوقِ سجدہ پیشِ خدا — خوشتر آید از دو[2] صد دولت تُرا

لیکن خدا کے سامنے ایک سجدہ کا ذوق — تجھے دو سَو سلطنتوں سے بھلا معلوم ہوگا

پس بنالی کہ نخواہم مُلکہا — مُلکِ آں سجدہ مُسلّم کُن مرا

پھر تو روئے گا کہ میں سلطنتیں نہیں چاہتا ہوں — اُس سجدہ کی سلطنت میرے لئے مقرر فرما دے

بادشاہانِ جہاں از بدرگی — بُو نبُردند از شرابِ بندگی

دنیا کے بادشاہوں نے بدطینتی کی وجہ سے — بندگی کی شراب کی خوشبو نہیں سونگھی

ورنہ ادہمؒ وار سرگردان و دنگ — مُلک را برہم زدندے بے درنگ

ورنہ (حضرت) ادہمؒ کی طرح حیران اور پریشان ہوکر — فوراً سلطنت کو چھوڑ دیتے

لیک حق بہرِ ثباتِ ایں جہاں — مُہرِ شاں بنہاد بر چشم و دہاں

لیکن اللہ (تعالیٰ) نے اِس جہان کے بقا کے لئے — اُن کی آنکھ اور منہ پر مُہر لگا دی ہے

تا شود شیریں بر ایشاں تخت و تاج — کہ ستانیم از جہانداراں خراج

تاکہ اُن کے لئے تخت و تاج شیریں بن جائے — کہ ہم دنیا داروں سے خراج لے رہے ہیں

از خراج ار جمع آری زر چو ریگ — آخر آں از تو بماند مُردہ ریگ

اگر تو خراج سے ریت کی طرح سونا جمع کرے گا — بالآخر وہ تجھ سے وراثت میں رہ جائے گا

ہمرہِ[2] جانت نگردد مُلک و زر — زر بدہ سُرمہ ستاں بہرِ نظر

سلطنت اور سونا تیری رُوح کا ساتھی نہ بنے گا — سونا دیدے، نگاہ کے لئے سُرمہ لے لے

تا ببینی کایں جہاں چاہیست تنگ — یوسفانہ آں رَسن آری بچنگ

تاکہ تو دیکھ لے کہ یہ دنیا تنگ کنواں ہے — یوسف وار وہ رَسّی ہاتھ میں پکڑ لے

تا بگوید[3] چوں زچاہ آئی ببام — جان کہ یا بُشرای لِی ھٰذا غلام

تاکہ جب تو کنوئیں سے بالاخانہ پر آئے کہے — روح، میرے لئے بشارت ہے، یہ لڑکا ہے

ہست درچہ انعکاساتِ نظر — کمتریں آنکہ نماید سنگ زر

کنوئیں میں نظر کے عکس ہیں — سب سے کم یہ ہے کہ پتھر سونا نظر آتا ہے

وقتِ بازی کودکاں را ز اختلال — می نماید آں خزفہا زر و مال

نقل (دماغی) سے کھیل کود کے وقت بچوں کو — وہ ٹھیکریاں سونا اور مال نظر آتی ہیں

ل[1] لیک۔ لیکن جب سجدہ کا ذوق پیدا ہوجائیگا تو ... سلطنتوں سے بیزار ہوجائیگا اور خدا سے دعا کرے گا کہ بس یہی دولت کافی ہے۔ بادشاہانِ دنیاوی بادشاہ چونکہ بندگی کی مستی سے ناواقف ہیں اس لئے وہ سلطنت کے شوق میں مبتلا ہیں اگر وہ واقف ہو جائیں تو حضرت ادہمؒ کی طرح سلطنت پر لات ماردیں۔ لیک حق۔ لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کا نظام چلانا ہے اس لئے اُن کو اس لذت سے محروم کردیا ہے اور وہ مگن ہیں کہ ہم دنیا سے خراج وصول کرتے ہیں خراج۔ ٹیکس۔ مردہ ریگ۔ وہ مال جو ورثہ میں ملے۔

ل[2] ہمرہ۔ دنیا کی دولت دنیا میں رہ جاتی ہے روح پرواز کر جاتی ہے۔ سرمہ۔ وہ سرمہ حاصل کرے جس سے یہ چیزیں بے حقیقت نظر آئیں۔ یوسفانہ۔ حضرت یوسفؑ رسّی کے ذریعہ کنوئیں سے باہر آئے تھے، تو بھی عبادات کی رسّی کے ذریعہ سے دنیا کے اِس کنوئیں سے باہر نکل آ۔

ل[3] تابگوید۔ جس وقت حضرت یوسفؑ کنوئیں سے برآمد ہوئے تھے تو ڈول نکالنے والا چیخ اٹھا تھا کہ خوشخبری ہے یہ تو لڑکا ہے اسی طرح تیری روح تیرے کنوئیں میں سے نکل آنے پر خوشخبری دے گی۔ درچہ۔ دنیا میں نظر کا فریب ہے کہ دنیا کی بے حقیقت دولت کو قیمتی دکھا دیتی ہے۔ وقتِ بازی۔ بچے کھیل کود میں ٹھیکریوں کو روپیہ پیسہ تصور کر لیتے ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عارفانش[1] کیمیاگر گشتہ اند — تا کہ شد کانہا بر ایشاں ترّ ہند

اُس (خدا) کو پہچان جانیوالے کیمیاگر بن گئے ہیں — حتیٰ کہ اُن کے لئے کانیں حقیر ہوگئی ہیں

دیدنِ درویشے جماعتِ مشایخ را در خواب و درخواست کردنِ روزیِ حلال از ایشاں بے مشغول شدن بکسب کہ از عبادت می مانم و ارشاد کردنِ ایشاں اُو را بمیوہائے تلخ و ترشِ کوہی و بروئے شیریں شدنِ آں میوہا بدلالتِ آں مشایخ

ایک درویش کا بزرگوں کے گروہ کو خواب میں دیکھنا اور ان سے بغیر کمائی کی مشغولیت کے حلال روزی کی درخواست کرنا کہ میں عبادت کرنے سے رہ جاتا ہوں اور اُن کی اُس کو کڑوے اور کھٹے پہاڑی پھلوں کی جانب رہنمائی کرنا اور اُن بزرگوں کی رہنمائی سے اُس کے لئے اُن پھلوں کا شیریں بن جانا

آں یکے درویش گفت اندر سمر — خضریاں را من بدیدم خواب در

ایک درویش نے قصہ میں بتایا — کہ میں نے خواب میں خضریوں کو دیکھا

گفتم ایشاں را کہ روزیِ حلال — از کجا نوشم کہ نبود آں وبال

میں نے اُن سے کہا کہ حلال روزی — جو وبال نہ بنے میں کہاں سے کھاؤں

مر[2] مرا سوئے کہستاں راندند — میوہا زاں بیشہ می افشاندند

وہ مجھے پہاڑ کی جانب لے گئے — اس جنگل سے انھوں نے پھل جھاڑے

کہ خدا شیریں بکرد آں میوہ را — در دہانِ تو بہمتہائے ما

کہ خدا نے وہ پھل میٹھے کر دیئے ہیں — تیرے منھ میں ہماری توجہات سے

ہیں بخور پاک و حلال و بے حسیب — بے صداع و نقلِ بالا و نشیب

ہاں، پاک اور حلال اور بے حساب کھا — بغیر دردِ سر کے اور اوپر اور نیچے منتقل ہونے کے

پس مرا زاں رزق نطقے رو نمود — ذوقِ گفتِ من خردہا می ربود

پھر اُس رزق سے مجھ میں ایسی قوتِ گویائی رونما ہوئی — کہ میری گفتگو کا ذوق عقلوں کو حیران کرتا تھا

گفتم[3] ایں فتنہ است اے ربِّ جہاں — بخششے دہ از ہمہ خلقاں نہاں

میں نے کہا، اے دنیا کے پالنہار! یہ فتنہ ہے — وہ انعام عطا فرما جو سب سے پوشیدہ ہو

شد سخن از من دلِ خوش یافتم — چوں انار از ذوق می بشکافتم

میری قوتِ گویائی جاتی رہی میں نے مطمئن دل پالیا — ذوقِ لطف سے میں انار کی طرح کھلتا تھا

---

[1] عارفانش۔ جو عارف باللہ ہیں وہ خود کیمیاگر ہیں اُن کی نگاہ میں سونے کی کوئی وقعت نہیں ہے ؎

آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

دیدن۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اہل اللہ کی نظر میں دنیا کا مال ہیچ ہے اور اُن کی ہمت کیمیا کا کام کرتی ہے۔ سمر۔ قصہ۔ خضریاں۔ وہ اَبدال جو حضرت خضرؑ کی طرح نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ گفتم۔ میں نے اُن اَبدال سے کہا کہ کمانا کھانا تو وبال ہے ایسی تدبیر بتا دیجئے کہ مجھے بلا کمائے حلال روزی حاصل ہو جائے۔

[2] مر مرا۔ وہ لوگ مجھے جنگل میں لیگئے اور انھوں نے جنگل پھل جھاڑے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ میرے لئے وہ کڑوے کسیلے پھل میٹھے ہو جائیں۔ صداع۔ دردِ سر یعنی۔ اُن پھلوں کے کھانے سے میرے کلام میں وہ شیرینی پیدا ہو گئی کہ لوگ اس پر فریفتہ ہونے لگے۔

[3] گفتم۔ اولیاء اللہ کو اپنی شہرت اور عوام میں مقبولیت ناگوار ہوتی ہے۔ شد سخن۔ یعنی وہ لطفِ کلام کی کیفیت زائل ہو گئی جو عوام کی گرویدگی کا سبب تھی اور دل میں ایک جذبۂ مسرت پیدا ہو گیا۔

532

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفتم ار چیزے نباشد در بہشت[1] | غیر ایں شادی کہ دارم در سرشت
میں نے کہا اگر جنت میں اور کوئی چیز نہ ہوگی | اِس مسرّت کے علاوہ جو طبیعت میں آگئی ہے

ہیچ نعمت آرزو ناید دِگر | زیں نپردازم بجوز و نیشکر
مجھے کسی دوسری نعمت کی تمنا نہ ہوگی | اُسکو چھوڑ کر میں اخروٹ اور گنّے کیطرف توجہ نہ کرونگا

ماندہ بُود از کسب یک دو حبّہ اَم | دوختہ در آستینِ جُبّہ اَم
کمائی میں سے میری ایک دو رتی بچ گئی تھی | جس کو میں نے جُبّہ کی آستین میں سی لیا تھا

نیّت کردنِ اُو کہ ایں زر بدیں ہیزم کش دہم چوں من

اُس کا سوچنا کہ یہ سونا میں اِس لکڑہارے کو دیدوں جبکہ میں نے بزرگوں کی

روزیِ حلال یافتم بکراماتِ مشائخ و رنجیدنِ آں ولی

کرامات سے حلال روزی پالی ہے اور اُس لکڑہارے ولی کا اُس

ہیزم کش از ضمیر و نیّت اُو

کے دل کی بات اور نیّت سے رنجیدہ ہونا

آں یکے درویش ہیزم[2] می کشید | خستہ و ماندہ زبیشہ دررسید
ایک درویش لکڑیاں لا رہا تھا | تھکا ہارا جنگل سے آیا

پس بگفتم من زِ روزی فارغم | زیں سپس از بہرِ رزقم نیست غم
میں نے سوچا کہ میں روزی سے بے نیاز ہوں | اِس کے بعد مجھے روزی کی فکر نہیں ہے

میوۂ مکروہ برِ من خوش شدست | رزقِ خاصہ جسم را آمد بدست
ناگوار پھل میرے لئے عمدہ ہوگئے ہیں | خاص رزق جسم کو حاصل ہوگیا ہے

چونکہ من فارغ شدستم از گلُو | حبّہ چندست ایں بدہم بدُو
چونکہ میں حلق (کے معاملہ) سے فارغ ہو گیا ہوں | چند رتیاں ہیں یہ میں اُس کو دیدوں

بدہم ایں زر را بدیں تکلیف کش | تا دوسہ[3] روزک شود از قوت خوش
اِس مصیبت بھرنے والے کو یہ سونا دیدوں | تاکہ دو تین دن (کیلئے) وہ خوراک سے مطمئن ہو جائے

خود ضمیرم را ہمی دانست اُو | زانکہ شمعش داشت نور از شمعِ ہُو
اُس نے خود میرے دل کی بات جان لی | کیونکہ اُسکی شمع میں اللہ تعالیٰ کی شمع کا نور تھا

بُود پیشش سرِّ ہر اندیشۂ | چوں چراغے در درونِ شیشۂ
اُس کے لئے ہر خیال کا راز | آئینہ کے اندر کے چراغ کی طرح تھا

---

[1] در بہشت۔ وہ قلبی کیفیت اِس قدر پُر مسرت تھی کہ اگر جنت میں صرف وہی حاصل ہو تو اور کسی چیز کی تمنا کی ضرورت نہیں ہے۔ در آستین جیب آستین میں بنائی جاتی تھی۔

[2] ہیزم۔ سوختہ۔ جلانے کی لکڑیاں بیشہ۔ جنگل۔ فارغم۔ میں تو جنگلی پھلوں پر گذارہ کر لیتا ہوں لہٰذا مجھے اب کھانے پینے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ رزق خاصہ۔ شاہی دسترخوان کی خوراک چونکہ۔ اب مجھے اپنے حلق اور کھانے کی فکر نہیں ہے حبّہ۔ ایک رتّی کا وزن تکلیف کش یعنی لکڑہارا۔

[3] دو سہ روزک۔ وہ دو تین دن میرے اِس عطیہ سے اپنا کام چلالے گا۔ ضمیر۔ دل کی پوشیدہ بات۔ تاکہ اُس کے قلب کو اللہ تعالیٰ کے نور کی روشنی حاصل تھی۔ بُود۔ وہ لکڑہارا روشن ضمیر تھا دل کی بات اُس پر اِس طرح ظاہر ہوجاتی تھی جس طرح چراغ شیشہ کے لیمپ میں سے نظر آجاتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیچ پنہاں می نشد از وے ضمیر — بود بر مضمونِ دلہا او خبیر
دل کی کوئی بات اُس سے نہ چھپتی تھی — وہ دلوں کے مضمون سے واقف تھا

پس ہمی منکید[1] باخود زیر لب — در جوابِ فکرتم آں بوالعجب
تو وہ خود بخود آہستہ بڑبڑایا — وہ عجیب احوال والا میرے خیال کے جواب میں

کہ چنیں اندیشی از بہرِ ملوک — کَیفَ تَلقَی الرِّزقَ اَن لَم یَرزُقُوك
تو شاہوں کے بارے میں ایسا سوچتا ہے — اگر وہ تجھے رزق نہ دیں تجھے رزق کیسے ملے؟

من نمی کردم سخن را فہم لیک — بر دلم میزد عتابش نیک نیک
میں بات اچھی طرح نہ سمجھا — (لیکن) اُس کے غصہ کا اثر میرے دل پر بہت زیادہ پڑا

سوئے[2] من آمد ہیبت ہمچو شیر — تنگِ ہیزم را نہاد از پشت زیر
وہ شیر کی طرح ہیبت سے میری جانب آیا — ایندھن کا گٹھر کمر سے نیچے رکھ دیا

پرتوِ حالے کہ او ہیزم نہاد — لرزہ بر ہفت عضوِ من فتاد
اِس حالت کے اثر سے کہ اُسنے ایندھن کا گٹھر رکھا — میرے ساتوں اعضاء پر لرزہ طاری ہوگیا

گفت یارب گر ترا خاصاں حی اند — کہ مبارک دعوت و فرخ پے اند
اُسنے کہا اے خدا! اگر تیرے مخصوص بندے زندہ ہیں — جو بابرکت دعا والے اور مبارک قدم ہیں

لطفِ تو خواہم کہ مینا گر شود — ایں زماں ایں تنگِ ہیزم زر شود
تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جو کیمیا گر بنجائے — اسی وقت یہ ایندھن کا گٹھر سونا بن جائے

در زماں[3] دیدم کہ زر شد ہیزمش — ہمچو آتش بر زمیں می تافت خوش
میں نے اسی وقت دیکھا کہ ایندھن سونا ہوگیا — عمدگی سے زمین پر آگ کی طرح چمک رہا تھا

من دراں بیخود شدم تا دیر گہ — چونکہ باخویش آمدم من از وَلہ
میں اُس اثناء میں دیر تک بیہوش رہا — جب میں حیرانی کے بعد ہوش میں آیا

بعد ازاں گفت اے خدا اگر آں کبار — بس غیور اند و گریزاں ز اشتہار
اُسکے بعد اُسنے کہا اے خدا! اگر وہ بڑے لوگ — بہت غیرت مند اور شہرت سے بھاگنے والے ہیں

باز ایں را بندِ ہیزم ساز زود — بے توقف ہم براں حالے کہ بود
اِس کو پھر جلد ایندھن کا گٹھر بنا دے — بلا تاخیر اِسی حالت پر جیسا کہ تھا

در زماں ہیزم شد آں اغصانِ زر — مست شد در کارِ او عقل و نظر
اُسی وقت وہ سونے کی شاخیں ایندھن کا گٹھر بنگئیں — اُس کے معاملہ میں عقل و نظر مست ہوگئی

[1] منکید۔ وہ بڑبڑایا..... بوالعجب۔ چونکہ اُس سے کرامات ظاہر ہو رہی تھیں۔ ملوک یعنی اولیاء اللہ۔ کیف۔ رزقوں کا انتظام ابدال کے سپرد ہوتا ہے۔ لیکن میں اُنکی بات نہ سمجھا لیکن اُن کے غصہ کا اثر میرے قلب پر ظاہر ہوا۔

[2] سوئے من۔ وہ لکڑہارا بزرگ لکڑیوں کا گٹھر زمین پر ڈال کر شیر کی طرح میری طرف آیا تو میں اُس کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ ہفت عضو ہفت اندام، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں، سینہ، پشت، سر۔ گفت۔ اُس لکڑہارے نے کہا اے خدا اگر تیرے مقربانِ بارگاہ زندہ ہیں جن کی دعا مقبول ہوتی ہے تو میں تیری وہ مہربانی چاہتا ہوں جس سے یہ سب لکڑیاں سونے کی بن جائیں۔

[3] در زماں۔ اُس کی دعا سے وہ لکڑیاں سونے کی ہوگئیں۔ ولہ۔ حیرانی۔ بعد ازاں لکڑیوں کا سونا بن جانے کے بعد اُس نے دعا شروع کردی کہ تیرے مقبول بندے چونکہ شہرت سے بھاگتے ہیں اور میری کرامت شہرت کا باعث بنجائیگی لہٰذا تو اُن لکڑیوں کو اصل حالت پر کردے تاکہ میری شہرت نہ ہو چنانچہ وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر ہوگئیں۔ در زماں۔ اُنکی دعا سے وہ لکڑیاں پھر اصل حالت پر آگئیں۔ اغصان غصن کی جمع، ٹہنی، شاخ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بعد ازاں[1] برداشت ہیزم را و رفت — سوئے شہر از پیشِ من اُو تیز و تفت
اُس کے بعد اُس نے ایندھن کا گٹھر اٹھایا اور چلدیا — شہر کی جانب میرے سامنے سے تیز اور گرم

خواستم تا در پئے آں شہ روم — پُرسم از وے مشکلات و بشنوم
میں نے چاہا کہ اُس شاہ کے پیچھے جاؤں — اُس سے مشکل باتیں پوچھوں اور سُنوں

بستہ کرد آں ہیبتِ اُو مر مرا — پیشِ خاصاں رہ نباشد عامہ را
اُس کی اِس ہیبت نے مجھے باندھ دیا — عوام کیلئے خواص کے سامنے کوئی راستہ نہیں رہتا ہے

ور کسے را رہ شود گو سر فشاں — کاں بُوَد از رحمت و از جذبِ شاں
اور اگر کسی کیلئے راستہ ہو کہدو وہ سر قربان کرے — کیونکہ وہ اُن کی رحمت اور کشش سے ہوتا ہے

پس غنیمت دار آں توفیق را — چوں بیابی صحبتِ صدّیق را
اُس توفیق کو بہت غنیمت سمجھ — جب تو کسی صدیق کی صحبت حاصل کرے

نے چو آں ابلہ کہ یابد قُربِ شاہ — سہل و آساں در فتد آں دم ز راہ
نہ کہ اُس بیوقوف کی طرح جس کو شاہ کا قُرب حاصل ہو — اسی وقت آہستگی اور آسانی سے راہ سے بھٹک جائے

چوں ز قربانی دہندش بیشتر — پس[2] بگوید رانِ گاؤ ست ایں مگر
جب وہ اُس کو قربانی کا زیادہ حصہ عطا کریں — تو وہ کہنے لگے کہ شاید گائے کی ران ہے

نیست ایں از رانِ گاؤ اے مفتری — رانِ گاؤ ت می نماید از خری
اے جھوٹے! یہ گائے کی ران نہیں ہے — تجھے گدھے پن سے گائے کی ران دکھائی دے رہی ہے

بذلِ شاہان ست ایں بے رشوتے — بخششِ محض ست ایں از رحمتے
یہ بغیر رشوت کے شاہوں کا تحفہ ہے — یہ شفقت سے خالص بخشش ہے

تحریض[3] کردنِ سلیمانؑ رسولاں را بر تعجیل کردن

حضرت سلیمانؑ کا قاصدوں کو ایمان لانے کے لئے بلقیس کی

بہجرتِ بلقیس بہرِ ایماں

ہجرت میں جلدی کرنے کی ترغیب دینا

ہمچناں کہ شہ سلیمانؑ در نبرد — جذبِ خیل و لشکرِ بلقیس کرد
جیسا کہ شاہ سلیمانؑ نے جنگ میں — بلقیس کی جماعت اور لشکر کو کھینچ لیا

کہ بیائید اے عزیزاں زود زود — کہ بر آمد موجہا از بحرِ جُود
کہ اے عزیزو! جلد جلد آجاؤ — کیونکہ سخاوت کے سمندر میں موجیں اٹھنے لگی ہیں

---

[1] بعد ازاں۔ جب لکڑیاں اصل حالت پر ہوگئیں تو وہ اُن کو لیکر چل دیا۔ مشکلات۔ یعنی سلوک کے مشکل مسائل۔ بستہ۔ میں اسقدر مرعوب ہوا کہ میرے پاؤں نہ اٹھے جو اللہ تعالٰے کے مخصوص بندے ہوتے ہیں عوام کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی ہے اگر ہوتی بھی ہو تو یہ ان بزرگوں کی کشش ہوتی ہے لہٰذا اُس پر قربان ہو جانا چاہیئے۔ صدیق۔ وہ شخص جو ولایت کے آخری مراتب پر ہو۔ نے۔ یہ نہ ہونا چاہیے کہ قرب حاصل ہوتے ہی گمراہی اختیار کرے۔

[2] پس بگوید۔ مشہور ہے کہ کسی بادشاہ نے اعلیٰ درجے کے دُنبوں کی قربانی کی اور فقراء میں تقسیم کی ایک فقیر کو ایک ران ملی اُس نے دُنبہ کی ران اسقدر فربہ کبھی نہ دیکھی تھی تو بولا یہ گائے کی ران ہے یعنی اُسنے انعام کو نہ پہچانا اور قدر نہ کی نیست۔ وہ فقیر جھوٹا تھا وہ ران اعلیٰ قسم کے دُنبہ کی تھی یعنی اُس صحبت کی قدر و قیمت کو پہچاننا چاہیئے اور اُس کی ناقدری نہ کرنی چاہیئے۔ خری۔ گدھا پن۔

[3] تحریض۔ پہلے بتایا تھا کہ بزرگوں کی صحبت انکی کشش سے وصل ہوتی ہے اب حضرت سلیمانؑ کے واقعہ سے سمجھاتے ہیں کہ بلقیس اور اُس کی قوم کا حضرت سلیمانؑ تک پہنچنا یہ حضرت سلیمانؑ کی کشش سے تھا۔ جذب کشش۔ کہ بر آمد۔ اسوقت رحمت خداوندی کا سمندر جوش میں ہے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سوی ساحل می فشاند بے خطر | جوشِ موجش ہر زمانے صد گہر
بغیر کسی خطرے کے ساحل کی جانب پھینک رہا ہے | ہر وقت اس کی موج کا جوش سینکڑوں موتی

الصلا گفتیم اے اہلِ رشاد | کایں زماں رضواں درِ جنت کشاد
اے ہدایت پانے والو! ہم نے دعوت دیدی | کیونکہ اس وقت رضوان نے جنت کا دروازہ کھول دیا ہے

پس سلیمانؑ گفت اے پیکاں روید | سوی بلقیس و بدیں دیں بگروید
پھر سلیمانؑ نے کہا اے قاصدو! جاؤ | بلقیس کی جانب اور اس دین کے گرویدہ ہوجاؤ

پس بگوئیدش بیا اینجا تمام | زود کان اللہ یدعوا بالسلام
پھر اس سے کہو مکمل طور پر یہاں آجائے | جلد، کیونکہ اللہ (تعالیٰ) سلامتی کی طرف بلاتا ہے

ہیں بیا اے طالبِ دولت شتاب | کہ فتوحست ایں زمان و فتحِ باب
ہاں اے دولت کے طالب! جلد آجا | کیونکہ اسوقت انعامات اور دروازے کی کشادگی ہے

اے کہ تو طالب نۂ تو ہم بیا | تا طلب یابی ازاں یارِ وفا
اے وہ کہ جو طالب نہیں ہے! تو بھی آجا | تاکہ تو اس باوفا دوست سے طلب حاصل کرے

ملک برہم زن تو ادہمؒ وار زود | تا بیابی ہمچو او ملکِ خلود
تو ادہمؒ کی طرح جلد ملک کو خیرباد کہدے | تاکہ تو اس کی طرح ہمیشگی کی سلطنت حاصل کرے

سببِ ہجرتِ سلطان ابراہیم ادہمؒ و ترک کردنِ ملکِ خراسان
حضرت ابراہیم ادہمؒ کی ہجرت کا سبب اور خراسان کی سلطنت کو چھوڑ دینا

خفتہ بود آں شہ شبانہ بر سریر | حارساں بربام اندر دار و گیر
وہ شاہ، رات کو تخت پر سوئے ہوئے تھے | محافظ بالاخانہ پر نگرانی میں تھے

قصدِ شہ از حارساں آنہم نبود | کہ کنند زاں دفعِ دزداں و رنود
شاہ کا مقصد محافظوں سے یہ بھی نہ تھا | کہ ان کے ذریعہ رندوں اور چوروں کو دفع کریں

او ہمی دانست کاں کو عادلست | فارغ ست از واقعہ آمن دلست
وہ جانتا تھا کہ وہ جو منصف ہے | حادثہ سے بے نیاز ہے، مطمئن دل ہے

عدل باشد پاسبانِ کامہا | نے بشب چوبک زناں بربامہا
مقاصد کا محافظ انصاف ہوتا ہے | نہ کہ رات کو بالاخانہ پر ڈنکا پیٹنے والے

لیک بد مقصودش از بانگِ رباب | ہمچو مشتاقاں خیالِ آں خطاب
لیکن رباب کی آواز سے اُن کا مقصد (وہ تھا) | جو اس خطاب کے خیال کے مشتاق کا ہوتا ہے

۵۱ سوی ساحل۔ وہ سمندر جوش میں ہے اور کنارے پر سینکڑوں موتی پھینک رہا ہے جلد آکر ان کو حاصل کرلو۔ الصلا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس وقت جنت کے دروازے کھل گئے ہیں اور دعوتِ عام ہے۔ رضوان۔ داروغہ جنت۔ دیں بگروید یعنی میرا پیش کردہ دین اختیار کرلو اور ستارہ پرستی چھوڑ دو۔

۵۲ پس۔ حضرت سلیمانؑ نے قاصدوں سے کہا کہ تم بلقیس سے جاکر کہو کہ سب یہاں آجائیں اور سلامتی اختیار کرلیں۔ دولت یعنی آخرت۔ فتوح یعنی انعامات۔ فتح باب یعنی رحمت کے دروازے کی کشادگی۔ اے کہ۔ جو اب طالب بھی نہیں ہے وہ بھی آجائے یہاں آکر طلب صادق پیدا ہوجائیگی۔ ادہم وار۔ حضرت ابراہیم ادہمؒ نے خراسان کی سلطنت چھوڑ کر فقیری اختیار کرلی تھی۔

۵۳ سریر۔ تخت۔ حارساں۔ حارس کی جمع ہے، نگہبان۔ دار و گیر یعنی نگرانی۔ رنود۔ رند کی جمع ہے، بدمعاش۔ عادلست۔ عادل بادشاہ کو پہرہ داروں کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ کامہا یعنی مقاصد۔ چوبک زن۔ نقارچی، کوتوال۔ ہمچو۔ صوفیاء کو رباب کی آواز اُس عہد کی یاد دلاتی ہے جو ازل میں بنی آدم سے لیا گیا تھا جس کو عہدِ الست کہا جاتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نالۂ[1] سُرنا و تہدیدِ دُہُل — چیزکے مانَد بداں ناقورِ کُل

نفیری کی فریاد اور ڈھول کی دھمک — اُس بڑے صور سے کچھ مشابہت رکھتی ہے

پس حکیماں گفتہ اند ایں لحنہا — از دُوارِ چرخ بگرفتیم ما

حکماء نے کہا ہے کہ یہ راگ — ہم نے آسمان کی گردش سے لیے ہیں

بانگِ گردشہائے چرخ ست اینکہ خلق — می سرایندش بطنبور و بحلق

یہ آسمان کی گردشوں کی آواز ہے جسکو لوگ — طنبورے اور گلے سے گاتے ہیں

مُومناں گویند کآثارِ بہشت — نغز گردانید ہر آوازِ زشت

مومن کہتے ہیں کہ بہشت کے آثار نے — ہر بھدی آواز کو حسین بنادیا ہے

ما ہمہ اجزائے آدمؑ بودہ ایم — در بہشت آں لحنہا بشنودہ ایم

ہم سب (حضرت) آدمؑ کے اجزاء تھے — ہم نے وہ راگ بہشت میں سنے ہیں

گرچہ[2] برما ریخت آب و گِل شکے — یادِ ماں آید از آنہا اندکے

اگرچہ پانی اور مٹی نے ہمیں شک میں ڈالدیا — اُن سے ہمیں اُن کی کچھ یاد آجاتی ہے

لیک چوں آمیخت با خاکِ کرب — کے دہد ایں زیر و ایں بم آں طرب

لیکن چونکہ وہ (نغمے) مصیبتوں کی مٹی میں مل گئے ہیں — تو یہ نیچے اونچے سُر وہ مزا کہاں دیتے ہیں!

آب چوں آمیخت با بول و کمیز — گشت زامیزش مزاجش تلخ و تیز

جب پانی پیشاب اور گندگی سے مل گیا — ملاوٹ سے اُس کا مزاج تلخ و تیز ہوگیا

چیزکے[3] از آب ہستش در جسد — بول ازاں رو آتشے را می کُشد

اُس کے وجود میں کچھ پانی ہے — پیشاب اِسی وجہ سے آگ کو بجھا دیتا ہے

گر نجس شُد آب ایں طبعش بماند — کآتشِ غم را بطبع خود نشاند

پانی اگرچہ ناپاک ہوگیا اس کا مزاج باقی رہگیا — کہ وہ غم کی آگ کو اپنے مزاج سے بجھا دیتا ہے

پس غذائے عاشقاں آمد سماع — کہ درو باشد خیالِ اجتماع

سماع، عاشقوں کی غذا بن گئی — کیونکہ اُس میں وصل کا خیال ہوتا ہے

---

[1] نالہ یعنی نفیری اور ڈھول کی آواز حضرت اسرافیلؑ کے نفخ صور کی آواز سے مشابہ ہے۔ سُرنا۔ نفیری۔ دُہل۔ ڈھول ناقورِ کُل۔ صور جو قیامت میں پھونکا جائیگا۔ حکیماں۔ حکیم فیثا غورث نے کہا ہے کہ موسیقی کے بارہ مقام آسمان کے بارہ برجوں سے، سات آوازیں سات سیاروں سے، چوبیس شعبے دن رات کے چوبیس گھنٹوں سے، اور اڑتالیس ترکیبیں سال کے اڑتالیس ہفتوں سے بنائے گئے ہیں۔ بانگ۔ اِن حکماء کے نزدیک آسمانوں کی چال ہوا ہے اور اُس سے آوازیں پیدا ہوتی ہیں اسی کی نقل طنبورے اور گلے کے ذریعہ کی گئی ہے۔ مُومناں۔ مومن کہتے ہیں کہ یہ سارے الاپ اور نغمے حورانِ بہشتی کے گانے اور جنت کی نہروں کے چلنے کی آوازوں اور جنت کے درختوں کے ہلنے کی آوازوں سے بنے ہیں۔ ما ہمہ۔ ہم اگرچہ براہ راست جنت میں نغمے کہ وہاں سے اُن کو سُنتے لیکن چونکہ ہمارے باوا آدمؑ وہاں تھے اور ہم اُنہیں کے اجزاء ہیں لہٰذا ہم نے بھی وہاں سُنے تھے۔

[2] گرچہ۔ اِس آب و گِل کی دنیا نے ہمیں جنت کی پوری کیفیت بھلادی ہیں پھر بھی کچھ یاد باقی ہے لیکن چونکہ اب وہ نغمے ہمارے جسم سے پیدا ہورہے ہیں جو آب و گل سے بنا ہے اس لئے اب اِس زیر و بم سے وہ مستی پیدا نہیں ہوتی جو جنت میں طاری ہوتی تھی۔ کرب۔ کربۃ کی جمع ہے، مصیبت۔ طرب۔ مستی۔ آب۔ جنت کے نغمے جب انسان ادا کرتا ہے تو اُن کی مثال یہ ہے کہ پاک پانی پیشاب میں مل جائے تو ظاہر ہے کہ اُس کی پاکیزگی اور لطافت ختم ہوجائیگی۔ کمیز۔ پیشاب

[3] چیزکے۔ پیشاب میں ملے ہوئے پانی میں بھی پانی کے خواص کچھ نہ کچھ باقی رہ جاتے ہیں اس کو آگ پر ڈالا جائے تو وہ آگ کو بجھائے گا اسی طرح اِن نغموں میں کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں اور یہ نغمے آتشِ غم کو بجھا دیتے ہیں۔ پس۔ ان نغموں کا سماع چونکہ وصلِ محبوب کا تصور پیدا کرتا ہے اس لئے یہ عاشقوں کی غذا ہے۔

536

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تُوّتے[۱] گیرد خیالاتِ ضمیر — بلکہ صورت گردد از بانگ و صفیر

دل کے خیالات تُوت حاصل کرتے ہیں — بلکہ آواز اور نغمہ سے مجسم بن جاتے ہیں

آتشِ عشق از نواہا گشت تیز — آنچنانکہ آتشِ آں جوز ریز

عشق کی آگ نغموں سے تیز ہو جاتی ہے — جس طرح سے اس اخروٹ گرانیوالے کی آگ

حکایتِ[۲] آں مردِ تشنہ کہ از سرِ جوز بُن جوز در آب می ریخت کہ

اُس پیاسے کی حکایت جو اخروٹ کے درخت سے اخروٹ پانی میں گراتا تھا جو پانی

در گو بُود و در آب نمی رسید تا بافتادنِ جوز بانگِ آب بشنود

گڑھے میں تھا اور وہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تا کہ اخروٹ کے گرنے سے پانی کی آواز سُن لے

و اُو را چوں سماعِ بانگِ آب در طرب می آورد

اور اُس کو پانی کی آواز کا سُننا مستی میں لاتا تھا

در تغولے بُود آب آں تشنہ راند — در درختِ جوز جوزے می فشاند

پانی گہرے گڑھے میں تھا، وہ تشنہ چڑھ گیا — اخروٹ کے درخت پر، اخروٹ گراتا تھا

می فتاد از جوز بُن جوز اندر آب — بانگ می آمد ہمی دید اُو حباب

اخروٹ کے درخت سے اخروٹ پانی میں گرتا تھا — آواز آتی تھی، وہ بلبلے دیکھتا تھا

عاقلے گفتش کہ بگذار اے فتا — جوزہا خود تشنگی آرد ترا

ایک عقلمند نے کہا اے نوجوان! اپنے دیے — خود اخروٹ تجھے پیاسا کر دیں گے

بیشتر در آب می افتد ثمر[۳] — آب در پستی ست از تو دُور تر

اکثر پھل پانی میں گرتے ہیں — پانی گہرائی میں تجھ سے دُور ہے

بیشتر در آب می اُفتد ببیں — می بَرد آبش ترا چہ سُود زیں

دیکھ! اکثر پانی میں گرتے ہیں — ان کو پانی لے جاتا ہے، تجھے اس کیا فائدہ!

تا تو از بالا فرود آئی بزیر — آب جوزت بُردہ باشد اے دلیر

جب تک تو اوپر سے نیچے اُترے گا — اے بہادر! پانی تیرے اخروٹ غائب کر چکا ہوگا

گفت قصدم زیں فشاندن جوز نیست — تیز تر بنگر بریں ظاہر مایست

اُس نے کہا اس جھاڑنے سے میرا مقصد اخروٹ نہیں ہے — غور سے دیکھ، اس ظاہر پر نہ ٹھہر

اُس عقلمند سے کہا کہ میرا مقصد اخروٹ توڑنا نہیں ہے، غور کر مقصد دوسرا ہی ہے۔

---

۱ تُوّتے۔ اگر سامع میں عالی جذبات ہوتے ہیں تو ان میں ابھار پیدا ہوتا ہے اور خیال مجسم اختیار کر لیتا ہے۔ آتشِ عشق۔ عشق کی آگ ان نغموں سے تیزی پکڑ لیتی ہے جس طرح اس پیاسے شخص کی پیاس اُن اخروٹوں کے گرنے سے تیز ہو رہی تھی جو پانی میں گر کر آواز پیدا کر رہے تھے۔ آئندہ حکایت میں مولانا اس کی تفصیل کرتے ہیں۔

۲ حکایت۔ یہ شخص پیاسا تھا پانی گہرے گڑھے میں تھا یہ پانی تک نہ پہنچ سکتا تھا تو اُس نے اخروٹ کے درخت پر چڑھ کر اخروٹ توڑ کر پانی میں پھینکنے شروع کر دیئے اخروٹ کے پانی میں گرنے سے جو آواز پیدا ہو رہی تھی یہ اُس سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تغول۔ گڑھا جوز۔ اخروٹ۔ حباب بلبلہ۔ جوزہا۔ عاقل اس پیاسے کا منشا نہ سمجھا اور اُس نے دیکھ کر اخروٹ پانی میں ضائع ہو رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اخروٹ کا ضائع ہونا تیری خواہش کو بڑھا دے گا۔

۳ ثمر۔ یعنی اخروٹ۔ می برد۔ پانی اُن اخروٹوں کو اپنے اندر لے لیتا ہے۔ آب۔ تیرے اخروٹ پانی کے اندر ڈوب کر غائب ہو جائیں گے۔ گفت۔ اخروٹ پھینکنے والے پیاسے نے

538

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قصدِ[۱] من آنست کاید بانگِ آب
میرا مقصد یہ ہے کہ پانی کی آواز آئے

ہم بہ بینم بر سرِ آب این حُباب
میں یہ بلبلے بھی پانی پر دیکھوں

تشنہ را خود شغل چہ بُود در جہاں
دنیا میں پیاسے کا خود کیا کام ہوتا ہے!

گِرد پائے حوض گشتن جاوداں
ہمیشہ حوض کے چاروں طرف چکر کاٹنا

گردِ جُوی و گردِ آب و بانگِ آب
نہر کے گرد اور پانی کے گرد اور پانی کی آواز کے گرد

ہمچو حاجی طائفِ کعبہ صواب
اُس حاجی کی طرح جو صحیح کعبہ کا طواف کرنے والا ہے

ہمچناں مقصودِ من زیں مثنوی
اِسی طرح اِس مثنوی سے میرا مقصود

اے ضیاء الحق حُسام الدیں توئی
اے ضیاء الحق حُسام الدین تو ہی ہے

مثنوی[۲] اندر اُصول و ابتدا
مثنوی بنیادوں میں اور ابتدا میں

جُملہ بہرِ تست و بر تُست انتہا
سب تیرے لئے ہے اور تجھ پر ہی (اُس کی) انتہا ہے

التجا بر تُست و بر امدادِ تو
تجھ سے اور تیری امداد سے درخواست ہے

تکیہ بر اشفاق و بر اسعادِ تو
تیری مہربانیوں اور مدد پر بھروسہ ہے

مثنوی اندر اُصول و در فروع
مثنوی اصول اور فروع میں

میکند زیرِ لوائے تو رُجوع
تیرے جھنڈے کی طرف رجوع کرتی ہے

مثنوی در استواء و در اُفول
مثنوی عروج اور غروب میں

جُملہ آنِ تُست و کردستی قبول
پوری تیری ملکیت ہے اور تو نے قبول کر لیا ہے

در قبولِ تُست عزّ و مُقبلی
تیرے قبول کر لینے میں عزت اور نصیبہ وری ہے

زانکہ شاہِ جان و سلطانِ دلی
کیونکہ تو جان کا حاکم اور دل کا شاہ ہے

در قبول آرند شاہاں نیک و بد
بادشاہ اچھے اور بُرے کو قبول کر لیتے ہیں

چوں قبول آرند نبُود ہیچ رد
جب قبول کر لیتے ہیں پھر کبھی رد نہیں ہوتا

چوں[۳] نہالے کاشتی آبش بدہ
جب تو نے پودا لگایا ہے اُس کو پانی دے

چوں کُشادش دادہ بکُشا گرہ
جب تو نے کشادگی دی ہے، گرہ کھول دے

قصدم از الفاظِ اُو رازِ تو است
میرا مقصد اس کے الفاظ سے تیرا راز ہے

قصدم از انشاش آوازِ تو است
میرا مقصد اُس کے لکھانے سے تیری آواز ہے

۳ چوں۔ اے حُسام الدین جب تم نے مثنوی کا پودا لگایا ہے تو اب اُس کی آبیاری کرتے رہو۔ قصدم۔ میں مثنوی کے الفاظ میں تمہارے راز اور احوال بیان کر رہا ہوں اور اُس کے بولنے میں میری آواز نہیں بلکہ تمہاری آواز کام کر رہی ہے۔

۱ قصدِ من۔ اخروٹ توڑ کر اس لئے پھینک رہا ہوں کہ اُس کے گرنے سے پانی کی آواز سُن سکوں اور پانی کے بُلبلوں کو دیکھ سکوں۔ حُباب۔ پانی کا بُلبلہ۔ تشنہ۔ پیاسے کا یہی شغل ہوتا ہے کہ وہ حوض کے چکر کاٹے پانی اور نہر کے چکر لگائے اور پانی کی آواز سُنے اور یہ اُس کا گھومنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حاجی کعبہ کا یا مُرید شیخ کا طواف کرتا رہتا ہے۔ ہمچناں۔ جس طرح پیاسے کا مقصود پانی کا طواف اور حاجی کا مقصود کعبہ کا طواف ہے اسی طرح مثنوی سے میرا مقصود اے حُسام الدین تم ہو۔

۲ مثنوی۔ میری اِس مثنوی کی ابتدا اور انتہا اور سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ التجا۔ اِس میں تمہاری مدد شاملِ حال ہے اور مجھے اِس کی تکمیل میں تمہاری مہربانیوں اور امداد پر بھروسہ ہے۔ اصول۔ اصل کی جمع ہے، جڑ۔ فروع۔ فرع کی جمع ہے، شاخ۔ لِوا۔ جھنڈا۔ استوا۔ یعنی سورج کی سی بلندی۔ افول۔ غروب۔ آن۔ ملکیت۔ در قبول۔ اگر تم نے یہ مثنوی پسند کر لی تو میری نصیبہ وری اور عزت افزائی ہوگی کیونکہ تم میرے دل و جان کے سلطان اور شاہ ہو۔ در قبول۔ بڑے لوگ ہر اچھی بُری چیز قبول کر لیتے ہیں اور پھر کبھی اُس کو رد نہیں کرتے ہیں۔

539

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پیشِ [1] من آوازت آوازِ خداست — عاشق از معشوق حاشا کے جداست
میرے نزدیک تیری آواز، خدا کی آواز ہے — توبہ توبہ، عاشق معشوق سے کب جدا ہے؟

اِتصالے بے تکیُّف بے قیاس — ہست ربُّ النّاس را با جانِ ناس
ناقابلِ بیان، عقل میں نہ آنے والا اتصال ہے — لوگوں کے رَبّ کا لوگوں کی جان سے

لیک گفتم ناس من نَسناس نے — ناس غیرِ جانِ جاں اِشناس نے
لیکن میں نے انسان کہا ہے، بَن مانس نہیں کہا، — انسان، جان کی جان کو پہچاننے والے کے علاوہ نہیں ہے

ناس [2] مَردم باشد و کو مَردمے — تو سرِ مَردم ندیدستی دمے
انسان، انسان ہوتا ہے لیکن انسان کہاں ہے؟ — تو نے تھوڑی دیر کیلئے بھی انسان کا راز نہیں دیکھا ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ خواندہٗ — لیک جسمی در تحرّی ماندہٗ
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا، تو نے پڑھا ہے — لیکن تو ایک مجسّمہ ہے، اٹکل میں پھنسا رہ گیا ہے

مُلکِ جسمت را چو بلقیس اے غبی — ترک کُن بہرِ سلیمانِؑ نبی
اے بیوقوف اپنے جسم کے ملک کو بلقیس کی طرح — سلیمانؑ نبی کے لئے چھوڑ دے

میکنم لاحول نے از گفتِ خویش — بلکہ از وسواسِ آں اندیشہ کیش
میں لاحول پڑھتا ہوں (لیکن) اپنی گفتگو پر نہیں — بلکہ شبہ کرنے والے کے وسوسہ پر

کو خیالے می کُند در گفتِ من — در دل از وسواس و انکارات و ظن
کیونکہ وہ میری گفتگو پر خیالات لا رہا ہے — دل میں، وسوسوں اور انکاریوں اور بدگمانی کے

می کُنم لاحول یعنی چارہ [3] نیست — چوں ترا در دل بضدّم گفتنی ست
میں لاحول پڑھتا ہوں یعنی کوئی علاج نہیں ہے — جبکہ تیرے دل میں میرے خلاف باتیں ہیں

چونکہ گفت من گرفتت در گلو — من خمُش کردم تو آں را خود بگو
چونکہ میری گفتگو تیرے گلے میں پھنس گئی ہے — میں چُپ ہو گیا تو اسکو خود کہہ

دربیانِ نائی کہ از مقعدش بادے بجست نے را بر زمیں نہاد
اُس نے کے بیان میں جس کی مقعد سے گوز نکلا اُس نے بانسری زمین

کہ اگر تو از من بہتر می زنی بگیر
پر رکھ دی کہ اگر تو مجھ سے بہتر بجانا جانتی ہے تو لے

ان کے متعلق بدگمانیاں ہیں — [3] چارہ نیست جبکہ مخالفت کی ٹھان لی ہے تو بجز لاحول کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے چونکہ! اچھا اگر میری گفتگو تم لوگوں کے گلے سے نہیں اترتی ہے تو ہم تم ایسی مثنوی کہنے والوں کا ایک قصہ سناتے ہیں کہ ایک نے نواز بانسری بجاتے ہوئے گوز خارج ہو گیا تو اسنے بانسری اپنی مقعد کے حوالے کر دی اور کہا کہ اگر

[1] پیشِ من۔ یہ آواز اگرچہ تمہارے حلقوم سے نکل رہی ہے لیکن یہ دراصل خدائی آواز ہے تم عاشقِ خدا ہو لہٰذا خدا سے کب جدا ہو۔ اتصالے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے نیک بندوں سے وہ اتصال ہے جس کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے اور وہ اتصال کسی قیاس میں نہیں آسکتا ہے۔ لیک۔ یہ خدائی اتصال انسانوں کے ساتھ ہے بن مانسوں کے ساتھ نہیں اور انسان وہی ہے جو اپنے خالق کو پہچان لے۔

[2] ناس۔ بہت سے انسان بشکلِ انسان ہیں لیکن ان میں انسانیت نہیں ہے۔

مَا رَمَیْتَ۔ جنگِ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی جس سے وہ مبہوت ہو گئے قرآنِ پاک نے اس کے بارے میں فرمایا وہ خاک تم نے نہیں پھینکی ہم نے پھینکی یہ وہ اتصال ہے جو میں سمجھا رہا ہوں۔ لیک جسمی۔ لیکن تو صرف جسم بلا روح ہے اور مرتبۂ یقین کو نہیں پہنچ سکا ہے۔ ملک۔ تو اپنے جسم کی سلطنت کو اسی طرح خیرباد کہہ دے جس طرح بلقیس نے حضرت سلیمانؑ کی خاطر سلطنت کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ میکنم۔ یہاں آکر مولانا کو مثنوی کے معترضین کا خیال آگیا فرماتے ہیں اپنی گفتگو پر لاحول نہیں پڑھتا ہوں بلکہ ان لوگوں پر پڑھتا ہوں جن کے دلوں میں مثنوی کا انکار اور

۵۱۶

آں یکے نائیؔ کہ خوش نے میزدست — ناگہاں از مقعدش بادے بجست
ایک بانسری بجانے والا جو اچھی بانسری بجاتا تھا — اچانک اُس کی مقعد سے گوز خارج ہوگیا

نائے را بر کون نہاد اُو کہ ز من — گر تو بہتر می زنی بستاں بزن
اُس نے بانسری مقعد پر رکھدی کہ مجھ سے — اگر تو بہتر بجاتی ہے لے لے (اور) بجا

در بیانِ تحمّل کردن از ہر بے ادبے و طریق رفق و مدارات سپردن
ہر بے ادب کی برداشت اور نرمی اور خاطر تواضع کی راہ اختیار کرنے کا بیان

اے مسلماں خود ادب اندر طلب — نیست اِلّا حَمل از ہر بے ادب
اے مسلمان! راہِ طلب میں خود ادب — نہیں ہے، ہر بے ادب کو برداشت کرنیکے علاوہ

ہر کرا بینی شکایت می کند — کاں فلاں کس راست طبع و خُوئے بد
تو جسے دیکھے کہ وہ شکایت کرتا ہے — کہ فلاں شخص کی طبیعت اور عادت بُری ہے

ایں شکایت گو یداں کہ بدخو یست — کہ مر آں بدخوی را اُو بدگو یست
یہ شکایت وہ کرتا ہے جو خود بدعادت ہے — کیونکہ وہ اُس بدخو کی بدگوئی کرتا ہے

زانکہ خوشخو آں بُود کو در خمولؔ — باشد از بدخوی و بدطبعاں حمول
کیونکہ اچھی عادت والا وہ ہے جو گوشۂ تنہائی میں — بدعادت اور بدطبیعت والوں کی برداشت کرنیوالا ہو

لیک در شیخ آں گلہ زامرِ خداست — نے پئے خشم و ممارات و ہواست
لیکن شیخ کا یہ شکوہ خدا کے حکم سے ہے — نہ کہ غصہ اور لڑائی اور خواہشِ نفسانی کی وجہ سے

آں شکایت نیست ہست اصلاحِ جاں — چوں شکایت کردنِ پیغمبراں
یہ شکوہ نہیں ہے، روح کی اصلاح ہے — جیسا کہ پیغمبروں کا شکوہ کرنا

ناحمولیؔ انبیا از امر داں — ورنہ حمّال ست بدرا حلم شاں
نبیوں کی عدم برداشت حکم سے سمجھ — ورنہ اُن کی بُردباری بُرے کو برداشت کرنیوالی ہے

طبع را کُشتند در حملِ بدی — ناحمولی گر بُود ہست ایزدی
انھوں نے بُرائی کے برداشت کرنے میں طبیعت کو مار ڈالا ہے — اگر عدم برداشت ہے تو خدائی ہے

اے سلیمانؑ درمیانِ زاغ و باز — حلمِ حق شو با ہمہ مرغاں بساز
اے سلیمانؑ! کوّے اور باز میں — اللہ (تعالیٰ) کا حلم بنجا، تمام پرندوں سے نبھا

بلبلِ بسیار گو را پر مکن — باز را و کبک را بر ہم مزن
بہت بولنے والی بلبل کے پَر نہ نوچ — باز اور چکور کو نہ بھِڑا

لے نائی ۔ بانسری بجانے والا۔ باد یعنی گوز۔ کون ۔ مبرز، تحمل ۔ برداشت۔ مدارات ۔ خاطر تواضع۔ اے مسلماں ۔ چونکہ مثنوی کے معترضین نے رلو بے ادبی اختیار کی اسپر برداشت کا مضمون شروع کیا ہے۔ طلب یعنی ایک طالب اور سالک کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہر ناگواری کو برداشت کرے۔ ہر کرا جسکو تو دیکھے کہ وہ دوسرے کی بُرائی اور شکایت کررہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ خود بدعادت ہے کیونکہ بدگوئی میں مبتلا ہوگیا ہے۔ خوشخو ۔ اچھی عادت تو اس شخص کی ہے جو بُروں کو برداشت کرے۔

لے خمول ۔ گمنامی۔ حمول ۔ برداشت کرنیوالا۔ لیک ۔ شیخ بھی مُرید کا شکوہ کرتا ہے لیکن اُس کا شکوہ لڑائی جھگڑے اور نفس کے تقاضے کی بنیاد پر نہیں ہوتا ہے بلکہ خداوندی حکم سے مرید کی اصلاح کیلئے ہوتا ہے اور شیخ کا شکوہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انبیاء نے قوموں کا شکوہ کیا ہے۔

لے ناحمولی ۔ انبیاء کا غصہ اور شکوہ خداوندی حکم سے ہوتا ہے۔ طبع را ۔ وہ تو نفسِ امارہ کو مار چکے ہیں لہٰذا اُن کا غصہ نفس کی وجہ سے نہیں ہے بحکم ایزدی سے ہوتا ہے۔ سلیماں ۔ یعنی شیخ، حضرت سلیمانؑ چونکہ پرندوں کی بولیاں سمجھتے تھے اسلئے اُس مناسبت سے اچھے اور بُرے انسانوں کو پرندوں کے ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ زاغ و باز یعنی اچھے اور بُرے انسان۔ بلبل ۔ پُرگو

انسان کو بسانا کر

541

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اے ذو صد بلقیس[۱] حلمت را زبوں | کاھدِ قومی اِنّھُم لا یعلمون
اے وہ کہ ذو صد بلقیس تیری بُردباری کے مقابلہ میں ہیچ ہیں | کیونکہ میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ نہیں پہچانتے ہیں

تہدید فرستادن سلیمانؑ پیش بلقیس کہ اصرار میندیش بر شرک و تاخیر مکن در ہجرت بہر ایمان

حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کی جانب دھمکی بھیجنا کہ شرک پر اصرار نہ کر اور ایمان لانے کے لئے وطن چھوڑنے میں تاخیر نہ کر

ہیں بیا بلقیس ورنہ بد شود | لشکرت خصمت شود مُرتد شود
خبردار! بلقیس آجا، ورنہ بُرا ہوگا | تیرا لشکر تیرا دشمن ہوجائیگا، باغی ہوجائے گا

پردہ دارِ تو درت را بر کَند | جانِ تو با تو بجاں خصمی کُند
تیرا پہرے دار تیرا دروازہ اکھاڑ دے گا | تیری جان، جان (و دل) سے تجھ سے دشمنی کرے گی

جملہ ذرّاتِ زمین و آسماں | لشکرِ حق اند گاہِ امتحاں
زمین اور آسمان کے سارے ذرّے | آزمائش کے وقت اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں

باد[۲] را دیدی کہ با عاد آں چہ کرد | آب را دیدی کہ در طوفاں چہ کرد
تونے ہوا کو دیکھا اُس نے (قوم) عاد کے ساتھ کیا کیا | تونے پانی کو دیکھا اُس نے طوفان نوحؑ میں کیا کیا؟

آنچہ بر فرعون زد آں بحرِ کیں | وانچہ با قارون نمودست ایں زمیں
جو اُس غضب کے دریا نے فرعون پر جو حملہ کیا | اور وہ جو اس زمین نے قارون کو دکھایا

وانچہ آں بابیل با آں پیل کرد | وانچہ پشّہ کلّۂ نمرود خورد
اور وہ جو ابابیل نے اُس ہاتھی کے ساتھ کیا | اور وہ جو مچھر نے نمرود کی کھوپڑی کھائی

وانکہ سنگ انداخت داؤدؑ بدست | گشت شش صد پارہ و لشکر شکست
اور وہ کہ حضرت داؤدؑ نے ہاتھ سے پتھر پھینکا | تین سو ٹکڑے ہوگیا اور لشکر کو شکست دیدی

سنگ[۳] می بارید بر اعدائے لوطؑ | تا کہ در آبِ سیاہ خوردند غوط
حضرت لوطؑ کے دشمنوں پر پتھر برستے تھے | حتیٰ کہ انھوں نے کالے پانی میں غوط کھایا

ما بگویم از جمادات جہاں | عاقلانہ یاریِ پیغمبراں
اگر میں دنیا کی بے جان چیزوں کے بارے میں بتاؤں | سمجھداری کے ساتھ پیغمبروں کی مدد

داؤدؑ نے تین پتھر دشمنوں کی طرف پھینکے تو آگے صدہا ٹکڑے ہو کر دشمنوں کے لگے اور وہ ہلاک ہوگئے

۳ سنگ۔ قوم لوطؑ سنگسار کیگئی قرآن پاک میں ہے لنرسل علیھم حجارۃ من طین تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ بالعموم اگر تشریح کیجائے کہ جمادات نے انبیاء کی کیا کیا مدد کی تو مثنوی کی ضخامت چالیس اونٹوں کے بوجھ کی ہوجائیگی

۱ ذو صد بلقیس۔ یعنی وہ مریدین جو ابھی راہ سلوک پر نہیں لگے ہیں۔ آیۃ۔ جس وقت جنگ احد میں آنحضورؐ کو مشرکین نے زخمی کردیا تو آپ نے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اھدِ قَومی فَاِنّھُم لَا یَعلَمُون۔ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ میرے مرتبہ کو نہیں جانتے ہیں۔ تہدید۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو پیغام بھیجا کہ جلد آکر مسلمان ہوجا ورنہ خرابی پیدا ہوجائیگی۔ لشکرت یعنی تیرا لشکر خود تیرا دشمن ہوجائیگا۔ مرتد یعنی اطاعت سے پھر جائیگا۔ پردہ دار۔ چوکیدار خود دروازہ توڑ دیگا۔ جانِ تو۔ تیری جان خود تیری دشمن ہو جائیگی۔ جملہ۔ اللہ تعالیٰ جب کسی کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کا دشمن ہوجاتا ہے۔

۲ باد۔ قرآن میں ہے۔ اَمّا عادٌ فاُھلِکُوا بریحٍ صَرصَرٍ قوم عاد آندھی سے ہلاک کردی گئی۔ آب۔ قرآن میں ہے۔ وَ اَغرَقنَا الَّذِینَ کَذَّبُوا بِاٰیٰتِنَا جن لوگوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی اُنکو ہم نے پانی میں ڈبو دیا۔ فرعون۔ قرآن میں ہے فَغَشِیَھُم مِنَ الیَمِّ مَا غَشِیَھُم پس ان کو سمندر نے ڈھانپ لیا۔ قارون۔ قرآن میں ہے فَخَسَفنَا بِہٖ وَبِدَارِہِ الاَرضَ ہم نے اس کو اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ ابابیل۔ قرآن پاک میں ہے فَجَعَلَھُم کَعَصفٍ مَّاکُولٍ۔ داؤد حضر

542

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مثنوی چنداں شود کہ چل شتر
مثنوی اس قدر ہو جائے گی کہ چالیس اونٹ
گر کشد عاجز شود از بارِ پُر
اگر اُٹھائیں پورے بوجھ سے عاجز آ جائیں گے

دستِ[۱] بر کافر گواہی می دہد
ہاتھ، کافر کے خلاف گواہی دے دیتا ہے
لشکرِ حق می شود سر می نہد
اللہ کا لشکر بن جاتا ہے، اطاعت کرتا ہے

اے نمودہ ضدِّ حق در فعل و درس
اے قول و فعل میں اللہ کی مخالفت کرنے والے
در میانِ لشکرِ اُوئی بترس
تو اُس کے لشکر کے درمیان ہے خوف کھا

جزوِ[۲] جزوت لشکرِ حق در وفاق
تیرا جوڑ جوڑ بالاتفاق اللہ کا لشکر ہے
مر ترا اکنوں مُطیع اند از نفاق
اب نفاق سے تیرے فرمانبردار ہیں

گر بگوید چشم را کُو را فشار
اگر وہ آنکھ کو کہہ دے کہ اُس کو تنگ کر
دردِ چشم از تو برآرد صد دمار
آنکھ کا درد تیری سو ہلاکتیں پیدا کر دے گا

ور بدنداں گوید او بنما وبال
اگر وہ دانتوں کو کہہ دے کہ تکلیف پہنچاؤ
پس بہ بینی تو ز دنداں گوشمال
تو تُو دانتوں سے سزا پائے گا

باز کُن طبّ را بخواں بابُ العلل
طب کو کھول بیماریوں کا باب پڑھ لے
تا بہ بینی لشکرِ تن را عمل
تاکہ تو جسم کے لشکر کا عمل دیکھ لے

چونکہ جانِ جانِ ہر چیزے وے ست
چونکہ ہر چیز کی جان کی جان وہی ہے
دشمنی با جانِ جاں آساں کے ست
جان کی جان کے ساتھ دشمنی کب آسان ہے؟

خود رہا کُن لشکرِ دیو و پری
دیو اور پری کے لشکر کو جانے دے
کز میانِ جاں کنندم صفدری
کیونکہ جان کے اندر سے میری جانب سے صف شکنی کر دیتے ہیں

مُلک[۳] را بگذار بلقیس از نخست
اے بلقیس! پہلے سلطنت کو چھوڑ دے
چوں مرا یابی ہمہ مُلک آن تست
جب تو مجھے حاصل کر لیگی سب ملک تیری ملکیت ہیں

خود بدانی چوں بر من آمدی
جب تو میرے پاس آ جائے گی خود جان لیگی
کہ تو بے من نقشِ گرمابہ بُدی
کہ تو میرے بغیر حمام کی تصویر تھی

نقش اگر خود نقشِ سلطاں یا غنی ست
تصویر خواہ بادشاہ کی ہے یا مالدار کی
صورت ست از جانِ خود بے چاشنی ست
تصویر ہے، اپنی جان سے بے لذت ہے

زینتِ اُو از برائے دیگراں
اُس کی رونق دوسروں کے لئے ہے
باز کردہ بیہدہ چشم و دہاں
خواہ مخواہ اُس نے آنکھ اور منہ کھول رکھا ہے

---

۱ دست۔ قرآن میں ہے وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْہِمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ "اور انکے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور انکے پاؤں گواہی دینگے اُن کاموں کی جو انھوں نے کئے"۔ نمودہ۔ اللہ تعالےٰ کے مخالف کو ڈرنا چاہیئے وہ اسکی کائنات کے لشکروں میں گھرا ہوا ہے۔ درس یعنی قول۔

۲ جزو۔ انسان کا ہر ہر جزو اللہ کا لشکر ہے فی الحال نفاق سے منکروں کا ساتھ دے رہا ہے۔ دمار۔ ہلاکت۔ دنداں۔ دانتوں کا درد انسان کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔ باب العلل۔ طب کی کتابوں کا وہ باب جس میں بیماریوں کا ذکر ہے اُس سے معلوم ہو جائیگا کہ انسان کے بدن میں کسقدر امراض چھپے ہوئے ہیں۔ دشمنی۔ جان کی جان سے دشمنی آسان نہیں ہے۔ خود۔ اللہ کے بیرونی لشکروں کے ذکر کو چھوڑو خود انسان کے اندر ایسے امراض ہیں جو مخالفوں کے صف شکن ہیں۔

۳ ملک را۔ بلقیس کو خطاب ہے کہ ظاہری سلطنت کو چھوڑ کر آ جا جب تو ایمان لے آئے گی تمام کائنات تیری محکوم ہوگی۔ نقش گرابہ۔ حماموں میں تصویریں بنانے کا رواج تھا جو بے جان ہوتی ہیں۔ نقش۔ تصویر خواہ شاہ کی ہو یا مالدار کی، بہرحال بے جان چیز ہے۔

543

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[۱] اے تو در پیکار خود را باختہ ۔۔۔ دیگراں را تو ز خود نشناختہ
خبردار! تو نے اپنے آپ کو جنگ و جدال میں مصروف کر رکھا ہے ۔۔۔ تو دوسروں کو اپنے آپ سے (جدا کر کے) نہیں پہچانتا ہے

تو بہر صورت کہ آئی بیستی ۔۔۔ کہ منم ایں واللہ آں تو نیستی
تو جس صورت میں ہوتا ہے، جم جاتا ہے ۔۔۔ کہ میں یہ ہوں، خدا کی قسم تو وہ نہیں ہے

یک زماں تنہا بمانی تو ز خلق ۔۔۔ در غم و اندیشہ مانی تا بحلق
اگر تو مخلوق سے تھوڑی دیر کے لئے اکیلا رہ جائے ۔۔۔ غم اور فکر میں گلے تک ڈوب جائے

ایں تو کے باشی کہ تو آں اوحدی ۔۔۔ کہ خوش و زیبا و سرمست خودی
تو یہ کب ہے؟ کیونکہ تو وہ (مظہر) وحدت ہے ۔۔۔ جو اچھا اور حسین اور اپنے آپ کا عاشق ہے

[۲] مرغ خویشی صید خویشی دام خویش ۔۔۔ صدر خویشی فرش خویشی بام خویش
تو اپنا پرندہ ہے، تو اپنا شکار ہے، تو اپنا جال ہے ۔۔۔ تو اپنا صدر ہے، تو اپنا فرش ہے، تو اپنا بالاخانہ ہے

جوہر آں باشد کہ قائم با خود است ۔۔۔ واں عرض باشد کہ فرع او شد است
جوہر تو وہی ہے جو خود قائم ہو ۔۔۔ جو اس کی فرع ہے، وہ عرض ہوتا ہے

گر تو آدم زادۂ چوں او نشیں ۔۔۔ جملہ ذرات را در خود بیں
اگر تو آدمؑ کی اولاد ہے، اُس کی طرح بیٹھ ۔۔۔ تمام ذروں کو اپنے اندر دیکھ

[۳] چیست اندر خم کہ اندر نہر نیست ۔۔۔ چیست اندر خانہ کاندر شہر نیست
مٹکے میں کیا ہے جو نہر میں نہیں ہے؟ ۔۔۔ گھر میں کیا ہے جو شہر میں نہیں ہے؟

ایں جہاں خم است و دل چوں جوئے آب ۔۔۔ ایں جہاں حجرہ است و دل شہر عجاب
یہ دنیا مٹکا ہے اور دل پانی کی نہر کی طرح ہے ۔۔۔ یہ دنیا حجرہ ہے اور دل عجائب کا شہر ہے

پیدا کردن سلیمانؑ بلقیس را کہ خالصاً لامر اللہ ست جہد در ایمان تو یکذرہ غرضے نیست مرا نہ در نقش تو و نہ در حسن تو و نہ در ملک تو خود بینی چوں چشم جانت باز شود بنور اللہ تعالیٰ کہ بے غرضی ست

(حضرت) سلیمانؑ کا بلقیس پر واضح کرنا کہ تیرے ایمان کے بارے میں کوشش خالصۃً اللہ کے حکم سے ہے میری ایک ذرہ غرض نہیں ہے نہ تیرے نقش و نگار میں نہ تیرے حسن میں اور نہ تیری سلطنت میں، جب تیری روح کی آنکھ اللہ کے نور سے کھلے گی تو خود جان لے گی کہ بے غرضی ہے

---

[۱] اے تو۔ انسان اپنے بارے میں بہت سی غلط فہمیوں میں مبتلا رہتا ہے اور دوسروں سے اپنے آپ کو ممتاز سمجھنے لگتا ہے حالانکہ اُس کے یہ تصورات بالکل خلاف واقعہ ہوتے ہیں۔ یک زماں۔ انسان اپنے آپ کو مقرب بارگاہ اور مخلوق کو دور سمجھتا ہے لیکن ذرا تھوڑی دیر کیلئے مخلوق سے علیحدہ ہو کر دیکھے پھر اسکو معلوم ہو جائیگا کہ مخلوق سے اُس کو کیسا اُنس ہے۔ ایں تو یعنی تو نے یہ سمجھا ہے کہ تو عابد اور وہ معبود ہے اور دونوں جداگانہ چیزیں ہیں یہ غلط خیال ہے۔ اوحدی۔ تو ذات باری کا مظہر ہے اور حق تعالیٰ اپنی وحدت کے ساتھ تجھ میں ظاہر ہے اور ان مظاہر اور تعینات کی کثرت اُس کی وحدت کے منافی نہیں ہے۔

[۲] مرغ خویشی۔ ؎
خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گِل کوزہ
خود بر سر آں کوزہ خریدار برآمد
جوہر۔ حضرت حق تعالیٰ قائم بنفسہ ہے وہی عین موجود ہے باقی موجودات اُس کی شئون ہیں جو اُس کے ساتھ قائم ہیں۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ تمام ذرات عالم کو اپنی ذات میں مشاہدہ کرتے تھے کیونکہ ان کی حقیقت تمام حقائق الٰہیہ اور کونیہ کی جامع تھی اُن کی اولاد کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

[۳] چیست۔ اِس شعر میں عالم کو خم اور خانہ سے تعبیر کیا ہے اور قلب انسانی کو نہر اور شہر سے تعبیر کیا ہے یعنی جو کچھ عالم میں ہے وہ قلب انسانی میں اُس کی وسعت کی وجہ سے بدرجۂ اولیٰ ہے انسان عالم کبیر ہے اور دنیا عالم صغیر ہے۔ پیدا کردن۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس پر واضح کیا کہ اُس کو طلب کرنے میں ان کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے محض لوجہ اللہ اُس کو طلب کر رہے ہیں۔

566

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں بیا کہ من رسولم دعوتیؔ۱ | چون اجل شہوت کشم نے شہوتی

خبردار! آجا کیونکہ میں دعوت دینے والا رسول ہوں | موت کی طرح میں شہوت کو مارڈالتا ہوں شہوت کا اسیر نہیں ہوں

ور بود شہوت امیر شہوتم | نے اسیر شہوت و روی بتم

اور اگر شہوت ہو تو میں شہوت پر حکمراں ہوں | نہ کہ شہوت اور بت کے چہرے کا قیدی

بت شکن بودست اصل اصل ما | چون خلیل حق و جملہ انبیا

ہماری اصل کی اصل بت شکن تھی | مثلاً خلیل اللہ اور تمام نبی

گر در آیم از رہے در بتکدہ | بت سجود آرد مرا در معبدہ

اگر میں کسی راستے بتخانہ میں جاؤں | عبادت خانہ میں بت مجھے سجدہ کریں

احمد و بوجہل در بتخانہ رفت | زیں شدن تا آں شدن فرقیست زفت

محمدؐ اور ابوجہل بت خانہ میں گئے | اِس جانے میں اور اُس جانے میں بھاری فرق ہے

ایں در آمد سر نہند او را بتاں | آں در آید سر نہد چون امتاں

یہ اندر آئے تو بتوں نے اُن کے سامنے سر رکھ دیا | وہ آتا ہے تو امتیوں کی طرح سر رکھ دیتا ہے

ایں جہان۲ شہوتی بتخانہ ایست | انبیا و کافراں را لانہ ایست

یہ شہوت کی دنیا ایک بت خانہ ہے | نبیوں اور کافروں کا گھونسلا ہے

لیک شہوت بندہ پاکاں بود | زر نسوزد زانکہ نقد کاں بود

لیکن شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے | سونا نہیں جلتا کیونکہ وہ کان کا خالص ہوتا ہے

کافراں قلب اند و پاکاں ہمچو زر | اندریں بوتہ درند ایں دو نفر

کافر کھوٹے ہیں اور پاک لوگ سونے کی طرح ہیں | دونوں شخص اِس بھٹی میں ہیں

قلب۳ چون آمد سیہ شد در زماں | زر در آمد شد زری او عیاں

کھوٹا جب داخل ہوا فوراً کالا ہو گیا | سونا داخل ہوا اُس کا سونا پن واضح ہو گیا

دست و پا انداخت اندر بوتہ زر | در رخ آتش ہمی خندد چو خور

سونے نے ہاتھ پاؤں کٹھالی میں ڈالے | وہ سورج کی طرح آگ کے سامنے ہنستا ہے

جسم ما روپوش باشد در جہاں | ما چو دریا زیر ایں کہ در نہاں

دنیا میں ہمارا جسم پردہ ہے | ہم اس گھاس کے نیچے دریا کی طرح پوشیدہ ہیں

شاہ دیں را منگر اے نادان بطیں | کیں نظر کردہ است ابلیس لعیں

اے بیوقوف! دین کے شاہ کو مٹی کا نہ سمجھ | کیونکہ یہ نظر ملعون شیطان نے کی ہے

۱ـ دعوتی: یعنی میں ایسا رسول ہوں جو لوگوں کو اپنے دین کی دعوت دے۔ آپ قاطع شہوت ہے سے شہوتی۔ میں شہوت کی بنیاد پر تجھے آنے کی دعوت نہیں دیتا ہوں۔ ور بود: رسول میں اگرچہ بوجہ بشریت کی شہوت ہوتی ہے لیکن وہ شہوت سے مغلوب نہیں ہوتا ہے بلکہ شہوت پر غالب رہتا ہے۔ روی بتم: یعنی میں کسی حسین کی محبت کا قیدی نہیں ہوں۔ جیسے کہ حضرت خلیل اللہ اور دوسرے نبیوں کا کام بت شکنی تھا۔ گر در آیم: رسول اگر بت کدہ میں جاتا ہے تو بت سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ احمد: آنحضور خانہ کعبہ میں گئے تو بت سرنگوں ہو گئے۔ ابوجہل جاتا تھا تو خود ان کے سامنے سرنگوں ہوتا تھا۔

۲ـ ایں جہان: دنیا شہوت کا گھر ہے۔ انبیاء اور کافر دونوں اس میں مقیم ہیں۔ لیک: شہوت پاک لوگوں کی غلام ہوتی ہے ان کی مثال سونے کی سی ہے سونا بھٹی میں جا کر اور کھرا بنجاتا ہے۔ کافروں کا وجود کی مثال ملمع شدہ چیز کی سی ہے جو بھٹی میں جا کر کالی اور رسوا ہو جاتی ہے۔

۳ـ قلب: کھرا امتحان میں پڑ کر اور کھرا بنجاتا ہے کھوٹے کا کھوٹ پن نمایاں ہو جاتا ہے۔ بوتہ: سنار کی کٹھالی۔ خور: خورشید۔ جسم: نبیوں کا مادی جسم ان کا حجاب بنجاتا ہے۔ شاہ دیں: مومن کا کام نفسوں کی روحانی طاقت کو

[illegible]

۵۹۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کے[1] تواں اندود ایں خورشید را — با کفِ گِل تو بگو آخر مرا
اس سورج کو کہاں لیپا جا سکتا ہے؟ — ایک مٹھی مٹی سے، آخر تو مجھے بتا

گر بریزی خاک و صد خاکسترش — بر سرِ نورِ او برآید بر سرش
اگر تو اس پر مٹی اور تنور راکھیں ڈالے — اس کے نور پر، وہ نور اس خاک کے اوپر آ جائیگا

کہ کہ باشد کو بپوشد روئے آب — طین کہ باشد کو بپوشد آفتاب
تنکا کیا ہوتا ہے کہ پانی کا چہرہ چھپائے؟ — مٹی کیا ہوتی ہے کہ سورج کو چھپائے؟

خیز بلقیسا چو ادہم شاہ وار — دود ازیں مُلکِ دو سہ روزہ برآر
اے بلقیس! شاہ ادہم رحمہ کی طرح اٹھ کھڑی ہو — اس دو تین روزہ کی حکومت میں سے دھواں نکال دے

باز گو احوالِ ابراہیم زود — ترکِ مُلکش را بگو موجب چہ بود
ابراہیم رحمہ کے احوال پھر جلد کہہ — بتا ان کے سلطنت چھوڑنے کا کیا سبب تھا؟

بقیۂ قصۂ سلطان ابراہیم ادہم قدس اللہ روحہٗ

حضرت شاہ ابراہیم ادہم رحمہ کے قصہ کا بقیہ، خدا ان کی روح کو تازہ کرے

بر[2] سرِ تختے شنید آں نیک نام — طقطقے وہائے و ہوئے شب ز بام
اس نیک نام نے تخت پر سے سنا — رات کو بالاخانہ پر کھٹکا اور شور و غل

گامہائے تند بر بامِ سرا — گفت با خود ایں چنیں زہرہ کرا
محل کی چھت پر بھاری قدم — دل میں کہا، ایسا پتہ کس کا ہے؟

بانگ زد بر روزنِ قصر او کہ کیست — ایں نباشد آدمی مانا پریست
انھوں نے محل کی کھڑکی پر پکارا کون ہے؟ — یہ یقیناً کوئی انسان نہیں ہے بھوت ہے

سر[3] فرو کردند قومے بو العجب — ما ہمی گردیم شب بہرِ طلب
کچھ عجیب لوگوں نے سر نیچے کر کے کہا، — ہم رات میں تلاش میں پھر رہے ہیں

ہیں چہ می جوئید؟ گفتند اُشتراں — گفت اشتر بام بر کہ جست ہاں
ہیں کیا تلاش کر رہے ہو؟ انھوں نے کہا اونٹ — ان (ابراہیم ادہم رحمہ) نے کہا ہاں، اونٹ کو چھت پر کس نے ڈھونڈا؟

پس بگفتندش کہ تو بر تخت و جاہ — چوں ہمی جوئی ملاقاتِ اِلٰہ
پھر انھوں نے ان سے کہا آپ تخت اور رتبہ میں — (اللہ تعالیٰ) کی ملاقات کیوں تلاش کر رہے ہیں!

خود ہماں بُد دیگر او را کس ندید — چوں پری از آدمی شد ناپدید
یہ واقعہ ہوا پھر آپ کو کسی نے نہ دیکھا — پری کی طرح انسانوں سے غائب ہوگئے

---

[1] کے تواں۔ انبیاء کی روحانی طاقت اور اوصاف خاکی جسم میں نہیں چھپ سکتے ہیں۔ گر بریزی۔ سورج پر خاک ڈالنے سے وہ نہیں چھپ سکتا ہے۔ دریا کی سطح پر اگر گھاس آجائے تو دریا کب چھپ سکتا ہے۔ خیز بلقیسا۔ مولانا کا بلقیس کو خطاب ہے کہ ابراہیم ادہم رحمہ کی طرح تو بھی ملک اور سلطنت کو خیر باد کہہ دے۔ دود۔ یعنی اس دنیاوی سلطنت کو پھونک ڈال۔

[2] بر سر۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمہ رات کے وقت اپنے تخت شاہی پر سو رہے تھے کہ چھت پر سے چلنے پھرنے کی آوازیں آئیں۔ طقطق۔ کھٹ کھٹ۔ بام سرا۔ قلعہ کا بالاخانہ۔ زہرہ۔ پتہ، ہمت۔ روزنِ قصر۔ کھڑکی۔ مانا پریست۔ انسان کی تو یہ مجال نہیں کہ شاہی بالاخانہ پر رات میں چڑھ آئے یقیناً کوئی بھوت پریت ہے۔

[3] سر کرد۔ اوپر سے ان لوگوں نے جھانک کر کہا ہم تلاش میں پھر رہے ہیں۔ جستن۔ حضرت ابراہیم رحمہ نے کہا کیا ڈھونڈتے ہو انھوں نے کہا اونٹ ڈھونڈ رہے ہیں۔ کہ جست یعنی اونٹ کو بالاخانہ پر آج تک کسی نے نہیں تلاش کیا ہو گا۔ پس۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیم رحمہ سے کہا کہ اگر اونٹ چھت پر تلاش کرنا غلط ہے تو خدا کو تخت و تاج پر تلاش کرنا کونسی درست بات ہے۔ خود ہماں۔ بس اس واقعہ کے بعد انکے حالات بدل گئے اور

وہ لوگوں کی نظروں سے غائب ہوگئے

546

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مغیش پنہاں و او در پیش خلق — خلق کے بینند غیر ریش و دلق
اُن کا باطن پوشیدہ تھا اور وہ لوگوں کے سامنے تھے — لوگ داڑھی اور گدڑی کے سوا کب دیکھتے ہیں؟

چوں ز چشم خویش و خلقاں دور شد — ہمچو عنقا در جہاں مشہور شد
جب وہ اپنی اور لوگوں کی نگاہ سے دور ہو گئے — عنقا کی طرح دنیا میں مشہور ہو گئے

جانِ سیمرغے کہ آمد سوئے قاف — جملہ عالم از وَلا فند لاف
سیمرغ کی جان جو کوہ، قاف کی طرف چلی آئی — تمام لوگ اناپ شناپ اسکی باتیں کرتے ہیں

چوں رسید اندر سبا ایں نورِ شرق — غلغلے افتاد در بلقیس و خلق
یہ مشرق کی روشنی جب سبا میں پہنچی — لوگوں اور بلقیس میں شور مچ گیا

روحہائے مردہ جملہ پر زدند — مردگاں از گورِ تن سر بر زدند
سب مردہ روحیں اُڑنے لگیں — مُردوں نے جسم کی قبر سے سر اُبھارا

۲ یکدگر را مژدہ می دادند ہاں — نک ندائے می رسد از آسماں
ایک دوسرے کو خوشخبری دیتا تھا کہ ہاں — یہ آواز آسمان سے آ رہی ہے

زاں ندا دینہا ہمی گردند گبز — شاخ و برگِ دل ہمی گردند سبز
اس آواز سے سب دین قوی ہوتے ہیں — دل کی شاخ اور پتے سبز ہو جاتے ہیں

از سلیمانؑ آں نفس چوں نفخ صور — مردگاں را وا رہانید از قبور
حضرت، سلیمانؑ کے اس سانس نے صور پھونکنے کی طرح — مُردوں کو قبروں سے رہائی دے دی

مر ترا بادا سعادت بعد ازیں — ایں گذشت واللہ اعلم بالیقیں
اس کے بعد تیرے لئے نیک بختی ہو — یہ گذر گیا، یقیناً اللہ زیادہ جانتا ہے

۳ بقیہ قصہ اہل سبا و نصیحت و ارشاد سلیمان علیہ السلام مر
سبا والوں کے قصہ کا بقیہ اور حضرت سلیمانؑ کی نصیحت اور راہنمائی بلقیس کی رعایا کو

آلِ بلقیس را ہر یکے اندر خورِ خود و مشکلاتِ دین و دلِ او
ہر ایک کو اس کے اور اس کے دل اور دین کی مشکلات کے مناسب اور ہر شخص کے

و صید کردنِ ہر جنس مرغ ضمیرے بصفیرانِ آں جنس مرغ و طعمۂ او
دل کے پرندے کی جنس کو اس کی جنس کے پرندوں کی آواز اور خوراک سے شکار کرنا

کے مطابق راہنمائی کی۔ صید کردن۔ شکاری جس قسم کے پرندوں کا شکار کرتا ہے اسی قسم کی سیٹی بجا کر ان کو جمع کرتا ہے اور اُن کے مناسب دانہ ڈالتا ہے۔

---

۱ مغیش۔ حضرت ابراہیمؒ کا لوگوں کی نظروں سے غائب ہونا یہ ہے کہ اُن کے اوصاف باطنی اور حالات کو لوگ نہ سمجھ سکے اگرچہ وہ انکے سامنے تھے اس لئے کہ ظاہر بینوں کی نگاہ تو محض ظاہر پر ہوتی ہے۔ چوں ز چشم۔ اپنی آنکھوں سے استغراق کی وجہ سے دور ہو گئے اور دوسرے لوگوں کی نگاہوں سے بھی دور ہو گئے تو عنقا کی طرح انکی شہرت ہو گئی۔ سیمرغ۔ یہ جانور بھی لوگوں کی نگاہوں سے دور ہے لہٰذا اس کا بھی بہت چرچا ہے۔ نورِ شرق یعنی حضرت سلیمانؑ کی دعوت تبلیغ یعنی بلقیس کی رعایا۔ روحہائے۔ مردہ روحیں زندہ ہو گئیں جسم میں دبی ہوئی روح نے سر اُبھارا۔

۲ یکدگر۔ وہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آسمانی دعوت ہے۔ زاں۔ اس دعوت کا تو خاصہ ہی ہے کہ اس سے لوگوں کے ایمان بڑھتے اور تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ نفخ یعنی حضرت سلیمانؑ کی دعوت۔ مردگاں۔ یعنی مردہ دل۔ قبور یعنی دنیاوی زندگی۔ ایں گذشت۔ حضرت سلیمانؑ کا واقعہ مترجم نے بیان کیا ہے اسکی یقینی باتیں خدا کو معلوم ہیں جو کچھ مشہور تھا وہ کہہ دیا گیا ہے بہرحال اس قصہ کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۳ بقیہ۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو انکے مناسب اور اس کے ملک والوں کو ہر ایک کی استعداد

٥٤٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قصہ گویم از سبا مشتاق وار
میں مشتاقانہ، سبا کا قصہ سناتا ہوں

چوں صبا[1] آمد بسوئے لالہ زار
جب لالہ زار کی جانب (باد) صبا پہنچی

لَاقَتِ الْاَشْبَاحُ یَوْمَ وَصْلِهَا
جسم اپنے وصل کے دن سے وابستہ ہوگئے

عَادَتِ الْاَوْلَادُ صَوْبَ اَصْلِهَا
اولاد اپنی اصل کی جانب لوٹ گئی

اُمَّةُ الْعِشْقِ خَفِيٌّ فِي الْاُمَمْ
عشق کی امت امتوں میں پوشیدہ ہے

مِثْلَ جُوْدٍ حَوْلَهٗ یَوْمُ السَّقَمْ
اس سخاوت کی طرح جس کے چاروں طرف بیماری کا دن ہے

ذِلَّةُ[2] الْاَرْوَاحِ مِنْ اَشْبَاحِهَا
روحوں کی ذلت ان کے جسموں سے ہے

عِزَّةُ الْاَشْبَاحِ مِنْ اَرْوَاحِهَا
جسموں کی عزت ان کی روحوں سے ہے

اَیُّهَا الْعُشَّاقُ السُّقْیَا لَکُمْ
اے عاشقو! سیرابی تمہارے لئے ہے

اَنْتُمُ الْبَاقُوْنَ وَالْبُقْیَا لَکُمْ
تم باقی رہنے والے ہو اور بقا تمہارے لئے ہے

اَیُّهَا السَّالُوْنَ قُوْمُوْا وَاعْشِقُوْا
اے بے فکرو! کھڑے ہوجاؤ اور عشق کرو

ذَاکَ رِیْحُ یُوْسُفَ فَاسْتَنْشِقُوْا
یہ (حضرت) یوسفؑ کی خوشبو ہے سونگھ لو

منطقُ الطَّیرِ سلیمانی بیا
اے سلیمانی منطق الطیر! آجا

بانگ ہر مرغے کہ می آید سرا
جو مرغ آئے اس کی بولی بول

چوں بمرغانت فرستاد ست حق
جبکہ تجھے اللہ تعالیٰ نے پرندوں کیجانب بھیجا ہے

لحنِ ہر مرغے بدادستت سبق
تجھے ہر پرند کے لہجے کا سبق پڑھا دیا ہے

مرغ جبری را زبانِ جبر گو
جبری پرند کو جبر (کا نقصان) سمجھا

مرغ پر[3] اشکستہ را از صبر گو
پر ٹوٹے ہوئے پرند کو صبر کی تعلیم دے

مرغِ صابر را تو خوش دار و معاف
صابر پرند کو تو اچھا رکھ اور معاف کر

مرغِ عنقا را بخواں وصافِ قاف
عنقا پرند کو قاف کے اوصاف پڑھا

مر کبوتر را حذر فرما ز باز
کبوتر کو باز سے بچنے کا حکم دے

باز را از حلم گوی و احتراز
باز کو بردباری اور پرہیزگاری سکھا

واں خفاشے را کہ ماند او بینوا
اس چمگادڑ کو جو بے ساز و سامان ہے

می کنش با نور جفت و آشنا
اس کو نور کا ساتھی اور آشنا بنا

کبکِ جنگی را بیاموزاں تو صلح
لڑاکا چکور کو تو صلح سکھا

مر خروساں را نما اشراطِ صبح
مرغوں کو صبح کی علامات بتا

[1] صبا یعنی دعوت سلیمانی۔ لالہ زار ملک سبا۔ لاقت یعنی جو اجسام روحوں سے محروم تھے وہ ان سے ملگئے۔ عادت یعنی اجسام روحانیت کے غلبے سے ارواح بن گئے۔ اُمّۃ۔ عاشق عوام میں چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ جود۔ لوگ سخی کو فضول خرچ کہتے ہیں اور اس کی سخاوت سے اس کو طرح طرح سے ڈراتے ہیں اس طرح ان کی نظروں سے اس کی سخاوت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ السقم یعنی سخاوت پر ملامت اور افلاس وغیرہ کا خوف دلانا۔

[2] ذِلّۃ۔ جب تک روح جسم میں دبی ہوئی ہے وہ ذلیل ہے جب روح کا غلبہ ہو جاتا ہے تو جسم میں بھی شرافت پیدا ہو جاتی ہے۔ العشاق۔ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق۔ السالون۔ جو عشق سے خالی ہیں۔ ذٰلک۔ یہ پیغام سلیمانی۔ منطق الطیر حضرت سلیمان تمام پرندوں کی زبان جانتے تھے۔ بانگ یعنی ہر ایک کو اس کی صلاحیت اور استعداد کے مطابق تعلیم دے۔ مرغ جبری۔ جو لوگ جبر کے قائل ہیں وہ ترک عمل کر بیٹھے ہیں ان کو اس عقیدہ کا نقصان سمجھا دے۔

[3] پر اشکستہ۔ وہ لوگ جو ناقص اختیار کے قائل ہیں ان کو صبر عن المعاصی کی تعلیم دے۔ مرغ صابر۔ جو لوگ معصیت سے رکے ہوئے ہیں۔ مرغ عنقا۔ جو لوگ عالم غیب سے تعلق رکھتے ہیں انکو عالم غیب کی باتیں بتا کر ترو... بی۔ باز یعنی ظالم۔ واں خفاشے۔ جو لوگ نور سے محجوب ہیں انکو نور دکھا کر۔ کبک۔ وہ نوجوان کو صلح پر آمادہ کر۔ خروساں یعنی اہل حق اگر غلط بحثوں میں ہیں انکو راہِ حق کی علامات دکھائے۔

548

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہمچنیں میرو ز ہدہد تا عقاب — رہ نما و اللہ اعلم بالصواب
اسی طرح چلا چل، ہدہد سے عقاب تک — راہنمائی کر اور اللہ صواب کو زیادہ جانتا ہے

آزاد شدنِ بلقیس از مُلک و مست شدنِ اُو از شوقِ ایمان و التفاتِ

بلقیس کا ملک سے آزاد ہوجانا اور ایمان کے شوق سے اُس کا مست ہوجانا اور

ہمتِ اُو از ہمہ مُلک منقطع شدن بوقتِ ہجرت اِلّا از تخت

ہجرت کے وقت تمام ملک سے بجز تخت کے اُس کی باطنی توجہ کا منقطع ہوجانا

چوں سلیمانؑ سوئے مرغانِ سبا — یک صفیرے کرد و بست آں جملہ را
جب سلیمانؑ نے سبا کے پرندوں کے لئے — ایک سیٹی بجائی اور سب کو باندھ لیا

جز مگر مرغے کہ بُد بے جان و پر — یا چو ماہی گنگ بُود از اصل و کر
سوائے اُس پرندے کے جو بے جان اور بے پر تھا — یا جو مچھلی کی طرح پیدائشی گونگا اور بہرا تھا

نے غلط گفتم کہ کر گر سر نہد — پیشِ وحیِ کبریا سمعش دہد
نہیں میں نے غلط کہہ دیا، اگر بہرا سر رکھ دے — خدا کی وحی کے سامنے، وہ اسکو سننے کی طاقت دیدے

چونکہ بلقیس از دل و جاں عزم کرد — بر زمانِ رفتہ ہم افسوس خورد
چونکہ بلقیس نے دل و جان سے پختہ ارادہ کیا — گذشتہ دنوں پر بھی اُس نے افسوس کیا

ترکِ مال و مُلک کرد او آنچناں — کہ بترکِ نام و ننگ آں عاشقاں
اُس نے مال اور ملک کو اس طرح چھوڑ دیا — جو عاشقوں کے نام و ننگ کو چھوڑنے کی طرح تھا

آں غلامان و کنیزانِ بناز — پیشِ چشمش ہمچو پوسیدہ پیاز
وہ ناز پروردہ غلام اور باندیاں — اُسکی آنکھوں کے سامنے سڑی ہوئی پیاز کیطرح تھے

باغہا و قصرہا و آبِ رُود — پیشِ چشم از عشق گلخن می نمود
باغات اور قلعے اور نہر کا پانی — عشق کی وجہ سے نگاہوں کو بھٹی نظر آتے تھے

عشق در ہنگامِ استیلا و خشم — زشت گرداند لطیفاں را بچشم
عشق اور غصہ غلبہ کے وقت — عمدہ چیزوں کو آنکھ کے سامنے بُرا بنا دیتا ہے

مر زمرد را نماید گندنا — غیرتِ عشق ایں بُود معنیِ لا
زمرد کو گندنا دکھا دیتی ہے — عشق کی غیرت، یہی لا کے معنی ہیں

لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُو اینست اے پناہ — کہ نماید مہ ترا دیگِ سیاہ
اے پناہ (کے طالب) "نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ" — کہ تجھے چاند کالی دیگ نظر آئے

لے ہمچنیں۔ نہ خشکہ۔ آدمی کی اُس کے مناسب حال اصلاح کرے۔ اِلّا از تخت یعنی دعوتِ سلیمانی پر بلقیس ایمان کے شوق سے مست ہوگئی اور اپنے ملک و سلطنت کی ہر چیز کی محبت دل سے نکال دی البتہ اسکو اپنے تختِ شاہی سے جو بہت قیمتی تھا تعلقِ خاطر رہا۔ صفیر یعنی پیغامِ حق۔ جز یعنی سب لوگ حضرت سلیمانؑ پر ایمان لائے البتہ وہ لوگ جنمیں استعداد اور قابلیت ہی نہ تھی وہ محروم رہے۔

لے نے غلط یعنی میرے کلام سے یہ شبہ نہ ہو کہ جن میں یہ صلاحیت ہی نہیں ہے کہ وہ بدفطرت کو متاثر کرسکے بلکہ وہ بھی اگر توجہ کرے اور طلب پیدا کرلے تو خدا اسکی مدد کردیتا ہے اور اسمیں صلاحیت پیدا فرمادیتا ہے۔ بر زمانِ رفتہ۔ جو وقت ستارہ پرستی میں گزرا تھا۔ ترک۔ بلقیس مال و دولت سے ایسی بے نیاز ہوئی جسطرح عاشق نام و ننگ سے بے نیاز ہوتا ہے۔

لے آں غلاماں یعنی غلاموں اور کنیزوں کو ناز سے پالا تھا وہ اس کیلئے سڑی ہوئی پیاز بن گئے۔ باغہا یعنی تفریح کے اسباب اس کیلئے باعثِ تکلیف بنگئے۔ عشق۔ عشق اور غصہ کی خاصیت یہی ہے کہ جو چیزیں محبوب ہوتی ہیں اس حالت میں وہ مردود بنجاتی ہیں۔ یعنی لا یعنی جب انسان لا الٰہ کا قائل ہوجاتا ہے تو اس کیلئے غیراللہ ہیچ ہو جاتا ہے۔ لا الٰہ کلمۂ طیبہ کا حقیقی اور غیر اللہ کی نفی ... ہوجاتا ہے

549

ہیچ[1] مال و ہیچ مخزن ہیچ رخت — می دریغش نامد الّا جز کہ تخت
کسی مال اور کسی خزانہ اور کسی سامان پر — بجز تخت کے اس کو افسوس نہ ہوا

پس سلیمانؑ از دلش آگاہ شد — کز دلِ اُو تا دلِ اُو راہ بُد
سلیمانؑ اُس کے دل (کے خیال) سے واقف ہو گئے — کیونکہ اُن کے دل سے اُسکے دل تک راستہ تھا

آں کسے کو بانگ موراں بشنود — ہم ز دوراں سرِّ دوراں بشنود
جو شخص چیونٹی کی آواز سُن لے — دُور سے دُور رہنے والوں کا راز سُن لے

آنکہ گوید رازِ قَالَتْ نَمْلَةٌ — ہم بداند رازِ ایں طاقِ کہن
جو "چیونٹی نے کہا" کا راز بتا دے — اس پُرانی محراب کا راز بھی جان لے

دید از دُورش کہ آں تسلیم[2] کیش — تلخش آمد فرقتِ آں تختِ خویش
اُس نے دُور سے دیکھ لیا کہ اُس تسلیم (و رضا) والی کو — اپنے تخت کی جُدائی گراں ہوئی ہے

گر بگویم آں سبب گردد دراز — کہ چرا بُودش بتخت آں عشق و ساز
اگر میں اُس کا سبب بتاؤں لمبا ہو جائے گا — کہ اُس کو تخت سے عشق اور محبت کیوں تھی؟

گرچہ ایں کلک و قلم خود بیحسے است — نیست جنسِ کاتب اُو را مونسے است
اگرچہ یہ پورا اور قلم خود بے حس ہے — وہ کاتب کا (ہم) جنس نہیں ہے (لیکن) اُس کیلئے مونس ہے

ہمچنیں[3] ہر آلتِ پیشہ ورے — ہست بیجاں مونسِ ہر جانورے
اسی طرح ہر پیشہ ور کا ہر اوزار — بے جان ہے (اور) جاندار کے لئے مونس ہے

آلتِ ہر پیشہ کارے ہمچناں — ہست بیجاں لیک مونس شد بجاں
اسی طرح سے ہر پیشہ ور کا اوزار — بے جان ہے، لیکن جاندار کے لئے مونس ہے

ایں سبب را من معیّن گفتمے — گر نبودے چشمِ فہمت را نمے
اس سبب کو میں معین کر کے بتا دیتا — اگر تیری سمجھ کی آنکھ میں نمی نہ ہوتی

از بزرگی تخت کز حد می فزود — نقل کردن ہیچ نوعِ امکاں نبود
تخت کی بڑائی کی وجہ سے جو حد سے زیادہ تھی — (اس کا) منتقل کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا

خُردہ کاری بُود تفریقش خطر — ہمچو اوصالِ بدن باہمدگر
باریک کام تھا، اُس کے ٹکڑے کرنا خطرناک تھا — جیسا کہ آپس میں بدن کے جوڑ

لمبائی چوڑائی بہت تھی اُس کو منتقل کرنا ممکن نہ تھا۔ خردہ کاری۔ اُس کو توڑ کر اس وجہ سے نہ لا سکتی تھی کہ اُس پر بہت نازک اور باریک کام تھا وہ خراب ہو جاتا۔ اوصال۔ وصل کی جمع، جوڑ۔

ل ہیچ۔ بلقیس کو سلطنت کی کسی چیز کے چھوڑنے پر افسوس نہ تھا البتہ تخت کے چھوڑنے کا افسوس تھا پس۔ حضرت سلیمانؑ بلقیس کی اس قلبی کیفیت سے باخبر ہو گئے چونکہ دل سے دل تک راہ پیدا ہو چکی تھی اور باہمی تعلق استوار ہو چکا تھا۔ آں کسے۔ حضرت سلیمانؑ چیونٹی کی بات سُن لیتے تھے اور دور کے انسانوں کے دل راز سمجھ لیتے تھے۔ قالت۔ قرآن پاک میں ہے کہ جب سلیمانؑ چیونٹیوں کے جنگل میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا کہ اے چیونٹیوں اپنے بلوں میں گھس جاؤ تمھیں سلیمانؑ اور اس کا لشکر پامال نہ کر دے تو حضرت سلیمانؑ اس کی بات سُن کر ہنس پڑے۔ طاقِ کہن آسمان۔

۲ تسلیم کیش۔ وہ جس نے تسلیم و رضا کا راستہ اختیار کر لیا ہے یعنی بلقیس۔ گر بگویم۔ اگر میں اس کی تفصیل کروں کہ بلقیس کو تخت سے کیوں محبت تھی تو گفتگو دراز ہو جائے گی پھر بھی مجملاً بیان کرتا ہوں۔ گرچہ۔ قلم کاتب کا آلہ اور وہ اُس کیلئے باعث محبت ہوتا ہے۔

۳ ہمچنیں۔ غرضیکہ ہر کاریگر کا آلہ اس کے لئے مونس ہوتا ہے۔ مونس۔ محبت پیدا کرنے والا۔ نمے۔ یعنی آنکھیں دکھنے کی نمی۔ از بزرگی۔ محبت کا تقاضہ تو تھا کہ بلقیس تخت کو ساتھ لے آتی لیکن چونکہ اُس کی

۲۲۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس ١ سلیمانؑ گفت گرچہ فی الاخیر ⁂ سرد خواہد شد برو تاج و سریر
(حضرت) سلیمانؑ نے فرمایا اگرچہ اخیر میں ⁂ اُس کے لئے تاج و تخت بے وقعت ہو جائیگا

چوں ز وحدت جاں برون آرد سرے ⁂ جسم را با فرِّ اُو نبود فرے
جب وحدت سے جان برآمد ہوگی ⁂ اُس کی شان کے مقابلہ میں جسم کی شان نہ رہیگی

چوں برآید گوہر از قعرِ بحار ⁂ ننگری اندر خس و خاشاک و خار
جب موتی سمندروں کی گہرائی سے باہر آئیگا ⁂ تو کوڑے کرکٹ اور کانٹے کی طرف نظر نہ کریگا

سر برآرد آفتابِ باشرر ⁂ دُمِّ عقرب را کہ سازد مستقر
جب شعلہ بار سورج نکلتا ہے ⁂ دُمِ عقرب (ستارے) کو کون ٹھکانا بناتا ہے

لیک خود با ایں ہمہ بر نقدِ حال ⁂ جُست باید تختِ اُو را انتقال
لیکن با ایں ہمہ اِس وقت ⁂ اُس کے تخت کو منتقل کرانا چاہیئے

تا نگردد خستہ ہنگامِ لقا ⁂ کودکانہ ٢ حاجتش گردد روا
تاکہ ملاقات کے وقت خستہ (دل) نہو ⁂ اُس کی بچکانہ خواہش پوری ہو جائے

ہست بر ما سہل و اُو را بس عزیز ⁂ تا بود بر خوانِ حوراں دیو نیز
ہمارے لئے آسان اور اُس کو بہت پیارا ہے ⁂ تاکہ پریوں کے دسترخوان پر دیو بھی ہو

عبرتِ جانش شود آں تخت باز ⁂ ہمچو دلق و چارقے پیشِ ایاز
پھر وہ تخت اُس کی جان کیلئے باعثِ عبرت بنے ⁂ جیسا کہ ایاز کے لئے، گُدڑی اور چپّل

تا بداند در چہ بود آں مبتلا ⁂ از کجاہا در رسید اُو تا کجا
تاکہ اُسے پتہ چل جائے وہ کس چیز میں پھنسی تھی؟ ⁂ وہ کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے

خاک ٣ را و نطفہ را و مضغہ را ⁂ پیشِ چشمِ ما ہمی دارد خدا
خاک اور نطفہ کو اور مضغہ کو ⁂ خدا ہماری نظروں کے سامنے رکھتا ہے

از کجا آوردمت اے بدنیت ⁂ کہ ازاں آید ہمی خفرقیت
اے بدنیت! میں تجھے کہاں سے لایا ہوں؟ ⁂ کہ اُس سے تجھے شرم آتی ہے

تو بداں عاشق بُدی در دورِ آں ⁂ منکرِ ایں فضل بودی آں زماں
تو اُس کے زمانہ میں اُس کا عاشق تھا ⁂ اُس وقت اِس فضیلت کا منکر تھا

---

١ پس سلیمانؑ۔ جب حضرت سلیمانؑ پر بلقیس کے طلب کی حالت واضح ہوگئی تو انھوں نے سوچا کہ روحانی عروج کے بعد اگرچہ تخت وغیرہ کی محبت ہٹ جائیگی لیکن فی الحال بلقیس کو اُس کو تخت کے رہ جانے کا رنج ہے لہٰذا اُس کو منگوانا چاہیئے۔ چوں ز وحدت۔ فنا کے بعد جب بقا حاصل ہو جاتی ہے تو تمام مادیات بے وقعت ہو جاتی ہیں۔ چوں۔ جب سمندر سے موتی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر انسان اُسکے خس و خاشاک کی طرف نظر نہیں کرتا ہے۔ سر برآرد۔ جب صبح طلوع کرتا ہے تو وہ ستارے جو برج عقرب میں دُمِ عقرب کی طرح جمع ہو جاتے ہیں اُن کی طرف کوئی نگاہ نہیں کرتا ہے۔ مستقر بنانا۔ انتقال یعنی اپنے یہاں اُس کو منتقل کرا لینا چاہیئے۔

٢ کودکانہ۔ بلقیس کی تخت سے محبت بچکانہ فعل تھا جس کو جنوں کے ذریعہ اُسکو بآسانی منتقل کیا جا سکتا ہے یا وہ ہمارے نزدیک بے وقعت ہے۔ تا بود۔ اخروی نعمتوں کے ساتھ یہ دنیاوی نعمت بھی موجود رہے۔ عبرت۔ مشہور ہے کہ ایاز نے اپنی اصلی گدڑی اور جنگلی چپّل خزانہ میں محفوظ کر رکھے تھے اور اُنکو جا کر دیکھ کر وہ اپنی اصل حالت یاد کرتا تھا اسی طرح تختِ بلقیس کے لئے باعثِ عبرت ہوگا کہ اُسکی پہلی حالت کس قدر خراب تھی کہ وہ تخت جیسی چیزوں سے محبت کرتی تھی اور اب جبکہ وہ دنیا کی مزخرفات میں پھنسی ہوئی تھی اب روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔

٣ خاک را۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی خلقت کے مراتب بیان فرما کر یہ ظاہر فرمایا کہ انسان کو اُنھوں نے اپنے فضل سے کہاں سے کہاں پہنچا دیا اُسکی ابتداء ان چیزوں سے ہے جنکے ذکر سے بھی اُسکو شرم آتی ہو۔ قرآن میں ہے کہ ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا پھر اسکو نطفہ کیا پھر ہم نے نطفے سے علقہ پھر علقے سے مضغہ بنایا پھر ہم نے اسکو ایک نئی صورت عطا کر دی۔ مضغہ۔ گوشت کا لوتھڑا۔ تو بداں۔ انسان زبانِ حال سے اپنی ابتدائی حالت ترقی کر کے منکر تھا۔

٤٢٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایں[1] کرم چوں دفعِ آں انکار تست ۔۔۔ کہ میانِ خاک می کردی نخست

یہ کرم گویا اِس انکار کا رد ہے ۔۔۔ جو تُو نے خاک ہوتے ہوئے پہلے کیا تھا

حجتِ انکار شد انشار تو ۔۔۔ از دوا بدتر شُد ایں بیمارِ تو

تیری پیدائش تیرے انکار کے خلاف دلیل ہوگئی ۔۔۔ تیرا یہ بیمار دوا سے اور بگڑ گیا

خاک را تصویر ایں کار از کجا ۔۔۔ نُطفہ را خصمی و انکار از کجا

مٹی سے اِس کام کا تصور کہاں! ۔۔۔ نطفہ میں جھگڑالو پن اور انکار کہاں؟

چوں دراں دم بیدل و بے سر بُدی ۔۔۔ فکرت و انکار را منکر بُدی

چونکہ تو اس وقت بغیر دل اور سر کے تھا ۔۔۔ تو فکر اور انکار کا منکر تھا

از[2] جمادی چونکہ انکارت برُست ۔۔۔ ہم ازیں انکار حشرت شد درست

مٹی ہونے کی حالت میں جبکہ تو نے انکار کیا ۔۔۔ تیرے اسی انکار سے تیرا حشر ثابت ہوگیا

پس مثالِ تو چو آں حلقہ زنے ست ۔۔۔ کز درونش خواجہ گوید خواجہ نیست

پس تیری مثال اُس زنجیر ہلانے والے کی سی ہے ۔۔۔ کہ اس کے اندر سے مالک کہے کہ مالک نہیں ہے

حلقہ زن زیں نیست دریابد کہ ہست ۔۔۔ پس ز حلقہ بر ندارد ہیچ دست

زنجیر ہلانے والا اس انکار سے سمجھ لیگا کہ وہ ہے ۔۔۔ تو حلقہ سے کبھی دست بردار نہ ہوگا

پس ہم انکارت مبیّن می کند ۔۔۔ کز جماد او حشر صد فن می کند

تو تیرا انکار ہی واضح کرتا ہے ۔۔۔ کہ وہ مٹی سے سَو طرح حشر کر دے گا

چند[3] صنعت رفت اے انکار تا ۔۔۔ آب و گل انکار زاد از ھَلْ اَتیٰ

چند کاریگریاں ہو چکیں اے! کب تک انکار؟ ۔۔۔ مٹی اور پانی سے "ہل اَتیٰ" کا انکار پیدا ہوا

آب و گل می گفت خود انکار نیست ۔۔۔ بانگ می زد بے خبر کاخبار نیست

پانی اور مٹی کہتے ہیں کہ انکار نہیں ہے ۔۔۔ بے خبر پکارتا ہے کہ خبر دینا نہیں ہے

من بگویم شرحِ ایں از صد طریق ۔۔۔ لیک خاطر لغزد از گفتِ دقیق

میں اِس کی سَو طرح سے تشریح کر دیتا ۔۔۔ لیکن باریک بات سے طبیعت لغزش کھا جاتی ہے

---

[1] ایں کرم - انسان کو اس قدر فضیلت دینا اس انکار کا دفعیہ ہے جو اس کی فطرت کر رہی تھی۔ حجتِ انکار یعنی انکار کے خلاف دلیل۔ انشار، نشر کرنا، پیدا کرنا۔ از دوا - جس انکار کو تو اپنے قدیمی کی تائید سمجھتا تھا وہی انکار تیرے قدیمی کی تردید بنگیا یعنی جس چیز کو تو اپنے موافق سمجھے ہوئے تھا وہی مخالف پڑی۔ خاک - مٹی میں یہ حیات اور استعداد فقط اللہ کی قدرت سے آئی ہے۔ نطفہ - یہ انسان نطفہ تھا آج وہ اس حالت میں ہے کہ حشر و نشر کا انکار کر دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت کا کرشمہ ہے تو دوبارہ اس کا حشر و نشر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے کیسے خارج ہو سکتا ہے۔ دراں دم - یعنی نطفہ ہونے کی حالت میں تجھ میں اِس انکار کی صلاحیت نہ تھی۔

[2] از جمادی - جبکہ یہ ثابت ہوگیا کہ تو جمادیت سے اِس مرتبہ پر پہنچا ہے کہ تجھ میں انکار کی صلاحیت پیدا ہوگئی ہے تو تیری یہ انکار کی صلاحیت اس بات کی دلیل ہوگئی کہ تیرا دوبارہ حشر ہو سکتا ہے۔ حلقہ زن - تیرا یہ انکار خود حشر کا اقرار اسی طور پر ہے کہ جیسا کوئی زید کو بلانے اس کے گھر پر جائے اور خود زید اندر سے یہ کہے کہ زید یہاں نہیں ہے تو اس کا یہ اپنے ہونے کا انکار خود ہونے کا اقرار ہے۔ پس انکار جمادیت سے ترقی کرکے اس مرتبہ تک پہنچا۔

[3] چند - انسان بننے تک مختلف مراتب ہیں اللہ کی کس قدر کاریگریاں ہیں انکے ہوتے ہوئے حشر کا انکار کب تک ہو سکیگا۔ مٹی اور پانی میں یہ استعداد آگئی کہ انکے سورۂ ہل اَتیٰ کے مضمون کا جو کہ حشر و نشر سے متعلق ہے انکار کیا۔ آب و گل کا مرتبہ انکار تک ترقی کرنا خود حشر کا انکار کرتا ہے خود حشر کو تو دلائل سے ثابت کرتا ہے ۔۔۔ حشر کے انکار کی نفی کرتا ہو گھر کے اندر سے خود اپنے نہ ہونے کی خبر دینے کو خبر دینا نہیں سمجھ رہا ہے۔ من بگویم - میں اس مضمون کو کہ انکار خود اقرار ہوجاتا ہے مختلف طریقوں سے سمجھا سکتا ہوں لیکن دقائق کا سمجھانا بعض کم فہموں کیلئے لغزش کا سبب بنجاتا ہے لہٰذا میں خاموشی اختیار کرتا ہوں اور بلقیس کے تخت کے منتقل ہونے کی بات شروع کرتا ہوں۔

552

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

۷

شرحِ آں را اے بستم اے کیا — **بہرِ نقلِ تختِ بلقیس از سبا**

اے بزرگ! میں نے اس کی تشریح سے خاموشی اختیار کر لی — بلقیس کے تخت کے منتقل ہونے کے واقعہ کیلئے

چارہ کردنِ سلیمانؑ در احضارِ تختِ بلقیس از سبا پیش از قدومِ بلقیس

حضرت سلیمانؑ کا تدبیر کرنا بلقیس کے تخت کو حاضر کرنے کے لئے بلقیس کے آنے سے پہلے

پس سلیمانؑ گفت با لشکرِ عیاں — **تختِ اُو را حاضر آرید ایں زماں**

پھر حضرت سلیمانؑ نے صاف طور پر لشکر سے کہا — اُس کے تخت کو فوراً حاضر کرو

گفت عفریتے[1] کہ تختش را بفن — **حاضر آرم تا تو زیں مجلس شدن**

ایک جن نے کہا کہ اس کے تخت کو ہنر سے — آپکے اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے حاضر کر دونگا

گفت آصف من باسمِ اعظمش — **حاضر آرم پیشِ تو در یک دمش**

آصف نے کہا میں اس کو اسم اعظم کے ذریعہ — اُس کو آپ کے سامنے ایکدم حاضر کر دونگا

گرچہ عفریت اُستادِ سحر بود — **لیک آں از نفخِ آصف رُو نمود**

اگرچہ جن جادو کا اُستاد تھا — لیکن وہ آصف کے دم کرنے سے آیا

حاضر آمد تختِ بلقیس آں زماں — **لیک آصف نز فنِ عفریتیاں**

بلقیس کا تخت فوراً آ گیا — لیکن آصف کی وجہ سے نہ جنوں کے ہنر سے

گفت[2] حمد اللہ بریں و صد چنیں — **کہ بدیدستم ز ربُّ العالمیں**

حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اس پر اور اس جیسی سینکڑوں نعمتوں پر اللہ کی تعریف ہے — جو میں نے ربّ العالمین کی جانب سے دیکھی ہیں

پس نظر کرد آں سلیمانؑ سوئے تخت — **گفت آرے گول گیری اے درخت**

پھر حضرت سلیمانؑ نے تخت کی جانب دیکھا — فرمایا اے درخت! تو احمق کو پھنسانے والا ہے

پیشِ چوب و پیشِ سنگ نقش کند — **اے بسا گولاں کہ سرہا می نہند**

لکڑی اور تراشے ہوئے پتھر کے سامنے — بہت سے احمق ہیں جو سجدے کرتے ہیں

ساجد[3] و مسجود از جاں بے خبر — **دیدہ از جاں جنبشے و اندک اثر**

سجدہ کرنے والا اور مسجود جان سے بے خبر ہیں — انہیں جان کی تھوڑی سی حرکت اور تھوڑا سا اثر دیکھا ہے

دیدہ در وقتیکہ شد حیران و دنگ — **کہ سخن گفت و اشارت کرد سنگ**

جس وقت وہ حیران اور دنگ ہوا تو اس نے دیکھا — کہ پتھر نے بات کی اور اشارہ کیا

نردِ خدمت چوں بنا موضع بباخت — **شیرِ سنگی را شقی شیرے شناخت**

چونکہ اس نے خدمت کی نرد بے موقع کھیلی — پتھر کے شیر کو بدبخت نے شیر سمجھا

---

[1] عفریتے۔ جنوں میں سے ایک بہت سرکش جن نے کہا کہ مجلس ختم ہونے سے پہلے حاضر کر دونگا۔ آصف۔ ابن برخیا جو حضرت سلیمانؑ کے وزیر تھے انھوں نے کہا میں اسم اعظم کی برکت سے فوراً حاضر کر دونگا۔ اگرچہ۔ اگرچہ وہ جن بھی جادو کا اُستاد تھا لیکن تخت کی آمد حضرت آصف کے دم کرنے کی برکت سے ہوئی۔

[2] گفت۔ حضرت سلیمانؑ نے اس نعمت اور دوسری نعمتوں کے حصول پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ اے درخت۔ چونکہ تخت لکڑی کا بنا ہوا تھا اُس کو درخت کے لفظ سے خطاب کر کے فرمایا کہ تو احمقوں کو اپنی محبت میں پھنسا تا ہے۔ پیشِ چوب۔ احمق لوگ تراشیدہ لکڑی اور پتھر کے بتوں کو سجدے کرتے ہیں۔

[3] ساجد۔ یہ بُت کے پجاری اور بُت دونوں روح سے بے خبر ہیں ان بتوں میں روح کا تھوڑا سا اثر آ جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی اُن سے حرکت یا بات کا صدور ہو جاتا ہے۔ نردِ خدمت۔ یہ لوگ عبادت کی بازی بے موقع کھیلتے ہیں پتھر کے بُت کو حقیقی شیر سمجھ بیٹھتے ہیں۔

553

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ازکرم شیرِ حقیقی کرد جود [۱]
حقیقی شیر نے کرم سے سخاوت کر دی
استخوانے سوی سگ انداخت زود
فوراً کتے کے سامنے ہڈی ڈال دی

گفت گرچہ نیست آں سگ بر قوام
کہا اگرچہ وہ کتا راہِ راست پر نہیں ہے
لیک ما را استخواں لطفیست عام
لیکن ہمارا ہڈی ڈالنا عام مہربانی ہے

قصۂ یاری خواستنِ حلیمہ رضی اللہ عنہا از بتاں چوں عقیبِ فطام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را گم کردہ بود و لرزیدن و سجدہ بتاں و گواہی دادنِ ایشاں بر عظمتِ کارِ محمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حلیمہ رضی اللہ عنہا کا بتوں سے مدد چاہنے کا قصہ جبکہ دودھ چھڑانے کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گم کر دیا تھا اور لرزنا اور بتوں کا سجدہ کرنا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی بڑائی پر گواہی دینا

قصۂ رازِ حلیمہؓ گویمت [۲]
میں تجھ سے حلیمہ کے راز کا قصہ کہتا ہوں
تا زداید داستانِ او غمت
تاکہ اس کی داستان تیرے غم کو دور کر دے

مصطفیٰ را چوں ز شیر او باز کرد
حضرت مصطفیٰ کا جب انھوں نے دودھ چھڑایا
برکفش برداشت چوں ریحان و ورد
ان کو ریحان اور گلاب کی طرح ہتھیلی پر رکھا

می گریزانیدش از ہر نیک و بد [۳]
وہ ان کو ہر اچھے برے سے بچاتی تھی
تا سپارد آں شہنشہ را بجد
تاکہ اُن شہنشاہ کو دادا کے سپرد کر دے

چوں ہمی آورد امانت را ز بیم
جب وہ خوف کی وجہ سے امانت کو لائی
شد بکعبہ و آمد او اندر حطیم
کعبہ میں پہنچیں اور وہ حطیم میں آئی

از ہوا بشنید بانگے کاے حطیم
ہوا کی جانب سے آواز سنی کہ اے حطیم!
تافت بر تو آفتابے بس عظیم
تجھ پر بہت بڑا سورج چمکا ہے

اے حطیم امروز آید بر تو زود
اے حطیم! آج تجھ پر بہت جلد آئینگے
صد ہزاراں نور از خورشیدِ جود
لاکھوں نور سخاوت کے سورج سے

اے حطیم امروز آرد در تو رخت
اے حطیم! آج تجھ میں سامان لا رہا ہے
محتشم شاہے کہ پیکِ اوست بخت
وہ باحشمت شاہ، نصیبہ جس کا قاصد ہے

اے حطیم امروز بیشک از نوی
اے حطیم! بے شک آج از سرِ نو
منزلِ جانہائے بالامی شوی
تو بالائی روحوں کی منزل بنے گا

۱؎ ازکرم شیرِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ اُن کے استدراج کے لئے بُتوں سے اِس طرح کی کرامات ظاہر کرا دیتا ہے یعنی کتے کو ہڈی ڈال دیتا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے رَبُّ العالمین ہے لہٰذا کتے جیسے بدنظر کو بھی غذا بہم فرما دیتا ہے۔ قصّہ چونکہ اس قصّہ میں بھی بُتوں کی گفتگو کا ذکر ہے اس لئے اِس قصّہ کو ذکر کیا ہے۔ فطام۔ دودھ چھڑانا۔

۲؎ حلیمہ سعدیہ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں ہیں۔ راز۔ یعنی بتوں کی زبانی آنحضورؐ کے فضائل سننا۔ برکفش۔ چونکہ اس سے پہلے شقِ صدر کا واقعہ ہو چکا تھا اُس سے خائف تھیں اور آنحضورؐ کی بہت زیادہ نگرانی کرتی تھیں۔

۳؎ می گریزانیدش۔ آنحضورؐ کی بہت حفاظت کرتی تھیں۔ تاکہ آنحضورؐ کو صحیح حالت میں ان کے دادا کے سپرد کرائیں۔ جد۔ دادا یعنی خواجہ عبدالمطلب۔ حطیم۔ بیت اللہ کی زمین کا وہ حصّہ جو تعمیر سے باہر ہے۔ از ہوا۔ حضرت حلیمہؓ نے غیب سے یہ آواز سنی۔ نور۔ یعنی آسمانی برکتیں، رحمت بہا۔ محتشم۔ ذی شان۔ از نوی۔ فترت کے زمانہ میں حضرت جبرئیلؑ وغیرہ کے نزول کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اب از سرِ نو شروع ہوگا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جانِ پاکاں طُلّب[1] جُوق جُوق — آیدت از ہر نواحی مستِ شوق

پاک لوگوں کی روحیں جماعت جماعت گروہ گروہ — شوق سے مست ہو کر ہر جانب سے تیرے اندر آئیں گی

گشتہ حیراں آں حلیمہ زاں صدا — نے کسے در پیش نے سوئے قفا

حلیمہ اُس آواز سے حیران ہو گئی — نہ کوئی سامنے تھا نہ گدّی کی جانب

شش جہت خالی ز صورت وین ندا — شد پیاپے آں ندا را جاں فدا

چھوں جانب انسان سے خالی اور یہ آواز — پے در پے آئی، اُس آواز پر جان قربان ہے

مصطفیٰؐ را بر زمیں بنہاد اُو — تا کند آں بانگِ خوش را جستجو

اُس نے حضرت مصطفیٰؐ کو زمین پر بٹھا دیا — تاکہ وہ اُس اچھی آواز کی جستجو کرے

چشم می انداخت آں دم سو بسو — کہ کجا است آں شہِ اسرار گو

وہ اُس وقت ہر جانب نظر ڈال رہی تھی — کہ وہ رازوں کو بتانے والا شاہ کہاں ہے؟

کاینچنیں بانگِ بلند از چپ و راست — می رسد یارب رسانندہ[2] کجاست

کہ ایسی بلند آواز دائیں اور بائیں سے — آ رہی ہے اے خدا! پہنچانے والا کہاں ہے؟

چوں ندید اُو خیرہ و نومید شد — جسمِ لرزاں ہمچو شاخِ بید شد

جب اُنھوں نے نہ دیکھا حیران اور نا اُمید ہو گئیں — بدن بید کی شاخ کی طرح لرزنے والا ہو گیا

باز آمد سوئے آں طفلِ رشید — مصطفیٰؐ را بر مکانِ خود نہ دید

وہ اُس بھلے بچے کی طرف لوٹ آئیں — مصطفیٰؐ کو اپنی جگہ نہ دیکھا

حیرت اندر حیرت آمد بر دلش — گشت بس تاریک از غم منزلش

اُس کے دل پر حیرانی در حیرانی آ گئی — غم سے اُس کی جگہ بہت تاریک ہو گئی

سوئے منزلہا دوید و بانگ داشت — کہ کہ بر دُردانہ ام غارت گماشت[3]

مکانات کی جانب دوڑیں اور چیخیں — کہ میرے موتی کی کس نے لوٹ مچائی ہے؟

مکیاں گفتند ما را علم نیست — ما ندانستیم کانجا کودکے ست

مکّہ والوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں ہے — ہمیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہاں کوئی بچہ ہے

ریخت چنداں اشک و کرد او بس فغاں — کہ از و گریاں شدند آں دیگراں

اُس نے اس قدر آنسو بہائے اور فریاد کی — کہ اُس سے دوسرے رونے لگے

سینہ کوباں آنچناں بگریست خوش — کاخراں گریاں شدند از گریہ اش

چھاتی پیٹتے ہوئے اتنا زیادہ روئی — کہ اُس کے رونے سے دوسرے رونے لگے

---

[1] طُلّب۔ تمکب جماعت۔ جوق۔ گروہ۔ نواحی۔ اطراف۔ صدا یعنی غیبی آواز۔ مصطفیٰ۔ آواز کی جستجو میں حضرت حلیمہؓ نے آنحضورؐ کو گود سے اتار کر زمین پر بٹھا دیا۔ آں شہ جس کی آواز آ رہی ہے جس سے آنحضورؐ کی بعثت کے اسرار کھل رہے ہیں۔

[2] رسانندہ۔ یعنی آواز دینے والا۔ خیرہ حیران۔ شاخِ بید۔ بید کے درخت کی شاخ لچک میں مشہور ہے۔ طفلِ رشید۔ یعنی آنحضورؐ۔ از غم یعنی آنحضورؐ کے گم کرنے سے۔

[3] غارت گماشت۔ یعنی لوٹ کے لے گیا۔ دُردانہ۔ موتی۔ گفتند ہمیں تو اس بچہ کے ہونے کا بھی علم نہیں چہ جائیکہ یہ معلوم ہو کہ اس کو کون لے گیا۔ ریخت۔ حضرت حلیمہ اس رنج میں اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئیں کہ سب کو رُلا دیا۔

555

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حکایت آں پیر عرب کہ دلالت کرد حلیمہؓ را باستعانت از بتاں

اُس بوڑھے عرب کی حکایت جس نے حلیمہؓ کی بتوں سے مدد مانگنے کی طرف راہنمائی کی

پیر مردے پیشش آمد با عصا
ایک بوڑھا شخص لاٹھی تھامے سامنے آیا

کاے حلیمہؓ چہ فتاد آخر ترا
کہ اے حلیمہ! آخر تجھے کیا ہوا ہے؟

کہ چنیں آتش ز دل افروختی
کہ تو نے دل سے ایسی آگ بھڑکائی ہے

وین جگرہا را ز ماتم سوختی
اور ماتم سے جگروں کو جلا دیا ہے

گفت احمدؐ را رضیعم معتمد
اُس نے کہا میں احمدؐ کی معتمد دایہ ہوں

پس بیاوردم کہ بسپارم بجد
میں اُن کو لائی تھی کہ دادا کے سپرد کردوں

چوں رسیدم در حطیم آوازہا
جب میں حطیم میں پہنچی بہت سی آوازیں

می رسید و می شنیدم از ہوا
آئیں اور میں نے ہوا میں سے سنیں

من چو آں الحاں شنیدم از ہوا
جب میں نے ہوا میں سے وہ آوازیں سنیں

طفل را بنہادم آنجا زاں صدا
اُس آواز کی وجہ سے میں نے بچے کو زمین پر رکھ دیا

تا ببینم ایں ندا آواز کیست
تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کس کی آواز ہے؟

کہ ندائے بس لطیف و بس شہی ست
کیونکہ بڑی لطیف اور بہت پسندیدہ آواز ہے

نز کسے دیدم بگرد خود نشاں
نہ میں نے اپنے چاروں طرف کسی کا نشان پایا

نہ ندا منقطع شد یکزماں
نہ ایک لمحہ کے لئے آواز بند ہوئی

چونکہ واگشتم ز حیرتہائے دل
جب میں دلی حیرانیوں کے ساتھ واپس لوٹی

طفل را آنجا ندیدم وائے دل
میں نے بچے کو وہاں نہ دیکھا، ہائے دل

گفتش اے فرزند تو اندہ مدار
اُس نے اُس سے کہا اے بیٹیا! غم نہ کر

کہ نمایم مر ترا یک شہریار
میں تجھے ایک شاہ کا پتہ بتاتا ہوں

کہ بگوید گر بخواہد حال طفل
اگر وہ چاہے گا تو بچے کا حال بتا دے گا

او بداند منزل و ترحال طفل
کیونکہ وہ بچے کی منزل اور سفر کو جانتا ہے

پس حلیمہؓ گفت اے جانم فدا
تو حلیمہ نے کہا، میری جان قربان ہو

مر ترا اے شیخ خوب خوش ندا
تجھ پر، اے بہتر اور اچھی آواز والے بزرگ

ہیں مرا بنمای آں شاہ نظر
ہاں اُس شاہ نظر کو مجھے دکھا دے

کش بود از حال طفل من خبر
جس کو میرے بچے کے حال کی خبر ہو

۱؎ استعانت۔ مدد۔ با عصا۔ بوڑھا لاٹھی کے سہارے چل رہا تھا۔ کہ چنیں۔ تیرے اس غم سے دوسروں کے جگر کباب ہو رہے ہیں۔ ماتم۔ سوگ۔ رضیع یعنی مرضعہ، دودھ پلانے والی، انّا۔

۲؎ معتمد۔ افسوس ہے کہ آج اس اعتماد کو ٹھیس لگ رہی ہے۔ الحان۔ نغمہ طفل۔ یعنی آنحضورؐ۔ آنجا۔ یعنی حطیم کو تنہا۔ کیونکہ وہ پر لطف اور دلکش آواز تھی۔

۳؎ نز کسے۔ چونکہ وہ غیبی آواز تھی لہٰذا پکارنے والا نظروں سے غائب تھا۔ گفتش۔ اُس بوڑھے نے حضرت حلیمہ سے کہا۔ شہریار۔ شاہ۔ ترحال سفر۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بُرد اُو را پیشِ عُزّیٰ[1] کایں صنم — ہست در اخبارِ غیبی مُغتنم

وہ اُس کو عُزّیٰ کے سامنے لے گیا کہ یہ بُت — غیبی خبریں دینے میں غنیمت ہے

ما ہزاراں گُم شُدہ زو یافتیم — چوں بخدمت سُوئے اُو بشتافتیم

ہم نے ہزاروں گمشدہ اُس کی وجہ سے پائے ہیں — جب ہم عقیدت سے اُس کی طرف دوڑے ہیں

پیر کرد اُو را سجُود و گفت زُود — اے خداوندِ عرب وے بحرِ جُود

بوڑھے نے اُس کو سجدہ کیا اور فوراً کہا — اے عرب کے خدا، اے سخاوت کے دریا!

گفت اے عُزّیٰ تو بس اکرامہا — کردۂ تا رستہ ایم از دامہا

اُس نے کہا اے عُزّیٰ! تو نے بہت سے کرم — کئے ہیں، حتٰی کہ ہم نے جالوں سے رہائی پائی ہے

بر عرب حق ست از اکرامِ تو — فرض گشتہ تا عرب شُد رامِ تو

تیری مہربانی کا عرب پر حق ہے — جو فرض بن گیا ہے حتٰی کہ عرب تیرا فرمانبردار ہو گیا ہے

ایں حلیمہ سعدی از امیدِ تو — آمد اندر ظلِ شاخِ بیدِ تو

یہ حلیمہ سعدیہ تیری امید پر — تیرے بید کی شاخ کے سایہ میں آئی ہے

کہ ازو فرزند طفلے گُم شُدہ ست — نامِ آں کودک محمدؐ آمدہ ست

کہ اُس کا ایک چھوٹا بچہ گم ہو گیا ہے — اُس بچے کا نام محمدؐ ہے

چوں[2] محمدؐ گفت آں جملہ بُتاں — سرنگوں گشتند و ساجد آں زماں

جب اُس نے "محمدؐ" کہا وہ سب بُت — فوراً اوندھے منہ اور سجدہ کرنے والے ہو گئے

کہ بَرو اے پیر ایں چہ جستجوست — آں محمدؐ را کہ عزلِ ما ازوست

کہ اے بوڑھے! جا یہ کیا تلاش ہے! — اُس محمدؐ کی کہ اُس کی وجہ سے ہماری معزولی ہے

ما نگون و سنگسار آئیم ازو — ما کساد و بے عیار آئیم ازو

ہم اُس کی وجہ سے اوندھے اور سنگسار ہیں — ہم اُس کی وجہ سے کھوٹے اور بے رونق ہیں

آں[3] خیالاتے کہ دیدندے زما — وقتِ فترت گاہ گاہ اہلِ ہوا

وہ خیالی باتیں کہ جو ہم سے دیکھی ہیں — اہلِ ہوا نے فترت کے زمانہ میں کبھی کبھی

گُم شود چوں بارگاہِ اُو رسید — آب آمد مر تیمم را درید

گم ہو جائیں گی کیونکہ اُن کا دربار (کا وقت) آگیا ہے — پانی آگیا، اُس نے تیمم کو توڑ دیا ہے

دور شو اے پیر فتنہ کم فروز — ہیں ز رشکِ احمدیؐ ما را مسوز

او بوڑھے: دُور ہو جا فتنہ نہ بھڑکا — خبردار! احمدیؐ رشک سے ہمیں نہ جلا

---

[1] عُزّیٰ۔ مکہ کا مشہور بُت تھا۔ اخبارِ غیبی۔ غیبی باتیں۔ ما ہزاراں۔ ہم نے اُسکے بتانے سے بہت سی گمشدہ چیزیں پائی ہیں۔ اے۔ یعنی عُزّیٰ تا آنکہ تیرے بتانے سے بہت سی ہلاکتوں سے نجات پائی ہو۔ فرض گشتہ۔ تیرا حق ادا کرنا عرب پر فرض ہو گیا ہے اسی لئے تمام عرب تیرا مطیع ہے۔

[2] چوں۔ یعنی بوڑھے کی زبان پر لفظ محمدؐ آیا۔ جملہ بُتاں۔ عُزّیٰ اور اُس کے ماحول میں جو بُت تھے، کہ برو۔ اُن بُتوں نے کہا کہ اس بچہ کی تلاش کیوں کرتا ہے جس کی بعثت ہماری معزولی کا سبب ہے۔ اُس کے ظہور کے بعد ہماری کوئی عزت اور وقعت نہ رہے گی۔

[3] آں خیالاتے۔ بُت پرستوں نے جو کچھ ہمارے حیرت انگیز واقعات دیکھے ہیں وہ سب ختم ہو جائیں گے۔ فترت۔ وہ زمانہ جو حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اُٹھانے کے بعد سے آنحضورؐ کی بعثت تک کا ہے۔ آب۔ آب آمد تیمم برخاست۔ دور شو۔ اُس عُزّیٰ بت نے بوڑھے سے کہا۔ ز رشک آنحضورؐ کی بعثت سے اُن کی شان و شوکت ختم ہو گئی تھی۔

۲۲٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دُور شو بہرِ خدا اے پیرِ تو — تا[1] نسوزی ز آتشِ تقدیرِ تو

اُو بوڑھے! خدا کے لئے تو دفع ہو — تاکہ تو تقدیر کی آگ سے نہ جل جائے

اینچہ دُمِّ اژدہا افشردن است — ہیچ دانی چہ خبر آوردن است

یہ کیا اژدہے کی دُم دبانا ہے؟ — تو جانتا ہے کہ کیسی خبر لانا ہے؟

زیں خبر خوں شُد دلِ دریا و کاں — زیں خبر لرزاں شود ہفت آسماں

اِس خبر سے دریا اور کان کا دل خون ہوگیا ہے — اِس خبر سے ساتوں آسمان لرز جائیں گے

چوں[2] شنید از سنگہا پیر ایں سخن — پس عصا انداخت آں پیرِ کہن

جب بوڑھے نے پتھروں سے یہ باتیں سُنیں — اُس پُرانے بوڑھے نے لاٹھی پھینک دی

پس ز لرزہ و خوف و بیم آں ندے — پیر دندانہا بہم بر می زدے

اُس آواز کے لرزے اور خوف اور ڈر سے — بوڑھے کے دانت بجنے لگے

آنچناں کاندر زمستاں مردِ عُور — اُو ہمی لرزید و می گفت اے ثبور

جس طرح کہ جاڑوں میں ننگا انسان — وہ کانپ رہا تھا اور کہتا تھا ہائے موت!

چوں در آں حالت بدیداں پیر را — زاں عجب گم کرد زن تدبیر را

جب اُس (حلیمہ) نے بوڑھے کو اس حالت میں دیکھا — اُس عجب (بات) سے عورت نے تدبیر کو گم کردیا

گفت پیرا اگرچہ من در محنتم — حیرت اندر حیرت اندر حیرتم

بولی اے بوڑھے! اگرچہ میں مصیبت میں ہوں — (لیکن) حیرت در حیرت در حیرت میں ہوں

ساعتے بادم خطیبی می کند — ساعتے سنگم ادیبی می کند

کسی وقت ہوا مجھ سے باتیں کرتی ہے — کسی وقت پتھر مجھے ادب سکھاتے ہیں

باد با حرفم سخنہا می دہد — سنگ و کوہم فہمِ اشیا می دہد

ہوا، حروف کے ذریعہ مجھ سے باتیں کرتی ہے — مجھے پتھر اور پہاڑ چیزیں سمجھاتے ہیں

گاہ[3] طفلم را ربودہ غیبیاں — غیبیانِ سبز پوشِ آسماں

کبھی میرے بچے کو غیبی لے جاتے ہیں — آسمان کے سبز پوش غیبی

از کہ نالم با کہ گویم ایں گلہ — من شدم سودائی اکنوں صد دلہ

کس سے فریاد کروں، کس سے شکوہ کروں؟ — میں اب دیوانی اور پریشان ہوگئی ہوں

غیرتش از شرحِ غیبم لب بَبَست — ایں قدر گویم کہ طفلم گم شُدست

اُس کی غیرت نے غیب کی تشریح کرنے سے میرے ہونٹ بند کردیئے ہیں — (بس) اتنا کہتی ہوں کہ میرا بچہ گم ہوگیا ہے

---

[1] تا نسوزی۔ ہم تو جل گئے ہیں۔ تو بھی نہ جل جائے۔ ... دمِ اژدہا۔ کوئی انسان اژدہے کی دُم کو مسلے تو یہ انتہائی خطرناک کام ہے۔ دریا و کاں۔ چونکہ آپ آنحضورؐ کی آب و تاب کے سامنے اُن کی آب و تاب ماند پڑجائیگی۔ ہفت۔ چونکہ مہر و ماہ ماند پڑجائیں گے۔

[2] چوں شنید۔ بوڑھے نے بُت کی یہ باتیں سُن کر گھبرا کر اپنی لاٹھی پھینک دی۔ ندے۔ آواز۔ دندانہا۔ خوف میں دانت بجنے لگتے ہیں۔ عُور۔ ننگا۔ زاں عجب یعنی تعجب کی باتیں۔ گفت۔ حضرت حلیمہؓ نے فرمایا اے بوڑھے اگرچہ آنحضورؐ کے معاملے میں پریشان ہوں لیکن عجائب کے ظہور سے حیرت میں ہوں۔ بادم۔ حضرت حلیمہؓ نے ہوا سے باتیں سُنی تھیں۔

[3] گاہ۔ بچپن میں شقِ صدر کے واقعہ میں آنحضورؐ کو فرشتے اٹھا کر لے گئے تھے۔ صد دلہ۔ پریشان۔ غیرتش۔ یعنی غیبی حالات اور اشارات کو میں راز میں رکھنا چاہتی ہوں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر بگویم چیزِ دیگر من کنوں ¹ — خلق بندندم بزنجیرِ جنوں

اب اگر میں کوئی دوسری بات کہوں — لوگ مجھے پاگل پن کی زنجیر میں باندھ دینگے

گفت پیرش اے حلیمہ شاد باش — سجدۂ شکر آر و رُو را کم خراش

بوڑھے نے اُن سے کہا اے حلیمہ! خوش ہوجا — شکر کا سجدہ کر اور چہرے کو نہ نوچ

تو مخور غم کہ نگردد یاوہ اُو — بلکہ عالم یاوہ گردد اندرو

تو فکر نہ کر، کیونکہ وہ گم نہ ہوگا — بلکہ عالم اُس میں گم ہو جائے گا

ہر زماں از رشک و غیرت پیش و پس — صد ہزاراں ² پاسبانست و حرس

ہر وقت رشک اور غیرت کی وجہ سے اسکے آگے اور پیچھے — لاکھوں نگہبان اور محافظ ہیں

آں ندیدی کاں بتانِ ذو فنوں — چوں شدند از نامِ طفلت سرنگوں

تو نے یہ نہیں دیکھا وہ ہُنر مند بُت — تیرے بچے کے نام سے کس طرح سرنگوں ہوگئے

ایں عجب قرنے ست بر روئے زمیں — پیر گشتم من ندیدم جنسِ ایں

یہ روئے زمین پر عجب زمانہ ہے — میں بوڑھا ہو گیا میں نے ایسا نہ دیکھا تھا

زیں رسالت ³ سنگہا چوں نالہ داشت — تا چہ خواہد بر گنہگاراں گماشت

اس رسالت سے جبکہ پتھر فریاد کرنے لگے — گنہگاروں پر کیا چیز مُسلّط کرے گی!

سنگ بے جرم ست در معبودیش — تو نہ مُضطر کہ بندہ بودیش

اپنے معبود ہونے میں پتھر بے قصور ہیں — تو مجبور نہیں ہے کہ اُس کا بندہ ہے

آنکہ مُضطر ایں چنیں ترساں شدست — تا کہ بر مجرم چہا خواہند بست

جو مجبور ہے وہ ایسا خوفزدہ ہے — تو مجرم پر کس قدر بندشیں ہونگی!

خبر یافتنِ جدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عبد المطلب از گم کردنِ حلیمہؓ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را و طالب شدنِ اُو گردِ شہر و نالیدنِ اُو بر درِ کعبہ و از حق درخواست کردن و آواز از درونِ کعبہ شنودن و یافتنِ اُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم را

آنحضورؐ کے دادا عبدالمطلب کو حلیمہؓ سعدیہ کے آنحضورؐ کو گم کردینے کی خبر ملنا اور اُن کا شہر کے چاروں طرف ڈھونڈنا اور کعبہ کے دروازہ پر رونا اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کرنا اور کعبہ کے اندر سے آواز کا سُننا اور اُن کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پالینا

---

¹ گر بگویم۔ اگر وہ غیبی باتیں لوگوں سے کہوں گی وہ مجھے دیوانہ سمجھیں گے۔ زرق۔ عورتیں ماتم میں چہرے کو پیٹتی ہیں۔ تو مخور۔ آنحضورؐ کی طرف سے فکر نہ کر وہ گم نہ ہونگے بلکہ عالم اُن کی عظمت میں گم ہوجائیگا۔

² صد ہزاراں۔ فرشتے حضورؐ کی حفاظت کرتے تھے۔ آں ندیدی۔ عُزّیٰ بُت سرنگوں ہوگیا تھا۔ زیں رسالت۔ رسالت کو تسلیم نہ کرنے والوں کا انجام بُرا ہوگا۔

³ سنگ۔ بُت غیر اختیاری طور پر معبود بنے ہیں جب اُن کا یہ حال ہے تو اُن کے پجاری جو بااختیار ہیں اور پُوجنے میں مُضطر نہیں اُن کا انجام تو بہت ہی بُرا ہوگا۔ مُضطر۔ یعنی بُت۔ جدِ مُصطفیٰ۔ جناب عبد المطلب۔

۴۴۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں خبر یابید جدِّ مصطفیٰؐ — از حلیمہؓ وز فغانش بر ملا
جب مصطفیٰؐ کے دادا نے خبر پائی — حلیمہؓ اور اُن کے برملا رونے کی

ورچناں[۱] بانگِ بلند و نعرہا — کہ بہ میلے می رسید از وے صدا
اور ایسے زور کی آواز اور نعروں سے — کہ جن کی آواز ایک میل تک پہنچ رہی تھی

زود عبد المطّلب دانست چیست — دست بر سینہ ہمی زد می گریست
فوراً عبد المطّلب سمجھ گئے کیا ہوا ہے — سینہ کوبی کرتے تھے اور روتے تھے

آمد از غم بر درِ کعبہ بسوز — کاے خبیر از سرِّ شب وز رازِ روز
رنج سے کعبہ کے دروازہ پر سوزش کیساتھ گئے — کہ اے رات کے راز اور دن کے بھید کے جاننے والے

خویشتن را من نمی بینم فنے — تا بود ہمرازِ تو ہمچوں منے
میں اپنے لئے کوئی ایسا ہنر نہیں دیکھتا ہوں — کہ (جس میں)، مجھ جیسا تیرا ہمراز بنے

خویشتن را من نمی بینم ہنر — تا شوم مقبولِ ایں مسعود در
میں اپنے آپ میں کوئی ہنر نہیں دیکھتا ہوں — کہ اس مبارک دروازہ پر میں مقبول بنوں

یا سر و سجدہ مرا قدرے بود — یا بأشکم دولتے خنداں شود
یا میرے سر اور سجدے کی کوئی قدر ہو — یا میرے آنسوؤں سے قسمت جاگ اُٹھے

لیک[۲] در سیمائے آں دُرِّ یتیم — دیدہ ام آثارِ لطفت اے کریم
لیکن اُس دُرِّ یتیم کی پیشانی میں — اے کریم! میں نے تیری مہربانی کے بڑے آثار دیکھے ہیں

کہ نمی ماند بما گرچہ زماست — ما ہمہ مسیم و احمدؐ کیمیاست
کہ جو ہم جیسا نہیں ہے اگرچہ ہم میں سے ہے — ہم سب تانبہ ہیں اور احمدؐ کیمیا ہیں

آں عجائبہا کہ من دیدم ازو — من ندیدم بر ولی و بر عدو
وہ عجائب جو میں نے اُس میں دیکھے ہیں — میں نے کسی دوست اور دشمن میں نہیں دیکھے ہیں

آنچہ[۳] فضلِ تو دریں طفلیش داد — کس نشاں ندہد بصد سالہ جہاد
تیری مہربانی نے جو اُس کو بچپن میں عطا کیا ہے — کسی نے سو سال کے مجاہدے کے بعد بھی اُس کی نشاندہی نہیں کی

چوں یقیں دیدم عنایتہائے تو — بر وے او دُرّیست از دریائے تو
جب میں نے یقینی طور پر تیری عنایتیں دیکھ لی ہیں — اُس پر تو وہ تیرے دریا کا ایک موتی ہے

من ہمو را می شفیع آرم بتو — حالِ او اے حال داں با ما بگو
میں اسی کو تیرے پاس سفارشی لایا ہوں — اے حال کے جاننے والے اُس کا حال ہمیں بتا دے

---

[۱] ورچناں۔ حضرت حلیمہؓ کے رونے کی آواز ایک میل تک جا رہی تھی۔ زود عبد المطّلب فوراً سمجھ گئے کہ حلیمہؓ نے آنحضورؐ کو گم کر دیا ہے۔۔۔ خویشتن۔ عبد المطّلب نے کہا کہ مجھ میں کوئی ایسی خوبی نہیں ہے جس کی وجہ سے تیرا ہمراز بنوں۔ مسعود در یعنی درِ کعبہ۔

[۲] لیک۔ میں نے آنحضورؐ کے چہرے پر تیری مہربانی کے آثار دیکھے ہیں۔ کہ نمی ماند اگرچہ وہ ہم میں سے ہیں لیکن یہ آثار ہم میں سے کسی کے اندر نہیں ہیں۔

[۳] آنچہ۔ اُن کے بچپن میں جو فضیلت تو نے ان کو عطا کر دی ہے سو سال کے مجاہدہ سے بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکی۔ من ہمو را۔ میں اُن کو سفارشی بناتا ہوں اُن کے طفیل اُن کا حال ہمیں بتا دے وہ کہاں ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از درونِ کعبہ[1] آمد بانگ زود — کہ ہم اکنوں رُخ بتو خواہد نمود
فوراً کعبہ کے اندر سے آواز آئی — کہ وہ ابھی اپنا چہرہ تجھے دکھا دیگا

با دو صد اقبال او محظوظِ ماست — با دو صد طُلب مَلَک محفوظِ ماست
وہ دوسَو اقبالمندیوں کیساتھ ہماری جانب سے نصیب ور ہے — دوسَو فرشتوں کی جماعت کے ذریعہ وہ ہمارے پاس محفوظ ہے

ظاہرش را شہرۂ گیہاں کنیم — باطنش را از ہمہ پنہاں کنیم
ہم اُس کے ظاہر کو عالم میں مشہور کریں گے — اُس کے باطن کو سب سے پوشیدہ رکھیں گے

زرِ[2] کاں بُود آب و گِل ما زر گریم — گہ کُہش خلخال و گہ خاتم بریم
پانی اور مٹی سونے کی کان تھی ہم زرگر ہیں — ہم کبھی اُسکو پازیب اور کبھی انگوٹھی تراشتے ہیں

گہ حمائلہائے شمشیرش کنیم — گاہ بندِ گردنِ شیرش کنیم
کبھی ہم اُس کو تلواروں کے پرتلے بناتے ہیں — کبھی اُس کو شیر کی گردن کا پٹا بناتے ہیں

گہ ترنجِ تخت بر سازیم ازو — گاہ تاجِ فرقہائے مُلک جُو
ہم کبھی اُس سے تخت کے پھول بناتے ہیں — کبھی کشورکشا سَروں کے تاج

عشقہا داریم با ایں خاک ما — زانکہ اُفتادست در قعدہ رضا
ہم اِس مٹی سے بہت محبت کرتے ہیں — کیونکہ وہ (تسلیم و) رضا کی نشست پر بیٹھی ہوئی ہے

گہ چنیں شاہے ازو پیدا کنیم — گہ ہم اُورا پیشِ شہ شیدا کنیم
کبھی ہم اُس سے ایسا شاہ پیدا کر دیتے ہیں — کبھی ہم اُس کو شاہ کے سامنے عاشق بنا دیتے ہیں

صد[3] ہزاراں عاشق و معشوق ازو — در فغان و در نفیر و جستجو
اُس سے لاکھوں عاشق اور معشوق — نالہ و فریاد اور جستجو میں ہیں

کارِ ما اینست بر کوریِ آں — کو بکارِ ما ندارد میلِ جاں
ہمارا یہ کام ہے اُس شخص کے اندھے پن کے خلاف — جو ہمارے کام کے ساتھ جان کا میلان نہیں رکھتا ہے

ایں فضیلت خاک را زاں رو دہیم — زانکہ نعمت پیش بے برگاں نہیم
یہ بزرگی ہم مٹی کو اِس لئے دیتے ہیں — کیونکہ ہم بے سرو ساماں لوگوں کے سامنے نعمت پیش کرتے ہیں

زانکہ دارد خاک شکلِ اَغبری — وز دروں دارد صفاتِ انوری
کیونکہ مٹی غبار آلود شکل رکھتی ہے — اور باطن میں نورانی صفات رکھتی ہے

ظاہرش با باطنش گشتہ بجنگ — باطنش چوں گوہر و ظاہر چو سنگ
اُسکا ظاہر اُسکے باطن کیساتھ جنگ میں مصروف ہے — اُسکا باطن موتی کیطرح ہے اور ظاہر پتھر کیطرح ہے

---

[1] از درونِ کعبہ۔ خواجہ عبدالمطلب کو کعبہ کے اندر سے جواب ملا تم عنقریب اُسکا چہرہ دیکھ لوگے۔ محظوظ۔ نصیب ور۔ طُلب۔ جماعت۔ ظاہرش۔ حضورؐ کے ظاہری احوال عالم پر کھلے۔ باطنی احوال کہ اللہ سے اُن کو کونسا قرب حاصل ہے اُس تک رسائی نہیں ہو سکی۔ گیہاں۔ جہاں۔

[2] زر۔ پانی اور مٹی سے اللہ نے جو مخلوق بنائی ہے اُسکے مختلف مراتب ہیں۔ خلخال۔ پازیب۔ ترنج۔ لیموں، مصر میں کپڑوں کی چھپائی اور کڑھائی میں لیموں کی شکل بنائی جاتی تھی۔ قعدہ۔ سجدہ کے بعد بیٹھنے کی ہیئت۔ چنیں شاہے یعنی آنحضورؐ۔ گہ ہم۔ یعنی کبھی اُس جیسے شاہ کو خدا کا عاشق بنا دیتے ہیں۔

[3] صد ہزاراں۔ اِسی خاک سے لاکھوں عاشق و معشوق پیدا ہوتے ہیں جو عشق کی وجہ سے نالہ و فریاد میں مصروف ہیں۔ کارِ ما۔ ہمارے یہ کارنامے منکروں کے انکار کے باوجود جاری ہیں۔ ایں فضیلت۔ مٹی کو فروتنی کی وجہ سے یہ فضیلت حاصل ہوئی ہے کہ اُس سے اِس طرح لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ زانکہ۔ زمین کا ظاہر غبار آلود ہے لیکن اُس کا باطن پُر انوار ہے جس سے لالہ و گل رونما ہوتے ہیں۔ باطنش۔ زمین کا باطن موتی اور ظاہر پتھر ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ظاہرش[1] گوید کہ ما اینیم و بس
اُس کا ظاہر کہتا ہے کہ ہم صرف یہی ہیں

باطنش گوید نکو بیں پیش و پس
اُس کا باطن کہتا ہے آگے اور پیچھے اچھی طرح دیکھ

ظاہرش منکر کہ باطن ہیچ نیست
اُس کا ظاہر منکر ہے کہ باطن کچھ نہیں ہے

باطنش گوید کہ بنمائیم بایست
اُس کا باطن کہتا ہے کہ میں دکھاتا ہوں، ٹھہر

ظاہرش با باطنش در چالش اند
اُس کا ظاہر اُس کے باطن کے ساتھ جنگ میں مصروف ہو

لاجرم زیں صبر نصرت می کنند
لامحالہ اُس صبر سے وہ فتح پاتے ہیں

زیں ترشرو خاک صورتہا کنیم
اس ترشرو خاک سے ہم صورتیں بناتے ہیں

خندۂ پنہانش را پیدا کنیم
ہم اُس کی چھپی مسکراہٹ کو ظاہر کرتے ہیں

زانکہ[2] ظاہر خاک اندوہ و بکاست
کیونکہ مٹی کا ظاہر غم اور رونا ہے

در درونش صد ہزاراں خندہاست
اُس کے اندر لاکھوں مسکراہٹیں ہیں

کاشف الستّریم و کار ما ہمیں
ہم رازوں کو کھولنے والے ہیں ہمارا یہی کام ہے

کایں نہانہا را برآریم از کمیں
کہ اِن رازوں کو پوشیدگی سے باہر لے آئیں

گرچہ دزد از منکری تن میزند
چور اگرچہ انکاری ہونے کی وجہ سے خاموش ہو

شحنہ آں از عصر پیدا می کند
کوتوال دبا کر، ظاہر کر دیتا ہے

فضلہا دزدیدہ اند ایں خاکہا
اِن مٹیوں نے بہت سی فضیلتیں چرا رکھی ہیں

مامقر آریم شاں از ابتلا
ہم آزمائش کے ذریعہ انکو اقرار کرنیوالا کر دیتے ہیں

بس[3] عجب فرزند کورا بودہ است
اُس کے بہت سے عجیب فرزند ہوئے ہیں

لیک احمدؐ بر ہمہ افزودہ است
لیکن احمدؐ سب سے بڑھے ہوئے ہیں

شد زمین و آسماں خنداں و شاد
زمین اور آسمان شاداں و فرحاں ہوئے

کایں چنیں شاہے ز ما دو جفت زاد
کہ ایسا شاہ ہمارے جوڑے سے پیدا ہوا

شد زمیں چوں آسماں از شادیش
اُن کی خوشی سے زمین آسمان کی طرح ہوگئی

خاک چوں سوسن شدہ ز آزادیش
اُن کی پیدائش سے مٹی سوسن کی طرح ہوگئی

ظاہرت با باطنت اے خاک خوش
اے بہترین مٹی تیرا ظاہر، باطن کے ساتھ

چونکہ در جنگ ست و اندر کشمکش
چونکہ جنگ اور کشمکش میں ہے

ہر کہ با خود بہر حق باشد بجنگ
جو اپنے ساتھ اللہ کے لئے لڑائی میں مصروف ہو

تا شود معنیش خصم بود رنگ
حتیٰ کہ اُس کا باطن بُو اور رنگ کا مخالف ہو

---

۱ ظاہرش۔ اُس کی ظاہری صورت کمالات باطنی کو چھپائے ہوئے اور منکر ہے باطن پُر کمالات ہے۔ ظاہرش۔ ظاہر اور باطن کی یہ جنگ جاری ہے کبھی ظاہر کا غلبہ ہوتا ہے کبھی باطن کو فتح حاصل ہو جاتی ہے۔ زیں ترشرو۔ بد صورت مٹی۔ حسین و جمیل مخلوق کا پیدا کرنا اسکے باطنی حُسن کا اظہار ہے۔

۲ زانکہ۔ زمین بظاہر روتی صورت ہے لیکن اُس کے باطن میں مسرتیں موجزن ہیں۔ کاشف الستریم۔ اللہ تعالیٰ چھپے رازوں کو ظاہر کر دیتا ہو اور زمین کی چھپی ہوئی خوبیاں ظاہر کر دیتا ہے۔ گرچہ۔ چور چرا کر چرانے کا منکر ہوتا ہے اور خاموشی اختیار کرتا ہے کوتوال اُس کو دبا کر اقرار کرا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی آزمائش میں ڈال کر انسانوں کی باطنی خوبیاں واضح کر دیتا ہے۔

۳ بس عجب۔ زمین نے بہت سے باکمال فرزند جنے لیکن سید الانبیاءؐ جیسا کوئی نہ جنا۔ شد۔ زمین اور آسمان کے ملاپ سے جب سید الکونین کا ظہور ہوا تو دونوں نے مسرت کا اظہار کیا۔ شد زمیں۔ آنحضورؐ کی پیدائش سے زمین کو عروج حاصل ہوا۔ خاک۔ زمین نے آنحضورؐ کو جنا تو سوسن کی طرح دس زبان بنکر اظہار مسرت کیا۔ آزادیش یعنی آنحضورؐ کی پیدائش۔ ظاہرت جس کا ظاہر اور باطن خدا کیلئے باہمی جنگ میں ہو اسکی روح پُر نور ہوتی ہے اور اسکا نور ناقابل زوال ہوتا ہو۔

562

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ظلمتش با نورِ او شُد در قتال
اُس کی تاریکی اُس کے نور کے ساتھ جنگ میں لگی

آفتابِ جانش را نبوَد زوال
اُس کے جان کے سورج کیلئے زوال نہیں ہے

ہر[۱] کہ کوشد بہرِ ما در امتحاں
جو شخص ہمارے لئے امتحان دینے میں کوشش کرے

پُشت زیرِ پاش آرد آسماں
آسمان کمر اُس کے پاؤں کے نیچے لے آتا ہے

ظاہرت از تیرگی اَفغاں کُناں
تیرا ظاہر تاریکی کی وجہ سے فریادی ہے

باطنِ تو گلستاں در گُلستاں
تیرا باطن باغ باغ ہے

قاصداً[۲] چوں صوفیاں رُو ترش
وہ صوفیوں کی طرح بالارادہ ترش رو ہے

تا نیامیزد باہر نور کُش
تاکہ وہ کسی نور بُجھانے والے سے میل جول نہ کریں

عارفانِ رُو ترش چوں خارِ پُشت
ترش رو عارف سیہی کی طرح ہیں

عیش پنہاں کردہ در خارِ درُشت
سخت خاروں میں عیش کو چھپائے ہوئے ہیں

باغ پنہاں کرد و ور داں خارفاش
باغ نے پھول کو چھپالیا ہے، کانٹا کھلا ہوا ہے

کاے عدوِ دُزد ازیں دَر دُور باش
کہ اے چور دشمن! اِس دروازہ سے دُور رہ

خارپُشتا خارِ حارس کردۂ
اے سیہی! تونے کانٹوں کو نگہبان بنایا ہے

سر چو صوفی در گریباں بُردۂ
صوفی کی طرح سر کو گریبان میں ڈال لیا ہے

تا کسے در چار دانگِ عیشِ تو
تاکہ کوئی تیرے وسیع عیش میں

گُم شود زیں گلخنانِ خار خُو
داخل نہ ہوان پھول کے چبھنے والوں کانٹے کی طبیعت والوں

طفلِ[۳] تو گرچہ کہ کودک خُو بدست
تیرا بچہ اگرچہ بچپن کی عادت والا ہے

ہر دو عالم خود طفیلِ اُو بدست
دو جہان اُس کے طفیل پیدا ہوئے ہیں

ما جہانے را بدو زندہ کنیم
ہم دنیا کو اُس کے ذریعہ حیات بخشیں گے

چرخ را در خدمتش بندہ کنیم
آسمان کو اُس کی خدمت میں غلام بنا دیں گے

نشان خواستنِ عبد المُطلب از موضعِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

خواجہ عبد المطلب کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کے بارے میں پتہ معلوم کرنا

کہ کجااَیش یابم و جواب آمدن از درونِ کعبہ و نشان یافتن

کہ اُن کو میں کہاں پاؤں گا؟ اور کعبہ کے اندر سے جواب آنا اور پتہ معلوم ہونا

گفت عبد المطلب کایندم کجاست
(خواجہ) عبد المطلب نے کہا اس وقت کہاں ہے؟

اے علیمُ السِّر نشاں دہ راہِ راست
اے راز کو جاننے والے! سیدھے راستہ کا پتہ بتادے

---

[۱] ہر کہ۔ جو شخص بارگاہِ خداوندی میں امتحان دینے کے معاملے میں کوشاں ہے اُس کا مرتبہ آسمان سے بلند ہے۔ ظاہرت۔ بظاہر پراگندگی ہو لیکن باطن باغ باغ ہے۔

[۲] قاصداً۔ یہ شخص اپنے ظاہر کو اس لئے پراگندہ رکھتا ہے کہ دنیادار اُس سے میل جول نہ پیدا کریں۔ عارفاں۔ بزرگوں کی ترش روئی اس لئے ہوتی ہے کہ عوام سے اپنی روحانی لذت کو بچائے رکھیں۔ باغ۔ اُن کی مثال اُس باغ کی ہے جس نے پھولوں کو چھپالیا ہو اور کانٹوں کو ظاہر کر رکھا ہو تاکہ پھول دشمن کی دست بُرد سے محفوظ رہیں۔ گلخناں۔ یعنی دنیادار۔

[۳] طفلِ تو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق عالم ہیں۔ زندہ کنیم۔ یعنی ہم روحانی زندگی عطا کریں گے۔ کجاست۔ یعنی آنحضورؐ اس وقت کہاں ہیں اُن کا سیدھا راستہ بتادے۔

563

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از درونِ کعبہ آوازش[1] رسید ۔۔۔ گفت اے جویندہ طفلِ رشید
کعبہ کے اندر سے اُن کو آواز آئی ۔۔۔ اُس نے کہا، اے راہ یاب بچّے کے تلاش کرنے والے

ہاتفش گفتا مخور غم کایں زماں ۔۔۔ با توزاں شاہِ جہاں بدہم نشاں
غیبی آواز نے اُن سے کہا غم نہ کر ابھی ۔۔۔ میں تجھے اُس شاہِ جہاں کا پتہ بتاتا ہوں

در فلاں وادیست زیرِ آں درخت ۔۔۔ پس روان شد زود پیرِ نیکبخت
فلاں میدان میں، درخت کے نیچے ہے ۔۔۔ تو وہ نیک نصیب بڑے میاں فوراً روانہ ہو گئے

در رکابِ اُو امیرانِ قریش ۔۔۔ زانکہ جدّش بود زاعیانِ قریش
قریش کے سردار اُن کی ہمراہی میں تھے ۔۔۔ کیونکہ اُن کے دادا قریش کے سرداروں میں تھے

تا بہ پشتِ آدمؑ اسلافش ہمہ ۔۔۔ مہترانِ رزم و بزم و ملحمہ
اُن کے تمام بزرگ (حضرت) آدمؑ کی پشت تک ۔۔۔ رزم و بزم اور میدانِ جنگ کے سردار رہے ہیں

ایں نسب[2] خود پوستِ اُو را بودہ است ۔۔۔ کز شہنشاہانِ مہ پالودہ است
یہ نسب بھی اُن کے لئے چھلکا ہے ۔۔۔ کیونکہ (وہ) عظیم بادشاہوں سے بھی برگزیدہ ہیں

مغزِ اُو خود از نسب دور و پاک ۔۔۔ نیست جنسش از سمک کس تا سماک
اُن کا جوہر خود نسب سے دور اور پاک ہے ۔۔۔ سمک سے سماک تک کوئی اُن جیسا نہیں ہے

نورِ حق را کس نجوید زاد و بود ۔۔۔ خلعتِ حق را چہ حاجت تار و پود
اللہ کے نور کیلئے کوئی پیدائش اور وجود کو نہیں ڈھونڈتا ہے ۔۔۔ اللہ کی خلعت کو تانے بانے کی کیا ضرورت ہو!

کمتریں[3] خلعت کہ بدہد در ثواب ۔۔۔ بر فزاید بر طرازِ آفتاب
وہ جو ادنیٰ درجہ کی خلعت ثواب میں دیتا ہے ۔۔۔ وہ سورج کے نقش و نگار سے بڑھ جاتی ہے

بقیۂ قصۂ دعوتِ سلیمانؑ بلقیس را با یمان

حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کو ایمان کی دعوت دینے کے قصّہ کا بقیہ

خیز بلقیسا بیا و مُلک بیں ۔۔۔ بر لبِ دریای یزداں دُر بچیں
اے بلقیس! اُٹھ، آجا سلطنت کو دیکھ ۔۔۔ اللہ کے دریا کے کنارے سے موتی چُن لے

خواہرانت ساکنِ چرخِ سَنی ۔۔۔ تو بمُردارے چہ سُلطانی کُنی
تیری بہنیں، بلند آسمان پر مقیم ہیں ۔۔۔ تو مُردار پر کیا سلطنت کر رہی ہے؟

خیز بلقیسا بیا دولت نگر ۔۔۔ جاوداں از دولتِ ما بر بخور
اے بلقیس! اُٹھ، آجا اِس بادشاہی کو دیکھ ۔۔۔ ہمیشہ ہماری دولت کے پھل کھا

---

[1] آوازش۔ یعنی عبدالمطلب کو آواز آئی۔ پیرِ نیکبخت۔ خواجہ عبدالمطلب۔ در رکاب۔ یعنی عبدالمطلب کے ساتھ قریش کے دوسرے سردار بھی آنحضورؐ کو تلاش کرنے چلے۔ اعیان۔ عین کی جمع، سردار۔ رزم میدانِ جنگ۔ بزم۔ محفلِ نشاط۔ ملحمہ۔ میدانِ قتال۔

[2] ایں نسب۔ آنحضورؐ کے ذاتی فضائل کے مقابلہ میں نسبی فضیلت ہیچ ہے۔ مغز یعنی آنحضورؐ کا اصلی جوہر نسب سے بے نیاز ہو۔ آنحضورؐ خیر الخلائق ہیں۔ سمک۔ مچھلی یعنی تحت الثریٰ، عوام کا خیال ہے کہ زمین مچھلی کی پشت پر قائم ہے۔ سماک۔ یعنی آسمان کی انتہائی بلندی۔ سماک اعزل اور سماک رامح دو ستارے ہیں جو انتہائی بلندی پر ہیں۔ زاد یعنی نسب۔ خلعت۔ لباس کا شاہی جوڑا جو کسی کو انعام میں دیا جائے۔ تار و پود۔ تانا، بانا۔

[3] کمتریں۔ اللہ کی جانب سے جو معمولی جوڑا ثواب میں ملتا ہے وہ نقش و نگار میں سورج سے بھی بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ طراز۔ نقش و نگار، سلک۔ یعنی روحانی سلطنت۔ خواہرانت۔ وہ عورتیں جو مقربات بارگاہ خداوندی ہیں جیسے حضرت آسیہ فرعون کی بیوی وغیرہ۔ سَنی۔ بلند۔ مُردار۔ حدیث ہے: الدُّنیا جِیفَۃٌ۔ دنیا مُردار ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خواہرانت را ز بخشش‌ہای راد　　ہیچ میدانی کہ آں سلطان چہ داد
تیری بہنوں کو سخاوت کی بخششوں میں سے　　تو کچھ جانتی ہے کہ اُس شاہ نے (اُنکو) کیا دیا ہے؟

خیز بلقیسا بیا در بحرِ جود　　ہر دمے بر دار بے سرمایہ سود
اے بلقیس! اُٹھ سخاوت کے سمندر میں آجا　　ہر وقت بغیر سرمایہ کے نفع کما

خواہرانت جملہ در عیش و طرب　　بر تو چوں خوش گشت ایں[۱] رنج و تعب
تیری بہنیں سب عیش اور مستی میں ہیں　　یہ رنج اور مشقت تیرے لئے کیسے بھلی بنگئی

خیز بلقیسا سعادت یار شو　　وز ہمہ ملکِ سبا بیزار شو
اے بلقیس! اُٹھ نیک بختی کی یار بنجا　　اور سبا کی پوری سلطنت سے بیزار ہوجا

تو ز شادی چوں گدائے طبل زن　　کہ منم شاہ و رئیس گولخن
تو خوشی میں اُس فقیر کی طرح ہے جو نقارہ پیٹ رہا ہے　　کہ میں بھٹی کا شاہ اور رئیس ہوں

مثلِ قانع شدنِ آدمی بدنیا و حرصِ اُو در طلبِ دنیا و غفلتِ اُو از دولتِ رُوحانیاں کہ ابنائے جنسِ وے اند ونعرہ زناں کہ یَا لَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ

انسان کے دنیا میں قانع ہونے اور دنیا کی طلب میں اُسکی حرص اور روحانیوں کی دولت سے اُس کی غفلت کی مثال جو روحانی اُسی جیسے ہیں اور نعرہ لگارہے ہیں کہ کاش میری قوم جان لیتی

آں سگے[۲] در کو گدائے کور دید　　حملہ می آورد و دلقش می درید
ایک کُتّے نے گلی میں ایک اندھے فقیر کو دیکھا　　اُس پر حملہ کردیا اور اُس کی گدڑی پھاڑدی

گفتہ ایم ایں را وے بارِ دگر　　شد مکرر بہرِ تاکیدِ خبر
ہم یہ (قصہ) کہہ چکے ہیں لیکن دوبارہ　　بات کی تاکید کے لئے مکرر ہوا ہے

[۳] کور گفتش آخر آں یارانِ تو　　بر کُہ اند ایندم شکار و صید جو
اندھے نے اُس سے کہا آخر تیرے دوست　　اس وقت صید و شکار کی جستجو میں پہاڑ پر ہیں

قومِ تو در کوہ می گیرند گور　　در میان کوی می گیری تو کور
تیری قوم پہاڑ میں گورخر پکڑ رہی ہے　　تو کوچے میں اندھے کو پکڑتا ہے

ترکِ ایں تزویر کن شیخِ نفور　　آب شوری جمع کردہ چند کور
اے اَستنفر شیخ! اس مکر کو چھوڑ دے　　تو کھاری پانی ہے تونے چند اندھے جمع کرلے ہیں

[۱] ایں رنج۔ یہ دنیاوی سلطنت۔ چوں گدائے۔ چونکہ تیری یہ سلطنت بے حقیقت ہے لہٰذا تو شاہ نہیں گدا ہے اور بس خس و خاشاک کی بھٹی کو سلطنت سمجھ کر اُس پر اپنی شاہی کا اعلان کرتی ہے۔ یَا لَیْتَ قَوْمِیْ۔ جنتی خوش ہو کر کہے گا کہ کاش میری قوم جان لیتی کہ مجھ پر کیا کرم ہو رہا ہے۔

[۲] آں سگے۔ دنیادار کی مثال گلی کے اُس کتے کی سی ہے جو اچھے شکاروں کو چھوڑ کر گدا اور فقیر پر لپکتا ہے۔ گفتہ ایم۔ اندھے اور کتے کا قصہ ہم پہلے بھی بیان کرچکے ہیں، لیکن بات کو مضبوط کرنے کیلئے مکرر کہہ رہے ہیں۔

[۳] کور۔ اندھے نے کتے سے کہا دوسرے کتے تو پہاڑ پر گورخر کا شکار کر رہے ہیں تو اندھے کو چپٹ رہا ہے۔ ترک۔ کتے کے قصے سے مولانا نے بناوٹی پیروں کو غیرت دلائی ہے۔ آب شوری۔ تو کھاری پانی ہے تونے اپنے اندھے مریدوں کو اپنے چاروں طرف جمع کرلیا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کایں مریدانِ منؔ و من آبِ شور — می خورند از من ہمی گردند کور

کہ یہ میرے مُرید ہیں اور میں کھاری پانی ہوں — وہ مجھ میں سے پیتے ہیں اور اندھے ہوئے جاتے ہیں

آبِ[1] خود شیریں کُن از بحرِ لدُن — آبِ بد را دامِ ایں کوراں مکن

لدُن کے دریا سے اپنے پانی کو شیریں بنالے — بُرے پانی کو ان اندھوں کے لئے جال نہ بنا

خیز، شیرانِ خدا بیں گور گیر — تو چو سگ چونی بزرقی کور گیر

اُٹھ، خدا کے شیروں کو، گورخر پکڑنے والا دیکھ — تو کُتّے کی طرح مکّاری سے اندھے کو پکڑنے والا کیوں ہے

گور چہ از صیدِ غیرِ دوست دُور — جملہ شیر و شیر گیر و مستِ نور

گورخر کیا ہوتا ہے وہ دوست کے علاوہ کے شکار سے دور ہیں — مجسّم شیر ہیں اور شیر پکڑنے والے ہیں اور نور کے مست ہیں

در نظارہ صید و صیادیِ شہ — کردہ ترکِ صید و مُردہ در وَلہ

شکار اور شاہ کو شکار کرنے کے نظارے میں — شکار کرنا چھوڑ دیا ہے اور عشق میں فنا ہیں

ہمچو[2] مُرغِ مُردہ شاں بگرفتہ یار — تا کُند اُو جنسِ ایشاں را شکار

اُن کو دوست نے مُردہ پرند کی طرح پکڑ رکھا ہے — تاکہ وہ (دوست) اُن کے ہم جنسوں کو شکار کرے

مُرغِ مُردہ مُضطر اندر وصل و بین — خواندۂ اَلْقَلْبُ بَیْنَ الْاُصْبُعَیْن

مُردہ پرند وصل اور جدائی میں مجبور ہے — تو نے پڑھا ہے کہ دل دو انگلیوں کے درمیان ہے

مُرغِ مُردہ اش اہر آں کو شد شکار — چوں بہ بیند شد شکارِ شہریار

اُس کے مُردہ پرند کو جو شکار ہوا — جب وہ غور کرے گا تو شاہ کا شکار ہوا ہے

ہر کہ اُو زیں مُرغِ مُردہ سر بتافت — دستِ آں صیاد را ہرگز نیافت

جس نے اس مُردہ پرند سے رُوگردانی کی — اُس نے شکاری کے ہاتھ کو کبھی نہ پایا!

گوید[3] اُو منگر بمُرداریِ من — عشقِ شہ بیں در نگہداریِ من

وہ کہتا ہے میری مُرداری پر نظر نہ کر — میری حفاظت کے بارے میں اللہ کے عشق کو دیکھ

من نہ مُردارم مرا شہ کشتہ است — صورتِ من شبہ مُردہ گشتہ است

میں مردار نہیں ہوں مجھے شاہ نے مارا ہے — میری صورت مُردے کے مشابہ ہوگئی ہے

جنبشم زیں پیش بُود از بال و پر — جنبشم اکنوں ز دستِ دادگر

اس سے پہلے میری حرکت بال اور پر کے ذریعہ تھی — اب میری حرکت منصف کے ہاتھ سے ہے

---

[1] آبِ خود۔ باطنی کمال حاصل کر اور اُس کے ذریعہ مُریدوں کو فیض پہنچا۔ بحرِ لدُن یعنی خدائی فیض۔ خیز۔ مردانِ حق غیبی فیوض سے بہرہ مند ہیں تو صرف مُریدوں کو لُوٹنے پر لگا ہے۔ گور چہ۔ مردانِ حق کو گورگیر کہا تھا اب کہتے ہیں کہ حقیقی مشائخ تو صرف طالبِ خدا ہیں وہ مجسّم شیر ہیں اور صرف شیر کا شکار کرتے ہیں۔ در نظارہ۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اور اُن کو عشق میں فنا کا درجہ حاصل ہے۔

[2] ہمچو مُرغ۔ شکاری جس طرح کا شکار کھیلتے ہیں اُس قسم کے مُردہ جانور کو بھُس وغیرہ بھر کر اپنے ساتھ رکھتے ہیں تاکہ اُسکے ذریعہ اُس کے ہم جنسوں کا شکار کریں۔ اسی طرح یہ بزرگ گویا کہ وہ مُردہ جانور ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن کے ذریعہ اُن کے ہم جنسوں کا شکار کرتا ہے۔ مُرغِ مُردہ۔ ظاہر ہے کہ وہ مُردہ جانور بالکل شکاری کے اختیار میں ہوتا ہے شکاری سے وصل اور جدائی میں مجبورِ محض ہوتا ہے یہی حال اِن بزرگوں کا ہوتا ہے۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں جس میں فرمایا گیا کہ دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اللہ جس طرف چاہتا ہے اُس کو پلٹ دیتا ہو۔ مُرغِ مُردہ۔ اس مُردہ جانور کے ذریعہ جو شکار ہوا وہ در اصل شکاری ہی کا شکار بنا ہے۔ ہر کہ اُو۔ جو جانور اس مُردہ جانور سے کنارہ کشی کریگا وہ صیاد کے ہاتھ سے دور رہیگا۔

[3] گوید اُو۔ فانی فی اللہ کہتا ہو بظاہر میرے مردار ہونیکو نہ دیکھو خدائی عشق مجھے نجس ہونیسے بچاتے ہوئے ہے بصورتِ من۔ فقرو فنا کیوجہ سے میں مُردے کی صورت میں ہوں۔ جنبشم۔ حرکت جو کہ زندگی کا اثر ہو وہ پہلے میرے ذاتی ارادہ سے تھی اب نسبتِ قدرت کے ذریعہ ہے۔

566

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جُنبشِ فانیم بیروں شُد ز بوت — جُنبشِ باقیست اکنوں چوں ازو
میری فنا ہونے والی حرکت کمال سے باہر ہو گئی ہے — اب باقی رہنے والی حرکت ہے کیونکہ وہ اُسی کی جانب سے ہے

ہر کہ کج جنبد بہ پیشِ جُنبشم — گرچہ سیمرغ است زارش می کُشم
جو کوئی میری حرکت کے سامنے ٹیڑھی حرکت کرتا ہے — خواہ وہ سیمرغ ہو میں اُس کو بری طرح مارتا ہوں

ہیں مرا مُردہ مبیں گر زندہ — در کفِ شاہم نگر گر بندہ
خبردار! اگر تو زندہ ہے مجھے مُردہ نہ سمجھ — اگر تو بندۂ (خدا) ہے تو مجھے شاہ کے ہاتھ میں سمجھ

مُردہ زندہ کرد عیسیٰ از کرم — من بکفِ خالقِ عیسیٰ درم
(حضرت) عیسیٰ نے کرم سے مردہ کو زندہ کر دیا — میں (حضرت) عیسیٰ کے خالق کے ہاتھ میں ہوں

کے[۲] بمانم مُردہ در قبضۂ خدا — بر کفِ عیسیٰ مدار ایں ہم روا
میں خدا کے قبضہ میں رہ کر مُردہ کب رہ سکتا ہوں — (حضرت) عیسیٰ کے ہاتھ پر بھی یہ روا نہ رکھ

عیسیم لیکن ہر آنکو یافت جاں — از دمِ من اُو بماند جاوداں
میں عیسیٰ ہوں لیکن جس نے جان حاصل کر لی — میرے دَم سے وہ ہمیشہ زندہ رہے گا

شُد ز عیسیٰ زندہ لیکن باز مُرد — شاد آنکو جاں بدیں عیسیٰ سپُرد
(حضرت) عیسیٰ سے زندہ ہوا لیکن پھر مر گیا — وہ قابلِ مبارکباد ہے جس نے اِس عیسیٰ کو جان سپرد کر دی

من[۳] عصایم در کفِ موسیٰ خویش — موسیم پنہان و من پیدا بہ پیش
میں اپنے موسیٰ کے ہاتھ میں لاٹھی ہوں — میرا موسیٰ پوشیدہ ہے اور میں سامنے ظاہر ہوں

بر مُسلماناں پُلِ دریا شوم — باز بر فرعون اژدرہا شوم
میں مسلمانوں کے لئے دریا کا پُل ہو جاتا ہوں — پھر فرعون پر اژدھا بن جاتا ہوں

ایں عصا را اے پسر تنہا مبیں — کہ عصا بے کفِ حق نبوُد چنیں
اے بیٹا! اِس لاٹھی کو اکیلا نہ سمجھ — کیونکہ بغیر خدا کے ہاتھ کے لاٹھی ایسی نہیں ہوتی ہے

موجِ طوفاں ہم عصا بُد کو زدر — طنطنہ جادو پرستاں را بخورد
طوفان کی موج بھی لاٹھی تھی جس نے زور دکھایا تھا — جادو پرستوں کے دبدبہ کو نگل لیا

ہم عصا بُد باد بر اَعدائے ہوُد — کہ بر آورد از بقیہ عاد دوُد
(حضرت) ہود کے دشمنوں پر ہوا بھی لاٹھی تھی — جس نے عاد کے بقیہ (لوگوں) کے دھوئیں اڑا دیے

ہم عصایِ بُود پشہ در نبرد — کو بر آورد از سرِ نمرود گرد
مچھر بھی مقابلے میں لاٹھی تھا — جس نے نمرود کے سر سے دھول اڑا دی

---

[۱] جنبشِ فانیم۔ جب انسان فرائض اور نوافل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر لیتا ہے تو اس کے تمام افعال اللہ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں ہر کہ۔ تقرب کا انتقام بڑے سے بڑے انسان کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ یعنی فنا فی اللہ صرف اپنے افعال کے اعتبار سے بے حس و حرکت ہوتا ہے، دستِ قدرت اُس سے افعال کا صدور کرتا ہے۔ مُردہ۔ حضرت عیسیٰ مُردے کو زندہ کر دیتے تھے تو حضرت عیسیٰ کا خالق مُردے کو کیسے زندہ نہ کر دے گا۔

[۲] کے بمانم۔ حضرت عیسیٰ کی حیات بخشی کا انکار بھی جائز نہیں ہے۔ چہ جائیکہ خدا کی حیات بخشی۔ عیسیم۔ میں خود ہی زندہ نہیں ہوں بلکہ دوسروں کو ابدی زندگی عطا کرتا ہوں۔ شُد ز عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ کے جس معجزے کا ذکر ہے اُس سے عارضی زندگی حاصل ہوتی تھی۔ بدیں عیسیٰ۔ اگر اِس سے مُراد اللہ تعالیٰ ہے تو کوئی اِشکال نہیں۔ اگر خود فانی فی اللہ مُراد ہے تو مُراد یہ ہے کہ اُن کے معجزے کا تعلق دنیاوی زندگی سے تھا اگرچہ وہ بھی روحانی ابدی زندگی عطا کرتے تھے اُس کا ذکر نہیں ہے۔

[۳] من عصایم۔ یعنی اب میں اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مظہر ہوں۔ بر مسلماناں۔ یعنی میں اہلِ حق کیلئے باعثِ نجات اور کفار کیلئے باعثِ عذاب ہوں۔ دریا یعنی مصر کا دریائے نیل۔ موج

٥٦٦

گر عصا[1] ہائے خدا را بشمرم — زرقِ ایں فرعونیاں را بردرم

اگر میں خدا کی لاٹھیوں کا شمار کردوں — ان فرعونیوں کی مکاری (کا پردہ) چاک کردوں

لیک زیں شیریں گیاہِ زہرمند — ترک کن تا چند روزے می چرند

لیکن اس زہریلی شیریں گھاس کو — رہنے دے، تاکہ چند روز چرلیں

گر نباشد جاہِ فرعون و سرے — از کجا یابد جہنم پرورے

اگر فرعون کا رتبہ اور سرداری نہ ہو — (تو) جہنم کہاں سے پرورش پائے؟

فربہش کن آنگہش کش اے قصاب — زانکہ بے برگند در دوزخ کلاب

اے قصاب! اس کو موٹا کر پھر ذبح کر — کیونکہ دوزخ میں کتّے بے سروسامان ہیں

گر نبودے خصم و دشمن در جہاں — پس بمردے خشم اندر مرد ماں

اگر دنیا میں مخالف اور دشمن نہ ہوتے — تو انسانوں میں غصہ مُردہ ہو جاتا

دوزخ[2] آں خشم ست خصمے بایدش — تا زید ورنہ رحیمی بکشدش

اے فلاں! دوزخ وہ غصہ ہے بغیر مخالف کے — کب زندہ رہے، مومنوں کے نور سے بجھ جائے

دوزخ آں خشم است و خصمے بایدش — تا زید ورنہ رحیمی بکشدش

دوزخ وہ غصہ ہے اور اس کو مخالف چاہیئے — تاکہ زندہ رہے، ورنہ رحیمی اس کو بجھا دے

گر بماندے لطف بے قہر و بدے — پس کمالِ بادشاہی کے شدے

اگر مہربانی بغیر قہر اور بدی کے رہ جاتی — تو بادشاہی کا کمال کب ہوتا!

ریشخندے کردہ اند آں منکراں — بر مثلہا و بیانِ ذاکراں

اُن منکروں نے مذاق اُڑائی ہے — اہلِ ذکر کی مثالوں اور بیان کی

تو اگر خواہی بکن ہم ریشخند — چند خواہی زیست اے مُردار چند

اگر چاہے تو بھی مذاق اُڑا — اے مُردار! تو کب تک زندہ رہے گا!

شاد[3] باشید اے محبّان در نیاز — بر ہمیں در کہ شود امروز باز

اے دوستو! نیازمندی میں خوش رہو — اُس دروازے پر جو آج کھلا ہوا ہے

ہر حوائج باشدش کردے دگر — درمیانِ باغ از سیر و کبر

ہر ضرورت کی ایک دوسری کیاری ہوتی ہے — باغ میں لہسن اور کبر کی

اور اُس در کی نیازمندی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ قابلِ مبارکباد ہیں۔ حوائج۔ مولانا نے اِس لفظ کو ضروریاتِ زندگی کے معنی میں بولا ہے۔ کرد۔ کاف کے ضمہ سے، کیاری۔ سیر، لہسن۔ کبر۔ ایک پھل کا نام ہے جو خراسان میں پیدا ہوتا ہے اُسکا اچار ڈالا جاتا ہے مولانا مخلص اور منافق کے مسلک کو جدا جدا کرکے سمجھا رہے ہیں۔

[1] عصاہا یعنی میں اگر خدائی عذاب کی تفصیل بیان کردوں تو فرعون صفت انسانوں کے مکر کا پردہ چاک کردوں۔ لیک۔ اِن فرعونوں کو دنیا کی لذتوں میں جو کہ حقیقتاً زہر ہیں مبتلا رہنے دو۔ گر نباشد۔ نظامِ قدرت کی بقا کیلئے گنہگاروں کی بھی ضرورت ہے۔ از کجا۔ یہ لوگ جہنم کی خوراک ہیں جس سے اسکی پرورش ہوتی ہے۔ فربہش۔ قرآن پاک میں ہے ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ "اے نبی اُن کو چھوڑے رکھو وہ کھاتے اور نفع اٹھاتے رہیں اور اُن کو تمنا غفلت میں ڈالے رکھے پھر عنقریب وہ جان لینگے"۔ کلاب۔ دوزخ کے کتّے اُن کے گوشت کے منتظر ہیں۔ گر نبودے۔ غصہ کی بقا کیلئے مخالفت اور دشمنی کا وجود ضروری ہے ورنہ غصہ مرجائے۔

[2] دوزخ۔ دوزخ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا مظہر ہے اُس کیلئے اِن دشمنوں کی ضرورت ہے۔ رحیمی۔ اگر صفتِ غضب نہ ہے تو دوزخ ٹھنڈی ہو جائے۔ گر بماندے۔ اگر صرف صفتِ رحمت ہو اور صفتِ غضب نہ ہو تو بادشاہی کا کمال نہیں ہے لہٰذا الوہیت کیلئے دونوں صفتیں ضروری ہیں۔ ریشخندے۔ منکر، اہلِ ذکر کا مذاق اڑاتے ہیں تو بھی اگر چاہے مذاق اُڑالے پھر دیکھ انجام کیا ہوتا ہے۔

[3] شاد۔ جو لوگ آیاتِ الٰہیہ کے ذکر سے محبت رکھتے ہیں

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہر یکے با جنسِ خود در کردِ خود ۵۱ — از برائے پختگی نم می خورد

ہر ایک چیز ہم جنس کے ساتھ اپنی کیاری میں — پختگی کے لئے سیرابی حاصل کرتی ہے

تو کہ کردِ زعفرانی زعفراں — باش و آمیزش مکن با دیگراں

تو جو کہ زعفران کی کیاری ہے زعفران — رہ، اور دوسروں کے ساتھ نہ مل

آب می خور زعفرانا تا رسی — زعفرانی اندریں حلوا رسی

اے زعفران! سیرابی حاصل کر تاکہ تو پک جائے — تو زعفران ہے اس حلوے میں ملے گا

تو مکن در کردِ شلغم پوزِ خویش — کہ نگردد با تو او ہم طبع و کیش

تو شلجم کی کیاری میں اپنا منہ نہ ڈال — تاکہ وہ تیرا ہم مزاج اور ہم مذہب نہ ہو جائے

تو بکردے او بکردے مودعہ — زانکہ ارضُ اللہ آمد واسعہ

تو ایک کیاری میں اور وہ دوسری کیاری میں رکھا ہوا ہے — کیونکہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے

خاصہ آں ارضے کہ از پہناوری — در سفر گم می شود دیو و پری

خصوصاً وہ زمین جیسی، وسعت کی وجہ سے — دیو اور پری سفر میں گم ہو جاتے ہیں

اندراں ۵۲ بحر و بیابان و جبال — منقطع می گردد اوہام و خیال

ان سمندروں اور جنگلوں اور پہاڑوں میں — اوہام اور خیالات ختم ہو جاتے ہیں

ایں بیاباں در بیابانہائے او — ہمچو اندر بحر و بر یک تارِ مو

یہ جنگل اس کے جنگلوں میں — اس طرح ہیں جیسے سمندر اور خشکی میں ایک بال

آبِ استادہ کہ سیرستش نہاں — تازہ تر خوشتر ز جوہائے رواں

پانی ٹھہرا ہوا ہے کیونکہ اس کی رفتار پوشیدہ ہے — جاری نہروں سے، تازہ تر اور اچھا ہے

گو ۵۳ درونِ خویش چوں جان و رواں — سیرِ پنہاں دارد و پائے رواں

کیونکہ وہ اپنے اندر جان اور روح کی طرح — پوشیدہ سیر اور رواں پاؤں رکھتا ہے

مستمع خفتہ است کوتہ کن خطاب — اے خطیب ایں نقش کم زن بر آب

سننے والا سو گیا ہے تقریر مختصر کر — اے مقرر! اس نقش کو پانی پر نہ کھینچ

بقیۂ دعوتِ سلیمان بلقیس را کہ فرصت غنیمت است

حضرت سلیمانؑ کی بلقیس کو دعوت کا بقیہ کہ فرصت غنیمت ہے

خیز بلقیسا کہ بازاریست تیز — زیں خسیسانِ کسادافگن گریز

اے بلقیس! اٹھ کیونکہ بازار تیزی پر ہے — ان ٹوٹے میں مبتلا کرنے والے کمینوں سے بھاگ

---

۵۱ ہر یکے۔ ہر ترکاری اپنی کیاری میں پرورش پاتی ہے اور سیرابی حاصل کر کے پختہ ہوتی ہے۔ تو کہ۔ مخلص کو منافق کے ساتھ میل جول نہ چاہیے۔ آب می خور۔ اپنے مسلک پر قائم رہ کر پختگی پیدا کرتا کہ اعلیٰ مقام حاصل ہو جائے۔ تو مکن۔ زعفران کو اپنی کیاری میں رہنا چاہیے اگر شلغم کی کیاری کا رُخ کریگا تو شلغم اُس کی خاصیت اپنا لے گی۔ تو بکردے۔ اللہ نے مومن کا ایک مقام اور منافق کا دوسرا مقام بنایا ہے خدا کی زمین وسیع ہے خلط ملط کی ضرورت نہیں ہے۔ خاصہ۔ عالمِ غیب کی سرزمین تو اسقدر وسیع ہے کہ اُس میں دیو اور پری بھی راستہ گم کر بیٹھتے ہیں

۵۲ اندراں۔ عالمِ غیب کے سمندروں اور جنگلوں اور پہاڑوں کی وسعت تک وہم اور خیال بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ایں بیاباں۔ دنیاوی زمین کی کائنات اُس غیب کی زمین کے اعتبار سے ایسی ہے جیسا کہ بحر و بر کے مقابلہ میں ایک بال۔ آبِ استادہ۔ سالک کے باطن کا رکا ہوا پانی جس کا بہاؤ پوشیدہ ہے جاری پانی سے بدرجہا بہتر ہے

۵۳ گو۔ سالک کی سیر جان اور روح کی سیر کی طرح مخفی اور پوشیدہ ہوتی ہے۔ مستمع۔ چونکہ سامعین کی توجہ نہیں ہے لہٰذا فنا کے مقام کی باتیں بند کر دو ورنہ نقش بر آب ہوگی۔ خیز۔ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو مُلک کی دعوت دی اور فرمایا کہ گرواروں کی صحبت

569

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خیز بِلقیسا کنوں باؔختیار ۔۔۔ پیش ازاں کہ مرگ آرد گیر و دار
اے بلقیس! اب اُٹھ (جبکہ) بااختیار ہے ۔۔۔ اس سے قبل کہ موت پکڑ دھکڑ شروع کرے

خیز بِلقیسا بیا پیش از اجل ۔۔۔ در نگر شاہی و مُلکِ بے دَغل
اے بلقیس! اُٹھ، موت سے پہلے آجا ۔۔۔ بادشاہی اور بغیر فساد کی سلطنت دیکھ لے

خیز بِلقیسا بجاہِ خود مناز ۔۔۔ اندریں درگہ نیاز آور نہ ناز
اے بلقیس! اُٹھ، اپنے مرتبہ پر ناز نہ کر ۔۔۔ اس بارگاہ میں نیاز پیش کر نہ کہ ناز

خیز بِلقیسا و مستہ باقضا ۔۔۔ ورنہ مرگ آید کشد گوشِ ترا
اے بلقیس! اُٹھ اور قضا (خداوندی) سے نہ لڑ ۔۔۔ ورنہ موت آئے گی تیرے کان کھینچے گی

بعد ازاں گوشت کشد مرگ آنچناں ۔۔۔ کہ چو دُزد آئی بشحنہ جاں کُناں
اس کے بعد موت تیرے ایسے کان کھینچے گی ۔۔۔ کہ تو چور کی طرح کوتوال کے پاس جانکنی کی حالت میں آئیگی

زیں خراں تا چند باشی نعل دُزد ۔۔۔ گر ہمی دُزدی بیا و لعل دُزد
تو ان گدھوں کے نعل کب تک چُرائے گی؟ ۔۔۔ اگر چوری ہی کرنی ہے تو آ اور لعل چُرا

خواہرانت یافتہ مُلکِ خلود ۔۔۔ تو گرفتہ مُلکتِ کور و کبود
تیری بہنوں نے ہمیشگی کی سلطنت حاصل کرلی ۔۔۔ تو بے نور اور تاریک سلطنت کو پکڑے ہوئے ہے

اے خنک آنجاں کزیں مُلکت بجست ۔۔۔ کہ اجل ایں مُلک را ویراں گرست
وہ جان قابلِ مبارکباد ہے جس نے اس سلطنت کو چھوڑ دیا ۔۔۔ کیونکہ موت اس سلطنت کو ویران کردینے والی ہے

خیز بِلقیسا بیا بارے ببیں ۔۔۔ مُلکتِ شاہان و سلطانانِ دیں
اے بلقیس! اُٹھ، آجا اب دیکھ ۔۔۔ دین کے اُمراء اور شاہوں کی سلطنت

شستہ در باطن میانِ گلستاں ۔۔۔ ظاہراً خارے میانِ دوستاں
وہ حقیقت باغ میں بیٹھا ہوا ہے ۔۔۔ بظاہر دوستوں کے درمیان ایک کانٹا ہے

بوستاں با او رواں ہر جا رود ۔۔۔ لیک آں از خلق پنہاں می شود
جہاں وہ جاتا ہے باغ اس کے ساتھ جاتا ہے ۔۔۔ لیکن وہ (باغ) مخلوق سے پوشیدہ ہوتا ہے

میوہا لابہ کناں کز من بچر ۔۔۔ آبِ حیواں آمدہ کز من بخور
پھل خوشامد کرتے ہیں کہ ہمیں کھا ۔۔۔ آبِ حیات آیا ہوا ہے کہ مجھے پی

طوف می کُن بر فلک بے پرّ و بال ۔۔۔ ہمچو خورشید و چو بدر و چوں ہلال
بغیر بال و پر کے آسمان کا طواف کر ۔۔۔ سورج اور چودھویں اور پہلی کے چاند کی طرح

۵۱ باِختیار۔ انسان جب تک زندہ ہے بااختیار ہے۔ درنگر یعنی عالمِ آخرت کی شاہی جو لازوال ہے۔ درگہ یعنی درگاہ خداوندی میں صرف نیاز کام آتا ہے۔ مستہ۔ مستیز کا مخفف ہے، جھگڑا نہ کر۔ بعد ازاں۔ مرنے کے بعد مجرم کی سی اضطراری حاضری ہوگی۔ شحنہ۔ کوتوال۔ خراں۔ دولت کے لئے دنیاداروں کی پابوسی نہ کر۔ نعل۔ حکمت کے معنی گوہر۔ خواہرانت یعنی دنیا کی نیک عورتیں۔

۵۲ اے خنک۔ جو شخص ناپائیدار حکومت سے دستبردار ہو کر ابدی سلطنت حاصل کرے وہ مبارکبادی کے قابل ہے۔ شستہ۔ نشستہ کا مخفف ہے یعنی جس نے اُخروی سلطنت حاصل کرلی وہ باطنی کمالات کے باغ میں بیٹھا ہوا ہے لیکن بظاہر وہ اپنے ملنے والوں کو ایک کانٹا نظر آرہا ہے۔

۵۳ بوستاں۔ اسکے کمالات کا باغ اس کے ساتھ رہتا ہے لیکن عوام کی نظر سے مخفی ہے۔ میوہ۔ وہ اس باغ کے پھلوں سے نفع اندوز ہے اور اس باغ کی نہروں سے آبِ حیات پی رہا ہے۔ طوف۔ عالمِ ملکوت کی سیر کر۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں رواں باشی رواں و پائے نہ — می خوری صد لوت و لقمہ خائے نہ

تو روح کی طرح چلے گی اور پاؤں نہیں ہے — تو سیکڑوں غذائیں کھائیگی اور لقمہ چبانے والی نہیں ہے

نے نہنگِ غم زند بر کشتیت — نے پدید آید ز مُردن زشتیت

نہ تیری کشتی پر غم کا مگرمچھ حملہ کرے گا — نہ مرنے کی وجہ سے تیرے اوپر بدنمائی آئیگی

ہم تو شاہ و ہم تو لشکر ہم تو تخت — ہم تو نیکو بخت باشی ہم تو بخت

تو ہی شاہ ہوگی تو ہی لشکر ہوگی تو ہی تخت ہوگی — تو ہی نیک بخت ہوگی تو ہی نصیب ہوگی

گر تو نیکو بختی و سلطان زفت — بخت غیرِ تُست روزے بخت رفت

اگر تو نیک بخت ہے اور سلطانِ اعظم — نصیب تیرا غیر ہے ایک دن نصیب روانہ ہو جائیگا

تو بماندی چوں گدایاں بے نوا — دولتِ خود ہم تو باش اے مجتبیٰ

تو فقیروں کی طرح بے سروسامان رہ جائیگی — اے برگزیدہ! خود تو دولت بن جا

چوں تو باشی بختِ خود اے معنوی — پس تو کہ بختی ز خود کے گم شوی

اے معنوی! جب تو خود اپنا نصیب ہوگی — تو پھر جبکہ تو خود نصیب ہے اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟

تو ز خود کے گم شوی اے خوش خصال — چونکہ عینِ تو ترا شد ملک و مال

اے خوش خصال! تو اپنے آپ سے کب گم ہوگی؟ — جبکہ تیرا وجود خود تیرا ملک و مال بن گیا

[۳] بقیۂ قصۂ عمارت کردنِ سلیمانؑ مسجدِ اقصیٰ را بہ تعلیم و وحیِ خدا جہت حکمتہا و معاونتِ ملائکہ و دیو و پری

حضرت سلیمانؑ کا مسجدِ اقصیٰ کو حکمتوں کی وجہ سے خدائی تعلیم اور وحی کے ذریعہ تعمیر کرنے کا بقیۂ قصہ اور فرشتوں اور جنوں اور پریوں کی مدد

بعد ازاں آمد ندا از پیشِ تخت — بر سلیمانؑ آں نبیِ نیک بخت

اس کے بعد تخت کے سامنے سے آواز آئی — ان نیک بخت نبی، سلیمانؑ کے پاس

اے سلیماںؑ مسجدِ اقصیٰ بساز — لشکرِ بلقیس آمد در نماز

اے سلیمانؑ! مسجدِ اقصیٰ بنا — بلقیس کا لشکر نماز کا عادی ہو گیا ہے

چونکہ او بنیادِ آں مسجد نہاد — جن و انس آمدند و در کار داد

جب انھوں نے اس مسجد کی نیو رکھی — جن و انس آگئے (اور) کام میں لگ گئے

آواز آئی۔ لشکرِ بلقیس یعنی بلقیس کا لشکر عبادت کرنے لگا ہے اب ایک وسیع مسجد کی ضرورت ہے۔ چونکہ او۔ یعنی حضرت سلیمانؑ۔ آں مسجد یعنی مسجدِ اقصیٰ۔ جن و انس۔ حضرت سلیمانؑ کی حکومت ہر جن اور انس پر تھی۔

[۱] چوں۔ یہ سیرِ روحانی ہو گی جس میں پاؤں اور بال و پر کی ضرورت نہیں ہے۔ می خوری۔ معارفِ خداوندی سے لذتیں حاصل ہوں گی اس خوراک کے لئے لقمہ چبانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نے نہنگ۔ تیری اس کشتی کو غم کا مگرمچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

[۲] ہم تو شاہ۔ عالمِ ملکوت میں تو خود ملک ہوگی خود لشکر اور تختِ شاہی ہوگی تو خود نصیبہ ہوگی اور خود ہی نیک بخت ہوگی۔ گر تو۔ اس عالم میں اگر تو نصیبہ ور بھی ہے تو بخت "" دوسری چیز ہے اور تو اور ہے۔ غیر مغایرت کی وجہ سے کسی وقت تجھ سے تیرا بخت جدا ہو جائیگا اور تو فقیر بن جائیگی۔ چوں تو باشی۔ جب تجھ میں اور نصیبہ میں اتحاد ہو جائیگا تو پھر بخت کو تو گم نہ کرے گی کیونکہ کوئی اپنے آپ کو گم نہیں کرتا ہے۔

[۳] بقیۂ قصہ۔ حضرت سلیمانؑ کا ذکر چل رہا تھا درمیان میں بلقیس کا قصہ آگیا تھا بہرحال وہ حضرت سلیمانؑ کے پاس آکر ان پر ایمان لے آئی تھی اب حضرت سلیمانؑ کے قصہ کو پورا کرتے ہیں اور مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر اور سلیمانؑ کا ذکر شروع کرتے ہیں۔ بعد ازاں یعنی جب بلقیس کی دعوت کی تکمیل ہوگئی۔ تخت۔ یعنی تختِ سلیمان کے سامنے سے ہاتفِ غیبی کی

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

یک ۱ گروہ از عشق و قومے بے مُراد
ایک گروہ عشق کے ساتھ اور کچھ لوگ بادلِ ناخواستہ

ہمچناں کہ در رہِ طاعت عباد
جس طرح کہ لوگ راہ عبادت میں

خلق دیوانند و شہوت سلسلہ
لوگ دیو ہیں اور خواہش نفسانی زنجیر ہے

می کشدشاں سوی دُکان و غلہ
وہ اُن کو دُکان اور آمدنی کی طرف کھینچتی ہے

ہست ایں زنجیر از خوف و وَلہ
یہ زنجیر ڈر اور عشق کی ہے

تو مبیں ایں خلق را بے سلسلہ
تو اِن لوگوں کو بلا زنجیر نہ سمجھ

ہست ایں بند و کمند آں خوف شاں
یہ پھندہ اور کمند اُن کا وہ خوف ہے

نیستند ایں خلق بے بندِ نہاں
یہ لوگ پوشیدہ بند کے بغیر نہیں ہیں

می کشاندشاں سوئے کسب و شکار
وہ اُن کو کمائی اور شکار کی جانب کھینچتا ہے

می کشاندشاں سوئے کان و بحار
وہ اُن کو کانوں اور سمندروں کی جانب کھینچتا ہے

می ۲ کشاندشاں سوئے نیک و بد
وہ اُن کو نیک و بد کی طرف کھینچتا ہے

گفت حق فی جیدِھا حبلُ المَسَد
اللہ نے فرمایا ہے اُسکے گلے میں مونج کی رسّی ہے

قَد جَعَلنا الحَبلَ فی اَعناقِھِم
بیشک ہم نے اُن کی گردنوں میں رسّی ڈالدی ہے

وَاتَّخَذنا الحَبلَ مِن اَخلاقِھِم
اور ہم نے رسّی اُن کے اخلاق سے بنائی ہے

لَیسَ مِن مُستَقذِرٍ وَمُستَنقِہٖ
نہیں ہے کوئی بھی گنہگار (یا) پاک

قَطُّ اِلاَّ طائِرُہٗ فی عُنُقِہٖ
ہرگز، مگر اُس کا اعمالنامہ اُس کی گردن میں ہے

حرصِ تو در کارِ بد چوں آتش ست
بُرے کام میں تیری حرص آگ جیسی ہے

اخگر از رنگِ خوشِ آتش خوش ست
انگارا آگ کے خوشنما رنگ کی وجہ سے حسین ہے

آں ۳ سیاہی فحم در آتش نہاں
کوئلے کی کالک آگ میں پوشیدہ ہے

چونکہ آتش شُد سیاہی شُد عیاں
جب آگ ختم ہوئی کالک کھل گئی

اخگر از حرصِ تو شُد فحمِ سیاہ
کالا کوئلہ تیری حرص کی وجہ سے انگارا تھا

حرص چوں شُد ماند آں فحم تباہ
حرص جب ختم ہوئی وہ تباہ کوئلہ رہ گیا

آں زماں آں فحم اخگر می نمود
اُس وقت وہ کوئلہ انگارا نظر آیا

آں ز حُسنِ کارِ نارِ حرص بود
وہ حرص کی آگ کے کارنامہ حُسن کی وجہ سے تھا

حرص کارت را بیاراینده بود
لالچ نے تیرے کام کو آراستہ کیا تھا

حرص رفت و ماند کارِ تو کبود
حرص ختم ہو گئی اور تیرا کام بدنما ہو گیا

۱ یک گروہ۔ کچھ لوگ دل و جان سے کام کر رہے تھے کچھ بددلی سے جیسا کہ عبادات میں انسانوں کا حال ہے۔ خلق۔ جس طرح مسجد کے کام میں جن لگے ہوئے تھے اسی طرح ہر انسان کو دیو سمجھو اور اُن کا قلبی رجحان اُن کے لیے بمنزلہ زنجیر کے ہے وہ اُس زنجیر کے ذریعہ اپنے مرغوب کام میں لگا ہوا ہے۔ خلق مدنی پیدا ہو۔ خوف و وَلہ۔ زنجیریں دو قسم کی ہیں ایک ڈر کی، ایک عشق اور محبت کی۔ یہ سلسلہ قرآن پاک میں ہے مَا مِن دَابَّۃٍ اِلاَّ ھُوَ آخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا۔ نہیں کوئی زمین پر چلنے والا مگر اللہ تعالیٰ اُس کی پیشانی کے بال پکڑے ہوئے ہے:

۲ می کشاند۔ وہ مخفی زنجیر اُس کو مختلف کاموں کیطرف کھینچتی ہے۔ فی جیدِھا۔ قرآن میں ابولہب کی بیوی کے بارے میں فرمایا گیا ہے اُسکے گلے میں مونج کی رسّی ہے۔ مولانا نے یہاں رسّی سے وہی خواہش نفسانی جس کو زنجیر سے تعبیر کرے ہیں مُراد لی ہے۔ مُستقذِر۔ پلید، گنہگار۔ مُستَنقِہ۔ اصل میں مُستَنقی تھا، پاک و صاف۔ طائرہ۔ پرندہ یعنی اعمالنامہ۔ حرص۔ انسان کی حرص اسکے بُرے عمل کو خوشنما کر کے پیش کرتی ہے جس طرح آگ کالے کوئلے کو حسین انگارا بنا دیتی ہے۔

۳ آں سیاہی۔ کوئلہ کالا ہوتا ہے آگ اسکو سُرخ بنا دیتی ہے جب آگ بجھ جاتی ہے کوئلہ کا کالا پن ہوجاتا ہے۔ نگر۔ بُرا عمل حرص کی وجہ سے حسین بنتا ہے جب حرص جاتی رہتی ہے اُس عمل کی بُرائی نظر آنے لگتی ہے۔ فحم۔ کوئلہ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

غورہ[1] را کہ بیارایند غول … پختہ پندارد کسے کو ہست گول

جس کچے خوشے کو بھوت نے آراستہ کیا ہے … وہ شخص اُس کو پختہ سمجھے گا جو احمق ہے

آزمایش چوں نماید جانِ او … کُند گردد زآزمودن ندانِ او

جب اُس کی جان آزمائش کرتی ہو … آزمائش سے اُس کے دانت کھٹے ہو جاتے ہیں

از ہوس آں دام دانہ می نمود … عکسِ غولِ حرص و آں خود دام بود

ہوس کی وجہ سے اُس جال کو دانہ دکھا دیا … حرص کے بھوت کے عکس نے اور وہ خود جال تھا

حرص اندر کارِ دین و خیر جو … چوں نماند حرص ماند نغز او

خیر اور دین کے کام میں حرص کو دیکھ … جب حرص نہیں رہتی، وہ خوبصورت بنتا ہے

خیرہا نغز ند نہ از عکسِ غیر … تابِ حرص ار رفت ماند تابِ خیر

نیک کام (خود) خوبصورت ہیں نہ کہ غیر کے عکس سے … حرص کی چمک اگر چلی جاتے نیکی کی چمک رہتی ہے

تابِ[2] حرص از کارِ دنیا چوں برفت … فحم باشد ماندہ از اخگر بہ تفت

دنیا کے کام سے جب حرص کی چمک چلی جائے … ہر حرارت انگارے کی بجائے کوئلہ رہ جاتی ہے

کودکاں را حرص می آرد غرار … تا شوند از ذوقِ دل دامن سوار

بچوں کو حرص دھوکا دیتی ہے … یہاں تک کہ وہ دل کے ذوق سے دامن کے سوار بنتے ہیں

چوں ز کودک رفت آں حرصِ بدش … بر دگر اطفال خندہ آیدش

جب بچے میں سے اُس کی وہ بُری حرص جاتی رہی … دوسرے بچوں پر اُس کو ہنسی آتی ہے

کہ چہ می کردم چہ می دیدم دریں … خل[3] زعکسِ حرص بنمود انگبیں

کہ میں نے کیا کیا تھا اس میں کیا سمجھا تھا؟ … حرص کے پرتو سے، سرکہ شہد نظر آیا تھا

آں بنائے انبیا بے حرص بود … زانچناں پیوستہ رونقہا فزود

انبیا کی تعمیر بغیر لالچ کے تھی … اسی وجہ سے ہمیشہ ایسی رونقیں بڑھیں

اے بسا مسجد برآوردہ کرام … لیک نبود مسجدِ اقصاش نام

شرفا نے بہت سی مسجدیں بنائیں … لیکن اُن کا مسجدِ اقصیٰ نام نہ ہوا

کعبہ را کش ہر دمے عزّے فزود … آں ز اخلاصاتِ ابراہیم بود

کعبہ جس کی عزت ہر وقت بڑھتی ہے … یہ (حضرت) ابراہیم ع کے خلوص کی وجہ سے ہے

فضلِ آں مسجد ز خاک و سنگ نیست … لیک در بناش حرص و جنگ نیست

اُس مسجد کی فضیلت مٹی اور پتھر کی وجہ سے نہیں ہے … لیکن اُس کے بانیوں میں حرص اور مقابلہ نہیں ہے

---

[1] غورہ۔ کچا خوشہ۔ غول۔ چھلاوا، بھوت۔ گول۔ بیوقوف۔ آزمائش۔ جب کچے پھل کو کھائے گے تو پتہ چلے گا اور دانت کھٹے ہو جائیں گے۔ از ہوس۔ انسان کی حرص جال کو دانہ دکھا دیتی ہے۔ حرص۔ کارِ خیر میں اگر حرص ہو اور وہ حرص جاتی رہے تب بھی وہ عمل بہتر دکھائی دیگا۔ تاب۔ چمک۔

[2] تابِ حرص۔ دنیا کے کاموں میں لالچ کی چمک ہٹ جانے کے بعد ان کاموں کی بدنمائی واضح ہو جاتی ہے۔ کودکاں۔ بچے گھوڑے کی حرص میں اپنے دامن کو گھوڑا بنا کر سوار ہوتے ہیں۔ بچوں جب بڑا ہو جانے پر وہ حرص ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہی بچے دوسرے بچوں کی اس حرکت پر ہنستا ہے۔

[3] خل۔ غرضیکہ انسان کی حرص اور لالچ بُرے کو بھلا دکھاتی ہے سرکہ شہد نظر آتا ہے۔ آں بنائے۔ جو تعمیر انبیا کرتے ہیں اُس میں چونکہ کوئی لالچ اور طمع شامل نہیں ہوتی ہے لہذا اُن کی تعمیروں کی رونق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اے بسا۔ دوسرے بھلے لوگوں نے بھی مسجدیں بنائیں لیکن اُنکو وہ مرتبہ حاصل نہ ہوا جو مسجدِ اقصیٰ کا ہے۔ کعبہ۔ کعبہ کی روز افزوں عزت حضرت ابراہیم ع کے اخلاص کی وجہ سے ہے۔ فضل۔ آں مسجد یعنی مسجدِ حرام۔ حرص و جنگ۔ حضرت ابراہیم نے اخلاص سے مسجدِ حرام کی تعمیر کی تھی کسی

573

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نے کتبِ شاں چوں کتابِ دیگراں[51] — نے مساجد شاں نہ کسب و خانماں
نہ اُن کی کتابیں دوسروں کی کتاب کی طرح ہیں — نہ اُن کی مسجدیں، نہ کاروبار اور گھر

نے ادب شاں نے غضب شاں نے نکال — نے نعاس و نے قیاس و نے مقال
نہ اُن کا ادب نہ اُن کا غصہ نہ عذاب — نہ اُونگھ اور نہ قیاس اور نہ مقال

ہر یکے را دادہ حق در مرتبت — صد ہزاراں حشمت و ہم مکرمت
(اُنہیں سے) ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں — لاکھوں شوکتیں اور عزتیں

ہر یکے شاں را یکے فرِّ دگر — مرغِ جانِ شاں طائر از پرِّ دگر
اُن میں سے ہر ایک کیلئے ایک دوسری شان ہے — اُن کی جان کا پرندہ دوسری قسم کے پر سے پرواز کرتا ہے

دل ہمی لرزد ز ذکرِ حالِ شاں — قبلۂ افعالِ ما افعالِ شاں
اُن کے حال کے ذکر سے دل لرزتا ہے — اُن کے افعال ہمارے افعال کا قبلہ ہیں

مرغِ شاں را بیضہا زریں بُدست — نیم شب جانِ شاں سحر گہ بیں شدست
اُن کے مرغ کے سونے کے انڈے ہوتے ہیں — اُن کی جان آدھی رات میں صبح کو دیکھتی ہے

ہر چہ گویم من بجاں نیکوئے قوم — نقص گفتم گشتہ ناقص گوی قوم
میں (دل و) جان سے (اُس) قوم کی جو کچھ بھلائی بیان کروں — (گویا اُس) قوم کا ناقص گو بن کر اُن کی بُرائی بیان کرتا ہوں

مسجدِ اقصیٰ[52] بسازید اے کرام — کہ سلیمانؑ باز آمد والسلام
اے شریفو! مسجدِ اقصیٰ بناؤ — کیونکہ سلیمانؑ آگیا ہے والسلام

ور ازیں دیواں و پریاں سر کشند — جملہ را املاک در چنبر کشند
اگر اس سے دیو اور پری سرکشی کریں گے — فرشتے سب کو شکنجے میں کس دیں گے

دیو یکدم کژ رود از مکر و زرق — تازیانہ آیدش بر سر چو برق
اگر مکاری اور فریب سے دیو کج رفتاری اختیار کرتا ہے — اُس کے سر پر بجلی کی طرح کوڑا پڑتا ہے

چوں سلیمانؑ شو کہ تا دیوانِ تو — سنگ بُرند از پئے ایوانِ تو
تو سلیمانؑ بن جا تاکہ تیرے دیو — تیرے محل کے پتھر ڈھو کر لائیں

چوں سلیمانؑ باش بے وسواس و ریو — تا ترا فرماں برد جنی و دیو
تو بے شک و شبہ سلیمانؑ کی طرح بن جا — تاکہ جن اور دیو تیری فرمانبرداری کریں

خاتمِ[53] تو ایں دل است و ہوش دار — تا نگردد دیو را خاتم شکار
تیری انگوٹھی یہ دل ہے اور ہوش رکھ — تاکہ انگوٹھی دیو کا شکار نہ بنے

[51] نے کتب۔ انبیاء کی ہر چیز ازلی ہوتی ہے۔ ہر یکے را ہر نبی کو اللہ تعالیٰ نے وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے جس میں لاکھوں حشمتیں اور عزتیں پنہاں ہیں۔ فرِّ دگر۔ ہر نبی کسی خاص صفت کا مظہر ہوتا ہے۔ دل۔ اُن کے فضائل بیان کرنے سے بھی دل اس خوف سے لرزتا ہے کہ اُن میں کوتاہی نہ ہو جائے۔ بیضہا یعنی اچھے نتیجے۔ نیم شب۔ یعنی چشمِ باطن سے اندھیری رات میں نور کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہر چہ گویم۔ چونکہ میں کما حقہٗ تعریف نہیں کر سکتا ہوں لہٰذا میرا تعریف کرنا ناقص ہے۔

[52] مسجدِ اقصیٰ یعنی درمیان میں اور باتیں شروع ہو گئی تھیں اب پھر مسجدِ اقصیٰ اور حضرت سلیمانؑ کا ذکر شروع کرو۔ وہ مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر میں دیو اور پری مصروف کار ہیں اگر وہ سرکشی کرتے ہیں تو فرشتے اُنکو سزا دیتے ہیں۔ دیو۔ جو دیو کجروی اختیار کرتا ہے اُس پر برق کا تازیانہ لگتا ہے۔ چوں سلیمانؑ۔ یہ ارشادی مضمون ہے کہ مخاطب تو بھی حضرت سلیمانؑ کی طرح بن جائے تو جن اور پریاں تیرے بھی خدمتگار بن جائیں گے۔

[53] خاتم تو حضرت سلیمانؑ جنوں پر ایک انگوٹھی کی تاثیر سے حکومت کرتے تھے صخر نامی ایک جن نے وہ انگوٹھی چُرائی تھی اور اسکے ذریعہ حکومت کرنے لگا تھا مولانا فرماتے ہیں تیری انگوٹھی تیرا دل ہے تو اسکی حفاظت

۵۶۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس سلیمانی کند بر تو مدام — دیو با خاتم حذر کن والسلام

پھر تجھ پر ہمیشہ حکومت کرے — دیو، انگوٹھی کے ذریعہ، بچ والسلام

آں سلیمانی دلا منسوخ نیست — در سر و سرت سلیمانی کنی ست[1]

اے دل! وہ سلیمانی ختم نہیں ہوئی ہے — تیرے باطن اور سر میں سلیمانی کرنے والا ہے

دیو ہم وقتے سلیمانی کند — لیک ہر جولاہہ اطلس کے تند

دیو بھی ایک وقت سلیمانی کرتا ہے — لیکن ہر جولاہہ اطلس کب بُن سکتا ہے؟

دست جنباند[2] چو دستِ او ولیک — در میانِ ہر دو شاں فرقے ست نیک

وہ اُس کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن — اُن دونوں میں بہت فرق ہے

در بیانِ ایں حدیث معنوی — یک حکایت بشنو اندر مثنوی

اس بامعنیٰ بات کے بیان میں — مثنوی میں ایک حکایت سُن لے

قصۂ شاعر و صلہ دادنِ شاہ و مضاعف کردنِ آں صلہ را وزیر حسن نام

شاعر کا قصہ اور شاہ کا اُس کو عطیہ دینا اور وزیر، حسن نامی کا اُس کو دوگنا کر دینا

شاعرے آورد شعرے پیش شاہ — بر امیدِ خلعت و اکرام و جاہ

ایک شاعر نے شاہ کے سامنے اشعار پیش کئے — خلعت اور اعزاز اور مرتبہ کی امید پر

شاہ مکرم بود فرمودش ہزار — از زرِ سرخ و کرامات و نثار

شاہ صاحب کرم تھا اُس کیلئے حکم دیا ایک ہزار — اشرفیوں اور عطیات اور انعام کا

پس وزیرش گفت کایں اندک بود — دہ ہزارش ہدیہ دہ تا وا رود

وزیر نے اُس سے کہا کہ یہ تھوڑا ہے — دس ہزار کا ہدیہ دیجئے تاکہ واپس ہو

از چو[3] او شاعر از تو بحر دست — دہ ہزارے کہ بگفتم اندک ست

اُس جیسے شاعر کیلئے آپ جیسے سخی سے — میں نے جو دس ہزار کہے تھوڑے ہیں

قصہ گفت آں شاہ را و فلسفہ — تا بر آمد عشر خرمن از کفہ

اُس نے بادشاہ کو قصہ اور فلسفہ سُنایا — یہاں تک کہ بچے کھچے مال میں خرمن کا دسواں حصہ نکالدیا

دہ ہزارش داد و خلعت درخورش — خانۂ شکر و ثنا گشت آں سرش

اُسکو دس ہزار اور اُس کے مناسب خلعت دی — اُس کا دماغ شکر و ثنا کا گھر بن گیا

پس تفحص کرد کایں سعی کہ بود — شاہ را اہلیت من کہ نمود

پس اُس نے جستجو کی کہ یہ کس کی کوشش تھی — بادشاہ کو میری قابلیت کس نے دکھائی

---

[1] سلیمانی کنی۔ یعنی تیری رُوح تیرے اندر ہے اگر تو اُس کی اصلاح کرے گا وہ سلیمانی کرے گی۔ دیو۔ مزوّر شیخ کی مثال اُس دیو کی سی ہے جس نے حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی چُرا کر اُس کے ذریعہ حکومت شروع کر دی تھی۔

[2] دست جنباند۔ معمولی جولاہہ اطلس بننے والے کی طرح ہاتھ چلاتا ہے لیکن دونوں کے کام میں بہت فرق ہے۔ یہی حال صحیح شیخ اور مزوّر شیخ کا ہے۔ یک حکایت۔ اس حکایت میں دو وزیروں کا ذکر ہے جن دونوں کا نام حسن تھا لیکن کام میں بہت فرق تھا۔ شاعر۔ شاعر نے جب قصیدہ سُنایا تو بادشاہ نے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا اُس کے حسن نامی وزیر نے سفارش کر کے دس ہزار اشرفیاں دلوائیں۔ مکرم۔ بخشش کرنے والا۔

[3] از چو او۔ ایسے عمدہ شاعر اور تجھ جیسے انعام دینے والے کی نسبت سے دس ہزار بھی کم ہیں۔ قصہ یعنی شاعر کی ضرورت کا قصہ یا دوسرے سخنوروں کا قصہ۔ فلسفہ یعنی بخشش و عطا کا فلسفہ۔ تا بر آمد۔ یعنی بادشاہ کے خزانے اسقدر تھے کہ یہ دس ہزار اُس کے بچے کھچے مال کا دسواں حصہ تھا۔ خانہ۔ یعنی شاعر کا سر بادشاہ کے شکر و ثنا سے بھر گیا۔ تفحص۔ جستجو یعنی شاعر نے یہ معلوم کرنی کوشش کی کہ بادشاہ کو اس بڑے عطیہ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس بگفتندش فلان الدیں وزیر — آں حسن نام و حسن خُلق و ضمیر

لوگوں نے اُس سے کہا فلان الدین وزیر نے — جس کا نام حسن ہے اور جس کا اخلاق اور دل اچھا ہے

در ثنائے اُو یکے شعرِ دراز — بر نوشت و سوئے خانہ رفت باز

اُس نے اُس کی تعریف میں ایک لمبا قصیدہ — لکھا اور گھر کو واپس ہو گیا

بے زبان و لب ہماں نعمائے شاہ — مدحِ شہ می کرد و خلعتہائے شاہ

بادشاہ کی وہی نعمتیں بغیر زبان اور ہونٹ کے — بادشاہ اور اُسکی خلعتوں کی تعریف کر رہی تھیں

بازآمدنِ شاعر بعدِ چند سال بامیدِ ہماں صلۂ ہزار دینار

چند سال کے بعد شاعر کا واپس آنا اُسی عطیہ کی امید پر اور بادشاہ کا

فرمودنِ شاہ برقاعدۂ خویش و گفتنِ وزیرِ دیگر کہ بعد از وفات

اپنی عادت کے مطابق ایک ہزار اشرفیوں کا حکم دینا اور دوسرے وزیر کا

وزیرِ اوّل نصب کردہ بودند ہم حسن نام شاہ را کہ اینقدر صلہ

بادشاہ سے کہنا جو پہلے وزیر کے مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اور اُس کا نام بھی حسن

سخت بسیار است و مارا خرجہا است و خزینہ خالیست

تھا کہ یہ عطیہ بہت زیادہ ہے اور ہمیں بہت خرچ درپیش ہیں اور خزانہ خالی ہے اور

و من اُورا بدہ یکِ ایں راضی کنم

میں اُس کو دسویں حصہ پر راضی کروں گا

بعد سالے چند بہرِ رزق و گشت — شاعر از فقر و عوز محتاج گشت

چند سال کے بعد رزق اور سفر کے لئے — شاعر فقر اور تنگدستی کی وجہ سے محتاج ہو گیا

گفت وقتِ فقر و تنگیِ دو دست — جستجوئے آزمودہ بہتر است

اُس نے سوچا دونوں ہاتھ کی تنگی اور فقر کے وقت — آزمائے ہوئے کی تلاش مناسب ہے

در گہے را کازمودم از کرم — حاجتِ نو را ہماں جانب برم

جس دربار کو کرم میں میں آزما چکا ہوں — نئی ضرورت کو وہیں لے جاؤں

معنیِ اللہ گفت آں سیبویہ — یُولِھُوْنَ فِی الْحَوَائِجِ ھُمْ لَدَیْہِ

سیبویہ نے اللہ کے معنی بتائے ہیں — وہ ضرورتوں میں اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں

گفت اَلِھْنَا فِیْ حَوَائِجِنَا اِلَیْکَ — وَالْتَمَسْنَاھَا وَجَدْنَاھَا لَدَیْکَ

اُس نے کہا ہم ضروریات میں تیری طرف رجوع ہوئے — اُن کو ہم نے تلاش کیا اُن کو تیرے پاس پایا

576

لہ پس بگفتند۔ لوگوں نے اُس شاعر کو بتایا کہ فلاں وزیر جس کا نام بھی حسن ہے اور وہ دل کا حسن ہے اُس نے یہ عطیہ دلوایا ہے۔ شعرِ دراز یعنی بڑا قصیدہ۔ بے زبان۔ شاہ کی عطایا زبانِ حال سے شاہ کی تعریفیں کر رہی تھیں۔ برقاعدۂ خویش۔ اِس مرتبہ بھی شاہ نے ایکہزار اشرفیاں دینے کا حکم دیا تھا۔

لہ بدہ یک یعنی دسواں حصہ۔ بعد سالے۔ اِس شعر کے مصرعِ اول میں گشت بمعنی گشتن اور دوسرے مصرع کے اخیر میں گشت بمعنی شد سمجھ کر ہم نے ترجمہ کیا ہے۔ عوز۔ ناداری۔ گفت۔ اُس شاعر نے سوچا کہ جس دربار سے پہلے عطا حاصل ہوئی ہو وہاں ہی چلنا چاہیئے۔

لہ معنیِ اللہ۔ یہاں سے مولانا نے ایک ارشادی مضمون شروع کر دیا ہے۔ سیبویہ نے لفظ اللہ کی جو تحقیق کی ہے اُس میں کہا ہے کہ یہ اسم مشتق ہے اور الٰہ سے بنا ہے جو دراصل وَلَہٌ تھا جس کے معنی سرگشتہ ہونا اور گھبراہٹ ظاہر کرنا ہیں تو اللہ سیبویہ کے نزدیک اَلْوَلَہُ تھا پہلی واو اور دوسرے ہمزہ کو حذف کر کے لام کو لام میں مدغم کر دیا ہے اور یاء کو الف سے بدل دیا ہے تو اللہ کو اللہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق اپنی ضروریات میں اُسکے سامنے تضرع و زاری کرتی ہے دوسرا مصرع سیبویہ کا مقولہ ہے جس میں اللہ کی وجہ تسمیہ ظاہر کی ہے۔ گفت یعنی سیبویہ نے کہا ہے کہ ہم نے ضروریات میں اللہ سے تضرع و زاری کی اور ہماری ضرورتیں پوری ہوئی ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صد[1] ہزاران عاقل اندر وقتِ درد — جملہ نالاں پیشِ آن دیّانِ فرد
لاکھوں عقلمند درد کے وقت — سب اس یکتا حاکم کے سامنے روتے ہیں

ہیچ دیوانہ فلیوے این کند — بر بخیلے عاجزے کدیہ تنند
کوئی احمق، دیوانہ یہ کرتا ہے — کہ عاجز، بخیل سے بھیک مانگے

گر ندیدندے ہزاران بار بیش — عاقلان جاں کے کشیدندیش پیش
اگر ہزاروں بار پہلے نہ دیکھتے — عقلمند کب اُس کے سامنے جان کو پیش کرتے؟

بلکہ جملہ ماہیان در موجہا — جملۂ پرندگاں بر اوجہا
بلکہ موجوں میں تمام مچھلیاں — بلندیوں پر تمام پرندے

بلکہ جملہ[2] موجہا بازی کناں — ذوق و شوقش ایماں اندر عیاں
بلکہ کھیلتی ہوئی تمام موجیں — اسکے ذوق اور شوق کو پوری طرح ظاہر کر رہی ہیں

پیل و گرگ و حیدر و اشکار نیز — اژدہائے زفت مور و مار نیز
ہاتھی اور بھیڑیا اور شیر اور شکار بھی — موٹا اژدھا چیونٹی اور سانپ بھی

بلکہ خاک و باد و آب و ہم شرار — مایہ زو یابند ہم دے ہم بہار
بلکہ مٹی اور ہوا اور پانی اور چنگاریاں بھی — اسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں خزاں بھی بہار بھی

ہر دمش لابہ کند ایں آسماں — کہ فرو مگذارم اے حق یک زماں
یہ آسمان ہر وقت اُس کی خوشامد کرتا ہے — کہ اے خدا! مجھے ایک لمحہ کیلئے بھی نہ چھوڑ

اُستنِ من عصمت و حفظِ تو است — جملہ مطوی یمینِ آں دو دست
میرا ستون، تیرا بچاؤ اور حفاظت ہے — سب چیزیں اُن دونوں داہنے ہاتھوں میں لپٹی ہوئی ہیں

وین[3] زمیں گوید کہ دارم برقرار — اے کہ بر آبم تو کردستی سوار
یہ زمین کہتی ہے کہ مجھے برقرار رکھ — اے وہ ذات! کہ تو نے مجھے پانی پر سوار کیا ہے

جملگاں کیسہ ازو بر دوختند — دادنِ حاجت ازو آموختند
سب نے تھیلی اسی سے سی ہے — ضرورت پوری کرنا اُس سے سیکھا ہے

ہر نبی ازوے بر آوردہ برات — اِستَعِینُوا مِنہُ صَبراً وَّالصَّلات
ہر نبی نے اُسی سے حکم نامہ حاصل کیا ہے — کہ اُس سے صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو

---

۱ صد ہزاران۔ لاکھوں مخلوق مصیبت میں اُس اللہ کی طرف رجوع کرتی ہے۔ دیّان۔ بدلہ دینے والا۔ فلیو۔ احمق۔ کدیہ۔ بھیک۔ گر ندیدندے۔ اگر عقلمندوں کی ضروریات وہاں سے پوری نہ ہوتیں تو وہ کیوں اُس کی طرف رجوع کرتے۔ بلکہ۔ صرف عقلمند انسان ہی نہیں بلکہ تمام کائنات اپنی ضروریات اُسی اللہ سے پوری کرتی ہے۔

۲ جملہ موجہا۔ عقلمند انسانوں کے علاوہ صرف جاندار ہی نہیں بلکہ بے جان کائنات بھی اُسی اللہ سے سرمایہ حاصل کرتی ہے۔ حیدر۔ شیر۔ مایہ زو یابند۔ چونکہ جملہ کائنات اُسی سے بہرہ اندوز ہے۔ آسماں۔ آسمان اپنے وجود میں اسی سے مستفید ہے۔ مطوی۔ قرآن پاک میں ہے وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ بِیَمِیْنِہٖ اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں اُس اللہ کے داہنے ہاتھ میں۔ دو دست۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء جلالیہ اور جمالیہ جو کہ ان آسمانوں کی ترتیب کرتے ہیں۔ یمین۔ حدیث میں آیا ہے کِلْتَا یَدَیْ رَبِّیْ یَمِیْنٌ۔ میرے رب کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں انسان کا بایاں ہاتھ کمزور ہوتا ہے

۳ وین زمین۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر قائم کیا ہے۔ جملگاں۔ دوسرے جو بخشش کرتے ہیں وہ بھی خدا کے عطا کردہ مال میں سے بخشتے ہیں تو ان کا دینا بھی دراصل اللہ کا دینا ہے۔ دادن۔ یہ صفت بندوں میں خدا کی صفت کا مظہر ہے۔ برات۔ شاہی حکمنامہ دستاویز۔ استعینوا۔ ضروریات میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو یعنی صبر کے ساتھ نماز نفل میں اس سے دعا کرو مدعا پورا ہو جائے گا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں ازو خواہید نے از غیر او
خبردار! اُسی سے چاہو نہ کہ اُس کے غیر سے

آبؔ در یم جو مجو در خشک جو
پانی سمندر میں تلاش کر خشک نہر میں تلاش کر

ورؔ بخواہی از دگر ہم او دہد
اگر تو دوسرے سے چاہے گا وہی دے گا

بر کفِ میلش سخا ہم او نہد
اُس کے میلان کی ہتھیلی پر سخاوت وہی رکھے گا

آنکہ معرض را ز زر قاروں کند
جو اعراض کرنے والے کو سونے سے قارون بنا دیتا ہے

رو بدو آری بطاعت چوں کند
اُسی کی طرف رُخ کردہ فرمانبرداری کیسا معاملہ کرےگا؟

بارِ دیگر شاعر از سودای داد
شاعر نے دوبارہ عطیہ کے خیال سے

رو بسوئے آں شہِ محسن نہاد
اُس محسن بادشاہ کی جانب رُخ کیا

ہدیۂ شاعر چہ باشد شعرِ نو
شاعر کا ہدیہ کیا ہوتا ہے؟ نیا شعر

پیشِ محسن آرد و بنہد گرو
محسن کو پیش کرتا ہے اور گروی رکھ دیتا ہے

محسناںؔ با صد عطا و جود و بر
محسن سیکڑوں عطاؤں اور سخاوت اور احسان سے

زر نہادہ شاعراں را منتظر
سونا رکھے ہوئے شاعروں کے منتظر رہتے ہیں

پیشِ ایشاںؔ شعرے بہ از صد تنگ شعر
انکے نزدیک ایک شعر ان کے سو گٹھروں سے بہتر ہوتا ہے

خاصہ شاعر کو گہر آرد ز قعر
خصوصاً وہ شاعر جو گہرائی سے موتی نکال لاتا ہے

آدمیؔ اوّل حریصِ ناں بود
انسان پہلے روٹی کا حریص ہوتا ہے

زانکہ قوتِ ناں ستونِ جاں بود
کیونکہ روٹی کی روزی جان کا ستون ہے

سوئے کسب و سوئے غصب و صد حیل
کمائی کی جانب، چھیننے اور سیکڑوں تدبیروں کی جانب

جاں نہادہ بر کف از حرص و اَمل
لالچ اور امید سے ہتھیلی پر جان رکھے ہوئے ہے

چوں بنادر گشت مستغنی ز ناں
جب اتفاقاً روٹی سے بے نیاز ہوگیا

عاشقِ نام ست و مدحِ شاعراں
تو نام (آوری) اور شاعروں کی تعریف کا عاشق ہے

تاؔ کہ اصل و نسلِ او را بر دہند
تاکہ اس کی اصل و نسل کو وہ پھلدار کریں

در بیانِ فضلِ او منبر نہند
اُس کی فضیلتوں کے بیان میں منبر رکھیں

تا کرّ و فرّ و زر بخشیِ او
تاکہ اُس کی شان و شوکت اور سخاوت

ہمچو عنبر بو دہد در گفتگو
بات چیت میں عنبر کی طرح خوشبو مہکائے

خلقِ ما بر صورتِ خود کرد حق
اللہ تعالیٰ نے ہماری تخلیق اپنی صورت پر کی ہو

وصفِ ما از وصفِ او گیرد سبق
ہمارے اوصاف اُس کے اوصاف سے سبق لیتے ہیں

لہ آب۔ اللہ تعالیٰ عطا کا سمندر ہے دوسرے خشک نہر ہیں۔ ورؔ بخواہی۔ دوسرے کی عطا بھی دراصل اللہ کی عطا ہے اس لئے کہ اُن میں سخاوت کا مادہ اسی نے رکھا ہے بجز معرض جب وہ منکروں کو بھی نوازتا ہے تو عبادتگزاروں کو کیوں نہ نوازے گا۔ سودا۔ خیال۔ بنہد گرو۔ شاعر شعر پیش کرکے انعام چاہتا ہے۔ محسناں۔ سخی داد و دہش کے لئے روپے ہوئے شاعروں کے منتظر رہتے ہیں کہ وہ آئیں تو ان کو انعام دیں۔

ٹہ پیش ایشاں۔ جو لوگ شاعروں کے قدردان ہیں اُن کے نزدیک ایک شعر ریشمین کپڑے کے سیکڑوں گٹھروں سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ خاصہ۔ خصوصاً اُس شاعر کے اشعار جو کہ عمدہ مضامین شعر میں کہے۔ آدمی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ روٹی کی فکر کرتا ہے جب اُس سے مستغنی ہوتا ہے تو مدح و ثنا کا طالب بنتا ہے۔ سوی۔ پیٹ کے لئے جائز و ناجائز سو دھندے کرتا ہے۔

سہ تاکہ۔ اب اُس کی خواہش ہے کہ شعراء اُس کے حسب و نسب کی مدح و ثنا کریں اور منبروں پر بیٹھ کر مدحیہ اشعار پڑھیں۔ ہمچو عنبر۔ تاکہ اُس کی شان و شوکت کی خوشبو مہک جائیں۔ خلق۔ اللہ نے انسان کو اپنی صورت اور صفات پر پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ شکر

568

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چونکہ آں خلاق شکر و حمد جوست — آدمی را مدح جوئی نیز خوست

چونکہ وہ خلاق شکر اور حمد کا طالب ہے — تعریف کی تلاش انسان کی بھی عادت ہے

خاصہ مردِ حق کہ در فضل ست چست[1] — پُر شود زاں باد چوں خیکِ درست

خصوصاً مردِ حق جو بزرگی میں چست ہے — صحیح مشکیزہ کی طرح اس ہوا سے پُر ہو جاتا ہے

ور نباشد اہل زاں بادِ دروغ — خیک بدرید ست کے گیرد فروغ

اور اگر اہل نہ ہو، اُس جھوٹی ہوا سے — پھٹا ہوا مشکیزہ ہے (وہ) کب اُبھار حاصل کریگا؟

ایں مثل از خود نگفتم اے رفیق — سرسری مشنو چو اہلی و مُفیق

اے دوست! یہ مثال میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی ہے — اگر تو ہوشمند اور اہل ہے (اُسکو) سرسری نہ سُن

ایں پیمبر گفت چوں بشنید قدح — کہ چرا فربہ شود احمد بمدح

یہ بات پیغمبرؐ نے فرمائی جبکہ انھوں نے اعتراض سُنا — کہ احمدؐ تعریف سے موٹے کیوں ہوتے ہیں!

رفت شاعر سوئے آں شاہ و ببرد — شعر اندر شکرِ احساں کاں نمُرد

شاعر اُس بادشاہ کی جانب چلا اور لے گیا — احسان کے شکریہ میں شعر کیونکہ وہ (احسان) نہ مرا تھا

محسناں[2] مُردند و احسانہا بماند — اے خنک آنرا کہ ایں مرکب براند

احسان کرنیوالے مرجاتے ہیں اور احسان زندہ رہتے ہیں — قابلِ مبارکباد ہے وہ جس نے یہ سواری چلائی

ظالماں مُردند و ماند آں ظلمہا — وائے جانے کو کند مکر و دغا

ظالم مر گئے اور وہ ظلم باقی رہ گئے — اُس جان پر افسوس ہے جو مکر اور دغا کرے

گفت پیغمبر خنک آں را کہ او — شد ز دنیا ماند ازو فعلِ نکو

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے — جو دنیا سے گیا (اور) اُسکا نیک کام باقی رہا!

مُردِ محسن لیک احسانش نمُرد — نزدِ یزداں دین و احساں نیست خُرد

احسان کرنے والا مرا لیکن اُس کا احسان نہ مرا — اللہ کے نزدیک دین اور احسان معمولی چیز نہیں ہے

نام نیکِ[3] او ز فعلِ نیک داں — پس نمُرد ست او یقیں بنگر میاں

اُس کی نیکنامی، نیک کام سے سمجھ — وہ یقیناً نہیں مرا ہے، اچھی طرح غور کر لے

وائے آنکو مُرد و عصیانش نمُرد — تا نہ پنداری بمرگِ او جاں بُبرد

اُس پر افسوس ہے جو مر گیا اور اُسکا گناہ نہ مرا — تو ہرگز یہ خیال نہ کر کہ مر کر وہ جان بچا لے گیا

ایں رہا کُن زانکہ شاعر برگذر — وام دارست و قوی محتاجِ زر

اُس کو چھوڑ کیونکہ شاعر راستہ پر — مقروض ہے اور سونے کا بہت محتاج ہے

---

[1] خاصہ یعنی اہل اللہ جب اپنی تعریف سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ لوگ اُن کے مداح بنکر سیدھے راستہ پر لگ رہے ہیں تو اُن کو بہت خوشی ہوتی ہے۔ خیکِ درست۔ اگر درست مشک میں پھونک بھرو تو وہ پھول جائیگی۔ بادِ دروغ۔ اگر غیر واقعی تعریف ہو تو اُس کی مثال یہ ہے کہ پھٹی ہوئی مشک میں پھونک بھری جائے۔ مُفیق۔ ہوشمند۔ ایں پیغمبر گفت۔ اِس مفہوم کی کوئی حدیث کتابوں میں دستیاب نہیں ہو سکی۔ نمُرد۔ احسان اور عمل غیر مُردہ نہیں ہوتا ہے۔

[2] محسناں۔ محسن مر جاتا ہے لیکن اُس کا احسان زندہ رہتا ہے۔ ظالماں۔ اسی طرح ظلم زندہ رہتا ہے اور ظالم مر جاتا ہے۔ گفت۔ اِن الفاظ کی کوئی حدیث کتبِ حدیث میں نہیں ہے البتہ ایک حدیث ہے۔ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْہُ عَمَلُہٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَۃٍ مِنْ صَدَقَۃٍ جَارِیَۃٍ اَوْ عِلْمٍ یُنْتَفَعُ بِہٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ یَدْعُوْلَہٗ۔ جب انسان مر جاتا ہے تو اُس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں، صدقۂ جاریہ، علم جس سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو اُس کے لئے دعا کرے۔

[3] نیک نام۔ نیک نامی بھی ایک نہ مرنے والا عمل ہے۔ وائے۔ وہ انسان بدبخت ہے جو مر گیا اور اپنے پیچھے ایسے بدعمل چھوڑ گیا جو نہ مرنے والے ہیں اُس شخص کے [illegible]

569

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بُرد شاعر شعر سُوئے شہر یار
شاعر، شعر بادشاہ کے پاس لے گیا

بر اُمیدِ بخشش و احسانِ پار[1]
گذشتہ سال کی بخشش اور احسان کی اُمید پر

نازنیں شعرے پر از دُرِّ دُرست
نازک اشعار عمدہ موتیوں سے پُر

بر اُمید و بُوئے اکرامِ نخست
پہلے جیسے اکرام کی اُمید اور آرزو پر

شاہ ہم بر خوئے خود گفتش ہزار
بادشاہ نے بھی اپنی عادت کے مطابق اُس کیلئے ایکہزار کا حکم دیا

چوں چنیں بُد عادتِ آں شہر یار
کیونکہ اُس بادشاہ کی یہی عادت تھی

لیک ایں بار آں وزیرِ پُر زجُود
لیکن اس بار وہ سخاوت سے پُر وزیر

بر بُراقِ عز ز دُنیا رفتہ بُود
عزت کے بُراق پر دنیا سے روانہ ہوچکا تھا

بر مقامِ اُو وزیرِ نو رئیس
اُس کی جگہ پر نیا وزیر حاکم

گشتہ لیکن سخت بے رحم و خسیس
بن گیا تھا، لیکن بہت بے رحم اور کمینہ تھا

گفت اے شہ خرجہا داریم ما
کہا اے بادشاہ! ہمیں بہت سے اخراجات درپیش ہیں

شاعرے را نبود ایں بخشش سزا
ایک شاعر کے لئے یہ بخشش مناسب نہیں ہے

مَن[2] بربعِ عشرِ ایں اے مغتنم
اے مغتنم! میں اس کے چالیسویں (حصہ) پر

مردِ شاعر را خوش و راضی کنم
شاعر کو خوش اور راضی کر لوں گا

خلق گفتندش کہ اُو از پیش دست
لوگوں نے اُس سے کہا کہ وہ جو پہلے

دہ ہزارے زیں دلاور بُردہ است
اس دلاور (بادشاہ) سے دس ہزار لے گیا ہو

بعدِ شکر کلک خائی چوں کند
شکر کے بعد نرکل چبانا کیسے (گوارا) کریگا

بعدِ سُلطانی گدائی چوں کند
شاہی کے بعد فقیری کیسے کرے گا؟

گفت بفشارم اُورا اندر فشار
اُس نے کہا میں اُس کو تنگی میں دباؤنگا

تا شود زار و نزار از انتظار
تاکہ وہ انتظار سے رونے لگے اور لاغر ہوجائے

آنگہ[3] ار خاکش دہم از راہ من
تب اگر میں اُس کو راستہ کی خاک بھی دونگا

در رُباید ہمچو گلبرگ از چمن
چمن سے پھول کی پتیوں کی طرح لے جائیگا

ایں بمن بگذار کاستادم دریں
یہ مجھ پر چھوڑ دے کہ میں اس معاملہ میں استاد ہوں

گر تقاضا گر بُود ہم آتشیں
خواہ تقاضا کرنے والا گرم مزاج بھی ہو

از ثریا گر بپرّد تا ثری
اگر وہ ثریا سے ثریٰ تک پرواز کرے

نرم گردد چوں بہ بیند او مرا
جب مجھے دیکھ لے گا نرم پڑ جائے گا

---

[1] پار، گذشتہ۔ نازنیں یعنی جو قصیدہ شاعر نے پیش کیا وہ بہت عمدہ تھا اسکے موتی جیسے الفاظ تھے ہزار۔ شاہ کی عادت تھی کہ وہ عموماً شاعروں کو ایکہزار اشرفیاں انعام میں دیتا تھا۔ ایں بار۔ اس بار جب شاعر آیا تو پرانا وزیر دنیا سے باعزت رخصت ہوچکا تھا۔ بر مقام او۔ اُس کے قائم مقام جو نیا وزیر بنا تھا وہ بے رحم اور کمینہ تھا۔ گفت۔ اس دوسرے وزیر نے بادشاہ سے کہا ہمیں خود اخراجات درپیش ہیں ایک شاعر کو اس قدر زیادہ دینا مناسب نہیں ہے۔

[2] من بربع عشر۔ اس وزیر نے کہا کہ میں ایک ہزار کے چالیسویں حصہ پر شاعر کو راضی کرلوں گا۔ خلق۔ لوگوں نے اُس وزیر سے کہا۔ بعد شکر یعنی شکر کھانے کے بعد نرکل کو کیسے چبائے گا۔ گفت۔ وزیر نے لوگوں سے کہا میں اُس کو اتنا انتظار کراؤں گا کہ وہ عاجز اور پریشان ہوجائے گا۔

[3] آنگہ۔ جب وہ انتظار میں پریشان ہوگا تو معمولی انعام کو بھی غنیمت سمجھے گا۔ ایں بمن۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا یہ معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجیے میں ایسے کاموں میں اُستاد ہوں تقاضہ کرنیوالا خواہ گرم مزاج ہو میں اُس کو ٹھنڈا کر دیتا ہوں۔ از ثریا۔ خواہ اُسکی دوڑ دھوپ کچھ ہی ہو مجھے دیکھ کر نرم پڑ جائیگا اور راضی ہو جائیگا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت[1] سلطانش برو فرماں ترا ست
بادشاہ نے اُس سے کہا جا تجھے اختیار ہے

لیک شادش کن کہ نیکو گوی ماست
لیکن اسکو خوش کردینا کیونکہ وہ ہماری بھلائی بیان کرتا ہے

گفت اُو را و[2] دو صد چوں اُو گدا
اُس نے کہا اسکو اور اُس جیسے دو سو فقیروں کو

تو بمن بگذار و فارغ شو شہا
تو اے شاہ! میرے اوپر چھوڑ دے اور مطمئن ہوجا

پس فگندش صاحب اندر انتظار
پھر اُس کو وزیر نے انتظار میں مبتلا کردیا

شد زمستان و دے و آمد بہار
جاڑا اور موسم خزاں ختم ہوا اور موسم بہار آگیا

شاعرش چندانکہ حاجت می نمود
شاعر جتنی بھی اُس کے سامنے ضرورت پیش کرتا

صاحبش در وعدہ حیلہ می فزود
وزیر اپنے وعدہ میں حیلوں کا اضافہ کردیتا

شاعر[2] اندر انتظارش پیر شد
اُس کے انتظار میں شاعر بوڑھا ہوگیا

بس زبون ایں غم و تدبیر شد
اس غم اور تدبیر سے بہت عاجز آگیا

گفت اگر زر نہ کہ دشنامم دہی
اُس نے کہا اگر سونا نہیں تو مجھے گالی ہی دیدے

تا رہد جانم، ترا باشم رہی
تاکہ میری جان چھوٹے، میں تیرا غلام بنجاؤنگا

انتظارم کشت بارے گو برو
مجھے انتظار نے مارڈالا اب کہدے کہ چلا جا

تا رہد ایں جان مسکیں از گرو
تاکہ یہ مسکین جان قید سے نجات پالے

بعد ازانش داد ربع عشر آں
اس کے بعد اُس نے اُس کا چالیسواں حصہ دیا

ماند شاعر اندر اندیشہ گراں
شاعر بھاری فکر میں پڑ گیا

کانچناں[3] نقد و چناں بسیار بود
کہ وہ ایسا نقد اور اتنا زیادہ تھا

ایں کہ دیر اشگفت دستہ خار بود
یہ جو دیر میں کھلا کانٹوں کا گٹھا تھا

پس بگفتندش کہ آں دستور راد
لوگوں نے اُس سے کہا وہ عقلمند وزیر

رفت از دنیا خدا مزدش دہاد
دنیا سے چلا گیا خدا اُس کو اجر دے

کہ مضاعف زو ہمی شد آں عطا
کہ اُس کی وجہ سے عطا دوگنی ہوجاتی تھی

کم ہمی افتاد در بخشش خطا
عطا کے معاملہ میں اُس سے غلطی نہ ہوتی تھی

ایں زماں او رفت و احساں برد
اب وہ چلا گیا اور احسان کو (بھی) لے گیا

او بمرد الحق و لے احساں نمرد
وہ یقیناً مرگیا لیکن احسان نہیں مرا

رفت از ما صاحب راد و رشید
ہم سے دانا اور نیکوکار وزیر رخصت ہوگیا

صاحب سلاخ درویشاں رسید
فقیروں کی کھال کھینچنے والا وزیر آگیا

[1] گفت سلطانش۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا تجھے اختیار ہے جو چاہے کر لیکن اُس کو خوش کردینا۔ گفت اُو را۔ وزیر نے بادشاہ سے کہا میں اُس جیسے لاکھوں سے نمٹ لونگا یہ معاملہ میرے اوپر چھوڑ دیجئے۔ پس فگندش۔ وزیر نے انعام دینے میں ٹال مٹول شروع کردی اور موسم پر موسم گذرنے لگے، شاعر جس قدر بھی اپنی غرض ظاہر کرتا وزیر حیلہ بازی میں اضافہ کردیتا۔

[2] شاعر۔ شاعر وعدہ کے ایفاء کے انتظار میں بوڑھا ہو گیا اور وزیر کی مکاری سے عاجز آگیا۔ گفت۔ شاعر نے وزیر سے کہا کہ اگر تو انعام نہیں دیتا ہے تو مجھے گالی ہی دیدے تاکہ یہ انتظار تو ختم ہو میں تیرا شکرگذار ہونگا۔ انتظارم۔ شاعر نے وزیر سے کہا۔ ربع عشر۔ چالیسواں یعنی پچیس اشرفیاں۔

[3] کانچناں۔ یعنی پہلے فوراً اور بہت ملا۔ دستہ خار۔ کانٹوں کا گٹھا۔ آں دستور۔ پہلا حسن نامی وزیر۔ مضاعف دو گنا۔ ایں زماں بعد میں پہلا وزیر حسن اگرچہ مرگیا لیکن اس کے احسانات زندہ ہیں۔ سلاخ۔ کھال کھینچنے والا۔

581

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

رو بگیر ایں را وزینجا شب گریز | تانگیرد باتو ایں صاحب ستیز

جا یہ لے لے اور یہاں سے رات میں نکل جا | تاکہ یہ جھگڑالو، تجھے گرفت میں نہ لے لے

ما بصد حیلت ازو ایں ہدیہ را | بستدیم اے بے خبر از جہدہا

ہم نے سینکڑوں تدبیروں سے یہ بخشش | حاصل کی ہے، اے کوششوں سے بے خبر!

رو بدیشاں کرد و گفت اے مشفقاں | از کجا آمد بگوئید ایں عواں

اُس نے اُن کی طرف رُخ کیا اور کہا اے شفیقو! | بتاؤ یہ سپاہی کہاں سے آیا ہے؟

چیست نام ایں وزیر جامہ کن | قوم گفتندش کہ نامش ہم حسن

اس کپڑے اتارنے والے وزیر کا نام کیا ہے؟ | لوگوں نے کہا اُس کا نام بھی حسن ہے

گفت یارب نام آں و نام ایں | چوں یکے آمد دریغ اے ربِ دیں

اس نے کہا اے خدا! اُس کا نام اور اس کا نام | ایک کیسے ہوا! اے دین کے رب! افسوس ہے

آں حسن نامی کہ از یک کلکِ او | صد وزیر و صاحب آمد جود جو

وہ حسن نام والا کہ جس کے ایک قلم کی بخشش سے | سو وزیر اور صاحب، طالبِ بخشش تھے

ایں حسن کز ریشِ زشتِ ایں حسن | می تواں بافید اے جاں صد رسن

یہ حسن کہ اس حسن کی بدنما داڑھی سے | اے جان! سو رسیاں بنی جائیں

بر چنیں صاحب چو شہ اصغا کند | شاہ و ملکش را ابد رسوا کند

ایسے وزیر کی بات پر جب بادشاہ کان دھرتا ہے | وہ ہمیشہ شاہ اور اُس کی سلطنت کو رسوا کرتا ہے

ماندستن بد رای ایں وزیر دون در افسادِ مروّت شاہ بوزیر فرعون یعنی ہامان در افساد قابلیت فرعون پند موسیٰ را علیہ السلام

اس کمینہ وزیر کی شاہ کی انسانیت کو برباد کرنے میں فرعون کے وزیر یعنی ہامان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نصیحت کو قبول کرنے کے افساد میں مشابہت

چند آں فرعون می شد نرم و رام | چو شنیدے او ز موسیٰ آں کلام

بہت سی مرتبہ فرعون، نرم اور مطیع بنا | جب وہ موسیٰ سے وہ کلام سنتا تھا

آں کلامے کہ بدادے سنگ شیر | از خوشیِ آں کلامِ بے نظیر

وہ کلام کہ پتھر دودھ دے دیتا | اُس بے نظیر کلام کی خوبی سے

چوں بہاماں کہ وزیرش بود او | مشورت کردے کہ کینش بود خو

جب ہامان سے جو کہ اُس کا وزیر تھا | وہ مشورہ کرتا جس کی خصلت کینہ پن تھی

سلہ تانگیرد یعنی یہ عطا لیکر چلا جا ورنہ کوئی الزام رکھ کر یہ بھی چھین لیگا۔ تا۔ وزیر سے متعلق لوگوں نے یہ بھی کہا کہ تجھے تو خبر نہیں ہم نے اتنا بھی تجھے بہت کوششوں سے دلوایا ہے۔ تو یعنی شاعر نے اُن لوگوں سے کہا کہ یہ وزیر نہیں بلکہ ظلم پیشہ سپاہی ہے یہ کہاں سے آیا ہے۔ جامہ کن۔ کپڑے اتار لینے والا۔ گفت۔ شاعر نے جب یہ سنا کہ اِس وزیر کا نام بھی حسن ہے تو اُس نے افسوس کا اظہار کیا کہ ایسے بھلے وزیر اور ایسے بُرے وزیر کا نام یکساں حسن ہو۔

سلہ آں حسن۔ پہلا وزیر جس کا نام حسن تھا اُس کے قلم سے تو سخاوت ہوتی تھی اور یہ حسن اس قابل ہے کہ اُس کی داڑھی سے رسیاں بنائی جائیں۔ بر چنیں۔ ایسا بد فطرت وزیر شاہ اور سلطنت کیلئے رسوائی کا باعث ہے۔ ماندستن شاہ کا یہ دوسرا وزیر ایسا ہی تھا جیسا کہ فرعون کا وزیر ہامان۔

سلہ چند فرعون کئی بار حضرت موسیٰ کی گفتگو سے نرم ہو گیا تھا لیکن اُس کا وزیر ہامان اُسکو حضرت موسیٰ کے مقابل کر دیتا تھا۔ سنگ شیر یعنی حضرت موسیٰ کا کلام ایسا پُر تاثیر تھا کہ اسکو سن کر پتھر سے بھی دودھ ٹپک جاتا۔ کینش۔ ہامان کی طبیعت بہت کینہ جو تھی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں[1] بہاماں مشورت کردے دراں | ناعش گشتے مدام آں سخت جاں

جب وہ اُس میں ہامان سے مشورہ کرتا | وہ سخت جان ہمیشہ اُس کے لئے مانع بنا

پس بگفتے تاکنوں بودی خدیو | بندہ گردی ژندہ پوشے را برلو

وہ کہتا کہ آپ اب تک شاہِ مصر تھے | کرے ایک گدڑی پوش کے غلام بن گئے

ہمچو سنگِ منجنیقے آمدے | آں سخن بر شیشہ خانہ اُو زدے

گوپھن کے پتھر کی طرح آتی | یہ بات، اور اُس کے شیشہ محل پر لگتی

ہرچہ صد روز آں کلیمِ خوش خطاب | ساختے در یک دم اُو کردے خراب

وہ خوش کلام کلیم اللہ، جو سَو دن میں | بناتے، وہ ایک دم میں اُس کو برباد کر دیتا

عقلِ[2] تو مغلوبِ دستورِ ہواست | در وجودت رہزنِ راہِ خداست

تیری عقل خواہشِ نفسانی کے وزیر سے مغلوب ہے | تیرے وجود میں راہِ خدا کا ڈاکو ہے

ناصحے ربّانیے پندت دہد | آں سخن را اُو بفن طرحے نہد

کوئی اللہ والا نصیحت کرنیوالا تجھے نصیحت کرتا ہے | وہ اُس بات کو چالاکی سے ٹال دیتی ہے

کایں نہ برجایست ہیں ازجا مشو | نیست چنداں باخود آ شیدا مشو

کہ یہ بات بامرقع نہیں ہے خبردار! جگہ سے ہل | یہ بات ایسی نہیں ہے ہوش میں آ، دیوانہ بن

وائے آں شہ کہ وزیرش ایں بود | جائے ہر دو دوزخِ پرکیں بود

اُس بادشاہ پر افسوس ہے جس کا ایسا وزیر ہو | دونوں کا مقام غضبناک دوزخ ہے

شاد آں شاہے کہ اُو را دستگیر | باشد اندر کار چوں آصف وزیر

وہ بادشاہ قابلِ مبارکباد ہے کہ اُس کا مددگار | ہو معاملہ میں آصف جیسا وزیر

شاہِ[3] عادل چوں قرینِ اُو شود | نامِ اُو نورٌ علیٰ نور ایں بود

منصف بادشاہ جب اُس کا ساتھی ہو | تو اُس کا نام نورٌ علیٰ نور ہو

چوں سلیماں شاہ و چوں آصف وزیر | نور بر نور است عنبر بر عبیر

سلیمانؑ جیسا بادشاہ اور آصف جیسا وزیر | نور بالائے نور، عبیر پر عنبر ہے

شاہ فرعون و چو ہامانش وزیر | ہر دو را نبود ز بدبختی گزیر

شاہ، فرعون ہو اور ہامان جیسا اُس کا وزیر | تو، دونوں کے لئے بدبختی کے سوا چارہ نہیں ہے

پس بود ظلمات بعضے فوق بعض | نے خرد یار و نہ دولت روزِ عرض

تاریکیاں ہوں گی تہ بہ تہ | قیامت کے روز نہ عقل یار ہوگی نہ دولت

---

[1] چوں۔ فرعون جب ہامان سے مشورہ کرتا تو وہ فرعون کو حضرت موسیٰؑ کی پیروی سے روک دیتا۔ پس بگفتے۔ ہامان فرعون کو بھڑکانے کیلئے کہتا کہ اب تک تو آپ شاہِ مصر ہیں حضرت موسیٰؑ کی پیروی کے بعد آپ غلام بن جائیںگے۔ خدیو۔ مصر کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ ژندہ پوشے۔ یعنی حضرت موسیٰؑ۔ کلیم۔ حضرت موسیٰؑ۔

[2] عقلِ تو۔ اب مولانا نے نصیحت شروع کی ہے کہ اے مخاطب تیری عقل تیری خواہش سے مغلوب ہے جس طرح فرعون ہامان سے مغلوب تھا۔ اُو بفن۔ یعنی خواہشِ نفسانی مکاری سے اس نصیحت کو ٹال دیتی ہے۔ کایں۔ بہلانے نفسانی عقل سے کہتی ہے کہ یہ بات بامحل نہیں ہے اس پر فریفتہ نہ ہو۔ وائے۔ اُس شاہ پر افسوس ہے کہ جس کا وزیر ہامان جیسا ہو اُن دونوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ شاد۔ وہ شاہ قابلِ مبارکباد ہے جس کا آصف جیسا وزیرِ مشیر کار ہو۔

[3] شاہِ عادل۔ جب بادشاہ بھی منصف ہو اور وزیر بھی بھلا ہو تو نور بالائے نور ہے۔ چوں سلیماں۔ حضرت سلیمانؑ اور اُن کا وزیر آصف نور بالائے نور کا مصداق تھے۔ شاہ فرعون۔ شاہ فرعون ہو اور وزیر ہامان تو بدبختی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس۔ ایسے شاہ کیلئے قیامت میں تاریکی بالائے تاریکی ہوگی۔

583

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

من ندیدم جز شقاوت در لئام — گر[1] تو دیدستی رساں از من سلام
میں نے کمینوں میں سوائے بدبختی کے کچھ نہ دیکھا — اگر تو نے دیکھا ہے تو اُن کو میرا سلام پہنچا دے

ہمچو جاں باشد شہ و صاحب چو عقل — عقلِ فاسد روح را آرد بہ نقل
شاہ بمنزلہ جان کے اور وزیر عقل جیسا ہوتا ہے — خراب عقل، روح کو نکال دیتی ہے

آں فرشتہ عقل چوں ہاروت شُد — سحر آموزِ دو صد طاغوت شُد
عقل کا فرشتہ جب ہاروت بن جاتا ہے — دو سو شیطانوں کو جادو سکھانے والا ہو جاتا ہے

عقلِ جُزوی را وزیرِ خود مگیر — عقلِ کُل را ساز اے سُلطاں وزیر
ناقص عقل کو اپنا وزیر نہ بنا — اے شاہ! عقلِ کُل کو اپنا وزیر بنا

مر ہوا را تو وزیرِ خود مساز — کہ بر آید جانِ پاکت از نماز
تو ہوا (و ہوس) کو اپنا وزیر نہ بنا — کیونکہ تیری پاک جان عبادت سے خارج ہو جائیگی

کایں ہوا پُر حرص و حالی بیں بُود — عقل را اندیشہ یوم الدیں بُود
کیونکہ یہ خواہش حرص بھری اور موجود کو دیکھنے والی ہوتی ہے — عقل کو قیامت کی فکر ہوتی ہے

عقل[2] را دو دیدہ در پایانِ کار — بہرِ آں گُل می کشد اُو رنجِ خار
عقل کی دونوں آنکھیں انجامِ کار پر ہوتی ہیں — وہ اُس پھول کے لئے کانٹے کی تکلیف برداشت کر لیتی ہے

کہ نہ فرساید نہ ریزد در خزاں — باد ہر خرطومِ اخشم دور ازاں
کیونکہ وہ خزاں میں نہ شکستہ ہوتا ہے نہ جھڑتا ہے — خدا کرے نہ سونگھ سکنے والے کی ناک اُس سے دور رہے

ورچہ عقلت ہست با عقلِ دگر — یار باش و مشورت کُن اے پدر
اگرچہ تیری بھی عقل ہے لیکن، دوسری عقل کا — دوست بن جا، اے باوا! مشورہ کرے

با دو عقل از بس بلاہا وا رہی — پائے خود بر اوجِ گردوں نہی
تو دو عقلوں کے ذریعہ بہت سی بلاؤں سے نجات پائیگا — اپنا پاؤں آسمانوں کی بلندی پر رکھے گا

نشستنِ[3] دیو بر مقامِ سلیمانؑ و تشبہ کردنِ او بکارہائے سلیمانؑ و فرق ظاہر

حضرت سلیمانؑ کی جگہ پر دیو کا بیٹھنا اور اُس کا حضرت سلیمانؑ کے کاموں کی نقل اُتارنا

شُدن میانِ دیو و سلیمانؑ و دیو خود را سلیمان بن داؤد نام کردن

اور دیو اور حضرت سلیمانؑ میں فرق ظاہر ہو جانا اور دیو کا اپنا نام سلیمان بن داؤد مقرر کرنا

سلیمان کی جگہ بیٹھ گیا تھا محققین کے نزدیک محض افسانہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں مولانا نے محض تمثیلاً اُس کو بیان فرما دیا ہے بہرحال مولانا یہ بتانا چاہتے ہیں کہ انسان کا دل بمنزلہ سلیمانؑ کی انگوٹھی کے ہے شیطان سے اُسکی حفاظت ضروری ہے

[1] گرتو۔ اگر کمینوں میں تجھے کوئی سعادت نظر آئے تو اُس سے میرا سلام کہہ دے۔ ہمچو جاں۔ شاہ بمنزلہ جان اور وزیر بمنزلہ عقل کے ہے اگر عقل خراب ہو جائے تو روح باقی نہیں رہتی ہے۔ عقل۔ عقل جو بمنزلہ فرشتہ ہے اگر وہ ہاروتی فطرت اختیار کرے تو اسکے کارنامے خراب ہوتے ہیں۔ طاغوت۔ ہر وہ طاقت جو اللہ سے سرکشی کرے۔ عقلِ جزوی۔ عام انسانی عقل۔ عقلِ کُل۔ وہ عقل جو ہوا و ہوس سے آزاد ہو۔ ہوا۔ خواہشِ نفسانی کو وزیر نہ بنا۔ کہ برآید۔ ورنہ تیری روح عبادت چھوڑ دے گی۔ کایں ہوا۔ انسان کی خواہشِ نفسانی حریص ہوتی ہے اور حالی یعنی دنیاوی معاملات کی فکر کرتی ہے، عقل آخرت کے معاملہ کو سوچتی ہے۔

[2] عقل را۔ عقل کی دو آنکھیں انجام پر نظر رکھتی ہیں۔ گُل۔ یعنی آخرت۔ خار یعنی دنیاوی مصائب۔ کہ۔ وہ پھول نہ بکھرتا ہے نہ جھڑتا ہے۔ اخشم۔ وہ انسان جس میں سونگھنے کی قوت نہ ہو۔ ورچہ۔ خواہ انسان میں خود بھی عقل ہو لیکن عقلِ کامل کو ضرور شریکِ مشورہ کرے۔ با دو عقل۔ خود انسان کی عقل اور عقلِ کامل دونوں مل کر مصائب سے نجات دلائینگی۔

[3] نشستن۔ یہ قصہ کہ صخر نامی دیو نے حضرت سلیمانؑ کی انگشتری چُرا لی تھی اور خود حضرت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دیو گر خود را سلیماںؑ نام کرد — مُلک بُرد و مملکت را رام کرد

دیو نے اپنا نام سلیمانؑ رکھ لیا — مُلک لے اُڑا اور سلطنت کو مسخر کر لیا

صورتِ کارِ سُلیماں دیدہ بُود — صورت اندر سرِّ دیوی می نمود

اُس نے (حضرت سلیمانؑ کے کام کا ظاہر دیکھا تھا — شیطانی باطن میں صورت رونما تھی

خلق گفتند ایں سُلیماں بے صفاست — از سُلیماں تا سُلیماں فرقہاست

لوگوں نے کہا یہ سلیمان، بے نور ہے — سلیمان سے سلیمان تک بہت فرق ہیں

اُو چو بیداریست ایں ہمچو وسن — ہمچُناں کہ آں حسن تا ایں حسن

وہ بیداری کی طرح، یہ نیند کی طرح ہے — جیسا کہ اُس حسن اور اِس حسن میں

دیو میگفتے کہ حق بر شکلِ من — صورتے کرد ست خوش بر اہرمن

دیو کہتا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے میری صورت پر — شیطان کی خوبصورت صورت بنا دی ہے

دیو را حق صورتِ من دادہ است — تا بیند از د شمارا اُو بشست

اللہ (تعالیٰ) نے دیو کو میری صورت دیدی ہے — تاکہ وہ تمہیں کمند میں پھنسا لے

گر پدید آید بدعویٰ زینہار — صورتِ اُو را مدارید اعتبار

اگر وہ دعوے کے ساتھ نمودار ہو، ہرگز — اُس کی صورت کا اعتبار نہ کرنا

دیو شاں از مکر می گفتے ولیک — می نمود آں عکس در دلہائے نیک

دیو مکاری سے اُن سے کہتا تھا، لیکن — اُس کا نیک دلوں پر عکس ظاہر ہوتا تھا

نیست بازی با ممیز خاصہ اُو — کہ بُود تمیز و عقلش غیب گو

دھوکا تمیز کر لینے والے کیساتھ (ممکن) نہیں خصوصاً وہ — کہ جس کی تمیز اور عقل غیب کو بتا دے

ہیچ سحر و ہیچ تلبیس و دغل — می نہ بندد پردہ بر اہلِ دُوَل

کوئی جادو اور کوئی مکاری اور کوئی فریب — پردہ نہیں ڈال سکتا دولت والوں پر

پس ہمی گفتند با خود در جواب — باژگونہ می روی اے کج خطاب

پھر وہ جواب میں اپنے دل میں کہتے — اے ٹیڑھی بات کرنیوالے! تو اُلٹی چال چل رہا ہے

باژگونہ رفت خواہی ہمچنیں — سُوی دوزخ اسفل اندر سافلین

تو اسی طرح اُلٹا جائے گا — دوزخ کی جانب نیچے طبقوں میں سے نچلے میں

اُو اگر معزول گشتہ است و فقیر — ہست در پیشانیش بدرِ منیر

وہ (سلیمان) اگرچہ معزول اور فقیر ہو گئے ہیں — اُن کی پیشانی میں چودھویں کا چاند ہے

۵۱ دیو گر صخر۔ رام فرمانبردار۔ صورتِ کار۔ وہ دیو حضرت سلیمانؑ کے ظاہر کار سے واقف تھا حقیقت سے واقف نہ تھا تو اُس نے ظاہر کار کی نقل اُتارنی شروع کر دی لیکن اُن کاموں کا باطن شیطانی تھا۔ خلق۔ جب صخر نے سلیمانؑ ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنا نام بھی سلیمانؑ ظاہر کیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ سلیمان تو بے نور ہے اور اُس سلیمان اور اِس سلیمان میں بہت فرق ہے اور اُن دونوں میں ایسا ہی فرق بتایا جیسا کہ پہلے وزیر حسن اور دوسرے وزیر حسن میں فرق تھا۔

۵۲ دیو میگفتے۔ صخر کو جب شبہ ہوا کہ لوگ مجھ سے بدظن ہو کر اصل سلیمانؑ کی تلاش میں نہ لگ جائیں تو اُن کو بہکانے کے لئے کہنے لگا کہ اللہ نے ایک شیطان بھی میری صورت پر پیدا کیا ہے کبھی وہ آکر بُرا کام کر دیتا ہے تو اُس کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی نہ کرنا۔ دیو۔ وہ صخر اُن سے یہ باتیں کرتا تھا لیکن نیک لوگوں پر اُس کی اصلیت کا عکس پڑ رہا تھا۔ نیست۔ نیک لوگوں کیساتھ مکر کرنا آسان نہیں ہوتا۔ ہیچ۔ جو لوگ آخرت کی دولت کے مالک ہیں اُن کی عقلوں پر کوئی جادو، مکاری اور فریب پردہ نہیں ڈال سکتا۔

۵۳ پس۔ اُس صخر کی تقریر پر وہ توجہ نہیں کرتے اور کہتے کہ تیری سب باتیں غلط ہیں اور تیری چال اُلٹی ہی باژگونہ۔ تو دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں اُلٹا گر گیا۔ اُو۔ حضرت سلیمانؑ اگرچہ اسوقت سلطنت سے معزول ہیں اور گدا ہیں لیکن ان کی پیشانی میں نورِ نبوت ہے

585

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تو اگر انگشتری را بردۂ[1] | دوزخی چوں زمہریر افسردۂ
تو نے اگر انگوٹھی اڑا لی ہے | تو دوزخ ہے، زمہریر کی طرح ٹھٹھرا ہوا ہے

ما ببوش و عارض و طاق و طرب | سر کجا کہ خود ہمی نہ نہیم سنب
ہم کر و فر اور لشکر اور شان و شوکت کی وجہ سے | سر کجا ہم پاؤں بھی نہ رکھیں گے

ور بغفلت ما نہیم او را جبیں | پنجۂ مانع بر آید از زمیں
اگر ہم غفلت سے اُسکے سامنے پیشانی رکھدیں | روکنے والا پنجہ زمین سے برآمد ہوگا

کہ منہ آں سر مرایں سر زیر را | ہیں مکن سجدہ مرایں ادبیر را
کہ اس اوندھے کے لئے سر نہ جھکا | خبردار! اس بدبخت کے لئے سجدہ نہ کر

کردمے من شرحِ[2] ایں بس جانفزا | گر نبودے غیرت و رشکِ خدا
میں اس کی پُر لطف تشریح کرتا | اگر خدا کی غیرت اور رشک (مانع) نہ ہوتی

ہم قناعت کن تو بپذیر ایں قدر | تا بگویم شرحِ ایں وقتِ دگر
تو بھی قناعت کر اور اس مقدار کو قبول کرے | جب تک کہ میں اسکی دوسرے وقت شرح کروں

نامِ خود کردہ سلیمانے نبی | روی پوشی می کند بر ہر صبی
اپنا نام سلیمان نبی رکھ کر | ہر بچے کے لئے (اپنی) روپوشی کر لیتا ہے

در گذر از صورت و از نام خیز | از لقب و ز نام در معنی گریز
صورت سے آگے بڑھ اور محض نام سے دستبردار ہوجا | لقب اور نام کی بجائے باطن کیطرف جا

پس[3] بپرس از خلق و ز افعالِ او | در میانِ خلق و فعل او را بجو
اُس کے اخلاق اور افعال دریافت کر | اخلاق اور افعال کے درمیان اسکو تلاش کر

کارِ ہر کس نیست ہیں در کش لگام | مسجدِ اقصیٰ بساز و کن تمام
خبردار! (یہ) ہر شخص کا کام نہیں ہے لگام کھینچ لے | مسجدِ اقصیٰ تعمیر کر اور مکمل کر

شد تمام القصہ مسجد بے فتور | بد سلیمانؑ زائر و مسجد مزور
قصہ مختصر بے عیب مسجد مکمل ہوگئی | (حضرت) سلیمان زیارت کرنیوالے اور مسجد زیارتگاہ تھی

در آمدن ہر روز سلیمان علیہ السلام در مسجدِ اقصیٰ بعد از اتمام شدن بجہت عبادت و
مکمل ہوجانے کے بعد ہر روز حضرت سلیمان کا مسجد میں آنا عبادت کیلئے اور عبادت گذاروں اور اعتکاف کرنیوالو

ارشادِ عابدان و معتکفان و رُستن عقاقیر در مسجد و سخن گفتن با آنحضرت علیہ السلام در آمدن
کی رہنمائی کرنے اور بوٹیوں کا مسجد میں اُگنا اور آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرنا

---

[1] تو اگر۔ اُن لوگوں نے دل میں یہ بھی کہا کہ اگرچہ تو نے انگوٹھی چرا کر حضرت سلیمانؑ کے تخت پر قبضہ کر لیا ہے لیکن تو دوزخ کا زمہریری حصہ ہے۔ بوش۔ کر و فر۔ عارض۔ لشکر، جتھا۔ طاق و طرب۔ طاق و طرم ہی کی بدلی ہوئی صورت ہے، شان و شوکت۔ سنب۔ سُم، پاؤں۔ ور بغفلت۔ اگر بھولے سے تعظیم بھی کریں تو غیبی پنجہ ہمارے لئے مانع آتا ہے۔ سر زیر۔ اوندھا۔ ادبیر ادبار کا مارا ہے۔

[2] شرح ایں۔ یعنی اس کی تشریح کہ اللہ تعالےٰ ... شیاطین کو کیوں مواقع عنایت کرتا ہے اور انکو ڈھیل دینے میں کیا اسرار ہیں غیرتِ خداوندی اس تشریح کے لئے مانع ہے۔ نامِ خود۔ شیطان اپنا اچھا نام رکھ کر لوگوں کو دھوکے دیتا ہے۔ صبی۔ یعنی ناتجربہ کار۔ درگذر۔ انسان کو چاہیئے کہ محض صورت اور بڑے القاب سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ باطنی اوصاف کو دیکھے۔

[3] پس۔ انسان کو اسکے اخلاق اور اسکے کارناموں سے پہچان محض صورت اور نام سے دھوکہ نہ کھا۔ کارِ ہر کس نیست۔ اس طرح مردم شناسی ہر آدمی کا کام نہیں ہے۔ درکش لگام۔ یعنی اب یہ بات ختم کر اور مسجدِ اقصیٰ کی تعمیر کی بات کر۔ فتور۔ خرابی۔ مزور۔ جس کی زیارت کیجائے۔ عقاقیر۔ عقار کی جمع ہے دواؤں کی جڑی بوٹیاں۔

586

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں سُلیمانِ نبی شاہِ اَنام[۱] ساخت مسجد را و فارِغ شُد تمام
جب شاہِ عالم سلیمانؑ نبی نے مسجد بنائی اور بالکل فارغ ہو گئے

ہر صَباح اُو را وظیفہ ایں بُدے کا مدے در مسجدِ اقصیٰ شُدے
صبح کو اُن کا یہ معمول تھا کہ آتے، مسجدِ اقصیٰ میں جاتے

نَو گیاہے رُستہ دیدے اندرُو پس بگفتے نام و نفعِ خود بگُو
اُس میں نیا بوٹا اُگا ہوا دیکھتے تو فرماتے اپنا نام اور فائدہ بتا

تو چہ داروئی چہ نامت چہ آست تو زیاں بر کہ و نفعت بر کہ آست
تو کس (مرض) کی کیا دوا ہے تیرا کیا نام ہے؟ تو کس کے لئے مُضر اور کس کیلئے نفع رساں ہے؟

پس بگفتے ہر گیاہے فعل و نام کہ من آنرا جانم و ایں را حِمام
تو ہر بوٹی کام اور نام بتاتی کہ میں اُس کے لئے جان اور اِس کیلئے موت ہوں

من مَرایں را زہرم و آں را شکر نامِ من اینست بر لوحِ قدر
میں اِسکے لئے زہر اور اُس کے لئے شکر ہوں لوحِ محفوظ میں میرا یہ نام ہے

پس سُلیمانؑ با حکیماں زاں گیا شرح کردے نفع و ضرش اے کیا
پھر حضرت سلیمانؑ طبیبوں سے اُس بوٹی کے نفع اور نقصان کی شرح کرتے اے بڑے!

پس[۲] طبیباں از سلیمانؑ زاں گیا عالِم و دانا شُدند و مُقتدا
تو طبیب حضرت سلیمانؑ کی وجہ سے اُس بوٹی کے بارے میں عالِم اور دانا اور مُقتدا بنے

تا کُتبہائے طبیبی ساختند جِسم را از رنج می پرداختند
یہاں تک کہ انھوں نے طب کی کتابیں تصنیف کیں بدن کو مرض سے نجات دلائی

ایں نجوم و طبّ وحیِ انبیاست عقل و حسّ را سُوئے بے سُو رہ کجاست
یہ نجوم اور طب نبیوں کی وحی ہے عقل و حس کیلئے لامکان کی جانب راستہ کہاں ہے؟

عقلِ[۳] جزوی عقلِ استخراج نیست جز پذیرائے فن و محتاج نیست
ناقص عقل ایجاد کرنیوالی عقل نہیں ہے ضرور تمند اور فن کو قبول کرلینے والی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

قابلِ تعلیم و فہم ست ایں خرد لیک صاحب وحیِ تعلیمش دہد
یہ عقل تعلیم اور سمجھ کے قابل ہے لیکن اُس کو صاحبِ وحی تعلیم دیتا ہے

جُملہ حرفتہا یقیں از وحی بُود اوّلِ اُو لیک عقل آں را فزود
یقیناً تمام پیشے وحی کے ذریعہ ہوتے ہیں اُن کی ابتداء، لیکن عقل نے اُن کو بڑھایا ہے

۱؎ اَنام۔ مخلوق۔ وظیفہ۔ معمول۔ نوگیاہے یعنی حضرت سلیمانؑ کوئی نئی بوٹی اُگی ہوئی دیکھتے تو اُس سے اُس کا نام اور نفع و نقصان دریافت کرتے۔ پس بگفتے۔ وہ جڑی بوٹی اپنا نام اور اپنے افعال و خواص حضرت سلیمانؑ کو بتا دیتی۔ لوحِ گفتنی۔ قدر قضا و قدر۔ گیا۔ بوٹی۔

۲؎ پس طبیب حضرت سلیمانؑ سے اُس بوٹی کے افعال و خواص سیکھ لیتے تھے۔ تا کتبہائے۔ اسکے بعد طبی کتابیں تصنیف ہوئیں۔ جسم را جسمانی بیماریوں کے علاج کرنے لگے۔ ایں نجوم۔ غرضکہ سب علوم کی ابتداء وحی کے ذریعہ ہوئی ہے حدیث شریف ہے۔ اِنَّ نَبِیًّا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ کَانَ یَخُطُّ خَطًّا فَمَنْ وَافَقَ خَطَّہٗ۔۔۔ صَدَقَ وَمَنْ لَمْ یُوَافِقْ کَذَبَ یعنی ایک نبی لکیر کھینچتے تھے (جس سے آیندہ کے واقعات معلوم ہو جاتے تھے) پس جس (رمال اور جفار اور منجم) کی لکیر اُن کی لکیر کے مطابق ہوتی ہے وہ درست ہے اور جس کی مخالف ہوتی ہو وہ غلط ہے۔

۳؎ عقلِ جزوی۔ عام انسانی عقل۔ استخراج۔ یعنی علم کو ایجاد کرنا۔ قابلِ تعلیم یعنی عام عقلِ انسانی میں سیکھنے کی صلاحیت ہے اور صاحبِ وحی اُس کو سکھا دیتا ہے۔ لیکن عقل حکماء اور فلاسفہ نے اُن علوم پر اضافے کئے ہیں۔

586

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

هیچ[1] حرفت را ببین کاین عقل ما　　تاند او آموختن بے اوستا
دیکھ! ہماری یہ عقل کوئی پیشہ　　کیا وہ بغیر اُستاد کے سیکھ سکتی ہے؟

گرچہ اندر مکر موی انشگاف بد　　ہیچ پیشہ رام بے اُستا نشد
اگرچہ (وہ عقل) تدبیر میں بال کو چیرنے والی تھی　　کوئی پیشہ اُستاد کے بغیر قابو میں نہ آیا

دانش پیشہ ازیں عقل ار بُدے　　پیشۂ بے اوستا حاصل شُدے
پیشہ کا علم اگر عقل سے ہوتا　　(تو) پیشہ بغیر اُستاد کے حاصل ہو جاتا

آموختن[2] پیشۂ گورکنی قابیل از زاغ پیش ازانکہ در عالم
قابیل کا قبر کھودنے کا پیشہ کوّے سے سیکھنا، اس سے پہلے کہ دنیا میں

علم گورکنی بُود
قبر کھودنے کا علم ہوا

کندنِ گورے کہ کمتر پیشہ بُود　　کے ز فکر و حیلہ و اندیشہ بُود
قبر کھودنا، جو معمولی پیشہ ہے　　کب غور اور تدبیر اور خیال سے ہوا؟

گر بُدے ایں فہم مر قابیل را　　کے نہادے بر سر او ہابیل را
اگر یہ سمجھ قابیل میں ہوتی　　(تو) وہ ہابیل (کی نعش کو) سر پر کب رکھتا؟

کہ کجا غائب کنم ایں کشتہ را　　ایں بخون و خاک در آغشتہ را
کہ میں اس مقتول کو کہاں چھپاؤں؟　　اس خون اور مٹی میں لتھڑے ہوئے کو

دید[3] زاغے زاغِ مُردہ در دہاں　　برگرفتہ تیز می آمد پراں
اس نے دیکھا کہ ایک کوّا مُردہ کوّے کو منہ میں　　لئے تیزی سے اُڑتا آ رہا ہے

از ہوا زیر آمد و شد او بفن　　در پئے تعلیم او را گورکن
وہ ہوا سے نیچے آیا اور ہنرمندی سے بنا　　قبر کھودنے والا اس کو سکھانے کیلئے

پس بچنگال از زمیں انگیخت گرد　　زود زاغِ مُردہ را در گور کرد
پھر اس نے زمین سے پنجے کے ذریعہ مٹی کھودی　　جلدی سے مَرے ہوئے کوّے کو قبر میں رکھ دیا

دفن کردش پس بپوشیدش بخاک　　زاغ از الہامِ حق بُد علمناک
اس کو دفن کر دیا پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا　　کوّا اللہ تعالٰی کے الہام سے عالم تھا

گفت قابیل آہ شہ بر عقلِ من　　کہ بُود زاغے ز من افزون بفن
قابیل نے کہا آہ، میری عقل پر افسوس ہے　　کہ کوّا ہنر میں مجھ سے بڑھا ہوا ہو

[1] ہیچ حرفت۔ کوئی دستکاری بغیر اُستاد کے نہیں سیکھی جا سکتی۔ گرچہ۔ عقل اگرچہ موشگافیاں کرتی ہے لیکن بغیر اُستاد کے کوئی پیشہ نہیں سیکھ سکتی۔ دانش پیشہ۔ کسی پیشہ کا جاننا اگر محض عقل کی وجہ سے ہوا کرتا تو وہ بغیر اُستاد کے حاصل ہو جایا کرتا۔

[2] آموختن۔ قابیل نے قبر کھودنے کا پیشہ کوّے سے سیکھا۔ گورکنی۔ قبر کھودنا۔ کے ز فکر۔ خود قابیل کے غور و فکر سے اسکو حاصل نہ ہو سکا۔ قابیل۔ حضرت آدم کا لڑکا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تھا۔ کے نہادے۔ قتل کے بعد اس کی نعش سر پر لئے پھر رہا تھا۔ ایں کشتہ۔ یعنی ہابیل۔

[3] دید۔ اس قابیل نے دیکھا کہ کوّا ایک مُردہ کوّے کو لایا اور اس نے زمین کھود کر اس کو دفن کیا تو اس کوّے سے قابیل کو قبر کھودنے کا ہنر آیا۔ گورکن۔ قبر کھودنے والا۔ چنگال۔ پنجہ۔ علمناک۔ علم والا، عالم۔ شہ۔ تُف۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عقلِ[1] کُل را گفت مازاغ البصر
عقلِ جزوی می کُند ہر سو نظر

عقل کُل کیلئے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا "نگاہ بہکی نہیں"
جُزوی عقل ہر جانب نظر دوڑاتی ہے

عقلِ مازاغ ست نُورِ خاصگاں
عقلِ زاغ اُستادِ گورِ مُردگاں

"مازاغ" والی عقل خاصانِ (خدا) کا نور ہے
کوّے کی عقل مُردوں کی قبر کی استاد ہے

جاں کہ اُو دُنبالۂ زاغاں پرد
زاغ اُو را سُوی گورستاں برد

وہ جان جو کوّوں کے پیچھے اُڑے
کوّا اُس کو قبرستان کی جانب لے جائیگا

ہیں[2] مرو اندر پئے نفسِ چو زاغ
کو بگورستاں بَرد نے سُوی باغ

خبردار! کوّے جیسے نفس کے پیچھے نہ لگ
جو قبرستان کی طرف لیجاتا ہے نہ کہ باغ کیجانب

گر روی رَو در پئے عنقای دل
سُوی قاف و مسجدِ اقصای دل

اگر لگتا ہے تو دل کے عنقا کے پیچھے لگ
دل کی مسجدِ اقصیٰ اور (کوہ) قاف کیجانب (جا)

نو گیاہے ہر دم از سودای تو
می دَمد در مسجدِ اقصای تو

تیرے خیال کی نئی گھاس ہر وقت
تیری مسجدِ اقصیٰ میں اُگتی ہے

تو سُلیمانؑ وار دادِ اُو بدہ
پے بَر از وے پای رَد بر وے منہ

تو حضرت سلیمانؑ کی طرح اُس کی قدر کر
اُس سے پتہ لگا انکار کا پاؤں اُس پر نہ رکھ

زانکہ حالِ ایں زمینِ با ثبات
باز گوید با تو انواعِ نبات

کیونکہ اس پائدار زمین کی مٹی کا حال
بوٹیوں کی قسمیں تجھ سے پھر کہدیں گی

در زمیں[3] گر نے شکر ور خود نَیست
ترجمانِ ہر زمیں نبتِ وے است

زمین میں خواہ گنّا ہو خواہ نرکل
ہر زمین کی پیداوار اُس کی ترجمان ہے

پس زمینِ دل کہ نبتش فکر بُود
فکرہا اسرارِ دلہا را نمود

تو دل کی زمین جس کا بوٹا خیال تھا
خیالات نے دل کے راز ظاہر کردیئے

گر سخن کَش یابم اندر انجمن
صد ہزاراں گُل بروید در چمن

اگر میں مجلس میں سخن فہم دیکھوں
چمن میں لاکھوں پھول اُگا دوں

ور سخن کُش یابم آں دم زن بمُزد
میگریزد نکتہا از دل چو دزد

اگر میں اُس وقت بھڑوے کو بات نہ سمجھنے والا پاؤں
(تو) چور کی طرح نکتے دل سے بھاگتے ہیں

---

[1] عقلِ کُل۔ آنحضورؐ کی عقل کامل تھی قرآن میں آپ کے بارے میں فرمایا گیا ہے مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنی آنحضورؐ کی نگاہ نہ کج ہوئی نہ اُس نے سرکشی کی۔ عقلِ جزوی۔ عام انسانی عقل۔ عقلِ مازاغ۔ جو عقل صحیح کام کرتی ہے وہ خاصانِ خدا کا نور ہے جو اُن کو عطا کر دیا گیا ہے۔ عقلِ زاغ۔ کوّے کی عقل تو اتنی ہی ہے کہ وہ قابیل کو گورکنی سکھا سکی۔ زاغاں نیایند بناوفی شیوہ خ۔

[2] ہیں مرو۔ تیرا نفس بھی چالاکی میں کوّا ہے اُسکے پیچھے نہ لگ ورنہ تجھے گورستان میں پہنچا دیگا۔ قافِ دل۔ دل چونکہ اسرار کا مرکز ہے اُس کے پیچھے چل۔ قاف۔ پہاڑ کا نام ہے جو عنقا کا مقام مانا گیا ہے۔ نو گیاہے۔ تیرا دل مسجدِ اقصیٰ ہے اُس کے خیالات وہ بوٹیاں ہیں جو مسجدِ اقصیٰ میں اُگتی تھیں۔ تو سلیمان وار جس طرح حضرت سلیمانؑ اُن بوٹیوں سے علم حاصل کرتے تھے تو بھی اپنے خیالات سے دل کا علم حاصل کرتا رہ۔ زانکہ۔ جس طرح کے خیالات پیدا ہونگے اُس سے قلب کی حالت کا اندازہ لگالے۔

[3] در زمیں۔ زمین کی اچھائی اور بُرائی کا معیار اُسکی پیداوار ہے جو زمین گنّا اُگائے وہ بہتر ہے اور جو زمین نرکل اُگائے وہ خراب ہے۔ زمینِ دل۔ خیالات دل کی زمین کی پیداوار ہیں اُن سے دل کی اچھائی بُرائی معلوم ہو جائیگی۔ گر سخن کَش۔ اگر مجلس میں سخن فہم ہوتے ہیں تو کہنے والے کا دل کھلتا ہے۔ ور سخن کُش۔ اگر سامعین نافہم ہوں تو نکتے فرار اختیار کر لیتے ہیں۔

589

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مستمع[۱] چوں نیست خاموشی بہ است — **نکتہ از نااہل گر پوشی بہ است**

جب سننے والا نہیں ہے، چپ رہنا بہتر ہے — اگر نکتہ کو تو نااہل سے چھپائے تو بہتر ہے

جنبشِ ہر کس بسوی جاذب است — **جذبِ صادق نے چو جذبِ کاذب است**

ہر شخص کی حرکت کھینچنے والے کی طرف ہے — سچی کشش جھوٹی کشش کی طرح نہیں ہے

می روی گہ گمرہ وگہ در رشد — **رشتہ پیدا نے وآں کت می کشد**

تو کبھی گمراہ ہو کر چلتا ہے اور کبھی راہِ راست پر — نہ ڈور ظاہر ہے اور نہ وہ جو تجھے کھینچتا ہے

اشترے کوری مہارِ تو رہیں — **تو کشش می بیں مہارت را مبیں**

تو اندھا اونٹ ہے، تیری مہار گروی ہے — تو کشش کو دیکھ، اپنی مہار کو نہ دیکھ

گر شدے[۲] محسوس جذابِ مہار — **پس نماندے ایں جہاں دار الغرار**

اگر مہار کھینچنے والا ظاہر ہو جاتا — تو یہ دنیا دھوکے کا گھر نہ رہتی

گبر دیدے کو پےِ سگ می رود — **مسخرۂ دیوِ سیہ رو می شود**

کافر دیکھ لیتا کہ وہ کتے کے پیچھے جا رہا ہے — سیاہ رو شیطان کا فرمانبردار بن جاتا ہے

در پےِ او کے شدے ہمچوں اسیر — **پائے خود را واکشیدے طفلِ پیر**

قیدی کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟ — یہ بوڑھا لڑکا اپنا پاؤں کھینچ لیتا

در پےِ او کے شدے مانندِ حیز — **پائے خود را واکشیدے گبر نیز**

ہیجڑے کی طرح اس کے پیچھے کب جاتا؟ — کافر بھی اپنا پاؤں کھینچ لیتا

گاو[۳] اگر واقف ز قصاباں بدے — **کے پےِ ایشاں بداں دکاں شدے**

اگر گائے قصائیوں سے واقف ہوتی — (تو) کب ان کے پیچھے اس دکان تک جاتی

یا بخوردے از کفِ ایشاں سبوس — **یا بدادے شیرشاں از چاپلوس**

یا کب ان کے ہاتھ سے بھوسی کھاتی؟ — یا پیار سے کب ان کو دودھ دیتی؟

ور بخوردے کے علف ہضمش شدے — **گر ز مقصودِ علف واقف بدے**

اور اگر کھاتی تو چارہ اس کو کب ہضم ہوتا؟ — اگر چارے کے مقصد سے وہ واقف ہوتی!

پس ستونِ ایں جہاں خود غفلت است — **چیست دولت کایں دوا دو با لت است**

تو اس دنیا کا ستون خود غفلت ہے — دولت کیا ہے؟ یہ بھاگ دوڑ ہے اور پٹائی کے ساتھ

اولش دو دو بآخر لت بخور — **جز دریں ویرانہ نبود مرگِ خر**

اس کی ابتدا بھاگ دوڑ، آخر مار کھا ہے — اس ویرانہ میں گدھے کی موت کے سوا نہیں ہے

---

[۱] مستمع۔ جب سننے والوں میں اہلیت نہ ہو تو خاموشی بہتر ہے اسرار وحکم نااہلوں کو نہ سنانے چاہئیں۔ جنبش۔ سننے والے کا جذبہ مضامین کی کشش کا سبب ہے۔ اور جذبہ بھی صادق ہونا ضروری ہے۔ می روی جسطرح ظاہری کشش ہو اسیطرح ایک پوشیدہ کشش ہے جو کبھی سیدھا چلاتی ہے کبھی ٹیڑھا اور انسان بندھا ہوا ہے لیکن نہ بندش نظر آتی ہے اور نہ کھینچنے والا۔ اشتر۔ انسان کی مثال اندھے اونٹ کی سی ہے جس کی مہار دوسرے کے قبضہ میں ہوتی ہے انسان کو کھینچنے والے کی طرف دھیان دینا چاہئیے۔

[۲] گر شدے۔ اگر انسان کا غیر محسوس مہار کھینچنے والا ظاہر ہو جائے تو دنیا دھوکے کا گھر نہ رہے۔ جذاب۔ کھینچنے والا۔ دار الغرار۔ دار الغرور دھوکے کا گھر۔ گبر۔ کافر کو گمراہی کی طرف کھینچنے والا زرد سیاہ کتا شیطان ہے۔ در پے۔ پھر وہ کافر کبھی اس کا اتباع نہ کرتا۔ حیز۔ نامرد۔ گبر۔ یعنی کافر۔

[۳] گاو۔ گائے اگر قصاباں کی حقیقت سے واقف ہو جائے تو کبھی بھی انکے پیچھے اس کی دکان تک نہ جائے نہ انکے ہاتھ سے چارہ کھائے نہ اسکو دودھ پلائے۔ ور بخوردے۔ اگر مجبوری میں قصائی کے ہاتھ کی گھاس کھاتی تو کبھی ہضم نہ ہوتی۔ علف۔ چارہ۔ پس۔ دنیا کا بقا اور کاروبار بھی غفلت سے چل رہا ہے ورنہ دنیا کی دولت کا خلاصہ بھاگ دوڑ اور مار پیٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ دو دو بھاگ

۵۹۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تو بجِدّ[1] کارے کہ بگرفتی بدست
تو نے جس کام کو کوشش سے ہاتھ میں پکڑا ہے

عیبش ایں دم بر تو پوشیدہ شدست
اس وقت تجھ پر اُس کا عیب پوشیدہ ہے

زاں ہمی تانی بدادن تن بکار
اسی وجہ سے تو اُس میں مصروف ہو سکا ہے

کہ بپوشید از تو عیبش کردگار
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اسکا عیب پوشیدہ رکھا ہے

ہمچنیں ہر فکر کہ گرمی دراں
اسی طرح ہر وہ خیال جس میں تو سرگرم ہے

عیبِ آں فکرت شُدست از تو نہاں
تیرے اُس فکر کا عیب تجھ سے پوشیدہ ہے

بر تو گر پیدا شدے زاں عیب و شین
اگر اُس کا عیب اور نقصان تجھ پر عیاں ہو جاتا

زو رمیدے جانت بُعدُ المشرقین
تیری جان اُس سے مشرق و مغرب کی دوری پر بھاگتی

حال[2] کآخر زو پشیماں می شوی
وہ حال جس سے تو آخر میں شرمندہ ہوتا ہے

گر شود ایں حالتِ اوّل کے دوی
اگر تیری یہ حالت شروع میں ہو جاتی تو کب دوڑتا؟

پس بپوشید اوّل آں بر جانِ ما
(اللہ نے) شروع میں اُس کو ہم پر پوشیدہ کر دیا ہے

تا کنیم آں کار بر وفقِ قضا
تاکہ ہم قضا کے مطابق وہ کام کریں

چوں قضا آورد حکمِ خود پدید
جب قضا نے اپنا حکم ظاہر کر دیا

چشم واگشت و پشیمانی رسید
آنکھ کھلی اور شرمندگی ہوئی

ایں پشیمانی قضائے دیگرست
یہ شرمندگی ایک دوسری قضا ہے

ایں پشیمانی بہل حق را پرست
اس شرمندگی کو رہنے دے اللہ کی عبادت کر

ور کنی عادت پشیماں خود شوی
اگر تو عادت ڈال لے گا شرمندگی خود بنجائیگا

زیں پشیمانی پشیماں تر شوی
اس شرمندگی سے (اور) زیادہ شرمندہ ہوگا

نیمِ عمرت[3] در پریشانی شود
تیری آدھی عمر پریشانی میں (صرف) ہو جائیگی

نیمِ دیگر در پشیمانی رود
باقی آدھی شرمندگی میں چلی جائے گی

ترکِ ایں فکر و پشیمانی بگو
اِس فکر اور شرمندگی کو چھوڑ

حال و یار و کارِ نیکو تر بجو
اچھا حال اور یار اور کام تلاش کر

ور نہ داری کارِ نیکو تر بدست
اگر تیرے پاس کوئی اچھا کام نہیں ہے

پس پشیمانیت بر فوتِ چہ است
تو تیری شرمندگی کس چیز کے کھو جانے پر ہے؟

---

[1] تو بجِدّ۔ آدمی جس کام میں محنت اور کوشش سے لگتا ہے خدا اُس کام کے عیب اُس سے مخفی رکھتا ہے تب ہی وہ لگا رہتا ہے۔ ہمچنیں۔ یہ بات صرف کام میں ہی نہیں ہے فکر و خیال میں بھی ہے۔ بر تو۔ اگر اُس خیال کا عیب ظاہر ہو جائے تو آدمی اس سے کوسوں بھاگے۔ بُعدُ المشرقین۔ وہ فاصلہ جو مشرق اور مغرب میں ہے۔

[2] حال۔ جس حالت اور کیفیت سے انسان آخر میں شرمندہ ہوگا اگر ابتداء اُس کی کیفیت معلوم ہو جائے تو اُس میں کبھی نہ لگے۔ قضا۔ قضاءِ خداوندی کا تقاضا یہی ہے کہ کام اور خیال کی برائی انسان پر ظاہر نہ ہو ورنہ قضا کے مطابق کام نہ کر سکے گا۔ ایں پشیمانی۔ ایک تو وہ کام مقدر میں تھا پھر یہ پریشانی ایک دوسری قضاءِ خداوندی ہے۔ ایں پشیمانی۔ گناہ پر شرمندہ ہونا زیادہ مفید نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ میں لگنا زیادہ مفید ہے۔ ور کنی۔ اگر انسان گناہوں پر شرمندگی میں پھنس کر رہ گیا تو انجام کار اس شرمندگی سے اُس کو اور شرمندگی ہوگی۔

[3] نیم عمرت۔ اگر انسان گناہوں پر شرمندگی ہی اپنا شیوہ بنالے گا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ آدھی عمر تو کاموں کی پریشانی میں گذری اور آدھی شرمندگی میں گذری کوئی نیک عمل اُس کے ہاتھ نہ آیا۔ ترک۔ پشیمانی کی عادت چھوڑ کر

انسان کو اچھے عمل اچھی صحبت اختیار کرنی چاہیئے۔ ور نہ داری۔ اگر یہ ہے کہ تیرے پاس کوئی نیک کام موجود ہی نہیں ہے اسلئے تو برے کام کی شرمندگی میں وقت گذار رہا ہے تو پھر یہ بتا کہ تو شرمندہ کس کام کے چھوٹنے پر ہو رہا ہے۔

٥٩١١

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر ہمی دانی[1] رہِ نیکو پرست — ور ندانی چوں بدانی کایں بدست

اگر تو اچھا راستہ جانتا ہے عبادت کر — اور اگر نہیں جانتا ہے تو کیسے جانے گا کہ یہ برا ہے؟

بَد ندانی چوں ندانی نیک را — ضد را از ضد تواں دیدا اے فتی

جبتک تو نیکی کو نہیں سمجھے گا، بدی کو نہ سمجھیگا — اے نوجوان! ضد کو ضد سے پہچانا جا سکتا ہے

چوں ز ترکِ فکر ایں عاجز شُدی — از گنہ آنگاہ ہم عاجز بُدی

جبکہ تو اس فکر کے چھوڑنے سے عاجز ہو گیا ہو — اُس وقت گناہ (چھوڑنے) سے عاجز تھا

چوں بُدی عاجز پشیمانی ز چیست — عاجزی را باز جو کز جذبِ کیست

جب تو عاجز تھا تو شرمندگی کاہے کی ہے؟ — عاجزی کی جستجو کر کہ وہ کس کی کشش سے ہے

عاجزی بے قادری اندر جہاں — کس ندیدست و نباشد ایں بداں

عاجزی بغیر قدرت کے دنیا میں — یہ سمجھ لے کسی نے نہیں دیکھی اور نہ ہوگی

ہمچنیں[2] ہر آرزو کہ می بَری — تو ز عیبِ آں حجابے اندری

اسی طرح جو آرزو تو کرتا ہے — تو اُس کے عیب سے پردہ میں رہے

ور نمودے علّتِ آں آرزو — خود رمیدے جانِ تو از جستجو

اگر اللہ (تعالیٰ) اُس آرزو کا عیب نمودار کر دیتا — تو تیری جان جستجو سے خود بھاگتی

گر نمودے عیبِ آں کار اُو ترا — کس نبردے کش کشاں آنسو ترا

اگر اُس کام کا عیب وہ (خدا) ظاہر کر دیتا — کوئی کھینچ تان سے تجھے اُدھر نہ لے جا سکتا

واں دِگر کارے کزاں ہستی نفور — زاں بُود کہ عیبش آمد در ظہور

وہ دوسرا کام جس سے تو متنفر ہے — اس وجہ سے ہے کہ اُس کا عیب ظاہر ہو گیا ہو

اے خدائے[3] راز دانِ خوش سخن — عیبِ کارِ بد ز ما پنہاں مکن

اے رازداں، شیریں کلام خدا! — بُرے کام کا عیب ہم سے پوشیدہ نہ رکھ

عیبِ کارِ نیک را منما بما — تا نگردیم از روش سرد و ہبا

ہمیں اچھے کام میں عیب نہ دکھا — تاکہ ہم رفتار میں ٹھنڈے اور ناچیز نہ بنیں

ہم برآں عادت سُلیمانِ سَنی — رفت در مسجد میانِ روشنی

بزرگ سلیمان علیہ السلام اسی عادت کے مطابق — (صبح کی) روشنی میں مسجد میں گئے

نیک کام میں کوئی عیب رونما نہ کر چھپا۔ ذرہ، یعنی ناچیز۔ ہم برآں حضرت سلیمان اپنی عادت کے مطابق صبح صادق کے بعد مسجدِ اقصیٰ جاتے تھے اور نئی بوٹی تلاش کرتے تھے تاکہ اُس سے اُس کے فوائد اور مضرات معلوم کریں۔

[1] گر ہمی دانی۔ اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہے تو اُس پر چل اور اگر تجھے نیک راستہ معلوم ہی نہیں ہے تو تو نے یہ کیسے سمجھا کہ تو غلط راستہ پر تھا۔ بدندانی جو شخص بدی کو نہیں سمجھتا ہے وہ نیکی کو نہیں سمجھ سکیگا اس لئے کہ ایک چیز کو اُس کی ضد سے جانا جا سکتا ہے۔ چوں ز ترک۔ ہماری نصیحت ہے کہ شرمندگی ختم کر کے عمل شروع کر۔ اگر تو یہ کہے کہ شرمندگی ختم کرنے سے میں عاجز ہوں تو ایسا عجز تو گناہ چھوڑنے پر بھی تھا لہٰذا تیرا گناہ اضطراری ہوا، اور اضطراری فعل پر شرمندگی لغویات ہے۔ عاجزی۔ تیری عاجزی قضائے خداوندی سے اختیار کے سلب ہو جانے کی وجہ سے نہیں ہے۔ عاجزی۔ انسان کا عجز، قدرت سلب ہونے کی وجہ سے نہیں ہے۔

[2] ہمچنیں۔ مولانا پھر پہلے مضمون کو بیان کرتے ہیں کہ انسان کی ہر تمنا اس بنا پر ہے کہ اس کا عیب اس سے پوشیدہ ہے۔ علت۔ عیب۔ کش نبردے۔ اگر اس آرزو کا عیب واضح ہو جائے تو پھر انسان کھینچنے سے بھی اُدھر نہ جائے۔ واں دگر جس کام سے انسان کو نفرت ہوتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس کا عیب انسان پر ظاہر ہو جاتا ہے۔

[3] اے خدا۔ مولانا نے یہاں سے مناجات شروع کر دی ہے کہ اے اللہ بُرے کاموں کے عیب کو ہم سے مخفی نہ رکھ اور

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قاعدہ ہر روز را می جست شاہ ۔۔۔ کہ بہ بیند مسجد اندر نو گیا

روزانہ کا قاعدہ تھا کہ شاہ تلاش کرتے ۔۔۔ تاکہ مسجد میں (کوئی) نئی بوٹی دیکھیں

دل[1] بہ بیند سر بداں چشم صفی ۔۔۔ آں حشائش کہ شد از عامہ خفی

مصفی آنکھ سے دل دیکھ لیتا ہے راز ۔۔۔ اُن بوٹیوں کا جو عوام سے پوشیدہ ہیں

قصۂ صوفی کہ درمیان گلستان سر بزانو نہادہ مراقب بود یارانش گفتند سر برآر و تفرج کن گلستان و ریاحین و مرغان را کہ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ و جواب گفتن صوفی یاران را

اُس صوفی کا قصہ جو باغ میں زانو پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں تھا، اُس کے دوستوں نے کہا کہ سر اٹھا باغ اور پھولوں اور پرندوں کی سیر کر کیونکہ (حکم ہے) اللہ کی رحمت کی نشانیوں پر نظر کرو اور صوفی کا دوستوں کو جواب دینا

صوفیے در باغ از بہر گشاد ۔۔۔ صوفیانہ روی بر زانو نہاد

ایک صوفی نے باغ میں مشاہدہ کے لئے ۔۔۔ صوفیوں کے طریقہ پر منہ زانو پر رکھ دیا

پس فرو رفت او بخود اندر نغول ۔۔۔ شد ملول از صورت خوابش فضول

وہ گہرائی میں اتر گیا ۔۔۔ ایک لغو انسان اسکی نیند کی (سی) صورت سے پریشان ہو گیا

کہ چہ خسپی[2] آخر اندر رز نگر ۔۔۔ ایں درختاں بیں و آثار خضر

کہ کیوں سوتا ہے؟ انگوروں کو دیکھ ۔۔۔ ان درختوں اور سبزے کے آثار کو دیکھ

امر حق بشنو کہ گفت ست انظروا ۔۔۔ سوی ایں آثار رحمت آر رو

اللہ (تعالیٰ) کا حکم سن اُسنے فرمایا ہے اس کو دیکھو ۔۔۔ رحمت کے ان آثار کی جانب رخ کر

گفت آثارش دل ست اے بوالہوس ۔۔۔ آں بروں آثار آثارست و بس

اُس نے کہا اے بوالہوس اُسکے آثار دل ہے ۔۔۔ وہ باہر فقط آثار کے آثار ہیں

باغہا و سبزہا در عین جاں ۔۔۔ بر بروں عکسش چو در آب رواں

باغات اور سبزے جان میں ہیں ۔۔۔ باہر اس کا عکس ہے جیسا کہ رواں پانی میں

آں خیال[3] باغ باشد اندر آب ۔۔۔ کہ کند از لطف آب آں اضطراب

پانی میں باغ کا عکس ہوتا ہے ۔۔۔ جو پانی کی لطافت کی وجہ سے بیقرار رہتا ہے

باغہا و میوہا اندر دل ست ۔۔۔ عکس لطف آں بریں آب و گل ست

باغات اور پھل دل کے اندر ہیں ۔۔۔ اسکی لطافت کا عکس اس پانی اور مٹی پر ہے

[1] دل بہ بیند جس طرح حضرت سلیمانؑ بوٹیوں سے اُنکے حالات معلوم کر لیتے تھے اسیطرح صوفی اپنے دل کی مصفی آنکھوں سے معارف کا راز دیکھ لیتا ہے۔ حشائش حشیش کی جمع ہے، گھاس۔ تفرج۔ تفریح۔ ریاحین۔ ریحان کی جمع ہے، ہر خوشبودار پودا۔ گشاد۔ کشادگی، تفریح طبع۔ نغول۔ گہرائی۔

[2] چہ خسپی۔ اس شخص نے مراقبہ کو سونے سے تعبیر کیا۔ رز۔ انگور۔ خضر سبزہ۔ امر حق قرآن پاک میں ہے۔ فانظروا الی آثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا۔ پس دیکھو اللہ کی رحمت (بارش) کے آثار (نباتات) کو وہ کس طرح زمین کو زندہ کر دیتا ہے اُسکے مردہ ہو جانیکے بعد۔ گفت اُس صوفی نے کہا کہ دراصل رحمت کے آثار دل کے آثار ہیں جن کا مراقبہ میں مشاہدہ ہوتا ہے اور یہ دنیا کے باغ و بہار دل کی نشانیوں کے نشانات ہیں اور جس طرح اس باغ و بہار کا عکس اس نہر میں نظر آتا ہے جو باغ میں رواں ہے اسی طرح یہ باغ و بہار دل کے آثار کا عکس ہیں۔

[3] آں خیال۔ جو پانی میں نظر آتا ہے وہ اصل نہیں ہوتا بلکہ صرف عکس ہوتا ہے۔ یا اظہار کائنات میں ہر چیز کسی صفت خداوندی کا مظہر ہے اور قلب انسانی تمام صفات کا مظہر ہے لہٰذا اصل وہ آثار ہیں جو دل میں نمایاں ہوتے ہیں اور یہ کائنات اس سے درجہ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر نبودے عکسِ آں سَروِ سُرور — پس نخواندے ایزدش دارُ الغُرور[1]
اگر (یہ) اُس سُرور کے سَرو کا عکس نہ ہوتا — تو اس کو اللہ (تعالیٰ)، دھوکے کا گھر نہ فرماتا

ایں غرور آنست یعنی آں خیال — ہست از عکسِ دل و جانِ رجال
یہ دھوکہ وہی ہے یعنی وہ عکس — انسانوں کے دل اور جاں کا عکس ہے

جملہ مغروراں بریں عکس آمدہ — برگمانے کایں بُود جنّت کدہ
سب دھوکے میں پڑے ہوئے اِس عکس پر جمع ہیں — اِس گمان سے کہ یہ جنّت کدہ ہوگا

می گریزند از اصولِ باغہا — بر خیالے می کنند ایں لاغہا
وہ باغوں کی اصلوں سے بھاگتے ہیں — یہ بکواس عکس پر کر رہے ہیں

چونکہ خوابِ غفلت آید شاں بسر — راست بینند و چہ سُود ست آں نظر
جب اِن کی غفلت کی نیند ختم ہو گی — ٹھیک دیکھ لیں گے (لیکن) وہ دیکھنا کیا مفید ہے

پس بگورستاں غریو افتاد و آہ — تا قیامت زیں غلط واحسرتاہ
قبرستان میں بہت شور اور آہ ہے — قیامت تک اِس غلطی پر، افسوس

اے خنک آں کس کہ پیشِ مرگ مُرد[2] — یعنی او از اصلِ ایں رز بوئے بُرد
وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے، جو مرنے سے پہلے مرگیا — یعنی اُس کو اِس انگورستان کی اصل کا پتہ چل گیا

قصۂ رُستنِ خرّوب در گوشۂ مسجدِ اقصیٰ و غمگین شدنِ سلیمان علیہ السّلام ازاں چوں بہ سخن در آمد و نام و خاصیتِ خود گفت

مسجدِ اقصیٰ کے کنارے پر خرّوب اُگنے کا قصّہ اور اُس سے حضرت سلیمان علیہ السّلام کا رنجیدہ ہونا جبکہ اُس نے بات کی اور اپنا نام اور خاصیت بتائی

ہمچنیں روزے سلیمانؑ از قضا — شد بعادت مسجد اندر اے فتیٰ
تقدیر سے ایک روز، حضرت سلیمانؑ — اے نوجوان! عادت کے مطابق مسجد کے اندر گئے

نو گیاہے دید اندر گوشۂ — رُستہ بر وے دانہ ہمچوں خوشۂ
ایک گوشہ میں ایک نئی بوٹی دیکھی — خوشہ کی طرح اُس پر دانے اُگے ہوئے تھے

دید[3] بس نادر گیاہے سبز و تر — می ربود آں سبزیش نور از بصر
انہوں نے ایک بہت کمیاب سبز اور تر بوٹی دیکھی — اُس کی سبزی آنکھ کی روشنی کو اُچک رہی تھی

پس سلامش کرد در حال آں حشیش — او جوابش گفت و بشگفت از خویش
اُس بوٹی نے فوراً اُن کو سلام کیا — اُنھوں نے جواب دیا اور اُسکی خوشنمائی سے کھِل گئے

[1] دارالغرور، دھوکے کا گھر۔ ایں غرور۔ اِس دنیا کو دھوکہ کا گھر اسی بنیاد پر فرمایا گیا ہے کہ یہ کائنات دل کے آثار کا عکس ہے۔ مغروراں۔ جو لوگ دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں اِسی کائنات کو اصل اور جنّت کدہ سمجھے ہوئے ہیں۔ می گریزند۔ جو اِن باغوں کی اصل ہے یعنی دل کی باغ و بہار اُس سے بھاگتے ہیں اور اُس عکس کے حصول پر شیخی بگھارتے ہیں۔ چونکہ جب اِس خوابِ غفلت سے بیدار ہونگے اصل حقیقت نظر آئیگی لیکن اُس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بگورستان۔ اُس وقت یہ لوگ قبرستان میں ہونگے۔ اور دارالعمل سے جاچکے ہونگے تو سوائے آہیں بھرنے اور وا حسرتا کہنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

[2] اے خنک۔ جس شخص نے مرنے سے پہلے فنا حاصل کرلی اور اصل باغوں کا راز پالیا وہ قابلِ مبارکباد ہے۔ قصّہ۔ یہاں سے پھر حضرت سلیمانؑ کا بوٹیوں کا ہمکلام ہونا بیان کیا ہے۔ خرّوب۔ برباد کرنیوالا، ایک گھاس کا نام ہے جس کا اُگنا مکان کی بربادی کی نشانی ہے۔ مسجد یعنی مسجدِ اقصیٰ۔ رُستہ یعنی اُگے اور پر خوشہ کی طرح کچھ دانے تھے۔

[3] دید۔ حضرت سلیمانؑ نے یہ نئی بوٹی دیکھی جو بہت ہی سرسبز و شاداب تھی۔ کرد۔ یعنی بوٹی نے حضرت سلیمانؑ کو سلام کیا۔ بشگفت یعنی اُس بوٹی کی خوشنمائی سے حضرت سلیمانؑ کی طبیعت شگفتہ ہوئی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت نامت چیست برگو بے دہاں
اُنھوں نے فرمایا ہاں بتا تیرا کیا نام ہے؟

گفت خرّوبست اے شاہِ جہاں
اس نے کہا اے شاہِ جہاں! میرا نام خرّوب ہے

گفت اندر تو چہ خاصیت بُوَد
فرمایا تیرے اندر کیا خاصیت ہے

گفت من[1] رستم مکاں ویراں شود
اُس نے کہا میں اُگوں تو مکان ویران ہو جائے

من کہ خرّوبم خرابِ منزلم
میں چونکہ خرّوب ہوں مکان کی خرابی ہوں

ہادمِ بُنیادِ ایں آب و گِلم
میں اس پانی اور مٹی کو ڈھانے والی ہوں

پس سلیمانؑ آں زماں دانست زود
تو سلیمان اُس وقت جلد سمجھ گئے

کہ اجل آمد سفر خواہد نمُود
کہ موت (قریب) آگئی، وہ سفرِ آخرت کرینگے

گفت تا من ہستم ایں مسجد یقیں
انھوں نے (دل میں) کہا جبتک میں (زندہ) ہوں یہ مسجد یقیناً

در خلل ناید ز آفاتِ زمیں
زمین کی آفتوں سے خلل میں نہ آئے گی

تا کہ من باشم وجودِ من بُوَد
جب تک میں ہوں (اور) میرا وجود ہے

مسجدِ اقصیٰ مخلّل کے شوَد
مسجدِ اقصیٰ کب تباہ ہو سکتی ہے؟

پس خرابی مسجدِ ما بے گماں
تو یقیناً ہماری مسجد کی تباہی

نبوَد الّا بعدِ مرگِ ما بداں
ہمارے مرنے کے بعد ہی ہوگی، سمجھ لے

مسجدست[2] آں دل کہ جسمش ساجد ست
وہ دل مسجد ہے، جس کا جسم نمازی ہے

یارِ بد خرّوب ہر جا مسجدست
جس جگہ مسجد ہے، بُرا دوست خرّوب ہے

یارِ بد چوں رُست در تو مہرِ اُو
تیرے اندر جب بُرے دوست کی محبت اُگی

ہیں ازو بگریز و کم کُن گفتگو
خبردار! اُس سے بھاگ، بات نہ کر

بر کَن از بیخش کہ گر سر بر زَنَد
اُسکو جڑ سے اُکھاڑ دے اس لئے کہ اگر اُبھرے گی

مر ترا و مسجدت را بر کَنَد
تجھے اور تیری مسجد کو اُکھاڑ دے گی

عاشقا خرّوبِ تو آمد کژی
اے عاشق! کجی تیری خرّوب ہے

ہمچو طفلاں سُوی کژ چوں می غژی
ٹیڑھی کی طرف گھٹنوں کے بل بچوں کیطرح کیوں چل رہا ہے؟

خویش[3] را ناداں و مجرم گو بترس
اپنے آپ کو نادان اور مجرم کہہ، ڈر

تا نہ دُزدد از تو آں اُستاد درس
تاکہ درس کا اُستاد تجھ سے (آنکھ) نہ چرائے

چوں بگوئی جاہلم تعلیم دہ
جب تو کہے گا میں جاہل ہوں، سکھا دے

اینچنیں انصاف از ناموس بہ
ایسا انصاف، بڑائی سے بہتر ہے

---

[1] من رستم۔ اُس بوٹی نے کہا جہاں میں اُگتی ہوں وہ جگہ ویران ہو جاتی ہے۔ خرّوب۔ چونکہ میرا [illegible] ہی خراب کنندہ ہے لہٰذا میں مکان کی بربادی کی علامت ہوں۔ آب و گل یعنی مکان۔ پس سلیمانی مسجد کی تباہی سے حضرت سلیمانؑ سمجھ گئے کہ ان کی وفات کا وقت آگیا ہے کیونکہ اُن کی زندگی میں اس مسجد کی بربادی نہ ہو سکتی تھی۔ مخلل۔ خلل یافتہ۔ پس خرابی۔ مسجد کی بربادی تو میرے مرنے کے بعد ہو سکے گی۔

[2] مسجدست۔ یہاں سے مولانا نے ایک ارشادی مضمون شروع فرمایا ہے کہ جس دل کا جسم نمازی ہو وہ دل مسجد ہے اور بُری صحبت اُس کیلئے خرّوب بوٹی ہے۔ یار بد جب بُرے دوست کی محبت دل میں اُگے گی تو مسجدِ دل برباد ہو جائیگی اور تو تباہ ہو جائیگا۔ عاشقا۔ سالک کے دل کی خرّوب اس کے دل کی کجی ہے جو اسکو مرشد سے دور کرتی ہے۔ غژی۔ غژیدن گھٹنوں کے بل چلنا۔

[3] خویش را۔ شیخ کے سامنے اپنے آپ کو نادان اور مجرم سمجھ تاکہ وہ تعلیم دینے میں دریغ نہ کرے چوں بگوئی۔ جب تو اپنے جہل اور خطا کا اقرار کریگا تو شیخ تجھے تعلیم دیگا۔ انصاف۔ یہ جہالت کے اقرار کی ذلت جو واقعی ہے جہالت کے فخر سے بہت بہتر ہے۔

۵۹۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از پدر[1] آموز اے روشن جبیں　　ربّنا گفت و ظلمنا پیش ازیں

اے روشن جبین! باپ سے سیکھ لے　　اُس نے اس سے پہلے ربّنا اور ظلمنا کہا ہے

نے بہانہ کرد و نے تزویر ساخت　　نے لوائے مکر و حیلت برفراخت

نہ بہانہ کیا، نہ مکر کیا　　نہ مکر اور حیلہ کا جھنڈا اٹھایا

باز آں ابلیس بحث آغاز کرد　　کہ بُدم من سرخ رو کردیم زرد

پھر اُس شیطان نے بحث شروع کر دی　　کہ میں سرخرو تھا تو نے مجھے شرمندہ کیا

رنگ رنگِ تست صبّاغم توئی　　اصلِ جرم و آفت و داغم توئی

رنگ تیرا ہی رنگ ہے، تو ہی مجھے رنگنے والا ہو　　میرے جرم اور آفت اور داغ کی جڑ تو ہے

ہیں بخواں ربِّ بما اغویتنی　　تا نگردی جبری و کژ کم تنی

خبردار! ربِّ بما اغویتنی کو پڑھ لے　　تاکہ تو جبری نہ بنے اور ٹیڑھا نہ چلے

بر درختِ[2] جبر تا کے بر جہی　　اختیارِ خویش را یک سو نہی

جبر کے درخت پر کب تک کودتا پھرے گا؟　　اپنے اختیار کو ایک طرف رکھے گا

ہمچو آں ابلیس و ذریاتِ او　　با خدا در جنگ و اندر گفتگو

شیطان اور اُس کی اولاد کی طرح　　اللہ (تعالیٰ) کے ساتھ لڑائی اور گفتگو میں ہے

چوں بود اکراہ با چندیں خوشی　　کہ تو در عصیاں ہمی دامن کشی

اتنی خوشی کے ساتھ جبر کیسے ہو سکتا ہے؟　　کہ تو گناہوں میں دامن گھسیٹتا ہے

آنچناں خوش کش رود در مکرہی　　کس چناں رقصاں رود در گمرہی

جبر کی حالت میں اس طرح خوشی سے کون دوڑتا ہے؟　　کون ہے جو اس طرح گمراہی میں ناچتا ہوا جائے؟

بیست مردہ جنگ می کردی در آں　　کت ہمی دادند پند آں دیگراں

تو نے اس معاملہ میں بیس انسانوں کی طرح جنگ کی　　وہ دوسرے جبکہ تجھے نصیحت کرتے تھے

کہ صواب[3] اینست و راہ اینست و بس　　کہ زند طعنہ مرا جز ہیچ کس

کہ صحیح یہی ہے اور بس راستہ یہی ہے　　مجھے نالائق کے سوا کون طعنہ دے سکتا ہے؟

کے چنیں گوید کسے کو مکرہ ست　　چوں چنیں جنگد کسے کو بے رہ ست

جو مجبور ہے وہ کب اس طرح کہتا ہے؟　　ایسی لڑائی کب لڑ سکتا ہے وہ جو کہ (جبراً) بے راہ ہے

ہر چہ نفست خواست داری اختیار　　ہر چہ عقلت خواست آری اضطرار

جس چیز کو تیرا جی چاہے تو اُس میں اختیار رکھتا ہے　　جو تیری عقل چاہتی ہو اُس پر مجبوری کو پیش کرتا ہے

---

[1] از پدر۔ حضرت آدم نے فوراً اعتراف کر لیا تھا شیطان کی طرح عذر اور بہانے نہ بنائے تھے۔ لِوا۔ جھنڈا۔ باز شیطان نے اپنی خطا کے سلسلہ میں خدا سے بحث شروع کر دی اور طرح طرح کے عذر تراشے۔ کردیم۔ کردی ام۔ رنگ۔ یہ بدبختی کا رنگ تیرا چڑھایا ہوا ہے۔ ربِّ بما اغویتنی۔ اے خدا تو نے کس وجہ سے مجھے گمراہ کیا، یہ شیطان نے کہا تھا۔ جبری۔ یعنی شیطان نے اپنے آپ کو مجبورِ محض بنا کر پیش کیا تھا۔

[2] بر درخت۔ گناہ پر اپنے جبر کو بہانہ بنانا ہے اور اپنے اختیار سے قطع نظر کر لیتا ہے۔ ہمچو۔ شیطان نے بجائے عذر کے اللہ تعالیٰ سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ چوں۔ جبکہ انسان گناہ خوشی خوشی کرتا ہے تو اُس خوشی کے ہوتے ہوئے جبر کا عذر غلط ہے۔ آنچناں۔ گناہوں کی طرف رقص کرتے ہوئے جانے کے ساتھ جبر اور اکراہ کہاں جمع ہو سکتا ہے۔ بیست مردہ۔ نصیحت کرنے والوں کے ساتھ تو بیس انسانوں کی سی لڑائی لڑتا ہے تو گناہوں میں تو مجبور کیسے ہے!

[3] کہ صواب۔ تو نصیحت کرنے والوں سے کہتا ہے کہ جو راستہ میں نے اختیار کیا وہی صحیح ہے اور مجھے کوئی حقیر ہی طعنہ دے سکتا ہے تو مجبور ایسی باتیں کب کرتا ہے تو ایسی لڑائی کب لڑتا ہے۔ ہر چہ نفست۔ نفسانی

خواہشوں کو پورا کرنے میں تو با اختیار بنتا ہے ہاں بتقاضائے عقل نیک کام کرنے میں اپنی مجبوری ظاہر کرتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دانْد آں کو نیکبخت و محرم ست | زیرکی ز ابلیس و عشق از آدم ست

جو نیک بخت اور دانائے راز ہے وہ جانتا ہے | چالاکی شیطان کا اور عشق حضرت، آدم کا کام ہے

زیرکی آمد سباحت در بحار | کم رَہد غرق ست اُو پایانِ کار

چالاکی، سمندروں میں تیرنا ہے | وہ نجات نہیں پاتا آخر کار ڈوبتا ہے

ہِل[2] سباحت را رہا کُن کبر و کیں | نیست جیحوں نیست جو دریاست ایں

تیرنا چھوڑ، تکبر اور کینہ ترک کردے | جیحوں نہیں ہے، نہر نہیں ہے، یہ سمندر ہے

وانگہاں دریائے ژرفِ بے پناہ | در رُباید ہفت دریا را چو کاہ

اور پھر گہرا اور بے پناہ سمندر | جو ساتوں سمندروں کو تنکے کی طرح بہا لیجائے

عشق چوں کشتی بُوَد بہرِ خواص | کم بُوَد آفت بُوَد اغلب خلاص

ناصان (خدا) کیلئے عشق بمنزلہ کشتی کے ہے | (جس میں) آفت کم ہوتی ہے عموماً نجات ہوتی ہے

زیرکی بفروش و حیرانی بخر | زیرکی ظن ست و حیرانی نظر

چالاکی فروخت کردے اور حیرانی خرید لے | چالاکی، گمان ہے اور حیرانی مشاہدہ ہے

عقل قرباں کُن بہ پیشِ مصطفیٰ | حَسْبِیَ اللّٰہ گو کہ اللّٰہ اَم کفیٰ

عقل کو حضرت، مصطفیٰ پر قربان کردے | حَسْبِیَ اللّٰہ کہہ دے کہ اللہ مجھے کافی ہے

ہمچو[3] کنعاں سر ز کشتی وا مکش | کہ غرورش داد نفسِ زیرکش

کنعان کی طرح کشتی سے سرتابی نہ کر | کیونکہ چالاک نفس نے اُس کو دھوکا دیا

کہ برآیم بر سرِ کوہِ مَشید | منّتِ نوحم چرا باید کشید

کہ میں مضبوط پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا | میں (حضرت، نوحؑ کا احسان کیوں اُٹھاؤں؟

چوں رَہی از منّتش اے بے رشد | کہ خدا ہم منّتِ اُو می کشد

اے گمراہ! تو اس کے احسان سے کیسے بچ سکتا ہے؟ | جبکہ خدا بھی اُس کی ناز برداری کرتا ہے

چوں نباشد منّتش بر جانِ ما | چونکہ شکر و منّتش گوید خدا

اُن کا احسان ہماری جان پر کیوں نہ ہو؟ | جبکہ اللہ (تعالیٰ) اُنکا شکریہ اور احسان مانتا ہو

تو چہ دانی اے غرارہ پُر حسد | منّتِ اُو را خدا ہم می کشد

اے حاسدِ مغرور! تو کیا جانتا ہے؟ | اُس کا احسان خدا بھی مانتا ہے

کنعان کو خطاب ہے کہ خدا جس ذات کی مدح و ثنا کرتا ہے تو اُس کا احسان لینے سے کیوں گریز کرتا ہے۔ یعنی جبکہ وہ خدا کے محبوب ہیں تو احسان ہماری جانوں کو برداشت کرنا چاہیئے۔ غرارہ۔ دھوکہ میں مبتلا۔

[1] دانَد۔ نیک بخت خوب سمجھتا ہے کہ گناہ کر کے چالاکی سے اُس کے عذر پیش کرنا شیطانی کام ہے اور عشق و محبت جس کا تقاضا اطاعت ہے یہ حضرت آدمؑ کا کام ہے۔ زیرکی۔ اِس طرح کی چالاکی سمندر کو تیر کر پار کرنا ہے جس کا انجام ہلاکت ہے۔

[2] ہِل سباحت۔ اللہ کے معاملہ میں چالاکی سے کامیابی ناممکن ہے۔ کبر و کیں۔ اس معاملہ میں شیطان نے کبر و کینہ اختیار کیا۔ جیحوں۔ بلخ کے قریب ایک دریا کا نام ہے۔ عشق۔ اِس ناپیدا کنار دریا کو عبور کرنے کیلئے عشق بمنزلہ کشتی ہے۔ زیرکی۔ انسان کو چالاکی چھوڑ کر عشق کی حیرانی اختیار کرنی چاہیئے تب مشاہدہ حاصل ہوگا۔ عقل قرباں کُن۔ آنحضورؐ کی تعلیمات پر عقل کو قربان کردے اور اُن کے بتائے ہوئے راستہ پر خدا کے بھروسہ پر چل پڑ۔

[3] ہمچو۔ حضرت نوحؑ کے نافرمان لڑکے کنعان نے طوفان کے وقت حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے سے انکار کر دیا تو عشق کی کشتی سے انکار کنعانی کام ہے۔ کہ برآیم۔ قرآن پاک میں کنعان کا مقولہ منقول ہے۔ سَاٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ میں عنقریب پہاڑ پر ٹھکانا بنا لوں گا جو مجھے بچا دے گا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ میں حضرت نوحؑ کا احسان نہ لوں گا۔ چوں رہی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کاشکے[۱] اُو آشنا ناموختے — تا طمع در نوحؑ و کشتی دوختے
کاش کہ وہ تیرنا نہ سیکھتا — تاکہ نوحؑ اور کشتی سے تمنا وابستہ کرتا

کاش چون طفل از حِیَل جاہل بُدے — تا چو طفلاں چنگ در مادر زدے
کاش وہ بچوں کی طرح حیلوں سے جاہل ہوتا — تاکہ بچوں کی طرح ماں کا سہارا پکڑتا

یا بعلمِ نقل کم بودے مَلی — علمِ وحی دل ربودے از وَلی
یا وہ رسمی علم سے پُر نہ ہوتا — کسی ولی سے دل کی وحی کا علم حاصل کرتا

با چنیں نورے چو پیش آری کتاب — جانِ وحی آسای تو آرد عتاب
ایسے نور کے ہوتے ہوئے جب تو کتاب سامنے لائیگا — تیری وحی سے مانوس جان ناراض ہوگی

چون[۲] تیمم با وجودِ آب داں — علم نقلی با دمِ قطبِ زماں
پانی ہوتے ہوئے تیمم کی طرح سمجھ — قطبِ زماں کے قول کے سامنے رسمی علم کو

خویش اَبلہ کُن تبع میرو سپس — رستگی زیں ابلہی یابی و بس
اپنے آپکو نادان بنالے تابع بنکر اس کے پیچھے چل — اس حماقت سے بس نجات پائے گا

اکثر اہلُ الجنۃ البُلہ اے پدر — بہرِ ایں گفت ست سُلطانِ بشر
اے بابا! جنتی اکثر بھولے ہونگے — سرورِ عالمؐ نے اسی لئے فرمایا ہے

زیرکی چوں کبر باد انگیزِ تُست — اَبلہے شو تا بماند دیں درست
چالاکی تکبر کی طرح تجھ میں ہوا بھرنیوالی ہے — نادان بن، تاکہ ایمان سلامت رہے

اَبلہے[۳] نے کو بمسخرگی دو توست — اَبلہے نے کز شقاوت مال جوست
ایسا نادان نہیں جو مسخرہ پن سے وابستہ ہے — ایسا نادان نہیں جو بدبختی سے مال کی جستجو کرے

اَبلہے کو والہ و حیرانِ ہُوست — باشد اندر گردنِ اُو طوقِ دوست
ایسا نادان جو اُس کا عاشق اور حیران ہے — اُس کی گردن میں دوست کا طوق ہے

اَبلہانند آں زنانِ دست بُر — از کفِ اَبلہ وز رُخِ یوسف نذر
ہاتھ کاٹ لینے والی وہ عورتیں نادان ہیں — جو ہاتھ سے بے خبر اور حضرتِ یوسفؑ کے رُخ کی خبر دینے والی تھیں

عقل را قرباں کُن اندر عشقِ دوست — عقلہا بارے ازاں سُویست کوست
دوست کے عشق میں عقل کو قربان کر دے — بہرحال عقلیں بھی اُسی جانب کی ہیں جہاں کہ وہ ہے

کہ مصری عورتیں حضرت یوسفؑ کے عشق میں محو ہوگئی تھیں اور انھوں نے اس محویت میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے اور اُن کو صرف رُخِ یوسفؑ کا ہوش تھا۔ نذر۔ نذیر کی جمع ہے، خبر دہندہ۔ ازاں سُو۔ عقلیں اللہ کا عطیہ ہیں تو اُس کی راہ میں ہی صرف ہونی چاہئیں۔

۱ کاشکے۔ کاش اس بدبخت کنعان کو تیرنا نہ آتا تو وہ حضرت نوحؑ کے ذریعہ نجات کا طالب بن جاتا۔ کاش۔ بچے کوچونکہ حیلے اور تدبیریں نہیں آتیں وہ ہر مصیبت کے وقت ماں کی پناہ پکڑتا ہے۔ یا بعلم۔ وہ کنعان رسمی علوم سے محروم ہوتا تو عقلی تدبیریں چھوڑ کر کسی با خدا سے الہامی علوم سیکھ لیتا۔ با چنیں۔ وہبی علوم کے مقابلہ میں رسمی علوم ہیچ ہیں۔
۲ چوں تیمم۔ وہبی علوم اور رسمی علوم میں وہی نسبت ہے جو تیمم اور وضو میں، وضو پر اگر قدرت ہے تو تیمم بیکار ہے۔ خویش۔ شیخ اور ولی کے سامنے اپنے آپ کو نادان بنالے تب رسمی علوم کی حماقت سے نجات ملے گی۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ اَکثرُ اَہلِ الجنۃِ البُلہ۔ جنتی بھولے بھالے ہیں۔ ابلہے شو۔ ابلہ سے مراد وہ شخص ہے جو عشقِ خداوندی میں غافل اور دنیا سے بے خبر ہو۔
۳ ابلہے۔ نادان سے وہ نادان مراد نہیں ہے جیسے مسخرہ پن ہو نہ وہ مراد ہے جو اپنی نادانی سے دنیا کی دولت جمع کرنے کا شوقین ہو۔ ابلہے کو۔ وہ نادان مراد ہے جو عشقِ خداوندی میں مقامِ حیرت میں ہو اور خدا کے عشق کا اُس کے گلے میں طوق ہو۔ ابلہانند۔ ابلہ سے وہ مراد ہے جو عشقِ خداوندی میں اس طرح مدہوش ہو جس طرح

298

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عقلہا آنسو فرستادہ عقول
بڑے عقلمند نے عقلیں اس جانب روانہ کردیں
ماندہ ایں سو آنکہ گولست و فضول
اِس جانب اُس نے باقی رکھیں جو احمق اور بیہودہ ہیں

زیں سر از حیرت گر ایں عقلت رود
اگر تیری عقل اس جانب سے حیرت کی وجہ سے جاتی رہے
ہر سر مویت سر و عقلے شود
تیرا ہر بال سر اور عقل بن جائے

نیست آں سو رنجِ فکرے دماغ
اُس جانب دماغ پر فکر کی تکلیف نہیں ہے
کز دماغ و عقل روید دشت و باغ
کیونکہ دماغ اور عقل سے جنگل اور باغ اُگتے ہیں

سوی دشت از دشت نکتہ بشنوی
تو جنگل کی جانب (آئے)، تو جنگل سے نکتے سُنے
سوی باغ آئی شود نخلت روی
باغ کی جانب آئے تو تیرا نخل سیراب ہو جائے

اندریں رہ ترک کن طاق و طرب
اس راستہ میں شان و شوکت کو چھوڑ دے
تا قلاوزت نجنبد تو مجنب
جب تک تیرا راہنما حرکت نہ کرے حرکت نہ کر

ہر کہ او بے سر بجنبد دم بود
جو بے سر کے حرکت کرے وہ دُم ہے
جنبشش چوں جنبشِ کژدم بود
اُس کی حرکت بچھو کی سی حرکت ہوتی ہے

کژ رو و شب کور و زشت و زہرناک
ٹیڑھا چلنے والا ہے اور اندھا اور بُرا اور زہریلا ہے
پیشۂ او خستنِ اجسامِ پاک
اس کا پیشہ پاک جسموں کو خستہ کرنا ہے

سر بکوب آنرا کہ سرّش ایں بود
جس کی یہ طبیعت ہو اس کا سر کچل دے
خلق و خوی مستمرش ایں بود
جس کی عادت اور اخلاق ہمیشہ یہ ہو

خود صلاحِ اوست ایں سر کوفتن
یہ سر کچلنا اُس کی بھلائی ہے
تا رہد جاں ریزہ اش زیں شوم تن
تاکہ اس کی حقیر جان منحوس جسم سے چھٹکارا پالے

واستاں از دستِ دیوانہ سلاح
دیوانہ کے ہاتھ سے ہتھیار لے لے
تا ز تو راضی شود عدل و صلاح
تاکہ تجھ سے انصاف اور نیکی خوش ہو

چوں سلاحش ہست و عقلش نے ببند
جبکہ اس کے پاس ہتھیار ہے اور عقل نہیں ہے باندھ دے
دستِ او را ورنہ آرد صد گزند
اُس کا ہاتھ ورنہ وہ سو نقصان پہنچائے گا

بیانِ آنکہ حصولِ علم و مال و جاہ مر بد گہر را فضیحت اوست و

اس کا بیان کہ علم اور مال اور مرتبہ کا بداصل کو حاصل ہوجانا اُسکی رسوائی ہے

چوں شمشیرست فتادہ بدستِ راہزناں
اور اس تلوار کی طرح ہے جو ڈاکوؤں کے ہاتھ آگئی ہو

له عقلہا۔ جو عقلمند ہیں وہ عقلوں کو اللہ کی ذات وصفات کے سمجھنے میں صرف کرتے ہیں جو بیوقوف ہیں وہ دنیا کے کاموں میں عقل کا استعمال کرتے ہیں۔ زیں سر۔ اگر حیرت کی بنا پر عقل نہ رہے تو پھر انسان کا ہر ہر رونگٹا عقل اور سر بنجاتا ہے۔ نیست۔ دنیاوی امور میں عقل سوزی ہے آخرت کے معاملہ میں غور کرنے سے عقل باغ و بہار بنتی ہے۔ بسوئے دشت۔ جب عقل کی پیداوار کے باغ و جنگل کی طرف رُخ کروگے تو اس جنگل سے دین کے نکتے سنوگے اور تمہاری عقل تروتازہ ہوگی۔

ےه اندریں۔ اس راہ عشق میں اپنی شان وشوکت کو ترک کرکے شیخ کے تابع بنجاؤ۔ قلاوز یعنی شیخ۔ کژدم۔ بچھو کا ڈنک دُم میں ہوتا ہے۔ کژرو۔ جو شیخ کا اتباع نہ کریگا اُسمیں عیب ہی عیب ہوں گے اور وہ پاک روحوں کو زخمی کریگا۔ سر بکوب۔ ایسے شخص کی زندگی سے موت بہتر ہے تاکہ روح کو اس ناپاک جسم سے نجات ملے۔

ےه واستاں۔ دیوانہ سے ہتھیار چھین لینا عدل اور نیکی ہے چوں۔ اگر دیوانے کے ہاتھ میں تلوار رہیگی تو بہت نقصان پہنچاویگا۔ بیان۔ نااہل کے ہاتھ میں علم اور مال اور مرتبہ ایسا ہی تباہ کُن ہے جس طرح ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار۔

599

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بدگہر را علم و فن آموختن | دادنِ تیغے بدستِ راہزن
بداصل کو علم و فن سکھانا | ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے

تیغ دادن در کفِ زنگیِ مست | بہ کہ آید علم ناکس را بدست
مست حبشی کے ہاتھ میں تلوار دیدینا | اس سے بہتر ہے اگر علم نااہل کے ہاتھ آئے

علم و مال و منصب و جاہ و قراں | فتنہ آمد در کفِ بدگوہراں
علم اور مال اور عہدہ اور رتبہ اور (انسے) وابستگی | بداصلوں کے ہاتھ میں فتنہ ثابت ہوئی ہے

پس غزا زیں فرض شد بر مومناں | تا ستانند از کفِ مجنوں سناں
مومنوں پر جہاد اسی لئے فرض ہوا ہے | تاکہ وہ پاگل کے ہاتھ سے بھالا چھین لیں

جانِ او مجنوں تنش شمشیرِ او | وا ستاں شمشیر را زیں زشت خو
اس کی جان پاگل ہے اس کا جسم اسکی تلوار ہے | اس بدعادت سے تلوار چھین لے

آنچہ منصب می کند با جاہلاں | از فضیحت کے کند صد ارسلاں
جاہلوں کے ساتھ عہدہ جو کچھ کرتا ہے | رسوائی میں سو شیر نہیں کرتے ہیں

عیبِ او مخفی ست چوں آلت بیافت | مارش از سوراخ بر صحرا اشتافت
اس کا عیب پوشیدہ ہے جب اسنے ذریعہ حاصل کرلیا | اس کا سانپ سوراخ سے جنگل میں دوڑ پڑا

جملہ صحرا مار و کژدم پر شود | چونکہ جاہل شاہِ حکمِ مر شود
تمام جنگل سانپ اور بچھو سے بھر جاتا ہے | جب جاہل، کڑوے حکم کا شاہ بن جاتا ہے

مال و منصب ناکسے کارد بدست | طالبِ رسوائیِ خویشِ او شدست
نااہل جو مال اور عہدہ حاصل کرتا ہے | وہ اپنی رسوائی کا طالب بنتا ہے

یا کند بخل و عطاہا کم دہد | یا سخا آرد بنا موضع نہد
یا وہ بخل کرے گا اور عطیات نہ دیگا | یا سخاوت کریگا تو بے موقع کرے گا

شاہ را در خانۂ بیذق نہد | اینچنیں باشد عطا کاحمق دہد
شاہ کو پیدل کے خانہ میں رکھدے گا | احمق جو عطا دیتا ہے وہ ایسی ہوتی ہے

حکم چوں در دستِ گمراہے فتاد | جاہ می پنداشت در چاہے فتاد
جب حکومت کسی گمراہ کے ہاتھ میں آگئی | اس نے اس کو رتبہ سمجھا اور وہ کنوئیں میں گرا

رہ نمیداند قلاوزی کند | جانِ زشتِ او جہاں سوزی کند
راستہ نہیں جانتا، رہنمائی کرتا ہے | اس کی بری جان دنیا کو پھونکتی ہے

ﻟﮧ بدگہر۔ بدباطن۔ زنگی۔ حبشی جو کم عقل ہوتے ہیں پھر جب وہ نشہ میں ہو تو کوئی عقل کی بات نہ کریگا۔ علم و مال۔ بداصل انسان ہر چیز کا غلط استعمال کریگا۔ قران۔ قران السعدین۔ خوش نصیبی۔ پس۔ جہاد کی مشروعیت اسی لئے ہوئی ہے کہ اہل دنیا کے دیوانوں کی طاقت ختم کردی جائے تاکہ یہ لوگوں کو تباہ و گمراہ نہ کرسکیں۔ سناں۔ بھالا۔ جان۔ جان اور تن کو جدا کرنا گویا ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لینا ہے۔ منصب۔ عہدہ۔ ارسلاں۔ شیر۔

ﻟﮧ عیب او۔ جبتک اس کے پاس ذرائع نہ تھے اسکے عیب چھپے ہوئے تھے وسائل ہاتھ آجانا گویا کہ سانپ کا سوراخ سے نکل پڑنا ہے۔ جملہ صحرا۔ جب جاہل اور نادان شاہ بن جائے تو اسکے کارندے سانپ اور بچھو کی طرح لوگوں کو کاٹتے ہیں۔ مال و منصب۔ خود یہ بھی تباہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ و رسوا کرتا ہے۔

ﻟﮧ یاکند۔ جاہل بادشاہ یا بخل کریگا اور کسی کو کچھ نہ دیگا اگر دیگا تو نااہلوں اور غیر مستحقوں کو دیگا شاہ را۔ ذلیلوں کو باعزت بنائیگا اور عزت والوں کو ذلیل کریگا۔ جاہ۔ وہ اس کو رتبہ اور منصب سمجھ رہا ہے لیکن وہ اس کیلئے کنواں ہے۔ اگر اس مصرع میں می پنداشت کے بجائے پندار پڑھا جائے تو ترجمہ یہ ہوگا اس کو مرتبہ سمجھ کر کنوئیں میں گرگیا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

طفلِ[1] راہِ فقر چوں پیری گرفت ❖ پیرواں را غولِ اَدبیری گرفت
راہِ فقر کے بچہ نے جب پیری اختیار کر لی ❖ پیروکاروں کو نحوست کے بھوت نے پکڑ لیا

کہ بیا[2] تا ماہ بنمایم ترا ❖ ماہ را ہرگز ندیدآں بے ضیا
کہ آ تاکہ تجھے چاند دکھاؤں ❖ (خود) اُس بے نور نے چاند کبھی نہیں دیکھا ہے

چوں نمائی چوں ندیدستی بعمر ❖ عکسِ مَہ در آب ہم اے خامِ غمر
تو کیسے دکھائیگا جبکہ تو نے تمام عمر نہیں دیکھا ہو؟ ❖ اے کچے نادان! پانی میں بھی چاند کا عکس

اَحمقاں سرور شدستند و زبیم ❖ عاقلاں سَرہا کشیدہ در گلیم
بیوقوف سردار ہوتے ہیں اور خوف سے ❖ عقلمندوں نے گدڑی میں منہ چھپا لیا ہے

بیان تفسیر آیۂ شریفہ یٰاَیُّھَا المُزَّمِّلُ

یا ایہا المزمل آیت شریف کی تفسیر کا بیان

خواند[3] مزمل نبیؐ را ایں سبب ❖ کہ برُوں آ از گلیم اے بُوالہرب
اسی سبب سے نبیؐ کو کملی اوڑھنے والا کہکر پکارا ❖ کہ اے صاحبِ فرار! کملی سے نکل

سَر مکش اندر گلیم و رُو مپوش ❖ کہ جہاں جسمے ست سرگرداں تو ہوش
کملی کے اندر سر نہ کر اور منہ نہ چھپا ❖ کیونکہ دنیا ایک پریشان جسم ہے (اور) تو ہوش ہے

ہیں مشو پنہاں ز ننگِ مُدَّعی ❖ کہ تو داری شمعِ وحیِ شعشعی
مدعی کی عار سے نہ چھپ ❖ کیونکہ تیرے پاس منور وحی کی شمع ہے

ہیں قُمِ اللَّیْلَ کہ شمعی اے ہمام ❖ شمع دائم شب بُود اندر قیام
اے سردار! تو رات کو کھڑا رہ کیونکہ تو شمع ہے ❖ شمع رات میں ہمیشہ کھڑی رہتی ہے

بے[4] فروغت روزِ روشن ہم شب ست ❖ بے پناہت شیر اسیرِ ارنب ست
تیری روشنی کے بغیر روشن دن بھی رات ہے ❖ تیری پناہ کے بغیر شیر خرگوش کا قیدی ہے

باش کشتیباں دریں بحرِ صفا ❖ کہ تو نوحِ ثانیی اے مصطفیٰ
اِس بحرِ صفا میں ملاح بن ❖ اے مصطفیٰؐ! کیونکہ تو دوسرا نوحؑ ہے

رہ شناسے می بباید بالُباب ❖ ہر رہے را خاصہ اندر راہِ آب
عقلمند، راہ شناس درکار ہے ❖ ہر راستہ کیلئے خصوصاً پانی کے راستہ کیلئے

رات کو کھڑا رہنا ہے ـــــ [4] بے فروغت۔ آپ ہی کے نورِ ہدایت سے عالم روشن ہوگا ورنہ روحِ جو شیر کی
وہ نفس سے جو کہ خرگوش ہے مغلوب رہیگی۔ باش۔ آپ اُمت کیلئے بمنزلہ کشتیبان کے ہیں۔ رہ شناسے۔ راہنمائی
وہ کر سکتا ہے جو صاحبِ عقل ہو خصوصاً دریائی راستہ کی۔

[1] طفل۔ جس طرح جاہل بادشاہ کے ہاتھوں ملک تباہ ہوتا ہے اسی طرح مزوّر شیخ کے ہاتھوں دین برباد ہوتا ہے۔ وہ خود راہِ طریقت سے ناواقف ہے تو اسکے مرید برباد ہونگے۔ کہ بیا۔ وہ دعوے کرتا ہے اور مریدوں سے کہتا ہے کہ آؤ تمہیں مشاہدۂ حق کرا دوں حالانکہ اُس نے خود بھی مشاہدہ تو در کنار پرچھائیں بھی نہیں دیکھی۔ غمر۔ ناتجربہ کار، نادان۔ احمقاں۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔
نا سزائے را چو بینی بختیار
عاقلاں تسلیم کردند اختیار
[3] خواند۔ اکثر روایتیں یہ بیان کرتی ہیں کہ جب آنحضورؐ پر غارِ حرا میں پہلی وحی آئی تو آپ کانپ گئے اور گھبرا کر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ قریش کی نافرمانی سے رنجیدہ ہو کر چادر اوڑھ کر لیٹ گئے تھے مولانا کا کلام اس دوسری روایت پر مبنی ہے کہ آنحضورؐ نے چونکہ... نااہلوں کی وجہ سے روپوشی اختیار کر لی تھی اس لئے آپکو فرق کملی اوڑھنے والا کہا گیا ہے... بُوالہرب۔ قریش سے علیحدگی کو بھاگنے سے تعبیر کیا ہے اسی لئے آنحضورؐ کو بوالہرب یعنی قریش سے فرار اختیار کرنیوالا کہا ہے۔ رو مپوش۔ اگر تم روپوشی اختیار کروگے تو دنیا دیوانگی میں مبتلا رہیگی۔ قم اللیل۔ اسی آیت میں یہ حکم بھی آیا ہے کہ رات کو نماز میں قیام کیا کرو۔ یہ خطاب اس لئے ہوا کہ آپ شمع ہیں۔ اور شمع کا کام

۱۵۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[1] خیز بنگر کاروانِ رہ زدہ — ہر طرف غولِ ست کشتیبان شدہ

اٹھ! اور لٹے ہوئے قافلہ کو دیکھ — ہر طرف شیطان ملاح بنا ہوا ہے

خضرِ وقتی غوثِ ہر کشتی توئی — ہمچو روح اللہ مکُن تنہا روی

تو خضرِ زمانہ ہے، ہر کشتی کی تو مدد ہے — (حضرت) عیسیٰ کی طرح تنہا روی اختیار نہ کر

پیشِ ایں جمعے چو شمعِ آسماں — انقطاع و خلوت آری را بہاں

اس مجمع کے آگے تو آسمانی شمع کی طرح ہے — انقطاع اور خلوت نشینی کو ترک کر

وقتِ خلوت نیست اندر جمع آئی — اے ہُدیٰ چوں کوہِ قاف و تو ہمای

خلوت کا وقت نہیں ہے، مجمع میں آ — اے وہ ذات! کہ ہدایت کوہ قاف ہے اور تو ہما ہے

بدر بر صدرِ فلک شد شب رواں — سیر را نگذارد از بانگِ سگاں

چودھویں کا چاند آسمان کے سینہ پر رات کو چلتا ہے — کتوں کے بھونکنے سے چلنا نہیں چھوڑتا ہے

[2] طاعناں ہمچوں سگاں بر بدرِ تو — بانگ می دارند سوئے صدرِ تو

تیرے بدر پر طعنہ زنی کرنے والے کتوں کی طرح ہیں — جو تیرے رتبہ پر بھونکتے ہیں

ایں سگاں کر اند ز امرِ انصتوا — از سفہ وعوع کناں بر بدرِ تو

یہ کتے "خاموش رہو" کے حکم سے بہرے ہیں — تیرے بدر پر بیوقوفی سے بھوں بھوں کرتے ہیں

ہیں بمگذار اے شفا رنجور را — تو ز خشمِ کر عصائے کور را

خبردار، اے شفا! بیمار کو نہ چھوڑ — بہرے پر غصہ سے اندھے کی لاٹھی (نہ چھوڑ)

[3] نے تو گفتی قائدِ اعمیٰ براہ — صد ثواب و اجر یابد از الٰہ

کیا تونے خود نہیں کہا ہے اندھے کو راستہ پر لیجانیوالا؟ — اللہ کی جانب سے سو ثواب اور اجر پاتا ہے

ہر کہ او چل گام کورے را کشد — گشت آمرزیدہ و یابد رشد

جو اندھے کو چالیس قدم لے جائے — وہ بخشا جاتا ہے اور ہدایت پاتا ہے

پس بکش تو زیں جہانِ بے قرار — جوقِ کوراں را قطار اندر قطار

پس تو اس زوال پذیر دنیا سے لے جا — اندھوں کے مجمع کو قطار در قطار

کارِ ہادی ایں بود تو ہادئی — ماتمِ آخر زماں را شادئی

ہدایت دینے والے کا یہی کام ہے تو ہدایت دینے والا — تو آخری زمانے کے سوگ کے لئے خوشی ہے

کھینچئے اُن کو قطار در قطار کھینچ کر لے جائیے۔ ماتم۔ آپ نبی آخر الزماں ہیں اُن کے سوگ کو خوشی میں تبدیل کر دیجئے۔

[1] خیز۔ آپ اُٹھئے ہر طرف شیطانی دَور دورہ ہے خضرِ وقتی یعنی اِس وقت علوم لدنّیہ کا فیضان پہنچانیوالے صرف آپ ہیں۔ روح اللہ۔ حضرت عیسیٰ قوم سے دُور پرش ہو کر آسمانوں پر پہنچ گئے۔ پیش آیں جمعے۔ مخلوقِ خدا کے لئے آپ آفتابِ ہدایت ہیں آپ کے لئے خلوت اور لوگوں سے جدائی مناسب نہیں ہے آپ ہدایت کے کوہ قاف کے عنقا ہیں۔ بدر۔ چاند آسمان پر اپنی سیر جاری رکھتا ہے اور کتوں کے بھونکنے سے اپنی رفتار نہیں چھوڑتا ہے۔

[2] طاعناں۔ آپکے مخالف کتے ہیں اُن کے بھونکنے سے آپ اپنا طرزِ عمل نہ بدلیں۔ اَنْصِتُوا تم خاموش رہو جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خاموشی سے سننے کا حکم ہے لیکن یہ کتے اُس حکم سے بے بہرہ ہیں اور برابر بھونک رہے ہیں۔ بمگذار۔ عالم بیمار ہے آپ اُس کی شفا ہیں مخلوق اندھی ہے آپ اُس کے راہنما ہیں مخالفوں کی وجہ سے اُس کو نہ چھوڑئیے۔

[3] نے تو گفتی۔ حدیث شریف ہے۔ مَنْ قَادَ مَكْفُوفًا اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ جس نے اندھے کی چالیس قدم تک راہنمائی کی اُس کے اگلے پچھلے گناہ بخشے گئے۔ پس۔ آپ اِس اندھی مخلوق کی قیادت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں رساں کُن اے امامُ المتقیں
اِن اے متقیوں کے امام! پہنچا دے

ایں[1] خیال اندیشگاں را تا یقیں
اِن شک کرنے والوں کو یقین تک

ہر کہ در مکرِ تو دارد دل گرو
جو تیرے مکر میں دل لگائے ہوئے ہے

گردنش را من زنم تو شاد رو
میں اُس کی گردن مار دوں گا، تو خوشی سے چل

بر سَرِ کوریش کوریہا نہم
میں اُسکے اندھے پن پر بہت سا اندھا پن رکھدونگا

اُو شکر پندارد و زہرش دہم
وہ شکر سمجھے گا، میں اُس کو زہر دونگا

عقلہا[2] از نورِ من افروختند
(انھوں نے) عقلیں میرے نور سے روشن کی ہیں

مکرہا از مکرِ من آموختند
اُنھوں نے مکر میرے مکر سے سیکھے ہیں

چیست خود آلاچقِ آں ترکماں
اِس صحرانشین کی جھونپڑی خود کیا ہے؟

پیشِ پائے نرّہ پیلانِ جہاں
دُنیا کے نر ہاتھیوں کے پاؤں کے آگے

آں چراغِ اُو بہ پیشِ صرصرم
میری آندھی کے سامنے اُس کا چراغ

خود چہ باشد اے مہین پیغمبرم
اے میرے بزرگ پیغمبر! خود کیا ہے؟

خیز در دَم تو بصورِ سہمناک
اُٹھ! خوفناک صور میں پھونک مارے

تا ہزاراں مُردہ بر رُوید زخاک
تاکہ ہزاروں مُردے مٹی سے نکل پڑیں

چوں تو اسرافیلِ وقتی راست خیز
چونکہ تو وقت کا اسرافیل ہے، اُٹھ کھڑا ہو

رستخیزی[3] ساز پیش از رستخیز
قیامت سے پہلے، قیامت برپا کردے

ہر کہ گوید کو قیامت اے صنم
جو یہ کہے کہ قیامت کہاں ہے، اے محبوب!

خویش بنما کہ قیامت نک منم
اپنے آپ کو دکھادے، کہ یہ قیامت میں ہوں

در نگر اے سائلِ محنت زدہ
اے مصیبت اُٹھانے والے سائل! دیکھ لے

زیں قیامت صد جہاں قائم شدہ
اس قیامت سے سینکڑوں جہان برپا ہوگئے

ور نباشد اہلِ ایں ذکر و قنوت
اور اگر وہ اس ذکر اور قبولیت کا اہل نہ ہو

پس جوابُ الاحمق اے سلطاں سکوت
تو اے سلطان! احمق کا جواب خاموشی ہے

ز آسمانِ حق سکوت آمد جواب
اللہ کے آسمان سے خاموشی جواب ہوتی ہے

چوں بود جاناں دعا نامستجاب
اے جان! جب دعا نامنظور ہوتی ہے

---

[1] ایں خیال۔ یعنی جو لوگ شکوک و شبہات میں مبتلا ہیں ان کو اس سے نکال کر یقین کی منزل میں پہنچا دیجئے۔ ہر کہ۔ جو لوگ تمہارے خلاف مکر اور تدبیر کر رہے ہیں انکو میں ہلاک کر دوں گا۔ کور ریش۔ جو اندھے ہیں اُن کو اور اندھا بنا دوں گا اور ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ زہر کو شکر سمجھ کر کھا جائیں۔

[2] عقلہا۔ اِن مخالفوں کی عقلیں اور تدبیریں میری عقل اور تدبیر سے بڑھی ہوئی نہیں ہیں۔ آلاچق۔ کمبل کا خیمہ۔ ترکمان۔ صحرائی رہزن قوم تھی۔ پیش۔ یعنی اُن کا وجود میرے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسے نر ہاتھیوں کے مقابلہ میں کمبل کا جھونپڑا۔ صرصر۔ آندھی۔ مہین۔ بزرگ۔ صور۔ قیامت میں جب اسرافیل صور پھونکیں گے مُردے اُٹھ کھڑے ہونگے تم یہاں اپنا صور پھونکو اور اعلانِ نبوت کرو مُردہ دل حیاتِ ابدی حاصل کریں گے۔

[3] رستخیز۔ قیامت۔ ہنگامہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں اور قیامت ملے جُلے بھیجے گئے ہیں یعنی جس طرح قیامت حق و باطل کی تفریق کرتی ہے میں بھی حق و باطل کی تفریق کرتا ہوں۔ زیں قیامت۔ جس طرح قیامت میں مُردے زندہ ہونگے اسی طرح آنحضورؐ کی بعثت سے مُردہ دلوں کو زندگی حاصل ہوئی۔ ور نباشد۔ اگر ان معارف کے سننے کی اہلیت نہیں ہے تو پھر اُن کے بیان سے خاموشی بہتر ہے۔ جوابُ الاحمق۔ جوابِ جاہلاں باشد خموشی۔ ز آسماں۔ اگر کوئی نادانی سے دُعا کرتا ہے اور اُس کی دعا ناقابلِ قبول ہوتی ہے تو سکوت اختیار کر لیا جاتا ہے۔

653

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اے دریغا وقتِ خرمن گاہ شُد — لیک روز از بختِ ما بیگاہ شُد
ہائے افسوس! کھلیان کا وقت آگیا — لیکن ہماری قسمت سے دن بے وقت ہوگیا

وقت تنگ ست و فضای ایں کلام — تنگ می آید برو عمرِ دوام
وقت تنگ ہے اور اس بات کی ادائیگی کیلئے — ابدی زندگی کم ہے

نیزہ بازی اندریں گوہای تنگ — نیزہ بازاں را ہمی آرد بہ ننگ
ان تنگ گڑھوں میں نیزہ بازی — نیزہ بازوں کو شرمندہ کرتی ہے

وقت تنگ و خاطر و فہمِ عوام — تنگ تر صد رہ ز وقت است اے غلام
وقت تنگ ہے اور عوام کا مزاج اور سمجھ — اے لڑکے! وقت سے سو گنا تنگ ہے

چوں جواب احمق آمد خامشی — ایں درازی در سخن چوں میکشی
جبکہ احمق کا جواب خاموشی ہے — بات میں تو یہ طول کیوں دے رہا ہے!

از کمالِ رحمت و موجِ کرم — میرسد ہر شورہ را باران و نم
رحمت کے کمال اور کرم کی موج سے — ہر شور زمین کو بارش اور نمی پہنچاتا ہے

در بیانِ آنکہ ترکُ الجواب جواب مقررِ ایں سخن کہ جواب الاحمق سکوت و شرحِ ایں ہر دو سخن دریں قصہ است کہ گفتہ می آید

اس کا بیان کہ جواب نہ دینا جواب ہے، اس بات کی تائید کرتا ہے کہ احمق کا جواب خاموشی ہے اور ان دونوں قولوں کی شرح اس قصہ میں ہے جو بیان کیا جارہا ہے

بادشاہے بود او را بندۂ — مُردہ عقلے بود و شہوت زندۂ
ایک بادشاہ کا ایک غلام تھا — جس کی عقل مردہ اور شہوت زندہ تھی

خُردہائے خدمتش بگذاشتے — بدسگالیدے نکو پنداشتے
اُس کی چھوٹی خدمت بھی، نہ کرتا — بدخواہی کرتا (اُس کو) اچھا سمجھتا

گفت شاہنشہ جراش کم کنید — ور بجنگد نامش از خط بر زنید
بادشاہ نے کہا اُس کی تنخواہ کم کردو — اگر لڑے تو اُس کا نام فہرست سے کاٹ دو

عقلِ او کم بود و حرصِ او فزوں — چوں جرا کم دید شد تند و حروں
اُس کی عقل کم اور لالچ بڑھا ہوا تھا — جب تنخواہ کم دیکھی بدمزاج اور سرکش بن گیا

عقل بودے گردِ خود کردے طواف — تا بدیدے جرمِ خود گشتے معاف
(اگر) عقل ہوتی اپنے گرد چکر کاٹتا — تاکہ اپنا قصور دیکھ لیتا (اور) وہ معاف ہوجاتا

۱ہ اے دریغا۔ مقام کو تقاضا تھا کہ آپ کے کارناموں کی تفصیل بیان کی جائے کہ کمل سے اٹھ کر آپ نے کیا کیا لیکن وقت میں گنجائش نہیں ہے آپ کے اُن کارناموں کی تفصیل کرنے کیلئے تو عمرِ جاوداں بھی ناکافی ہے۔ نیزہ بازی۔ بہترین نیزہ باز سے بھی اگر کہا جائے کہ وہ گڑھے میں گھس کر نیزہ بازی کرے تو وہ بھی ذلیل ہوجائیگا اور صحیح بازی نہ کرسکے گا کیونکہ اس کام کے لئے وسیع میدان درکار ہے تو معارف کا بیان تنگ وقت میں اور وہ بھی عوام کے سامنے اس کی بھی یہی صورت ہے۔

۲ہ چوں جواب۔ پہلے کہا تھا کہ احمقوں کا جواب خاموشی ہو تو اعتراض ہوا کہ پھر ان معارف کے بیان میں اس قدر طویل تقریریں کیوں ہورہی ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں اللہ کی رحمت سے مجبور ہوں کیونکہ اُس کی رحمتِ عام اُس کی موجِ کرم اچھی زمین اور شور زمین سب کو پہنچتی ہے۔

۳ہ بادشاہے۔ بادشاہ کا یہ غلام بیوقوف اور شہوت پرست تھا۔ خردہائے۔ آقا کی معمولی معمولی خدمت بھی انجام نہ دیتا تھا اور آقا کا بدخواہ تھا اور اسی کو اچھا سمجھتا تھا۔ جرا۔ تنخواہ۔ خط یعنی ملازمین کا رجسٹر۔ حرون۔ سرکش۔ عقل یعنی اگر عقلمند ہوتا تو اپنا جائزہ لیتا اور خطا کی معافی چاہتا تو خطا معاف ہوجاتی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں خرے پا بستہ شُد از خَری[۱] | ہر دو پایش بستہ گردد بر سَری
ایک پاؤں بندھا ہوا گدھا جب شرارت کرتا ہے | تو پھر اس کے دونوں پاؤں مزید باندھ دیئے جاتے ہیں

پس بگوید خر کہ یک بندم بس ست | خود بداں کاں دو ز فعلِ آں خس ست
پھر گدھا کہتا ہے کہ میرے ایک ایک بندھی کافی ہو | تو سمجھ لے کہ وہ دو بند اسی کمینے کے کام کی وجہ سے ہیں

گر بدیدے سرِ بند[۲] آں چشم کور | بند بر دستش نہ بستندے بزور
اگر وہ اندھا بند کا راز دیکھ لیتا | تو جبراً اس کے ہاتھ نہ باندھتے

ور ز جرمِ بندِ پا آگہ بُدے | خود ز بندِ دست و پا ایمن شُدے
اگر وہ پاؤں کے بند کے جرم سے آگاہ ہوتا | تو ہاتھ اور پاؤں کے بند سے محفوظ ہو جاتا

ور نہ شُد بیہدہ ز بنداں لو الفضول | او نہ خر بودے شدے شیر فحول
اگر وہ بیہودہ، بند کی وجہ سے شرارت نہ دکھاتا | (تو) وہ گدھا نہ ہوتا، نر شیر ہوتا

در تفسیر ایں حدیث نبوی[۳] کہ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ خَلَقَ الْمَلَائِکَۃَ

اِس حدیثِ نبوی کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے پیدا فرمائے

وَرَکَّبَ فِیْھِمُ الْعَقْلَ وَخَلَقَ الْبَھَائِمَ وَرَکَّبَ فِیْھَا الشَّھْوَۃَ وَخَلَقَ

اور اُن میں عقل رکھی اور چوپایوں کو پیدا فرمایا اور اُن میں شہوت رکھی اور

بَنِیْ اٰدَمَ وَرَکَّبَ فِیْھِمُ الْعَقْلَ وَالشَّھْوَۃَ فَمَنْ غَلَبَ عَقْلُہٗ

بنی آدم کو پیدا فرمایا اور اُن میں عقل اور شہوت (دونوں) رکھی تو جس کی عقل

عَلٰی شَھْوَتِہٖ فَھُوَ اَعْلٰی مِنَ الْمَلَائِکَۃِ وَمَنْ غَلَبَتْ شَھْوَتُہٗ عَلٰی

شہوت پر غالب آگئی وہ ملائکہ سے افضل ہے اور جس کی شہوت عقل پر

عَقْلِہٖ فَھُوَ اَدْنٰی مِنَ الْبَھَائِمِ صَدَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

غالب آگئی وہ چوپایوں سے کمتر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔

در حدیث آمد کہ یزدانِ مجید | خلقِ عالم را سہ گونہ آفرید
حدیث میں آیا ہے کہ اللہ بزرگ نے | عالم کی مخلوق تین قسم کی پیدا فرمائی ہے

یک گرہ را جملہ علم و عقل و جود | آں فرشتہ ہست و ندانند جز سجود
ایک گروہ میں علم اور عقل اور سخاوت مکمل ہے | وہ فرشتہ ہے اور سوائے سجدہ کے کچھ نہیں جانتا

نیست اندر عنصرش حرص و ہوا | نورِ مطلق زندہ از عشقِ خدا
اس کی ماہیت میں حرص و ہوا نہیں ہے | وہ نورِ مطلق ہے، خدا کے عشق سے زندہ ہے

---

۱ چوں۔ اس نظام کی مثال اُس گدھے کی سی ہے جو ایک پاؤں بندھنے پر شرارت کرے تو دوسرا پاؤں بھی باندھ دیا جاتا ہے۔ بر خری۔ مزید براں۔ پس۔ دونوں پاؤں بندھنے پر کہتا ہے کہ میرے لئے ایک بند کافی تھا، یہ نہیں سمجھتا کہ دونوں پاؤں بندھنا خود گدھے کے کمینہ پن کی وجہ سے ہوا ہے۔

۲ بہتر بند۔ یعنی اگر وہ سمجھتا کہ ایک پاؤں میری شرارت کی وجہ سے بندھا ہے اور شرارت کو ترک کر دیتا تو وہ پاؤں بھی کھل جاتا۔

۳ حدیث۔ اللہ نے فرشتوں میں صرف عقل رکھی جس کا تقاضا طاعت اور بندگی ہے لہٰذا فرشتوں سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا ہے۔ حیوانات میں صرف شہوت رکھی ہے جنسی ہو یا کھانے پینے کی، انسان میں عقل اور شہوت دونوں رکھی ہیں۔ زندہ۔ ملائکہ کی غذا صرف عشقِ خداوندی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

یک گروہِ دیگر از دانش تہی — ہمچو حیواں از علفؔ در فربہی

ایک دوسرا گروہ جو عقل سے خالی ہے — مثل حیوان، چارے سے موٹاپے میں ہے

اُو نہ بیند جز کہ اِصطبل و علف — از شقاوت غافل ست و از شرف

وہ سوائے طویلہ اور گھاس کے کچھ نہیں دیکھتا ہے — وہ بدبختی اور شرافت سے غافل ہے

آں سوم ہست آدمی زادہ و بشر — از فرشتہ نیمے و نیمش ز خر

تیسرا آدمؑ کی اولاد اور انسان ہے — اُس کا آدھا فرشتہ سے اور آدھا گدھے سے ہے

نیمِ خر خود مائلِ سِفلی بُوَد — نیمِ دیگر مائلِ عُلوی بُوَد

گدھے والا آدھا (عالمِ) سفلی کی طرف مائل ہوتا ہے — دوسرا آدھا (عالمِ) علوی کی طرف مائل ہوتا ہے

تا کدامیں غالِب آید در نبرد — زیں دوگانہ تا کدامیں بُرد نرد

دیکھو معرکہ میں کون غالب ہوتا ہے؟ — اِن دونوں میں سے کون سا بازی جیتتا ہے

عقل گر غالب شود پس شد فزوں — از ملائک ایں بشر در آزموں

اگر عقل غالب ہو جائے تو زیادہ بڑھ گیا — امتحان میں یہ انسان فرشتوں سے

شہوتؔ ار غالب شود پس کمتر ست — از بہائم ایں بشر زاں کابتر ست

اگر شہوت غالب ہوگئی تو کم تر ہے — یہ انسان چوپایوں سے کیونکہ بُری حالت میں ہے

آں دو قوم آسودہ از جنگ و حراب — ویں بشر با دو مخالف در عذاب

وہ دونوں قومیں جنگ اور لڑائی سے راحت میں ہیں — اور یہ انسان دو مخالفوں کی وجہ عذاب میں ہو

ویں بشر ہم ز امتحان قسمت شُدند — آدمی شکل اند و سہ اُمت شُدند

اور یہ انسان بھی آزمانے سے تقسیم ہوگئے — آدمی کی صورت میں ہیں اور تین گروہ ہوگئے

یک گروہ مستغرقِ مُطلق شُدہ — ہمچو عیسیٰؑ با ملک مُلحق شُدہ

ایک گروہ پورا ڈوب چکا — (حضرت) عیسیٰؑ کی طرح فرشتوں سے جا ملا

نقشِ آدم لیک معنیٰ جبرئیل — رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل

صورت انسان کی ہے لیکن باطن جبرئیلؑ کا ہو — وہ غصہ اور خواہش اور قال و قیل سے نجات پاگیا

از ریاضتؔ رستہ وز زُہد و جہاد — گوئیا از آدمی اُو خود نزاد

وہ ریاضت اور زہد اور جہاد سے چھوٹ گیا — گویا کہ وہ آدمی سے پیدا نہیں ہوا

قسمِ دیگر با خراں مُلحق شُدند — خشمِ محض و شہوتِ مُطلق شُدند

دوسری قسم گدھوں سے جا ملی — خالص غصہ اور مجسّم شہوت بن گئے

لہ علف۔ چارہ۔ جو حیوانات کو صرف خواب و خورش کی فکر ہو وہ شقاوت اور سعادت سے غافل ہیں۔ نیمے و نیمش۔ انسان روحِ انسانی اور جسم سے مرکب ہے روح میں ملکیت ہے اور جسم میں حیوانیت۔ سفلی۔ جسم کا تعلق عالمِ سفلی ناسوت ہے۔ علوی۔ روح کی پرواز عالمِ بالا کی طرف ہے۔ تاکدامیں۔ انسان کی اِن دونوں قوتوں میں تصادم رہتا ہے۔ فزوں۔ انسان روح کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے تو فرشتوں سے بڑھ جاتا ہے چونکہ اُس نے جسمانی خواہش کو مغلوب کیا ہے۔

ٹہ شہوت۔ اگر انسان شہوت سے مغلوب ہو جاتا ہے تو حیوانات سے بدتر ہوتا ہے کیونکہ حیوانات میں تو عقل نہ تھی۔ دو قوم۔ فرشتوں اور حیوانات میں اِن متضاد طاقتوں کی کشمکش نہیں ہے انسان اُن کی کشمکش سے عذاب میں ہے۔ ویں بشر۔ اب انسانوں میں بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ جس نے خالص ملکیت اختیار کرلی جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ہیں کہ فرشتوں ہی میں جا شامل ہوئے۔ خشم و ہوا۔ یہ سب چیزیں بتقاضائے جسم ہوتی ہیں۔

ٹلہ از ریاضت۔ مجاہدوں کی ریاضت اخلاقِ ذمیمہ کو ختم کرنے کیلئے ہے جب وہ نہ رہے تو مجاہدوں کی ضرورت نہیں ہے۔ قسمِ دیگر۔ انسانوں کی ایک قسم وہ ہے جو بالکل حیوانات اور گدھوں کی طرح ہیں انہیں ملکیت مگر ان کی روحانیت بالکل ختم ہو چکی ہے

۶۵۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

وصفِ جبریلی در ایشاں بود رفت — تنگ بود آں خانہ و آں وصف رفت
جبریل والی صفت اُن میں تھی، چلی گئی — وہ گھر تنگ تھا اور وہ صفت موئی تھی

مُردہ گردد شخص کو بیجاں شود — خر شود چوں جانِ اُو بے آں شود
جو شخص بے جان ہو جاتا ہے مُردہ ہو جاتا ہے — جب اُسکی جان اُس (جبریلی صفت) کے بغیر ہو جاتی ہے گدھا (ہو جاتا ہے)

زاغ گردد چوں پئے زاغاں رَوَد — جسم گردد جاں چوں اُو بے جاں شود
(انسان) کوا بنتا ہے جب کووں کا اتباع کرتا ہے — جان جسم بن جاتی ہے جبکہ وہ بے جان ہو جاتی ہے

زانکہ جائے کاں ندارد ہست پست — ایں سخن حق ست و صوفی گفتہ است
چونکہ وہ جان جو وہ (صفت) نہیں رکھتی پست ہے — یہ بات سچی ہے اور صوفی نے کہی ہے

اُو ز حیوانہا فزوں تر جاں کند — در جہاں باریک کاریہا کُند
وہ حیوانات سے زیادہ مصیبت میں مبتلا ہے — دنیا میں بہت سے نازک کام کرتا ہے

مکر و تلبیسے کہ اُو تاند تنید — آں ز حیوانے دِگر ناید پدید
جو مکر اور فریب وہ کر سکتا ہے — وہ دوسرے حیوان سے رونما نہیں ہوتے ہیں

جامہائے زرکشی را بافتن — دُرہا از قعرِ دریا یافتن
زر دوزی کے کپڑے بُننا — موتیوں کو دریا کی گہرائی سے پانا

خُردہ کاریہائے علمِ ہندسہ — یا نجوم و علمِ طب و فلسفہ
علمِ ہندسہ کی باریک صنعتیں — یا نجوم اور علمِ طب اور فلسفہ

کہ تعلق با ہمیں دنیاستش — رُو بہفتم آسماں بر نیستش
کیونکہ اُن کا تعلق اسی دنیا سے ہے — اُن کا رُخ ساتویں آسمان کی طرف نہیں ہے

ایں ہمہ علمِ بنائے آخُر ست — کہ عمادِ بودِ گاؤ و اُشتر ست
یہ سب اصطبل کی تعمیر کا علم ہے — جو گائے اور اونٹ کی رہائش کا ستون ہے

بہرِ استبقائے حیواں چند روز — نام آں کردند ایں گیجاں رموز
چند دن حیوان کو زندہ رکھنے کی وجہ سے — اِن احمقوں نے اُن کا نام رموز رکھ لیا

علمِ راہِ حق و علمِ منزلش — صاحبِ دل داند آنرا یا دلش
راہِ حق کا علم اور اُس کی منازل کا علم — اُس کو صاحبِ دل یا اُس کا دل جانتا ہے

۱ مُردہ گردد۔ جس طرح رُوح نکل جانے سے جسم مُردہ ہو جاتا ہے اسی طرح جان کی جان نکل جانے سے جان مُردہ ہو جاتی ہے یعنی جب رُوح کے اوصاف باقی نہ رہیں تو رُوح مُردہ ہو جاتی ہے۔ زاغ گردد۔ مزید برآں اُنھوں نے زاغ صفت انسانوں کی پیروی شروع کردی تو یہ کوّے کی طرح کرگس، حرص، مُردار خوری کے عادی ہو گئے۔ جسم گردد۔ جب رُوح اپنے خواص کھو بیٹھے تو وہ جسم ہے۔ زانکہ۔ جس روح میں رُوح کے خواص نہ رہیں وہ بہت پست اور ذلیل ہے اصوفیا بھی اسی کے قائل ہیں۔ اُو ز حیوانہا۔ عالمِ ناسوت میں اُس کی مشغولیت حیوانوں سے بھی بڑھ جاتی ہے اور یہ عالمِ ناسوت کے مشاغل میں حیوانوں سے زیادہ مشقت اُٹھاتا ہے۔

۲ مکر۔ اب یہ وہ مکاریاں کرتا ہے جو حیوانات سے متصور نہیں ہیں۔ جامہائے۔ عالمِ ناسوت کے مشاغل کی حیوانات تکلیف نہیں اُٹھاتے ہیں۔ کہ تعلق۔ اِن تمام دستکاریوں کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے اور یہ صرف دنیاداری ہے اُس کا رُخ ملاءِ اعلیٰ کی طرف بالکل نہیں ہوتا ہے۔

۳ ایں ہمہ۔ یہ جس قدر علوم ہیں صرف عالمِ ناسوت کی تعمیر اور ترقی کے لئے ہیں جو حیوانات کی آخری منزل ہے۔ بہر۔ یہ علوم چند روزہ زندگی کے لئے ہیں اُن کو یہ احمق فلاسفہ رموز سے تعبیر کرتے ہیں۔ گیجاں۔ احمق لوگ۔ علمِ راہِ حق۔ طریقت اور اُس کے منازل دل اور صاحبِ دل جانتا ہے دراصل وہ رموز کہلانے کے مستحق ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس دریں ترکیبِ[1] حیوانِ لطیف — آفرید و کرد با دانش الیف

پس اس (عقلی اور بہیمی) ترکیب سے پاکیزہ حیوان — پیدا کیا اور اس کو عقل سے مانوس کیا

نامِ کالانعام کرد آں قوم را — زانکہ نسبت کو بیقظہ نوم را

اس (روح سے محروم) قوم کا نام جانوروں جیسے رکھا — کیونکہ بیداری کو نیند سے کیا نسبت ہے؟

روحِ حیوانی ندارد غیرِ نوم — حسہائے منعکس دارند قوم

حیوانی روح سونے کے علاوہ کچھ نہیں رکھتی ہے — (یہ) لوگ الٹے حواس رکھتے ہیں

یقظہ آمد نومِ حیوانی نماند — انعکاسِ حسِ خود از لوح خواند

بیداری آئی، تو حیوانی نیند نہ رہی — تو اس نے تختی سے اپنے حس کا الٹا ہونا پڑھ لیا

ہمچو حسِ[2] آنکہ خواب آں را ربود — چوں شد او بیدار عکسش رو نمود

اس حس کی طرح جس کو نیند نے مغلوب کر لیا — جب وہ بیدار ہوا اسکو اسکا الٹا پن واضح ہو گیا

لاجرم اسفل[3] بود از سافلین — ترکِ او کن لا احب الآفلین

لامحالہ وہ نچلوں میں نچلا ہوگا — اسکو چھوڑ، میں غروب ہونیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں

زانکہ استعدادِ تبدیل و نبرد — بودش از پستی و آنرا فوت کرد

کیونکہ بدلنے اور مقابلہ کی طاقت — پستی سے اس کو تھی اور اس نے اسکو ختم کر دیا

باز حیواں را چو استعداد نیست — عذرِ او اندر بہیمی روشنیست

پھر حیوان میں چونکہ طاقت ہی نہیں ہے — حیوانیت میں (رہنے کا) اس کا عذر واضح ہے

زو[5] چو استعداد شد کاں رہبرست — ہر غذائے کو خورد مغزِ خرست

جبکہ اس کی وہ استعداد ختم ہو گئی جو راہنما ہے — جو غذا وہ کھائے گا گدھے کا مغز ہے

گر بلادر خورد او افیوں شود — سکتہ و بے عقلیش افزوں شود

اگر بھلاواں کھائے گا وہ افیون بن جائے گا — اس کی بے ہوشی اور بے عقلی بڑھ جائے گی

ماند یک قسمِ دگر اندر جہاد — نیم حیواں نیم حیِّ با رشاد

ایک دوسری قسم رہ گئی کوشش کرنے میں — جو آدھی حیوان، آدھی باہدایت زندہ ہے

مخلوق ہے اس لئے کہ اس میں بھلائی کی استعداد تھی اس نے اسکو تباہ کیا دیگر حیوانات میں استعداد ہی نہیں ہے لہذا وہ بہیمیت میں معذور ہیں۔ ـــــ [5] زو۔ جب انسان نے استعداد کو ختم کر دیا تو جو غذا استعمال کریگا مزید حماقت کا سبب بنے گی۔ گر بلادر۔ بھلاواں سکتہ اور بیہوشی کے ازالہ میں مفید ہے لیکن وہ الٹا اثر کریگا۔ ماند یک قسم۔ یہ عام مومنین کی قسم ہے جن کا نفس نفسِ لوامہ ہے۔ ان انسانوں کی عقل و نفس روح و تن کی کشمکش میں رہتی ہے پہلا گروہ جس کا بیان یک گروہ مستغرق مطلق شدہ میں تھا انکا نفس نفسِ مطمئنہ ہے دوسرا گروہ جس کا بیان قسم دیگر با خراں ملحق شدہ میں تھا انکا نفس نفسِ امارہ ہے اس تیسرے گروہ کی کشمکش کو مجنوں اور اسکی اونٹنی کے قصے سے واضح کیا ہے۔

[1] ترکیب۔ یعنی عقل و شہوت کا اجتماع۔ حیوانِ لطیف یعنی انسان۔ نام۔ جب انسان روحِ حیوانی کھو بیٹھے تو وہ حیوان ہے اسی لئے قرآن پاک میں ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا۔ اولٰئک کالانعام وہ چوپایوں کی طرح ہیں۔ یقظہ۔ روحِ انسانی بیدار ہے اور ان کی روح سوئی ہوئی ہے۔ روحِ حیوانی۔ یہ روح عقل اور مقتضیات سے اسی طرح غافل ہے جیسے کوئی سویا ہوا ہو اور اپنے حواس کو عقل کے مقتضیات کے برعکس کام میں لائے۔ یقظہ۔ جب انہیں بیداری آئے گی تو انکو حواس کے الٹا ہو جانے کا احساس ہوگا۔

[2] ہمچو حس۔ نیند سے بیدار ہو کر انسان سمجھتا ہے کہ نیند کی حالت میں اس کے حواس صحیح کام نہیں کر رہے تھے۔ اسفل۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ "ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم اس کو کم تر سے کم تر مخلوق میں لوٹا لائے"۔ ترکِ او۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے بچنا چاہیے جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے چاند سورج کی الوہیت سے جدائی اختیار کرلی تھی کہ میں غروب ہو جانیوالوں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ زانکہ۔ ایسا انسان بدترین

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

روز و شب در جنگ و اندر کشمکش — کردہ چالش اولش با آخرش

وہ دن رات جنگ اور کشمکش میں ہے — اُسکا ایک اُس کے دوسرے سے مقابلہ میں ہے

چالشِ عقل با نفس ہمچوں تنازع مجنوں با ناقہ و میلِ مجنوں سوئ حرہ[لہ] و میلِ ناقہ سوئ کرہ چنانچہ مجنوں گفتہ ہوی

عقل کا نفس سے مقابلہ ایسا ہی ہے جیساکہ مجنوں کا اونٹنی کے ساتھ جھگڑا اور مجنوں کا میلان شریف زادی کی طرف اور اونٹنی کا میلان بچہ کی جانب چنانچہ مجنوں نے کہا میری

ناقتی خلفی وقدامی الهوی — وانی وایاها لمختلفان

اونٹنی کا میلان میرے پیچھے اور میرا میلان آگے میں اور وہ دونوں مختلف ہیں

ہمچو مجنوں در تنازع با شتر — گہ شتر چربید و گہ مجنونِ حُر
جیساکہ مجنوں اونٹنی کے ساتھ مقابلہ میں تھا — کبھی اونٹنی غالب آگئی اور کبھی آزاد مجنوں

ہمچو مجنوں اند و چوں ناقہ اش یقیں — می کشد آں پیش و ایں واپس بکیں
وہ لوگ یقیناً مجنوں اور اُس کی اونٹنی کی طرح ہیں — وہ آگے کو کھینچتا ہے اور یہ ضد سے پیچھے کو

میلِ[ٹہ] مجنوں پیشِ آں لیلیٰ رواں — میلِ ناقہ پس پئے کرہ اش دواں
مجنوں کی خواہش لیلیٰ کی جانب رواں ہے — اونٹنی کی خواہش پیچھے کو بچے کے لئے دوڑاتی ہے

یک دم ار مجنوں ز خود غافل بُدے — ناقہ گردیدے و واپس آمدے
اگر مجنوں تھوڑی دیر کے لئے اپنے سے غافل ہوجاتا — اونٹنی لوٹ جاتی اور واپس آجاتی

عشق و سودا چونکہ پُر بودش بدن — می نبودش چارہ از بیخود شدن
چونکہ اُس کا بدن عشق اور دیوانگی سے پُر تھا — اُس کے لئے بے ہوش ہوجانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا

آنکہ او باشد مراقب عقل بُود — عقل را سودائے لیلیٰ در رُبود
جو نگراں ہوتی وہ عقل تھی — عقل کو لیلیٰ کا عشق لے اُڑا تھا

لیک[سہ] ناقہ بس مراقب بود و چُست — چوں بدیدے او مہارِ خویش سُست
لیکن اونٹنی بہت نگراں اور چست تھی — جب وہ اپنی مہار کو ڈھیلا دیکھتی

فہم کردے زو کہ غافل گشت و دنگ — رو بپس کردے بکرہ بے درنگ
وہ اُس سے سمجھ جاتی کہ وہ غافل اور حیران ہوگیا ہے — بلاتاخیر کے بچہ کی طرف رُخ کر دیتی

چوں بخود باز آمدے دیدے ز جا — کو سپس رفتہ است بس فرسنگہا
جب وہ ہوش میں آتا تو دیکھتا کہ جگہ سے — وہ میلوں پیچھے لوٹ گئی ہے

لہ حرہ۔ شریف عورت یعنی لیلیٰ۔ کرہ۔ گھوڑے کا بچہ۔ مولانا نے یہاں اونٹ کا بچہ مُراد لیا ہے۔ چونکہ مجنوں مشہور ہے کہ مجنوں کو معلوم ہوا کہ لیلیٰ آرہی ہے تو وہ اسکے استقبال کے لئے چلا جس اونٹنی پر سوار ہوا اُس کے بچے کو گھر پر چھوڑ گیا راستے میں اُس کی اور اونٹنی کی کشمکش شروع ہوئی۔ حُر۔ آزاد۔

ٹہ لیلیٰ۔ مجنوں چاہتا تھا کہ اونٹنی آگے بڑھے تاکہ لیلیٰ کا وصال حاصل ہو۔ میلِ ناقہ۔ اونٹنی گھر کی طرف لوٹنا چاہتی تھی تاکہ بچے کے پاس پہنچے۔ یک دم۔ مجنوں کی ذرا سی غفلت ہوتی تو وہ اونٹنی پیچھے کو پلٹ جاتی۔ عشق چونکہ مجنوں کا جسم عشق سے پُر تھا اِس لئے وہ اونٹنی کی اِس حرکت سے بیہوش ہوجاتا تھا مراقب۔ انسان کی عقل اُسکے کام کی نگہبانی کرتی ہے مجنوں عشق میں بے عقل ہو چکا تھا۔

سہ لیک۔ ناقہ کو ہوش تھا وہ جب دیکھتی کہ اُس کی مہار ڈھیل ہے فوراً سمجھ جاتی کہ مجنوں غافل ہے اور پیچھے کی طرف چل پڑتی۔ چوں بخود۔ جب مجنوں کو ہوش آتا تو دیکھتا کہ اونٹنی میلوں پیچھے واپس ہوگئی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

در سہ روزہ رہ بدیں احوالہا
تین روزہ کے راستہ پر ان احوال میں

ماند مجنوں در تردد سالہا[1]
مجنوں سالوں آنے جانے میں پھنسا رہا

گفت اے ناقہ چو ہر دو عاشقیم
بولا اے اونٹنی! جبکہ ہم دونوں عاشق ہیں

ما دو ضد بس ہمرہِ نالائقیم
ہم دو مخالف بہت نامناسب ساتھی ہیں

نیستت بر وفقِ من مہر و مہار
تیری محبت اور مہار میرے موافق نہیں ہے

کرد باید از تو دوری اختیار
تجھ سے دوری اختیار کرنی چاہیئے

ایں دو ہمرہ یکدگر را راہزن
یہ دو راستہ کے ساتھی ایک دوسرے کے رہزن ہیں

گمرہ آں جاں کو فرو ناید ز تن
وہ جان گمراہ ہے جو جسم سے باہر نہ آئے

جاں[2] ز ہجرِ عرش اندر فاقہ
جان، عرش کی جدائی میں فاقہ میں ہے

تن ز عشقِ خاربن چوں ناقہ
جسم جھاڑ کے عشق میں اونٹنی کی طرح ہے

جاں گشاید سوی بالا بالہا
جان، اوپر کی جانب بازو کھولتی ہے

در زدہ تن در زمیں چنگالہا
جسم نے زمین میں پنجے گاڑ دیئے ہیں

تا تو باشی با من اے مردہ وطن
اے وطن کی عاشق! جب تک تو میرے ساتھ ہوگی

پس ز لیلیٰ دور ماند جانِ من
تو میری جان لیلیٰ سے دور رہے گی

روزگارم[3] رفت زیں گوں حالہا
اس قسم کے احوال میں میری عمر گذر گئی

ہمچو تیہ و قومِ موسیٰ سالہا
جیسا کہ برسوں تک تیہ اور حضرت موسیٰؑ کی قوم کا حال

خطوتینے بود ایں رہ تا وصال
وصال تک یہ راستہ دو قدم کا تھا

ماندہ ام در رہ ز شستت شصت سال
میں ساٹھ سال تک تیرے مکر کی وجہ سے راستہ ہی میں رہا

راہ نزدیک و بماندم سخت دیر
راستہ نزدیک تھا اور مجھے بہت دیر ہو گئی

سیر گشتم زیں سواری سیر سیر
اس سواری سے میں بھر پایا! بھر پایا

سرنگوں خود را ز اشتر در فگند
اس نے اپنے آپ کو اوندھا اونٹنی سے گرا دیا

گفت سوزیدم ز غم تا چند چند
کہا میں غم سے کتنا کتنا جل رہا ہوں

تنگ شد بر وے بیابانِ فراخ
اس پر وسیع جنگل تنگ ہو گیا

خویشتن افگند اندر سنگلاخ
اس نے اپنے آپ کو پتھریلی زمین میں گرا دیا

آنچناں افگند خود را سوی پست
نیچے کی جانب اس نے اپنے آپ کو ایسا گرایا

از قضا آں لحظہ پایش ہم شکست
تقدیر سے اس وقت اس کا پاؤں بھی ٹوٹ گیا

615

---

۱ سالہا۔ مجنوں اس تین روزہ مسافت میں اسی حالت میں کئی سال رہا۔ گفت پھر اس نے سوچا کہ دو متضاد قسم کے عاشقوں کا باہمی سفر طے نہ ہو سکے گا۔ ایں دو ہمراہ۔ اونٹنی مجنوں کا راستہ کھوٹا کر رہی ہے اور مجنوں اونٹنی کا راستہ خراب کر رہا ہے بالآخر مجنوں نے اونٹنی کو چھوڑا اور چل پڑا۔ گمراہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو شخص جسم کا ساتھ نہ چھوڑے وہ بھی گمراہ ہوتا ہے۔

۲ جاں۔ جان اور جسم کی بھی خواہشات جداگانہ ہیں ان دونوں کا ساتھ نہیں نبھ سکتا۔ خاربن۔ کانٹوں کا جھاڑ۔ بالہا۔ جان کی پرواز عالمِ بالا کی جانب ہے جسم کی خواہش زمین پر رہنے کی ہے۔ تا تو۔ جب تک انسان کی روح جسم کے ساتھ رہیگی مقصد حاصل نہ ہوگا۔ مردہ وطن۔ عاشقِ وطن۔

۳ روزگارم۔ مجنوں نے کہا اس کشمکش میں میرا وقت ضائع ہوا۔ تیہ۔ وہ میدان جس میں چالیس سال تک بنی اسرائیل چکر کاٹتے رہے تھے اور شام کو اسی جگہ پر ہوتے تھے جہاں سے صبح کو چلے تھے۔ خطوتین۔ دو قدم۔ شست۔ مکر و حیلہ۔ سرنگوں۔ مجنوں نے پھر اپنے آپ کو اونٹنی پر سے سر کے بل گرا دیا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔

پای را بر بست و گفتا گو شوم[1]
اُس نے پاؤں کو باندھا اور بولا گیند بنجاؤں گا
در خمِ چوگانش غلطاں میروم
اُس کے بلّے کے موڑ میں لڑھکتا ہوا جاؤں گا

زیں کُند نفریں حکیمِ خوش دہن
خوش کلام حکیم اسی لئے نفرت بھیجتا ہے
بر سوارے کو فرو ناید زتن
اُس سوار پر جو جسم سے نیچے نہ اُترے

عشقِ مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کب کم ہوتا ہے؟
گوی گشتن بہرِ اُو اولیٰ بود
اُس کے لئے گیند بن جانا زیادہ بہتر ہے

گوی شو می گرد بر پہلوی صدق
گیند بن جا، سچائی کے پہلو پر لڑھک
غلط غلطاں در خمِ چوگانِ عشق
لڑھکتا لڑھکتا عشق کے بلّے کے موڑ میں

کایں سفر زیں پس بود جذبِ خدا[2]
کیونکہ یہ سفر بعد میں خدا کی کشش سے ہوگا
واں سفر بر ناقہ باشد سیرِ ما
اور اونٹنی پر سفر ہماری رفتار ہوگی

اینچنیں سیریست مستثنیٰ ز جنس
اس طرح کا سفر اپنی جنس سے جدا گانہ ہے
کاں فزود از اجتہادِ جن و انس
کیونکہ وہ جن وانس کی کوشش سے بڑھا ہوا ہے

اینچنیں جذبے نیست ہر جذبِ عام
عام کشش اس طرح کی کشش نہیں ہے
کہ نہادش فضلِ احمدؐ والسلام
جس کو احمدؐ کے فضل نے قائم کیا ہے والسلام

قصہ کوتہ کن برائے آں غلام
اُس غلام کی وجہ سے قصہ مختصر کر دے
کو سوی شہ بر نبشتہ است و پیام
جس نے بادشاہ کو پیغام لکھا

نبشتن[3] آں غلام قصہ شکایتِ نقصانِ اجری سوی بادشاہ

تنخواہ گھٹنے پر بادشاہ کو اُس غلام کی شکایت لکھنے کا قصہ

رقعہ پُر جنگ و پُر ہستی و کیں
ایک رقعہ جنگ اور خود بینی اور کینہ سے بھرلیا
می فرستد پیشِ شاہِ نازنیں
نازک مزاج شاہ کی پیشی میں روانہ کرتا ہے

کالبد نامہ است اندروے نگر
جسم رقعہ ہے اُس کو دیکھ لے
ہست لایق شاہ را آنگہ ببر
کہ بادشاہ کے مناسب ہے پھر لیجا

گوشہ رو نامہ را بکشا، بخواں
گوشہ میں جا خط کو کھول، پڑھ
بیں کہ حرفش ہست درخورد شہاں
دیکھ لے کہ اُس کی عبارت شاہوں کے مناسب ہے

گر نباشد درخور آں را پارہ کن
اگر مناسب نہ ہو اُس کو پھاڑ دے
نامہ دیگر نویس و چارہ کن
دوسرا خط لکھ اور تدبیر کر

[1] گو: گیند۔ حکیم: سنائی رحمۃ اللہ علیہ۔ عشقِ مولیٰ: اللہ کا عشق لیلیٰ کے عشق سے کم نہیں ہے جب مجنوں لیلیٰ کے عشق میں اونٹنی کو خیرباد کہہ سکتا ہے تو خدا کے عشق میں جسم کی سواری کو یقیناً خیرباد کہہ دینا چاہئے۔ گوی شو۔ اللہ کے راستہ میں گیند بن جا اور لڑھکتا ہوا اُس کے دربار تک پہنچ جا۔

[2] کایں سفر۔ اس سفر میں ابتداءً تو کوشش کرنا پھر اللہ کی جانب سے کشش شروع ہو جائے گی۔ اینچنیں۔ جذبِ خداوندی سے جو رفتار ہوگی وہ محض عطاءِ خداوندی ہے۔ اینچنیں۔ یہ خدائی جذب، عام جذب نہیں ہے جو ہر راستہ میں حاصل ہو جائے۔ یہ وہ جذب ہے جس کو آنحضورؐ کی مہربانی نے قائم کیا ہے اور اُن کے جانشینوں کو حاصل ہے۔

[3] نبشتن۔ غلام کی انتہائی حماقت تھی کہ اُس نے غصہ سے بھرا ہوا خط لکھا اور وہ بھی نازک مزاج بادشاہ کو، تحریر تھی جس میں اپنی بڑائی جتلائی۔ کالبد۔ مولانا نے یہاں سے ارشادی مضمون شروع کر دیا کہ تیرا جسم بمنزلہ اُس غلام کے خط کے ہے اُس میں دیکھ لے کہ شاہ کے لائق اوصاف ہیں یا نہیں۔

۱۵۱۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

لیک فتحِ نامۂ[1] تن زپ مداں — ورنہ ہر کس سرِ دل دیدے عیاں

لیکن جسم کے خط کو کھول لینا آسان نہ سمجھ — ورنہ ہر آدمی دل کا راز کھلم کھلا دیکھ لیتا

نامہ بکشادن چہ دشوار ست و صعب — کارِ مردان ست نے طفلانِ لعب

خط کو کھولنا بہت دشوار اور سخت ہے — بہادروں کا کام ہے، نہ کہ کھلنڈرے بچوں کا

جملہ بر فہرست قانع گشتہ ایم — زانکہ در حرص و ہوا آغشتہ ایم

ہم سب فہرست پر قانع ہو گئے ہیں — کیونکہ حرص و خواہش سے آلودہ ہیں

باشد آں فہرست دامے عامہ را — تا چناں دانند متنِ نامہ را

وہ فہرست عوام کے لئے جال ہے — حتیٰ کہ خط کے مضمون کو ایسا ہی سمجھتے ہیں

باز[2] کن سر نامہ را گردن متاب — زیں سخن واللہ اعلم بالصواب

خط کے عنوان کو کھول منہ کو نہ موڑ — اس بات سے اور خدا صواب کو زیادہ جانتا ہے

ہست آں عنواں چو اقرارِ زباں — متنِ نامہ سینہ را کن امتحاں

وہ عنوان مثلاً زبانی اقرار ہے — سینہ کے خط کے مضمون کو آزمالے

کہ موافق ہست با اقرارِ تو — تا منافق وار نبود کارِ تو

کہ وہ تیرے اقرار کے مطابق ہے — تاکہ تیرا کام منافقانہ نہ ہو

چوں جوالے بس گرانے می بری — زاں نباید کم کہ در وے بنگری

جب کہ تو بہت بھاری بورا لے جا رہا ہے — کم از کم یہ ہو کہ اس کو دیکھ لے

کہ چہ داری در جوال از تلخ و خوش — گر ہمی ارزد کشیدن را بکش

کہ تو اپنے بورے میں کیا چیز کڑوی اور کیا میٹھی رکھتا ہے — اگر لے جانے کے قابل ہے، لے جا

ورنہ[3] خالی کن جوالت از سنگ — باز خر خود را ازیں پیکار و ننگ

ورنہ پتھر سے اپنے بورے کو خالی کرلے — اس جھگڑے اور ذلت سے اپنے آپ کو بچالے

در جوال آں کن کہ می باید کشید — سوئے سلطاناں و شاہانِ رشید

بورے میں وہ بھرلے جو لے جانا چاہیئے — بھلے ملوک اور شاہوں کی جانب

می کشی و باشد آں ہم مردہ ریگ — زشت نبود کایں جوال پر ز ریگ

تو لے جائے اور وہ بھی حقیر و ناچیز ہو — کیا یہ برا نہیں ہے کہ یہ ریت سے بھرا بورا

چوں نمی تانی کہ پر لعلش کنی — ہم تہی بہتر کہ ہم جنسِ تنی

اگر تو اس کو لعل سے نہیں بھر سکتا ہے — خالی ہونا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ تیرے جسم کی ہم جنس ہو

[1] نامۂ تن۔ جسم کے اس خط کو کھولنا اور پڑھنا آسان نہیں ہے۔ زپ۔ آسان۔ کارِ مرداں۔ اپنے جسم کے خط کو مخصوص لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں عوام کو اپنے دلوں کے رازوں کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ جملہ یعنی ہم نیک کاموں کی فہرست پر اکتفا کر بیٹھے ہیں جس میں صرف عنوانات ہوتے ہیں یعنی صرف ظاہر کا اعتبار کرلیتے ہیں۔ باشد۔ یہ عنوان عوام کو پھنسانے کا جال ہے وہ خط کے مضمون کو بھی عنوان جیسا سمجھ بیٹھتے ہیں یعنی باطن کو ظاہر جیسا جان لیتے ہیں۔

[2] باز کن۔ خط کے مضمون کو پڑھنا چاہیئے۔ ہست۔ ایمان کا زبانی اقرار عنوان ہے اصل ایمان دل میں ہے۔ کہ موافق۔ اگر صرف زبانی اقرار ہے اور قلبی تصدیق نہیں ہے تو یہ نفاق ہے۔ چوں۔ جب تو بادشاہ کے سامنے تحفہ میں کوئی بورا بھرا ہوا لے جا رہا ہو تو کم از کم یہ دیکھ لے کہ اس میں کیا چیز ہے۔

[3] ورنہ۔ اگر بادشاہ کے مناسب نہیں ہے تو بورا خالی کرلے اور اس میں وہ بھرلے جو بادشاہ کے مناسب ہو۔ زشت۔ یہ بری بات ہوگی کہ تو معمولی ریت کا بورا بھر کر لے جائے۔ چوں نمی تانی۔ اگر انسان اپنے جسم کو اخلاقِ حسنہ سے نہیں بھر سکتا تو کم از کم اتنا ہو کہ اخلاقِ رذیلہ سے وہ خالی ہو۔

612

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حکایتِ[1] آں فقیہ با دستار بزرگ و آنکہ دستارش بُربود و بانگ و نعرۂ

اُس فقیہ کی حکایت جو بڑی پگڑی والا تھا اور اُس کی جو پگڑی اُچک لے گیا اور

فقیہ کہ بازش کن و ببیں کہ چہ می بری آنگاہ ببر

فقیہ کا پکارنا اور للکارنا کہ اِس کو کھول اور دیکھ کہ کیا لے جا رہا ہے، تب لے جا

یک فقیہے ژندہا[2] برچیدہ بُود — در عمامہ خویش در پیچیدہ بُود
ایک فقیہ نے چیتھڑے چُنے تھے — (اور) اپنی پگڑی میں لپیٹ لئے تھے

تا شود زفت و نماید آں عظیم — چوں درآید سُوی محفل در حطیم
تاکہ وہ موٹی ہو جائے اور بڑی نظر آئے — جب وہ حطیم میں مجلس میں آئے

ژندہا از جامہہا پیراستہ — ظاہرِ دستار ازاں آراستہ
مختلف کپڑوں کے چیتھڑے جوڑے تھے — اُن سے بظاہر پگڑی کو سجایا تھا

ظاہرِ دستار چوں حُلّہ بہشت — چوں مُنافق اندروں رُسوا و زِشت
پگڑی کا ظاہر، بہشت کے جوڑے کی طرح تھا — باطن منافق کی طرح رُسوا اور بھدا

پارہ پارہ دَلق[3] و پنبہ و پوستیں — در درونِ آں عمامہ بُد دفیں
ٹکڑے ٹکڑے گدڑی اور روئی اور پوستین — اُس پگڑی کے اندر دفن تھے

رُوی سُوی مدرسہ کردہ صبوح — تا بدیں ناموس یابد اُو فتوح
اُس نے صبح صبح مدرسہ کا رُخ کیا — تاکہ اِس شان و شوکت کی وجہ سے نذرانے حاصل کرے

در رہِ تاریک مردے جامہ کَن — مُنتظرِ استادہ بُد از بہرِ فن
اندھیرے راستہ میں ایک کپڑے اُتارنے والا شخص — فن دکھانے کے لئے منتظر کھڑا تھا

در رُبود اُو از سرش دستار را — پس دواں شُد تا بسازد کار را
وہ اُس کے سر سے پگڑی لے اُڑا — پھر بھاگا، تاکہ اپنا کام بنالے

پس فقیہش بانگ بر زد کاے پسر — باز کُن دستار را آنگہ ببر
فقیہ نے اُس کو آواز دی اے بیٹا! — پگڑی کو کھول، پھر لے جا

اِینچنیں کہ چار پرّہ می پری — باز کُن آں ہدیہ را کہ می بری
تو جو اس طرح چار پروں سے اُڑ رہا ہے — اُس تحفہ کو کھول جو تو لے جا رہا ہے

باز کُن آں را بدستِ خود بمال — آنگہاں خواہی ببر کردم حلال
اُس کو کھول اپنے ہاتھ سے ٹٹول — پھر چاہے لے جانا، میں نے معاف کر دیا

---

[1] حکایت۔ اِس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ اُس فقیہ کا دستار کو غلط چیزوں سے بھر کر کس قدر بڑا تھا۔ بازش کن یعنی اس پگڑی کو کھول کر دیکھ اُس میں کیا ہے۔

[2] ژندہا۔ پُرانے چیتھڑے۔ حطیم۔ خانہ کعبہ کا وہ حصہ جس پر عمارت نہیں ہے۔ حُلّہ۔ کپڑوں کا جوڑا۔

[3] دَلق۔ گدڑی۔ دفین۔ مدفون۔ صبوح۔ صبح۔ فتوح۔ نذرانہ۔ جامہ کَن۔ کپڑے چھیننے والا۔ بہرِ فن۔ یعنی اپنا ہنر دکھانے کے لئے۔ کار را۔ یعنی اپنی غرض پوری کرے۔ چار پرّہ۔ چار پروں سے اُڑنا یعنی بہت تیز بھاگنا۔ آں ہدیہ۔ یعنی دستار۔ کردم حلال یعنی میں نے تجھے وہ دستار بخشدی۔

613

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چونکہ بازش کرد آں کو می گریخت
جو بھاگ رہا تھا جب اُس نے اُس کو کھولا

صد ہزاراں ژندہ اندر رہ بریخت
لاکھوں چیتھڑے راستہ میں بکھر گئے

زاں عمامۂ زفتِ ناآیستِ[1] او
اُس کی اِس موٹی نابکار پگڑی سے

ماند یک گز کہنہ در دستِ او
ایک گز پرانا (کپڑا) اُس کے ہاتھ میں رہ گیا

بر زمیں زد خرقہ را کاے بے عیار
چیتھڑے کو زمین پر پٹخا کہ اے نالائق!

زیں دغل ما را بر آوردی زکار
اِس فریب سے تو نے ہمیں کام سے رد کر دیا

ایں چہ مکرست و چہ تزویرست و شید
یہ کیا مکر ہے اور کیا فریب ہے اور دغا ہے؟

کہ فگندی مر مرا در قیدِ صید
کہ تو نے مجھے شکار کے پھندے میں پھنسایا؟

شرم نامد مر ترا زیں ژندہا
ان چیتھڑوں سے تجھے شرم نہ آئی

از دغل بفگندیم اے پُر دغا
فریب سے تو نے مجھے پھنسایا اے دغاباز!

گفت بنمودم دغل لیکن ترا
اُس نے کہا میں نے فریب کیا لیکن تجھے

از نصیحت[2] باز گفتم ماجرا
خلوص سے میں نے قصہ بتا دیا

نصیحتِ دنیا مر اہلِ دنیا را بزبانِ حال و بیوفائیِ خود را

زبانِ حال سے دنیا داروں کو دنیا کی نصیحت اور وفا کی جستجو کرنے

وا نمودن بوفا جویندگاں

والوں کو اپنی بے وفائی دکھانا

ہمچنیں دنیا اگرچہ خوش شگفت
اسی طرح اگرچہ دنیا بہترین شگفتہ ہے

عیبِ خود را بانگ زد باجملہ گفت
بلند آواز سے اُس نے سب کو اپنا عیب بتا دیا

اندریں کون و فساد اے اوستاد
اے اُستاد! اِس بناؤ اور بگاڑ میں

آں دغل کون و نصیحت داں فساد
بناؤ فریب ہے اور بگاڑ نصیحت سمجھ

کون[3] می گوید بیا من خوش پیَم
بناؤ کہتا ہے آجا میں مبارک قدم ہوں

واں فسادش گفت رو من لاشیَم
اور بگاڑ نے اُس سے کہا چلا جا میں کچھ نہیں ہوں

اے ز خوبیِ بہاراں لب گزاں
اے بہاروں کی رونق سے ہونٹ کاٹنے والے!

بنگر آں سردی و زردیِ خزاں
خزاں کی سردی اور زردی کو دیکھ لے

روز دیدی طلعتِ خورشیدِ خوب
تو نے دن میں سورج کا حسین چہرہ دیکھ لیا

مرگِ او را یاد کن وقتِ غروب
غروب کے وقت اُس کی موت کو یاد کر لے

---

[1] ناآیست یعنی بیکار۔ ماند یعنی اندر کے چیتھڑے بکھر گئے اور ایک گز پرانا کپڑا ہاتھ میں رہ گیا۔ بر زمیں۔ اُس چور نے اُس کپڑے کو زمین پر پھینک دیا اور نفقیہ پر ناراض ہوا۔ ز کار یعنی اگر میں اِس پگڑی کی فکر میں نہ پڑتا تو اور کوئی مفید چوری کر لیتا۔ قیدِ صید۔ شکار کا پھندا۔ بفگندیم۔ ڈھکیل دیا مرا۔

[2] از نصیحت یعنی تجھے ابتداً دھوکا لگا لیکن آخر میں تو میں نے تجھے سب سمجھا دیا نصیحت۔ دنیا بھی ابتداً مکر کرتی ہے، لیکن آخر میں اپنے عیوب ظاہر کر دیتی ہے۔ اندریں۔ دنیا عالمِ کون و فساد ہے یعنی اس کے کاموں میں بناؤ بھی ہے اور بگاڑ بھی، بناؤ فریب دیتا ہے تو بگاڑ دنیا کا عیب ظاہر کر دیتا ہے۔

[3] کون۔ دنیا کا بناؤ اپنی طرف کھینچتا ہے اور بگاڑ دنیا کی بے ثباتی ظاہر کرتا ہے۔ لاشیَم۔ میں کچھ نہیں ہوں۔ لب گزاں۔ انسان موسمِ بہار کی رنگینیوں پر تعجب کرتا ہے، اُس کی خزاں کو بھی ملحوظ رکھنا چاہئے۔ روز۔ دن میں سورج کا چہرہ حسین ہوتا ہے غروب کے وقت اُس کے چہرے پر مُردنی چھا جاتی ہے۔

۶۱۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بدر را دیدی بریں خوش چار طاق ۱ — حسرتش را ہم ببیں اندر محاق

تو نے حسین خیمہ پر چودھویں کے چاند کو دیکھ لیا — گھٹاؤ میں اس کی حسرت کو بھی دیکھ لے

کودکے از حسن شد مولائے خلق — بعد پیری شد خرف رسوائے خلق

ایک لڑکا حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنا — بڑھاپے کے بعد بڑھاپے عقل لوگوں میں ذلیل ہو گیا

گر تنِ سیمیں بتاں کردت شکار — بعد پیری بین تنے چوں پنبہ زار

اگر چاندی جیسے بتوں کے جسم نے تیرا شکار کر لیا ہے — بڑھاپے کے بعد جسم کو دیکھ لے جو روئی کا کھیت ہے

لئے ۲ بدیدہ لوتہائے چرب خیز — فضلۂ آں را ببیں در آبریز

اے روغنی غذاؤں کے دیکھنے والے، اٹھ — پاخانہ میں ان کا فضلہ دیکھ لے

مر خبث را گو کہ آں خوبیت کو — آں فریب و حسن و مرغوبیت کو

نجاست سے دریافت کر کہ وہ تیری خوبی کہاں ہے؟ — وہ تیرا فریب اور حسن اور پسندیدگی کہاں ہے؟

بر طبق گو عشوہ و نرمی و خوت — بر سبد گو جلوہ و لغزی و لوت

طشت پر تیرا ناز و انداز لو نرمی اور عادت کہاں ہے؟ — چنگیری پر تیرا جلوہ اور انوکھا پن اور خوشبو کہاں ہے؟

گوید او آں دانہ بد من دام آں — چوں شدی تو صید شد دانہ نہاں

وہ کہتی ہے وہ دانہ تھا میں اس کا جال ہوں — جب تو شکار بن گیا، دانہ چھپ گیا

بس انامل رشکِ استاداں شدہ — در صناعت عاقبت لرزاں شدہ

بہت سی انگلیاں استادوں کیلئے باعث رشک بن گئی ہیں — دستکاری میں (لیکن) انجام کار وہ کانپتی ہیں

نرگس ۳ چشمِ خماری ہمچو جاں — آخر اعمش بین و آب از وے چکاں

جان جیسی مست آنکھ کی نرگس — بالآخر چندھی دیکھ لے اور ان میں سے پانی بہتا ہوا

حیدرے کاندر صفِ شیراں رود — آخر او مغلوبِ موشے می شود

وہ بہادر جو شیروں کی صفوں میں جاتا ہے — آخر میں وہ چوہے سے عاجز ہو جاتا ہے

طبعِ تیز دوربینِ محترف — چوں خرِ پیرش ببیں آخر خرف

پیشہ ور کی دور بین تیز طبیعت کو — بوڑھے گدھے کی طرح بے عقل دیکھ لے

زلف و جعدِ مشکبارِ عقل بر — آخر او دمِ زشت پیرِ خر

مشکبار زلف اور ہوش ربا گھونگر والے بال — انجام میں بوڑھے گدھے کی بھدی دم ہیں

خوش ببیں کو نشر ز اوّل باکشاد — و آخر آں رسوائیش بین و فساد

اس کے بناؤ کو شروع میں پر لطف حسین دیکھ لے — اور اس کے آخر میں اس کی رسوائی اور فساد کو دیکھ لے

۱ چارطاق۔ چوگوشہ خیمہ، یہاں آسمان مراد ہے۔ محاق۔ چاند کا گھٹاؤ۔ کودکے۔ وہی لڑکا جو اپنے حسن کی وجہ سے لوگوں کا آقا بنتا ہے، بڑھاپے میں بڑھاپے عقل ہو کر رسوا ہوتا ہے۔ پنبہ زار۔ روئی کا کھیت یعنی بڑھاپے میں تمام بدن پر سفید بال آجاتے ہیں۔

۲ لئے بدیدہ۔ وہی روغنی غذائیں جو انتہائی مرغوب ہوتی ہیں جب فضلہ بنکر بیت الخلا پہنچتی ہیں، تو ناقابل دید ہوتی ہیں۔ خبث۔ یعنی فضلہ۔ سبد۔ ٹوکری۔ لغز۔ نادر۔ گوید۔ وہ فضلہ زبان حال سے کہتا ہے وہ میری پہلی حالت جال کا دانہ تھی جب تو پھنس گیا تو اب دانہ غائب ہو گیا ہے۔ بس انامل۔ دستکار کی وہی انگلیاں جو کبھی فن کے استادوں کے لئے باعث رشک تھیں بڑھاپے میں کانپنے لگتی ہیں۔

۳ نرگس۔ جوانی کی مست نرگسی آنکھیں بڑھاپے میں چندھی ہوجاتی ہیں جن سے ہر وقت پانی بہتا ہے۔ حیدر۔ بڑے سے بڑا بہادر بڑھاپے میں بالکل ناکارہ ہو جاتا ہے۔ محترف۔ پیشہ ور۔ خرف۔ بڑھاپے عقل۔ جعد۔ گھونگر والے بال۔ خوش۔ خوشکہ دنیا کے بناؤ کے بعد بگاڑ ہے انسان کو اسے پیش نظر رکھنا چاہئے۔

615

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زانکہ اُو بنمود پیدا دام[1] را — پیشِ تو بر کند سبلت خام را

کیونکہ اُس نے جال کو ظاہر کر کے دکھا دیا — تیرے سامنے کچوں کی مونچھ نوچ دی

پس مگو دنیا بتزویرم فریفت — ورنہ عقلِ من ز دامش می شکیفت

پس تو یہ کہہ کہ دنیا نے مکر سے مجھے لبھایا — ورنہ میری عقل اُس کے جال سے آرام پاتی!

طوقِ زرّین و حمائل بین ہلہ — غلّ و زنجیرے شُد ست و سلسلہ

خبردار! سونے کے گردن بند اور پرتلوں کو دیکھ — طوق اور زنجیر اور بیڑی بن گیا

ہمچنیں ہر جزوِ عالم می شمر — اوّل و آخر در آرش در نظر

اسی طرح دنیا کے ہر جزو کو گن لے — اُس کے اوّل اور آخر کو نظر میں لے آ

ہر کہ آخر بیں تر اُو مسعود تر — ہر کہ آخُر بیں تر اُو مطرود تر

جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہے، وہ زیادہ نیک بخت ہے — جو چرنی کو زیادہ دیکھنے والا ہے، زیادہ مردود ہے

رُوی ہر یک چوں مہِ فاخر ببیں — چونکہ اوّل دیدہ شُد آخر ببیں

نور بھرے چاند کی طرح ہر ایک کا چہرہ دیکھ لے — جبکہ آغاز دیکھ لیا ہے، انجام (بھی) دیکھ لے

تا نباشی[2] ہمچو ابلیسِ اعورے — نیم بیند نیم نے چوں ابترے

تاکہ تو شیطان کی طرح کانا نہ بنے — وہ آدھا دیکھتا ہے آدھا نہیں، ناقص کی طرح

دید طینِ آدمؑ و دینش ندید — ایں جہاں دید آں جہاں بینش ندید

اُس نے آدم کی مٹی کو دیکھا اُن کے دین کو نہ دیکھا — اس جہان کو دیکھا اُس جہان کا دیکھنے والا نہ سمجھا

فضلِ[3] مرداں بر زناں اے بو شجاع — نیست بہرِ قوت و کسب و ضیاع

اے بڑے بہادر! مردوں کی عورتوں پر فضیلت — طاقت اور کمائی اور جائداد کی وجہ سے نہیں ہے

ورنہ شیر و پیل را بر آدمی — فضل بُودے بہرِ قوت اے عمی

ورنہ شیر اور ہاتھی کو آدمی پر — فضیلت ہوتی اے میرے چچا! طاقت کی وجہ سے

فضلِ مرداں بر زناں حالی پرست — زاں بُود کہ مرد پایاں بیں تر است

اے موقع پرست! مردوں کی عورتوں پر فضیلت — اسلئے ہے کہ مرد انجام بیں زیادہ ہے

مرد کاندر عاقبت بینی خم ست — اُو ز اہلِ عاقبت چوں زن کم ست

جو مرد انجام پر نظر رکھنے میں ٹیڑھا ہے — وہ انجام پر نظر رکھنے والوں سے عورت کی طرح کم ہے

از جہاں دو بانگ می آید بضد — تا کدامیں را تو باشی مستعد

دنیا سے دو مختلف آوازیں آتی ہیں — دیکھنا ہے کہ تو کونسی کے لئے مستعد ہوتا ہے!

---

[1] دام۔ دنیا کا بگاڑ ظاہر کر دیتا ہے کہ اسکا بناؤ انسان کیلئے جال ہے۔ ... خام یعنی ناتجربہ کار ہیں۔ مگو۔ انسان کا یہ عذر بیکار ہے کہ دنیا نے فریب دیا۔ طوق۔ وہی چیزیں جو رونق کا باعث ہیں ان کا انجام تباہی ہے۔ ہمچنیں۔ تمام اجزاء عالم کا یہی حال ہے ان کی ابتداء بناؤ ہے اور انجام بگاڑ ہے۔ ہر کہ۔ دنیا کی چیزوں کے انجام پر جو نظر رکھے گا وہ نیک بخت ہے۔ آخُر۔ چرنی میں جانور کو گھاس دانہ کھلایا جاتا ہے۔ مطرود۔ مردود۔ روی۔ ابتدا پُر رونق ہوتی ہے۔

[2] تا نباشی یعنی ہر چیز کے آغاز انجام کو دیکھ لے شیطان کی طرح یہ نہ کر کہ کچھ دیکھے کچھ نہ دیکھے شیطان نے حضرت آدمؑ کا ایک جزو دیکھا دوسرے جزو پر نظر نہ کی جسم کو دیکھا روح کو نہ دیکھا۔

[3] فضلِ مرداں۔ مردوں کو عورتوں پر فضیلت مردوں کی عاقبت بینی کی وجہ سے ہے۔ ورنہ۔ طاقت کی بنیاد پر فضیلت ہو تو پھر انسان سے شیر اور ہاتھی افضل ہونا چاہیے۔ عمی۔ میرے چچا۔ حالی پرست یعنی موجودہ حال کو دیکھنے والا مآل پر نظر نہ کرنے والا۔ خم۔ ٹیڑھا۔ از جہاں۔ دنیا کے عروج اور زوال سے عبرت حاصل کرنے کی نصیحت شروع کی ہے۔ بضد یعنی دونوں متضاد آوازیں ہیں۔

616

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

11

آں یکے بانگش نُشورِ اتقیا
اُس کی ایک آواز متقیوں کو جِلانے والی ہے

واں دگر بانگش فریبِ اشقیا
اُس کی دوسری آواز بدبختوں کے لئے فریب ہے

بانگِ خار و بانگِ اشگوفہ شنو
کانٹے کی آواز اور غنچہ کی آواز سُن

بعد ازاں شو بانگِ خارش را گرو
اسکے بعد اُسکے کانٹے کی آواز کا گرویدہ ہو جا

من شگوفہ خارم اے فخرِ کبار
اے بڑوں کے فخر! میں غنچہ کا کانٹا ہوں

گُل بریزد من بمانم شاخِ خار
پھول جھڑ جاتا ہے، میں کانٹوں کی شاخ رہجاتی ہوں

بانگِ اشگوفش کہ اینک گلفروش
اُس کے غنچہ کی آواز ہے، کہ یہ گلفروش ہے

بانگِ خارِ اُو کہ سُوئے ما مکوش
اُسکے کانٹے کی آواز ہے کہ ہماری جانب (آنیکی) کوشش نہ کر

ایں پذیرفتی بماندی زاں دِگر
تو نے اُس کو قبول کر لیا، دوسری سے رہ گیا

کہ محب از ضدِ محبوب ست کر
کیونکہ عاشق، معشوق کے مخالف سے بہرہ ہے

آں یکے بانگ اینکہ اینک حاضرم
ایک آواز یہ ہے کہ یہ میرا حال ہے

بانگِ دیگر بنگر اندر آخرم
دوسری آواز ہے، میرے انجام کو دیکھ

حاضری ام ہست چوں مکر و کمیں
میری موجودہ حالت مکر اور کمین جیسی ہے

نقشِ آخر ز آئینہ اوّل بہ بیں
آغاز کے آئینہ میں انجام کا نقش دیکھ لے

چوں یکے زیں دو جوال اندر شدی
جب تو نے ان دونوں میں سے ایک کو پسند کر لیا

آں دگر را ضد و نادر خور شدی
دوسری کا مخالف اور ناقابل بن گیا

اے خنک آں کو ز اوّل آں شنید
مبارک ہے وہ کہ جس نے پہلے وہ سُن لی

کش عقول و سمعِ مرداں شنید
جس کو مردوں کی عقلیں اور کان سُن چکے ہیں

خانہ خالی یافت جا را اُو گرفت
اُس نے خالی گھر پایا، جگہ پر قبضہ کر لیا

غیرِ آنش کژ نماید یا شگفت
اُس کے علاوہ اُس کو ٹیڑھی نظر آئیگی یا عجیب

کوزۂ نو کو بخود بولے کشید
وہ کورا پیالہ جس نے پیشاب جذب کر لیا

آں خبث را آب نتواند برید
اُس نجاست کو پانی ختم نہیں کر سکتا

در جہاں ہر چیز چیزے می کشد
دنیا میں ہر چیز ایک چیز کو کھینچتی ہے

کفر کافر را و مرشد را رَشَد
کفر، کافر کو، ہدایت، ہدایت یافتہ کو

ل آں یکے۔ دنیا کی ناپائیداری کی آواز سے متقی خوابِ غفلت سے بیدار ہوتے ہیں۔ واں دگر۔ دنیا کے جاہ و اقبال کی آواز پر بدبخت فریفتہ ہوتے ہیں۔ بانگِ خار۔ دنیا کے زوال اور عروج کی آواز سُن اور پھر زوال کی آواز پر عمل کر۔ من شگوفہ۔ زوال کی آواز کہتی ہے کہ دنیا کی رونق ختم ہونے والی ہے۔

ل بانگِ اشگوفہ۔ دنیا کی رونق اپنی طرف بُلاتی ہے دنیا کا زوال کہتا ہے کہ میرے قریب نہ آ۔ ایں۔ اگر انسان دنیا کی ایک آواز قبول کر لیتا ہے تو پھر دوسری آواز سے وہ بے تعلق ہو جاتا ہے۔ حاضرم۔ یعنی دنیا کہتی ہے میں اپنی رونق کے ساتھ موجود ہوں۔ آخرم۔ دوسری آواز کہتی ہے کہ دُنیا کے انجام کو دیکھ لے

ل حاضری۔ میری موجودہ صورت مکر اور فریب ہے آغاز کے آئینہ میں۔ انجام دیکھ لے۔ جوال اندر شدن کسی کام کو اختیار کر لینا۔ نادر خور۔ نالائق، ناقابل اے خنک۔ وہ شخص قابلِ مبارکباد ہے جو آغاز میں انجام کو دیکھ لے۔ خانہ خالی۔ اگر انسان نے صرف آغاز کی پکار سُنی تو وہ اس کے دل میں گھر کرے گی پھر وہ انجام کی آواز سننا پسند نہ کرے گا۔ کوزۂ نو۔ انسان جب آغاز

بر فریفتہ ہو جاتا ہے تو انجام سے آنکھیں بند کر لیتا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ کورا برتن اگر پیشاب جذب کرلے تو پھر پانی اس کو پاک نہیں کر سکتا۔ در جہاں۔ نظامِ عالم جذب اور انجذاب پر قائم ہے ہر چیز کسی دوسری چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے کفر کافر کو اپنی طرف کھینچتا ہے لیکن نیکوں کو اپنی طرف کھینچتی ہو تو یہ معنوی کشش ہے۔

616

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کہرُبا ہم ہست و مقناطیس ہست — تا تو آہن یا کہی آئی بشست
کہربا بھی ہے اور مقناطیس بھی — تاکہ تو لوہا ہو یا گھاس جال میں آجائے

بُرد مقناطیس ار تو آہنی — ور کہی بر کہربا بر می تنی
اگر تو لوہا ہے تو مقناطیس لے گیا — اگر تو گھاس ہے تو کہربا پر جکڑ سکتا ہے

آں یکے چوں نیست با اخیار یار — لاجرم شد پہلوی فجار جار
جو شخص نیکوں کا دوست نہیں ہے — لامحالہ بدکاروں کے پہلو کا پڑوسی بنا

آں یکے را صحبتِ خار اختیار — لاجرم شد پہلوی ہر خار خوار
ایک کو کانٹے کی صحبت پسند ہے — وہ لامحالہ ہر کانٹے کے پہلو میں ذلیل ہوا

ہست موسیٰؑ پیش قبطی بس ذمیم — ہست ہاماں پیشِ سبطی بس رجیم
حضرت موسیٰؑ قبطی کے نزدیک برے ہیں — ہامان سبطی کے نزدیک سخت ملعون ہے

جانِ ہاماں جاذبِ قبطی شدہ — جانِ موسیٰؑ جاذب سبطی شدہ
ہامان کی جان قبطی کو کھینچنے والی بنی — حضرت موسیٰؑ کی جان سبطی کو کھینچنے والی بنی

معدۂ خر کہ کشد در اجتذاب — معدۂ آدم جذوبِ گندم آب
گدھے کا معدہ ہضم کرنے میں گھاس کو کھینچتا ہے — آدم کا معدہ گیہوں، پانی کو کھینچنے والا ہے

گر تو نشناسی کسے را از ظلام — بنگر او را کوش سازید ست امام
اگر اندھیرے کی وجہ سے تو کسی کو نہ پہچانے — اس کو دیکھ لے جس کو اس نے پیشوا بنایا ہے

زاں کہ ہر کرہ پئے مادر رود — تا بداں جنسیتش پیدا شود
کیونکہ جانور کا ہر بچہ ماں کے پیچھے چلتا ہے — حتیٰ کہ اس سے اس کی جنسیت ظاہر ہو جاتی ہو

آدمی را شیر از سینہ رسد — شیر خر از نیم زیرینہ رسد
آدمی کو سینہ سے دودھ ملتا ہے — گدھے کا دودھ نچلے آدھے حصہ سے پہنچتا ہے

بیان آنکہ عارف را غذائیست از نورِ حق کہ ابیتُ عِندَ رَبّی

اس کا بیان کہ خدا کو پہچاننے والے کی غذا اللہ کا نور ہے کیونکہ (حدیث ہے) میں اپنے

یُطعِمُنِی وَیَسقِینِی وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اَلجُوعُ طَعامُ اللہِ یُحیِی بہ

خدا کے پاس رات گزارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے

اَبدَانَ الصِّدِّیقِینَ اَی فِی الجُوعِ یَصِلُ طَعامُ اللہِ تَعَالیٰ عَزَّوَجَلَّ

بھوک خدائی غذا ہے اس سے زندگی پاتے ہیں صدیقین کے بدن یعنی اللہ کا کھانا بھوک میں پہنچتا ہے

618

۱۔ کہربا۔ ظاہری کشش بھی دیکھو کہ کہربا تنکے کو کھینچتی ہے اور مقناطیس لوہے کو کھینچتا ہے۔ جزو۔ تم میں جیسی صلاحیت ہوگی اس طرف تمہاری کشش ہوگی۔ آں یکے۔ اگر نیکوں کی طرف کشش نہیں ہے تو برُوں کی طرف کشش ہوگی۔ خار یعنی بُرائی۔

۲۔ ہست موسیٰ۔ قبطی یعنی فرعون کی قوم کے شخص کو حضرت موسیٰ کی طرف کشش نہیں ہو وہ اس کو برے معلوم ہوتے ہیں سبطی یعنی (اسرائیلی) حضرت یعقوب کی نسل کی کشش ہامان یعنی فرعون کے وزیر کی طرف نہیں ہے وہ اسکو برا معلوم ہوتا ہے۔ معدۂ خر۔ گدھے کے معدہ میں گھاس کی کشش ہے۔ گر تو۔ اچھوں کی صحبت اختیار کرنے کیلئے ان کی کشش کو دیکھو کہ کس طرف ہے اگر ان کی کشش کا تمھیں پتہ نہ چلے تو ان کے شیخ کی کشش کو دیکھ کر اچھائی برائی کا فیصلہ کر لو۔

۳۔ زاں۔ سے کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز آدمی۔ انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اس کی غذا بدن کے اشرف حصہ سے حاصل ہوتی ہے گدھے کو اسفل حصہ سے غذا ملتی ہے۔ عارف۔ چونکہ عارف باخدا اشرف المخلوقات میں فرد اعلیٰ ہے اسکو غذا اللہ کیجانب سے ملتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیقین کو اللہ سے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عدلِ[1] قسّام ست و قسمت کردنیست ۔ ایں عجب کہ جبر نے و ظلم نیست
تقسیم کرنے والے کا انصاف ہے اور اس کی تقسیم؟ ۔ یہ عجیب بات ہے کہ نہ کوئی جبر ہے نہ کوئی ظلم ہے

جبر بودے کے پشیمانی بُدے ۔ ظلم بودے کے نگہبانی بُدے
جبر ہوتا تو شرمندگی کب ہوتی؟ ۔ ظلم ہوتا تو حفاظت کہاں ہوتی!

روز آخر شد سبق فردا بُوَد ۔ رازِ ما را روز کے گنجا بُوَد
شام ہو گئی، سبق کل ہوگا ۔ ہمارے راز کی دن میں گنجائش کہاں ہے!

حاصل آنکہ در دُخول و در ایاب ۔ در نگر واللہُ اعلم بالصّواب
خلاصہ یہ ہے کہ جانے اور آنے میں ۔ غور کر لے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خطابِ[2] با مغرورانِ دنیا و گرفتارانِ نفس

دنیا سے دھوکہ کھانے والوں اور نفس کے قیدیوں سے خطاب

اے بکردہ اعتمادِ واثقے ۔ بر دَم و بر چاپلوسِ فاسقے
اے مضبوط بھروسہ کئے ہوئے ۔ ایک فاسق کے فریب اور چاپلوسی پر

قُبّۂ بر ساختستی از حباب ۔ آخر آں خیمہ است سُست و اہی طناب
تو نے بلبلے کا قبہ بنایا ہے ۔ یقیناً وہ خیمہ کمزور رسیوں والا ہے

زرق چوں برق ست اندر نورِ آں ۔ رہ نتوانند دیدن رہرواں
مکر، برق کی طرح ہے اس کی روشنی میں ۔ راستہ چلنے والے راستہ نہیں دیکھ سکتے ہیں

ایں جہان و اہلِ او بیحاصل اند ۔ ہر دو اندر بے وفائی یک دل اند
یہ دنیا اور دنیا دار بے نتیجہ ہیں ۔ بے وفائی میں دونوں ہم رائے ہیں

زادۂ[3] دنیا چو دنیا بے وفاست ۔ گرچہ رُو آرد بتو آں رُو قفاست
دنیا کی پیداوار دنیا کی طرح بے وفا ہے ۔ اگرچہ وہ تیری طرف رُخ کرے وہ چہرہ گُدّی ہے

اہلِ آں عالم چو آں عالم زبر ۔ تا ابد در عہد و پیماں مستمر
اُس جہان والے اُس جہان کی طرح نیکی کیوجہ سے ۔ ہمیشہ کے لئے عہد اور پیمان پر قائم ہیں

خود دو پیغمبر بہم کے ضد شدند ۔ معجزات از ہمدگر کے بستدند
دو پیغمبر آپس میں کب مخالف ہوتے ہیں؟ ۔ آپس میں ایک دوسرے کے معجزے کب چھینتے ہیں؟

کے شود پژمردہ میوہ آنجہاں ۔ شادیِ عقبیٰ نگردد اندہاں
اُس عالم کا پھل کب خراب ہوتا ہے؟ ۔ آخرت کی خوشی غم نہیں بنتی ہے

---

[1] عدل۔ شعر:- قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے ۔ جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا ۔ ایں عجب۔ اس تقسیم میں کسی پر جبر بھی نہ ہوا اور نہ کسی پر ظلم ہوا۔ پشیمانی۔ اپنی صلاحیت کے اعتبار سے جب انسان بُرا کام کرتا ہے تو اسکو شرمندگی ہوتی ہے۔ اگر جبر ہو تو پھر کاہے پر شرمندگی ہونی چاہیئے۔ نگہبانی۔ ظالم، مظلوم کا نگہبان نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بندے کا نگہبان ہے رزق دیتا ہے صحت دیتا ہے۔ روز۔ اب اس مضمون کو ختم کر دینا چاہیئے بہت وقت گذر گیا اور مضمون ناتمام رہا۔ حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب دربارِ خداوندی میں آنا جانا ہو تو اپنی حالات کو مدِ نظر رکھو۔

[2] خطاب۔ جن لوگوں کو من جانب اللہ فنا حاصل ہوئی ہے ان کے بالمقابل گروہ کا تذکرہ شروع کیا ہے۔ اعتمادِ واثقے۔ مضبوط بھروسہ۔ ساختے۔ یعنی بنا دی شیخ۔ حباب۔ پانی کا بلبلہ۔ طناب۔ خیمہ کا رسّہ۔ زرق۔ مکاری یعنی مکار شیخ کی مکاری بجلی کی کوند ہے جس کے ذریعہ راستہ طے نہیں کیا جا سکتا۔ بے حاصل۔ بے نتیجہ، بیکار۔

[3] زادۂ دنیا۔ یعنی دنیا دار۔ زرو۔ اسکا رخ بھی گدی کیطرح ہے۔ بر۔ نیکی۔ مستمر۔ دائم۔ دو پیغمبر۔ اہل اللہ میں کبھی باہمی مخالفت نہیں ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کا مال یعنی معجزے نہیں چھینتے ہیں۔ کے شود۔ عالمِ آخرت کی نعمتیں ناقابلِ زوال ہیں اور اسکی خوشی کبھی غم سے تبدیل نہیں ہوتی ہے

619

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نفسؔ[۱] بے عہد ست زاں رُو کشتنی ست — اُو دنی و قبلہ گاہِ اُو دنی ست

نفس بے وفا ہے، اِس لئے گردن زدنی ہے — وہ کمینہ ہے اور اُس کا قبلہ گاہ (بھی) کمینہ ہے

نفسہا را لائق ست ایں انجمن — مُردہ را درخور بُوَد گور و کفن

نفسوں کے لئے یہ انجمن مناسب ہے — گور و کفن مُردے کے لئے مناسب ہوتا ہے

نفس اگرچہ زیرک ست و خُردہ داں — قبلہ اُش دنیا ست اُو را مُردہ داں

نفس اگرچہ ذہین اور نکتہ داں ہے — اُس کا قبلہ دنیا ہے اُس کو مُردہ سمجھ

آبِ وحیِ حق بدیں مُردہ رسید — شُد زِ خاکِ مُردہَ زندہ پدید

اللہ کے اِلہام کا پانی اُس مُردے کو پہنچا — مُردہ خاک سے زندہ پیدا ہو گیا

تا[۲] نیاید وحی زُو غرّہ مباش — تو بداں گلگونۂ طالِ بقاش

جب تک اللہ (تعالیٰ) کا الہام نہ آئے اُس سے دھوکہ نہ کھا — اُس کی عمر دراز ہو کے غازے سے

بانگ و صیتے جو کہ آں خامل نشُد — تابِ خورشیدے کہ آں آفل نشُد

وہ آواز اور شہرہ چاہ جو کبھی گمنام نہ ہو — اُس سورج کی چمک چاہ، جو کبھی غروب نہیں ہوتا ہے

آں ہنرہائے دقیق و قال و قیل — قومِ فرعون اند اجل چوں آبِ نیل

نازک ہنر اور قیل و قال — فرعون کی قوم ہیں، موت دریائے نیل کی طرح ہے

رونق و طاق و طرنب و سحرِ شاں — گرچہ خلقاں را کشد گردن کشاں

اُن کی رونق اور شان و شوکت اور جادو — اگرچہ لوگوں کو زبردستی کھینچتے ہیں

سحرہائے ساحراں داں جملہ را — مرگِ چوبے داں کہ آں شد اژدہا

سب کو جادوگروں کے جادو سمجھ — موت کو وہ عصا سمجھ جو اژدھا بنا

جادوی[۳] ہا را ہمہ یک لقمہ کرد — یک جہاں پُر شب بُد آں را صبح خورد

ڈانٹے اُن، سب جادوؤں کو ایک لقمہ بنا لیا — ایک دنیا رات سے بھری تھی جسکو صبح نے نگل لیا

نور ازاں خوردن نشد افزون و بیش — بل ہماں سان ست کو بودہ ست پیش

اُس کھانے سے نور افزوں اور زیادہ نہ ہوا — بلکہ اُسی طرح سے ہے جیسا کہ پہلے تھا

در اثر افزوں شدہ در ذات نے — ذات را افزونی و آفات نے

اثر میں اضافہ ہوا، ذات میں نہیں — ذات کے لئے بڑھاؤ اور گھٹاؤ نہیں ہے

خدا کے اِس نورِ مطلق میں اُس تاریکی کو نگل جانے سے کوئی اضافہ نہ ہوا وہ پہلے ہی کامل و مکمل تھا۔ تمام دنیا کا ایمان لانا خدا کی خدائی میں اضافہ نہیں کر سکتا۔

۱ نفس۔ دنیا دار نفس کے تابع ہیں اور وہ بے وفا ہے لہٰذا دنیا دار بھی بے وفا ہیں۔ قبلہ گاہ۔ نفس کا قبلہ گاہ فسق و فجور ہے۔ دنی۔ کمینہ۔ گور و کفن۔ دنیا کا وہ حلقہ جس میں ذکر و فکر نہ ہو قبر ہے۔ نفس۔ دنیا دار خواہ کتنا ہی ذہین ہو جب وہ آخرت سے غافل ہے مُردہ ہے۔ آبِ وحی۔ دنیا دار کو جب کبھی ہدایت میسر آتی ہو تو یہ سمجھو کہ مُردہ زندہ ہو گیا ہے۔
۲ تا نیاید۔ نفس انسان کو دھوکہ میں مبتلا کرتا ہے اور یقین دلاتا رہتا ہے کہ عمر دراز ہے آئندہ نیکی کرنے کا موقع ہو فی الحال دنیا کے مزے اڑاؤ۔ گلگونہ۔ غازہ۔ بانگ۔ وہ آواز تلاش کر جو کبھی گمنام نہ ہو اور وہ نور حاصل کر جس کے لئے غروب ہونا نہیں ہے اور وہ اہلِ حق کے پاس ہے۔ آں ہنرہائے۔ دنیا کے تمام ہنر اور بحث و مباحثہ بمنزلہ فرعونی قوم کے ہیں اور اُن کیلئے موت بمنزلہ دریائے نیل کے ہے۔ رونق۔ اِس دنیا کی رونق اور شان و شوکت اگرچہ انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے لیکن موت اُن کے لئے حضرت موسیٰ کی لاٹھی سمجھ جس نے جادوگروں کی جادوگری کو نگل لیا تھا۔
۳ جادوی ہا۔ اسی طرح موت اُن تمام ہنر مندیوں کو نگل جائیگی۔ یک جہاں۔ حضرت موسیٰ کے اُس معجزے سے دنیا کی تاریکی چھٹ گئی تھی اور نورِ خداوندی اُس تاریکی کو نگل گیا تھا۔ قرد۔

625

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حق ز ایجادِ جہاں افزوں نشد — انچہ اوّل آں نبود اکنوں نشد

دنیا کے پیدا کرنے سے اللہ (تعالیٰ) (میں اضافہ) نہیں ہوا — جو کچھ پہلے نہ تھا اب (بھی) نہ ہوا

لیکؔ افزوں مُشد اثر ز ایجادِ خلق — درمیانِ ایں دو افزونیست فرق

دنیا کو پیدا کرنے سے نشان میں اضافہ ہوا — اِن دونوں اضافوں میں فرق ہے

شُد فزونیِ اثر اظہارِ اُو — تا پدید آید صفات و کارِ اُو

نشان کی زیادتی اُس (ذات) کا اظہار ہوئی — تاکہ اُس کی صفت اور صنعت کا ظہور ہو

ہست افزونیِ ہر ذاتے دلیل — کو بود حادث بعلتہا علیل

ہر ذات میں زیادتی دلیل ہے — کہ وہ حادث ہے (اور) علتوں کی وجہ سے ناقص ہے

نکتہ شُد باریک اینجا اے رفیق — لیکؔ بشنو تو مقالاتِ دقیق

اے دوست! اِس مقام پر نکتہ باریک ہوگیا — لیکن تو باریک باتیں سُنتا رہ

تفسیر آیۂؔ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ خِیْفَۃً مُّوْسٰی قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی

"پس موسیٰؑ اپنے دل میں ڈرے، ہم نے کہا تو نہ ڈر یقیناً تو اعلیٰ ہے" آیت کی تفسیر

گفت موسیٰ سحر ہم حیراں کُنے ست — چہ کُنم کایں خلق را تمیز نیست

(حضرت) موسیٰؑ نے کہا جادو بھی حیران کُن ہے — میں کیا کروں اُن میں تمیز نہیں ہے؟

گفت حق تمیز را پیدا کُنم — عقلِ بے تمیز را بینا کُنم

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا میں تمیز پیدا کر دونگا — بے تمیز عقل کو بصارت دے دونگا

چونکہ معجزہات را ظاہر کُنم — عقل را در دیدنش فاخر کُنم

جب تمہارے معجزوں کو ظاہر کرونگا — عقل کو اُن کے دیکھنے میں قابلِ فخر بنا دونگا

دیدہؔ بخشم عقلِ بے تمیز را — کور سازم جاہلِ ناچیز را

بے تمیز عقل کو بینائی بخش دونگا — ناچیز، جاہل کو اندھا بنا دونگا

گرچہ چوں دریا بر آورند کف — موسیا تو غالب آئی لا تخف

اگرچہ وہ دریا کی طرح جھاگ نکال رہے ہیں — اے موسیٰ! تم غالب آؤگے خوف نہ کرو

بُود اندر عہدِ خود سحر افتخار — چوں عصا شد مار آنہا گشت عار

جادو اپنے زمانہ میں باعثِ فخر تھا — جب لاٹھی سانپ بنی وہ ذلت بن گیا

۱؎ لیک. کائنات کو اللہ تعالےٰ نے اسلئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اس کے پہچاننے کی نشانیوں میں اضافہ ہوجائے. کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ میں ایک چھپا خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تب میں نے مخلوق پیدا کی. ہر چیز. ذات اور نشانیوں کے اضافے میں فرق ہے. ہست. کسی ذات میں اضافہ اس کی دلیل ہے کہ پہلے وہ ناقص تھی ذاتِ قدیم حدوث اور نقصان سے بالا ہے. نکتہ. اگرچہ مضمون دقیق ہے لیکن تو سُنتا رہ اللہ سمجھنے کی توفیق دیدیگا.

۲؎ تفسیر. اس سے یہ سمجھایا ہے کہ معارف اور حقائق کے نکتے اللہ کی توفیق سے ہی سمجھ میں آتے ہیں. گفت موسیٰؑ. حضرت موسیٰؑ کے ڈرنے کی وجہ جادوگروں یا سانپوں کا خوف نہ تھا بلکہ یہ تھا کہ لوگ معجزے اور جادو میں فرق نہ کرسکیں گے. گفت حق. اللہ تعالےٰ نے یہ مشکل حل فرمادی اسی طرح اللہ تعالیٰ معارف سمجھنے کی مشکلات کو حل فرمادیتا ہے. معجزات. عصا اور یدِ بیضا کے معجزے اور جادو میں فرق سمجھا دوں گا.

۳؎ دیدہ بخشم. مومنین کے ایمان میں اضافہ کردوں گا اشقیاء ایمان سے محروم رہیںگے. گرچہ. ان ساحروں کا جوش و خروش سب کافور ہوجائیگا اور غلبہ تمہارا ہوگا. بود. مولانا فرماتے ہیں اس دور میں جادوگری بہت زیادہ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہر کسے را دعویِ حُسن و نمک ۱
ہر شخص کو حُسن اور ملاحت کا دعویٰ ہے
سنگِ مرگ آمد نمکہا را محک
موت کا پتھر ملاحتوں کی کسوٹی ہے

سحر رفت و معجزِ موسیٰ گذشت
جادو چلا گیا اور حضرت موسیٰ کا معجزہ بھی گذر گیا
ہر دو را از بامِ بُود افتاد طشت
دونوں وجود میں مشہور ہو گئے

بانگِ طشتِ سحر جز لعنت نماند
جادو کے طشت کی آواز لعنت کے سوا نہ رہی
بانگِ طشتِ دیں بجز رفعت نماند
دین کے طشت کی آواز بلندی کے سوا نہ رہی

چوں محک پنہاں شدست از مرد و زن
جب مرد و زن سے کسوٹی چھپ گئی ہے
در صف آ اے قلب اکنوں لاف زن
اے کھوٹے! میدان میں آجا اب شیخی بگھار

وقتِ لافستت محک چوں غائب است
تیرے لئے شیخی بگھارنے کا وقت ہے جبکہ کسوٹی غائب ہے
می برندت از عزیزی دست دست
تجھے لوگ عزت سے ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

ہر دمت عزے و نازے در فزود ۲
ہر وقت تیری عزت اور ناز میں اضافہ ہوا
چوں محک آمد چرا گشتی کبود
جب کسوٹی آگئی تو کالا کیوں ہو گیا؟

قلب می گوید ز نخوت ہر دمم
کھوٹا تکبر سے ہر وقت مجھ سے کہتا ہے
اے زرِ خالص من از تو کے کمم
اے خالص سونے! میں تجھ سے گھٹیا کب ہوں؟

زر ہمی گوید بلے اے خواجہ تاش
سونا کہتا ہے ہاں، اے دوست!
لیک می آید محک آمادہ باش
لیکن کسوٹی آرہی ہے تیار ہو جا

مرگِ تن ہدیہ است بر اصحابِ راز ۳
جسم کی موت راز والوں کا تحفہ ہے
زرِ خالص را چہ نقصان ست گاز
خالص سونے کو گاتی سے کیا نقصان؟

قلب اگر در خویش آخر بیں بُدے
کھوٹا، اگر اپنا انجام بیں ہوتا
آں سیہ کا خر شد او اوّل شُدے
جو سیاہ (بعد میں) آخر میں ہوئی شروع میں ہو جاتی

چوں شُدے اوّل سیہ اندر لقا
اگر شروع میں سیاہ زرد ہو جاتا، ملاقات کے وقت
دُور بودے از نفاق و از شقا
نفاق اور بدبختی سے دُور ہو جاتا

کیمیائے فضل را طالب بُدے
بزرگی کی کیمیا کا طالب ہوتا
عقل او بر زرق او غالب بُدے
اُس کی عقل اُس کے مکر پر غالب ہوتی

نادم ہو جاتا تو آخرت میں نفاق اور بدبختی سے نجات پا جاتا۔ فضل، یعنی توبہ کرکے اللہ کی رحمت کا امیدوار بن جاتا ۔

---

۱ ہر کسے۔ ہر زمانہ میں ایک ہنر باعثِ فخر رہا ہے لیکن معجزے کے سامنے وہ ماند پڑ گیا ہے۔ حضرت مسیح کے دَور میں طب جو اُن کے دم کرنے کے معجزے سے ماند پڑی حضورؐ کے دَور میں فصاحت و بلاغت جو قرآن سے ماند پڑ گئی۔ بُود۔ وجود۔ طشت۔ طشت از بام افتادن مشہور ہو جانا۔ بانگ۔ جادو گری کی شہرت بصورتِ لعنت اور معجزے کی شہرت بصورتِ رفعت و بلندی باقی ہے۔ محک۔ کسوٹی۔ قلب۔ کھوٹا۔

۲ ہر دمت۔ کھوٹے کی رونق اُسی وقت تک رہتی ہے جب تک کسوٹی نہ ہو۔ کسوٹی کے بعد وہ بے رونق ہو جاتا ہے۔ یہی حال معجزوں کے مقابلہ میں اُن ہنرمندوں کا ہوا۔ قلب۔ جب کسوٹی نہ ہو تو کھوٹا کھرے کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے۔ خواجہ تاش۔ ایک آقا کے دو غلام باہمی خواجہ تاش کہلاتے ہیں۔

۳ مرگِ تن۔ انبیاء اور اولیاء کی موت اُن کے لئے اللہ کے قرب کا سبب ہے گاز۔ گاتی۔ سُنار کی سونا کترنے کی قینچی۔ قلب۔ بدکار جو آخرت میں ندامت اُٹھائے گا اگر وہ عاقبت بیں ہوتا تو زندگی میں گناہوں پر ندامت کا اظہار کر دیتا۔ چوں شُدے۔ اگر گناہگار اپنے گناہوں پر زندگی میں

622

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چون[1] شکستہ دل شُدے از حالِ خویش — جابرِ اشکستگاں دیدے بہ پیش
جب ... اپنی حالت پر رنجیدہ ہوتا — (دل)، ٹوٹے ہوؤں کو جوڑنے والا، سامنے دیکھ لیتا

عاقبت را دید اُو اِشکستہ شُد — از شکستہ بند دردم بستہ شُد
اُس نے انجام کو دیکھا اور شکستہ (دل) ہوا — ٹوٹے کو جوڑنے والے کی طرف فوراً جُڑ گیا

فضل مِسہا را سُوئے اِکسیر راند — آں زر اندودہ از کرم محروم ماند
(اللہ کے) فضل نے تانبے کو کیمیا کی جانب سوار کر دیا — وہ ملمع شدہ، کرم سے محروم ہو گیا

اے[2] زر اندودہ مکُن دعویٰ ببیں — کہ نماند مُشتریت اعمیٰ چنیں
اے ملمع شدہ! دعویٰ نہ کر، دیکھ — کہ تیرا خریدار ہمیشہ ایسا اندھا نہ رہے گا

نورِ محشر چشمِ شاں بینا کُند — چشم بندیِ ترا رُسوا کُند
قیامت کا نور اُن کی آنکھوں کو بینا کر دیگا — تیری نظر بندی کو رُسوا کر دے گا

بنگر آنہا را کہ آخر دیدہ اند — حسرتِ جانہا و رشکِ دیدہ اند
اُن کو دیکھ لے جنھوں نے آخرت کو مدِنظر رکھا ہے — وہ جانوں کیلئے (باعثِ) حسرت اور آنکھوں کیلئے (باعثِ) رشک ہیں

منگر آنہا را کہ حالی دیدہ اند — سِرِّ فاسد ز اصلِ سِر ببریدہ اند
اُنکو نہ دیکھ کہ جنھوں نے موجود کو دیکھا ہے — فاسد راز، اصل راز سے کتر لیا ہے

پیشِ[3] حالی بیں کہ در جہل ست و شک — صبحِ صادق صبحِ کاذب ہر دو یک
موجود کو دیکھنے والے کیلئے جو نادانی اور شک میں ہے — صبحِ صادق اور صبحِ کاذب دونوں ایک ہیں

صبحِ کاذب صد ہزاراں کاروا — داد بر باد و ہلاکت اے جواں
صبحِ کاذب نے لاکھوں قافلوں کو — اے جوان! ہلاکت سے برباد کیا ہے

صبحِ صادق را طلب کُن اے عزیز — تا ز صدقِ اُو شوی صاحب تمیز
اے پیارے! صبحِ صادق کو طلب کر — تاکہ تو اُس کی سچائی کے ذریعہ تمیزدار بن جائے

نیست نقدے کش غلط انداز نیست — وائے آں جاں کش محکّ و گاز نیست
کوئی کھرا سکہ نہیں ہے جس کیلئے غلطی میں مبتلا کرنیوالا (کھوٹا) ہے — اُس جان پر مصیبت ہے جسکے پاس کسوٹی اور گاز نہیں ہے

باز رو سُوئے غلام و کتبتش — کو سوئے شہ می نویسد نامہ خوش
غلام اور اُسکے (رقعہ) لکھنے کی طرف واپس چل — کہ وہ عجیب رقعہ شاہ کو لکھتا ہے

زجر کردن مُدّعی را از دعویٰ و امر کردن او را بمتابعتِ انبیاء و اولیاءؑ

جھوٹے مدعی کو دعوے سے باز رکھنا اور انبیاء اور اولیاء کی پیروی کا حکم دینا

---

[1] چون شکستہ۔ جب انسان اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے تو رحمتِ خداوندی اُس کی دل شکستگی کو رفع کر دیتی ہے۔ عاقبت۔ جس نے آخرت کو پیشِ نظر کر لیا رحمتِ خداوندی اُس کی دستگیری کرتی ہے۔ مِسہا۔ وہ لوگ جو گنہگار ہیں۔ اکسیر یعنی مغفرت۔ زر اندودہ۔ منافق۔ بناوٹی شیخ۔

[2] اے زر اندودہ۔ بناوٹی شیخ کو خطاب ہے کہ تیرے مرید ہمیشہ ایسے ہی اندھے نہ رہیں گے کہ تیری حقیقت کو نہ سمجھ سکیں۔ چشم بندی۔ نظر بندی۔ بنگر۔ تو اُن لوگوں کے رتبے جنھوں نے آخرت کا دھیان رکھا عوام کی جان اور آنکھوں کے لئے باعثِ رشک ہیں۔ منگر۔ اُن بناوٹی پیروں کی طرف نہ دیکھ اُنھوں نے اصلی معارف میں سے کچھ چیزیں کتر لی ہیں جن سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔

[3] پیشِ حالی ہیں۔ دنیادار کو جھوٹے شیخ اور سچے شیخ میں فرق نظر نہیں آتا ہے۔ صبحِ کاذب۔ قافلہ اگر صبحِ کاذب کو صبحِ صادق سمجھ کر چل پڑتا ہے تو لُٹ جاتا ہے اسی طرح جھوٹے شیخ کی پیروی سے انسان تباہ ہوتا ہے۔ صبحِ صادق۔ سچے شیخ کے اتباع سے صحیح نظر حاصل ہوتی ہے۔ نیست۔ دنیا میں ہر کھری چیز کی صورت میں ایک کھوٹی چیز ہوتی ہے جسمیں امتیاز کی صلاحیت نہ ہو اُسکی تباہی ہے۔ زجر کردن۔ جھوٹے شیوخ کیلئے تنبیہ کہ وہ انبیاءؑ اور اولیاء کی پیروی کریں۔

623

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بُومُسَیلمؔ گفت من خود احمدم ‌ ‌ دینِ احمدؐ را بفن برہم زدم

مُسَیلمہ (کذّاب) بولا میں خود پیغمبر ہوں ‌ ‌ میں نے احمدؐ کے دین کو تدبیر کے ذریعہ تباہ کر دیا

بُومُسَیلم را بگو کم کُن بطَر ‌ ‌ غرّۂ اوّل مشو آخر نِگر

مُسَیلمہ (کذّاب) سے کہدے کہ اکڑ نہیں! ‌ ‌ ابتدا سے دھوکہ نہ کھا انجام کو دیکھ

ایں قلاووزی مکُن از حرصِ جمع ‌ ‌ پَس رَوی کُن تا رَوی در پیش شمع

(دولت) جمع کرنے کے لالچ سے رہنمائی اختیار نہ کر ‌ ‌ اتباع کر تاکہ تو شمع کے آگے چلے

شمعؔ مقصد را نماید ہمچو ماہ ‌ ‌ کایں طرف دانہ است یا خود دامگاہ

شمع مقصد کو چاند کی طرح روشن کردیتی ہے ‌ ‌ کہ اس جانب دانہ ہے یا جال کی جگہ

گر بخواہی یا نخواہی با چراغ ‌ ‌ دیدہ گردد نقشِ باز و نقشِ زاغ

خواہ تو چاہے یا نہ چاہے چراغ کے ہوتے ہوئے ‌ ‌ باز کی صورت اور کوے کی صورت نظر آجاتی ہے

گرچہ ایں زاغاں دَغَل افروختند ‌ ‌ بانگِ بازانِ سفید آموختند

اگرچہ ان کووں نے مکر (کا چراغ) روشن کیا ہو ‌ ‌ سفید بازوں کی بول سیکھ لی ہے

بانگِ ہُدہُد گر بیاموزد قطا ‌ ‌ رازِ ہُدہُد کُو و پیغامِ سبا

کرنج اگر ہُدہُد کی بول سیکھ لے ‌ ‌ ہُدہُد کا راز اور سبا کا پیغام کہاں ہے!

بانگِؔ پر رَستہ زِ پر بستہ بداں ‌ ‌ تاجِ شاہاں را ز تاجِ ہُدہُداں

کھلے ہوئے پَروں کی آواز کو بندھے ہوئے پَروں کی آواز سے ‌ ‌ شاہوں کے تاج کو ہدہد کے تاج سے (امتیاز کرلے)

حرفِ درویشاں و نکتۂ عارفاں ‌ ‌ بستہ اند ایں بے حیایاں بر زباں

فقیروں کے لفظ اور عارفوں کے نکتے ‌ ‌ ان بے حیاؤں نے زبان پر باندھ لئے ہیں

ہر ہلاکِ اُمّتِ پیشیں کہ بُود ‌ ‌ زانکہ جندل را گماں بُردند عُود

پہلی اُمّتوں کی جو تباہی ہوئی ‌ ‌ اسلئے ہوئی کہ جندل (پتھر) کو انھوں نے اگر سمجھا

بُود شاں تمیز کاں مظہر کُند ‌ ‌ لیک حرص و آز کور و کر کُند

اُن میں (قوتِ) تمیز تھی جو ظاہر کر دیتی ہے ‌ ‌ لیکن حرص اور لالچ اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

کوریِ کوراں ز رحمت دور نیست ‌ ‌ کوریِ حرص ست کاں معذور نیست

اندھوں کا اندھاپن رحمت (خداوندی) سے دور نہیں ہے ‌ ‌ لالچ کا اندھاپن ہے جو باعث عذر نہیں ہے

سلہ بومسلیم یعنی مسیلمہ کذاب جس نے یمامہ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اُس کے پیرو بن گئے جو حضرت ابو بکرؓ کی خلافت میں حضرت وحشیؓ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اوّل یعنی ابتدائی زمانہ میں چند آدمیوں کا گرویدہ ہوجانا۔ آخر۔ ذلت کے ساتھ مارا گیا۔ ایں قلاووزی۔ نبوت اور رہنمائی کا دعویٰ چھوڑ کر کسی بھلے کی پیروی کر اور اس شمع کو پیشرو بنالے۔ حرص جمع یعنی دنیا کا مال جمع کرنے کا لالچ۔

سلہ شمع۔ وہ سچا آدمی رہنمائی کریگا اور تجھے بتائیگا کہ اس طرف تباہی ہے اور اس طرف نجات ہے۔ گر بخواہی بھلوں کی صحبت لامحالہ مفید ہے اور بھلے بُرے میں امتیاز پیدا کردیتی ہے۔ گرچہ ان جھوٹے شیوخ نے سچے شیوخ کی باتیں رٹ لی ہیں لیکن حقیقت سے محروم ہیں اگر کرنج ہدہد کی بولی سیکھ بھی لے تو اسکے پاس وہ رازِ سلیمانی کہاں ہے اور وہ پیغام کہاں ہے جو ہدہد نے بلقیس کو سبا میں جاکر دیا تھا۔ قطا ایک خوش آواز پرندہ جو قطا قطا بولا کرتا ہے اور آواز بدلتا نہیں۔ یہ جانور کنکر کھاتا ہے اسلئے اسکو سنگ خوارہ کہتے ہیں۔

سلہ بانگ۔ حقیقی پَروں سے اڑنے والے اور فرضی پر لگانیوالے میں امتیاز کرنا چاہیے شاہی تاج اور ہدہد کے تاج میں فرق ضروری ہے بے حیایاں۔ ان جھوٹے شیوخ نے بزرگوں کی کچھ باتیں سیکھ لی ہیں جنکے ذریعہ عوام کو پھنساتے ہیں۔ ہر ہلاکت پہلی امتوں پر ہلاکت اسی وجہ سے آئی کہ انھوں نے صحیح رہنما اور غلط رہنما میں امتیاز نہ کیا۔ بود۔ اللہ نے اُن کو امتیاز کرنے کی قوت دی تھی لیکن انکی حرص اور طمع نے انکو اندھا اور بہرا بنا دیا تھا۔ کوری۔ اگر حقیقی اندھا ہو تو اللہ کی رحمت اسکی دستگیری کرتی ہے اور اگر لالچ کا اندھا ہو تو اسکی

624

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چار میخِ شہ زرحمت دور نے — چار میخِ حاسدی مغفور نے
بادشاہ کی سزا شفقت سے دُور نہیں ہے — حسد کی سزا معافی کے قابل نہیں ہے

ماہیا آخر نکو بنگر بہ شست — بدگلوئی چشمِ آخربینت بست
اے مچھلی! کانٹے کو اچھی طرح دیکھ لے — خلق کی بُرائی نے تیری انجام کو دیکھنے والی آنکھ بند کر دی ہے

با دو دیدہ اول و آخر ببیں — ہیں مباش اعور چو ابلیسِ لعیں
دونوں آنکھوں سے اوّل اور آخر کو دیکھ لے — خبردار! ملعون شیطان کی طرح کانا نہ بن

اعور آں باشد کہ حالی دید و بس — چوں بہائم بیخبر از پیش و پس
کانا وہ ہے جو صرف موجود کو دیکھے — جانوروں کی طرح آگے اور پیچھے سے بے خبر ہو

چوں دو چشمِ گاو در جرمِ تلف — ہمچو یک چشم ست کش نبود شرف
بیل کی دونوں آنکھیں پھوڑ دینے کی سزا میں — (انسان کی) ایک آنکھ کی طرح ہیں کیونکہ انہیں شرافت نہیں ہے

نصف قیمت ارزد آں دو چشمِ او — کہ دو چشمش راست مُسندِ چشمِ تو
اُس کی وہ دونوں آنکھیں آدھی قیمت کے لائق ہیں — کیونکہ اسکی دونوں آنکھوں کا سہارا تیری آنکھ ہے

ور کنی یک چشمِ آدم زادہ — نصف قیمت لازم ست از جادہ
اگر تو انسان کی ایک آنکھ نکال دے — مذہب کی رُو سے آدھی قیمت لازم ہے

زانکہ چشمِ آدمی تنہا بخود — بے دو چشمِ یار کارے می کند
کیونکہ انسان کی آنکھ اکیلی خود — یار کی دو آنکھوں کے بغیر کام کرتی ہے

چشمِ خر چوں اولش بے آخر ست — گر دو چشمش ہست حکمش اعور ست
گدھے کی آنکھ کا آغاز چونکہ بغیر انجام (کے دیکھنے کے) ہے — اگرچہ اسکی دونوں آنکھیں ہیں لیکن کانے کے حکم میں ہے

ایں سخن پایاں ندارد آں خفیف — می نویسد رقعہ در طمعِ رغیف
اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ بے عقل — روٹی کے لالچ میں رقعہ لکھ رہا ہے

بقیہ قصہ آں نوشتن غلام رقعہ را بطلب اجرے

روزی کی طلب میں غلام کے رقعہ لکھنے کے قصہ کا بقیہ

رفت پیش از نامہ پیشِ مطبخی — کاے بخیل از مطبخِ شاہِ سخی
وہ رقعہ لکھنے سے پہلے داروغۂ مطبخ کے پاس گیا — کہ اے سخی بادشاہ کے مطبخ سے بخل کرنیوالے!

پورا نفع حاصل کرتا ہے اور اُس کی ایک آنکھ پھوڑ کر گویا آنکھ کا نصف نفع ضائع کرتا ہے لہٰذا اسکو نصف دیت دینی ہوگی۔ جادہ یعنی راہِ شریعت۔ چشمِ خر۔ گدھا چونکہ انجام بیں نہیں ہے لہٰذا اسکی دونوں آنکھیں بمنزلہ ایک آنکھ کے ہیں اور وہ گویا کانا ہے۔ خفیف یعنی خفیف العقل۔ رغیف۔ روٹی۔ مطبخی۔ داروغۂ مطبخ۔

ا؎ چار میخ۔ جس کو سزا دی جاتی تھی اس کے چاروں ہاتھ پاؤں کیلوں سے جکڑ دیئے جاتے تھے۔ حاسدی۔ انسان خود اپنے حسد کی وجہ سے مرطرح تکلیف میں مبتلا ہو تو اس کی معافی نہیں ہوتی ہے۔ بدگلوئی۔ یعنی خلق کی بُری عادتیں۔ با دو دیدہ۔ اللہ نے دو آنکھیں اس لئے دی ہیں کہ انسان آغاز اور انجام دونوں کو دیکھے جو صرف دنیا پر نظر رکھے وہ گویا ایک آنکھ والا ہے۔ چوں بہائم۔ جانور اپنے انجام سے بے خبر ہے تو گویا وہ ایک آنکھ والا ہے۔

۲؎ چوں دو چشم۔ ان اشعار میں یہ بتانا مقصود ہے کہ انسان کی آنکھ کو حیوانات کی آنکھ پر فضیلت ہے اور اُس کی وجہ انسان کی انجام بینی ہے۔ آنکھوں کو ہلاک کرنے کی صورت میں حیوان کی دونوں آنکھوں کا تاوان وہ ہے جو انسان کی ایک آنکھ کا تاوان ہے یعنی نصف قیمت۔ اگر جانور کی دونوں آنکھیں پھوڑ دیں تو اُس جانور کی نصف قیمت کا تاوان دینا ہوگا کیونکہ حیوان کی دو آنکھیں اپنا کام کرنے میں انسان کی آنکھ کی محتاج ہیں لہٰذا آنکھ کا پورا نفع اسکو چار آنکھوں سے پہنچتا ہے یعنی خود اسکی دو آنکھوں اور انسان کی دو آنکھوں سے تو اسکی دو آنکھیں پھوڑنے میں گویا آنکھوں کی منفعت کا نصف حصہ ضائع کیا ہے۔

۳؎ ور کنی۔ انسان دو آنکھوں سے

625

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دُور از و وز ہمتِ اُو کاین[1] قدر ... از جری اُم آیدش اندر نظر
اُسکی اور اُسکی شان سے دور ہے کہ اس قدر ... میری روزی پر اُس کو دھیان ہو

گفت بہرِ مصلحت فرمودہ است ... نے برائے بُخل و نے تنگیِ دست
اُس نے کہا مصلحت کی بنا پر حکم فرمایا ہو ... نہ کہ بُخل اور تنگدستی کی وجہ سے

گفت دہلیز یست واللہ این سخن ... پیشِ شہ خاک ست ہم زرِّ کہن
اس نے کہا خدا کی قسم یہ بات باہری ہے ... بادشاہ کے سامنے تو پُرانا سونا بھی مٹی ہے

مطبخی دہ گونہ حُجت بر فراشت ... اُو ہمہ رد کرد از حرصے کہ داشت
مطبخ کے داروغہ نے دس دلیلیں اُٹھائیں ... اُسنے اُس حرص کی وجہ سے جو اُس میں تھی سب کو رد کردیا

چون جِری کم آمدش در وقتِ چاشت ... زد بسے تشنیع و اُو سُودے نداشت
ناشتہ کے وقت جب اُس کو کم خوراک ملی ... اُس نے بہت لعن طعن کی، کوئی فائدہ نہ ہوا

گفت قاصدی[2] می کنید اینہا شما ... گفت نے کہ بندہ فرمانیم ما
اُس نے کہا یہ سب کچھ تم قصداً کرتے ہو ... اُس نے کہا نہیں ہم حکم کے غلام ہیں

این مگیر از فرع این از اصل گیر ... بر کماں کم زن کہ از بازوست تیر
یہ شاخ کی جانب سے نہ سمجھ جڑ کی جانب سے سمجھ ... کمان پر طعنہ زنی نہ کر، تیر بازو سے چلا ہے

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ اِبتلاست ... بر نبی کم نہ گنہ کاں از خداست
"جبکہ تو نے پھینکا تو نے نہیں پھینکا" آزمائش ہے ... نبی پر الزام نہ دھر وہ خدا کی جانب سے ہے

آب از سر تیرہ است اے خیرہ چشم ... پیشتر بنگر یکے بکشای چشم
اے اندھے! پانی اصل سے گدلا ہے ... آگے کو دیکھ، ذرا آنکھ کھول

شد[3] ز خشم و غم درونِ بقعہ ... سُوی شہ بنوشت خشمیں رقعہ
غم و غصہ سے وہ گھر میں گیا ... غصہ سے بھرا خط بادشاہ کو لکھا

اندراں رقعہ ثنای شاہ گفت ... گوہرِ جود و سخائے شاہ سُفت
اُس نے اس رقعہ میں بادشاہ کی تعریف کی ... بادشاہ کی بخشش اور سخاوت کے موتی پروئے

کاے ز بحر و ابر افزوں کفِ تو ... در قضائے حاجتِ حاجات جو
اے وہ کہ تیری ہتھیلی سمندر اور ابر سے بڑھی ہوئی ہے ... ضرورت پورا کرنے میں ضرورتوں کی جستجو کرنیوالا ہے

زانکہ ابر آنچہ دہد گریاں دہد ... کفِ تو خنداں پیاپے خواں نہد
اس لئے کہ ابر جو کچھ دیتا ہے روتے ہوئے دیتا ہو ... تیری ہتھیلی مسکراتی ہوئی پے درپے خوان دیتی ہے

---

[1] کاین قدر۔ یہ کہ میری اصل روزی کی طرف اسکو دھیان ہو اور وہ اس کے بارے میں کمی کرنے کا حکم دے۔ دہلیزی۔ یعنی یہ بات باہر کے لوگوں کی جانب سے ہے زرِ کہن۔ پرانا سونا بہت خالص ہوجاتا ہے۔ دہ گونہ۔ یعنی داروغہ مطبخ نے ہر چند سمجھایا کہ تیری روزی شاہی حکم سے کم کی گئی ہے لیکن اُس نے ایک نہ مانی۔ تشنیع۔ لعنت ملامت۔

[2] قاصدی یعنی یہ تونے اپنے ارادہ سے کیا ہے۔ فرع۔ یعنی بادشاہ کا عمل۔ اصل۔ یعنی بادشاہ۔ بر کماں۔ تیر اور کمان خود کام نہیں کرتے ہیں چلانے والے کا بازو کام کرتا ہے۔ ما رمیت۔ جنگ بدر میں آنحضورؐ نے ایک مٹھی ریت پھینکی جس سے مخالف سراسیمہ ہوگئے قرآن پاک نے اس کے پھینکنے کی نسبت آپ کی طرف کی اور پھر اس کی نفی بھی کردی اسلئے کہ اس وقت آنحضورؐ کو انتہائی قرب حاصل تھا۔ ابتلاست۔ جو لوگ قرب فرائض سے ناواقف ہیں وہ حقیقت و مجاز کی بحث شروع کردیتے ہیں۔ سر یعنی چشمہ۔

[3] شد۔ مطبخ کے داروغہ سے جھگڑنے کے بعد وہ غلام گھر میں گیا اور بادشاہ کو پُر عتاب خط لکھا۔ بقعہ یعنی مکان۔ کاے۔ کہ اے۔ در قضائے حاجت۔ یعنی لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کیلئے انکی ضروریات کی جستجو کرتا ہے۔ زانکہ۔ ابر باطن ناخواستہ روتا ہوا فیض پہنچاتا ہے۔

626

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ظاہر رقعہ اگرچہ مدح بود — بوئے[1] خشم از مدح اثرہا می نمود

اگرچہ رقعہ بظاہر تعریف تھا — غصہ کی بُو تعریف (میں) سے آثار ظاہر کر رہی تھی

زاں ہمہ کارِ تو بے نور ست و زشت — کہ تو دُوری دُور از نورِ سرشت

اس لئے تیرے تمام کام بے رونق اور بھدے ہیں — کیونکہ تو فطری نور سے بہت دُور ہے

رونقِ کارِ خساں کاسد شود — ہمچو میوہ تازہ زُو فاسد شود

کمینوں کے کام کی رونق کھوٹی ہوتی ہے — جس طرح تازہ پھل جلد بگڑ جاتا ہے

رونقِ دنیا برآرد زُو کساد — زانکہ ہست از عالمِ کون و فساد

دنیا کی رونق جلد کھوٹ ظاہر کر دیتی ہے — کیونکہ وہ بننے اور بگڑنے والے جہان کی ہے

خوش[2] نگردد از مدیحی سینہا — چونکہ در مداح باشد کینہا

سینے تعریف سے خوش نہیں ہوتے ہیں — جبکہ تعریف کرنے والے میں کینے ہوں

اے دل از کین و کراہت پاک شو — وانگہاں الحمد خواں چالاک شو

اے دل! کینہ اور نفرت سے پاک ہو جا — پھر تعریف کر اور تیز ہو جا

بر زباں الحمد و اکراہِ دروں — از زباں تلبیس باشد یا فسوں

زبان پر تعریف اور اندر نفرت — زبان کا فریب ہوگا، یا مکر

وانگہاں گفتہ خدا کہ ننگرم — من بظاہر من بباطن ناظرم

تب ہی خدا نے فرمایا ہے کہ میں نہیں دیکھتا ہوں — ظاہر کو، میں باطن کو دیکھنے والا ہوں

حکایت[3] آں مداح کہ از جہتِ ناموس شکرِ ممدوح می کرد و

اُس تعریف کرنیوالے کی حکایت جو آبرو کی خاطر ممدوح کا شکریہ ادا کرتا تھا اور اُس

بوئے اندوہ و غمِ اندرونِ اُو از خلاقتِ دلقِ اُو ظاہر می

کے باطنی رنج و غم کی بُو اس کی گدڑی کے پُرانے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہو رہی تھی

نمُود کہ آں شکرہا ہمہ لافست و دروغ

کہ وہ تمام شکریے شیخی اور جھوٹ ہیں

آں یکے با دلق آمد از عراق — باز پرسیدند یاراں از فراق

ایک شخص عراق سے گدڑی پہنے ہوئے آیا — دوستوں نے جدائی (کے دور) کا حال دریافت کیا

گفت آرے بد فراق الّا سفر — بود بر من بس مبارک مژدہ ور

اس نے کہا ہاں جُدائی تو تھی، لیکن سفر — میرے لئے بہت مبارک اور خوشخبری دینے والا تھا

---

[1] بوئے خشم یعنی اس خط میں الفاظ تو تعریف کے تھے لیکن اُن میں سے غصہ کی بُو آتی تھی۔ زاں۔ انسان کے اعمال اگر حسنِ نیت سے خالی ہوں تو بے رونق ہیں جیسے کہ اس غلام کی تعریف تھی۔ سرشت۔ خِلقت، طینت۔ میوۂ تازہ۔ تازہ پھل کو رطوبتیں جلد خراب کر دیتی ہیں۔ زُو۔ زود کا مخفف ہے۔

[2] خوش۔ اگر دل میں عداوت ہو اور زبان پر تعریف ہو تو ایسی تعریف سے ممدوح خوش نہیں ہوتا ہے۔ اے دل۔ انسان دل کی صفائی کے ساتھ الحمد پڑھے اور تعریف کرے تو تیزی سے عالی مراتب حاصل کر سکتا ہے۔ تلبیس۔ جہل، فریب، دھوکا دینا ہے۔

برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

گفتہ خدا۔ حدیث شریف ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے۔

[3] حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ اس تعریف کرنیوالے کی زبان پر تعریفی کلمات تھے دل شکر گذاری سے خالی تھا۔ خلاقت۔ کہنگی۔ عراق۔ اس زمانہ میں دار الخلافہ تھا۔ فراق۔ یعنی وطن سے جدائی۔ مژدہ ور۔ خوشکن۔

626

کہ خلیفہ دادہ دَہ خلعت مرا ۔ کہ قرینش باد صَد مدح و ثنا[1]
کیونکہ خلیفہ نے دس شاہی جوڑے مجھے عطا کئے ۔ خدا کرے سیکڑوں مدح و ثنا اُس کی ساتھی بنیں

شکرہا و حمدہا بَر می شمُرد ۔ تا کہ شُکر از حدّ و اندازہ بِبُرد
شکریئے اور تعریفیں شمار کرتا تھا ۔ حتیٰ کہ شکر حد اور اندازے سے بڑھا دیا

پس بگفتندش کہ اَحوالِ تُرنَد ۔ بَر دروغِ تو گواہی می دہند
تو لوگوں نے اُس سے کہا کہ تیرے خراب احوال ۔ تیرے جھوٹ پر گواہی دے رہے ہیں

تن برہنہ سَر برہنہ سوختہ ۔ شُکر را دُزدیدہ یا آموختہ
بدن ننگا ، سر ننگا ، جلا بھنا ۔ تو نے شکر کو چرایا ہے، یا سیکھا ہے

کو نشانِ شکر و حمدِ میرِ تو ۔ بَر سَر و بر پایِ بے توقیرِ تو
تیرے امیر کے شکر اور تعریف کا نشان کہاں ہے؟ ۔ تیرے بے توقیر سر اور پاؤں پر

گر زبانت[2] مدحِ آں شہ می تنَد ۔ ہفت اندامت شکایت میکند
اگر تیری زبان اُس بادشاہ کی تعریف کرتی ہے ۔ تیرے ساتوں اعضاء شکایت کر رہے ہیں

در سخایِ آں شہ و سُلطانِ جُود ۔ مر تُرا کفشے و شلوارے نبُود
اُس سخاوت کے بادشاہ اور سلطان کی بخشش میں ۔ تیرے لئے جوتا اور شلوار نہ تھی

گفت من ایثار کردم انچہ داد ۔ میر تقصیرے نکرد از افتقاد
اُس نے کہا جو کچھ اُس نے دیا میں نے خیرات کر دیا ۔ بادشاہ نے دلجوئی میں کوئی کمی نہیں کی

بستدم جُملہ عطاہا از امیر ۔ بخش کردم بر یتیم و بر فقیر
میں نے بادشاہ سے سب عطیات لے لئے ۔ میں نے یتیم اور فقیر کو بخش دیئے

مال دادم بستدم عُمرِ دراز ۔ در جزا زیرا کہ بُودم پاکباز
میں نے مال دے کر دراز عمر خرید لی ۔ بدلے میں، کیونکہ میں پاکباز ہوں

پس[3] بگفتندش مُبارک مال رفت ۔ چیست اندر باطنت ایں دود و تفت
تو انھوں نے کہا مبارک ہو مال چلا گیا ۔ یہ دھواں اور شورش تیرے اندر کیسی ہے؟

صَد کراہت دَر درونِ تو چو خار ۔ کے بُود اندہ نشانِ اِبتشار
تیرے اندر سیکڑوں ناگواریاں کانٹے کی طرح ہیں ۔ غم، بشارت حاصل کرنے کی نشانی کب ہوتا ہے؟

کو نشانِ عشق و ایثار و رضا ۔ گر درست است آنچہ گفتی ما مضیٰ
عشق اور ایثار اور رضا کا نشان کہاں ہے؟ ۔ اگر وہ قصہ سچا ہے جو تو نے سنایا ہے

[1] کہ قرینش۔ خلیفہ کیلئے دعا ہے۔ شکرہا۔ اُس نے خلیفہ کا بے حد شکریہ اور تعریف کی۔ گفتندش۔ لوگوں نے اُس سے کہا تیری خراب حالت اِس بات کی گواہ ہے کہ تو جھوٹ بول رہا ہے۔ تن برہنہ۔ تیرا ننگا بدن گواہی دے رہا ہے کہ بادشاہ نے تجھے کوئی خلعت نہیں دی ہے۔ سوختہ یعنی دھوپ سے۔ میر یعنی خلیفہ۔ بے توقیر۔ بے عزت۔

[2] گر زبانت۔ یعنی اگرچہ تیری زبان خلیفہ کی تعریف کر رہی ہے لیکن تیرے ساتوں اعضا اُس خلیفہ کی شکایت کر رہے ہیں۔ مر ترا۔ تو ننگے پاؤں اور ننگے بدن ہے اس عطا میں جوتا اور شلوار نہ تھی۔ ایثار۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا۔ افتقاد۔ دلجوئی۔ عمر دراز۔ فقراء عمر کی درازی کی دعا دیتے ہیں۔

[3] پس۔ لوگوں نے اُس سے کہا کہ مبارک ہو کہ دنیا کا فانی مال دے کر عمر دراز حاصل کر لی لیکن تیرے دل میں دھواں کیوں اُٹھ رہا ہے اور شورش کیوں ہے۔ صد کراہت۔ جبکہ دل میں ناگواریوں کی خلش ہو اور غم تو کسی خوشی کی نشانی کہاں ہوتی ہے۔ کو نشانِ عشق۔ اگر تو نے اللہ کی رضامندی اور عشق میں تمام مال خیرات کیا ہے تو اُس کی کوئی علامت تجھ میں اوپر ظاہر ہونی چاہیئے۔

628

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خود گرفتم مال گم شد میل کو
میں نے مانا مال چلا گیا (خیرات کر دیا) میلان کہاں ہے؟

سیل اگر بگذشت جای سیل کو
سیلاب اگر گزر گیا ہے، سیلاب کی جگہ کہاں ہے؟

چشم تو گر بد سیاه و جان فزا
اگر تیری آنکھ کالی اور جانفزا تھی

گر نماند او جانفزا ازرق چرا
اگر وہ جانفزا نہیں رہی تو نیلی کیوں ہے؟

کو نشانِ پاکبازی ای ترش
اے ترش رو! پاکبازی کا نشان کہاں ہے؟

بوی لافِ کژ همی آید خمش
بیہودہ شیخی کی بو آ رہی ہے، چپ رہ

صد نشان باشد درون ایثار را
باطن میں ایثار کے سیکڑوں نشان ہوتے ہیں

صد علامت هست نیکوکار را
نکوکار کی سیکڑوں علامتیں ہیں

مال در ایثار اگر گردد تلف
ایثار کرنے میں اگر مال ختم ہو جائے

در درون صد زندگی آید خلف
(بدلے میں) باطن میں سیکڑوں زندگیاں آ جاتی ہیں

در زمینِ حق زراعت کردنی
اللہ (تعالیٰ) کی زمین میں کھیتی کرنا

تخمهای پاک وانگه دخل نی
بیج پاک، اور پھر پیداوار نہ ہو!

گر نروید زرعِ جان یک دانه صد
اگر جان کی کھیتی میں ایک دانہ سو نہ بنیں

صحنِ ارض الله واسع کی بود
(تو) اللہ (تعالیٰ) کی زمین کی فضا وسیع کب ہے!

اصلِ ارض الله قلبِ عارفست
اللہ (تعالیٰ) کی زمین کی اصل عارف کا دل ہے

لامکانست و ندارد فوق و پست
جو لامکان ہے اور بلندی و پستی نہیں رکھتا ہے

گر نروید خوشه از روضاتِ هو
اگر اللہ (تعالیٰ) کے باغوں سے کوئی خوشہ نہ پیدا ہو

پس چه واسع باشد ارض الله بگو
تو بتا اللہ (تعالیٰ) کی زمین کیا وسیع ہوئی؟

چونکه این ارضِ فنا بی ریع نیست
جبکہ یہ فانی زمین بغیر پیداوار کے نہیں ہے

چون بود ارض الله آن مستوسعی
تو اللہ (تعالیٰ) کی زمین کا کیا حال ہوگا، وہ بہت ہی وسیع ہے

ریعِ آن را نی حد و نی عد بود
اس کی پیداوار کی حد و شمار نہیں ہے

کمترین دانه دهد هفصد بود
معمولی دانہ ڈالے تو سات سو ہو جائیں

حمد گفتی کو نشانِ حامدون
تو نے تعریف کی، تعریف کرنیوالوں کی علامت کہاں ہے؟!

نی برونت هست اثر نی اندرون
تیرے اندر اثر ہے نہ باہر

حمدِ عارف مر خدا را راستست
عارف کی حمد اللہ (تعالیٰ) کیلئے درست ہے

که گواهِ حمدِ او شد پا و دست
کیونکہ ہاتھ پاؤں اس کی تعریف کے گواہ بنتے ہیں

---

۱ سیل۔ یعنی نیکی اور خیرات کرنے کا رجحان اور خواہش۔ سیل۔ پانی بہہ کر نکلتا ہے تو کچھ نشانات چھوڑ جاتا ہے۔ چشم۔ اگر کوئی کہے کہ میری آنکھیں سرمگیں اور بہت حسین تھیں تو اس کی آنکھوں میں نیلاہٹ تو نہ ہونی چاہئے۔ کو نشان۔ چہرے کی ترشی بتا رہی ہے کہ پاکبازی کا دعویٰ گپ ہے۔ صد نشان۔ اگر طبیعت میں ایثار کا مادہ ہوتا ہے اور انسان کا کردار صحیح ہوتا ہے تو اس کے سیکڑوں آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ خلف۔ ایثار اگر ہوتا ہے تو دل میں زندگی پیدا ہوتی ہے۔ در زمین۔ اللہ کے راستے میں انسان ایثار کرے اور نیک نیت ہو تو نتائج اور آثار یقیناً نمایاں ہونگے۔ دخل۔ آمدنی، پیداوار۔

۲ گر نگردد۔ اگر اللہ کی زمین میں ایک دانہ کے سو نہ اگیں تو پھر اللہ کی زمین کو وسیع کس اعتبار سے کہا جا سکتا ہے۔ قلب۔ مومن کا دل اللہ کی سرزمین ہے۔ مقصد اللہ تعالیٰ چونکہ دنیا کی فانی زمین جب پیداوار دیتی ہے تو اللہ کی زمین کیسے پیداوار نہ دے گی اور دل میں نیکی کا بیج بونے سے اس کے ثمرات کیسے ظاہر نہ ہونگے۔

۳ ریع۔ پیداوار قرآن پاک میں ہے۔ مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ جو لوگ خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی خیرات کی مثال اس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں پیدا ہوں اور ہر بال میں سو دانے۔ حمدِ عارف۔ عارف باللہ جب اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اس کے اعضا اس کی گواہی دیتے ہیں۔

629

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[1] از چہِ تاریک جسمش برکشید — وز تنگِ زندانِ دنیااُش خرید

اندھیرے کنویں سے اُس کے جسم کو نکال لیا — اور دنیا کے قیدخانہ کی تنگی سے اُسکو نجات دیدی

اطلسِ تقویٰ و نورِ مُوتلف — آیتِ حمدات اُورا برکتف

تقوے کا اطلس اور مانوس نور — اُس کے کندھے پر تعریف کرنے کی نشانی ہے

وارہیدہ از جہانِ عاریہ — ساکنِ گلزار و عینِ جاریہ

چند روزہ دنیا سے وہ نجات پاگیا — وہ باغیچہ اور جاری چشمہ کا ساکن ہے

[2] برسریرِ سرِ عالی ہمتش — مجلس و جاہ و مقام و رتبتش

اُس کی ہمت بلند راز کے تخت پر ہے — وہ اُس کی مجلس اور درجہ اور مقام اور مرتبہ ہو

مقعدِ صدقیکہ صدّیقاں درو — جملہ سرسبز و شاد و تازہ رُو

وہ سچائی کی ایسی نشستگاہ ہے کہ صدیق اس میں — سب خوشحال اور خوش اور تازہ رُو ہیں

حمدِ شاں چوں حمدِ گُلشن از بہار — صد نشانے دارد و صد گیر و دار

رونق کی وجہ سے انکی حمد گلشن کی حمد جیسی ہے — سیکڑوں نشان اور سیکڑوں شان شوکت رکھتی ہے

بر بہارش چشمہ و نخل و گیاہ — واں گلستان و نگارستاں گواہ

اُس کی رونق پر چشمہ اور کھجور اور گھاس — اور وہ باغ اور نگارخانہ گواہ ہے

[3] شاہدِ شاہد ہزاراں ہر طرف — در گواہی ہمچو گوہر در صدف

ہر جانب ہزاروں گواہ موجود ہیں — گواہی میں ایسے ہیں جیسے کہ صدف میں موتی

بُوی سیر بد بیاید از دمت — وز سر و رُو تا بدلے لافی غمت

تیرے سانس میں سے لہسن کی بدبُو آتی ہے — اے شیخی خورے! سر اور چہرے سے تیرا غم جھلک رہا ہے؟

بُو شناسا نند حاذق در مصاف — تو بجلدی ہائے و ہوکم کُن گزاف

میدانِ جنگ میں ماہر، بُو سونگھنے والے ہیں — تو بہادری کے نعروں سے شیخی نہ مار

تو ملاف از مُشک کاں بُوی پیاز — از دمِ تو می کُند مکشوف راز

تو مُشک کی گپ نہ مار کیونکہ پیاز کی بدبو — تیرے سانس سے راز ظاہر کر رہی ہے

گُلشکر خوردم ہمی گوئی و بُوی — می زند از سیر کہ یاوہ مگوی

تو کہتا ہے میں نے گلقند کھایا ہے اور بُو — لہسن کی پھیل رہی ہے، بکواس نہ کر

ہست دل مانندۂ خانہ کلاں — خانۂ دل را نہاں ہمسایگاں

دل، بڑے گھر کے مشابہ ہے — دل کے گھر کے چھپے ہوئے پڑوسی ہیں

لہ اگرچہ۔ اُس عارف کو اللہ کی تعریف اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیتی ہے۔ اطلس۔ اُس کے اعضاء پر انوار و برکات رونما ہوجاتے ہیں۔ وارہیدہ۔ یہ حمد اُس عارف کو دنیا سے نجات دے کر جنتی بنادیتی ہے۔ عینِ جاریہ۔ جنت میں جاری چشمے ہیں۔

کہ برسریر۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کے باغوں اور نہروں میں سچی عزت کی جگہ بادشاہ قادر کے مقرب ہوں گے۔ حمدِ گلشن۔ باغ کی حمد اُسکی بہار ہے اور اُس بہار کے گواہ اُس کی پیداوار اور چشمے وغیرہ ہیں۔

سہ شاہد۔ پہلا شاہد بمعنی گواہ اور دوسرا شاہد بمعنی حاضر ہے۔ بُوئی سیر۔ اُن لوگوں نے عراق سے واپس آنے والے سے کہا۔ حاذق۔ ماہر۔ مصاف۔ میدانِ جنگ۔ جلدی۔ بہادری۔ ہائے وہُو۔ شور و غل۔ تو ملاف۔ جب منہ سے پیاز کی بُو آرہی ہو تو مُشک کھانے کی شیخی نہ بگھارنی چاہیئے۔ گلشکر۔ کھلا ہوا۔ گلشکر گلقند۔ سیر۔ لہسن۔

از[1] شگافِ روزن و دیوارہا — مطلع گردند بر اسرارہا
روشن دان اور دیواروں کے شگاف سے — رازوں سے واقف ہو جاتے ہیں

از شگافے کہ نداند ہیچ وہم — صاحبِ خانہ ندارد ہیچ سہم
اس شگاف سے جسکو کوئی وہم بھی نہیں جانتا ہے — (جس سے) گھر والے کو کوئی خطرہ نہیں ہے

از نُبی برخواں کہ دیو و قومِ او — می برند از حالِ انسی خفیہ بو
قرآن میں پڑھ لے کہ شیطان اور اس کی ذریت — انسان کی حالت کو پوشیدہ طور پر سونگھ لیتی ہے

از رہے کہ انس ازاں آگاہ نیست — زانکہ زیں محسوس و زیں اشباہ نیست
اس راستے سے جس سے انسان واقف نہیں ہے — کیونکہ اُن محسوسات اور ان صورتوں میں نہیں ہے

درمیانِ ناقداں زرقے متن — با محک اے قلبِ دُوں لافے مزن
پرکھنے والوں میں مکاری نہ کر — اے کمینے کھوٹے! کسوٹی سے گپ نہ مار

مر[2] محک را رہ بود در نقد و قلب — کہ خدایش کرد امیرِ جسم و قلب
کسوٹی کے لئے کھرے اور کھوٹے میں راہ ہوتی ہے — کیونکہ خدا نے اسکو جسم اور دل کا حاکم بنایا ہے

چوں شیاطیں باغلیظیہای خویش — واقف اند از سرِ ما و فکر و کیش
جبکہ شیاطین اپنی گندگیوں کے باوجود — ہمارے راز اور فکر اور مذہب سے واقف ہیں

مسلکے دارند دزدیدہ دروں — ما ز دزدیہای ایشاں سرنگوں
وہ باطن میں پوشیدہ راستہ رکھتے ہیں — ہم اُن کی چوریوں کی وجہ سے اوندھے ہیں

دمبدم خبط و زیاں شاں میرسد — رنج می بیند ازاں جان و جسد
ہر گھڑی خبط اور نقصان پہنچتا ہے — اس سے روح اور جسم تکلیف پاتا ہے

دمبدم خبط و زیانے می کنند — صاحبِ نقب و شگافِ روزنند
ہر گھڑی خبط اور نقصان کرتے ہیں — وہ کھڑکی کے سوراخ اور شگاف کے مالک ہیں

پس[3] چرا جانہائے روشن در جہاں — بے خبر باشند از حالِ نہاں
تو پھر روشن جانیں دنیا میں کیوں — پوشیدہ حال سے بے خبر ہوں گی؟

در سرایت کم تر از دیواں شدند — روحہا کہ خیمہ بر گردوں زدند
کیا سرایت کرنے میں شیطانوں سے کم ہو گئیں — وہ روحیں جنھوں نے آسمان پر خیمہ لگایا ہے؟

دیو دزدانہ سوئے گردوں رود — از شہابِ مُحرِق او مطعوں شود
شیطان چوروں کی طرح آسمان کی جانب جاتا ہے — جلانے والے شہاب سے اُس پر نیزہ لگتا ہے

---

[1] از شگاف۔ دل کی کھڑکی کے شگاف سے وہ دل کے راز دیکھ لیتے ہیں۔ از نبی۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّہٗ یَرٰکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَھُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ بیشک وہ شیطان اور اس کی ذریات تم کو دیکھتے رہتے ہیں جدھر سے تم اُن کو نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو اُن کا یار بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے ہیں۔ رہے۔ وہ راستہ انسان کو غیر محسوس ہے اشباہ۔ اشکال۔ دُوں۔ کمینہ۔

[2] مر محک۔ یعنی اولیاء اللہ اپنے کشف کے ذریعہ دل کے احوال معلوم کر لیتے ہیں چوں شیاطین۔ اولیاء کے کشف کی دلیل ہے یہ شعر شرط ہے پانچویں شعر میں پس چرا اس کی جزا ہے کیش۔ مذہب۔ مسلک۔ راستہ۔

[3] پس چرا۔ جب شیاطین دل کی بات جان لیتے ہیں تو اولیاء کیوں نہ جان لیں گے۔ روحہا یعنی اولیاء کی روحیں۔ شہاب۔ ٹوٹنے والا ستارہ۔ محرق۔ جلانے والا۔ مطعون نیزہ زدہ۔

631

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سرنگوں از چرخ زیر افتد چناں — کہ شقی در جنگ از زخمِ سناں

آسمان سے ایسا اوندھا ہو کر نیچے گرتا ہے — جس طرح بدبخت جنگ میں نیزے کے زخم سے

آں ز رشکِ روحہای دل پسند — از فلک شاں سرنگوں می افگنند

محبوب روحوں کے رشک کی وجہ سے — ان کو آسمان سے اوندھا پھینک دیتے ہیں

[۱]تو اگر شَلّی و لَنگی کور و کر — ایں گماں بر روحہای مِہ مبر

اگر تو لُنجا اور لنگڑا اور اندھا اور بہرا ہے — تو بزرگ روحوں پر ایسا گمان نہ کر

شرم دار و لاف کم زن جاں مکن — کہ بسے جاسوس ہست آں سوی تن

شرم کر اور شیخی نہ مار، ہلاک نہ ہو — کیونکہ جسم کے اُدھر بہت سے جاسوس ہیں

دریافتنِ طبیبانِ الٰہی امراضِ دل و دین را در سیمائے مرید و بیگانہ

خدائی طبیبوں کا معلوم کر لینا دل اور دین کی بیماریوں کو مرید اور اجنبی کے چہرے سے

از لحنِ گفتارِ او و رنگِ چشمِ او و بے ایں ہمہ نیز از راہِ دل کہ انّہم

اس کی بات کے لہجے اور آنکھوں کی رنگت سے اور ان کے بغیر بھی دل کے راستے سے کیونکہ وہ دل

جَوَاسِیْسُ الْقُلُوْبِ فَجَالِسُوْهُمْ بِالصِّدْقِ

کے جاسوس ہیں اُن کی ہم نشینی سچائی سے کرو

ایں طبیبانِ بدن دانشور اند — بر سقامِ تو ز تو واقف تر اند

یہ بدن کے طبیب دانش مند ہیں — تیری بیماری پر تجھ سے زیادہ واقف ہیں

تا ز قارورہ ہمی بینند حال — کہ ندانی تو ازاں رو اعتلال

حتیٰ کہ وہ قارورہ سے حال معلوم کر لیتے ہیں — کہ تو اس طریقہ سے بیماری کو نہیں سمجھ سکتا

ہم ز نبض و ہم ز رنگ و ہم ز دم — بو برند از تو بہر گونہ سقم

نبض سے بھی اور رنگت سے بھی اور سانس سے بھی — تیری ہر قسم کی بیماری کا پتہ لگا لیتے ہیں

پس طبیبانِ الٰہی در جہاں — چوں ندانند از تو بے گفتِ دہاں

تو دنیا میں خدائی طبیب — منہ کی گفتگو کے بغیر تیری بیماری کو کیسے نہ جانیں؟

[۳]ہم ز نبضت ہم ز چشمت ہم ز رنگ — صد سقم بینند در تو بید رنگ

(وہ) تیری نبض سے بھی تیری آنکھوں سے بھی رنگ سے بھی — بلا توقف سیکڑوں بیماریاں دیکھ لیتے ہیں

ایں طبیبانِ نو آموزند خود — کہ بدیں آیاتِ شاں حاجت بود

یہ طبیب خود نو آموز ہیں — کیونکہ اُن کو ان علامتوں کی ضرورت ہوتی ہے

---

[۱] تو اگر۔ اگر انسان خود ان کمالات سے محروم ہے تو اولیاءً کو محروم نہ سمجھے۔ دریافتن جبکہ بدنی اطباء علامتوں کے ذریعہ امراض کو پہچان جاتے ہیں تو روحانی اطبا علامات کے ذریعہ روحانی امراض کو کیوں نہ جان سکیں گے بلکہ اُن کو تو ظاہری علامات کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

[۲] سقام۔ بیماری۔ قارورہ۔ اطباء پیشاب کو دیکھ کر امراض کو پہچان لیتے ہیں۔ اعتلال۔ بیمار ہو جانا۔ ہم زنبض۔ اطباء نبض، رنگت اور سانس کے ذریعہ مرض کی تشخیص کر لیتے ہیں۔ پس طبیباں۔ لہٰذا روحانی طبیب بھی بغیر بتائے امراض کو پہچان جاتے ہیں۔

[۳] ہم زنبضت۔ یہ بدنی اطباء نو آموز ہیں اس لئے ان کو ان علامات کی ضرورت پیش آتی ہے روحانی اطباء دور سے ہی نام سنکر تمام اندرونی حالات معلوم کر لیتے ہیں۔

632

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کاملاں از دور نامت بشنوند	تا بقعرِ تار و پودت در روند
کامل لوگ دور سے تیرا نام سنتے ہیں	تیرے تانے بانے کی گہرائی میں اتر جاتے ہیں
بلکہ[1] پیش از زادنِ تو سالہا	دیدہ باشندت ترا با حالہا
بلکہ تیری پیدائش سے سالوں پہلے	تجھے حالات میں دیکھتے رہے ہیں
حالِ تو دانند یک یک مو بمو	زانکہ پُر بودند از اسرارِ ہُو
وہ تیرا حال ایک ایک بال بال جانتے ہیں	کیونکہ ذاتِ حق کے رازوں سے پُر ہیں

مژدہ دادنِ بایزید قدس سرہٗ از زادنِ ابوالحسن خرقانیؒ
(حضرت) بایزید قدس سرہٗ کا حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے بارے

پیش از سالہا و نشان دادنِ صورت و سیرتِ او یک بیک
میں سالوں قبل خوشخبری دے دینا اور ان کی صورت اور سیرت کا پوری طرح نشان دے دینا

و نوشتنِ تاریخ نویساں آں را جہتِ صدقِ او
اور ان کی تصدیق کے لئے تاریخ نویسوں کا اس کو لکھ لینا

آں شنیدی داستانِ بایزید[2]	کو ز حالِ بوالحسن پیشیں چہ دید
تو نے (حضرت) بایزیدؒ کا وہ قصہ سنا ہے	کہ انہوں نے (حضرت) ابوالحسن کا حال پہلے ہی کیا دیکھ لیا تھا!
روزے آں سلطانِ تقویٰ می گذشت	با مریداں جانبِ صحرا و دشت
ایک دن وہ شاہِ تقویٰ جا رہے تھے	جنگل اور بیابان کی طرف مریدوں کے ساتھ
بوئے خوش آمد مر او را ناگہاں	در سوادِ[3] رَے ز سوئے خارقاں
اچانک ان کو ایک خوشبو آئی	رے کے اطراف میں خارقان کی جانب سے
ہم بدانجا نالۂ مشتاق کرد	بوی را از باد استنشاق کرد
اسی جگہ انہوں نے مشتاقانہ نالہ کیا	ہوا سے خوشبو کو سونگھا
بوی خوش را عاشقانہ می کشید	جانِ او از باد بادہ می چشید
خوشبو کو عاشقوں کی طرح سونگھتے تھے	ان کی جان ہوا میں سے شراب پی رہی تھی
کوزۂ کو از یخ آبہ پُر بود	چوں عرق بر ظاہرش پیدا شود
وہ پیالہ جو برف کے پانی سے بھرا ہو	جب تو نمی اس کے باہر نظر آتی ہیں
آں ز سردی بادِ آبے گشتہ است	از درونِ کوزہ نم بیروں نجست
تو ہوا ٹھنڈک سے پانی بن گئی ہے	پیالہ کے اندر سے نمی باہر نہیں آتی ہے

[1] بلکہ۔ یہ روحانی طبیب تو انسان کی پیدائش سے قبل ہی اس کی اندرونی کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ ہُو۔ ذاتِ حق۔ مژدہ۔ اس قصہ سے یہ سمجھایا ہے کہ حضرت بایزیدؒ نے حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کی پیدائش سے قبل ہی ان کے احوال معلوم کر لیے تھے اور لوگوں کو بتا دیئے تھے۔

[2] بایزید۔ نام طیفور ہے اسی لئے ان کے سلسلے کے لوگ طیفوری کہلاتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا کہ بایزیدؒ کو ہم میں وہی نسبت ہے جو حضرت جبرئیلؑ کو فرشتوں میں۔ تہتر سال کی عمر میں بسطام میں ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔ ابوالحسن خرقانیؒ۔ سلطان محمود غزنوی کے دور کے بزرگ ہیں روحانیت اور اویسیت کے طور پر انکو بایزیدؒ سے نسبت ہے آپنے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے ۴۲۵ھ میں خرقان میں وفات پائی۔

[3] سواد۔ اطرافِ شہر۔ رَے۔ ایک علاقہ کا نام ہے علامہ رازی اسی رے کی طرف منسوب ہیں۔ خارقان۔ خرقان، رے کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ استنشاق۔ سونگھنا۔ کوزہ۔ پہلے شعر میں کہا تھا کہ ہوا سے شراب پی۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ ہوا سے پانی بنا کرتا ہے لہٰذا ان کا ہوا سے شراب پینا درست ہے۔ آب۔ برف کے پانی سے بھرے ہوئے پیالے پر جو نمی باہر جم جاتی ہیں۔

[illegible]

633

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بادِ بُوی آور مَر اُو را آب گشت[1] | آب ہم اُو را شراب ناب گشت
خوشبو لانے والی ہوا اُن کے لئے پانی بن گئی | پانی اُن کے لئے خالص شراب بن گیا

چوں درو آثارِ مستی شُد پدید | یک مُرید اُو را ازاں دم بَر رسید
جب اُن میں مستی کے آثار ظاہر ہوئے | اُن کا ایک مُرید اسی وقت پہنچا

پس بپرسیدش کہ ایں اَحوالِ خوش | کہ بُرونست از حسابِ پنج و شش
تو اُس نے دریافت کیا کہ یہ بہترین احوال | جو پانچ (حواس) اور چھ (جہات) کے حساب سے باہر ہیں

گاہ سُرخ و گاہ زرد و گہ سپید | می شود رُویت چہ حالست و نوید
کبھی سُرخ اور کبھی زرد اور کبھی سفید | آپ کا چہرہ ہو رہا ہے کیا حال اور کیا خوشخبری ہے؟!

می کشی بُوی و بظاہر نیست گُل | بیشک از غیب ست و از گلزارِ کُل
آپ خوشبو سونگھ رہے ہیں اور بظاہر پھول نہیں ہے | بیشک وہ غیب سے اور (ذات) کُل کے گلزار سے ہے

اے تو کامِ جانِ ہر خود کامۂ | ہر دم از غیبت پیام و نامۂ
اے وہ کہ آپ ہر حاجتمند کی جان کا مقصود ہیں | آپ کے لئے ہر وقت غیب سے نامہ اور پیام ہے

ہر دمے یعقوبؑ وار از یوسفے[2] | می رسد اندر مشامِ تو شفے
(حضرت) یعقوبؑ کی طرح ہر وقت ایک یوسفؑ کے | آپ کے دماغ میں راحت پہنچتی ہے

قطرۂ بر ریز بر ماز اں سبُو | شمۂ زاں گُلستاں با ما بگو
اُس مٹکیا سے ایک قطرہ ہم پر گرا دیجئے | اس گُلستان کا تھوڑا سا حال ہم سے کہہ دیجئے

خُو ندا ریم اے جمالِ مہتری | کہ لبِ ما خشک و تو تنہا خوری
اے بزرگی کے حُسن! ہماری عادت نہیں ہے | کہ ہمارے لب خشک ہوں اور آپ تنہا پئیں

اے فلک پیمایِ چُست چُست خیز | زاں چہ خوردی جُرعۂ بر ما بریز
اے آسمان کو ناپنے والے چالاک اور سُبک پرواز! | جو آپ نے پیا ہے (اُس کا) ایک گھونٹ ہمیں دیجئے

میرِ مجلس[3] نیست دَر دَوراں دگر | جُز تو اے شہ در حریفاں در نگر
زمانہ میں کوئی دوسرا صدرِ محفل نہیں ہے | اے شاہ! آپ کے سوا، دوستوں پر نظر فرمایئے

کے تواں نوشید ایں مے زیرِ دست | مے یقیں مَر مرد را رسوا گرست
یہ شراب چھپا کر کب پی جا سکتی ہے؟ | شراب یقیناً انسان کو رُسوا کرنے والی ہے

بُوی را پوشیدہ و مکنوں کند | چشمِ مستِ خویشتن را چوں کند
اپنی بُو کو پوشیدہ اور مخفی کر لیتا ہے | اپنی مست آنکھ کا کیا کرے؟

---

[1] آب۔ حضرت بایزیدؒ کے لئے وہ ہوا جو خوشبو لاتی تھی پانی بن گئی اور پانی میں وہ کیفیت پیدا ہو گئی جو شراب میں ہوتی ہے۔ پس۔ اُس مرید نے حضرت بایزیدؒ سے دریافت کیا کہ آپ کیا سونگھ رہے ہیں بظاہر کوئی پھول بھی نہیں ہے اور آپ پر یہ عجیب و غریب کیفیات کیوں طاری ہو رہی ہیں۔ پنج۔ حواس خمسہ۔ شش۔ چھ جہتیں۔ نوید۔ خوشخبری۔ کل۔ ذاتِ حق۔ کام۔ مقصود۔ خودکامہ۔ غرض مند۔

[2] ہر دمے۔ حضرت یعقوبؑ نے دُور سے ہی حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔ قطرہ۔ جو احوال آپ پر طاری ہیں اُن کے بارے میں ہمیں کچھ بتا دیجئے۔ خو۔ آپ نے ہمیں اس کا عادی نہیں بنایا ہے کہ آپ تنہا مستفید ہوں اور ہم محروم رہیں۔

[3] میرِ مجلس۔ صدرِ مجلس ہی دوسروں کو شراب پلاتا ہے۔ حریفان یعنی مجلس کے شریک کے لوگ۔ حضرت بایزیدؒ سے اُن کے مُرید نے کہا شراب چھپا کر نہیں پی جا سکتی اُس کا یقیناً اظہار ہو جاتا ہے انسان اگر منہ کی بو بھی چھپائے تو آنکھوں کی مستی کیسے چھپائے گا۔

6386

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خود نہ آں بُو نیست ایں کاندر جہاں ۔ صد ہزاراں پردہ اش آرد نہاں

یہ وہ خوشبو بھی نہیں ہے کہ دنیا میں ۔ لاکھوں پردے اُس کو چھپا سکیں

پُر شُد از تیزیٔ اُو صحرا و دشت ۔ دشت چہ کز نُہ فلک ہم در گذشت

اُسکی تیزی سے صحرا اور جنگل بھر گئے ہیں ۔ جنگل کیا، وہ تو نو آسمانوں سے گذر گئی ہے

ایں سرِ خُم را بہ کہگل در مگیر ۔ کایں برہنہ نیست خود پوشش پذیر

اس مٹکے کے سر کو کہگل سے بند نہ کیجیے ۔ یہ ننگا، ڈھکے جانے کے قابل نہیں ہے

لُطف کُن اے رازدارِ راز گُو ۔ آنچہ بازت صید کردش باز گُو

اے راز کو جاننے والے راز کو بتانیوالے مہربانی کیجیے ۔ جو آپ کے باز نے شکار کیا ہے بتا دیجیے

گفت بُوئی بُوالعجب آمد بمن ۔ ہمچناں کز مر نبیؐ را از یمن

(انھوں نے) فرمایا مجھے ایک عجیب خوشبو محسوس ہوئی ہے ۔ جیسے کہ نبیؐ کو یمن سے (محسوس ہوئی تھی)

کہ محمدؐ گفت بر دستِ صبا ۔ از یمن می آیدم بُوئی خدا

کہ محمدؐ نے فرمایا صبا کے ذریعہ ۔ مجھے یمن سے خدا کی خوشبو آرہی ہے

بُوئی رامیں می رسد از جانِ ویس ۔ بُوئے رحمٰن می رسد ہم از اویسؓ

ویس کی جان سے رامین کی خوشبو آرہی ہے ۔ اویسؓ سے بھی خدا کی خوشبو آرہی ہے

از اویسؓ و از قرن بُوئی عجب ۔ آں نبیؐ را مست کرد و پُر طرب

اویسؓ اور قرن کی عجیب خوشبو نے ۔ نبیؐ کو مست اور مسرور کر دیا

چوں اویسؓ از خویش فانی گشتہ بُود ۔ آں زمینے آسمانے گشتہ بُود

چونکہ اویسؓ اپنے آپ سے فانی ہو گئے تھے ۔ وہ زمین آسمان بن گئی تھی

آں ہلیلہ پروریدہ در شکر ۔ چاشنیٔ تلخیش نبوَد دگر

ہڑ شکر میں مربّٰی بنائی ہوئی ۔ اُس میں پھر تلخی کا مزا نہیں ہوتا ہے

آں ہلیلہ رستہ از ما و منی ۔ نقش دارد از ہلیلہ طعم نے

کیونکہ وہ ہڑ خودی اور انانیت سے نجات پا گئی ہو ۔ صورت ہڑ کی، مزا (ہڑ کا) نہیں ہے

آں کسے کز خود بکلّی در گذشت ۔ ایں منی و مائیِ خود در نوشت

وہ شخص جو خودی سے پوری طرح گذر گیا ۔ اُس نے خودی اور انانیت کو لپیٹ دیا ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد ۔ تا چہ گفت از وحیِ غیب آں شیر مرد

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، واپس لوٹ ۔ (بتا) اُس شیر مرد نے غیبی وحی کے بارے میں کیا کہا!

لہ خود۔ شراب معرفت کی خوشبو تو لاکھوں پردوں میں بھی نہیں چھپ سکتی پُر شُد۔ اُس شراب کی خوشبو سے جنگل اور صحرا تو بھرا ہوا ہے ہی اسکی خوشبو تو آسمانوں سے بھی گذر گئی ہے۔ ایں سرِ خُم۔ شراب معرفت کے مٹکے کے مُنھ کو مٹی سے بند نہیں کیا جاسکتا یہ پردہ پوشی کے قابل نہیں ہے۔ لُطف۔ آپ کی باطنی ترجمانی معرفت کا جو راز حاصل کیا ہے وہ ہمیں بھی بتا دیجیے۔

لہ گفت۔ حضرت بایزیدؒ نے فرمایا۔ محمد گفت۔ حدیث شریف ہے۔ اِنِّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ۔ میں خدا کے سانس کو یمن کی جانب سے محسوس کر رہا ہوں۔ رامیں۔ رامین مشہور عاشق اور ویس اسکی معشوقہ تھی انکے بعد ویس پر عشق کا غلبہ اسقدر ہوا کہ وہ رامین کی عاشق بنگئی تھی یعنی عاشق جب اپنے آپکو فنا کر دیتا ہے تو اس میں سے معشوق کی خوشبو آنے لگتی ہے اسی طرح حضرت اویسؓ قرنی میں سے اللہ کی خوشبو آتی تھی۔ قرن حضرت اویسؓ کا وطن ہے۔

لہ فانی گشتہ بود۔ فنا کے بعد انسان اللہ کے اخلاق والا ہو جاتا ہے اور زمین سے آسمان بنجاتا ہے۔ ہلیلہ۔ ہڑ کا جب مربّٰی بن جاتا ہے تو وہ اپنی خوشبو اور ذائقہ سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ ما و منی۔ خودی اور انانیت۔ آں کسے۔ جو شخص فنا کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اسکی خودی اور انانیت ختم ہو جاتی ہے۔ وحی غیب یعنی بایزیدؒ کو جو غیبی الہام ہوا تھا۔

635

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جواب سلطان بایزید قدس سرہ در معنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ اِنّی لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحمٰنِ مِن قِبَلِ الیَمَن

شاہ بایزید قدس سرہ کا جواب آنحضورؐ کے قول کے ہم معنی کریں
یمن کی جانب سے خدائی سانس محسوس کرتا ہوں

گفت زیں سوئے بوئے یارے می رسد — کاندریں دِہ[1] شہریارے می رسد
فرمایا اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے — کیونکہ اس گاؤں میں ایک شاہ آئے گا

بعد چندیں سال می زاید شہے — می زند بر آسمانہا خرگہے
کچھ سال کے بعد ایک شاہ پیدا ہوگا — جو آسمانوں پر خیمہ زن ہوگا

رُویش از گلزارِ حق گلگوں بُود — از من اُو اندر مقام افزوں بُود
اُس کا چہرہ اللہ کے چمن کے پھول کی طرح ہوگا — وہ مرتبہ میں مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا

چیست نامش گفت نامش بُو الحسن — حُلیہ اش واگفت ز ابرو تا ذقن
اُس کا نام کیا ہے! فرمایا اُس کا نام ابو الحسن ہے — اُن کا حلیہ ابرو سے تھوڑی تک صاف بتایا

قدِ اُو و رنگِ اُو و شکلِ اُو — یک بیک واگفت از گیسو و رُو
اُن کا رخسار اور رنگ اور شکل — ایک ایک کرکے گیسو اور چہرے کے بارے میں بتایا

حلیہائے[2] رُوحِ اُو را ہم نمود — از صفات و از طریق و جا و بُود
انھوں نے روح کے حالات بھی بتا دیے۔ — صفتوں اور راستہ اور جگہ اور رہائش کے اعتبار سے

حُلیۂ تن ہمچو تن عاریت است — دل براں کم نہ کہ آں یک ساعت است
جسم کا حلیہ جسم کی طرح عارضی ہے — اُس سے دل نہ لگا کیونکہ وہ تھوڑی دیر کا ہے

حُلیۂ رُوحِ طبیعی ہم فناست — حُلیۂ آں جاں طلب کاں بر سماست
طبعی روح کا حلیہ بھی فانی ہے — اُس جان کا حلیہ طلب کر جو آسمان پر ہے

جسمِ[3] اُو ہمچوں چراغے بر زمیں — نورِ اُو بالائے سقفِ ہفتمیں
اُس کا وجود چراغ کی طرح زمین پر ہے — اُس کی روشنی ساتویں چھت سے اوپر ہے

آں شعاعِ آفتاب اندر وثاق — قُرصِ اُو اندر جہانِ چار طاق
سورج کی شعاع گھر میں ہے — اُس کی ٹکیہ آسمان کے جہان میں ہے

نقشِ گُل در زیرِ بینی بہرِ لاغ — بُوئے گُل بر سقف و ایوانِ دماغ
پھول کا جسم تفریح کے لئے ناک کے نیچے ہے — پھول کی خوشبو دماغ کے محل اور چھت پر ہے

---

1. دِہ ۔ یعنی خرقان گاؤں۔ بعد چندیں ۔ یعنی اتنے سال کے بعد یہاں ایک بزرگ پیدا ہوگا جس کا مرتبہ بہت بلند ہوگا۔ از من ۔ حضرت بایزیدؒ نے بطور انکساری کے فرمایا کہ اس کا رتبہ مجھ سے بڑھا ہوا ہوگا۔ گفت ۔ بایزیدؒ نے پیدا ہونے والے بزرگ کا نام اور پورا حلیہ بتا دیا۔ قد ۔ رخسار بعض نسخوں میں لفظ قد ہے۔
2. حلیہائے ۔ یعنی روح کی صفات اور اس کا مسلک سب بتا دیا۔ حلیۂ تن ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان تین چیزوں سے مرکب ہے جسم، روحِ حیوانی، روحِ انسانی۔ پہلی دونوں چیزیں فانی ہیں اور ان کا حلیہ بھی فانی ہے لہٰذا ان سے دل نہ لگانا چاہیے۔ روحِ انسانی جس کا تعلق ملاءِ اعلیٰ سے ہے اس سے وابستگی ہونی چاہیے۔
3. جسم او ۔ بایزیدؒ نے فرمایا اس بزرگ کا جسم چراغ کی طرح زمین پر ہوگا لیکن اس کا نور آسمانوں تک ہوگا۔ آں شعاع ۔ اس بات کو کہ اس شاہ کا جسم زمین پر ہوگا اور نور آسمان تک ہوگا مثالوں سے سمجھاتے ہیں سورج آسمان پر ہے اور اس کا نور ہر گھر میں ہے۔ نقشِ گل ۔ پھول ناک کے نیچے ہوتا ہے اور اس کی خوشبو دماغ کے اندر ہوتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مردِ خفتہ در عدن دیدہ فرق — عکسِ آں بر جسم اُفتادہ عرق

(گھر میں) سویا ہوا عدن میں خوف دیکھتا ہے — اُس (خوف) کے پرتو سے جسم کو پسینہ آتا ہے

پیرہن در مصر رہنِ یک حریص — پُر شدہ کنعاں زبُوئے آں قمیص

لباس مصر میں ایک لالچی کے قبضہ میں ہے — اُس قمیص کی خوشبو سے کنعان بھر گیا ہے

بر نبشتند آں زماں تاریخ را — از کباب آراستند آں سیخ را

اُس وقت انھوں نے تاریخ لکھ لی — اُس سیخ کو کباب سے آراستہ کر لیا

چوں رسید آں وقت و آں تاریخ راست — زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت و خاست

جب ٹھیک وہ وقت اور تاریخ آئی — اُس زمین سے وہ شاہ پیدا ہو گئے اور اُٹھے

زادنِ شیخ ابوالحسن قدس سرہٗ خرقانی بعد از وفاتِ شیخ بایزید روّح اللّٰہ روحہ بہماں تاریخ

حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ کا شیخ بایزیدؒ کی وفات کے بعد اسی تاریخ کو پیدا ہونا اللہ تعالیٰ اُن کی روح کو راحت پہنچائے

زادہ شد آں شاہ و نردِ ملک باخت — از عدم پیدا شد و مرکب بتاخت

وہ شاہ پیدا ہو گئے اور سلطنت کی بازی کھیلی — عدم سے پیدا ہوئے اور سواری دوڑا دی

از پسِ آں سالہا آمد پدید — بوالحسنؒ بعد از وفاتِ بایزید

اُس کے سالوں بعد پیدا ہوئے — ابوالحسنؒ، بایزیدؒ کی وفات کے بعد

جملہ خوہائے اُو ز امساک و جُود — آنچناں آمد کہ آں شہ گفتہ بود

اُن کی تمام عادتیں نہ دینے اور دینے میں — اسی طرح ثابت ہوئیں جیسا کہ اُن شاہ نے فرمایا تھا

لوحِ محفوظ ست اُو را پیشوا — از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

لوحِ محفوظ اُن کی پیشوا ہے — کس چیز سے محفوظ ہے؟ غلطی سے محفوظ ہے

نے نجوم ست و نے رمل ست و نے خواب — وحیِ حق وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

نہ نجوم ہے، نہ رمل ہے اور نہ خواب ہے — اللہ کا الہام ہے اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

از پئے روپوش عامہ در بیاں — وحیِ دل گویند آں را صوفیاں

عوام سے روپوشی کے لئے بیان میں — اُس کو صوفی دل کی وحی کہدیتے ہیں

وحیِ دل گیرش کہ منظر گاہِ اُوست — چوں خطا باشد کہ دل آگاہِ اُوست

اُس کو دل کی وحی تسلیم کرے کیونکہ وہ اُس (خدا) کی نظر گاہ ہے — غلطی کیسے ہوگی کیونکہ دل اُس سے باخبر ہے

لہ مردِ خفتہ۔ ایک شخص اپنے گھر میں سویا ہوا ہوتا ہے اور اُس کی روح عدن میں کسی خوفناک منظر کو دیکھتی ہے اس کے جسم پر پسینہ آجاتا ہے پیرہن۔ حضرت یوسفؑ کی قمیص مصر میں تھی اور اُس کی خوشبو کنعان میں پہنچ رہی تھی۔ بر نبشتند۔ لوگوں نے حضرت بایزیدؒ کے کہنے کے مطابق حضرت ابوالحسنؒ کی پیدائش کی تاریخ لکھ لی۔ از کباب۔ یعنی کام کو مکمل کر لیا۔ آں تاریخ۔ چنانچہ لکھی ہوئی تاریخ کے مطابق اُن کی پیدائش ہوئی۔

لہ نردِ ملک۔ یعنی شاہی شروع کر دی۔ مرکب۔ سواری۔ از پس۔ حضرت بایزیدؒ کی وفات کے تقریباً دو سو سال بعد حضرت ابوالحسنؒ پیدا ہوئے۔ جملہ خوہائے۔ حضرت ابوالحسنؒ میں وہ صفات و اوصاف تھے جو حضرت بایزیدؒ نے بتائے تھے۔

لہ لوحِ محفوظ۔ حضرت بایزیدؒ کے بتائے ہوئے اوصاف صحیح کیوں نہ ہوتے انھوں نے لوحِ محفوظ سے پڑھ کر بتائے تھے اور اُس لوح کو لوحِ محفوظ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں لکھا ہوا غلطی سے محفوظ ہے۔ نے نجوم۔ نجوم اور رمل وغیرہ کی باتیں غلط ہو جاتی ہیں۔ وحیِ حق۔ حضرت بایزیدؒ کو ان احوال کی خبر وحیِ الٰہی کے ذریعہ ہوئی تھی صوفیاء اُسکو وحیِ دل کہتے ہیں۔ وحیِ دل گیر۔ ہم اُسکو وحیِ دل ہی تسلیم کرتے ہیں لیکن وہ دل جو خدا کا

637

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مؤمنا ینظر بنور اللہ شدی — از خطا و سہو ایمن آمدی

اے مومن! تو وہ دیکھتا ہے اللہ کے نور سے بن گیا ہے — تو غلطی اور بھول سے محفوظ ہو گیا ہے

رجوع بحکایت کمی اجرائے آں غلام و در بیان اجرائے

اُس غلام کی روزی کی کمی کی حکایت کی طرف رجوع اور اُس کا بیان کہ صوفی

دل و جانِ صوفی از طعام اللہ تعالےٰ

کے دل و جان کی روزی خدائی کھانے سے ہوتی ہے

صوفیے از فقر چوں در غم شود — عین فقرش دایہ و مطعم بود

کوئی صوفی جب فقر سے رنجیدہ ہوتا ہے — اُس کیلئے خود فقر دایہ اور کھانا کھلانیوالا بنجاتا ہے

زانکہ جنت از مکارہ رُستہ است — رحم قسمِ عاجز و اشکستہ است

کیونکہ بہشت تکالیف سے بنی ہے — رحم عاجز اور شکستہ (دل)، کا حصہ ہے

آنکہ سرہا بشکند اُو از علو — رحمِ حق و خلق ناید سوی او

وہ شخص جو تکبر سے سروں کو کچلتا ہے — اللہ اور مخلوق کا رحم اُس کی جانب نہیں آتا ہے

ایں سخن پایاں ندارد و آں جواں — از کمِ اجرائے ناں شُد ناتواں

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے اور وہ جوان — روزی کے کم ہوجانے سے کمزور ہوگیا ہے

شاد آں صوفی کہ رزقش کم شود — آں شبہ دُر گردد و اُو یم شود

وہ صوفی خوش نصیب ہے جس کا رزق کم ہوجائے — وہ پوتھ موتی بن جائے اور وہ دریا ہوجائے

زاں جرایِ خاص ہر کہ آگاہ شُد — اُو سزایِ قرب و اجرے گاہ شُد

جو شخص اُس خاص روزی سے واقف ہوگیا — وہ قرب کا مستحق اور روزی کا مقام بن گیا

زاں جرایِ روح چوں نقصاں شود — جانش از نقصانِ اُو لرزاں شود

جب روح کی روزی میں کمی آئے — اُس کی کمی سے اُس کی جان لرزنے لگے

پس بداند کہ خطائے رفتہ است — کہ سمن زارِ رضا آشفتہ است

وہ جانتاہے کہ کوئی گناہ ہوا ہے — جس کی وجہ سے رضا کا باغیچہ نہیں کھلا ہے

ہمچناں کاں شخص از نقصانِ کشت — رقعہ سوئے صاحبِ خرمن نوشت

جیسے کہ اس شخص نے کھیتی کی کمی کی وجہ سے — کھلیان کے مالک کو رُقعہ لکھا

رقعہ اش بُردند پیشِ میر داد — خواند اُو رقعہ جوابے وا نداد

داتا حاکم کے پاس رقعہ لے گئے — اس نے رقعہ پڑھا کوئی جواب نہ دیا

لہ مومنا۔ مومن کو جب وہ مرتبہ حاصل ہوجائے کہ وہ اللہ کے نور کے ذریعہ دیکھنے لگے تو اُس کی صوابدید غلطی سے محفوظ ہوتی ہے۔ صوفی۔ جب صوفی فقر کے غم میں مبتلا ہوتا ہے تو خود رزق اُس کو حاصل ہونے لگتا ہے۔ زانکہ۔ جنت انہی چیزوں سے حاصل ہوتی ہے جو نفس کو ناگوار گذرتی ہیں خدا کی رحمت عاجز اور شکستہ دل پر نازل ہوتی ہے۔ مکارہ۔ مکروہات یعنی نفس کی ناگوار چیزیں۔ آنکہ۔ متکبر اور مغرور پر خدا اور خلق خدا رحم نہیں کرتی ہے۔

لہ شاد۔ جس صوفی پر رزق کی تنگی ہو وہ قابلِ مبارکباد ہے آں شبہ۔ وہ صوفی اگر پوتھ تھا تو اب وہ موتی اور سمندر بن جائیگا جس میں سے موتی نکلینگے۔ زاں جرای۔ فقر کے بعد جو خدائی رزق حاصل ہوتا ہے جب صوفی اسکی حقیقت سمجھ جاتا ہے تو اسکو قربِ خداوندی حاصل ہو جاتا ہے نقصاں شود۔ اب جسمانی رزق کی فراخی سے وہ خدائی رزق گھٹتا ہے تو وہ خوفزدہ ہوکر لرزنے لگتا ہے۔

لہ پس بداند۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس رزق خداوندی کی کمی کسی خطا اور قصور کی بنا پر ہوئی ہے۔ سمن زار۔ گلستاں۔ ہمچناں۔ وہ اُس غلام کی طرح پریشان ہوا ہے جس نے جسمانی روزی گھٹنے پر رقعہ لکھا۔ رقعہ اش۔ اُس غلام نے شاہ کو رقعہ لکھا شاہ نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا اور کہا کہ اس میں حرف

638

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت او را نیست اِلّا دردِ قوت — پس جوابِ احمق اَولیٰ تر سکوت

کہا اُس کو محض روزی کا رنج ہے — تو خاموشی بیوقوف کے جواب میں زیادہ اچھی ہے

نیستش دردِ فراق و وصل ہیچ — بندِ[1] فرع ست او نجوید اصل ہیچ

اُس کو فراق اور وصل کا درد بالکل نہیں ہے — وہ شاخ کا پابند ہے جڑ کی تلاش بالکل نہیں کرتا ہے

احمق ست و مُردہ ماو منی — کز غمِ فرعش فراغِ اصل نے

بیوقوف ہے اور خودی اور انانیت کا مُردہ ہے — کہ اُس کو شاخ کے غم کی وجہ سے جڑ کی فرصت نہیں ہے

آسمانہا و زمیں یک سیب داں — کز درختِ قدرتِ حق شد عیاں

آسمانوں اور زمین کو ایک سیب سمجھ — جو اللہ (تعالیٰ) کی قدرت کے درخت سے پیدا ہوا ہے

تو چو کرمے درمیانِ سیب در — وز درخت و باغبانے بے خبر

تو کیڑے کی طرح سیب کے اندر ہے — درخت اور باغبان سے لاعلم ہے

آں یکے کرمے دگر در سیب ہم — لیک جانش از برون صاحب علم

دوسرا کیڑا بھی سیب ہی میں ہے — لیکن اُس کی جان باہر کی علم بردار ہے

جنبشِ[2] او وا شگافد سیب را — بر نتابد سیب آں آسیب را

اُس کی حرکت سیب کو پھاڑ دیتی ہے — سیب اُس صدمہ کو برداشت نہیں کر سکتا

بر دریدہ جنبشِ او پردہا — صورتش کرم ست و معنی اژدہا

اُس کی حرکت نے پردوں کو پھاڑ دیا — اُس کی صورت کیڑے کی ہے اور باطن اژدہا ہے

آتشے[3] کاوّل ز آہن می جہد — او قدم بس سست بیروں می نہد

وہ چنگاری جو شروع میں لوہے سے نکلتی ہے — وہ باہر کو بہت سست قدم رکھتی ہے

دایہ اش پنبہ ست اوّل لیک آخر — می رساند شعلہا را تا اثیر

اُس کی دایہ شروع میں روئی ہے لیکن آخر میں — وہ اپنے شعلے آسمان تک پہنچا دیتی ہے

مرد اوّل بستۂ خواب و خورست — آخر الامر از ملائک برترست

انسان شروع میں سونے اور کھانے کا پابند ہے — آخر میں وہ ملائکہ سے برتر ہے

در پناہِ پنبہ و کبریتہا — شعلہ و نورش برآید تا سُہا

روئی اور گندھک کی پناہ میں — اُس کا شعلہ اور نور سُہا تک پہنچتا ہے

عالمِ تاریک روشن می کند — کُندۂ آہن بسوزن می کند

تاریک جہان کو روشن کر دیتا ہے — لوہے کے گاڈر کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے

---

[1] بندِ فرع۔ یعنی روزی کے بارے میں لکھا اور روزی دینے والے سے کوئی علاقہ نہیں ہے۔ ما و منی۔ یعنی یہ خودی اور انانیت میں مبتلا ہو روزی کی فکر میں لگا ہے روزی دینے والے سے غافل ہے۔ آسمانہا پہلے شعر کا مضمون تھا کہ اُس غلام کو فرع کی فکر تھی اصل سے غافل تھا اِس مناسبت سے اب فرماتے ہیں کہ عالم کو ایک سیب سمجھو اور انسان کو اُس کے اندر کا کیڑا اور کیڑوں کی دو قسمیں ہیں ایک کیڑا تو وہ ہے جو فرع اور سیب میں مشغول ہے اور اصل درخت اور باغبان سے غافل ہے دوسرا وہ ہے جو اگرچہ سیب کے اندر ہے لیکن وہ درخت اور باغبان سے اچھی طرح واقف ہے۔

[2] جنبشِ او۔ اِس کیڑے میں اِسقدر طاقت ہوتی ہے کہ وہ سیب کو پھاڑ کر باہر نکل جاتا ہے اور حجابات اُسکی نظر میں ہیچ ہوتے ہیں یہ بظاہر کیڑا ہے لیکن حقیقتاً اژدہا ہے یہ دوسری قسم باخدا لوگوں کی ہے جو دنیا سے گذر کر آخرت تک پہنچتے ہیں۔

[3] آتشے۔ مولانا سمجھاتے ہیں کہ اِس انسان میں ابتداءً یہ طاقت نہیں ہوتی بلکہ مشائخ کی مدد اور محبت سے یہ طاقت پیدا ہوتی ہے جیسے کہ وہ چنگاری جو لوہے سے نکلتی ہے ابتداءً کمزور ہوتی ہے لیکن جب روئی اور گندھک کی مدد اسکو حاصل ہو جاتی ہے تو اسکے شعلے آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ مرد انسان بھی ابتداءً دنیا کی مشاغل میں لگتا ہے لیکن اولیاء کی مدد سے ملائکہ سے برتر ہو جاتا ہے عالم ہے اِس انسان میں اتنا نور اور [illegible] پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کو روشن کر دیتا ہے اور لوہے کے شہتیر کو سوئی سے اکھاڑ دیتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گرچہ[1] آتش نیز ہم جسمانی ست | نے ز روح ست و نہ از روحانی ست
اگرچہ آگ بھی جسمانی ہے | وہ نہ روح ہے اور نہ روحانی ہے

جسم را نبود ازاں عزّ بہرہ | جسم پیشِ بحرِ جاں چوں قطرہ
جسم کے لئے اُس عزت میں کوئی حصہ نہیں ہے | جسم، روح کے سمندر کے آگے قطرہ جیسا ہے

جسم از جاں روز افزوں می شود | چوں رود جاں جسم بیں چوں می شود
جسم، جان سے روزانہ بڑھوتری پاتا ہے | جب جان نکل جاتی ہے، دیکھ جسم کیسا ہو جاتا ہے؟

حدِّ[2] جسمت یک دو گز خود بیش نیست | جانِ تو تا آسماں جولاں کنیست
تیرے جسم کی حد ایک دو گز سے زیادہ نہیں ہے | تیری جان آسمان تک چکر لگاتی ہے

تا بہ بغداد و سمرقند اے ہمام | رُوح را اندر تصور نیم گام
اے بزرگ! بغداد اور سمرقند تک | روح کے لئے تصور میں آدھا قدم ہے

دو درم سنگ ست پیہ چشمِ تاں | نورِ روحش تا عنانِ آسماں
تمہاری آنکھ کی چربی سات ماشے وزن کی ہے | اُس کی رُوح کا نور آسمان کی فضا تک ہے

نور بے ایں چشم می بیند بخواب | چشم بے ایں نور چہ بود جز خراب
نور، اُس آنکھ کے بغیر خواب دیکھتا ہے | آنکھ، اصل نور کے بغیر سوائے خراب کے کچھ نہیں ہے

جاں ز ریش و سبلتِ تن فارغ ست | لیک تن بے جاں بود مُردار و
جان، جسم کی داڑھی اور مونچھ سے بے نیاز ہے | لیکن جسم، جان کے بغیر مُردار اور ذلیل ہوتا ہے

باز نامہ[3] رُوحِ حیوانی ست ایں | پیشتر رَو رُوحِ انسانی بہ بیں
یہ روحِ حیوانی کی شان و شوکت ہے | آگے بڑھ، روحِ انسانی کو دیکھ

بگذر از انساں و ہم از قال و قیل | تا لبِ دریائے جانِ جبرئیلؑ
انسان سے اور قال و قیل سے بھی آگے بڑھ | جبرئیلؑ کی جان کے دریا کے کنارے تک

بعد از انت جانِ احمدؐ لب گزد | جبرئیلؑ از بیمِ تو واپس خزد
اُس کے بعد احمدؐ کی روح تجھ پر تعجب کرے گی | جبرئیلؑ تیری ہیبت سے پیچھے ہٹیں گے

گوید ار آیم بقدرِ یک کماں | من بسوئے تو بسوزم در زماں
(جبرئیلؑ) کہیں گے اگر میں ایک کمان کی بقدر آؤں | تیری جانب تو فوراً جل جاؤں

تو آنحضورؐ اپنے اُمتی کی ترقی پر خوشی سے تعجب کریں گے اور جبرئیلؑ تمہارے مقام سے فروتر ہوں گے۔

گوید۔ حضرت جبرئیلؑ یہ کہیں گے۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم | فروغِ تجلّی بسوزد پرم

[1] گرچہ۔ یہ آگ جس کے شعلے آسمان تک پہنچے نہ روح ہے نہ روحانی پھر بھی اُس کی پہنچ آسمان تک ہو گئی تو پھر روح اور روحانی کی طاقت کا اندازہ لگا لو۔ جسم۔ جسم پر روح کی شرافت کو اس سے سمجھ لو کہ جسم کی پرورش روح کرتی ہے بغیر روح کے جسم کس قدر ذلیل شئی ہے کہ اُس کو مٹی میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

[2] حدِ جسمت۔ جسم کی حد دو گز سے زیادہ نہیں ہے لیکن روح کی پہنچ آسمانوں تک ہے۔ تم اپنی جگہ پر ہو روح کے لئے بغداد اور سمرقند تک پہنچ جانے کیلئے نصف قدم کی ضرورت ہے۔ دو درم۔ آنکھ کی چربی کو دیکھو کہ خود تو وہ سات ماشہ سے زیادہ نہیں لیکن اُس کا نور آسمان تک جاتا ہے۔ نور بے ایں چشم۔ نورِ چشم کا محتاج نہیں ہے آنکھ نور کی محتاج ہے۔ جاں۔ روح کو جسمانی خوبی کی ضرورت نہیں جسم روح کا محتاج ہے۔

[3] باز نامہ۔ یہ شان و شوکت تو ہم نے روحِ حیوانی کی دکھائی، روحِ انسانی جو اس سے زیادہ قوی ہے اُس کو اس پر قیاس کر لو۔ بگذر۔ اس روحِ حیوانی اور بحث و مباحثہ سے گذر کر روح کے طالب بنو اور اُس روح تک پہنچو جو جبرئیلؑ کی جان ہے، جب یہ مرتبہ حاصل ہو جائیگا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایں[1] بیاباں خود ندارد پا و سر — بے جوابِ نامہ خستہ است آں پسر

اس جنگل کا سر اور پاؤں نہیں ہے — وہ لڑکا بغیر جواب کے رنجیدہ ہے

آشفتنِ آں غلام از نارسیدنِ جوابِ نامہ از قِبلِ شاہ

بادشاہ کی جانب سے رقعہ کا جواب نہ آنے سے اس غلام کا پریشان ہونا

چوں جوابِ نامہ نامد خیرہ گشت — وز غمِ او آبِ صافی تیرہ گشت

چونکہ رقعہ کا جواب نہ آیا وہ حیران ہو گیا — غم سے اس کا صاف پانی گدلا ہو گیا

نے قرارش ماند و نے خواب از جنوں — روز و شب بُد در تفکر سرنگوں

پاگل پن سے نہ اس کیلئے سکون رہا اور نہ نیند — دن، رات فکر میں اوندھا تھا

کاے عجب چونم نداد آں شہ جواب — یا خیانت کرد رقعہ بر ز تاب

کہ تعجب ہے، شاہ نے مجھے جواب کیوں نہیں دیا — یا غصہ کی وجہ سے رقعہ لیجانے والے نے خیانت کی ہے

رقعہ[2] پنہاں کرد و ننمود او بشاہ — کو منافق بود و آبے زیرِ کاہ

اس نے رقعہ چھپا لیا اور شاہ کو نہ دکھایا — کیونکہ وہ منافق تھا اور گھاس کے تلے کا پانی

رقعہ دیگر نویسم ز آزموں — دیگرے جویم رسولِ ذوفنوں

آزمائش کے لئے دوسرا رقعہ لکھتا ہوں — دوسرا ہنرمند قاصد تلاش کرتا ہوں

بر امیر و مطبخی و نامہ بر — عیب بنہادہ ز جہل آں بے خبر

بادشاہ پر اور داروغۂ مطبخ پر اور رقعہ لیجانے والے پر — اس جاہل نے نادانی سے عیب دھرے

ہیچ گردِ خود نمی گردد کہ من — کژ روی کردم چو اندر دیں شمن

اپنی کچھ خبر نہیں لیتا کہ میں نے — ٹیڑھی چال چلی ہے جیسے کہ بت پرست دین میں

کژ[3] وزیدنِ باد بر تختِ سلیمان علیہ السلام بسببِ زلتِ او

حضرت سلیمانؑ کے تخت پر ان کی لغزش کی وجہ سے ہوا کا ٹیڑھا چلنا

باد بر تختِ سلیمانؑ رفت کژ — پس سلیمانؑ گفت بادا کژ مغژ

حضرت سلیمانؑ کے تخت پر ہوا ٹیڑھی چلی — حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اے ہوا ٹیڑھی نہ چل

باد ہم گفت اے سلیمانؑ کژ مرو — ور روی کژ از کژم خشمیں مشو

ہوا نے بھی کہا اے سلیمانؑ آپ ٹیڑھا نہ چلیں — اگر ٹیڑھا چلتے ہیں تو میرے ٹیڑھے پن پر غصہ نہ کریں

ایں ترازو بہرِ ایں بنہاد حق — تا رود انصاف ما را در سبق

اللہ تعالیٰ نے یہ ترازو اسی لئے پیدا کی ہے — تاکہ ہمارا انصاف جاری رہے

---

[1] ایں بیاباں۔ معرفت اور اسرارِ معرفت کا بیان غیر محدود ہے۔ قِبَل۔ جانب۔ خیرہ۔ حیران۔ تیرہ۔ سیاہ، مکدر۔ رقعہ بر۔ نامہ بر۔ تاب۔ غصہ۔

[2] رقعہ۔ یعنی اس نامہ بر نے وہ رقعہ بادشاہ کو نہیں دیا وہ منافق تھا۔ آبے زیرِ کاہ۔ جس پانی پر گھاس ہو اس سے دھوکہ لگتا ہے۔ ذوفنون۔ ماہر۔ ہیچ گردِ خود۔ یعنی اپنی خبر نہیں لیتا ہے دوسروں پر الزام دھر رہا ہے۔ شمن۔ بُت کا پجاری دین میں کجرو ہے۔

[3] کژ وزیدن۔ حضرت سلیمانؑ کے اس قصہ سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ اگر وہ غلام اپنی غلطی محسوس کر کے اس کی تلافی کر لیتا تو سب کچھ ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ حضرت سلیمانؑ نے کیا۔ زلت۔ ان کے دل میں کوئی نامناسب خیال آیا تھا۔ تخت۔ وہی تخت جسکو ہوا دوش پر لئے پھرتی تھی۔ کژ۔ غژیدن۔ سُرین کے بل چلنا۔ ایں ترازو۔ مولاناؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ترازو برابری کے لئے پیدا فرمائی ہے۔

٦٦١

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از[1] ترازو کم کنی من کم کنم ۔۔۔ تا تو با من روشنی من روشنم

تو ترازو سے کم کرے گا میں بھی، کم کردوں گا ۔۔۔ جب تک تو میرے ساتھ روشن ہے میں بھی روشن ہوں

ہمچنیں تاجِ سلیمانؑ میل کرد ۔۔۔ روزِ روشن را برو چوں لیل کرد

اسی طرح حضرت سلیمانؑ کا تاج ٹیڑھا ہو گیا ۔۔۔ اس نے روشن دن کو اُن پر رات بنا دیا

گفت تاجا کژ مشو بر فرقِ من ۔۔۔ آفتابا گم مشو از شرقِ من

انھوں نے کہا اے تاج! میرے سر پر ٹیڑھا نہ ہو ۔۔۔ اے آفتاب! میرے مشرق سے گم نہ ہو

راست می کرد او بدست آں تاج را ۔۔۔ باز کج می شد برو تاج اے فتیٰ

وہ ہاتھ سے اُس تاج کو سیدھا کرتے تھے ۔۔۔ اے نوجوان! تاج اُن پر پھر ٹیڑھا ہو جاتا تھا

ہشت بارش راست کرد و گشت کژ ۔۔۔ گفت تاجا چیست آخر کژ مغژ

انھوں نے آٹھ مرتبہ سیدھا کیا وہ ٹیڑھا ہو گیا ۔۔۔ انھوں نے کہا اے تاج! آخر کیا ہوا ہے؟ کجروی نہ کر

گفت[2] اگر صد رہ کنی تو راست من ۔۔۔ کژ شوم چوں کژ روی اے مؤتمن

اس نے کہا کہ آپ مجھے سو بار سیدھا کریں گے ۔۔۔ میں ٹیڑھا ہو جاؤں گا اے امانتدار! جب آپ کجروی کریں گے

پس سلیمانؑ اندروں را راست کرد ۔۔۔ دل بر آں شہوت کہ بودش گشت سرد

تو حضرت سلیمانؑ نے باطن کو ٹھیک کر لیا ۔۔۔ دل میں جو خواہش تھی دل اس سے سست پڑ گیا

بعد از آں تاجش ہماں دم راست شد ۔۔۔ آنچناں کہ تاج را می خواست شد

اس کے بعد اُن کا تاج فوراً سیدھا ہو گیا ۔۔۔ وہ جس طرح تاج چاہتے تھے ویسا ہو گیا

بعد[3] از آنش کژ ہمی کرد او بقصد ۔۔۔ تاجِ او می گشت تارک جو بقصد

اس کے بعد انھوں نے اسکو قصداً ٹیڑھا کیا ۔۔۔ اُن کا تاج قصداً سر کو تلاش کر لینے والا بن گیا

ہشت کرت کژ نہاد آں مہترش ۔۔۔ راست می شد تاج بر فرقِ سرش

اُن سردار نے اس کو آٹھ مرتبہ ٹیڑھا کیا ۔۔۔ اُن کے سر کی مانگ پر تاج سیدھا ہو جاتا تھا

شاہ گفت اے تاج چونست ایں زماں ۔۔۔ کژ کنم تو راست گردی زِ امتحاں

شاہ نے فرمایا اے تاج! اس وقت کیا بات ہے؟ ۔۔۔ میں آزمائش کیلئے تجھے ٹیڑھا کرتا ہوں تو سیدھا ہو جاتا ہے

تاج ناطق گشت کاے شہ ناز کن ۔۔۔ چوں فشاندی پر زِ گِل پرواز کن

تاج نے کہا اے شاہ! ناز کیجئے ۔۔۔ جبکہ آپ نے پروں کو مٹی سے صاف کر لیا ہے پرواز کیجئے

نیست دستوری کزیں من بگذرم ۔۔۔ پردہائے غیب ایں بر ہم درم

اجازت نہیں ہے میں اس سے آگے بڑھوں ۔۔۔ اس کے غیب کے پردوں کو چاک کروں

---

[1] از ترازو قرآن پاک میں ہے۔ جزاءُ سیئۃٍ سیئۃٌ مثلُھا "برائی کا بدلہ اس جیسی برائی ہے" ترازو پیدا فرما کر اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے۔ ہمچنیں۔ یعنی جس طرح ہوا نے کجروی اختیار کی تھی تاج بھی ٹیڑھا ہو گیا جس پر حضرت سلیمانؑ رنجیدہ ہوئے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ آفتابا یعنی اے تاج تو تیجانی کا آفتاب ہے۔

[2] گفت۔ تاج نے حضرت سلیمانؑ سے کہا اے امانتدار جب آپ کے دل میں مناسب خیال نہیں ہے تو میری راست روی کی امید نہ کیجئے۔ اندروں۔ یعنی دل میں جو خیال تھا اس کی اصلاح کر لی۔ شہوت یعنی جو نامناسب خیال اُن کے دل میں آیا تھا۔

[3] بعد از آنش یعنی اپنے دل کی اصلاح کرنے کے بعد تاج کو قصداً ٹیڑھا رکھتے تھے وہ خود بخود سیدھا ہو جاتا تھا۔ زِ امتحاں یعنی میں آزمائش کیلئے تجھے قصداً ٹیڑھا رکھتا تھا۔ چوں فشاندی یعنی جب آپ نے اپنے دل کو اس نامناسب خیال سے صاف کر لیا ہے۔ نیست مولانا فرماتے ہیں کسی عمل اور جزاء کے راز کو زیادہ واضح کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

برد۱ہانم نہ تو دستِ خود بہ بند
میرے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیجئے، بند کر دیجئے

مر دہانم را زگفتِ ناپسند
میرے منہ کو ناپسندیدہ بات سے

پس ترا ہر غم کہ پیش آید ز درد
لہٰذا تجھے تکلیف سے جو بھی غم پیش آئے

بر کسے تہمت منہ بر خویش گرد
کسی پر تہمت نہ رکھ، اپنی پڑتال کر

ظن مبر بر دیگرے اے دوست کام
اے دوستوں کے ہمنوا! دوسرے پر بدگمانی نہ کر

آں مکن کہ می سگالید آں غلام
وہ بدگمانی نہ کر جو اُس غلام نے کی

گاہ جنگش بارسول و مطبخی
کبھی اُس کی قاصد اور داروغہ مطبخ سے لڑائی ہوتی

گاہ خشمش باشہنشاہِ سخی
کبھی سخی بادشاہ پر اُس کا غصہ ہوتا

ہمچو۲ فرعونے کہ موسیٰؑ ہشتہ بود
فرعون کی طرح کہ حضرت موسیٰؑ کو چھوڑ رکھا تھا

طفلگانِ خلق را سر می رُبود
(اور) لوگوں کے بچوں کے سر کاٹتا تھا

آں عدو در خانۂ آں کور دل
دشمن۔ اُس دل کے اندھے کے گھر میں ہے

اُو شدہ اطفال را گردن گسل
وہ بچوں کی گردن کاٹنے والا بنا

تو ہم از بیروں بدی با دیگراں
تو بھی باہر سے دوسروں کے ساتھ بد بنا ہوا ہے

و اندروں خوش گشتہ با نفسِ گراں
اور اندر مکروہ نفس سے خوش ہے

خود عدوّت اُوست قندش می دہی
تیرا دشمن وہی ہے تو اُس کو شکر کھلا رہا ہے

وز بروں تہمت بہر کس می نہی
اور باہر ہر شخص پر تہمت رکھتا ہے

ہمچو فرعونے تو کور و کور دل
تو فرعون کی طرح اندھا اور اندھے دل والا ہے

با عدو خوش بیگناہاں را مذل
دشمن سے خوش، بے قصوروں کو ذلیل کرنے والا ہے

چند۳ فرعونا کُشی بے جرم را
اے فرعون! بے قصوروں کو کب تک قتل کریگا؟

می نوازی مرتنِ پُر غُرم را
تاوانوں بھرے جسم کو نوازتا رہے گا

عقلِ اُو بر عقلِ شاہاں می فزود
اُسکی عقل بادشاہوں کی عقل سے بڑھی ہوئی تھی

حکمِ حق بے عقل و کورش کردہ بود
خدا کے حکم نے اُسکو بے عقل اور اندھا کر دیا تھا

مُہرِ حق بر چشم و بر گوش و خرد
اللہ تعالیٰ کی مُہر آنکھ پر اور کان پر اور عقل پر

گر فلاطون ست حیوانش کُند
خواہ افلاطون ہو اُس کو جانور بنا دیتی ہے

۱؎ بر دہانم۔ مولانا دعا کرتے ہیں کہ اے خدا اگر میرے منہ سے تیری مرضی کے خلاف باتیں نکلیں اور غیب کے راز ظاہر کرنے لگوں تو میرا منہ بند کر دے۔ پس ترا۔ انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہے دراصل وہ اُس کے کسی عمل کی سزا ہوتی ہے لہٰذا دوسروں پر الزام نہ رکھنا چاہیے اور اُس غلام کی طرح نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنے آپ کو ہی قصوروار سمجھنا چاہیئے۔ گاہ جنگش۔ اُس غلام کی بیوقوفی تھی خود اُس کی خطا پر روزی کم ہوئی اور وہ دوسروں سے لڑا۔

۲؎ ہمچو فرعونے۔ فرعون نے بھی یہی غلطی کی اُس کی سلطنت کی بربادی کا اصل سبب حضرت موسیٰؑ تھے جو اُس کے گھر میں پرورش پا رہے تھے اور وہ دوسرے بچوں کو قتل کرا رہا تھا۔ نفسِ گراں۔ خطا تیرے نفس کی ہوتی ہے تو اُس سے خوش رہتا ہے دوسروں پر ناخوشی کا اظہار کرتا ہے تو بھی فرعون کی طرح ہے جو دشمن سے خوش تھا اور دوسروں کو ذلیل و خوار کر رہا تھا۔

۳؎ چند فرعونا۔ انسان کی یہ فرعونیت ہے کہ اصل دشمن یعنی اپنے آپ کو بے قصور سمجھتا ہے اور دوسروں سے دشمنی کرتا ہے۔ غُرم۔ تاوان قرآن پاک میں ہے مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ یعنی جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ عقلِ او۔ مولانا فرماتے ہیں فرعون عقل میں دوسرے شہنشاہوں سے بڑھا ہوا تھا لیکن قضاءِ خداوندی نے اس کو بے عقل اور اندھا بنا دیا تھا اللہ کی مُہر بڑے سے بڑے عقلمند کو بے عقل جانور بنا دیتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حکمِ[1] حق بر لوح می آید پدید — آنچناں کہ حکمِ غیب از بایزیدؒ

اللہ تعالیٰ کا حکم لوح پر ظاہر ہو جاتا ہے — جس طرح کہ غیب کا حکم بایزیدؒ پر ظاہر ہوا

شنیدنِ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ خبر دادنِ بایزیدؒ را از بودنِ او و احوالِ او پیش از زادنِ او

حضرت شیخ ابوالحسنؒ خرقانی کا حضرت بایزیدؒ کے اُن کے پیدا ہونے کی اور احوال کی پیدا ہونے سے قبل خبر دینے کو سُننا

ہمچناں آمد کہ اُو فرمودہ بُود — بُوالحسنؒ از مردماں آں را شنوُد

ایسا ہی ہوا جیسا کہ اُنھوں نے فرمایا تھا — ابوالحسنؒ نے لوگوں سے یہ سُنا

کہ حسن باشد مُریدو اُمتم — درس گیرد ہر صباح از تُربتم

کہ ابوالحسنؒ میرا مُرید و میرا اُمتی ہوگا — ہر صبح کو میری قبر سے تعلیم حاصل کریگا

ہر صباحے آید و خواند سبق — بر سرِ خاکم شود پیرے بحق

وہ ہر صبح کو آئے گا اور سبق حاصل کریگا — میری قبر پر، باخدا شیخ بن جائے گا

گفت[2] من ہم نیز خوابے دیدہ ام — وز روانِ شیخ ایں بشنیدہ ام

اُنھوں نے فرمایا میں نے بھی ایک خواب دیکھا ہے — اور شیخ کی روح سے یہ سُنا ہے

ہر صباحے تیز رفتے بے فتور — بر سرِ گورش نشستے با حضور

بلا ناغہ ہر صبح کو تیزی سے جاتے — دل جمعی کے ساتھ اُن کی قبر کے سرہانے بیٹھتے

ہر صباحے رُو نہادے سُوئے گور — ایستادے تا ضُحیٰ اندر حضور

ہر صبح قبر کی جانب روانہ ہوتے — حاضری میں چاشت تک کھڑے رہتے

تا مثالِ شیخ پیشش آمدے — یا کہ بے گفتے شکالش حل شُدے

حتیٰ کہ شیخ کی مثالی (صورت) اُنکے سامنے آجاتی — یا بغیر بات کئے اُن کا اشکال حل ہو جاتا

تا یکے[3] روزے بیامد با سعُود — گورہا را برفِ نَو پوشیدہ بود

یہانتک کہ ایک روز وہ سعادتمندی سے آئے — قبروں کو نئے برف نے چھپا رکھا تھا

توئے بر تو بر فہا ہمچوں عَلَم — قُبّہ قُبّہ دید و شُد جانش بہ غم

تہ بہ تہ پہاڑ جیسے برف کے — تودے دیکھے اور غم سے اُنکی جان غمگیں ہو گئی

بانگش آمد از حظیرہ شیخِ حَیّ — ہا اَنَا اَدْعُوْکَ کَیْ تَسْعٰی اِلَیَّ

اُن کو زندہ شیخ کے حظیرے سے آواز آئی — ہاں میں تجھے پکار رہا ہوں تاکہ دوڑ کر میرے پاس آئے

[1] حکمِ حق ۔ اللہ کا فیصلہ لا محالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے جیسا کہ بایزیدؒ کا غیبی حکم ظاہر ہو کر رہا۔ شنیدن ۔ حضرت ابوالحسنؒ خرقانی نے پیدائش کے بعد حضرت بایزیدؒ کی پیش گوئی سنی۔ کہ حسن ۔ حضرت ابوالحسنؒ خرقانی نے یہ بھی سُنا کہ بایزیدؒ نے فرمایا کہ ابوالحسن میری قبر سے فیض حاصل کریگا اور میرا مُرید ہوگا میرے حلقہ میں داخل ہوگا۔ ہر صباحے ۔ اُنھوں نے یہ بھی سُنا کہ یہ فرمایا تھا کہ وہ ہر صبح کو آکر میری قبر سے فیض حاصل کرے گا اور باخدا شیخ بنے گا۔

[2] گفت ۔ جب یہ باتیں حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے سُنیں تو فرمایا کہ شیخ بایزیدؒ کی رُوح نے مجھ سے بھی خواب میں یہ باتیں فرمائی ہیں۔ ہر صباح ۔ چنانچہ شیخ ابوالحسنؒ خرقانی روز صبح کو حضرت بایزیدؒ کی قبر پہ جاتے تھے حضور یعنی حضورِ قلب اور بارہا تا مثال کبھی حضرت بایزیدؒ صورتِ مثالی میں سامنے آکر اُن کے اشکالات حل کرتے اور کبھی صورتِ مثالی کے واسطہ کے بغیر فیض حاصل ہو جاتا۔

[3] تا یکے روزے ۔ ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانیؒ قبر پر پہنچے تو قبر نظر نہ آئی اُس پر تہ بہ تہ برف کے ٹیلے جمع شدہ نظر آئے تو بہت رنجیدہ ہوئے۔ بانگش ۔ شیخ بایزیدؒ جو روحانی حیات سے زندہ تھے اُنکی آواز آئی کہ بڑے ! جلد میری طرف آجا دنیا تو ساری ہی برف کی طرح ناپائیدار ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں بیا ایں سُو بر آوازم شتاب
ہاں، میری آواز پر جلد ادھر آ جا
عالم ار برفست رُوی از من متاب
دنیا اگرچہ برف ہے مجھ سے منہ نہ موڑ

حالِ [1] اُو زاں روز شُد خوب و بدید
اُس رونے سے اُن کی حالت خوب ہوگئی و دیکھنے لگے
آں عجائب را کہ اوّل می شُنید
وہ عجائب، جو پہلے سُنتے تھے

باز باید گشت سُوی آں غلام
اُس غلام کی طرف لَوٹنا چاہیئے
کرد باید آں حکایت را تمام
اُس حکایت کو پورا کرنا چاہیئے

رُقعۂ دیگر نوشتنِ آں غلام پیشِ شاہ چوں
جبکہ پہلے رُقعہ کا جواب نہ آیا اُس غلام کا بادشاہ کو پیش کرنے
جوابِ رُقعۂ اوّل نیامد
کے لئے دوسرا رُقعہ لکھنا

نامۂ دیگر نوشت آں بدگماں [2]
اُس بدگمان نے دوسرا رُقعہ لکھا
پُر زِ تشنیع و نفیر و پُر فغاں
ملامت اور فریاد اور شور سے بھرا ہوا

کہ یکے رُقعہ نوشتم پیشِ شاہ
کہ میں نے بادشاہ کے حضور میں ایک رُقعہ لکھا
اے عجب آنجا رسید و یافت راہ
تعجب ہے وہ وہاں پہنچا اور باریاب ہوا

آں دِگر را خواند ہم آں خوب خَد
اُس حسین چہرے والے نے دوسرا بھی پڑھا
ہم نداد اُو را جواب و تن بزد
اُس کا بھی جواب نہ دیا اور چپ رہا

خشک می آورد اُو را شہریار
اُس کے ساتھ شاہ نے خشکی برتی
اُو مکرّر کرد رُقعہ پنج بار
اُس نے پانچ مرتبہ رُقعے مکرّر کئے

گفت [3] حاجب آخر اُو بندہ شماست
حاجب نے کہا آخر وہ آپ کا غلام ہے
گر جوابش بر نویسی ہم رواست
اگر اُس کو جواب لکھ دیں تو بھی مناسب ہے

از شہیِ تو چہ کم گردد اگر
آپ کی بادشاہی میں کیا کمی آجائیگی اگر
بر غلام و بندہ اندازی نظر
غلام اور بندہ پر آپ نظر (کرم) کریں

گفت ایں سہل ست امّا احمق ست
اُس نے کہا یہ آسان ہے، لیکن وہ احمق ہے
مردِ احمق زشت و مردودِ حق ست
احمق انسان بُرا اور خدا کا مردود ہے

گرچہ آمرزم گناہ و زلّتش
اگر میں اُس کی خطا اور لغزش معاف کر دونگا
ہم کند در من سرایت علّتش
مجھ میں بھی اُس کی بیماری سرایت کر جائیگی

---

[1] حال۔ اب حضرت ابوالحسن خرقانی کی تکمیل ہو چکی تھی اور اُن پر مشاہدہ کی کیفیت طاری ہوگئی تھی۔ باز باید۔ اب مولانا پھر غلام کا قصہ شروع کرتے ہیں۔

[2] بدگماں۔ یعنی وہی غلام۔ تشنیع۔ بُرا بھلا کہنا۔ اے عجب۔ یعنی اس پر تعجب ہے کہ وہ رُقعہ بادشاہ تک پہنچ گیا اور پھر بھی مجھے جواب نہ ملا۔ خوب خد۔ حسین رُخ یعنی شاہ۔ تن بزد۔ خاموش رہا۔ خشک۔ یعنی شاہ نے اُس سے خشکی برتی۔

[3] گفت حاجب۔ پیشکار نے کہا کہ وہ غلام بہر حال آپ کا ہے اگر اُس کو جواب لکھ دیں تو مناسب ہوگا۔ حاجب۔ دربان، پیشکار۔ اندازی نظر۔ یعنی نظر کرم کر کے جواب لکھا دیں۔ ایں۔ جواب لکھانا۔ احمق بیوقوف انسان مردود بارگاہِ خداوندی ہے۔ آمرزم۔ یعنی معاف کر کے پھر قریب کر دونگا۔ علتش۔ یعنی اُس کی حماقت کی بیماری۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صد کس از گرگیں[1] ہمہ گرگیں شوند
خارشتی سے سو شخص سب خارشی ہو جاتے ہیں

خاصہ ایں گرِ خبیثِ عقل بند
خصوصاً بے عقل خبیث کی خارش

گرِ کم عقلی مبادا گبر را
بے عقلی کی خارش خدا کرے کافر کو بھی، نہ ہو

شومیش بے آب دارد ابر را
اُس کی نحوست ابر کو بے پانی کا بنا دیتی ہے

نم نبارد ابر از شومیِ او
اُس کی بدبختی سے ابر بارش نہیں برساتا ہے

شہر شد ویرانہ از بومیِ او
اُس کے اُلّو پن سے شہر ویرانہ ہو جاتا ہے

از گرِ آں احمقاں طوفانِ نوح
اُن احمقوں کی خارش کی وجہ سے (حضرت) نوحؑ کے طوفان نے

کرد ویراں عالمے را در فضوح
رُسوائی میں ایک جہان کو ویران کر دیا

ستودنِ پیغمبر علیہ السّلام عاقل را و نکوہیدن احمق را
پیغمبر علیہ السّلام کا عقلمند کی تعریف کرنا اور احمق کی مذمت کرنا

گفت پیغمبرؐ کہ احمق ہر کہ ہست
پیغمبرؐ نے فرمایا احمق جو بھی ہے

او عدوِ ما و غولِ رہزن ست
وہ ہمارا دشمن اور بھٹکانے والا بھلاوا ہے

ہر کہ او عاقل بود او جانِ ماست
جو بھی عقلمند ہے وہ ہماری جان ہے

روحِ او و ریحِ او ریحانِ ماست
اُس کی روح اور اُس کی ہوا ہماری خوشبو ہے

عقل[2] دشنامم دہد من راضیم
عقل مجھے گالی دے، میں خوش ہوں

زانکہ فیضے دارد از فیاضِ نیم
کیونکہ میری فیاضی سے فیض پا چکی ہے

نبود آں دشنامِ او بے فائدہ
اس کی وہ گالی بے فائدہ نہ ہوگی

نبود آں مہمانیش بے مائدہ
اس کی وہ مہمانی بغیر دستر خوان کے نہ ہوگی

احمق ار حلوا نہد اندر لبم
احمق اگر میرے ہونٹوں پر حلوہ رکھے

من ازاں حلوایِ او اندر تبم
میں اُس کے حلوے سے بخار میں ہوں

ایں یقیں داں گر لطیف و روشنی
اگر تو پاکیزہ اور روشن ہے تو یقین کر

نیست[3] بوس کونِ خر را چاشنی
گدھے کی مقعد کو بوسہ دینے میں کوئی لطف نہیں ہے

سبلتت گندہ کند بے فائدہ
بے فائدہ تیری مونچھوں کو گندہ کر دیگا

جامہ از دیگش سیہ بے مائدہ
بغیر دستر خوان کے اُس کی دیگ سے تیرے کپڑے سیاہ ہو جائیں گے

مائدہ عقلست نے نان و کباب
دستر خوان عقل ہے نہ روٹی اور کباب

نورِ عقل ست اے پسر جاں را شراب
اے بیٹا! جان کی شراب عقل کا نور ہے

---

[1] گرگیں۔ گیں فاعل کی علامت ہے۔ گر کافِ فارسی کے فتح ساتھ خارش کی بیماری۔ گرِ بے عقلی کی خارش خدا کرے کافر کو بھی نہ لگے۔ شومیش۔ بدعقل کی بدبختی سے ابر بھی بے باراں ہو جاتا ہے۔ بومیِ او۔ مشہور ہے کہ جہاں اُلّو بیٹھنے لگے وہ مقام ویران ہو جاتا ہے۔ از گر۔ قوم نوحؑ کی حماقت سے طوفان آیا اور دنیا برباد ہو گئی تھی۔ گفت پیغمبرؐ۔ بعض احادیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بیوقوف ہمارا دشمن ہے اور عقلمند ہمارا دوست ہے۔

[2] عقل دشنامم۔ ہو سکتا ہے کہ یہ مولانا کا مقولہ ہو اور مولانا اپنے بارے میں فرما رہے ہوں یا حدیث کا جزو ہے خلاصہ یہ ہے کہ عقلمند اگر بُرا بھی کہتا ہو تو اس میں کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ احمق۔ بیوقوف کی بھلائی میں بھی بُرائی ہے۔

[3] نیست۔ بیوقوف سے محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی گدھے کی مقعد کو بوسہ دے۔ سبلت۔ اس بوسہ سے تمہیں نقصان پہنچے گا اور بیکار کپڑے کالے ہوں گے۔ مائدہ عقلست۔ اصل دستر خوان عقل ہے جس سے انسان غذا حاصل کرتا ہے نان و کباب اگر احمق پیش بھی کرے تو دستر خوان نہیں ہے بلکہ مضرت رساں ہے اُس کا نان و نمک بے عقل بنا دے گا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نیستؔ غیرِ نور آدم را خورش — از جزاں جاں نیابد پرورش

انسان کی خوراک نور کے سوا نہیں ہے — اس کے سوا سے جان پرورش نہیں پاتی ہے

زیں خورشہا اندک اندک باز بُر — کایں غذای خر بود نے آنِ حُر

ان کھانوں سے آہستہ آہستہ جُدا ہو جا — کیونکہ یہ گدھے کی خوراک ہیں نہ کہ شریف کی ملکیت

تا غذای اصل را قابل شوی — لقمہای نور را آکل شوی

تاکہ تو اصلی غذا کے قابل ہو جائے — نور کے لقمے کھانے والا بن جائے

عکسِ آں نورست کایں ناں ناں شدہ است — فیضِ آں جانست کایں جاں جاں شدہ است

اسی نور کا پرتو ہے، کہ یہ روٹی روٹی بنی ہو — اسی جان کا فیض ہے کہ یہ جان، جان بنی ہے

چوںؔ خوری یکبار از ماکولِ نور — خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

اگر تو ایک بار نور کی غذا کھالے گا — تنور کی روٹی پر خاک ڈالدے گا

عقلؔ شیدا شد چہ خوانی تُرّہات — راہ پیدا شد چہ پائے بے ثبات

تو کہے گا، عقل عاشق ہو گئی ہے، تو کیا بکواس کرتا ہے؟ — راستہ پیدا ہو گیا تو کمزور پاؤں کیا ہے؟

عقل دو عقل است اوّل مکسبی — کہ درآموزی چو در مکتب صبی

عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی — جو کہ مکتب میں بچوں کی طرح تو سیکھتا ہے

از کتاب و اُوستاد و فکر و ذکر — از معانی وز علوم خوب و بکر

کتاب اور اُستاد اور غور اور یاد سے — معانی سے اور عمدہ اور تازہ علوم سے

عقلِ تو افزوں شود بر دیگراں — لیک تو باشی زحفظِ آں گراں

تیری عقل دوسروں سے بڑھ جاتی ہے — لیکن تو اُن کو یاد کرنے سے بوجھل ہو جاتا ہے

لوحِ حافظ باشی اندر دور و گشت — لوحِ محفوظ اُوست کوزیں در گذشت

دور اور گشت میں تو حفاظت کرنیوالی تختی ہوگا — لوحِ محفوظ وہ ہے جو اس سے گذر گیا

عقلؔ دیگر بخششِ یزداں بُود — چشمۂ آں درمیانِ جاں بُود

دوسری عقل اللہ تعالیٰ کی بخشش ہوتی ہے — اُس کا سرچشمہ جان کے اندر ہوتا ہے

چوں زسینہ آبِ دانش جوش کرد — نے شود گندہ نہ دیرینہ نہ زرد

جب سینہ سے عقل کا پانی جوش مارتا ہے — نہ گندہ ہوتا ہے، نہ پُرانا نہ زرد

ور رہِ نبعش بود بستہ چہ غم — کو ہمی جوشد زخانہ دمبدم

اگر اس کے اُبلنے کا راستہ بند ہو جائے تو کیا فکر ہے؟ — کیونکہ وہ گھر (دل) میں سے ہر وقت جوش مارتا ہو

ل نیست۔ اگر احمق کے دسترخوان پر پینے کی چیزیں ملیں تو وہ نشے کی شراب نہیں ہو شراب تو زندہ عقل ہے روح کی پرورش اسی سے ہوتی ہو۔ خورشہا جسمی غذائیں۔ حُرّ یعنی شریف انسان۔ تا غذای اصل شعر۔ اندرونِ از طعام خالی دار تا دراں نورِ معرفت بینی عکس جسمانی غذاؤں میں اسی نورانی غذا کا پرتو کام کرتا ہے۔ جیسے لذت آتی ہے جیسے جسمانی جان اسی نورانی جان سے جان بنی ہو۔

ٔ چوں خوری۔ نور کی روحانی غذا کا ایک لقمہ کھالوگے تو یہ غذائے جسمانی ہیچ ہو جائیگی۔ عقل شیدا شد۔ جب تم وہ غذا کھالوگے تو جسمانی غذا کو کہوگے کہ مجھ پر عاشق ہو گئی ہے اب تو مجھے چیزیں کیا کیوں کرتی ہے مجھے راستہ مل گیا ہے مجھے تجھ جیسے کمزور پاؤں کی ضرورت نہیں ہے۔ عقل عقل کی دو قسمیں ہیں ایک کسبی عقل ہے جو درسگاہوں سے حاصل ہوتی ہے، یہ عقل اگر حاصل ہو جائے تو دوسروں کی عقل سے بڑھ جاتی ہو یہ کتاب اور اُستاد اور علوم سے حاصل ہوتی ہے اس عقل کے حاصل ہونے پر انسان حفاظت کرنے والی تختی بن جاتا ہے لیکن لوحِ محفوظ جسکی حق تعالیٰ ہر قسم کی غلطی سے حفاظت کرتا ہے وہ اسکے علاوہ چیز ہے۔

سٓ عقل دیگر۔ عقل کی دوسری قسم وہ ہے جو خدا کی عطا ہے اور اسکا سرچشمہ درسگاہ اور اُستاد نہیں ہے بلکہ خود روح کے اندر اسکا چشمہ ہے اس چشمہ سے جو پانی آتا ہے وہ نہ گندہ ہوتا ہے نہ اسکا رنگ بدلتا ہو۔ ورر۔ اگر کسبی عقل کی راہیں بند ہو جائیں تو اس عقل والے کو کوئی غم نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو خانۂ دل سے موجزن ہوتی ہے۔

عقلِ[1] تحصیلی مثالِ جُویہا | کاں رَوَد در خانہ از کوُیہا
تحصیلی عقل نہروں کی طرح ہے | جو گھر (دل) میں نالیوں میں سے پہنچتی ہے

راہِ آبش بستہ شُد شُد بینوا | از درونِ چشمہ کے بند دُورا
اگر اُسکے پانی کا راستہ بند ہو جائے تو وہ مفلس بنجاتا ہو | چشمہ کے اندر سے اُس کو کون بند کر سکتا ہے؟

از درونِ خویشتن جُو چشمہ را | تا رَہی از منّتِ ہر ناسزا
اپنے اندر چشمہ کی تلاش کر | تاکہ تو ہر نالائق کے احسان سے نجات پائے

قصّہ شخصیکہ با شخصے مشورت می کرد اُو گفت مشورت با دیگرے کُن کہ من عدُوِّ توام

اُس شخص کا قصہ جو ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا اُس نے کہا کہ کسی دوسرے سے مشورہ کر کیونکہ میں تیرا دشمن ہوں

مشورت می کرد شخصے با کسے | کز تردُّد[2] وارہد وز محبسے
ایک شخص ایک شخص سے مشورہ کرتا تھا | تاکہ تردد اور بندش سے چھوٹ جائے

گفت اے خوش نام غیرِ من بجُو | ماجرائے مشورت با اُو بگو
اُس نے کہا اے نیک نام میرے غیر کو تلاش کر | مشورے کا معاملہ اُس سے کہہ

من عدوّم مر ترا با من مپیچ | نبوُد از رایِ عدُو پیروز ہیچ
میں تیرا دشمن ہوں مجھ سے نہ اُلجھ | دشمن کی رائے سے کوئی کامیاب نہیں ہوتا ہے

رَو[3] کسے جُو کہ ترا اُو ہست دوست | دوست بہرِ دوست لاشک خیر جُوست
جا کسی ایسے کو تلاش کر جو تیرا دوست ہو | بے شبہ دوست، دوست کا خیر خواہ ہے

من عدوّم چارہ نبوُد کز منی | کژ روم با تو نمایم دشمنی
میں دشمن ہوں لامحالہ میں خودی کی وجہ سے | ٹیڑھا چلوں گا، تجھ سے دشمنی کروں گا

حارسی از گرگ جُستن شرط نیست | جُستن از غیرِ محل ناجُستنی ست
بھیڑیئے سے رکھوالی چاہنا مناسب نہیں ہے | بے موقع تلاش کرنا، تلاش نہ کرنا ہے

من ترا بے ہیچ شکّے دشمنم | من ترا کے رہ نمایم رہزنم
میں بلاشبہ تیرا دشمن ہوں | میں کب تیری راہنمائی کروں گا، میں راہزن ہوں!

ہر کہ باشد ہمنشینِ دوستاں | ہست در گلخن میانِ بوُستاں
جو دوستوں کا ہم نشین ہو | بھٹی میں (بھی) باغ میں ہے

---

[1] عقلِ تحصیلی یعنی کسبی عقل جو دوسروں سے حاصل کیجاتی ہے۔ جُو یہا۔ گڑھے۔ راہ آبش۔ اگر کسبی عقل کے حصول کے ذریعہ مفقود ہو جاتے ہیں تو انسان بے سروسامان رہجاتا ہے لیکن اندرونی چشمہ اُس آفت سے محفوظ ہے از درون۔ عقل کے روحانی چشمہ کی جستجو کرنی چاہیئے تاکہ دوسروں کا احسان نہ اٹھانا پڑے قصّہ۔ اِس قصّہ سے عقل کی فضیلت بیان کرنا مقصود ہے۔

[2] کز تردد۔ انسان تردد میں کسی طرف پیشقدمی نہیں کرتا ہے۔ گفت۔ اُس شخص نے کہا کسی اور سے مشورہ کرے۔ من عدوم۔ میں تیرا دشمن ہوں دشمن کے مشورے سے کوئی کامیابی نہیں ہوتی ہے۔

[3] رَو کسے۔ تجھے کوئی دوست تلاش کر کے اُس سے مشورہ کرنا چاہیئے، دوست دوست کا خیر خواہ ہوتا ہے۔ حارسی۔ جو کی حارسی۔ بھیڑیا، بھیڑوں کا رکھوالا نہیں بن سکتا۔ جُستن۔ بے محل تلاش اور جستجو سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ ہر کہ۔۔۔ دوستوں کی صحبت میں بھٹی بھی باغ بن جاتی ہے اور دشمنوں کی صحبت باغ کو بھی بھٹی بنا دیتی ہے۔

669

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

11

ہر کہ با دشمن نشیند در زمن — ہست اُو در بوستاں در گولخن
جو زمانہ میں دشمن کا ہم نشین ہو — وہ باغ میں بھی، بھٹی میں ہے

دوستؔ را مازار از ما و منت — تا نگردد دوست خصم و دشمنت
دوست کو تو تو میں میں سے نہ ستا — تاکہ دوست تیرا مخالف اور دشمن نہ بنے

خیر کُن با خلق از بہرِ ایزدت — یا برائے راحتِ جانِ خودت
اپنے خدا کے لئے لوگوں سے بھلائی کر — یا خود اپنی جان کے آرام کے لئے

تا ہمہ را دوست بینی در نظر — در دلت ناید ز کین ناخوش صُوَر
تاکہ تو نگاہ سے سب کو دوست دیکھے — تاکہ تیرے دل میں کینہ سے بُرے خیالات آئیں

چونکہ کردی دشمنی پرہیز کُن — مشورت با یارِ مہر انگیز کُن
جب تو نے دشمنی کی تو احتیاط برت — مشورہ، محبت بھرے دوست سے کر

گفت من دانم ترا اے بوالحسن — کہ توئی دیرینہ دشمن دارِ من
اُس نے کہا اے ابوالحسن میں تجھے جانتا ہوں — کہ تو میرا پُرانا دشمن ہے

لیک مردِ عاقلی و معنوی — عقلِ تو نگذاردت کہ کجروی
لیکن تو عقلمند آدمی ہے اور بامعنی ہے — تیری عقل تجھے اجازت نہ دیگی کہ تو ٹیڑھا چلے

طبعؔ خواہد تا کشد از خصم کیں — عقل بر نفس ست بندِ آہنیں
طبیعت کا تقاضہ ہے کہ دشمن سے بدلے — لیکن، عقل، نفس پر لوہے کی زنجیر ہے

آید و منعش کند وا داردش — عقل چوں شحنہ است در نیک و بدش
وہ عقل آتی ہے اور اُس کو منع کرتی ہے اسکو روکتی ہے — عقل اُس کیلئے اچھے اور بُرے میں کوتوال کیطرح ہے

عقلؔ ایمانی چو شحنہ عادل ست — پاسبان و حاکمِ شہرِ دل ست
ایمانی عقل، منصف کوتوال کی طرح ہے — دل کے شہر کی محافظ اور حاکم ہے

ہمچو گُربہ باشد اُو بیدار ہوش — دُزد در سوراخ ماند ہمچو موش
وہ بلی کی طرح ہوشیار رہتی ہے — چور سُوراخ میں چوہے کی طرح گھسا رہتا ہے

در ہر آنجا کہ بر آرد مُوش دست — نیست گُربہ در بُود اُو مُردہ است
جس جگہ چوہا پنجہ نکالے — (وہاں) بلی نہیں ہے، اگر ہو تو وہ مُردہ ہے

گُربہ چہ شیر و شیر افگن بُود — عقلِ ایمانی کہ اندر تن بُود
بلی کیسی، شیر اور شیر کو پچھاڑنے والی ہوتی ہے — وہ ایمانی عقل جو جسم میں ہوتی ہے

۱؎ دوست. خود غرضی کرکے دوستوں کو دشمن نہ بنانا چاہیئے خیر کن. لوگوں کے ساتھ اللہ کی رضا کی خاطر بھلائی کرو اگر یہ مقصد بھی نہ ہو تو اپنی راحت کی خاطر دوسروں کے ساتھ بھلائی کرو تاہمہ. جب لوگوں کے ساتھ بھلائی کروگے تو وہ تمہارے دوست بنجائیں گے اور تمہارے دل میں تکلیف دہ خیالات نہ آسکیں گے چونکہ. اگر تو سب کو دوست نہیں بنا سکتا ہے تو پھر مشورہ کسی مخلص دوست سے کر. گفت. مشورہ لینے والے نے کہا میں جانتا ہوں تو میرا دشمن ہے لیکن تو انسان ہے اور عقلمند ہے اور مہمل نہیں ہے مجھے یقین ہے کہ تیری عقل تجھے میرے ساتھ کجروی نہ کرنے دیگی۔

۲؎ طبع خواہد. عقلمند کا طبعی تقاضا اگرچہ دشمن سے بدلہ لینے کا ہوتا ہے لیکن اُس کی عقل اُس کی طبیعت اور نفس پر غالب آجاتی ہے عقل. عقل، عقلمند کی ہر اچھے بُرے موقع پر حفاظت کرتی ہے

۳؎ عقل. عقل منصف کوتوال ہے اور دل کے خیالات پر حاکم ہے. ہمچو گربہ. عقل کی مثال بلی کی سی ہے اور نفس ایک چوہا ہے. در ہر آنجا. اگر نفس کا غلبہ ہے تو سمجھ کر وہاں عقل نہیں ہے اور اگر ہے تو مُردہ ہے. گربہ. ہم نے عقل کو بلی قرار دیا یہ غلطی تھی عقل تو شیر اور شیر افگن ہے۔

669

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

غُرَّۂ اُو حاکمِ درّندگاں[1] — نعرۂ اُو مانعِ چرّندگاں

اُس کی غرّاہٹ درندوں کی حاکم ہے — اُس کا نعرہ چرندوں کے لئے مانع ہے

شہر پُر دُزداست و پُر جامہ کَنے — خواہ شحنہ باش گو و خواہ نے

شہر چوروں اور کپڑے اتارنے والوں سے بھرا ہے — کہہ دو خواہ کوتوال ہو یا نہ ہو

عقل در تن حاکمِ ایماں بُوَد — کز ہَمیش نفس در زنداں بُوَد

عقل بدن میں ایمان کا حکم دینے والی ہے — جس کے ڈر سے نفس قیدخانہ میں ہوتا ہے

عقلِ عقل[2] و جانِ جاں اے جاں توئی — عقل و جانِ خلق را سلطاں توئی

اے جان! عقل کی عقل اور جان کی جان تو ہو — تو ہی مخلوق کی عقل اور جان کا بادشاہ ہے

عقلِ کُل سرگشتہ و حیرانِ تُست — کُلِّ موجودات در فرمانِ تُست

عقلِ کُل تیرے بارے میں حیران اور پریشان ہے — تمام موجودات تیرے حکم میں ہیں

امیر گردانیدن رسول علیہ السّلام جوانِ ہذیلی را بر سَرِیّہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی ہذیل کے ایک نوجوان کو اُس لشکر کا سردار بنانا

کہ دراں پیراں و جنگ آموزدگان بُودند

جس میں بوڑھے اور جنگ آزمودہ تھے

یک سَرِیّہ می فرستادے رسولؐ — بہرِ جنگ کافر و دفعِ فضول

آنحضورؐ ایک لشکر بھیج رہے تھے — کافر (لوگوں) سے جنگ اور فضول (لوگوں) کو دفع کرنے کیلئے

یک جوانے[3] را گُزید اُو از ہذیل — میرِ لشکر کردش و سالارِ خیل

آپؐ نے (بنی) ہذیل کے ایک جوان کو منتخب فرمایا — اُس کو لشکر کا امیر اور لشکر کا سپہ سالار بنا دیا

اَصلِ لشکر بیگماں سرور بُوَد — قوم بے سرور تنِ بے سر بُوَد

یقیناً سردار لشکر کی بنیاد ہوتا ہے — بغیر سردار کی قوم، بے سر کا جسم ہوتی ہے

ایں ہمہ کہ مُردہ و پژمُردہ — زاں بُوَد کہ ترکِ سرور کردہ

یہ جو تو بالکل مُردہ اور پژمُردہ ہے — اس لئے ہے کہ تو نے سردار کو چھوڑ دیا ہے

از کَسَل وز بُخل وز ما و مَنی — می کَشی سر خویش را سر میکُنی

سستی اور بخل اور خودی دانائیت کی وجہ سے — تو سرکشی کرتا ہے اپنے آپ کو سردار بناتا ہے

ہمچو اُستورے کہ بگریزد ز بار — اُو سرِ خود گیرد اندر کوہسار

اُس گدھے کی طرح جو بوجھ سے بھاگے — اور پہاڑ کا راستہ لے لے

---

[1] درّندگان - یعنی انسان کی قوتِ غضبیہ۔ چرّندگان - یعنی انسان کی قوتِ شہویہ۔ شہر پُر دُزداست۔ انسان میں لامحالہ نفسانی قوتیں ہوتی ہیں عقل کے بھروسہ پر اُن سے غفلت نہ برتنی چاہئے بس اس قدر ہے کہ اگر عقل ہوتی ہے تو وہ قوتیں مضمحل ہو جاتی ہیں لیکن بالکل فنا نہیں ہوتی ہیں۔

[2] عقلِ عقل۔ کامل انسان کو خطاب ہے کہ تو ہی عقل کی عقل اور جان کی جان ہے اور تمام کائنات پر تیری سلطنت ہے۔ عقلِ کُل۔ جبرئیلؑ معراج میں آنحضورؐ کے عروج پر حیران تھے۔ امیر گردانیدن۔ اس قصہ کو نقل کرنے سے یہ مقصود ہے کہ "بزرگی بعقلست نہ بسال"۔ سَرِیّہ۔ جہاد کا وہ لشکر جس میں آنحضورؐ خود شریک نہ ہوں۔

[3] یک جوانے۔ آنحضورؐ نے اس لشکر کا ایک ہذیلی نوجوان کو سردار بنا دیا۔ ہذیل۔ عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جیسا کہ گزرا۔ اصل۔ فوج کا سردار بمنزلہ سر کے ہے بغیر سردار کی فوج بغیر سر کا دھڑ ہے۔ ایں ہمہ۔ مولانا نے لشکر کے سردار سے گریز فرما کر شیخ کی ضرورت کا مضمون شروع فرما دیا ہے یعنی انسان کی اعمالِ خیر میں پژمردگی اسی لئے ہوتی ہے کہ اُس نے کسی شیخ کو اپنا سردار نہیں بنایا۔ از کسل۔ کسی کو شیخ اور پیر بنانے میں انسان کی طبع میں سستی اور نخوت [illegible]

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صاحبش درپے دواں کاے خیرہ سر ¹ | ہر طرف گرگ ست اندر قصدِ خر

اُس کا مالک پیچھے دوڑے کہ اے سرکش! | ہر طرف گدھے کی تلاش میں بھیڑیے ہیں

گر ز چشمم ایں زماں غائب شوی | پیشت آید ہر طرف گرگِ قوی

اگر تو اس وقت میری نظر سے غائب ہو گا | ہر جانب قوی بھیڑیا تیرے سامنے آئیگا

استخوانت را بخاید چوں شکر | کہ نہ بینی زندگانی را دگر

شکر کی طرح تیری ہڈیاں چبا لے گا | حتیٰ کہ تو دوبارہ زندگی نہ دیکھے گا

آں مکن آخر بمانی از علف | آتش از بے ہیزمی گردد تلف

وہ نہ کر، بالآخر تو گھاس سے (محروم) رہ جائیگا | بغیر ایندھن کے آگ تباہ ہو جاتی ہے

ہیں بمگریز از تصرف کردنم | وز گراں باری کہ جانِ تو منم

خبردار! میرے کام میں لگانے سے بھاگ | اور بوجھ لادنے سے، کیونکہ میں تیری جان ہوں

تو ستوری ہم ² کہ نفست غالب ست | حکم غالب را بود اے خود پرست

تو بھی گدھا ہے کیونکہ تیرا نفس غالب ہے | اے نفس پرست! حکم غالب پر لگتا ہے

خر نخواندت اسپ خواندت ذوالجلال | اسپِ تازی را عرب گوید تعال

اللہ تعالیٰ نے تجھے گھوڑا کہا ہے، گدھا نہیں کہا | عربی گھوڑے کو عرب "تعال" کہتے ہیں

میر آخر ³ بود حق را مصطفیٰ | بہرِ استورانِ نفسِ پُر جفا

آنحضورؐ (اللہ تعالیٰ) کے میرِ اصطبل ہیں | ظالم نفس کے گھوڑوں کے لیے

قُل تعالوا گفت از جذبِ کرم | تا ریاضت تاں دہم من رائضم

کرم کے جذبہ سے (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہدے "آؤ" | تاکہ میں تم سے ریاضت کراؤں میں ریاضت کرانیوالا ہوں

نفسہا را تا مروض کردہ ام | زیں ستوراں بس لگدہا خوردہ ام

میں نے جب سے نفسوں کو تربیت یافتہ بنایا ہے | ان گھوڑوں کی بہت سی دولتیاں کھائی ہیں

ہر کجا باشد ریاضت بارہ | از لگدہایش نباشد چارہ

جہاں کہیں ریاضت کرانے والا ہوا ہے | اُس کے لئے دولتیوں سے مفر نہیں ہے

لاجرم اغلب بلا بر انبیاست | کہ ریاضت دادنِ خاماں بلاست

لامحالہ کڑی آزمائش نبیوں کی ہے | کیونکہ اناڑیوں کو ریاضت کرانا ہی مصیبت ہے

سکسکانید از دمم یرغا روید | تا وشاقِ مرکبِ سلطاں شوید

تم سست رفتار گھوڑے ہو میری تعلیم سے تیز چلو | تاکہ نرم رفتار، اور شاہ کی سواری بن جاؤ

¹ صاحبش۔ اُس گدھے کا مالک کہہ رہا ہے کہ پہاڑ میں سینکڑوں بھیڑیے ہیں جو تجھے ہلاک کر دیں گے اور تیری ہڈیاں شکر کی طرح چبا ڈالیں گے آں مکن۔ شیخ بھی بھاگنے والوں کو سمجھاتا ہے کہ بھاگنے میں ہلاکت ہے اور اگر ہلاکت بھی نہ ہو تو کم از کم نعمتوں سے محرومی ہے۔ تصرف کردنم۔ شیخ کی تعلیمات سے نہ گھبرانا چاہیئے بلکہ کالمیت فی ید الغسال نہلانے والے کے ہاتھ میں "مردہ" بنجانا چاہیئے۔

² تو ستوری۔ انسان کا نفس گدھا ہے جب وہ انسان پر غالب ہو تو چونکہ حکم غالب پر لگتا ہے لہٰذا انسان کو گدھا کہا جائیگا۔ خر نخواندت۔ جن لوگوں پر نفس کا غلبہ ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے از راہِ کرم گدھا نہیں کہا ہے بلکہ گھوڑا قرار دیا ہے جب عربی نسل کے گھوڑے کو پکارتے ہیں تو لفظ "تعال" آجا بولتے ہیں اسی طرح قرآن نے آنحضورؐ کو کہا ہے کہ ان لوگوں کو "تعالوا" کہو۔

³ میر آخر۔ داروغۂ اصطبل۔ پر جفا۔ ظالم، نافرمان۔ گھوڑے کو سدھانے والا۔ مروض۔ سدھا ہوا گھوڑا۔ لگدہا۔ دولتیاں۔ ریاضت بارہ۔ ریاضت کرانے والا۔ لاجرم۔ نبی چونکہ قوم کی تربیت کرتا ہے لہٰذا اس کو زیادہ مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ سکسکانید۔ سکسک، سست رفتار گھوڑا۔ دم۔ کلام۔ یرغا۔ تیز رو گھوڑا۔ وشاق۔ ترکی

651

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قُل تعالَوا قُل تعالَوا گفت حق ——— اے سُتورانِ مَلول اندر سَبَق[1]

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہدے آجاؤ کہدے آجاؤ ——— اے گھڑ دوڑ میں عاجز گھوڑو!

قُل تعالَوا قُل تعالَوا گفت ربّ ——— اے سُتورانِ رَمیدہ از اَدب

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہدے آجاؤ کہدے آجاؤ ——— اے ادب سے بھاگے ہوئے گھوڑو!

قُل تعالَوا قُل تعالَوا گفت حے ——— اے سُتورانِ فسردہ رگ و پے

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا کہدے آجاؤ کہدے آجاؤ ——— اے سست رگ اور پٹھوں والے گھوڑو!

گر نیایند اے نبیؐ غمگیں مشو ——— زاں دو بے تمکیں تو پُر از کیں مشو

اے نبیؐ! اگر وہ نہ آئیں تو غم زدہ نہ ہو ——— اُن دو (چار) بے وقعت کی وجہ سے غصہ میں بھر

گوش بعضے زیں تعالَوا کَرست ——— ہر ستورے را صَطبلے دیگرست

بعض لوگ اِن آجاؤ (کی آوازوں) سے بہرے ہیں ——— ہر گھوڑے کا دوسرا اصطبل ہے

مُنہزم[2] گردند بعضے زیں ندا ——— ہست ہر اَسپے طویلہ اُو جُدا

بعض لوگ اِس آواز سے پیچھے ہٹ گئے ——— ہر گھوڑے کا اصطبل جُدا ہے

مُنقبض گردند بعضے زیں قصص ——— زانکہ ہر مُرغے جُدا دارد قفص

بعض لوگ اِن قصّوں سے تنگدل ہوئے ——— کیونکہ ہر پرند کا پنجرہ علیحدہ ہے

خود ملائک نیز ناہمتا بُدند ——— زیں سبب بر آسماں صف صف شُدند

ملائک بھی (درجہ میں) یکساں نہیں تھے ——— اِسی وجہ سے آسمان پر صف صف ہو گئے

کودکاں گرچہ بیک مکتب در اند ——— در سَبق ہر یک زِ یک بالاتر اَند

بچے اگرچہ ایک ہی مکتب میں ہیں ——— مقابلہ میں ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے ہیں

مشرقی[3] و مغربی را حِسہاست ——— مَنصبِ دیدار حِسِّ چشم راست

مشرق اور مغرب والوں کی (مختلف) حِسیں ہیں ——— دیکھنے کی حِس کا مقام آنکھ کا ہے

صد ہزاراں گوشہا گر صف زنند ——— جُملہ محتاجانِ چشمِ روشن اَند

اگر لاکھوں کان صف باندھیں ——— سب روشن آنکھ کے محتاج ہیں

باز صفِ گوشہا را مَنصبے ——— در سماعِ جاں و اخبار و نُبے

پھر کانوں کی صف کا ایک مقام ہے ——— قرآن کی روح اور قصّوں کے سُننے کیلئے

صد ہزاراں چشم را آں راہ نیست ——— ہیچ چشمے از سماع آگاہ نیست

لاکھوں آنکھوں کو وہ راستہ (حاصل) نہیں ہے ——— کوئی آنکھ، سُننے سے واقف نہیں ہے

---

[1] سبق گھڑ دوڑ۔ قُل تعالوا۔ یعنی اے نبیؐ لوگوں سے کہدے کہ آجاؤ۔ حق۔ اللہ تعالیٰ۔ گر نیایند۔ قرآنِ پاک میں ہے۔ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ اور جو شخص کفر کرے تو اُس کا کفر کرنا تجھے غمگین نہ کرے۔ گوش۔ ہر گھوڑا اپنے اصطبل کی طرف جاتا ہے تو جاہل شقاوت ہیں اُن کا اصطبل وہ نہیں ہے جس کی طرف نبیؐ دعوت دیتا ہے۔

[2] منہزم۔ پسپا۔ طویلہ۔ اصطبل۔ منقبض۔ تنگدل۔ قفص۔ پنجرہ۔ جس طرح انسانوں میں استعداد کا اختلاف ہے اسی طرح ملائکہ میں بھی ہے اسی لئے اُن کو مختلف صفوف میں رکھا گیا۔ کودکاں۔ ملائکہ اور انسانوں کی صلاحیت کے اختلاف کو اِس مثال سے سمجھو کہ سب بچے ایک ہی مکتب میں پڑھتے ہیں لیکن صلاحیت اور استعداد کے اعتبار سے بعض کو بعض پر فوقیت ہوتی ہے۔

[3] مشرقی و مغربی۔ یہ صلاحیت کا اختلاف حواس میں بھی ہے، کان میں سُننے کی صلاحیت ہے جو آنکھ میں نہیں ہے آنکھ میں دیکھنے کی صلاحیت ہے جو کان میں نہیں ہے۔ صد ہزاراں۔ اگر لاکھوں آنکھیں بھی مل جائیں تو ایک کان کی برابر نہیں سُن سکتیں۔

652

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

همچنیں[1] ہر حسِ یک یک می شمر — ہر یکے معزول ازاں کارِ دگر

اسی طرح ایک ایک حس کو گن لے — ہر ایک دوسرے کے کام سے جدا ہے

پنج حسِ ظاہر و پنج اندرون — در صف اند اندر مقام الصافون

پانچ ظاہری حواس اور پانچ باطنی — صف باندھنے والوں (فرشتوں) کے قیام میں صف بستہ ہیں

ہر کسے کُو از صفِ دیں سرکش ست — میرود سُوئِ صفے کاں ناخوش ست

جو شخص دین کی صف سے سرکشی کرتا ہے — وہ بری صف کی جانب چلا جاتا ہے

تو ز گفتار[2] تعالَوا کم مکن — کیمیائی بس شگرفست ایں سخن

آپ "آجاؤ" کہنے میں کمی نہ کریں — یہ کلمہ بہت عجیب کیمیا ہے

گر مسے گردد ز گفتارت نفیر — کیمیا را ہیچ از وے وامگیر

اگر کوئی تانبا آپ کے قول سے متنفر ہو — کیمیا کو اُس سے نہ ہٹائیے

ایں زماں گر بست نفسِ ساحرش — گفت تو سُودش کند در آخرش

اس وقت اس کا جادوگر نفس بہرا ہے — اُسکے آخر میں آپ کی گفتگو اس کو فائدہ دیگی

قُل تعالَوا قُل تعالَوا اے غلام — ہیں کہ اِنَّ اللّٰہَ یَدْعُوا اِلَی السَّلَامِ

آپ آجاؤ، آجاؤ کہئے، اے لڑکے! — آگاہ کہ بیشک اللہ تعالیٰ سلامتی کیطرف بلاتا ہے

خواجہ[3] باز آ از منی واز سری — سروَرے جو کم طلب کن سروری

اے صاحب! خودی اور سرداری سے باز آجا — کوئی سردار تلاش کرلے، سرداری کا طالب بن

اعتراض کردنِ معترضے بر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بر امیر گردانیدنِ آں ہذیلی را بر سریہ

ایک معترض کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اُن ہذیلی کو لشکر کا سردار بنانے پر اعتراض کرنا

چوں پیمبرؐ سروَرے کرد از ہذیل — از برائے لشکرِ منصور خیل

جب پیغمبرؐ نے ہذیل میں کا سردار بنایا — نعمتمند گروہ کے لشکر کے لئے

بُوالفضولے از حسد طاقت نداشت — اعتراض و لانسلّم[4] برفراشت

ایک بیہودہ حسد کی وجہ سے برداشت نہ کرسکا — اعتراض اور ہم نہیں مانتے کا اعلان کیا

خلق را بنگر کہ چوں ظلمانی[5] اند — در متاعِ فانیے چوں فانی اند

لوگوں کو دیکھو، کس قدر اندھیرے میں ہیں — فانی اسباب پر کس قدر مر مٹنے والے ہیں

653

---

[1] ہمچنیں. تمام حواس کا یہی حال ہے جو جس چیز کی صلاحیت رکھتا ہے وہ دوسرے میں نہیں ہے. پنج حس. حواس ظاہری اور حواس باطنی سب اپنی اپنی صلاحیت کے اعتبار سے اپنے اپنے کام میں لگے ہیں جیسا کہ ملائکہ کی مختلف صفیں اپنے اپنے کام میں لگی ہیں۔ الصافون. یعنی صف بہ صف ملائکہ ہر کسے اگر کسی میں دین کے قبول کرنے کی صلاحیت نہیں ہے تو وہ بد دینوں کی صف میں شامل ہوگا۔

[2] تو ز گفتار. نبی کا کام دعوت دینا ہے وہ منکرین سے تنگ دل ہو کر دعوت کو نہیں چھوڑتا ہے. گرمسے اگر کوئی منکر ایک وقت میں انکار کرے تو ہو سکتا ہے کہ وہی صلاحیت کے اعتبار سے آخر میں دعوت کو قبول کرلے۔ اِنَّ اللّٰہَ. قرآن پاک میں ہے وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ وَیَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ «اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے کی رہنمائی کر دیتا ہے»۔

[3] خواجہ. مولانا پھر نصیحت کرتے ہیں کہ کسی شیخ کے دامن سے وابستہ ہو جانا چاہیئے۔ سَرور. سردار۔ خیل. جماعت، گروہ۔

[4] لانسلّم. معترض اعتراض میں یہ کہا کرتا ہے کہ مجھے آپ کا دعویٰ تسلیم نہیں ہے۔

[5] ظلمانی. تاریک باطن چونکہ دنیاداری کا غلبہ تھا اسلئے اعتراض کی نوبت آئی۔

ازتکبّر جملہ اندر تفرقہ
تکبر کی وجہ سے سب تفرقہ میں ہیں

مُردہ ازجاں زندہ اندر محرقہ
روح کے اعتبار سے مُردہ ہیں جلانیوالی (چیز) کے بارے میں زندہ ہیں

ایں عجب کہ جاں بزنداں اندر ست
یہ تعجب ہے کہ جان قید خانہ میں ہے

وانگہے مفتاح زندانش بدست
جبکہ قید خانہ کی کُنجی اُس کے ہاتھ میں ہے

پایِ تا سر غرقِ سرگیں آنجواں
وہ جوان سر سے پاؤں تک گوبر میں غرق ہے

می زند بردامنش جوئی رواں
(حالانکہ) جاری نہر اُس کے دامن سے ٹکرا رہی ہے

دائماً پہلو بہ پہلو بے قرار
ہمیشہ ہر کروٹ پر بیقرار ہے

پہلوی آرامگاہ و پشت دار
(حالانکہ) آرام کی جگہ اور سہارے کے پہلو میں ہے

نورِ پنہان ست و جُست و جو گواہ
نور پوشیدہ ہے اور جستجو گواہ ہے

کز گزافہ دِل نمی جوید پناہ
کیونکہ دل خواہ مخواہ پناہ کا جویاں نہیں ہے

گر نبودے حبسِ دنیا را مناص
اگر دنیا کی قید سے بچاؤ کا راستہ نہ ہوتا

نے بدے وحشت نہ دل جستے خلاص
نہ (دنیا سے) وحشت ہوتی نہ دل نجات چاہتا

وحشتت ہمچوں مُوکّل می کشد
وحشت تجھے سپاہی کی طرح کھینچتی ہے

کہ بجو اے ضالِ منہاجِ رشد
کہ اے گمراہ! ہدایت کا راستہ تلاش کرے

ہست منہاج و نہاں در مکمن ست
راستہ موجود ہے اور چھپنے کی جگہ میں پوشیدہ ہے

یا فتش رہنِ گزافہ جُستن ست
اُس کا حصول اٹکل پچّو تلاش پر موقوف ہے

تفرقہ جُویایِ جمع اندر کمیں
بصورت مخفی طور پر اتحاد کی جویاں ہے

تو دریں طالب رُخِ مطلوب بیں
تو اس طالب میں مطلوب کا چہرہ دیکھ لے

مُردگانِ باغ برجستہ زبُن
باغ کے مُردہ (بیج) جڑ سے اُگ پڑتے ہیں

کاں دہندہ زندگی را فہم کُن
کہ اُس زندگی بخشنے والے کو سمجھ لے

چشمِ ایں زندانیاں ہر دم بدر
اِن قیدیوں کی نگاہ ہر وقت دروازے پر

کے بُدے گر نیستے کس مُژدہ ور
کیوں ہوتی، اگر کوئی خوشخبری دینے والا نہ ہوتا؟

تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ مُردگان۔ فَانْظُرُوْا اِلٰی آثَارِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا۔ زمین کی مُردنی کے بعد اُس کی تر و تازگی وجودِ باری کی دلیل ہے۔ چشمِ ایں۔ رہائی کی توقع رہائی کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر رہائی کا وجود ہی نہ ہوتا اور رہائی کی خوشخبری دینے والے کی آمد کی اُمید نہ ہوتی تو رہائی کے لئے دروازہ پر نگاہ کیوں لگی رہتی تو ہدایت کی توقع اُس کے وجود کی دلیل ہے۔

لہ ازتکبر۔ باہمی اختلاف کا سبب تکبر اور غرور ہوتا ہے۔ محرقہ۔ جلانے والی یعنی دنیا طلبی۔ ایں عجب۔ دنیا سے نجات کی کُنجی خود اُس کے ہاتھ میں ہے، مجاہدہ کرکے نکل سکتا ہے لیکن تعجب ہے کہ اُس کو قید خانہ میں پڑا رہنا منظور ہے۔ پای تاسر۔ انسان معصیتوں میں آلودہ ہو حالانکہ روحانیت کی نہر اُس کے دامن سے ٹکرا رہی ہے اُس سے آلودگی کو دور کرسکتا ہے۔ دائماً۔ روحانیت کی آرام گاہ اُس کے پہلو میں ہے اُس کے ہوتے ہوئے بیقراری سے پہلو بدل رہا ہے لیکن اُس آرام گاہ میں داخل نہیں ہوتا ہے۔

سہ نور۔ خدا کا نور مخفی ہے اور عابدوں کی جستجو اُس کے وجود کی گواہ ہے۔ (شعر)

دل گواہ است کہ در پردہ دلِ را بجہت
ہستی قطرہ دلیل است کہ دریائے ہست

مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ نے بدے۔ دنیا سے دل کی وحشت اور عالم آخرت کی جستجو راہِ نجات کا پتہ دیتی ہے۔ وحشتت۔ دنیا سے وحشت انسان کو راہِ ہدایت کی جستجو کے لئے مجبور کرتی ہے۔ موکل۔ سپاہی۔ منہاج۔ راستہ۔ ہست منہاج۔ (شعر)

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
خیرہ یوسف وار می باید دوید

سہ تفرقہ۔ یعنی کثرت میں وحدت کا مشاہدہ کرو۔ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صد[1] ہزار آلودگانِ آب جُو — کے بُدندے گر نبُودے آب جُو

لاکھوں آلودہ ، پانی تلاش کرنے والے — کب ہوتے ، اگر نہر کا پانی نہ ہوتا

بر زمیں پہلوت را آرام نیست — زانکہ در خانہ لحاف و بستریست

زمین پر تیرے پہلو کو آرام نہیں ہے — کیونکہ گھر میں لحاف اور بستر ہے

بیمقر گاہے نباشد بے قرار — بے خمارِ اشکن نباشد ایں خمار

سکون کی جگہ کے بغیر کوئی بے قرار نہیں ہوتا ہے — یہ خمار، بغیر خمار اتارنے والی چیزوں کے نہیں ہوتا ہے

گفت نے نے یا رسول اللہ مکُن — سرورِ لشکر مگر شیخِ کہُن

اس نے کہا نہیں نہیں اے اللہ کے رسول نہ بنایئے — لشکر کا سردار سوائے پُرانے بوڑھے کے

یا رسولَ اللہ جواں ار شیر زاد — غیرِ مردِ پیر سرِ لشکر مباد

اے رسول اللہ ، جوان خواہ شیر کا بچہ ہو — بوڑھے شخص کے سوا لشکر کا سردار نہ ہونا چاہیے

ہم[2] تو گفتستی و گفتِ تو گوا — پیر باید پیر باید پیشوا

آپ ہی نے یہ کہا ہے اور آپ کا فرمانا گواہ ہے — (کہ) پیشوا ، بوڑھا چاہیئے ، بوڑھا

یا رسولَ اللہ دریں لشکر نگر — ہست چندیں پیر و از وے پیشتر

اے رسول اللہ ! اس لشکر کو دیکھئے — بہت سے بوڑھے ہیں اور اس سے بڑھ کر (ہیں)

زیں درخت آں برگِ زردش را مبیں — سیبہائے پختہ اُو را بچیں

اس درخت کو اس کے زرد پتوں سے نہ دیکھئے — اس کے پختہ سیب چُن لیجئے

برگہای[3] زردِ اُو خود کے تہی ست — ایں نشانِ پختگی و کاملی ست

اس کے زرد پتے بھی کب بیکار ہیں؟ — یہ پختگی اور کمال کی علامت ہیں

برگِ زردِ ریش وآں مُوی سپید — بہرِ عقلِ پختہ می آرد نوید

داڑھی کے پیلے پتے اور وہ سفید بال — عقل کے پختہ ہونے کی بشارت دیتے ہیں

برگہائے نو رسیدہ سبز فام — شُد نشانِ آنکہ آں میوہ است خام

نئے اُگے ہوئے سبز پتے — اس کی نشانی ہیں کہ پھل کچا ہے

برگِ بے برگی نشانِ عارفی ست — زردیِ زر سُرخروئی صیرفی ست

بے سروسامانی کا سامان شناسائی کی نشانی ہے — سونے کی زردی صراف کی سُرخروئی ہے

برگ . نوجوانی کے ساز و سامان سے بے سامانی اُن کی جانکاری کی دلیل ہے . زردی سونے کی زردی صراف کی سُرخروئی کا سبب بنتی ہے .

ل صد ہزار ۔ لاکھوں گنہگار آبِ رحمت کی جستجو میں ہیں جو آبِ رحمت کے وجود کی دلیل ہے ۔ بر زمیں ۔ راحت کی توقع پر بے راحتی میں بے چینی ہوتی ہے اگر توقع نہ ہو تو قرار آ جائے دنیا کی بے چینی آخرت کے آرام کی توقع کی وجہ سے ہے ۔ بیمقر گاہے ۔ بے قراری جب ہی ہوتی ہے جب کوئی متوقع آرامگاہ ہو خمار جب ہی ہوتا ہے جب خمار شکن چیز کی توقع ہو ، شراب کا وجود ہی نہ ہو تو اس کی طلب میں اعضا شکنی نہیں ہو سکتی ۔ گفت . اس ارشادی مضمون کے بعد پھر اس معترض کا قصہ شروع کیا ہے ۔

۲ ہم تو گفتستی ۔ معترض نے کہا آپ نے بھی تو یہی فرمایا ہے کہ پیشوا بوڑھا ہونا چاہیئے ۔ اَلشَّیْخُ فِیْ اَھْلِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ بوڑھا اپنے اہل میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں یہ آنحضورؐ کا فرمان ہے ۔ یا رسول اللہ ۔ اس اعتراض کرنے والے نے آنحضورؐ سے کہا دیکھئے لشکر میں بہت سے بوڑھے ہیں جو اس نوجوان سے بڑھے ہوئے ہیں ۔ زیں درخت ۔ ان بوڑھوں کے بڑھاپے کو نہ دیکھئے اُن کی عقل کی پختگی کو دیکھئے

۳ برگہا ہی ۔ بڑھاپے کے آثار عقل کی پختگی کی دلیل ہیں ۔ برگہا . جوانی کے آثار عقل کی خامی کی دلیل ہیں

655

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آنکہ[1] او گُل عارض ست و نوخط ست — او بمکتب گاہ مُخبر نوخطت
وہ شخص جو پھول کے سے رُخسار والا اور سبزہ آغاز ہے — وہ درسگاہ میں نوآموز ہونے کی خبر دینے والا ہے

حرفہای خطِّ او کژمژ بُوَد — مزمنِ عقل ست اگر تن می دَوَد
اُس کی تحریر کے حروف ٹیڑھے میڑھے ہونگے — عقل کا اپاہج ہے، اگرچہ جسم دوڑ رہا ہے

پای پیر از سُرعت ارچہ بازماند — یافت عقلِ او دو پر بر اوج راند
بڑھے کے پاؤں، اگرچہ تیز روی سے عاجز ہیں — اُنکو عقل کے دو پر حاصل ہوگئے ہیں، بلندی پر اُڑتا ہے

گر مثل[2] خواہی بجعفر در نگر — داد حق برجایِ دست و پاش پر
اگر تو مثال چاہتا ہے، جعفرؓ کو دیکھ لے — اللہ تعالیٰ نے اُنکو ہاتھ پاؤں کی بجائے پر دیدیئے ہیں

گر ز اسرارِ سخن بوئے بری — من سخن گویم چو زرِّ جعفری
اگر تو کلام کے راز سمجھ سکے — تو میں جعفری سونے کی سی بات کروں

بگذر از زر کایں سخن شد محتجب — ہمچو سیماب ایں دلم شد مضطرب
سونے کی بات چھوڑ کیونکہ یہ بات مجحب ہوگئی — میرا یہ دل پارے کی طرح بے قرار ہوگیا

زاندرونم صد خموشی خوش نفس — دست بر لب می زند یعنی کہ بس
میرے اندر سے سو خاموشیاں، خوشبو دار — ہونٹ پر ہاتھ رکھتی ہیں یعنی کہ بس

خامشی[3] بحر ست و گفتن ہمچو جُو — بحر می جوید ترا جُو را مجو
خاموشی سمندر ہے اور گفتگو نہر کی طرح ہے — تجھے سمندر تلاش کر رہا ہے، تو نہر کی تلاش نہ کر

از اشارتہای دریا سر متاب — ختم کُن واللہُ اعلم بالصّواب
دریا کے اشاروں سے منہ نہ موڑ — ختم کردے اور خدا بہتر جانتا ہے

ہمچنیں پیوستہ کرد آں بے ادب — پیشِ پیغمبر سخن زاں سرد لب
اسی طرح مسلسل وہ بے ادب کرتا رہا — بات پیغمبر کے سامنے ٹھنڈے ہونٹوں سے

دست می دادش سخن او بے خبر — کہ خبر ہرزہ بُوَد پیشِ نظر
باتیں اُس کے ہاتھ آتی رہیں وہ بے خبر تھا — کہ مشاہدہ کے سامنے خبر بیکار ہوتی ہے

ایں خبرہا از نظر ہا نائب ست — بہرِ حاضر نیست بہرِ غائب ست
یہ خبریں مشاہدوں کے بعد ہیں — یہ مشاہد کے لئے نہیں ہیں، غائب کیلئے ہیں

کر رہی ہو کہ اب ان اسرار کی گفتگو ختم کرو ہمچنیں۔ پھر مولانا نے معترض کا ذکر شروع کیا ہے۔ دست۔ جب کسی چیز کا مشاہدہ حاصل ہو تو مشاہدہ کرنیوالوں کو اُس چیز کی خبر دینا بیکار بات ہے۔ ایں خبرہا۔ کسی چیز کے بارے میں خبریں دیکھنے کے قائم مقام ہیں اور خبروں کا تعلق اُس شخص سے ہے جو اُس چیز سے غائب ہو۔

---

[1] آنکہ۔ جو نوجوان ہو اُس کے رخسار گلاب کی طرح ہیں اور سبزہ خط نورستہ ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خطاطی میں نوآموز ہے اور اُس کے حروف قاعدے کے مطابق نہ ہونگے۔ ایسا نوجوان بدن کا اگرچہ چست ہوتا ہے لیکن عقل کا اپاہج ہوتا ہے۔ پای پیر۔ بوڑھے کے ہاتھ پاؤں اگرچہ سُست پڑ جاتے ہیں لیکن اُس کی عقل کو پر پرواز حاصل ہو جاتے ہیں۔

[2] گر مثل۔ اگر ہاتھ پاؤں بیکار ہوجانے پر پر حاصل ہوجانے کی کوئی مثال چاہیئے تو وہ حضرت جعفر طیارؓ ہیں غزوہ مُوتہ میں جب اُن کے ہاتھ کٹ گئے تھے تو اللہ نے اُن کو جنت میں پر عنایت فرما دیئے ہیں۔ زرِ جعفری۔ جعفر برمکی کے دَور کا سونا خالص ہونے میں مشہور ہے۔ زر۔ دنیاوی سونے کی بات سے اسرار پوشیدہ ہونے لگے جس کی وجہ سے میرا دل پارے کی طرح بے قرار ہوگیا۔ دست۔ ہونٹوں پر ہاتھ رکھنا خاموش رہنے کا اشارہ ہوتا ہے۔

[3] خامشی۔ انسان خاموشی میں خیالات کو جمع کرتا ہے تب گفتگو شروع کرتا ہے تو خاموشی سمندر ہے جس سے گفتگو کی نہر جاری ہوتی ہے جب سمندر خود انسان کا طالب ہو تو اُس کو نہر کی تلاش نہ کرنی چاہیئے۔ از اشارتہا۔ خاموشی اشارے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

٥١ ہر کہ اُو اندر نظر مُوصول شُد — ایں خبر ہا پیشِ اُو معزول شُد

جو شخص مشاہدہ میں پہنچ گیا — یہ خبریں اُس کے لئے بیکار ہو گئیں

چونکہ با معشوق گشتی ہم نشیں — دفع کُن دَلاّلگاں را بعد ازیں

جب تو معشوق کا ہم نشین بن گیا — اس کے بعد دلاّل (عورتوں) کو دفع کر

ہر کہ از طِفلی گذشت و مَرد شُد — نامہ و دَلاّلہ بَروے سَرد شُد

جو شخص بچپنے سے نکل گیا اور جوان ہو گیا — خط اور دلاّلہ اُس کیلئے بے ضرورت بنگئے

٥٢ نامہ خواند از پےِ تعلیم رَا — حرف گوید از پےِ تفہیم رَا

خط پڑھتا ہے، سِکھانے کے لئے — بات کرتا ہے، سمجھانے کے لئے

پیشِ بینایاں خبر گفتن خطاست — کاں دلیلِ غفلت و نُقصانِ ماست

دیکھنے والوں کو خبر سُنانا غلطی ہے — کیونکہ وہ ہماری جہالت اور کمی کی دلیل ہے

پیشِ بینا شُد خموشی نفعِ تو — بہرِ ایں آمد خطابِ اَنصِتُوا

صاحبِ بصیرت کے سامنے چُپ رہنا تیرے لئے مفید ہو — اسی لئے حکم ہوا ہے، "خاموش رہو"

گر بفرماید بگو بَر گوئی خوش — لیک اندک گو دراز اَندر مَکش

اگر وہ حکم دے کہ بول (تو)، اچھی بات کر — لیکن بات کر طول نہ دے

وَر بفرماید کہ اندر کَش دراز — ہمچناں شیریں بگُو با اَمر ساز

اگر وہ حکم دے کہ تفصیل کر — اِسی طرح عمدہ بات کر، حکم مان

٥٣ ہمچناں کہ من دریں زیبا فسُوں — با ضیاءُ الحق حُسام الدیں کنُوں

جیسا کہ میں اس حسین کلام کے معاملہ میں — اب ضیاءُ الحق حُسام الدین کے ساتھ ہوں

چونکہ کوتہ می کُنم من از رَشَد — اُو بصد نوعم بگفتن می کَشَد

جب میں بھلائی کے ساتھ مختصر کرتا ہوں — وہ سینکڑوں طرح سے بولنے پر مجبور کرتے ہیں

اے حُسام الدیں ضیاءِ ذُوالجلال — چونکہ می بینی چہ می جوئی مَقال

اے حسام الدین آپ اللہ (تعالیٰ) کا نور ہیں — جبکہ آپ مشاہدہ کرتے ہیں بات کی جستجو کیوں کرتے ہیں؟

ایں مگر باشد زحُبِّ مُشتہیٰ — اَسقِنِی خمرًا وَ قُل لِی اِنَّھَا

یہ شاید محبوب کی محبت کی وجہ سے ہے — مجھے شراب پلا اور مجھ سے کہہ کہ یہ ہے

---

٥١ ہر کہ جو شخص مشاہدہ کر رہا ہو اس کو خبریں سنانا لغو کام ہے۔ چونکہ مقصود حاصل ہو جانے کے بعد وسائل اور ذرائع بیکار ہو جاتے ہیں۔ دلاّلگاں۔ وہ عورتیں جو عاشق و معشوق میں نامہ و پیام کا ذریعہ بنتی ہیں ہر کہ۔ عاشق کی جوانی خود معشوق کو دعوت دیتی ہے پھر نامہ و پیام کی حاجت نہیں رہتی ہے یعنی جبتک کہ سالک کا بچپن ہے اُس کو ذرائع کی ضرورت ہے جب وہ بلوغ پر پہنچ کر مشاہدہ کرلیتا ہے تو وسائل سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔

٥٢ نامہ خواند۔ یعنی جو ابتدائی ذرائع اختیار کرتے ہیں وہ دوسروں کی تعلیم اور تفہیم کے لئے ہوتے ہیں۔ پیشِ بینایاں۔ جن کو مشاہدہ حاصل ہے اُن کو خبریں دینا اُن کے مقام سے اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے۔ اَنصِتُوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن پڑھا جائے تو اُسکی طرف کان لگاؤ، خاموش رہو۔ گر بفرماید۔ اگر صاحبِ مشاہدہ تم سے اُس چیز کے بارے میں دریافت کرے تو اچھے پیرایہ میں مختصرات کہہ دو! اگر وہ تفصیل کا مطالبہ کرے تو عمدہ طریقہ پر تفصیل کردو۔

٥٣ ہمچناں۔ میرا اور ضیاءُ الحق کا بھی یہی معاملہ ہے میں اُس صاحبِ مشاہدہ کے سامنے کچھ مختصر کہتا ہوں لیکن اُنکی جانب سے تفصیل کا مطالبہ ہوتا ہے۔

چونکہ حسام الدین کا شوقِ سماع مجھے مثنوی کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اے حسام الدین آپ کو جب مشاہدہ حاصل ہے تو محبوب کی باتیں سننے کا اس قدر شوق کیوں ہے؟ لیکن مگر یہ جواب ہے عشق کا تقاضہ ہے کہ عاشق کے تمام حواس معشوق سے بہرہ ور ہوں آنکھ اگر دیکھتی ہو تو کان اُن باتیں سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ اَسْقِنِی مست چاہتا ہے کہ ساقی کی شراب کے صرف منہ کی لذت حاصل نہ کرے بلکہ کان بھی اُس کا نام سنیں۔

626

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بر دہانِ تُست ایں دم جامِ اُو ۔۔۔ گوش می گوید کہ قسمِ گوش کو

اِس وقت آپ کے مُنھ سے اُس کا جام لگا ہے ۔۔۔ کان کہتا ہے کہ کان کا حصّہ کہاں ہے؟

قسمِ تو گرمی ست نک گرمیست ۔۔۔ گفت حرصِ من ازیں افزوں ترست

تیرا حصّہ گرمی ہے یہ تجھ میں گرمی ہے ۔۔۔ اُسنے کہا میری حرص اِس سے زیادہ ہے

جوابِ گفتنِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آں اعتراض کنندہ را

اُس اعتراض کہنے والے کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

در حضورِ مصطفای قند خُو ۔۔۔ چوں زحد بُرد آں عرب آں گفتگو

شیریں مزاج مصطفیٰ ؐ کے دربار میں ۔۔۔ جب اُس عرب نے وہ گفتگو حد سے بڑھادی

آں شہِ والنجم و سُلطانِ عبس ۔۔۔ لب گزیدآں سر دَم را گفت بس

والنجم کے شاہ اور عبس کے سلطان نے ۔۔۔ ہونٹ دبایا، اُس سردلب سے کہا کہ بس

دست می زد بہرِ منعش بر دہاں ۔۔۔ چند گوئی پیشِ دانای نہاں

اُس کو روکنے کے لئے منھ پر ہاتھ رکھا ۔۔۔ واقفِ اسرار کے سامنے کتنا بولے گا؟

پیشِ بینا بُردہ سرگینِ خُشک ۔۔۔ کہ بخر ایں را بجای نافِ مُشک

تو خشک گوبر صاحبِ بصیرت کے سامنے لیجاتا ہے ۔۔۔ کہ اِس کو مُشک کے نافہ کی جگہ خریدلے

بعر را اے گندہ مغزِ گندہ مخ ۔۔۔ زیرِ بینی بنہی و گوئی کہ آخ

اے بد دماغ گندہ مغز، مینگنی کو ۔۔۔ ناک کے نیچے رکھتا ہے اور کہتا ہے آخاخا

اَخ اَخے بر داشتی اے گیج و کاج ۔۔۔ تا کہ کالای بدت یابد رواج

اے احمق بھینگے! تو آخاخا کرتا ہے ۔۔۔ تاکہ تیرا خراب مال چالو ہو جائے

اَخ اَخے بر داشتی اے خُشک مغز ۔۔۔ تا نمائی پشک در را مُشکِ نغز

اے خشک دماغ تو آخاخا کرتا ہے ۔۔۔ تاکہ تو کتر مینگنی کو عمدہ مُشک ظاہر کرے

تا فریبی آں مشامِ پاک را ۔۔۔ آں چرندہ گلشنِ افلاک را

تو پاک دماغ کو کب تک دھوکا دیگا؟ ۔۔۔ آسمانوں کے گلشن کے چرنے والے کو

حلمِ اُو خود را اگرچہ گول ساخت ۔۔۔ خویشتن را اندکے باید شناخت

اُس کی بُردباری نے اگرچہ اپنے آپکو بھولا بنالیا ہے ۔۔۔ (مگر) تھوڑا اپنے آپ کو پہچاننا چاہیئے

دیگ را گر باز ماند امشب دہن ۔۔۔ گربہ را ہم شرم باید داشتن

اگر آج کی رات دیگ کا مُنھ کھلا رہ گیا ہے ۔۔۔ بِلّی کو بھی شرم کرنی چاہیئے

658

لہ بر دہان۔ منھ سے اگر جام لگا ہے تو کان اپنا حصّہ مانگتا ہے۔ قسم تو۔ کان کو جواب ملتا ہے کہ تیرا حصّہ وہ حرارت عشق ہے جو تجھ میں دیکھنے سے سرایت کررہی ہو وہ کہتا ہے نہیں میں اُس کو زیادہ لذت چاہتا ہوں اور وہ محبوب کا کلام سننے سے حاصل ہوگی۔ در حضور۔ اُس معترض نے ہذیل نوجوان کے سردار بنائے جانے پر جب بہت زیادہ اعتراض کیا تو آنحضورؐ نے اُس کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ والنجم اِس سورۃ میں آپ کے برحق ہونے کا ذکر ہے۔ سورۃ عبس میں آپ کی ناگواری کا ذکر ہے۔ یہ دونوں باتیں صورتِ حال کے مناسب تھیں اسلئے اُن کا ذکر کیا گیا ہے۔ دانای نہاں۔ آنحضورؐ کی ذاتِ گرامی۔

لہ پیش بینا۔ معترض نے اچھے انداز سے کہی تھی لیکن اُس کا منشا حسد اور بدباطنی تھی اسلئے مولانا نے اُس کی یہ تشبیہات ذکر کی ہیں۔ بعر را۔ مینگنی کو سونگھ کر آخاخا کرتا ہے تاکہ دوسرے خوشبودار مُشک سمجھ لیں۔ گیج۔ احمق۔ کاج۔ بھینگا۔ کالا۔ سامان۔ پشک۔ مینگنی۔

سہ تا فریبی۔ تو خوشبوؤں کے ماہر کو دھوکا دینا چاہتا ہے۔ حلم۔ بزرگوں کی بُردباری انکو سادہ بنائے رکھتی ہے لیکن دھوکا دینے والے کو اپنی طرف دیکھنا چاہیے کہ وہ کس کو دھوکا دے رہا ہے۔ دیگ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خویشتن۱؎ گر خفتہ کرد آں خوب فر — سخت بیدار است دستارش ببر
اگر اس عالیشان نے اپنے آپ کو سویا ہوا بنا لیا؟ — وہ خوب بیدار ہے اس کی پگڑی نہ اُتار

چند گوئی اے لُجُوجِ بے صفا — ایں فسونِ دیو پیشِ مصطفیٰ
اے بد باطن جھگڑالو! تو کب تک پڑھے گا! — یہ شیطانی منتر مصطفیٰؐ کے روبرو

صد ہزاراں حِلم دارند ایں گروہ — ہر یکے حِلمے ازانہا صد چو کوہ
یہ لوگ لاکھوں بُردباریاں رکھتے ہیں — اُن میں سے ہر بُردباری سَو پہاڑوں جیسی ہے

حِلمِ شاں بیدار را ابلہ کند — زیرکِ صد چشم را اکمہ کند
اُن کی بُردباری بیدار (مغز) کو بیوقوف بنا دیتی ہے — سَو آنکھوں والے ہوشیار کو اندھا کر دیتی ہے

حِلمِ شاں ہمچوں شرابِ خوب و نغز — نغز نغزک بر رود بالائی مغز
اُن کی بُردباری عمدہ اور بہتر شراب کی طرح ہے — جو عمدگی عمدگی میں دماغ پر چڑھ جاتی ہے

مست۲؎ را بیں زاں شرابِ پُر شگفت — ہمچو فرزیں مست و کژ رفتن گرفت
اِس عجیب شراب سے مست کو دیکھ — فرزین کی طرح مست اور ٹیڑھا چلنا شروع کر دیا

مردِ برنا زاں شرابِ زود گیر — درمیانِ راہ می افتد چو پیر
اِس زود اثر شراب سے جوان انسان — بڑھے کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے

خاصہ ایں بادہ کہ از خُمِ نبی ست — نے مئی کہ مستیِ او یک شبی ست
خصوصاً یہ شراب جو کہ نبیؐ کے خُم کی ہے — نہ کہ وہ شراب جس کا نشہ ایک رات کا ہے

آنکہ اصحابِ کہف از نقل و نُقل — سہ صد و نہ سال گم کردند عقل
وہ (شراب)، کہ اصحابِ کہف نقل اور سفر سے — تین سَو نو سال تک اپنی عقل کھو بیٹھے

زاں۳؎ زنانِ مصر جامے خوردہ اند — دستہا را شرحہ شرحہ کردہ اند
اِسی (شراب) سے مصری عورتوں نے ایک جام پیا ہے — اُنھوں نے ہاتھوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے

ساحراں ہم سُکرِ موسیٰؑ داشتند — دار را دِلدار می پنداشتند
جادوگر بھی (حضرت) موسیٰؑ کا نشہ رکھتے تھے — اُنھوں نے سولی کو پیارا سمجھا

جعفرِؓ طیار زاں مے بود مست — زاں گرو می کرد بیخود پا و دست
(حضرت) جعفر طیارؓ اسی شراب سے مست تھے — اِسی لئے بیخودی سے ہاتھ پاؤں قربان کرتے تھے

اِس شراب سے ایسے مست ہو گئے کہ سولی پر چڑھنا اُن کو پیارا لگا۔ جعفر۔ حضرت جعفرؓ غزوۂ موتہ میں اسی شراب سے ایسے مست تھے کہ ہاتھوں کے کٹنے کی اُن کو کوئی پروا نہ ہوئی ——

۱؎ خویشتن۔ بڑے لوگ کرم سے اپنے آپ کو غافل بنا لیتے ہیں لیکن وہ سب کچھ سمجھتے ہیں۔ لجوج۔ جھگڑالو بے صفا۔ بد باطن۔ فسونِ دیو۔ مشہور ہے کہ منتر پڑھ کر جن کو بوتل میں بند کر لیا جاتا ہے۔ صد ہزاراں۔ انبیاء کی بُردباری کا معمولی حصّہ سَو پہاڑوں سے زیادہ مستقل ہوتا ہے۔ حلمِ شاں۔ اُن میں اِس قدر بُردباری ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑا ہوشیار اور بینا دھوکا کھا جاتا ہے۔ حلمِ شاں۔ اُن کی بُردباری میں شراب کی تاثیر ہے جو انسان کو مدہوش کر دیتی ہے۔

۲؎ مست۔ شرابی مستانہ کج رفتار ہو جاتا ہے۔ فرزین۔ یہ شطرنج کا مہرہ ہے جس کی چال ٹیڑھی ہوتی ہے۔ مرد برنا۔ جوان آدمی شراب کے نشے سے بوڑھوں کی طرح راستہ میں گر پڑتا ہے۔ خاصہ۔ جب اِس معمولی شراب کے یہ اثرات ہیں تو عشقِ الٰہی کی شراب کے کیا کچھ اثرات نہ ہونگے۔ اصحاب۔ اصحابِ کہف عشقِ الٰہی کی شراب سے ایسے مست ہوئے کہ نہ انکو کھانا پینا یاد رہا نہ سفر کرنا اور ایک غار میں تین سَو نو سال سوتے رہے۔

۳؎ زاں۔ حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر مصری عورتیں عشقِ الٰہی کی شراب سے ایسی مست ہوئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ ساحراں۔ جن جادوگروں کو فرعون حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ پر لایا تھا وہ

۸۲۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قصهٔ سبحانی ما اعظم شانی گفتن بایزید قدس سره و اعتراض

حضرت بایزید قدس سرہٗ کے سُبحانی ما اعظم شانی کہنے کا قصہ اور مریدوں کا اعتراض

مریدان و جواب او مر ایشان را نه بطریق گفت زبان بلکه از راه عیان

اور اُن کو اُن کا جواب زبانی گفتگو سے نہیں بلکہ مشاہدہ کے راستہ سے ہے

با مریدان آن فقیر محتشم ۱ — بایزید آمد که نک یزدان منم

وہ معزز درویش مریدوں کے سامنے — بایزیدؒ آئے کہ یہ میں خدا ہوں

گفت مستانه عیان آن ذوفنون — لا اله الا انا ها فاعبدون

اُس صاحبِ کمالات نے مستی کی حالت میں کھُلم کھُلا کہا — کوئی معبود نہیں مگر میں خبردار! بس میری عبادت کرو

چون ۲ گذشت آن حال گفتندش صباح — تو چنین گفتی و این نبود صلاح

جب وہ حالت گذر گئی، صبح کو انھوں نے اُن سے کہا — آپ نے ایسا کہا ہے اور یہ ٹھیک نہیں ہے

گفت این بار ار کنم این مشغله — کاردها در من زنید آن دم هله

فرمایا اب کی بار اگر میں یہ کام کروں — خبردار! فوراً میرے چھریاں گھونپ دینا

حق منزه از تن و من با تنم — چون چنین گویم بباید کشتنم

اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہے اور میں مجسم ہوں — جب میں ایسا کہوں مجھے قتل کر دینا چاہیئے

چون وصیت کرد آن آزاد مرد — هر مریدے کاردے آماده کرد

جب اُس آزاد مرد نے (یہ) وصیت کی — ہر مرید نے ایک چھری تیار کرلی

مست گشت او باز از استغراق زفت — آن وصیتهاش از خاطر برفت

وہ پھر بھاری استغراق سے مست ہو گئے — وہ وصیتیں دل سے نکل گئیں

عشق آمد عقل او آواره شد — صبح آمد شمع او بیچاره شد

عشق آیا تو اُن کی عقل بھاگ گئی — صبح ہو گئی تو اُن کی شمع بے کار ہو گئی

عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجے خزید

عقل کوتوال ہے، جب شاہ آیا — بے چارہ کوتوال کونے میں جا گھسا

عقل ۳ سایهٔ حق بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب

عقل اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے اللہ سورج ہے — سایہ کی اُس کے سورج کے سامنے کیا مجال ہو

ہے اگر وہ نور کا پردہ ہٹ جائے تو مخلوق اور عقل کی تاب نہ لائے اور فنا ہو جائے اسی طرح سایہ کا وجود سورج کے پردہ پوش ہونے کی وجہ سے ہے اگر پردہ ہٹ جائے تو سایہ باقی نہ رہے

۱ قصہ۔ حضرت بایزیدؒ کے اس قصے سے بھی خراب معرفت کے نشہ اور سُکر کی کیفیت کو ظاہر کرنا ہے۔ سُبحانی ما اعظم شانی۔ میں ذات پاک ہوں میری شان کس قدر بڑی ہے۔ بایزیدؒ استغراقِ وحدت اور کمالِ مستی میں بایزیدؒ نے اپنے کو خدا کہہ دیا۔ ذوفنون۔ بایزیدؒ گفتندش۔ جب سُکر ختم ہوا اور اُن کی صحو کی حالت ہوئی تو مریدوں نے اُن سے کہا آپ کے وہ کلمات بہت غیر مناسب تھے گفت بایزیدؒ نے مریدوں سے کہا اگر اس طرح کے کلمات میری زبان سے پھر نکلیں تو مجھے قتل کر دینا میں خدا کیسے ہو سکتا ہوں میں مجسم ہوں اور خدا جسم سے پاک ہے۔

۲ چون۔ مریدوں نے اُن کی وصیت پر چھریاں تیار کرلیں مست گشت۔ پھر ایک بار اُن پر سُکر کی کیفیت طاری ہو گئی تو وہ اپنی پہلی ساری گفتگو بھول گئے۔ عشق۔ بایزیدؒ کے کلماتِ عشق کی مستی کی وجہ سے مولانا عشق کی تاثیر بیان کرتے ہیں عقل بمنزلہ شمع کے ہے اور عشق سورج ہے سورج نکلنے پر شمع بیکار ہو جاتی ہے اسی طرح عقل عشق کے سامنے لاچار ہے۔ سلطان۔ عشق بادشاہ ہے اور عقل کوتوال۔

۳ عقل سایہ۔ عقل کا بقا اللہ کے حجابِ نور کی وجہ سے

660

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں پری غالب شود بر آدمی — گم شود از مرد وصفِ مردمی

جب جن کسی آدمی پر چڑھ جاتا ہے — آدمی سے آدمیت کی صفت گم ہو جاتی ہے

ہر چہ گوید آں پری گفتہ بود — زیں سری ورزاں سری گفتہ بود

وہ جو کچھ کہتا ہے، جن کی گفتگو ہوتی ہے — اس جانب کی، اگرچہ اُس جانب سے کہا گیا ہو

چوں پری را ایں دم و قانوں بود — کردگارِ آں پری خود چوں بود

جب پری کو یہ طاقت اور قاعدہ حاصل ہے — (تو) اُس جن کا خدا خود کیسا ہوگا؟

۲ اُوئے اُو رفتہ پری خود اُو شدہ — تُرکِ بے الہام تازی گو شدہ

اُس کی ماہیت بدل گئی وہ خود جن بن گیا — تُرک بغیر الہام کے عربی بولنے والا بن گیا

چوں بخود آید ندانہ یک لغت — چوں پری را ہست ایں ذات و صفت

جب وہ ہوش میں آتا ہے ایک لغت نہیں جانتا — جبکہ یہ ذات اور صفت جن کی تھی

ق

پس خداوندِ پری و آدمی — از پری کے باشدش آخر کمی

تو جن و انس کا خدا — آخر وہ جن سے کب کم ہوگا؟

۳ شیر گیر از شیر کے ترسد بگو — شرحِ راہ از کور کے پرسد بگو

بتا، نیم مست شیر سے کب ڈرتا ہے! — بتا راستہ کی تفصیل اندھے سے کون پوچھتا ہے؟

شیر گیر ار خونِ نرِ شیر خورد — تو بگوئی اُو نکرد آں بادہ کرد

نیم مست اگر نر شیر کا خون پی جائے — تو کہیگا یہ کام، اُس نے نہیں کیا شراب نے کیا؟

در سخن پردازد از رازِ کہن — تو بگوئی بادہ گفتہ است ایں سخن

اگر وہ پرانے راز کی بات کہے — تو کہے گا یہ بات شراب نے کہی ہے

بادہ را می بود گر ایں شر و شور — نورِ حق را نیست آں فرہنگ و زور

اگر شراب میں یہ شور و شر ہوتا ہے — تو کیا اللہ (تعالیٰ) کے نور میں یہ لیاقت اور طاقت،

ق

کہ ترا از تو بکل خالی کند — تو شوی پست اُو سخن عالی کند

کہ وہ تجھے، تجھ سے بالکل خالی کر دے — تو مغلوب ہو جائے (اور) وہ بلند بات کرے (نہ ہوگی)

۱ چوں پری: پہلے تو مولانا نے بایزیدؒ کے اس کلام پر عذر پیش کئے اب کہتے ہیں کہ وہ کہنا دراصل اُن کا کہنا ہی نہ تھا بلکہ وہ خود ذات حق کا کہنا تھا جو اپنی جگہ بالکل صحیح تھا انسان پر اگر جن چڑھ جاتا ہے تو اُس میں سے انسانیت کے اوصاف ختم ہو جاتے ہیں اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ نہیں بولتا بلکہ جن بولتا ہے۔ چوں جب جن کے یہ اثرات ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے وقت ایک انسان اپنی حالت پر کب رہ سکتا ہے تو لامحالہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۲ آدمی اُو: یعنی اُسکی ہستی۔ تُرک: جن کے غالب آ جانے پر جاہل تُرک عربی بولنے لگتا ہے حالانکہ اُس تُرک نے کبھی عربی نہ سیکھی تھی۔ چوں: جب اُس تُرک پر سے جن اُتر جاتا ہے وہ عربی کا ایک لفظ بھی نہیں بول سکتا۔ چوں پری: یہ مصرعہ شرط ہے اس کی جزاء اگلا شعر ہے یعنی جب جن کے یہ اثرات ہیں تو خدا کی تجلیات میں کیا کچھ اثرات نہ ہوں گے۔ شیر گیر: خراب سے نیم مست شیر سے نہیں ڈرتا تو یہ اس کی فطرت نہیں ہے بلکہ شراب کا اثر ہے۔ شرح راہ: اندھے کو کوئی راستہ معلوم نہیں کرکے تو معلوم ہوا کہ احکام کا تعلق ذات سے نہیں ہے بلکہ صفات سے ہے تو جب صفت اثر انداز ختم ہو جائے تو کلام اور بات محض ذات کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی

۳ شیر گیر: نیم مست جب شیر کو بے دھڑک مار ڈالتا ہے تو یہ عمل اُس کی ذات کی طرف منسوب نہیں ہوتا بلکہ اُس اثر کی طرف منسوب ہوتا ہے جو شراب نے پیدا کیا ہے۔ در سخن: اگر نیم مست پرانے راز ظاہر کرنے لگتا ہے تو تم کہتے ہو کہ یہ نہیں بول رہا ہے شراب بول رہی ہے، جب شراب کے یہ کرشمے ہیں تو نور حق اور تجلی رب جب انسان پر نازل ہو تو پھر اُس کی بات اُس تجلی کی طرف کیوں نہ منسوب کی جائے گی۔

661

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گرچہ[1] قرآں از لبِ پیغمبر است
قرآن اگرچہ پیغمبر کے لبوں سے ہے
ہر کہ گوید حق نگفت اُو کافر است
(لیکن) جو یہ کہے کہ اللہ (تعالیٰ) نے نہیں فرمایا وہ کافر ہے

چوں ہُمای بےخودی پرواز کرد
جب بیخودی کے ہما نے پرواز کی
آں سخن را بایزیدؒ آغاز کرد
وہ بات بایزیدؒ نے شروع کر دی

عقل را سیلِ تحیّر در رُبُود
عقل کو تحیّر کا سیلاب بہالے گیا
زاں قوی تر گفت کاوّل گفتہ بُود
اُس سے زیادہ سخت بات کہی جو پہلے کہی تھی

نیست اندر جُبّہ ام اِلّا خدا
(کہا)، میرے جبّہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے
چند جوئی بر زمین و بر سما
تو آسمان اور زمین میں کب تک تلاش کریگا!

آں[2] مُریداں جملہ دیوانہ شُدند
وہ سب مُرید پاگل بن گئے
کاردہا بر جسمِ پاکش می زدند
اُن کے پاک جسم میں چھُریاں گھونپ رہے تھے

ہر یکے چوں مُلحدانِ گردکُوہ
گردکوہ کے بے دینوں کی طرح ہر ایک
کارد می زد پیرِ خود را بے سُتُوہ
اپنے پیر کے بے دھڑک چھُری گھونپتا تھا

ہر کہ اندر شیخ تیغے می خلید
جو شخص شیخ کے اندر تلوار گھساتا تھا
باژگونہ از تنِ خود می دَرید
وہ اُلٹا اپنے جسم کو پھاڑتا تھا

یک اَثر نے بر تنِ آں ذوفنوں
اُس ہنرمند کے جسم پر ایک نشان نہ تھا
واں مُریداں خستہ و غرقابِ خوں
اور وہ مُرید زخمی اور خون میں غرق تھے

ہر[3] کہ اُو سُوی گلویش زخم بُرد
جس نے اُن کے گلے پر زخم لگایا
حلقِ خود ببریدہ دید و زار مُرد
اُس نے اپنا گلا کٹا ہوا پایا اور بُری طرح مرا

وانکہ اُو را زخم اندر سینہ زد
اور جس نے اُن کے سینہ پر زخم لگایا
سینہ اش بشگافت و شُد مُردہ اَبد
اُس کا سینہ چرا اور ہمیشہ کے لئے مُردہ ہوگیا

وانکہ آگہ بُود زاں صاحبقراں
اور جو شخص اُس اِقبال مند سے واقف تھا
دِل ندادش کہ زند زخمِ گراں
اُسکے دل نے اُسکو اجازت نہ دی کہ کاری زخم لگائے

نیم دانش دست اُو را بستہ کرد
تھوڑی سی عقل نے اُس کے ہاتھ باندھ دیئے
جاں بُرد اِلّا کہ خود را خستہ کرد
اُس نے جان بچالی مگر اپنے آپ کو زخمی کرلیا

---

[1] گرچہ۔ قرآن کے الفاظ اگرچہ آنحضورؐ کے دہنِ مبارک سے ادا ہوتے تھے لیکن اُس کو آنحضورؐ کا کلام کہنے والا کافر ہے اور اُس کو خدا کا کلام قرار دیا جاتا ہے اِسی طرح وہ الفاظ اگرچہ بایزیدؒ کے مُنہ سے ادا ہوئے لیکن وہ خدا کا کلام تھا۔ چوں ہمای۔ حضرت بایزیدؒ پر جب تجلیات سے پھر بیخودی طاری ہوئی تو اِس بار انھوں نے پہلے سے بھی زیادہ سخت جملہ کہا اور کہنے لگے کہ میرے جُبّہ میں خدا کے سوا کوئی نہیں ہے اُس کو میرے جبّہ میں تلاش کرو آسمان اور زمین پر کیوں تلاش کرتے پھرتے ہو۔

[2] آں مُریداں۔ اِس جملہ پر تمام مُرید دیوانہ وار اُن پر چھُریاں لے کر ٹوٹ پڑے اور اُن کے پاک جسم پر چھُریاں چلا دیں۔ ہر یکے۔ گردکوہ، رَے کے علاقہ کا مشہور پہاڑ ہے۔ امام رازی کے زمانہ میں وہاں کافروں کی ایک جماعت تھی جو مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرتی تھی۔ بےسُتوہ۔ بغتتین، سنگدل ہونا۔ ہر کہ۔ جو مُرید شیخ کے چھُری مارتا تھا اُس کا زخم خود اُس کے لگتا تھا۔ یک اثر نے۔ بایزیدؒ کے بدن پر کسی کی چھُری کا زخم نہ لگا اور مُرید خون میں نہا گئے۔

[3] ہر کہ۔ جس مُرید نے اُن کا گلا کاٹنے کے لئے حملہ کیا اُس کا خود گلا کٹ گیا اور مر گیا۔ وانکہ۔ جس شخص نے بایزیدؒ کے سینے کو چاک کرنا چاہا اُس کا خود سینہ چاک ہوگیا اور ابدی نیند سوگیا۔ وانکہ۔ جس شخص نے حضرت بایزیدؒ کی شخصیت کو سمجھا اور اُس نے تھوڑی سی عقل سے کام لیا تو معمولی زخم لگایا پھر بھی وہ زخم خود اُس کے لگا۔

662

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

روز[۱] گشت وآں مریداں کاستہ — نوحہا از جانِ شاں برخاستہ

دن نکل آیا اور وہ نیم مُردہ مرید — اُن کی جان سے نوحے بلند ہوئے

پیشِ اُو آمد ہزاراں مرد و زن — کاے دو عالم مُدرج در یک پیرہن

ہزاروں مرد و زن اُن (شیخ) کے پاس آئے — کہ اے (وہ شیخ) کہ دونوں جہان ایک لباس میں ہیں

ایں تنِ تو گر تنِ مردم بُدے — چوں تنِ مردم ز خنجر گم شُدے

اگر یہ آپ کا جسم انسان کا جسم ہوتا — انسانوں کے جسم کی طرح خنجر سے فنا ہو جاتا

با خودے[۲] با بےخودے دوچار زد — با خود اندر دیدۂ خود خار زد

خودی والے نے جب فانی کا مقابلہ کیا — تو اُس نے خود اپنی آنکھ میں کانٹا چبھویا

اے زدہ بر بےخوداں تو ذوالفقار — بر تنِ خود می زنی آں ہوشدار

اے وہ کہ تو نے فانیوں پر تلوار چلائی — سمجھ لے تو اپنے جسم پر مار رہا ہے

زانکہ بےخود فانی ست و ایمن ست — تا ابد در ایمنی اُو ساکن ست

کیونکہ بےخود فانی ہے اور محفوظ ہے — وہ ہمیشہ کے لئے امن میں مقیم ہے

نقشِ اُو فانی و اُو شد آئینہ — غیرِ نقشِ روئے غیر آنجائے نہ

اُس کی صورت فنا ہو گئی ہے اور وہ آئینہ بن گیا ہے — سوائے غیر کی صورت کے اُس میں کچھ نہیں ہو

گر کنی تف سوئے روئے خود کنی — ور زنی بر آئینہ بر خود زنی

اگر تو تھوکے گا تو اپنے منہ پر تھوکے گا — اگر آئینہ پر حملہ کرے گا اپنے اوپر کریگا

ور[۳] بہ بینی روئے زشت آں ہم توئی — ور بہ بینی عیسیِ مریم توئی

اگر تو نے بھدا چہرہ دیکھے گا وہ بھی تو ہی ہے — اگر تو عیسیٰ ابن مریم کو دیکھے گا، تو ہی ہے

اُو نہ اینست و نہ آں اُو سادہ است — نقشِ تو در پیشِ تو بنہادہ است

وہ نہ یہ ہے نہ وہ ہے وہ صاف ہے — اُس نے تیری صورت تیرے سامنے کر دی ہے

چوں رسید اینجا سخن لب در بہ بست — چوں رسید اینجا قلم در ہم شکست

جب بات یہاں پہنچی ہونٹوں نے دروازہ بند کر لیا — جب قلم یہاں پہنچا، ٹوٹ گیا

لب بہ بند ارچہ فصاحت دست داد — دم مزن واللہ اعلم بالرشاد

ہونٹ بند کرے، اگرچہ فصاحت حاصل ہو — دم نہ مار اور اللہ بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

[۱] روز گشت۔ رات میں یہ سب کچھ ہوا صبح کو جب نیم مُردہ مُریدوں پر حقیقت کھل گئی تو وہ اور سینکڑوں لوگ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ کے لباس میں کسی ایک شخص کا جسم نہیں ہے دونوں جہان ہیں اگر اس لباس میں انسانی جسم ہوتا تو وہ خنجروں سے زخمی ہو جاتا۔

[۲] با خودے۔ جب کوئی دنیادار کسی بزرگ سے بھڑتا ہے تو وہ خود اپنا نقصان کرتا ہے۔ ذوالفقار آنحضورؐ کی تلوار کا نام ہے جو آنحضورؐ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس رہی تھی اُس کے بعد ہر اچھی تلوار کو ذوالفقار کہہ دیا جاتا ہے۔ آدمی مقامِ فنا پر پہنچنے کے بعد اُس کا اپنا کچھ نہیں رہتا لہٰذا اُس کے اپنے نقصان کا کوئی امکان نہیں ہے۔ نقشِ اُو۔ فانی کی خود اپنی صورت فنا ہو جاتی ہے اور وہ دوسروں کی صورتوں کا آئینہ بن جاتا ہے اب اُس میں خود اُس کی اپنی صورت نظر نہیں آتی جو غیر بالمقابل ہوتا ہے اُس کی صورت نظر آتی ہے۔ گر کنی۔ آئینہ پر تھوکنا اپنے منہ پر تھوکنا ہے۔

[۳] ور بہ بینی۔ اُس میں جو کچھ اچھائی یا برائی تجھے نظر آ رہی ہو وہ خود تیری اچھائی برائی ہے۔ چوں رسید۔ مولانا فرماتے ہیں جب برائیاں اس مقام تک پہنچیں تو ہونٹوں نے بولنے کا راستہ بند کر دیا اور لکھنے سے قلم عاجز آ گیا۔ لب بہ بند۔ مولانا اپنے آپ کو خطاب کرتے ہیں کہ خواہ کتنی ہی فصاحت حاصل ہو ان رازوں کو سربستہ رکھنا چاہیے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

لہ بر کنارِ بامی اے مستِ مدام — پست بنشیں یا فرود آ والسلام

اے شراب سے مست! تو بالاخانہ کے کنارے پر ہے — نیچے ہو کر بیٹھ یا نیچے اتر آ والسلام

ہر زمانیکہ شدی تو کامراں — آں دمِ خوش را کنارِ بام داں

جس وقت تو کامیاب ہو — اُس اچھے وقت کو بالاخانہ کا کنارہ سمجھ

بر زمانِ خوش ہراساں باش تو — ہمچو گنجش خفیہ کن نے فاش تو

تو اچھے وقت پر خوفزدہ رہ — اُس کو خزانہ کی طرح چھپا، ظاہر نہ کر

تا نیاید بر وِلا ناگہ بلا — تَرس ترساں رو دراں مکمنِ بلا

تاکہ دوستی پر اچانک کوئی بلا نازل نہ ہو جائے — خبردار! اُس مخفی مقام پر ڈرتا ڈرتا چل

لہ ترسِ جاں در وقتِ شادی از زوال — زاں کنارِ بامِ غیب ست اے تحال

خوشی کے وقت زوال کی وجہ سے جان کا خوف — اُس غیب کے بالاخانہ کے کنارے سے ہٹ جاتا ہے

گر نمی بینی کنارِ بامِ راز — روح می بیند کہ ہستش اہتزاز

اگر تو اسرار کے بالاخانہ کا کنارہ نہیں دیکھتا ہے — روح دیکھتی ہے، کیونکہ اسی کو خوشی ہے

ہر نکالے ناگہاں کاں آمدہ ست — بر کنارِ کنگرہ شادی بُدست

جو عذاب اچانک آیا ہے — وہ خوشی کے کنگرے کے کنارے سے آیا ہے

جز کنارِ بام خود نبود سقوط — اعتبار از قومِ نوحؑ و قومِ لوطؑ

گرنا، بالاخانہ کے کنارے سے ہی ہوتا ہے — قومِ نوحؑ اور قومِ لوطؑ سے عبرت حاصل کرے

اعتبارے گیر تا یابی صفا — از درونِ انبیا و اولیا

تاکہ تجھے (باطن) کی صفائی حاصل ہو عبرت حاصل کر — انبیاء اور اولیاء کے باطن سے

سببِ فصاحت و بسیار گفتنِ آں فضول نزدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس بیہودہ کے بہت بولنے اور زبان درازی کا سبب

سہ پرتوِ مستیِ بیحدِ نبیؐ — چوں بزد ہم مست و خوش گشت آں غبی

نبی کی لامحدود مستی کا عکس — جب پڑا، وہ غبی بھی مست اور خوش و گفتار بن گیا

لاجرم بسیار گو شد از نشاط — مست ادب بگذاشت و آمد در خباط

لامحالہ وہ سرور کی وجہ سے بہت بولنے والا بن گیا — مست نے ادب (کا دامن) چھوڑا، دیوانگی میں مبتلا ہو گیا

نے ہمہ جا بے خودی شر می کند — بے ادب را بے ادب تر می کند

مستی ہر جگہ شر (پیدا) نہیں کرتی ہے — بے ادب کو زیادہ بے ادب بنا دیتی ہے

لہ بر کنار۔ بس اس قدر بتا دیتا ہوں کہ عشقِ الٰہی کائنات بالاخانہ کی منڈیر پر بیٹھا ہوا ہے جہاں سے ہر وقت گرنے کا خطرہ ہے یا تو وہ منڈیر سے نیچے اتر کر بیٹھے یا بالاخانہ پر ہی آ جائے ورنہ ہر وقت خطرے میں ہے۔ بر زمانِ خوش۔ قربِ الٰہی سے جو خوش وقتی حاصل ہو اس کے بارے میں ہر وقت خوفزدہ رہنا چاہیئے کہ کہیں وہ ہاتھ سے نہ جاتی رہے اور اس خزانۂ غیب کے راز کو دوسروں سے مخفی رکھنا ضروری ہے۔ وِلا۔ یعنی خدا کی دوستی۔ مکمن۔ پوشیدہ مقام۔

لہ ترس۔ مقامِ قرب حاصل ہونے پر جو خوشی ہے اس کے بارے میں خوف یہ ہے کہ یہ مقام زائل نہ ہو جائے۔ گر نمی بینی۔ بسا اوقات سالک کو اس مقام کا احساس نہیں ہوتا لیکن اس کی روح اس کو محسوس کرتی ہے۔ ہر نکالے۔ اقوامِ سابقہ قومِ نوحؑ اور قومِ لوطؑ پر جو عذاب آیا وہ ان کے نقطۂ عروج پر پہنچنے کے بعد آیا۔ سقوط۔ نزول و سقوط عروج کے بعد ہی متصور رہتا ہے۔ اعتبارے۔ انبیاء کے نقشِ قدم پر چلو گے تو ان کی طرح آئینہ بن جاؤ گے۔

سہ بدل۔ آنحضور کو جو قرب الٰہی [illegible] حاصل تھی اُس سے مترشح ہو کر اس پر پڑ گیا جس کی وجہ سے وہ خوشی میں پاگل [illegible] خرافات ترشح کرنے کے بجا۔ اس

[illegible]

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[1] گر بود عاقل نکوفر می شود — ور بود بدخوی بدتر می شود
اگر وہ سمجھدار ہو تو اچھی شان شوکت والا بنجاتا ہے — اگر وہ بدعادت ہوتا ہے تو اور زیادہ برا بنجاتا ہے

بر لبیب آید لباب کاسِ او — وز غبی کم گردد استیناسِ او
اُس کا جام سمجھدار کے لئے مغز ہو — اگر غبی ہے تو اُس کی محبت کم ہوجاتی ہے

بے خود از مے باادب گردد تمام — باخود از مے بے ادب گردد مدام
فانی شراب سے مکمل باادب بن جاتا ہے — خودی والا شراب سے ہمیشہ بےادب بنتا ہے

[2] لیک اغلب چوں بدند و ناپسند — بر ہمہ مے را مُحرّم کردہ اند
لیکن اکثر لوگ برے اور ناپسند ہیں — (اسلئے) سب پر ہی شراب کو حرام کردیا ہے

حکم غالب راست چوں اغلب بدند — تیغ را از دستِ رہزن بستدند
حکم اکثریت پر لگتا ہے چونکہ اکثر بد ہیں — انھوں نے تلوار، ڈاکو کے ہاتھ سے لی ہے

بیانِ کردنِ رسول علیہ السّلام سببِ تفضیل و اختیار کردنِ او آں ہذیلی را بامیری و سرلشکری بر پیرانِ کاردیدہ و کار آزمودہ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس ہذیلی کو امیری اور سرداری کے لئے ماہر اور تجربہ کار بوڑھوں پر فضیلت دینے اور چُن لینے کے سبب کا بیان کرنا

[3] گفت پیغمبر کہ اے ظاہر نگر — تو مبیں او را جوان و بے ہنر
پیغمبرؐ نے فرمایا اے ظاہر بیں! — تو اُس کو جوان اور بے ہنر نہ سمجھ

اے بسا ریشِ سیاہ و مرد پیر — وے بسا ریشِ سفید و دل چو قیر
بہت سے کالی داڑھی والے ہیں اور بوڑھے ہیں — بہت سے سفید داڑھی والے ہیں اور سیاہ دل ہیں

عقلِ او را آزمودم بارہا — کرد پیری آں جواں در کارہا
میں نے بارہا اُس کی عقل آزمائی ہے — کاموں میں اُس جوان نے بوڑھاپن دکھایا ہے

پیر پیرِ عقل باشد اے پسر — نے سفیدی موی اندر ریش و سر
اے بیٹا! بوڑھا عقل کا بوڑھا ہوتا ہے — نہ کہ سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی

از بلیس او پیرتر خود کے بود — چونکہ عقلش نیست او لاشی بود
وہ (نوجوان) شیطان سے زیادہ بوڑھا کب ہوسکتا تھا؟ — چونکہ اُس میں عقل نہیں ہے وہ لاشئ ہے

طفل گیرش چوں بود عیسیٰ کمال — پیر باشد در ہنر آں خوشخصال
اُس کو بچہ سمجھ، جب وہ صاحبِ کمال ہو — وہ خوش خصلت ہنر میں بوڑھا ہوگا

---

[1] گر بود۔ جس طرح کے جذبات انسان کے دل میں ہوتے ہیں مستی اُن کو ابھار دیتی ہے۔ بر لبیب۔ شراب کے اثر سے ذہین کی ذہانت بڑھ جاتی ہے اور بے عقل مزید بے عقلی کرنے لگتا ہے۔ استیناس۔ مانوس ہونا۔ بے خود۔ اگر انسان خود غرض نہیں ہے اور اس میں عالی جذبات ہیں تو وہ جذبات اور ابھر جاتے ہیں۔ مدام۔ ہمیشہ۔

[2] لیک۔ چونکہ حکم اکثریت پر لگتا ہے اور اکثر لوگ اچھے جذبات کے حامل نہیں ہوتے لہذا شراب سب ہی کے لئے حرام کردی گئی۔ تیغ۔ عوام کے لئے شراب کی اجازت ایسی ہوئی جیسا کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں تلوار دے دینا۔

[3] گفت پیغمبر۔ ہذیلی کے سردار بنانے پر جو اعتراض تھا اُس کا جواب دیا۔ اے بسا یعنی بزرگی بہ عقلست نہ بسال۔ قیر۔ ایک کالا مادہ ہے۔ آں بلیس۔ محض عمر کے اعتبار سے اگر عقلمندی کا حکم لگتا تو شیطان سے زیادہ عمر والا کون ہوگا۔ وہ عقلمند کہلاتا۔ طفل۔ بچہ اگر صاحبِ کمال ہے تو وہ عقلمند ہے۔

665

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

طِفل گیرش چوں بُود عیسیٰ نَفَس ۔۔۔ پاک باشد از غرور و از ہوس

اُسکو بچہ سمجھ جب وہ حضرت عیسیٰؑ والی باتوں والا ہو ۔۔۔ تو وہ غرور اور ہوس سے پاک ہوگا

آں[1] سُفیدی مُو دلیلِ پختگی ست ۔۔۔ پیشِ چشمِ بستہ کِش کوتہ گی ست

بالوں کی سفیدی پختگی کی دلیل ہے ۔۔۔ بند آنکھ کے لئے جو کوتاہ رفتار ہے

آں مُقلِّد چوں نداند جُز دلیل ۔۔۔ در علامت جوید اُو دائم سبیل

وہ مقلد چونکہ دلیل کے علاوہ کچھ نہیں جانتا ۔۔۔ تو وہ ہمیشہ علامتوں میں راستہ تلاش کرتا ہے

بہرِ اُو گفتیم کایں تدبیر را ۔۔۔ چونکہ خواہی کرد بگزیں پیر را

اُس کے لئے ہم نے کہا ہے کہ اِس تدبیر کو ۔۔۔ جب تو اختیار کرے، بوڑھے کو منتخب کر

لیک پیرِ عقل نے پیرِ سِن ۔۔۔ می نداند مُمتحَن از مُمتحِن

لیکن عقل کا بوڑھا، نہ کہ عمر کا بوڑھا ۔۔۔ جو امتحان دینے والے اور امتحان لینے والے میں امتیاز نہ کر سکے

آنکہ[2] اُو از پردۂ تقلید جَست ۔۔۔ اُو بنورِ حق بہ بیند ہر چہ ہست

وہ شخص جو تقلید کے پردے سے نکل گیا ۔۔۔ وہ ہر موجود کو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے

نورِ پاکش بے دلیل و بے بیاں ۔۔۔ پوست بشگافد در آید در میاں

اُس کا پاک نور بغیر دلیل اور بغیر بیان کے ۔۔۔ کھال پھاڑتا ہے اندر گھس جاتا ہے

پیشِ ظاہر بیں چہ قلب و چہ سَرہ ۔۔۔ اُو چہ داند چیست اندر قوصرہ

ظاہر بیں کے سامنے کیا کھوٹا اور کیا کھرا ۔۔۔ وہ کیا جانے ٹوکری میں کیا ہے؟

اے بسا زر سیہ کردہ بدُود ۔۔۔ تا رہد از دستِ ہر دُزدِ حسود

بعض اوقات سونا دھوئیں سے سیاہ کیا ہوا ہوتا ہے ۔۔۔ تاکہ ہر حاسد چور کے ہاتھ سے محفوظ ہے

اے بسا مِسہائے[3] اندودہ بزر ۔۔۔ تا فروشد آں بعقلِ مختصر

بہت سے سونے کا ملمع کئے ہوئے تانبے ہیں ۔۔۔ تاکہ اُن کو کوتاہ عقل کے ہاتھ فروخت کر دے

ما کہ باطن بینِ جُملہ کشوریم ۔۔۔ دِل بہ بینیم و بظاہر ننگریم

ہم جو کہ تمام عالم کے باطن کے دیکھنے والے ہیں ۔۔۔ ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر کو نہیں دیکھتے ہیں

قاضیانے کہ بظاہر می تنند ۔۔۔ حُکم بر اشکالِ ظاہر می کُنند

وہ قاضی جو ظاہر پر نظر رکھتے ہیں ۔۔۔ وہ ظاہری شکلوں پر حکم لگاتے ہیں

چوں شہادت گفت و ایمانش نبود ۔۔۔ حکمِ اُو مومن کنند ایں قوم زود

جب (کلمۂ) شہادت پڑھ لیا اور اُسمیں ایمان نہ تھا ۔۔۔ یہ لوگ بہت جلد اُس پر مومن (ہونیکا) حکم لگا دیتے ہیں

[1] آں سفیدی - بالوں کی سفیدی بھی عقل کی پختگی کی دلیل ہے لیکن یہ ظاہر بین لوگوں کے لئے ہے - آں مقلد جس کو نور بصیرت حاصل نہیں ہے وہ ہمیشہ دلیل کا طالب ہوتا ہے اور علامتوں کا راستہ تلاش کرتا ہے - بہر او مقلد کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ کسی بوڑھے سے مشورہ کرے لیکن لیکن اس بوڑھے سے عمر کا بوڑھا مراد نہیں ہے بلکہ صاحب بصیرت مراد ہے -

[2] آنکہ - وہ شخص مراد ہے جو تقلید سے نجات پا گیا ہو اور جو اللہ کے نور سے چیزوں کو دیکھتا ہو اُس کی نگاہ کھال سے گذر کر باطن کو دیکھ لیتی ہے - پیش - ظاہر بیں، کھوٹے کھرے میں امتیاز نہیں کر سکتا - قوصرہ - ٹوکری، اے بسا - بہت سے صحیح سکے کالے کر دیئے جاتے ہیں تاکہ چور دست درازی نہ کرے -

[3] مسہائے اندودہ - بہت سے سکے تانبے کے ہوتے ہیں جن پر سونے کی ملمع کاری ہوتی ہے - تاکہ حضورؐ نے فرمایا ہم دل کو دیکھتے ہیں ظاہر پر نظر نہیں رکھتے ہیں - قاضیانے - قاضی ظاہر پر حکم لگاتا ہے جب کوئی شخص اس کے سامنے کلمۂ شہادت پڑھے خواہ اس کے دل میں تصدیق نہ ہو تو وہ اس کو مومن قرار دے گا -

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بس[1] منافق کاندریں ظاہر گریخت
بہت سے منافق ہیں جنھوں نے اس ظاہر میں پناہ پکڑلی
خونِ صد مومن بہ پنہانی بریخت
درپردہ انھوں نے سینکڑوں مسلمانوں کی خونریزی کی

جہد کن تا پیرِ عقل و دیں شوی
کوشش کر تاکہ عقل اور دین کا بوڑھا بنے
تا چو عقلِ کل تو باطن بیں شوی
تاکہ تو عقلِ کل کی طرح باطن بیں بن جائے

از عدم چوں عقلِ زیبا رو کشاد
جب حسین عقل، عدم سے رونما ہوئی
خلعتش داد و ہزاراں نام داد
(قدرت نے) اس کو خلعت بخشی اور ہزاروں نام دیئے

کمتریں زاں نامہائے خوش نفس
ان بہترین ناموں میں سے کمترین نام
اینکہ نبود ہیچ او محتاجِ کس
یہ ہے کہ وہ کسی کی محتاج نہ ہوگی

گر[2] بصورت وانماید عقل رو
اگر عقل مجسم ہوکر رونما ہوجائے
تیرہ باشد روز پیشِ نورِ او
دن اس کے سامنے کالا پڑجائے

ور مثالِ احمقی پیدا شود
اگر حماقت کی تصویر پیدا ہوجائے
ظلمتِ شب پیشِ او روشن بود
رات کی تاریکی اس کے مقابلہ میں روشن ہوگی

کو ز شب مظلم تر و تاری تر ست
کیونکہ وہ رات سے زیادہ تاریک اور کالی ہے
لیک خفاشِ شقی ظلمت خور ست
لیکن بدبخت چمگادڑ تاریکی خور ہے

اندک[3] اندک خوی کن با نورِ روز
دن کے نور کی آہستہ آہستہ عادت ڈال
ورنہ خفاشے بمانی بے فروز
ورنہ تو نور سے محروم چمگادڑ بنا رہے گا

عاشقِ ہر جا شکال و مشکلے ست
وہ ہر ایسی جگہ کی عاشق ہے جہاں اشکال و مشکل ہے
دشمنِ ہر جا چراغِ مقبلے ست
اس جگہ کی دشمن ہے جہاں کسی بختاور کا چراغ ہے

ظلمتِ اشکال ازاں جویدِ دلش
اُسکا دل اندھیرے کے اشکال کی جستجو میں اسلئے ہے
تا کہ افزوں تر نماید حاصلش
تاکہ اس کی آمدنی زیادہ رونما ہو

تا ترا مشغولِ آں مشکل کند
تاکہ تجھے اس مشکل میں مشغول کردے
وز نہادِ زشتِ خود غافل کند
اور اپنی بری فطرت سے غافل کردے

علامتِ عاقلِ تمام و نیم عاقل و مردِ تمام و نیم مرد و علامتِ شقیِ مغرورِ لاشیٔ

مکمل عاقل اور آدھے عقلمند اور مکمل انسان اور آدھے انسان کی علامت اور بے وجود مغرور بدبخت کی علامت

---

[1] بس منافق۔ بہت سے منافقوں نے اسی طرح اپنا ایمان ظاہر کرکے سازشیں کی ہیں اور مسلمانوں کی خونریزی کی ہے۔ عقلِ کل۔ عقلِ کامل جبرئیلؑ۔ از عدم۔ جب عقل پیدا ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے اُسکی بہت عزت افزائی فرمائی۔ کمترین۔ اُس کو ایک یہ خوبی عنایت کی کہ وہ کسی کی محتاج نہیں ہے

[2] گر بصورت۔ اگر عقل مجسم ہوکر دنیا میں رونما ہو تو سورج کی روشنی اُس کے سامنے ماند پڑجائے۔ ور۔ اگر حماقت مجسم ہوکر رونما ہو تو رات کی تاریکی اُس سے شرما جائے۔ لیک۔ احمق کی شان تاریکی خور چمگادڑ کی سی ہے لہٰذا اُس کو حماقت ہی پسند آتی ہے۔

[3] اندک۔ انسان کو نورِ ہدایت سے تعلق پیدا کرنا چاہئیے ورنہ بُری حالت میں موت آجائے گی۔ عاشق۔ کور باطن تاریکی کو پسند کرتا ہے، اور ہدایت سے بھاگتا ہے چمگادڑ صفت انسان دنیاوی ظلمت کا طالب ہے اور چراغِ ہدایت سے گریزاں ہے اور دنیاوی ظلمت کا طالب اسلئے ہے کہ دنیا کی دولتیں کمائے۔ تا ترا۔ ایسے دولتمند انسان کو دیکھ کر دوسرے بھی گمراہ ہوتے ہیں۔ علامت۔ اس بیان سے مولانا کا یہ مقصد ہے کہ کامل عقلمند وہ ہے جو نورِ باطن حاصل کرے۔ لاشیٔ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عاقل آں باشد کہ با اُو مشعلہ است[1]
عقلمند وہ ہے جس کے پاس مشعل ہے
اُو دلیل و پیشوای قافلہ است
وہ قافلہ کا راہنما اور پیشوا ہے

پیرو نورِ خود ست آں پیش رو
وہ پیشوا، اپنے نور کا پیرو ہے
تابعِ خویش ست آں بیخویش رو
وہ بے اختیار چلنے والا اپنے نور کا تابع ہے

مومنِ خویش ست و ایماں آورید
وہ اپنے اوپر ایمان رکھتا ہے اور ایمان لایا ہے
ہم بداں نورے کہ جانش زاں چرید
اُس نور پر جس سے اُسکی روح نے غذا حاصل کی ہے

دیگرے[2] کہ نیم عاقل آمد اُو
دوسرا وہ جو آدھا عقلمند ہے
عاقلے را دیدہ خود داند اُو
(اور) کسی عقلمند کو اپنی آنکھ سمجھتا ہے

دست در وے زد چو کور اندر دلیل
اُسنے اُسپر اس طرح ہاتھ رکھ دیا ہے جیسا کہ اندھا راہبر پر
تا بدو بینا شد و چست و جلیل
حتی کہ وہ اُس کے ذریعہ بینا اور چست اور بڑا بنگیا ہے

واں خرے کز عقل جو سنگے نداشت
وہ گدھا جو ایک جَو برابر عقل نہیں رکھتا
خود نبودش عقل و عاقل را گذاشت
اُسمیں خود عقل نہ تھی اور عقلمند کو بھی چھوڑ دیا

رہ نداند نے قلیل و نے کثیر
وہ راستہ نہیں جانتا ہے نہ تھوڑا نہ بہت
می نجوید ہم نذیر و ہم بشیر
نذیر اور بشیر کو بھی نہیں تلاش کرتا ہے

غرقہ اندر غفلت و در قال و قیل
غفلت اور بحث و مباحثہ میں غرق ہے
ننگش آید آمدن خلفِ دلیل
اُس کو راہنما کے پیچھے چلنے میں شرم آتی ہے

می رود[3] اندر بیابانِ دراز
وہ لمبے جنگل میں چلا جا رہا ہے
گاہ لنگاں آئس و گاہے بتاز
کبھی مایوس لنگڑاتا ہوا اور کبھی دوڑتا ہوا

شمع نے تا پیشوای خود کند
شمع نہیں ہے کہ اُس کو اپنا پیشوا بنالے
نیم شمعے نے کہ نورے گد کند
آدھی شمع (بھی) نہیں ہے کہ نور مانگ لے

نیست عقلش تا دمِ زندہ زند
اُس میں عقل نہیں ہے کہ زندہ ہونیکا دم بھرے
نیم عقلے نے کہ خود مُردہ کند
آدھی عقل (بھی) نہیں ہو کہ اپنے آپکو مُردہ بنالے

مُردہ آں عاقل آید اُو تمام
وہ بالکلیہ اُس عقلمند کا مُردہ بن جائے
تا بر آید از نشیبِ خود بہ بام
تاکہ اپنی پستی سے بالاخانہ پر پہنچ جائے

عقلِ کامل نیست خود را مُردہ کن
پوری عقل نہیں ہے (تو) اپنے آپکو مُردہ بنا
در پناہِ عاقلِ زندہ سخن
زندہ دم عقلمند کی پناہ میں

[1] مشعلہ یعنی نور کی مشعل۔ اُو۔ وہ دوسروں کا بھی رہنما ہے۔ پیرو۔ وہ خود اپنے نور کا تابع اور پیرو ہوتا ہے۔ مومنِ خویش۔ یہ مرتبہ انبیاء کا ہے انبیاء کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے اوپر ایمان لائیں اور اپنی نبوت کی تصدیق کریں۔

[2] دیگرے۔ نیم عقل وہ ہے جو کسی صاحب نور کو اپنی آنکھ بنالے اور ہر چیز کو اُس کی آنکھ سے دیکھے۔ دست۔ ہر معاملہ میں اُسپر ایسا اعتماد کرے جس طرح اندھا اپنے رہنما پر کرتا ہے۔ واں خرے۔ تیسرا جو نِرا گدھا ہے وہ ہے جس کو نہ خود نور حاصل ہو نہ کسی کو رہنما بنائے۔ نذیر و بشیر یعنی رہنما۔ غرقہ۔ خود غفلت میں غرق ہے اور دوسرے کو رہنما بنانے سے ذلت محسوس کرتا ہے۔

[3] می رود۔ یہ تیسرا شخص اوہام اور خیالات کی وادیوں میں سرگرداں رہتا ہے۔ شمع۔ اُس کو خود تو نورِ باطن حاصل نہیں ہے اور اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ کسی دوسرے سے نور حاصل کرلے۔ نیست عقلش۔ اُسکو خود نور حاصل نہیں ہے اور اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ اپنے آپکو کالمیت فی یدِ الغسّال کردے۔ مُردہ۔ اگر مُردہ بنکر اپنے آپکو کسی عقلمند کے سپرد کردوگے تو بامِ عروج پر پہنچ جاؤگے۔ عقلِ کامل۔ اگرچہ اتنا کامل عقل نہیں ہو تو اپنے آپکو

زنده[۱] نے تا همدمِ عیسیٰ بُوَد — مُرده نے تا دمگهِ عیسیٰ شَوَد
نہ وہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم مشرب ہو — مُردہ بھی نہیں ہو کہ حضرت عیسیٰ کی پھونک کا اہل ہو

زنده نے و مُرده نے لاشیٔ بُوَد — غُوره باشد نے عنب نے مے بُوَد
نہ زندہ ہے نہ مُردہ، وہ کچھ نہیں ہے — کچا انگور ہے، نہ انگور ہے نہ شراب

غُورهٔ کز غورگی در نگذرد — سنگ بست و خام و تُرش و رد بُوَد
کچا انگور جو کچے پن سے آگے نہ بڑھے — وہ پتھرا گیا ہے اور کچا اور کھٹا اور مردود ہوتا ہے

جانِ[۲] کورش گام ہر سُو می نهد — عاقبت بجهد و لے بر می جهد
اُس کی اندھی روح ہر جانب قدم بڑھاتی ہے — عاقبت کی کوشش نہیں کرتی ہے لیکن تڑپتی رہتی ہو

سُود ندهد بر جهیدن آں زماں — زانکه نازل شد بلا از آسماں
اُس وقت اُچھلنا کودنا فائدہ نہیں دیتا ہے — کیونکہ آسمان سے بلا اُتر چکی ہے

قصهٔ آبگیر و صیادان و آں سه ماهی یکے عاقل و یکے نیم عاقل و آں دیگر مغرور ابله، مُغفل، لاشیٔ و عاقبتِ ایشان

تالاب اور شکاریوں اور تین مچھلیوں کا قصہ جو ایک عقلمند اور ایک ناقص العقل اور ایک دوسری مغرور، بے وقوف غافل لاشئ تھی اور اُن کا انجام

قصهٔ[۳] آں آبگیرست اے عنُود — که درو سه ماهیِ اشگرف بُود
اے سرکش! اس تالاب کا قصہ ہے — جس میں تین بڑی مچھلیاں تھیں

در کلیله خوانده باشی لیک آں — قشرِ افسانه بُوَد ویں مغزِ جاں
تو نے کلیلہ میں پڑھا ہوگا لیکن وہ — قصہ کا چھلکا تھا اور یہ رُوح کا مغز ہے

چند صیادے سوئے آں آبگیر — برگذشتند و بدیدند آں ضمیر
اُس تالاب کی جانب چند شکاری — گذرے اور اُس راز کو سمجھ گئے

پس شتابیدند تا دام آورند — ماهیاں واقف شدند و هوشمند
وہ دوڑے تاکہ جال لائیں — مچھلیاں باخبر اور آگاہ ہو گئیں

آنکه عاقل بُود عزمِ راه کرد — عزمِ راهِ مُشکلِ ناخواه کرد
جو سمجھدار تھی اس نے سفر کی ٹھانی — ناپسند مشکل راستہ کا ارادہ کر لیا

گفت با اینها ندارم مشورت — که یقیں سُستم کنند از مقدرت
کہنے لگی میں ان سے مشورہ نہ کروں گی — کیونکہ وہ یقیناً طاقت میں مجھے سست کریں گی

---

۱ زنده۔ احمق انسان نہ زندہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی طرح اس کے دم میں اثر ہو اور نہ مُردہ ہے کہ کسی عیسیٰ نفس کے دم کر زندہ ہو جائے۔ غوره۔ کچا انگور نہ کھانے کے قابل ہے نہ اس سے شراب بنتی ہے۔ کز غورگی۔ جو انگور پک نہ پائے ٹھٹھر کر کھٹا رہ جاتا ہے اور ناقابل قبول ہوتا ہے۔

۲ جان۔ احمق انسان اوہام میں پھنسا رہتا ہے۔ عاقبت کی فکر نہیں کرتا ہے پھر ایسے وقت فکر کرتا ہے جبکہ کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا۔ سود۔ بے وقت ندامت مفید نہیں ہے۔ آبگیر۔ تالاب جھیل۔ قصہ۔ اس قصہ سے انہی تین قسم کے آدمیوں کے انجام کو سمجھانا مقصود ہے۔

۳ قصہ۔ ایک جھیل میں تین نادر اور موٹی مچھلیاں رہتی تھیں۔ کلیلہ۔ اور دمنہ مشہور کتاب ہے۔ ضمیر۔ پوشیدہ چیز یعنی مچھلیوں کی اس تالاب میں سکونت۔ آنکہ۔ ان تینوں مچھلیوں میں سے جو عقلمند تھی اس نے شکاریوں کے ارادے کو بھانپ کر سفر کر جانے کا ارادہ کر لیا اور وہاں سے چل دی۔

469

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قہر[1] زاد و بود شاں بر جان زند — کاہلی و جہلِ شاں بر من تند

جائے پیدائش اور قیام کی محبت اُن کی جان پر اثر کرے گی — اُن کی سستی اور نادانی مجھ پر اثر کرے گی

مشورت با زندہ باید نکو — کہ ترا زندہ کند آں زندہ کو

مشورے کے لئے نیک اور زندہ دل چاہیے — کہ تجھے زندہ کردے، وہ زندہ کہاں ہے؟

اے مسافر با مسافر رائے زن — زانکہ پایت لنگ دارد رائے زن

اے مسافر! مسافر سے مشورہ کر — عورت کی رائے تیرا پاؤں لنگڑا کردے گی

از دم[2] حُبُ الوطن بگذر مایست — کہ وطن آں سوست جاں ایں سوی نیست

وطن کی محبت کے دھوکے سے نکل جا، ٹھہر نہ — اے جان! وطن اُدھر ہے، اِدھر نہیں ہے

گر وطن خواہی گذر آں سوی شط — ایں حدیث است راست کم خواں غلط

اگر تو وطن چاہتا ہے (نہر کے) اُس کنارے پر چلا جا — اس صحیح حدیث کو غلط نہ پڑھ

سرِ حدیث حُبُ الوطن من الایمان وکژ خواندن شخصے دعای استنشاق را کہ اللّٰھم ارحنی رائحۃ الجنّۃ بجائے وردِ استنجا کہ اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین وشنیدن عزیزے وطاقت نیاوردن و باز نمودن

اس حدیث کا راز کہ وطن کی محبت ایمان سے ہے اور ایک شخص کا ناک میں پانی دینے کے وقت کی دعا کو بے موقع پڑھنا جو کہ اے اللہ مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے استنجے کی دعا کی جگہ جو کہ "اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے کردے اور مجھے پاکی حاصل کرنے والوں میں سے کردے" ہے۔ اور ایک دوست کا سننا اور صبر نہ کر سکنا اور بتانا

در وضو[3] ہر عضو را وِردے جدا — آمدہ است اندر خبر بہرِ دعا

وضو کرنے میں ہر عضو کا جدا وظیفہ — حدیث میں دعا کے لئے آیا ہے

چونکہ استنشاقِ بینی می کنی — بوی جنت خواہ از ربِ غنی

جب تو ناک میں پانی دے — بے نیاز رب سے، جنت کی خوشبو چاہ

تا ترا آں بو کشد سوی جناں — بوی گل باشد دلیلِ گلستاں

تاکہ وہ خوشبو تجھے جنتوں کی طرف کھینچے — پھول کی خوشبو چمن کی رہنما ہوتی ہے

چونکہ استنجا کنی وِرد و سخن — ایں بود یا رب تو زینم پاک کن

جب تو استنجا کرے، وظیفہ اور کلام — یہ ہوگا کہ اے خدا تو مجھے اس سے پاک کر

---

[1] قہر۔ ان دونوں پہلیوں پر وطن کی محبت غالب آجائے گی۔ اور وہ میرے ارادے میں مجھے سُست کردیں گی۔ اے مسافر مسافر کو مسافر سے مشورہ کرنا چاہیئے خانہ نشین عورت سفر سے روک دے گی۔

[2] از دم۔ اس حدیث میں وطن سے آخرت مراد ہے دنیا کا وطن مراد نہیں ہے، اس حدیث کا غلط مطلب سمجھ کر دھوکا نہ کھا، بہتر مولانا کا مطلب یہ ہے کہ ہر دعا کا ایک محل ہے اس کو غلط مقام پر استعمال نہ کرنا چاہیئے اسی طرح حُبُ الوطن کو غلط مقام پر استعمال کرنا غلطی ہے۔

[3] در وضو۔ بزرگانِ دین وضو میں ہر عضو کو دھوتے وقت ایک خاص دعا پڑھتے ہیں، چونکہ جب ناک میں پانی ڈالتے ہیں تو دعا کرتے ہیں۔ "خدا مجھے جنت کی خوشبو سونگھا دے"۔ تا ترا۔ پھول کی خوشبو چمن کے لئے رہنما ہے اسی طرح سے جنت کی خوشبو جنت کی رہنما ہے چونکہ استنجا۔ یہ دعا استنجے کے بعد پاخانہ سے نکل کر پڑھنی چاہیئے۔

٦٦٥

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دستِ من اینجا رسید ایں را بشُست[1] | دستم اندر شُستنِ جانست سُست

میرا ہاتھ یہاں پہنچا، اُس کو دھو دیا | روح کے دھونے میں میرا ہاتھ کوتاہ ہے

اے ز تو کس گشتہ جانِ ناکساں | دستِ فضلِ تُست در جانہا رساں

اے (خدا)، تجھ سے نالائقوں کی جان لائق بن گئی ہے | تیرے کرم کا ہاتھ روحوں تک پہنچنے والا ہے

حدِ من ایں بُود کردم من لئیم | زاں سُوئے حد را نقی کن اے کریم

مجھ کمینے کی یہی حد تھی جو کر لی | حد کی اُس جانب کو، اے کریم تو پاک کر دے

از حدث شُستم خدایا پوست را | از حوادث تو بشو ایں دوست را

اے خدا! میں نے ناپاکی سے کھال کو دھو لیا | تو اِس دوست کو حوادثِ زمانہ سے دھو دے

آں یکے[2] در وقتِ استنجا بگفت | کہ مرا با بوئے جنت دار جُفت

ایک شخص نے استنجے کے وقت کہا | مجھے جنت کی خوشبو کا جوڑی دار بنا دے

گفت شخصے خوب وِردِ آوردہُ | لیک سُوراخِ دُعا گم کردہُ

ایک شخص نے کہا تو نے بہت اچھا وظیفہ پڑھا | لیکن تو نے دعا کے سوراخ کو گم کر دیا ہے

ایں دُعا چوں وِردِ بینی بُود چوں | وِردِ بینی را تو آوردی بکوں

یہ دعا جبکہ ناک کا وظیفہ تھا، کیوں | تو ناک کے وظیفہ کو مقعد میں لے آیا؟

رائحہ جنت ز بینی یافت حُر | رائحہ جنت کے آید از دُبُر

آزاد آدمی جنت کی خوشبو ناک کے ذریعہ پاتا ہے | مقعد سے جنت کی خوشبو کب آتی ہے؟

اے تواضع[3] بُردہ پیشِ ابلہاں | وے تکبر کردہ تو پیشِ شہاں

اے بے وقوفوں کے سامنے تواضع کرنے والے! | اے شاہوں کے سامنے تکبر کرنے والے!

آں تکبر بر خساں خوب و چُست | ہیں مرو معکوس عکسش بندِ تُست

تکبر کمینوں کے ساتھ اچھا اور بھلا ہے | خبردار! اُلٹا نہ چل، اُس کا اُلٹا تیری بیڑی ہو

از پئے سُوراخِ بینی رست گل | بُو وظیفہ بینی آمد اے عُتل

پھول، ناک کے سوراخ کے لئے اُگا ہے | اے بدخو! سونگھنا ناک کا کام ہے

بُوئے گل بہرِ مشام ست اے دلیر | جائے آں بُو نیست ایں سُوراخِ زیر

اے دلیر! پھول کی خوشبو دماغ کے لئے ہے | یہ نچلا سوراخ اُس خوشبو کی جگہ نہیں ہے

کے ازینجا بوئے خُلد آید تُرا | بُو ز موضع جُو اگر باید تُرا

تجھے جنت کی خوشبو اس جگہ سے کب آئے گی؟ | اگر تجھے (خوشبو) چاہیئے تو اُس کی جگہ سے تلاش کر

---

۱ دستِ من۔ اِس دعا کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والا کہتا ہے کہ نجاستِ ظاہری کا ازالہ تو مجھ سے ممکن تھا وہ میں نے کر لیا باطنی نجاست سے خدا ہی پاک کر سکتا ہے۔ اے ز تو۔ یہ خدا کی قدرت ہی کر سکتی ہے کہ وہ روح کو پاک کر دے۔ حدِ من۔ انسان کا مقدور یہی ہے کہ وہ نجاستِ ظاہری سے پاکی حاصل کر لے، نجاستِ ظاہری کی حد سے آگے کی پاکی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ حدث۔ وہ چیزیں جن سے وضو یا غسل ٹوٹ جاتا ہے۔ حوادث یعنی دنیوی معاملات۔

۲ آں یکے۔ ایک آدمی نے استنجے کے وقت وہ دعا پڑھی جو ناک میں پانی دینے کے وقت کی ہے۔ سوراخ یعنی ناک کا سوراخ اور پاخانہ کے مقام کا سوراخ۔ کون۔ پاخانہ کا سوراخ۔ دبر۔ پاخانہ کا سوراخ۔

۳ اے تواضع۔ جس طرح یہ بے محل دعا ہے اسی طرح یہ بھی بے محل بات ہے کہ انسان احمقوں کے سامنے تواضع برتے اور شاہوں سے اکڑے۔ ابلہاں۔ دنیادار۔ شہاں۔ یعنی بزرگانِ دین۔ بند۔ انسان کی یہ الٹی چالیں اُس کی رفعت اور بلندی کیلئے مانع ہیں۔ رست۔ اُگا۔ پھول سونگھنے کیلئے ہے اور سونگھنا ناک کا کام ہے۔ عُتل۔ بدمزاج۔ مشام۔ دماغ۔ سوراخِ زیر۔ پاخانہ کا سوراخ۔ کے ازینجا

یعنی پاخانہ کے سوراخ سے جنت کی خوشبو نہیں آسکتی

661

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہمچنیں حُبُّ الوطن باشد درست [1] — تو وطن بشناس اے خواجہ نخست

اِسی طرح سے وطن کی محبت دُرست ہے — اے خواجہ! تو پہلے وطن کو پہچان

واقف شُدنِ آں ماہیِ عاقل و سفر پیش گرفتن بے مشورت با دیگراں از حکمت

عقلمند مچھلی کا واقف ہو جانا اور دانائی سے دوسروں کے مشورے بغیر روانہ ہو جانا

گفت آں ماہیِ زیرک رہ کنم — دل زرای و مشورت شاں برکنم

اُس عقلمند مچھلی نے کہا میں سفر کر جاؤں — اُن کے مشورے اور رائے پر دل نہ جماؤں

نیست وقتِ مشورت ہیں راہ کُن — چوں علیؓ تو آہ اندر چاہ کُن

خبردار! مشورے کا وقت نہیں ہے سفر کر جا — (حضرت) علیؓ کی طرح تُو کنوئیں میں آہ کر

محرم [2] آں راہ کمیاب ست و بس — شب روی و پنہاں روی کُن چوں عسس

اس راستہ کا محرم بالکل نایاب ہے — رات کو چلنا اور پوشیدہ چلنا کوتوال کی طرح اختیار کر

سوی دریا عزم کُن زیں آبگیر — بحر جُو و ترکِ ایں گرداب گیر

اس تالاب سے دریا کی جانب ارادہ کر — سمندر کی تلاش کر اس بھنور کو چھوڑ دے

سینہ را پا ساخت و می رفت آں حذور — از مقامِ با خطر تا بحرِ نور

وہ محتاط سینہ کو پاؤں بنا کر جا رہی تھی — پُرخطر مقام سے، نور کے سمندر کی جانب

ہمچو آہو کز پئے او سگ بود — می دود تا در تنش یک رگ بود

اُس ہرن کی طرح کتا جس کے درپے ہو — وہ دوڑتا ہے جب تک اسکے بدن میں ایک رگ ہو

خوابِ خرگوش و سگ اندر پے خطاست — خواب خود در چشمِ ترسندہ کجاست

خرگوش کی نیند اور کتا درپے، غلط ہے — ڈرنے والے کی آنکھ میں نیند کہاں ہوتی ہے؟

رفت [3] آں ماہی رہِ دریا گرفت — راہِ دُور و پہنۂ پہنا گرفت

وہ مچھلی چلی گئی، دریا کی راہ لی — دراز اور چوڑے سے چوڑا راستہ اختیار کیا

رنجہا بسیار دید و عاقبت — رفت آخر سوئے امن و عافیت

وہ بہت سی تکلیفوں سے دوچار ہوئی انجام کار — اَمن اور عافیت کی جانب چلی گئی

خویشتن افگند در دریای ژرف — کہ نیابد حدِّ آں را ہیچ طرف

اُس نے اپنے آپ کو گہرے دریا میں ڈال دیا — جس کے کنارے کو کوئی آنکھ نہیں پاتی ہے

---

[1] درست: یعنی وطن کی محبت کا جزوِ ایمان ہونا تو درست ہے لیکن اسکو سمجھے کہ وہ کونسا وطن ہے، ظاہر ہے مومن کا اصلی وطن عقبیٰ ہے۔ دل: یعنی میں دوسری مچھلیوں سے مشورہ نہ کروں گی۔ چون علیؓ: ایک غلط روایت مشہور ہے کہ حضرت علیؓ نے جذبات سے مجبور ہو کر آہ کرنا چاہی تو کوئی اس آہ کا محرم نہ پایا اور کنوئیں میں منہ ڈال کر آہ کی تھی۔

[2] محرم: مچھلی نے یہ بھی کہا اس راستہ کے محرم نایاب ہیں لہٰذا خاموشی سے رات کو نکل جانا چاہیے سالک کو بھی یہی سوچنا پڑتا ہے اور سلوک کی مشکلات کو خود ہی برداشت کرنا پڑتا ہے۔ سوئی دریا: تالاب کو چھوڑ کر دریا کا رُخ کرنا چاہیے یعنی محدود دنیا کو چھوڑ کر لامحدود عقبیٰ اختیار کرنی چاہیے۔ سینہ: سینہ کے بل وہ محفوظ مقام پر پہنچ گئی۔ ہمچو: وہ اس طرح دوڑ کر پُرخطر مقام سے بھاگی جس طرح وہ ہرن بھاگتا ہے جس کا پیچھا شکاری کتا کر رہا ہو۔ خواب: کتا درپے ہو اور پھر غفلت کی نیند سونا بڑی غلطی ہے۔

[3] رفت: وہ عقلمند مچھلی روانہ ہو گئی اور اس نے لمبا چوڑا راستہ اختیار کر لیا۔ رنجہا: راستہ کی تکالیف برداشت کیں اور امن کی جگہ پہنچ گئی۔ خویشتن: اُسنے اپنے آپکو دریائے ناپید!

662

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس چو صیاداں بیاوردند دام — نیم عاقل را ازاں شد تلخ کام

پھر جب شکاری جال لے آئے — اُس سے نیم عاقل کو ناگواری ہوئی

گفت آہ من فوت کردم وقت را — چوں نگشتم ہمرہِ آں رہنما

بولی، ہائے میں نے وقت گنوا دیا — میں اُس رہنما کی ساتھی کیوں نہ بنی!

ناگہاں رفت او ولیکن چوں برفت — می ببایستم شدن در پے بتفت

وہ اچانک چلی گئی، لیکن چونکہ وہ چلی گئی ہے — مجھ (بھی)، جلد اُس کے پیچھے جانا چاہئے تھا

ایں زماں سودے ندارد حسرتم — چوں کنم چوں فوت شد آں فرصتم

اب میری حسرت مفید نہیں ہے — کیا کروں، جب کہ وہ موقع جاتا رہا!

برگذشتہ حسرت آوردن خطاست — باز ناید رفتہ یاد آں ہباست

گزشتہ پر حسرت کرنا غلطی ہے — گیا وقت، نہیں لوٹتا ہے اُس کی یاد بیکار ہے

قصۂ آں مرغ گرفتہ کہ وصیّت کرد کہ برگذشتہ پشیمانی مخور

اُس پھنسے ہوئے پرند کا قصہ جس نے وصیت کی کہ گزشتہ پر پشیمان نہ ہو

و سخن محال باور مکن و در تدارکِ وقت اندیش و

اور ناممکن بات کا یقین نہ کر اور موجود وقت کی اصلاح کر اور پشیمانی میں

روزگار مبر در پشیمانی

وقت ضائع نہ کر

آں یکے مرغے گرفت از مکر و دام — مرغ اُو را گفت کاے خواجہ ہمام

ایک شخص نے ایک پرند مکر اور جال سے پکڑ لیا — اُس سے پرند نے کہا کہ اے خواجۂ بزرگ!

تو بسے گاواں و میشاں خوردہٗ — تو بسے اشتر بقرباں کردہٗ

تو نے بہت سی گائیں اور بھیڑیں کھائی ہیں — تو نے بہت سے اونٹ قربان کئے ہیں

تو نگشتی سیر ز انہا در زمن — ہم نگردی سیر از اجزایِ من

تو زمانہ میں اُن سے پیٹ بھرا نہ بنا — میرے اجزاء سے بھی تیرا پیٹ نہ بھرے گا

تو یکے مرغے ضعیفے ہمچو من — صید کردہ خوردہ گیر اے نیک ظن

تو نے مجھ جیسے ایک کمزور پرند کو — شکار کر لیا، فرض کر کھا لیا، اے نیک گمان!

مر مرا آزاد گرداں از کرم — اے جواں مردِ کریم محتشم

کرم کر کے مجھے آزاد کر دے — اے شریف! معزز جوان شخص!

۱ پس۔ شکاری جب جال لے آئے تو نیم عاقل مچھلی کو فکر ہوئی۔ گفت۔ اُس نیم عاقل مچھلی نے کہا افسوس میں نے وقت ضائع کیا میں اُس عقلمند مچھلی کے پیچھے پیچھے کیوں نہ چلدی۔ ناگہاں۔ وہ اچانک چلدی تھی لیکن اب بھی مجھے جلد اُس کے پیچھے چل دینا چاہئے۔ ایں زماں۔ گذشتہ بات پر افسوس کرنے سے کوئی فائدہ نہیں گذرا وقت دوبارہ واپس نہیں آسکتا اُس پر افسوس کرنے کی بجائے فوراً کام شروع کر دینا چاہئے تاکہ پہلی غلطی کی تلافی ہو سکے۔

۲ قصہ۔ اس قصے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ گذشتہ بات پر افسوس میں وقت ضائع کرنا لغو بات ہے۔ آں یکے۔ ایک شکاری نے ایک پرند پھانس لیا تو اُس پرند نے کہا کہ اگر تو مجھے ذبح کر کے کھا بھی لے گا تو کیا فائدہ ہوگا۔

۳ تو بسے۔ پرند نے شکاری سے کہا کہ تو بہت سے بڑے بڑے جانور کھا چکا ہے اور اُن سے تیرا پیٹ نہ بھرا تو مجھے کھا کر تیرا کیا بھلا ہوگا۔ مر مرا۔ مجھے مہربانی کر کے آزاد کر دے تو میں تجھے تین نصیحتیں کروں۔

۶۶۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

هِل مرا تا که سه پندت بر دهم
مجھے چھوڑ دے تاکہ تجھے تین نصیحتیں کر دوں
تا بدانی زیرکم یا ابلهم
حتیٰ کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں عقلمند ہوں یا بیوقوف ہوں

اوّل آں پندے دهم بر دستِ توٗ
اُن میں کی پہلی نصیحت میں تیرے ہاتھ پر (بیٹھے ہوئے)
بدہمت اے جان و دل سرمستِ تو
تجھے کر دونگا اے وہ کہ دل و جان تیرے شیدائی ہیں

بر سرِ دیوار بدہم ثانیش
اُن میں سے دوسری دیوار پر (بیٹھ کر) کر دونگا
تا شوی زاں پند شاد و خوب و کش
تاکہ تو اُس نصیحت سے خوش اور بھلا اور نازاں ہو

واں سوم پندت دهم من بر درخت
میں تیسری نصیحت تجھے درخت پر چڑھ کر کرونگا
کز ازیں سہ پند گردی نیک بخت
تاکہ تو اُن تینوں نصیحتوں سے نیک بخت بنجائے

آنچه بر دست است ایں است آں سخن
جو ہاتھ پر (بیٹھے ہوئے کرنی ہے) وہ یہ بات ہے
که محالے را ز کس باور مکن
کہ ناممکن (بات) پر کسی کا یقین نہ کر

بر کفش چوں گفت اوّل بند رفت
اُسکے ہاتھ پر (بیٹھے ہوئے) جب پہلی نصیحت کہدی اُڑ گیا
گشت آزاد و بر آں دیوار رفت
آزاد ہوگیا اور دیوار پر جا بیٹھا

گفت دیگر بر گذشته غم مخور
دوسری نصیحت کی کہ گذری ہوئی (بات) پر غم نہ کر
چوں ز تو بگذشت زاں حسرت مبر
جب تجھ سے گذر گئی تو اُس پر حسرت نہ کر

بعد ازاں گفتش که در جسمم کتیم
اُسکے بعد اُس نے اُس سے کہا کہ میرے جسم میں چھپا ہوا
ده درم سنگ ست یک دُرِّ یتیم
دس درہم کے وزن کا ایک نادر موتی ہے

دولتِ تو بختِ فرزندانِ توٗ
تیری دولت تیری اولاد کا نصیب
بود آں گوہر بحقِ جانِ توٗ
تھا وہ موتی تیری جان کی قسم!

فوت کردی دُر که روزیت نبود
تو نے وہ موتی کھو دیا چونکہ تیرے مقدر میں نہ تھا
که نباشد مثلِ آں دُر در وجود
کہ جس موتی کی مثال وجود میں نہ ہوگی

آنچناں که وقتِ زادن حامله
جس طرح حاملہ (عورت) جننے کے وقت
ناله دارد خواجه شد در غلغله
فریاد کرتی ہے، (وہ شکاری) خواجہ شور کرنے لگا

گشت غمناک و همیگفت آه آه
غمگین ہوگیا اور کہتا تھا، ہائے ہائے
ایں چرا کردم که شد کارم تباه
یہ میں نے کیوں کیا؟ کہ میرا کام برباد ہوگیا

من چرا آزاد کردم مر ترا
میں نے تجھے کیوں آزاد کیا؟
زیں حیل از راه بُردی مر مرا
تو نے اِن حیلوں سے مجھے گمراہ کردیا

ٰلہ اوّل۔ میں پہلی نصیحت تو اُس وقت کروں گا جب تو مجھے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہو گا دوسری جب کرونگا کہ تو مجھے چھوڑ دیگا اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گا اور تیسری جب کرونگا کہ میں درخت پر جا بیٹھوں گا۔ آنچہ بر دست۔ تیرے ہاتھ میں رہتے ہوئے جو نصیحت کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی تجھ سے ناممکن اور محال بات کہے اُس پر یقین نہ کرنا۔ بر کفش۔ جب پرند نے یہ نصیحت کردی تو شکاری نے اُس کو چھوڑ دیا اور پرند دیوار پر جا بیٹھا۔

ٰلہ گفت۔ دیوار پر بیٹھ کر پرند نے دوسری نصیحت یہ کی کہ گذشتہ واقعہ پر کبھی حسرت اور افسوس نہ کرنا اور اُس کے بعد پرند نے کہا کہ میرے پوٹے میں ایک نادر موتی ہے جس کا وزن دس درہم بھر یعنی تین تولے ہے۔ کتیم۔ چھپا ہوا۔ دُرِّ یتیم۔ دُرِّ یکتا۔ دولت۔ اگر تو مجھے ذبح کرتا تو وہ موتی تیری دولت ہوتا۔ بحق یعنی تیری جان کی قسم۔ فوت کردی۔ چونکہ تیرا مقدر نہ تھا اسی لئے وہ موتی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

ٰلہ آنچناں۔ پرند کی اِس بات کو سُن کر وہ شکاری اِس طرح نالہ و فریاد کرنے لگا جس طرح حاملہ عورت بچہ جنتے وقت کرتی ہے۔ گشت۔ وہ شکاری پرند کی اِس گفتگو پر غمگین ہو کر آہ آہ کرنے لگا اور اُس سے بولا کہ تو نے حیلہ بازی کرکے مجھے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مرغ گفتش نے نصیحت کردمت — کہ مبادا بر گذشتہ دی غمت

پرندنے اُس سے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت نہیں کی تھی؟ — کہ گزری گذشتہ (بات) پر تو غمگین نہ ہو

چوں گذشت و رفت غم چوں میخوری — یا نکردی فہم پندم یا کری

جبکہ رفت وگذشت ہوگئی تو کیوں غم کرتا ہے؟ — یا تو میری نصیحت نہیں سمجھا ہے یا تو بہرا ہے

واں دوم پندت بگفتم کز ضلال — ہیچ تو باور مکن قولِ محال

میں نے دوسری نصیحت تجھے کی کہ گمراہی سے — تو کبھی ناممکن (بات) کا یقین نہ کرنا

من نیم خود سہ درم سنگ اے اسد — دہ درم سنگ اندرونم چوں بود

میں خود تین درہم بھر نہیں ہوں، اے شیر! — دس درہم کا وزن میرے اندر کیسے ہوگا؟

خواجہ باز آمد بخود گفتا کہ ہیں — باز گو پندِ سوم اے نازنیں

خواجہ ہوش میں آیا، بولا کہ ہاں — اے نازنین! تیسری نصیحت کر

گفت آرے خوش عمل کردی بدآں — تا بگویم پندِ ثالث رائگاں

اُس نے کہا ہاں تو نے ان (دو) پر اچھا عمل کیا — تاکہ میں فضول تیسری نصیحت کروں

ایں بگفت و بر پرید و شاد رفت — سوی صحرا سر خوش و آزاد رفت

اُس نے یہ کہا اور اڑ گیا اور خوش (ہو کر) چل دیا — مست اور آزاد جنگل کی جانب چلا گیا

پند گفتن با جہولِ خوابناک — تخم افگندن بود در شورہ خاک

نادان، جاہل کو نصیحت کرنا — شورہ زمین میں بیج بونا ہوتا ہے

چاکِ حُمق و جہل نہ پذیر د رفو — تخمِ حکمت کم دہش اے پندگو

حماقت اور نادانی کا چاک رفو کے قابل نہیں ہے — اے نصیحت کرنے والے! اُس میں دانائی کا بیج نہ بو

زانکہ جاہل جہل را بندہ بود — چونکہ تو پندش دہی اُو نشنود

کیونکہ جاہل جہل کا غلام ہوتا ہے — جب تو اُسے نصیحت کریگا وہ نہ سُنے گا

چارہ اندیشیدنِ آں ماہیِ نیم عاقل و خود را مُردہ کردن

اُس ناقص عقل والی مچھلی کا تدبیر سوچنا اور خود کو مُردہ بنالینا

نیم عاقل گفت در وقتِ بلا — چونکہ ماند از سایۂ عاقل جُدا

مصیبت کے وقت نیم عاقل نے کہا — چونکہ وہ عقلمند کے سایہ سے جُدا ہوگئی تھی

کو سوئے دریا شد و از غم عتیق — فوت شد از من چناں نیکو رفیق

کہ وہ دریا کی جانب چلی گئی اور غم سے آزاد ہوگئی — مجھ سے ایسا اچھا ساتھی چھوٹ گیا

ا؎ مرغ۔ پرندنے کہا کہ میں نے تجھے نصیحت کی تھی کہ گزری ہوئی بات پر افسوس نہ کرنا۔ اب تو اُس گذری ہوئی بات پر کیوں افسوس کررہا ہے! تو تو میری نصیحت نہ سمجھا تھا یا بہرا ہے۔ واں دوم میں نے تجھے دوسری نصیحت یہ کی تھی کہ کسی کی ناممکن بات پر یقین نہ کرنا اور تو نے میری ناممکن بات پر یقین کرلیا اور یہ نہ سوچا کہ وہ پرند جس کا کُل وزن ساڑھے دس ماشے بھی نہ ہوسکے پوٹے میں تین تولے کا موتی کیسے ہوسکتا ہے۔

۲؎ خواجہ۔ جب شکاری کو ذرا سکون ہوا تو اُس نے کہا تیسری نصیحت بھی سُنادے۔ گفت۔ پرندے نے طنزاً کہا تو نے دو نصیحتوں پر خوب عمل کیا ہے جو تجھے تیسری نصیحت سُناکر ضائع کروں اس طنز میں تیسری نصیحت بھی مضمر ہے کہ جو نصیحت قبول نہ کرے اسکو نصیحت نہ کرا ایں بگفت۔ اُس پرندے نے طنز ادہ جملہ کہہ دیا جس میں تیسری نصیحت بھی تھی اور اُڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔

۳؎ پند گفتن۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جاہل کو نصیحت کرنا ایسا ہے جیسے شورہ زمین میں تخم ریزی کرنا۔ چاک۔ حماقت اور جہل ناقابل اصلاح ہے۔ نشنود۔ قبول کرنے کے ارادہ سے سُنیگا۔ چارہ اندیشیدن۔ کم عقلمندی تو یہی ہے کہ تیس از مصیبت فقیہ کی تدبیر کرے نیم عقلمندی یہ ہے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

لیک[1] زاں نندیشم و بر خود زنم | خویشتن را ایں زماں مُردہ کنم
لیکن میں اس سوچ میں نہیں پڑتی ہوں اور خود تکلیف | اس وقت اپنے آپ کو مُردہ بناتی ہوں

پس برآرم اِشکمِ خود بَر زبَر | پُشت زیر و می رَوم برآب بَر
پس میں اپنا پیٹ اوپر کو کرتی ہوں | پُشت نیچے کو اور پانی کے اوپر آجاتی ہوں

می رَوم بَر وَے چنانکہ خَس رَوَد | نے بسَباحی چنانکہ کس رَوَد
اس پر اس طرح چلوں جیسے کہ تنکا چلتا ہے | نہ کہ تیراکی سے۔ جیسے کہ انسان چلتا ہے

مُردہ گردم خویش بسپارم بآب | مرگ پیش از مرگ اَمن ست از عذاب
میں اپنے آپ کو مُردہ بناتی ہوں اور پانی کے سپرد کرتی ہوں | مرنے سے پہلے مرجانا، عذاب سے امن ہے

مرگ پیش از مرگ اَمن ست اے فتیٰ | اینچنیں فرمودہ مارا مُصطفیٰؐ
اے نوجوان! مرنے سے پہلے مرجانا امن ہے | مُصطفیٰؐ نے ہم سے ایسا ہی فرمایا ہے

گفت مُوتُوا کُلُّکُم مِنْ قَبْلِ اَنْ | یَّاْتِیَ الْمَوْتُ تَمُوْتُوا[2] بِالْفِتَنْ
فرمایا تم سب مرجاؤ اس سے پہلے کہ | موت آئے (اور) فتنوں سے مرد

ہمچناں مُرد و شِکم بالا فگند | آب گہ بُردش نشیب و گہ بلند
اسی طرح مُردہ ہوگئی اور پیٹ اوپر کرلیا | پانی کبھی اُس کو نیچے لے جاتا، کبھی اوپر

ہر یکے زاں قاصداں بس غصہ خورد | کہ دریغا ماہیِ مہتر بمُرد
ان ارادہ کرنے والوں میں سے ہر ایک بہت رنج کرتا تھا | کہ افسوس بڑی مچھلی مر گئی

شاد می شد اُو ازاں گفتِ دریغ | پیش رفت ایں بازیم رَستم زتیغ
اس افسوس کی گفتگو سے وہ خوش ہوتی تھی | میری یہ چال چل گئی، میں تلوار سے بچ گئی

پس گرفتش یک صیادِ ارجمند | پس برو تُف کرد و بر خاکش فگند
پھر اُس کو ایک بھلے شکاری نے پکڑ لیا | پھر اُس پر تھوکا اور زمین پر پھینک دیا

غلط غلطاں[3] رفت پنہاں اندر آب | ماند آں احمق ہمی کرد اضطراب
وہ لوٹتی پوٹتی چپکے سے پانی میں چل گئی | وہ احمق رہ گئی جو تڑپتی تھی

از چپ و از راست می جَست آں سلیم | تاکہ بجہد خویش برہاند گلیم
وہ بیوقوف دائیں اور بائیں سے کودتی تھی | تاکہ اپنی کوشش سے، اپنی گدڑی چھڑالے

دام افگندند و اندر دام ماند | احمقی اُو را دراں آتش نشاند
انھوں نے جال پھینکا اور وہ جال میں رہ گئی | بیوقوفی نے اُس کو اس آگ میں بٹھا دیا

---

[1] لیک۔ اب گزشتہ پر افسوس کرنے میں وقت ضائع کرنا مناسب نہیں ہے میں یہ تدبیر کرتی ہوں کہ اپنے آپ کو مُردہ بنالوں گی۔ برآرم۔ مچھلی مُرکر اُلٹی ہوکر سطح آب پر آجاتی ہے۔ می رَوَم۔ پانی کے ساتھ اس طرح چلوں کہ جس طرح تنکا خود بخود بہہ کر چلا جاتا ہے۔ بسَباحی۔ تیراکی۔ مرگ۔ حدیث شریف ہے۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی نجات اسی میں ہے کہ مرنے سے قبل ہی فنا کا درجہ اختیار کرلو۔

[2] تموتوا بالفتن۔ مقام فنا نہ اختیار کروگے تو فتنوں میں مبتلا ہوکر مروگے۔ ہمچناں۔ جیسا اُس مچھلی نے سوچا تھا ویسا ہی کیا۔ قاصداں یعنی مچھلی کے شکاری۔ تیغ۔ یعنی ہلاکت۔

[3] غلط غلطاں۔ یعنی جب شکاری نے اُس کو زمین پر پھینک دیا تو وہ کسی طرح لوٹتی پوٹتی دریا میں گھس گئی۔ ماند۔ تیسری بے عقل مچھلی اُچھل کود کرتی رہی تاکہ اپنی بے وقت کوشش کے ذریعہ نجات حاصل کرے۔ سلیم۔ سادہ مزاج بیوقوف۔ دام افگندند۔ شکاری نے اس کو جال سے پکڑ لیا اور اس کے کباب بناکر توے پر سینکے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بر سرِ آتش بہ پشتِ تابہ — با حماقت گشت او ہمخوابہ

آگ پر، توے کی پشت پر — وہ حماقت سے ہمخواب ہو گئی

او ہمی جوشید از تفِ سعیر — عقل[۵۱] می گفتش الم یاتک نذیر

وہ آگ کی گرمی سے اُبل رہی تھی — عقل اس سے کہتی تھی کیا تیرے پاس کوئی ڈرانیوالا نہ آیا

او ہمی گفت از شکنجہ وز بلا — ہمچو جانِ کافراں قالوا بلیٰ

وہ شکنجہ اور بلا میں سے کہتی تھی — کافروں کی روح کی طرح کیوں نہیں

باز می گفت او کہ گر این بار من — وا رہم از محنتِ گردن شکن

پھر وہ کہتی تھی کہ اگر اب کی بار میں — گردن توڑ مصیبت سے چھوٹ جاؤں

من نسازم جز بدریائی وطن — آبگیرے را نسازم من سکن

میں دریا کے سوا وطن نہ بناؤں گی — میں کسی تالاب کو آرام گاہ نہ بناؤں گی

آبِ بیحد جویم و ایمن شوم — تا ابد در امن و در صحت روم

لامحدود پانی تلاش کروں گی امن سے ہو جاؤں گی — ہمیشہ کے لئے امن اور صحت میں چلی جاؤں گی

ہمچنیں[۵۲] می کرد با خود عہدہا — کز چنیں ورطہ اگر گردم رہا

وہ اپنے آپ سے ایسے عہد کرتی تھی — کہ اگر اس ہلاکت سے میں رہا ہو جاؤں

دامنِ عاقل بگیرم روز و شب — تا نیفتم در چنیں رنج و تعب

دن رات عقلمند کا دامن پکڑے رہوں گی — تاکہ ایسی تکلیف اور مصیبت میں نہ پھنسوں

بیانِ[۵۳] آنکہ عہد کردنِ احمق وقتِ گرفتاری و ندم ہیچ سود ندارد کہ ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ وانھم لکاذبون۔

اس کا بیان کہ احمق کا گرفتاری کے وقت عہد کرنا اور نادم ہونا کچھ مفید نہیں ہوتا کیونکہ وہ اگر واپس بھیج دیئے جائیں تو وہ ممنوعات کو دوبارہ عمل میں لائیں گے اور وہ بیشک جھوٹے ہیں

ہیچ کاذب وفا ندارد

کوئی جھوٹا وفا نہیں کرتا ہے۔

عقل می گفتش حماقت با تو است — با حماقت عہد را آید شکست

عقل اس سے کہتی تھی حماقت تیرے ساتھ ہے — حماقت کے ہوتے ہوئے عہد ٹوٹ جاتا ہے

عقل را باشد وفای عہدہا — تو نداری عقل رو اے خربہا

عہدوں کی وفا عقل کے لئے ہے — تجھ میں عقل نہیں ہے اے گدھے کی قیمت بھر! تو جا

---

۵۱ عقل۔ عقل اس پر طنز کر رہی تھی کہ کیا تیرے پاس تجھے عذاب سے ڈرانیوالے نہ آئے تھے۔ آدہی۔ وہ مچھلی کہہ رہی تھی کہ بیشک ڈرانے والے تو آئے تھے لیکن میں نے ان کا کہنا نہ مانا تھا۔ باز می گفت۔ پھر یہ بھی کہتی تھی کہ اگر اس بار بچ جاؤں تو پھر میں تالاب سے محبت نہ کروں گی اور دریا کا رُخ کروں گی یہی حال اُن لوگوں کا ہوگا جو دنیا میں بے عقلی کریں گے اور نصیحت کرنے والوں کی نصیحت نہ سنیں گے

۵۲ ہمچنیں۔ اپنے دل میں اس طرح عہد کر رہی تھی کہ اب اگر زندگی حاصل ہو جائے تو میں کسی عقلمند کا دامن پکڑ لوں گی۔

۵۳ بیان۔ اب مولانا بتاتے ہیں کہ ایسے احمقوں کے اُن عہدوں اور دعووں کا بھی اعتبار نہیں ہے قرآن پاک نے انہی کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر اُن کو دوبارہ زندگی دے بھی دی جائے تو یہ بدعہدی کریں گے یہ جھوٹے ہیں۔ عقل می گفتش۔ دوبارہ زندگی کی تمنا کرنے والے سے عقل کہتی ہے۔ خربہا۔ گدھے کی قیمت والا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چونکہ عقلت نیست نسیاں میر تُست ۱ — دشمن و باطل کنِ تدبیرِ تُست
چونکہ تجھے عقل نہیں ہے بھول تیرے اوپر حکمراں ہو — وہ تیری تدبیر کو باطل کرنیوالی اور دشمن ہے

از کمیِ عقل پروانہ خسیس — یاد نارد ز آتش و سوز و حسیس
کمینہ پروانہ، عقل کی کمی کی وجہ سے — آگ اور سوزش اور آگ بھڑکنے کی آواز کو یاد نہیں کرتا

چونکہ پرش سوخت توبہ می کُند — آز و نسیانش بر آتش می زند
جب اُس کے پر جلے توبہ کرتا ہے — حرص اور اُس کی بھول آگ میں جھونک دیتی ہو

ضبط ۲ و درک و حافظی و یادداشت — عقل را باشد کہ عقل آں را فراشت
ضبط اور سمجھ اور نگہداشت اور یادداشت — عقل میں ہوتی ہے کیونکہ عقل نے انکو بلند کیا ہے

چونکہ گوہر نیست تابش چوں بُود — چوں مُذکّر نے ایابش چوں بُود
جب جوہر نہیں ہے تو چمک کیسے ہو؟ — جبکہ یاد دلانیوالا نہیں ہے اُسکی واپسی کیسے ہو؟

ایں تمنا ہم ز بے عقلیِ اُوست — کہ نہ بیند کاں حماقت را چہ خوست
یہ تمنا بھی اُس کی بے عقلی سے ہے — کیونکہ وہ نہیں دیکھتا کہ حماقت کی خصلت کیا ہے؟

آں ندامت از نتیجہ رنج بُود — نے ز عقلِ روشنِ چوں گنج بُود
وہ ندامت تکلیف کا نتیجہ تھی — نہ کہ روشن عقل کی وجہ سے جو خزانہ ہوتی ہے

چونکہ ۳ شد رنج آں ندامت شد عدم — می نیرزد خاک آں توبہ و ندم
جب تکلیف ختم ہوئی وہ ندامت ختم ہوگئی — وہ توبہ اور ندامت خاک کے برابر بھی نہیں ہے

آں ندم از ظلمتِ غم بست بار — پس کلامُ اللیلِ یمحوہُ النہار
اس ندامت نے غم کی تاریکی کی وجہ سے بوجھ اٹھایا ہے — تو رات کی بات کو دن مٹا دیتا ہے

چوں برفت آں ظلمت و غم گشت خوش — ہم رود از دل نتیجہ و زادہ اش
جب وہ تاریکی ختم ہوئی اور غم خوشی بن گیا — دل سے اُس کا نتیجہ اور پیداوار بھی چلی جاتی ہو

می کُند اُو توبہ و پیرِ خرد — بانگ لَو رُدّوا لَعادوا می زند
وہ توبہ کرتا ہے اور بوڑھی عقل — پکارتی ہے "اگر وہ لوٹائے گئے تو پھر وہی کریں گے"

دربیانِ آنکہ وہم قلبِ عقل ست و ستیزۂ اُوست
اس کا بیان کہ وہم عقل کا کھوٹا سکہ ہے اور اُس کا مخالف ہے

و با اُو ماند و اُو نیست
اور اُسکے مشابہ ہے اور وہ نہیں ہے

۱ نسیان۔ یعنی عہد کے بارے میں بھول۔ آز کمی پروانہ میں عقل کی کمی ہے جس کی وجہ سے شمع کی آگ کی سوزش اُس کو یاد نہیں آتی۔ حسیس۔ ہلکی آواز۔ آز۔ پروانہ کی حرص اور بھول اُس کو جلا دیتی ہے۔

۲ ضبط۔ یعنی عہد کی حفاظت اور اُس کو سمجھنا اور یاد رکھنا یہ عقل کے کام ہیں عقل ہی نے یہ صفتیں پیدا کی ہیں۔ گوہر۔ یعنی عقل۔ تابش یعنی عقل کے آثار۔ مذکر۔ انسان کی عقل اُس کو اُس کا عہد یاد دلاتی ہے۔ ایاب۔ رجوع یعنی عہد کی طرف رجوع۔ ایں تمنا یعنی دوبارہ زندہ ہو کر نیکی کرنے کی تمنا۔ کہ نہ بیند۔ اُس کی بے عقلی یہ ہے کہ وہ اپنی حماقت کے آثار کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ آں ندامت۔ عذاب کے وقت ندامت عذاب کا نتیجہ ہے۔

۳ چونکہ۔ جبکہ وہ ندامت عذاب کا نتیجہ ہے تو جب عذاب ختم ہو جائیگا ندامت بھی ختم ہو جائیگی اسی لئے اس توبہ اور ندامت کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ آں ندم۔ وہ ندامت غم کی تاریکی میں پیدا ہوئی ہے رات کی بات کو دن بھلا دیتا ہے تو جب تاریکی ختم ہو جائیگی ندامت بھی باقی نہ رہیگی۔ نتیجہ۔ یعنی ندامت۔ پیرِ خرد تجربہ کار عقل۔ دربیان۔ وہم اور عقل میں بہت فرق ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عقل[۱] ضدِ شہوت است اے پہلواں ۔۔۔ آنکہ شہوت می تند عقلش مخواں

اے بہادر! عقل، شہوت کی ضد ہے ۔۔۔ جو شہوت کا چکر کاٹے، اُس کو عقل نہ کہہ

وہم خوانش آنکہ شہوت را گداست ۔۔۔ وہم قلب و نقدِ زرِ عقلہاست

اُس کو وہم کہہ جو شہوت کا بھکاری ہے ۔۔۔ وہم کھوٹا ہے اور عقلیں خالص سونا ہیں

بے محک پیدا نگردد وہم و عقل ۔۔۔ ہر دو را سوی محک کُن زود نقل

وہم اور عقل میں بغیر کسوٹی کے امتیاز نہیں ہوتا ہے ۔۔۔ دونوں کو بہت جلد کسوٹی کی طرف منتقل کر

ایں محک قرآن و حالِ انبیا ۔۔۔ چوں محک مر قلب را گوید بیا

یہ کسوٹی قرآن اور انبیا کی سیرت ہے ۔۔۔ کیونکہ کسوٹی کھوٹے کو کہتی ہے، آ جا

تا[۲] بہ بینی خویش را ز آسیبِ من ۔۔۔ کہ نۂ اہلِ فراز و شیبِ من

تاکہ میری ضرب سے تو اپنے آپ کو دیکھ لے ۔۔۔ کہ تو میرے نشیب و فراز کا اہل نہیں ہے

عقل را گر ارّہ سازد دو نیم ۔۔۔ ہمچو زر باشد در آتش او بسیم

اگر آرہ عقل کے دو ٹکڑے کر دے ۔۔۔ وہ سونے کی طرح آگ میں مسکرانے والی ہوگی

مجاوباتِ موسیٰؑ کہ صاحبِ عقل بُود با فرعون کہ صاحبِ وہم بُود

(حضرت) موسیٰؑ کے جو عقلمند تھے، فرعون کے ساتھ سوال و جواب جو وہمی تھا

وہم مر فرعونِ عالم سوز را ۔۔۔ عقل مر موسیٰؑ جاں افروز را

عالم سوز، فرعون کے لئے، وہم ہے ۔۔۔ جان کو منور کرنے والے موسیٰؑ کے لئے عقل ہے

رفت[۳] موسیٰؑ بر طریقِ نیستی ۔۔۔ گفت فرعونش بگو تو کیستی

(حضرت) موسیٰؑ فنا کے مقام کے طریقہ پر روانہ ہوئے ۔۔۔ فرعون نے اُن سے کہا، بتا تو کون ہے؟

گفت من عقلم رسولِ ذوالجلال ۔۔۔ حجۃ اللہ ام امانم از ضلال

انہوں نے کہا میں عقل ہوں، ذوالجلال کا رسول ہوں ۔۔۔ میں اللہ کی حجت ہوں گمراہی سے امن دلانے والا ہوں

گفت نے خامش رہا کن ہاے و ہوی ۔۔۔ نسبت و نامِ قدیمت را بگوی

اُس نے کہا چپ۔ ہائے و ہُو ختم کر ۔۔۔ اپنا پہلا نام اور نسب بتا

گفت کہ نسبت مرا از خاکدانش ۔۔۔ نامِ اصلم کمترین بندگانش

فرمایا میری نسبت اُس کے خاکداں سے ہے ۔۔۔ میرا اصلی نام "اُس کا کمترین بندہ" ہے

بندہ زادہ آں خداوندِ وحید ۔۔۔ زادہ از پشتِ جواری و عبید

اُس خدائے واحد کا غلام زادہ ہوں ۔۔۔ لونڈیوں اور غلاموں کی پشت سے پیدا ہوا ہوں

---

[۱] عقل۔ شہوتِ نفسانی عقل کی ضد ہے عقل اُس کی طرف مائل نہیں ہو سکتی وہم۔ جو نفسانی خواہش کی طرف مائل ہو وہ وہم ہے، وہم بھی سکہ ہے لیکن کھوٹا اور عقل بھی سکہ ہے لیکن کھرا ہے۔ بے محک۔ عقل اور وہم کے مقتضیات کو قرآن اور سیرت کی کسوٹی پر پرکھنے سے دونوں میں امتیاز ہو جائے گا۔

[۲] تا بہ بینی۔ قرآن اور سیرت واضح کر دیتے ہیں کہ وہم کے مقتضیات اُن کے مطابق نہیں ہیں۔ عقل۔ عقل کا جس قدر بھی تجربہ کیا جائیگا اُس کا خالص ہونا واضح ہوگا۔ بسیم مسکرانے والا۔ فرعون۔ فرعون وہمی تھا اور حضرت موسیٰؑ صاحبِ عقل تھے۔

[۳] رفت۔ حضرت موسیٰؑ فرعون کے پاس پہنچے اور اُس وقت وہ مقامِ فنا میں تھے۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں عقلِ مجسم ہوں۔ خدا رسول اور اللہ کی دلیل، لوگوں کو گمراہی سے بچانے والا ہوں۔ گفت نے۔ فرعون نے کہا یہ باتیں میں سننا نہیں چاہتا تو اپنا قدیم نام اور نسب بتا۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا میرا نسب تو یہ ہے کہ میں خاکزادہ ہوں اور میرا نام اللہ کا کمترین غلام ہے اور میں اللہ کے غلاموں اور لونڈیوں کی پشت و بطن سے پیدا ہوا ہوں۔

679

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

۱ نسبتِ اصلم زخاک و آب و گل — آب و گل را داد یزداں جان و دل

میری اصل کی نسبت خاک اور پانی اور مٹی سے ہے — پانی اور مٹی کو خدا نے جان و دل عطا فرما دیا ہے

مرجعِ ایں جسمِ خاکم ہم بخاک — مرجعِ تو ہم بخاک اے سہمناک

میرے اس خاکی جسم کا مرجع خاک ہے — اے ظالم! تیرا مرجع بھی خاک ہے

اصلِ ما و اصلِ جملہ سرکشاں — ہست از خاکے و آنرا صد نشاں

ہماری اصل اور سب متکبروں کی اصل — خاک سے ہے اور اس کی سو نشانیاں ہیں

نے مدد از خاک می گیرد تنت — از غذائے خاک فربہ گردنت

کیا تیرا جسم خاک سے مدد حاصل نہیں کرتا ہے؟ — خاکی غذا سے تیری گردن موٹی ہے

۲ چوں رود جاں می شود او باز خاک — اندراں گورِ مخوف سہمناک

جب روح نکل جائے گی وہ پھر خاک ہو جائیگا — خوفناک، ڈراونی قبر میں

ہم تو و ہم ما و ہم اشباہِ تو — خاک گردند و نماند جاہِ تو

تو بھی اور ہم بھی اور تجھ جیسے بھی — خاک ہو جائیں گے اور تیرا رتبہ نہ رہے گا

گفت غیر ایں نسب نامیت ہست — مر ترا آں نام خود اولیٰ ترست

اُس نے کہا اس نسب کے علاوہ تیرا ایک اور نام ہے — وہ نام تیرے لئے زیادہ بہتر ہے

بندۂ فرعون و بندۂ بندگانش — کاز وے پرورد اول جسم و جانش

فرعون کا غلام اور اس کے غلاموں کا غلام — جس سے شروع میں اس کے جسم و جان نے پرورش پائی

۳ بندۂ باغی و طاغی و ظلوم — زیں وطن بگریختہ از فعلِ شوم

تو ظالم اور سرکش، باغی غلام ہے — بُرے کام کی وجہ سے تو اس وطن سے بھاگا ہے

خونی و غداری و حق ناشناس — ہم بریں اوصافِ خود می کن قیاس

تو خونی ہے اور غدار ہے اور حق کو نہ پہچاننے والا ہے — اسی پر اپنے اوصاف کو قیاس کر لے

در غریبی خوار و درویش و خلق — کہ ندانستی سپاسِ ما و حق

تو پردیس میں ذلیل اور محتاج اور خستہ حال رہا — کیونکہ تو حق اور ہماری شکر گذاری کو نہ سمجھا

گفت حاشا کہ بود با آں ملیک — در خداوندی کسے دیگر شریک

انھوں نے فرمایا خدا بچائے کہ اس مالک کے ساتھ ہو — کوئی دوسرا شریک خدائی میں

واحد اندر ملک و او را یار نے — بندگانش را جز او سالار نے

وہ سلطنت میں اکیلا ہے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہے — اس کے بندوں کا اس کے علاوہ کوئی سردار نہیں ہے

۱ نسبت۔ میں آدمؑ کی اولاد ہوں۔ آدمؑ کو خدا نے آب و گل سے پیدا فرمایا پھر اس کو جان و دل عطا فرما دیا۔ مرجع۔ میرا خاکی جسم پھر خاک بن جائیگا اور تجھ ظالم کے جسم کو بھی خاک میں ملنا ہوگا۔ اصل ما۔ تمام انسانوں کی اصل آب و گل ہے اور اس کی سو علامتیں ہیں۔ نے مدد۔ پہلی نشانی یہ ہے کہ انسان زمین کی پیداوار سے خوراک حاصل کرتا ہے اور اسی سے پرورش پاتا ہے۔
۲ چوں۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ سب کو مر کر خاک میں مل جانا ہے اور تجھے بھی خاک میں جانا ہے اور یہ تیرا اقبال فانی ہے۔ گفت۔ فرعون نے غصے سے کہا کہ تیرا ایک اور نام ہے اور وہ زیادہ مناسب ہے اور وہ یہ ہے: "فرعون کا غلام" "فرعون کے غلاموں کا غلام" کاز وے۔ یعنی اس غلام کی جان اور جسم کو فرعون نے ہی پرورش کیا ہے۔
۳ بندہ۔ تو غلام تو ہے لیکن باغی اور سرکش غلام ہے اور تو وہی ہے جو ایک جرم کر کے مصر سے بھاگا تھا۔ فعلِ شوم۔ یعنی ایک قبطی کا قتل۔ ہم بریں۔ یعنی اسی طرح کے اپنے اوصاف سمجھ لے۔ در غریبی۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا چونکہ تو نے میرے حقوق ادا نہ کئے اس لئے پردیس میں مارا مارا پھرا۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا خدا کا کوئی شریک نہیں ہے۔ واحد۔ وہ خدائے واحد ہے جسکو کسی مددگار کی بھی ضرورت نہیں ہے وہ اپنے بندوں کا تنہا خدا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نیست خلقش را دگر کس مالکے | شرکتش[۱] دعویٰ کند جز ہالکے

اس کی مخلوق کا کوئی دوسرا شخص مالک نہیں ہے | اس کی شرکت کا دعویٰ کون کرے سوائے برباد ہونے والے کے

نقش او کردست و نقاشِ من اوست | غیر اگر دعویٰ کند او ظلم جوست

اس نے صورت بنائی ہے اور میرا صورتگر وہی ہو | غیر اگر دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے

تو نتانی ابروئے من ساختن | چوں توانی جانِ من بشناختن

تو میری ابرو (بھی) نہیں بنا سکتا | تو میری جان کو کیسے پہچان سکتا ہے؟

بلکہ آں غدار و آں طاغی توئی | کو کُنی باحق تو دعویٔ دوئی

بلکہ تو وہ غدار اور سرکش ہے | جو خدا کے ساتھ دوئی کا دعویٰ کرتا ہے

گر بکشتم[۲] من عوانے را بسہو | نے برائے نفس کشتم نے بلہو

اگر میں نے ایک ظالم کو بھولے سے مار ڈالا | تو نفس کے لئے نہیں مارا نہ کھیل سے

من زدم مشتے ورا ناگہ او فتاد | آنکہ جانش خود نہ بُد جانے بداد

میں نے ایک مکا مارا اچانک گر پڑا | جس میں خود جان نہ تھی اس نے جان دیدی

من سگے کشتم تو مرسل زادگاں | صد ہزاراں طفلِ بے جرم و زیاں

میں نے ایک کتے کو مارا، تو نے رسول کی اولاد | لاکھوں، بے خطا اور بے قصور بچے

کشتہ[۳] و خونِ شاں در گردنت | تا چہ آید بر تو زیں خوں خوردنت

قتل کئے ہیں اور ان کا خون تیری گردن پر ہے | دیکھ تیری خون آشامی کا کیا وبال تجھ پر آئے گا!

کشتۂ ذریتِ یعقوبؑ را | بر امیدِ قتلِ من مطلوب را

تو نے (حضرت) یعقوبؑ کی اولاد کو قتل کیا ہے | میرے قتل کی امید پر جو (تیرا) مقصود تھا

کوریٔ تو حق مرا خود برگزید | سرنگوں شد آنچہ نفست می پزید

تیرے اندھے پن کے لئے خدا نے مجھے چن لیا | تیرا نفس جو خیال پکا رہا تھا وہ اوندھا ہو گیا

گفت اینہا را بہل بے ہیچ شک | ایں بود حقِ من و نان و نمک

اس (فرعون) نے کہا ان (باتوں) کو چھوڑ، بلاشک | میرا اور نان و نمک کا یہی حق تھا

کہ مرا پیشِ حشر خواری کنی | روزِ روشن بر دلم تاری کنی

کہ تو مجمع کے سامنے میری توہین کرے | اور روشن دن کو میرے دل پر تاریک کرے

گفت خواریٔ قیامت صعب تر | گر نداری پاسِ من در خیر و شر

(موسیٰ نے) فرمایا کہ قیامت کی ذلت بہت سخت ہے | اگر تو اچھائی اور برائی میں میرا لحاظ نہ کریگا

---

۱ شرکتش۔ جو اس کی شرکت کا دعویٰ کرے گا وہ تباہ ہوگا۔ نقش۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہی میرا صورتگر ہے اگر کوئی دوسرا دعویٰ کرے تو وہ ظالم ہے۔ تو نتانی۔ تو میرا خدا کیسے ہو سکتا ہے تو میری ایک ابرو بھی نہیں بنا سکتا ہے چہ جائیکہ پورا وجود۔ بلکہ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا غدار میں نہیں ہوں تو خدا کا غدار ہے۔

۲ گر بکشتم۔ مجھ سے قبطی کا قتل بلا ارادہ ہوا تھا خود وہ بدو، وہ کافر تھا اس کی جان جان ہی نہ تھی جبرئیل یعنی حضرت یعقوبؑ۔ کشتہ۔ یعنی تو نے ہزاروں بے قصور اولاد یعقوبؑ کو قتل کیا اس کی سزا میں تو طرح طرح کے عذاب بھگتے گا۔

۳ کشتہ۔ فرعون بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کر رہا تھا اور اس کا مقصد حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنا تھا۔ کوری تو۔ خدا نے تیری مرضی کے برخلاف مجھے اپنی رسالت کے لئے منتخب کر لیا۔ سرنگوں۔ یعنی تو میرے قتل پر قادر نہ ہوا۔ گفت۔ فرعون کہنے لگا کہ ان باتوں کو چھوڑ کیا میرے حقوق کا یہی تقاضہ ہے کہ تو مجھے بر سر مجمع ذلیل کرتا ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اگر تو خیر و شر میں میرا اتباع نہ کرے گا تو قیامت میں ذلیل ہوگا اور وہ ذلت اس دنیا کی ذلت سے بہت سخت ہے۔

681

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زخمِ کیکے[1] را نمی تانی کشید — زہرِ مارے را تو چوں خواہی چشید
جب تو ایک مچھر کا زخم برداشت نہیں کر سکتا — سانپ کے زہر کو کیسے چکھے گا؟

ظاہرا کارِ تو ویراں می کنم — لیک خارے را گلستاں می کنم
میں بظاہر تیرا کام تباہ کر رہا ہوں — لیکن میں کانٹے کو گلستان بنا رہا ہوں

بیان آنکہ عمارت در ویرانی است و جمعیت در پریشانی و درستی در شکستگی و مراد در بے مرادی و وجود در عدم و علیٰ ھٰذا بقیۃ الاضداد والازواج

اس کا بیان کہ تعمیر تخریب میں اور دل جمعی پریشانی میں اور درستی شکستگی میں اور مراد بے مرادی میں اور وجود عدم میں ہے اسی پر بقیہ ضدوں اور جوڑوں کو قیاس کر

آں یکے[2] آمد زمیں را می شگافت — ابلہے فریاد کرد و برنتافت
ایک شخص آیا زمین کھودنے لگا — ایک احمق نے شور کیا اور برداشت نہ کر سکا

کایں زمیں را از چہ ویراں می کنی — می شگافی و پریشاں می کنی
کہ تو اس زمین کو کیوں ویران کرتا ہے؟ — کھود رہا ہے اور بکھیر رہا ہے

گفت اے ابلہ برو بر من مراں — تو عمارت از خرابی باز داں
اس نے کہا، اے احمق! جا مجھ پر حکم نہ چلا — (پہلے) تعمیر اور تخریب کے فرق کو سمجھ لے

کے[3] شود گلزار و گندم زار ایں — تا نگردد زشت و ویراں ایں زمیں
یہ چمن اور گیہوں کا کھیت کب بن سکتی ہے؟ — جب تک یہ زمین بدنما اور ویران نہ ہو

کے شود بستان و کشت و برگ و بر — تا نگردد نظمِ او زیر و زبر
باغ اور کھیتی اور پتّے اور پھل کیونکر ہوں — جب تک اس کی ترتیب زیر و زبر نہ ہو

تا نہ بشگافی بہ نشتر ریشِ غَر — کے شود نیکو و کے گردید نغز
جب تک تو نشتر سے بند زخم کو نہ چیرے — وہ اچھا اور شفایاب کب ہو سکتا ہے؟

تا نسوزد خلطہایت از دوا — کے رود شود و شش کجا یابد شفا
جب تک دوا سے تیری رطوبتیں نہ جلیں — اس کو فائدہ کب ہو سکتا ہے اور شفایاب کب ہو سکتا ہے؟

پارہ پارہ کردہ درزی جامہ را — کس زند آں درزیِ علامہ را
درزی نے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا — اس ماہر درزی کو کون مارتا ہے؟

---

[1] زخم کیکے۔ یہاں تو ایک مچھر کے کاٹنے کو برداشت نہیں کر سکتا تو قیامت میں سانپوں کا زہر کیسے پیئے گا۔ ظاہرا جس کو تو بربادی سمجھتا ہے اس میں ہی میری آبادانی ہے۔ بیان۔ اب مولانا چند ایسی مثالیں دیتے ہیں جن میں بظاہر ویرانی ہے لیکن دراصل وہی تعمیر ہے۔

[2] آں یکے۔ ایک شخص نے زمین کو کھودنا شروع کیا تھا۔ اس بیوقوف نے زمین میں ہل چلانے والے سے کہا تو زمین کو کیوں ویران کر رہا ہے اور اس کی ہئی کو متفرق کر رہا ہے۔ تو عمارت۔ تو تعمیر اور تخریب میں فرق نہیں کر سکتا ہے۔ کے شود۔ چمن اور کھیت جب ہی تیار ہوتا ہے جب پہلے زمین کو ویران کر دیا جائے۔

[3] کے شود۔ زمین کو جب تک اُلٹا پلٹا نہ جائے نہ اس میں کھیتی پیدا ہوتی ہے نہ اس میں پھل پھول پیدا ہوتے ہیں۔ ریش غر۔ وہ پھوڑا جس کا منہ نہ بنا ہو۔ جامہ۔ درزی قمیص کپڑے کو تراش کر ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے تو کوئی درزی کو برا نہیں کہتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کہ چرا ایں اطلسِ برگزیدہ را — بر دریدی چہ کنم بد ریدہ را

کہ اِس منتخب اطلس کو کیوں — تو نے پھاڑا، میں پھٹے ہوئے کا کیا کروں؟

ہر بنائے[1] کہنہ کآباداں کنند — نے کہ اوّل کہنہ را ویراں کنند

جس پرانی بنیاد کو آباد کرتے ہیں — کیا پہلے پرانے کو ویران نہیں کرتے ہیں؟

ہمچنیں نجار و حداد و قصاب — ہستشاں پیش از عمارتہا خراب

اسی طرح بڑھئی اور لوہار اور قصائی — تعمیرات سے پہلے اُن کی تخریب ہے

آں ہلیلہ واں بلیلہ کوفتن — زاں تلف کردند معموری تن

ہیڑ اور بہیڑے کا کوٹنا — اُس بربادی سے دلوگوں نے جسم کی تعمیر کی ہے

تا نکوبی گندم اندر آسیا — کے شود آراستہ زاں خوانِ ما

جب تک تو گیہوں کو چکی میں نہ پیسے گا — اُس سے ہمارا دسترخوان کب آراستہ ہوگا

جوابِ دادنِ موسیٰ علیہ السلام فرعون را در تہدیدِ اُو

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کو جواب دینا اُس کی دھمکی کے بارے میں

ایں تقاضا[2] کرد آں نان و نمک — کز شستت وا رہانم اے سمک

اُس نان و نمک نے یہ چاہا — کہ اے مچھلی! تجھے میں کانٹے سے بچا دوں

گر پذیری پندِ موسیٰ وارہی — از چنیں شستِ بدِ نامنتہی

اگر تو موسیٰ کی نصیحت کو قبول کریگا تو نجات پا جائیگا — ایسے بُرے ختم نہ ہونے والے کانٹے سے

بس کہ خود را کردہ بندہ ہوا — کرمکے را کردۂ تو اژدہا

تو نے اپنے آپ کو خواہش کا ایسا غلام بنایا ہے کہ — تو نے کیڑے کو اژدہا بنا لیا ہے

اژدہا[3] را اژدہا آوردہ ام — تا باصلاح آورم من دمبدم

میں اژدہے کے لئے اژدہا لایا ہوں — تاکہ میں اصلاح کے لئے ہر وقت کام میں لاؤں

تا دمِ آں از دمِ ایں بشکند — مارِ من آں اژدہا را بر کند

تاکہ اُس کی پھنکار کو اِس کی پھنکار دبا دے — میرا سانپ اِس اژدہے کو برباد کر دے

گر رضا دادی رہیدی از دو مار — ورنہ از جانت بر آرد آں دمار

اگر تو راضی ہو گیا، تو دونوں سانپوں سے بچ گیا — ورنہ وہ تیری جان کو ہلاک کر دے گا

جوابِ فرعون موسیٰ علیہ السلام را و تہدیدِ اُو

فرعون کا حضرت موسیٰؑ کو جواب دینا اور اُس کی دھمکی

---

[1] ہر بنائے۔ جب پرانی بنیادوں پر نئی تعمیر کی جاتی ہے تو اُن بنیادوں کو اُکھاڑ دیا جاتا ہے۔ ہمچنیں۔ جتنے کاریگر ہیں اُن کا یہی عمل ہو کہ تعمیر سے قبل وہ تخریب کرتے ہیں۔ ہلیلہ۔ ہڑ۔ بلیلہ۔ بہیڑہ۔ تلف۔ یعنی اُن کو کوٹ کر دوا بناتے ہیں جس سے جسم کی تعمیر ہوتی ہے۔ تانکوبی۔ گیہوں کو چکی میں پیس کر لذیذ غذائیں بنائی جاتی ہیں۔

[2] ایں تقاضا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تیرے حقوق کا یہی تقاضا ہے کہ میں تجھے ہلاکت سے نجات دلا دوں۔ گر پذیری۔ اگر تو میری نصیحت قبول کرے گا تو ابدی ہلاکت سے نجات پا جائیگا۔ کرمکے۔ یعنی تیرا نفس جو ایک معمولی کیڑا تھا تو نے اُس کو اژدہا بنا کر اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔

[3] اژدہا۔ تیرا نفس اژدہا ہے اسکے مقابلے کے لئے میں عصا کا اژدہا لایا ہوں۔ تا دم۔ اُس کی پھنکاروں کو میرے اژدہا کی پھنکاریں دبا دیں گی۔ دو مار۔ یعنی نفس کا سانپ اور عصا کا سانپ۔ دمار۔ ہلاکت۔

683

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت اُلحق سخت اُستا جادوئی | کہ دراَفگندی بمکر اینجا دُوئی

اُس نے کہا یقیناً تو جادو کا بڑا استاد ہے | کہ تو نے مکر سے یہاں اختلاف پیدا کر دیا

خلقِ یک دل را تو کردی دو گروه | جادوئی رخنہ کُند در سنگ و کوه

تو نے ایک دل مخلوق کو دو گروه کر دیا | تیری جادو گری پتھر اور پہاڑ میں شگاف ڈالتی ہے

نفی کردنِ موسیٰ علیہ السلام جادوئی و سحر را از خود

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے بارے میں سحر اور جادوگری کا انکار کرنا

گفت ہستم غرقِ پیغامِ خدا | جادوئی کہ دید با نامِ خدا

انھوں نے فرمایا میں خدا کے پیغام میں مستغرق ہوں | خدا کے نام کے ساتھ جادوگری کس نے دیکھی ہے؟

غفلت و کفرست مایہ جادوئی | مشعلہ دینست جانِ موسوی

جادوگری کا مدار (اللہ سے) غفلت اور کفر پر ہے | موسیٰ کی جان دین کی مشعل ہے

من بجادویاں چہ مانم اے وقیح | کز دمم پُر رشک می گردد مسیح

اے بے شرم! میں جادوگروں سے کیسے مشابہ ہوں؟ | کہ میرے دم سے مسیح پُر رشک بنتے ہیں

من بجادویاں چہ مانم اے جُنب | کز جانم نور می گیرد کُتب

اے ناپاک! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ | میری جان سے کتابیں نور حاصل کرتی ہیں

من بجادویاں چہ مانم اے خبیث | کز خدا نازل شود بر من حدیث

اے خبیث! مجھے جادوگروں سے کیا مشابہت ہے؟ | کیونکہ خدا کی جانب سے مجھ پر کلام نازل ہوتا ہے

چوں تو با پرِ ہوا بر می پری | لاجرم بر من گمان آں می بری

تو چونکہ ہوس کے پروں سے اُڑتا ہے | لامحالہ مجھ پر بھی وہی گمان کرتا ہے

ہر کرا افعالِ دام و دد بود | بر کریمانش گمانِ بد بود

جس کے پرندوں اور درندوں کے کام ہوں | اُس کا بھلوں کے بارے میں بُرا گمان ہوتا ہے

چوں تو جزوِ عالمی پس اے مہیں | کُل را بر وصفِ خود بینی غوی

چونکہ تو دنیا کا جزو ہے، اسلئے اے ذلیل! | تو مجموعہ کو اپنی صفت کے مطابق گمراہ سمجھتا ہے

گر تو بر گردی و بر گردد سرت | خانہ را گردندہ بیند منظرت

اگر تو چکر کاٹے اور تیرا سر چکرائے | تیری آنکھ گھر کو گھومنے والا دیکھے گی

ور تو در کشتی رَوی بر یم رواں | ساحلِ یم را ہمی بینی دواں

اگر چلتے دریا پر تو کشتی میں چلے | دریا کے کنارے کو دوڑتا ہوا دیکھے گا

---

۱ گفت۔ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا تو مکمل جادوگر ہے تو نے اپنے مکر اور جادو سے میری قوم میں اختلاف پیدا کر دیا جادو کا اثر پہاڑ اور پتھر کے بھی ٹکڑے کر دیتا ہے۔ نفی۔ حضرت موسیٰ نے جادوگر نہ ہونے کے دلائل بیان فرمائے۔ گفت۔ جادوگر اپنے عمل میں خدا کے نام کا سہارا نہیں لیتا ہے وہ جادو میں شیطان کا نام استعمال کرتا ہے۔ مسیح۔ اس سے مراد حضرت عیسیٰ نہیں ہیں بلکہ اپنے فن کا کامل شخص مراد ہے۔

۲ کز کتب۔ یعنی آسمانی کتابوں میں میرا ذکر ہے کہ خدا میرے اوپر وحی نازل ہوتی ہے جادوگر گروہ سے کیا واسطہ۔ چوں تو۔ تو خود جیسا ہے ویسا ہی مجھے سمجھ رہا ہے۔

۳ ہر کرا۔ انسان جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسروں کو سمجھتا ہے۔ چوں تو۔ تو دنیا دار ہے اسلئے دوسروں کو بھی ایسا سمجھتا ہے۔ گر تو۔ مولانا چند مثالوں سے سمجھاتے ہیں کہ انسان اپنی حالت پر دوسرے کو قیاس کرتا ہے جس کا سر چکرا رہا ہو وہ گھر کو گھومتا ہوا سمجھتا ہے۔ ور تو۔ کشتی میں بیٹھا ہوا انسان سمجھتا ہے کہ ساحل بھی چل رہا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر تو باشی[1] تنگدل از مَلحمہ — تنگ بینی جملہ دنیا را ہمہ
اگر تو جنگ سے تنگدل ہے — تو پوری دنیا کی فضا کو تنگ سمجھے گا

وَر تو خوش باشی بکام دوستاں — اینجہاں بنمایدت چوں گلستاں
اگر تو دوستوں کے مقصد کے مطابق خوش ہے — یہ دنیا تجھے چمن جیسی نظر آئے گی

اے بسا کس رفتہ تا شام و عراق — اُو ندیدہ ہیچ جز کفر و نفاق
بہت سے انسان شام اور عراق گئے — انہوں نے کفر اور نفاق کے سوا کچھ نہ دیکھا

وے بسا کس رفتہ تا ہند و ہرے — اُو ندیدہ جز مگر بیع و شرے
بہت سے لوگ ہندوستان اور ہرات تک گئے — انہوں نے سوائے خرید و فروخت کے کچھ نہ دیکھا

وَے بسا کس رفتہ ترکستان و چیں — اُو ندیدہ ہیچ جز مکر و کمیں
بہت سے لوگ چین اور ترکستان گئے — انہوں نے مکر اور گھات کی جگہ کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

طالبِ[2] ہر چیز اے یارِ رشید — جز ہماں چیزے کہ میجوید ندید
اے بھلے دوست ہر چیز کے طلبگار نے — اسی چیز کو دیکھا جس کو وہ تلاش کرتا تھا

چوں ندارد مُدرکے جز رنگ و بُو — جملۂ اقلیمہا را گو بجُو
جبکہ اس کا محسوس سوائے رنگ و بُو کے کچھ نہیں ہے — کہہ دے کہ سارے ممالک ڈھونڈ لے

گاو در بغداد آمد ناگہاں — بگذرد او زیں سراں تا آں سراں
بیل اچانک بغداد میں آ گیا — اس جانب سے اس جانب گذر گیا

از ہمہ عیش و خوشیہا و مزہ — اُو نہ بیند جز کہ قشرِ خربزہ
تمام عیش اور خوشیوں اور مزے میں — وہ سوائے خربوزے کے چھلکے کے نہیں دیکھتا ہے

کہ[3] بُود افتادہ در راہ یا حشیش — لائقِ سیرانِ گاوی یا خریش
جو راستہ میں پڑا ہو یا گھاس — جو گائے کی رفتار اور اس کی حماقت کے لائق ہے

خشک بر میخِ طبیعت چوں قدید — بستۂ اسباب و جانش لا یزید
وہ طبیعت کی میخ پر گوشت کے ٹکڑے کی طرح خشک ہے — وہ اسباب سے وابستہ ہے اسکی جان میں اضافہ نہیں ہوتا ہے

واں فضائی خرقِ اسباب و علل — ہست ارضُ اللہ اے صدرِ اجل
اسباب اور علتوں کی شکست کی فضا — اے صدر اعظم! اللہ کی زمین ہے

ہر زماں مُبدّل شود چوں نقشِ جاں — نو بنو بیند جہانے در عیاں
جبکہ روح کا نقش ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہو — تو وہ مشاہدہ میں ایک تازہ بتازہ جہان دیکھتا ہے

لہ گر تو۔ اگر انسان تنگدل ہوتا ہے تو دنیا کو تنگ سمجھتا ہے۔ ملحمہ۔ جنگ۔ ور تو خوش۔ اگر انسان خوش ہے تو اس کو تمام دنیا پر مسرت معلوم ہوگی۔ شام و عراق۔ جو اسلام کے مرکز ہیں منافق کو وہاں بھی کفر و نفاق ہی نظر آئیگا۔ ہرے۔ ممکب ہرات۔

ٹہ طالب۔ انسان جس چیز کی جستجو کرتا ہے وہی اسکو نظر آتی ہے۔ مدرک۔ معلوم، جو چیز محسوس ہو۔ مطلب یعنی جو شخص باطنی بصیرت سے خالی اور ظاہر بین ہے اسکو تمام عالم میں صرف ظاہر نظر آئیگا۔ گاو۔ بیل اگر بغداد میں پہنچے تو اس کو خربوزے کے چھلکوں کے علاوہ کچھ نظر نہ آئے گا۔

ٹہ کہ بُود۔ بیل کو وہ چھلکا یا گھاس نظر آئے گی جو راستہ میں پڑی ہوگی۔ لائق۔ ظاہر بیں انسان کی سیر بھی اسی گائے کی سی سیر ہے جو صرف ظاہر کو دیکھتا ہے۔ خشک۔ اسباب ظاہری کا پابند انسان صرف اپنی طبیعت پر اعتماد کرتا ہے اور اس کے مزاج کی مثال اس گوشت کے پارچہ کی سی ہے جس کو کھونٹی پر لٹکا دیا ہو جس میں اب اضافہ ممکن نہیں بلکہ روز مرہ گھٹتا ہے۔ واں فضائی۔ اسباب و علل سے گذر کر جب انسان اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں مسبب الاسباب کی قدرت کا عمل جاری ہے تو اسکو ایک وسیع میدان ملتا ہے۔ ہر زماں۔ اس مقام پر پہنچ کر تجدد امثال کے طریقہ پر اسکو نئے عالم نظر آتے ہیں۔

685

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر[1] بود فردوس و انہارِ بہشت
خواہ فردوس اور جنت کی نہریں ہوں

چوں فسردہ یک صفت شد گشت زشت
جب ٹھٹھر کر ایک صفت بن جائیں تو بری ہیں

اے زغفلت از مسبب بے خبر
اے وہ کہ غفلت کی وجہ سے سبب پیدا کرنے والے سے بےخبر ہے

بندۂ اسباب گشتی ہمچو خر
تو گدھے کی طرح اسباب کا بندہ بن گیا ہے

لاجرم اعمیٰ دل و سر گشتۂ
لامحالہ تو دل کا اندھا اور دیوانہ ہو گیا ہے

مضطرب احوال و مضطر گشتۂ
پریشان حال اور مجبور ہو گیا ہے

چشم بکشا و مسبب را نگر
آنکھ کھول اور سبب پیدا کرنے والے کو دیکھ

تا شوی فارغ ز اسباب ضرر
تاکہ تو نقصان کے اسباب سے نجات پا جائے

بیان[2] آنکہ ہر حسِ مدرِک را از آدمی نیز مدرکاتے دیگرست
اس کا بیان کہ انسان کی ہر ادراک کرنے والی حس کے معلومات دوسرے ہیں جن

کہ از مدرِکاتِ آں حسِ دیگر بیخبرست چنانکہ ہر پیشہ ور استاد
کی دوسری حس کو خبر نہیں ہے جیسا کہ ہر عجمی پیشہ ور استاد دوسرے استاد کے کام

اعجمی از کارِ اوستادِ دیگرے بے خبرست و بے خبری او ازانکہ
سے بے خبر ہے اور اس کی بے خبری اس لئے ہے کہ یہ اس کا کام نہیں ہے

وظیفۂ او نیست دلیل نبود کہ آں مدرِکات نیست
اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ وہ مدرکات نہیں ہیں

چنبرہ دیدِ جہاں ادراکِ تست
دنیا کو دیکھنے کا دائرہ تیرا ادراک ہے

پردۂ پاکاں حسِ ناپاکِ تست
تیری ناپاک حس، پاک لوگوں کا پردہ ہے

مدتے[3] حس را بشو ز آبِ عیاں
مشاہدہ کے پانی سے حس کو ایک مدت تک دھو

اینچنیں داں جامہ شوئی صوفیاں
صوفیوں کی جامہ شوئی اسی طرح کی سمجھ

چوں شدی تو پاک پردہ بر کند
جب تو پاک ہو جائے گا پردہ اٹھ جائے گا

جانِ پاکاں خویش را بر تو زند
پاک لوگوں کی جان اپنے آپ کو تجھ پر نمایاں کر دیگی

جملہ عالم گر بود نور و صور
تمام عالم اگر نور اور صورتیں ہو گا

چشم را باشد ازاں خوبی خبر
آنکھ کو اس خوبی کی خبر ہو جائے گی

چشم بستی گوش می آری بہ پیش
(اگر) تو آنکھ بند کر لے، کان کو سامنے لائے

تا نمائی زلف و رخسارہ بتیش
تاکہ تو اس کو کسی بت کی زلف اور رخسار دکھائے

---

[1] گر بود۔ مشہور ہے۔
"افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را"
اے زغفلت۔ انسان کی غفلت ہے کہ وہ اسباب کی طرف نظر رکھتا ہے، مسبب الاسباب سے غافل ہے۔

[2] بیان۔ انسان کے ہر حس کے مدرکات جداگانہ ہیں ایک حس دوسرے حس کے مدرکات سے بے خبر ہے۔
چنبرہ۔ انسان اپنی عینک سے بزرگوں کو دیکھتا ہے اس کی عینک پردہ اور حجاب ہے۔

[3] مدتے۔ صوفیا کی طرح حواس کو مشاہدہ کے ذریعہ پاک و صاف کرنا چاہیئے۔
چوں شدی۔ جب تیرے حواس پاک ہو جائیں گے، بزرگوں کی حقیقت کو سمجھ لے گا۔ چشم بستی۔ دیکھنا آنکھ کا کام ہے کان کا کام نہیں ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گوش گوید من بصورت نگروم — صورت ار بانگے[1] زند من بشنوم

کان کہے گا میں صورت پر مائل نہیں ہوتا ہوں — صورت اگر پکارے میں سنوں گا

گوش گوید من بصورت ننگرم — حسِ چشم ست آں زدیدن قاصرم

کان کہے گا میں صورت کو نہیں دیکھتا ہوں — وہ آنکھ کی حس ہے، میں دیکھنے سے قاصر ہوں

عالمم من لیک اندر فنِ خویش — فنِ من جز حرف و صوتے نیست بیش

میں عالم ہوں، لیکن اپنے فن میں — میرا فن حرف اور آواز سے زیادہ نہیں ہے

ہیں بیا بینی ببیں ایں خوب را — نیست بینی درخورِ ایں مطلوب را

خبردار! ناک تو آ اِس حسین کو دیکھ — ناک (بھی) اِس مقصد کے لائق نہیں ہے

گر بود مشک و گلابے بو برم — فنِ من اینست و علم و مجرم

اگر مشک اور گلاب ہو میں سونگھ لونگی — میرا فن اور علم اور تجربہ یہ ہے

کے بہ بینم من رخِ آں سیم ساق — ہیں مکن تکلیف ما لیس یطاق

میں اُس چاندی کی سی پنڈلی والے کا چہرہ کب دیکھ سکتی ہوں؟ — خبردار! جس چیز کی طاقت نہ ہو اُس کی تکلیف نہ دے

باز حسِ کژ نہ بیند غیر کژ — خواہ کژ غژ پیشِ او یا راست غژ

پھر ٹیڑھی حس سوائے ٹیڑھے کے نہ دیکھے گی — خواہ تو اُس کے سامنے ٹیڑھا چلے یا سیدھا چلے

چشمِ احول[2] از یکے دیدن یقیں — ناظرِ شرک است نہ توحید بیں

بھینگے کی آنکھ ایک دیکھنے سے یقیناً (قاصر ہے) — وہ شرک کو دیکھنے والی ہے نہ کہ توحید کو

تو کہ فرعونی ہمہ مکری و زرق — مر مرا از خود نمیدانی تو فرق

تو جو فرعون ہے مجسّم مکر اور فریب ہے — تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں سمجھتا ہے

منگر[3] از خود در من اے کژ باز تو — تا یکے تو را نہ بینی تو دو تو

اے ٹیڑھے کام والے! مجھے اپنی ذات سے نہ دیکھ — تاکہ تو ایک کو دو نہ دیکھے

بنگر اندر من ز من یک ساعتے — تا ورای کون بینی ساحتے

تھوڑی دیر کے لئے مجھے میری ذات سے دیکھ — تاکہ تو دنیا سے آگے ایک میدان دیکھے

وارہی از تنگی و از ننگ و نام — عشق اندر عشق بینی والسلام

تو تنگی اور ننگ و نام سے نجات پا جائیگا — عشق میں عشق دیکھے گا والسلام

پس بدانی چونکہ رستی از بدن — گوش و بینی چشم می تاند شدن

جب تو جسم سے نجات پا جائے گا تو جان لیگا — کہ کان اور ناک، آنکھ بن سکتے ہیں

---

۱ بانگے۔ بسنا کان کا کام ہے۔ عالم۔ کان سننے کا ماہر ہے۔ بینی۔ ناک کا کام دیکھنا نہیں ہے سونگھنا ہے۔ کے بہ بینم۔ ناک محبوب کا منہ نہیں دیکھ سکتی ہے۔ باز حس۔ اگر حس ٹیڑھی ہے تو وہ صحیح کام نہیں کرے گی۔

۲ چشمِ احول۔ بھینگے کی آنکھ ایک چیز کو دو کر کے دکھاتی ہے۔ تو کہ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا چونکہ تو مجسّم مکر اور فریب ہے لہٰذا تو مجھ میں اور اپنے آپ میں فرق نہیں کرسکتا۔

۳ منگر۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ تو بھینگا ہے مجھے اپنی آنکھ سے نہ دیکھ۔ بنگر۔ مجھے میری آنکھ سے دیکھ پھر تجھے عالمِ غیب کا مشاہدہ ہوگا۔ عشق۔ میرے عشق میں تجھے خدا کا عشق نظر آئے گا۔ پس۔ جب تو جسم کی مادّیت سے پاک ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ کان اور ناک بھی آنکھ کا کام کرتے ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

راست گفتست آں شہِ شیریں زباں[1] ۔ چشم گردد مُو بمُوی عارفاں

اُس شیریں زبان شاہ نے سچ فرمایا ہے ۔ عارفوں کا بال بال ، آنکھ بن جاتا ہے

جسم را چشمے نبُود اوّل یقیں ۔ در رحم بُود اُو جنینِ گوشتیں

یقیناً شروع میں جسم میں آنکھ نہ تھی ۔ وہ رحم (مادر) میں گوشت کا لوتھڑا تھا

عِلّت دیدن مداں پیہ اے پسر ۔ ورنہ خواب اندر ندیدے کس صُوَر

اے بیٹا! آنکھ کی چربی کو دیکھنے کا سبب نہ سمجھ ۔ ورنہ خواب میں کوئی شخص صورتیں نہ دیکھتا

آں پری و دیو می بیند شبیہ ۔ نیست اندر دیدگانِ ہر دُو پیہ

پری اور دیو صورت دیکھتے ہیں ۔ دونوں کی آنکھوں میں چربی نہیں ہے

نور را با پیہ خود نسبت نبُود ۔ نسبتش بخشید خلاقِ وَدُود

روشنی کو چربی سے کوئی نسبت نہ تھی ۔ خلاقِ ودود نے اُس کو نسبت عطا کی ہے

آدم[2] ست از خاک کے مانند بخاک ۔ جنّی است از نار بے ہیچ اشتراک

آدمؑ خاک سے (بنے) ہیں، خاک سے مشابہ کہاں ہیں؟ ۔ بغیر مناسبت کے جن آگ سے (پیدا ہوئے) ہیں

نیست خود مانندِ آتش آں پری ۔ گرچہ اصلش اُوست چوں می بنگری

پری، آگ کے مشابہ نہیں ہے ۔ اگرچہ اُس کی اصل وہ ہے جب تو غور کریگا

مُرغ از باد ست کے مانند باد ۔ نامناسب را خدا نسبت بداد

پرندہ ہوا سے (پیدا ہوا) ہے وہ کب ہوا سے مشابہ ہے؟ ۔ غیر مناسب کو خدا نے نسبت عطا کر دی ہے

نسبتِ ایں فرعہا با اصلہا ۔ ہست بیچوں اَرچہ دادش وصلہا

ان فروع کی اصول سے نسبت ۔ بے نظیر ہے، اگرچہ (خدا نے) جوڑ ملا دیئے ہیں

آدمی چوں زادۂ خاک و ہباست ۔ ایں پسر را با پدر نسبت کجاست

آدمی خاک اور ذرّوں سے پیدا ہوا ہے ۔ اس بیٹے کو باپ سے کہاں مناسبت ہے؟

نسبتے گر ہست مخفی از خرد ۔ ہست بیچون و خرد کے پے برد

اگر کوئی مناسبت ہے تو عقل سے مخفی ہے ۔ وہ بے کیفیت ہے اور عقل اُسکو کب پاسکتی ہے؟

باد[3] را بے چشم اگر بینش نداد ۔ فرق چوں میکرد اندر قومِ عاد

اگر اُس نے ہوا کو بغیر آنکھ کے بینائی عطا نہیں کی ہو ۔ تو اُس نے قومِ عاد میں فرق کیسے کیا؟

چوں ہمی دانست مومن از عدو ۔ چوں ہمی دانست مے را از کدو

اُس نے مومن کو دشمن سے کیسے ممتاز کر دیا؟ ۔ اُس نے شراب اور کدو میں فرق کیسے کر دیا؟

[1] شیریں زباں یعنی حضرت بایزید بسطامیؒ۔ جسم۔ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے دوسرے حواس آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ علت۔ محض آنکھ کی چربی کو دیکھنے کی علت نہ سمجھنا چاہیئے۔ ورنہ خواب میں انسان دیکھتا ہے اور اُس کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ پری۔ پری اور جن دیکھتے ہیں اُن کی آنکھوں میں یہ چربی نہیں ہے۔ نور۔ آنکھ کی روشنی اور چربی میں کوئی مناسبت نہیں ہے خدا نے اُس میں یہ طاقت رکھی ہے تو اُس کی قدرت میں یہ بھی ہے کہ وہ کسی اور چیز میں دیکھنے کی طاقت رکھدے۔

[2] آدمؑ۔ انسان خاکی اور جن ناری ہے لیکن اب اُن میں اور اُن کی اصل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔ مرغ پہلے مولانا نے فرمایا تھا کہ پرندوں کی پیدائش مذکر کی ہوا سے ہوتی ہے۔ نسبت۔ اِن اصول اور فروع میں وہ نسبت ہے جس کی کیفیت ناقابلِ بیان ہے۔

[3] باد۔ جس طرح اللہ کی قدرت نے آنکھ کی چربی میں دیکھنے کی قوت عنایت فرمائی دوسری چیزوں کو بھی یہ قوت عنایت کر دیتا ہے۔ قوم عاد پر جو ہوا مُسلّط ہوئی تھی وہ دیکھ دیکھ کر دشمنوں کو ہلاک کر رہی تھی۔

Academy of the Punjab in North America; http://www.apnaorg.com

آتشِ نمرود را اگر چشم نیست — با خلیلش چوں تجشّم کردنی ست
نمرود کی آگ میں اگر آنکھ نہیں ہے — اُس کے خلیل کے ساتھ اس کو کیوں تکلّف ہوا؟

گر نبودے نیل را آں نور و دید — از چہ قبطی را ز سبطی می گزید
اگر دریائے نیل میں دیکھنے کی روشنی نہ ہوتی — تو قبطی کو سبطی سے کیسے منتخب کرتی؟

گر نہ کوہ و سنگ با دیدار شُد — پس چرا داؤد را اُو یار شُد
اگر پہاڑ اور پتھر دیکھنے والے نہ تھے — تو وہ (حضرت) داؤدؑ کے دوست کیوں بنے؟

ایں زمیں را گر نبودے چشمِ جاں — از چہ قاروں را فرو خورد آنچناں
اگر اس زمین کے جان کی آنکھ نہ ہوتی — تو قارون کو اس طرح کس وجہ سے نگل گئی؟

گر نبودے چشمِ دل حنّانہ را — چوں بدیدے ہجرِ آں فرزانہ را
اگر (استوانہ) حنّانہ کے دل کی آنکھ نہ ہوتی — تو اُن عقلمندؐ کے ہجر کو کیسے دیکھ لیتی؟

سنگریزہ گر نبودے دیدہ ور — چوں گواہی دادے اندر مُشتِ دَر
اگر پتھر کے ٹکڑے بینا نہ ہوتے — تو مٹھی میں گواہی کیسے دیتے؟

اے خرد بر کش تو پرّ و بالہا — سورہ بر خواں زُلزِلَت زِلزالَہا
اے عقل تو بال و پر کھول لے — سورۂ زُلزلت زلزالہا پڑھ

در قیامت ایں زمیں بر نیک و بد — کے ز نا دیدہ گواہیہا دہد
نیک اور بد پر یہ زمین قیامت میں — بغیر دیکھے گواہی کب دے گی؟

کہ تُحَدِّثُ حالَھا و اَخبارَھا — تُظھِرُ الاَرضُ لَنا اَسرارَھا
کیونکہ وہ اپنی حالت اور خبریں بتائیگی — زمین ہمارے لئے اپنے راز ظاہر کرے گی

ایں فرستادن مرا پیشِ تو میر — ہست بُرہانے کہ بُد مُرسل خبیر
تجھ حاکم کے سامنے مجھے بھیجنا — اِس کی دلیل ہے کہ بھیجنے والا باخبر ہے

ق

کہ چنیں دارو چناں ناسور را — ہست در خور از پئے میسور را
کیونکہ ایسے زخم کے لئے ایسی ہی دوا — سہولت کے لئے مناسب ہے

واقعاتے دیدہ بُودی پیش ازیں — کہ خدا خواہد مرا کردن گزیں
تو نے اِس سے پہلے واقعات دیکھے تھے — کہ خدا مجھے برگزیدہ بنائے گا

من عصا و نور بگرفتہ بدست — شاخِ گستاخِ ترا خواہم شکست
میں لاٹھی اور نور کو ہاتھ میں لے کر — تیرے گستاخ سینگ کو توڑ ڈالوں گا

ف۱ آتش۔ نمرود کی آگ کو بصارت حاصل تھی اسی لئے وہ حضرت ابراہیمؑ کو نہیں جلا رہی تھی۔ تجشّم۔ تکلیف اٹھانا یعنی حضرت ابراہیمؑ کی حفاظت کی تکلیف اٹھا رہی تھی۔ نیل۔ دریائے نیل کو بھی بصارت حاصل تھی اسی لئے اُس نے قبطیوں کو ڈبویا اور اسرائیلیوں کو نہ ڈبویا۔ داؤدؑ۔ پہاڑ میں بصارت تھی تب ہی تو پتھر حضرت داؤدؑ کو پہچان گئے تھے اور اُن سے خواہش کی تھی کہ طالوت کو ہلاک کرنے کیلئے ہمیں ساتھ لے چلو۔

ف۲ زمین۔ زمین کو بصارت حاصل تھی اسی لئے اُس نے قارون کو نگل لیا۔ حنّانہ۔ اسطوانۂ حنانہ حضورؐ کے فراق پر رو دیا اس کی وجہ اس کی بینائی تھی۔ سنگریزہ۔ اُس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس میں کنکریوں نے حضورؐ کی مٹھی میں حضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی۔ زُلزلت۔ سورۂ زلزال میں اس کا بیان ہے کہ قیامت میں زمین سب راز ظاہر کر دے گی۔

ف۳ ایں فرستادن۔ تجھ جیسے ظالم حاکم کے مقابلہ کے لئے خدا کا مجھے بھیجنا اِس بات کی دلیل ہے کہ خدا کے علم میں یہ بات ہے کہ تیرے مرض کا علاج میں ہی ہوں۔

689

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

واقعاتے سہمگیں از بہر ایں [۱] | گونہ گونہ می نمودت ربِّ دیں
اسی لئے خوفناک واقعات | دین کے رب نے طرح طرح کے تجھے دکھائے

در خورِ سرِّ بد و طغیانِ تو | تا بدانی کو ست در خوردانِ تو
تیرے بُرے عقیدے اور سرکشی کے مناسب | تاکہ تو سمجھ جائے کہ وہ تیرے مناسب ہیں

تا بدانی کو حکیم ست و خبیر | مُصلحِ امراضِ درماں ناپذیر
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ دانا اور باخبر ہے۔ | ناقابلِ علاج مرضوں کا مُصلح ہے

تو بتاویلات می گشتی ازاں | کور و کر کایں ہست از خوابِ گراں
تو تاویلوں کے ذریعہ اُن سے بنتا تھا | اندھا اور بہرا کہ یہ گہری نیند کی وجہ سے ہیں

واں طبیب و آں منجّم در لمع [۲] | دید تعبیرش بپوشید از طمع
اور اُس طبیب اور نجومی نے روشنی میں | اُس کی تعبیر دیکھ لی (اور) لالچ کی وجہ سے چھپائی

گفت دور از دولت و از شاہیت | کہ در آید غصّہ در آگاہیت
اُس نے کہا کہ تیری حکومت اور شاہی سے دُور | کہ کوئی ناگواری تیرے علم میں آئے

از غذائے مختلف یا از طعام | طبعِ شوریدہ ہمی بیند منام
مختلف غذا یا کھانے کی وجہ سے | پریشان طبیعت خواب دیکھتی ہے

زانکہ دید او کہ نصیحت جو نہٗ | تند و خونخواری و مسکیں خو نہٗ
کیونکہ اُس نے دیکھا کہ تو نصیحت کا جویاں نہیں ہے | تو بدمزاج اور خونخوار ہے مسکین طبیعت نہیں ہے

پادشاہاں خوں کُنند از مصلحت | لیک رحمتِ شاں فزوں ست از عنت
بادشاہ کسی مصلحت سے خون کردیتے ہیں | لیکن اُن کی محبت غصّہ سے بڑھی ہوئی ہوتی ہے

شاہ را باید کہ باشد خوئے رب [۳] | رحمتِ اُو سبق گیرد بر غضب
بادشاہ کو چاہیئے کہ خدائی مزاج کا ہو | اُس کی رحمت غصّہ پر سبقت کرے

نے غضب غالب بود مانندِ دیو | بے ضرورت خوں کُند از بہرِ ریو
نہ دیو کی طرح اُس پر غصّہ غالب ہو | (اور) مکر کے لئے بے ضرورت خون بہائے

نے حلیمیِ مخنّث وار نیز | کہ شود زن روسپی زان و کنیز
ہیجڑے کی سی بُردباری بھی نہ ہو | کہ اُس سے بیوی اور باندی بدکار ہوجاتی ہے

دیو خانہ کردہ بودی سینہ را | قبلہ سازیدہ بودی کینہ را
تو نے سینہ کو شیطان کا گھر بنالیا تھا | تو نے کینہ کو قبلہ بنالیا تھا

---

۱ واقعاتے۔ تو نے کئی بار خواب میں دیکھا تھا کہ خدا نے تیرے مقابلے کے لئے مجھے منتخب کرلیا ہے۔ در خور۔ وہ خواب تیرے مناسب حال تھے اور تجھے یہ بتانے کے لئے تھے کہ اللہ تعالیٰ ناقابلِ علاج مرض کا علاج بھی فرما دیتا ہے۔ تو بتاویلات۔ لیکن تو اُن خوابوں کی غلط تاویلیں کرکے اندھا اور بہرا بنا اور کہنے لگا کہ غفلت کی نیند میں ایسے خواب آیا کرتے ہیں۔

۲ واں طبیب۔ اطبّاء اور نجومی اُن خوابوں کا صحیح مطلب سمجھ رہے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تو اُن کی بات نہ مانے گا اور اُن پر عتاب نازل کرے گا اسلئے وہ یہ کہہ دیتے تھے کہ مختلف غذائیں اور معدہ کی خرابی اِن خوابوں کا سبب ہیں۔ پادشاہاں۔ بادشاہ کسی مصلحت کی بنیاد پر قتل بھی کراتے ہیں لیکن رعایا پر اُن کی شفقت اُن کے غصّہ پر غالب رہتی ہے۔

۳ شاہ۔ بادشاہ کو اخلاقِ الٰہی اختیار کرنے چاہئیں۔ رحمت۔ خدا کا خُلق یہ ہے کہ اُس کی رحمت اُس کے غضب پر غالب ہے۔ دیو۔ شیطان کا غصّہ اُس کی شفقت پر غالب ہے۔ نے حلیمی۔ بادشاہ میں بے موقع حلم بھی نہ ہونا چاہئے جس کی وجہ سے بیوی اور متعلقین بگڑ جائیں۔ روسپی۔ رنڈی، زانیہ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شاخِ تیزت بس جگرہا را کہ خست — تیرے تیز سینگ نے بہت سے جگروں کو خستہ کیا ہے
نک عصایم شاخِ شوخت را شکست — اب میری لاٹھی نے تیرے شوخ سینگ کو توڑا ہے

حملہ آوردنِ ایں جہانیاں و تاخت بُردن براں جہانیاں
اس دنیا والوں کا حملہ کرنا اور غارتگری کرنا اُس جہان والوں پر قلعہ کی سرحد تک

تا ثغورِ دژ کہ سرحدِ غیب ست و غفلتِ ایشاں از کمین گہ چوں
جو کہ غیب کی سرحد ہے اور اُن کا کمین گاہ سے غافل ہونا کیونکہ غازی جب

غازی بغزا نرود کافر تاخت آرد
جہاد نہیں کرتا ہے ۔ کافر حملہ کر دیتا ہے

حملہ بُردند اسپۂ جسمانیاں — جسم والوں کی فوج نے حملہ کیا
جانبِ قلعہ و دژِ رُوحانیاں — رُوحانیوں کے قلعہ کی جانب

تا فرو گیرند در بندانِ غیب — تاکہ غیب کے دروازوں پر قبضہ کر لیں
تا کسے نایدازاں سو پاک جیب — تاکہ کوئی پاک دل اُس جانب سے نہ آئے

غازیاں حملہ غزا چوں کم بُرند — غازی جب جہاد کا حملہ نہیں کرتے ہیں
کافراں بر عکس حملہ آورند — تو کافر پلٹ کر حملہ کرتے ہیں

غازیانِ غیب چوں از حلمِ خویش — غیب کے غازیوں نے جب اپنی بُردباری کی وجہ سے
حملہ ناوردند بر تو زشت کیش — تجھ بد مذہب پر حملہ نہیں کیا

حملہ بُردی سوئے دربندانِ غیب — تو نے غیب کے دروازوں پر حملہ کیا
تا نیایند ایں طرف مردانِ غیب — تاکہ غیب کے جوانمرد اِدھر نہ آئیں

چنگ در صلب و رحمہا در زدی — تو نے پُشتوں اور رحموں پر دست درازی کی
تا کہ شارع راہگیری از بدی — تاکہ شرارت سے راستہ روک دے

چوں بگیری شہرہے کز ذو الجلال — تو اُس شاہراہ کو کیسے بند کر سکتا ہو جسکو خدا نے
برگشادست از برائے انتسال — نسل بڑھانے کے لئے کھولا ہے؟

سد شدی دربندہا را اے لجوج — اے جھگڑالو! تو دروازے کی بندش بنا
کوریِ تو کرد سرہنگے خروج — تیرے اندھے پن سے ایک سپاہی نکل آیا

نک منم سرہنگ و ہنگت بشکنم — اب میں سپاہی ہوں اور تیرے امداد کو شکست دونگا
نک بنامش نام و ننگت بشکنم — اب اُس کے نام پر تیرے نام و ننگ کو شکست دونگا

لہ شاخ ۔ لیکن تو ایسا ظالم بادشاہ ہے کہ بے قصور لوگوں کا خون کرتا ہے ۔ اب اللہ تعالیٰ نے میری لاٹھی کے ذریعہ تیرے سینگ کو توڑا ہے ۔ حملہ آوردن ۔ قدرِ خداوندی کے خلاف فرعون کی تدابیر (اہل) دنیا کا عالمِ غیب پر حملہ کرنا ہے ۔ ثغور جمع ثغر بضم اول و ثانی ترکی رومی لفظ ہے وہ سرحد جو دو سلطنتوں اور دو بادشاہوں کے درمیان فصل ہو ۔ اسپہ ۔ سپاہ ۔ دژ ۔ قلعہ ۔ دربنداں ۔ دروازے ۔ پاک جیب ۔ پاکباز ۔

لہ غازیان ۔ قدرت کیطرف سے ڈھیل ہوتی ہے تو کافروں کو جرأت ہو جاتی ہے کیش ۔ مذہب ۔ چنگ ۔ فرعون نے نسل کشی شروع کی تاکہ موسیٰ کا ظہور نہ ہو سکے ۔ شارع ۔ راستہ ۔ شہرہ ۔ شاہراہ ۔ انتسال ۔ نسل بڑھانا ۔

لہ سد ۔ بند ۔ لجوج ۔ جھگڑالو ۔ سرہنگ ۔ یعنی حضرت موسیٰ ۔ ہنگت ۔ تو ۔ تو ۔

691

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

توہلا در بندہا را سخت بند — چند گاہے بر سِبالِ[1] خود بخند
خبردار! تو دروازوں کو سخت بند کردے — تھوڑی دیر اپنی مونچھوں پر ہنس لے

سَبلت را بر کَنَد یک یک قدر — تا بدانی کالقدر یُعمِی البصر
تقدیر تیری مونچھ کو ایک ایک کرکے اکھاڑ دیگی — تاکہ تو جان لے کہ تقدیر آنکھوں کو اندھا کردیتی ہے

سَبلتِ تو تیز تر یا آنِ عاد — کہ ہمی لرزید از دمِ شاں بلاد
تیری مونچھ زیادہ نوکیلی ہے یا (قوم) عاد کی — جن کے دَم سے شہر لرزاں تھے

تو سَتیزہ رُو تری یا آں ثمود — کہ نیامد مثلِ ایشاں در وجود
تو زیادہ لڑاکو ہے یا ثمود — کہ اُن جیسا پیدا نہ ہوا

صد ازینہا گر بگویم تو کَری — بشنوی و ناشنودہ آوری
اگر اس قسم کی سینکڑوں باتیں کہوں گا تو بہرا ہے — تو سُنی ہوئی بات کو اَن سُنی کردے گا

توبہ کردم از سخن کانگیختم — بے سخن من داروے آمیختم
جو باتیں میں نے اٹھائیں اُن سے توبہ کرتا ہوں — بغیر کہے میں تیری دوا گھولتا ہوں

کہ نہم بر ریشِ خامت تا پَزَد — تا بسوزد ریش و ریشت تا اَبد
تیرے کچے زخم پر رکھوں، تاکہ وہ پک جائے — تاکہ ہمیشہ کے لئے زخم اور تیری داڑھی جل جائے

تا بدانی[2] کو خبیرست اے عَدُو — می دہد ہر چیز را در خوردِ اُو
اے دشمن! تاکہ تو جان لے کہ وہ جانکار ہے — ہر چیز کو اُس کے مناسبِ حال عطا کرتا ہے

کے کژی کردی و کے کردی تو شر — کہ ندیدی لائقش در پے اثر
تو نے کب کجی برتی ہے اور تو نے کب شر پھیلایا ہے؟ — کہ اُس کے مناسب اُس کے بعد تو نے اثر نہ دیکھا ہو

کے فرستادی دَمے بر آسماں — نیکیے کز پے نیامد مثلِ آں
تھوڑی دیر کے لئے تو نے آسمان پر کب بھیجی ہے! — نیکی، کہ اُس کے بعد اُس جیسی نہ آئی ہو

گر مُراقِب[3] باشی و بیدار تو — ہر دَمے بینی جزاے کارِ تو
اگر تو نگراں اور بیدار ہو جائے — ہر وقت اپنے کام کا بدلہ دیکھے

چوں مُراقِب باشی و گیری رَسَن — حاجتت ناید قیامت آمدن
جب تو نگراں ہوگا اور رسّی کو پکڑے گا — تجھے قیامت کے آنے کی ضرورت نہ ہوگی

آنکہ رَمزے را بداند اُو صحیح — حاجتش ناید کہ گویندش صریح
جو اشارے کو صحیح سمجھ لے — اُس سے صاف کہنے کی ضرورت نہیں ہے

---

[1] سِبال۔ سَبلت کی جمع ہے، مونچھ۔ عاد۔ قوم عاد کی طاقت سے سب قومیں ڈرتی تھیں۔ ثمود۔ بہت طاقتور قوم تھی۔ توبہ۔ اب میں نصیحت کو ختم کرتا ہوں وہ تیرے لئے مُفید نہیں ہے۔ ریش۔ زخم، داڑھی۔

[2] تا بدانی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ اب میں تیرا علاج شروع کرتا ہوں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ قدرت ہر فرعون کیلئے موسیٰ کو پیدا کر دیتی ہے۔ کے کژی۔ انسان کو نیکی اور بدی کا بدلہ ضرور ملتا ہے۔

[3] مُراقِب۔ اگر انسان اپنا محاسبہ کرتا رہے تو اُس کو پتہ چل جائے کہ ہر کام کا بدلہ فوراً ملتا ہے۔ چوں مراقب۔ اگر انسان محاسبہ کرتا رہے تو پھر محاسبہ کے دن یعنی قیامت کی اُس کیلئے ضرورت نہیں ہے۔ آنکہ۔ جو شخص دنیا میں اشاراتِ خداوندی کو سمجھ لیگا اُس کے لئے قیامت کے صریح اقوال کی ضرورت نہ رہے گی۔

692

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایںؔ۱ بلا از کودنی آید ترا | کہ نکردی فہم نکتہ و رمز را
یہ مصیبت بیوقوفی سے تجھ پر آتی ہے | کیونکہ تو اشارے اور نکتہ کو نہ سمجھا

از بدی چوں دل سیاہ و تیرہ شُد | فہم کُن اینجا نشاید خیرہ شُد
جب گناہ کی وجہ سے دل سیاہ اور کالا ہو گیا | سمجھ لے، اِس جگہ بے باکی مناسب نہیں ہے

ورنہ خود تیرے شود آں تیرگی | در رسد در تو جزای خیرگی
ورنہ وہ سیاہی خود تیر بن جائیگی | تجھے بے باکی کی سزا ملے گی

ورؔ۲ نیاید تیرت از بخشائش ست | نے پئے نادیدن آلائش ست
اگر تجھے تیر نہ لگے، تو یہ بخشش ہے | نہ کہ گناہ کو نہ دیکھنے کی وجہ سے ہے

پس مُراقب باش گر دل بایدت | کز پئے ہر فعل چیزے زایدت
اگر تجھے دل کی سلامتی، چاہیئے تو نگراں بن | اِس لئے کہ ہر کام کے بعد تجھ میں کچھ پیدا ہوتا ہو

ور ازیں افزوں ترا ہمت بُود | از مراقب کار بالا تر رَوَد
اگر تجھ میں اِس سے زیادہ ہمت ہو | نگرانی کرنے والے سے کام بالا تر ہو جائیگا

بیانِ آنکہ تنِ خاکیِ آدمی زاد ہمچو آہنِ نیکو جوہر قابلِ آئینہ شُدن ست تا در دنیا بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہا معائنہ بنماید نہ بطریق خیال بل بعیاں

اِس کا بیان کہ آدمی کا خاکی جسم اُس لوہے کی طرح ہے جو عمدہ جوہر والا آئینہ بننے کے قابل ہے تاکہ دنیا میں بہشت اور دوزخ اور قیامت وغیرہ کا معائنہ کرے محض خیالی طریقہ پر نہیں بلکہ مشاہدہ کے طریقہ پر

پسؔ۳ چو آہن گرچہ تیرہ ہیکلی | صیقلی کُن صیقلی کُن صیقلی
پس اگرچہ تو لوہے کی طرح کالی شکل والا ہے | صیقل کر، صیقل کر، صیقل

تا دلت آئینہ گردد پُر صُوَر | اندرو ہر سُو ملیحے سیم بَر
تاکہ تیرا دل صورتوں بھرا آئینہ بن جائے | جس میں ہر جانب چاندی کے جسم کا حسین ہو

آہن ارچہ تیرہ و بے نُور بُود | صیقلی آں تیرگی از وے زُدود
لوہا اگرچہ کالا اور بے نور تھا | صیقل کرنے نے اُس کی کالک صاف کر دی

صیقلی دید آہن و خوش کرد رُو | تا کہ صورتہا تواں دید اندرو
لوہے نے صیقل حاصل کی اور چہرہ حسین کر لیا | یہاں تک کہ اُس میں صورتیں دیکھی جا سکتی ہیں

---

۱ ایں بلا۔ چونکہ انسان اشارات کو نہیں سمجھتا لہٰذا مصائب میں مبتلا ہوتا ہے۔ از بدی۔ بدی پر سرکشی ہلاکت کا سبب ہے۔

۲ ور۔ اگر انسان کی بُرائی پر اُس کی گرفت نہیں ہوئی ہو تو یہ اللہ کا کرم ہے یہ نہیں ہے کہ خدا کو اس کی بُرائی کا علم نہیں ہے۔ کز پئے۔ انسان کے ہر فعل کا اُس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ ہمت۔ اگر انسان اس مرتبہ سے بڑھنے کی کوشش کرے تو مراقب کے مرتبہ سے بڑھ سکتا ہے۔ بیان۔ یہ اونچا مرتبہ حاصل کرنے کی ترکیب بیان کی ہے۔ تا در۔ انسان دل کو صیقل کرے تو اس پر آخرت منکشف ہو جاتی ہے۔

۳ پس۔ جس طرح کالا لوہا صیقل کے ذریعہ صورتوں کو قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے انسان کا دل مجاہدات کے ذریعہ بھی صورتوں کو قبول کرنے لگتا ہے۔ ہیکل۔ جسم۔ سیم بر۔ سیمیں بدن۔ صیقل۔ لوہے نے صیقل سے حُسن اختیار کر لیا۔

6A3

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر تنِ خاکی غلیظ و تیرہ است
اگر خاکی جسم غلیظ اور کالا ہے

صیقلش کن زانکہ صیقل گیرہ است
اس کو صیقل کر وہ صیقل کو قبول کر لینے والا ہے

تا درو اشکالِ غیبی رُو دہد
تاکہ اس میں غیبی صورتیں نظر آئیں

عکسِ[1] حُورے و مَلک در وے جہد
حُور اور فرشتے کا عکس اس میں جھلکے

صیقلِ عقلت بداں دادست حق
تجھے اللہ (تعالیٰ) نے عقل کا صیقل اسی لئے دیا ہے

کہ بدُو روشن شود دل را ورق
تاکہ اس کے ذریعہ دل کا ورق روشن ہو

صیقلی را بستہ اے بے نیاز
اے لاپروا! تو نے صیقل کو بند کر دیا ہے

واں ہوا را کردہ دو دست باز
اور خواہش کے دونوں ہاتھ کھول دیئے ہیں

گر ہوا را بند بنہادہ شود
اگر خواہش پر بند باندھ دیا جائے

صیقلے را دست بکشادہ شود
صیقل کے ہاتھ کھل جائیں گے

آہنے کائینۂ غیبی بُدے
جو لوہا غیب کا آئینہ بن جائے

جملہ صُورتہا درو مُرسَل شُدے
تمام صورتیں اس میں بھیجی جاتی ہیں

تیرہ کردی زنگ دادی در نہاد
تو نے کالا کر لیا طبیعت پر زنگ چڑھا دیا

ایں بُوَد یسعون فی الارضِ الفساد
وہ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں کے یہی معنی ہیں

تاکنوں[2] کردی چنیں اکنوں مکُن
تو نے اب تک ایسا کیا، اب نہ کر

تیرہ کردی آب را افزوں مکُن
تو نے پانی کو گدلا کر دیا، زیادہ نہ کر

بر مشوراں تا شود ایں آب صاف
اس کو نہ ہلا تاکہ پانی صاف ہو جائے

واندرو بیں ماہ و اختر در طواف
اور اس میں تو چاند اور ستارے گھومتے دیکھے

زانکہ مردم ہست ہمچوں آبِ جُو
کیونکہ انسان نہر کے پانی کی طرح ہے

چوں شود تیرہ نہ بینی قعرِ اُو
جب وہ گدلا ہو جاتا ہے تو تہ نہیں دیکھتا ہے

قعرِ[3] جُو پُر گوہرست و پُر ز دُر
نہر کی تہہ موتیوں اور گوہر بھری ہے

ہیں مکُن تیرہ کہ ہست آں صاف و حُر
خبردار! اس کو گدلا نہ کر وہ صاف اور پاک ہے

جانِ مردم ہست مانندِ ہوا
انسانوں کی جان ہوا کی طرح ہے

چوں بگرد آمیخت شد پردہ سما
جب وہ گرد آلود ہو گئی، آسمان کا پردہ بن گئی

مانع آید اُو ز دیدِ آفتاب
وہ سورج کو دیکھنے سے مانع ہوتی ہے

چونکہ گردش رفت شد صافی و ناب
جب اس کی گرد جاتی رہی وہ صاف اور خالص بن گئی

---

۱ عکس۔ یعنی عالمِ غیب کی صورتیں۔ ہوا۔ انسان بجائے مجاہدوں کے خواہشاتِ نفسانی کے درپے ہے۔ گر ہوا۔ اگر انسان خواہشات کو ترک کرے تو اس کے دل کی صیقل ہو جائے۔ تیرہ کردی۔ قرآن پاک میں ہے یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ وہ لوگ زمین میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں اور خدا فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ مولانا نے اس آیت میں فساد کے معنی قلب کی تیرگی کے کئے ہیں۔

۲ تاکنوں۔ حضرت موسیٰ کا فرعون کو خطاب ہے کہ اب تک تو نے فساد پھیلایا اب ایسا نہ کر۔ بر مشوراں۔ مزاج میں جو گندگی پیدا ہو گئی ہے اسکو زائل کر اور اس میں آخرت کا مشاہدہ کر۔ چوں شود۔ پانی جب گدلا ہو جاتا ہے تو پانی کی تہ نظر نہیں آتی ہے۔

۳ قعرِ جو۔ انسان کی طبیعت میں زر و جواہر چھپے ہوئے ہیں انسان طبیعت کو مشتعل کرے تو وہ نظر آئیں گے۔ مانند ہوا۔ ہوا میں جب گرد شامل ہو جاتی ہے وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ مانع آید۔ جب ہوا کثیف ہو جاتی ہے تو وہ سورج کے لئے پردہ بن جاتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حاصل آنکہ کم مکن اے بے سرو ۔۔۔ صیقلی واللہ اعلم بالصدو
اے ناخوش! خلاصہ یہ ہے کہ کم نہ کر صیقل کو اور خدا سینوں کو زیادہ جانتا ہے

باز گفتن موسیٰؑ اسرار فرعون را و واقعات او بظہر الغیب تا بخبیری حق ایمان آورد و قصۂ آں زنگی کہ بر آئینہ رید

حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے راز اور واقعات کو غائبانہ بتا دینا تاکہ اللہ کے باخبر ہونے پر ایمان لے آئے اور اس حبشی کا قصہ جس نے آئینہ پر پاخانہ بھر دیا

باکمال تیرگی حق واقعات ۔۔۔ می نمودت تا روی راہ نجات
باوجود سخت کالے پن کے اللہ (تعالیٰ) واقعات تیرے لئے رونما کرتا ہے تاکہ تو نجات کا راستہ چلے

ز آہن تیرہ بقدرت می نمود ۔۔۔ واقعاتے کہ در آخر خواست بود
قدرت کے ذریعہ کالے لوہے سے رونما کئے وہ واقعات جو آخر میں ہونے والے تھے

تا نگنی کم تر تو آں ظلم و بدی ۔۔۔ آں ہمی دیدی و بدتر می شدی
تاکہ تو ظلم اور برائی نہ کرے تو نے وہ دیکھے اور بدتر ہو گیا

نقشہائے زشت خوابت می نمود ۔۔۔ می رمیدی زاں و آں نقش تو بود
خواب تجھے بری صورتیں دکھلاتے تھے تو ان سے نفرت کرتا تھا اور وہ تیری حالت تھے

ہمچو آں زنگی کہ در آئینہ دید ۔۔۔ روی خود را زشت و بر آئینہ رید
اس حبشی کی طرح جس نے آئینہ میں دیکھا اپنا بدنما چہرہ اور آئینہ پر پاخانہ بھر دیا

کہ چہ زشتی لائق اینی و بس ۔۔۔ زشتیم آں تو است اے کور خس
کہ تو کیا بدنما ہے! تو بس اسی کے لائق ہے اے اندھے کمینے! میری بدنمائی تیری بلکہ ہے

ایں جفا بر روی زشتت می کنی ۔۔۔ نیست بر من زانکہ ہستم روشنی
یہ ظلم تو اپنے بدنما چہرے پر کر رہا ہے مجھ پر نہیں ہے، کیونکہ میں تو روشن ہوں

گاہ می دیدی لباست سوختہ ۔۔۔ گہ دہان و چشم تو بر دوختہ
کبھی تو نے اپنا لباس جلا ہوا دیکھا کبھی اپنا منھ اور آنکھیں سلی ہوئی

گاہ حیواں قاصد خونت شدہ ۔۔۔ گہ سر خود را بدندان ددہ
کبھی جانور تیرے خون کے درپے ہوا کبھی اپنے سر کو درندہ کے دانتوں میں (دیکھا)

گہ نگوں اندر میان آبریز ۔۔۔ گہ غریق سیل خوں آمیز تیز
کبھی بیت الخلا میں اوندھا کبھی خون ملے ہوئے تیز بہاؤ میں

---

۱ باز گفتن۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے ڈھکے چھپے واقعات ... بیان فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے علیم و خبیر ہونے پر ایمان لے آئے۔ باکمال۔ فرمایا کہ اگرچہ تیرا دل تاریک ہے لیکن خدا نے عبرت کے لئے بہت سے واقعات تجھ پر رونما کئے جو ظہور پذیر ہونے والے تھے۔

۲ تا نگنی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ یہ واقعات تجھے اس لئے دکھائے جا رہے تھے کہ تو ظلم و ستم کرنا چھوڑ دے لیکن تو نے بجائے توبہ و استغفار کے مزید ظلم کرنے شروع کر دیئے۔ نقشہای۔ یہ بُری صورتیں خود تیری تھیں لیکن تو ان کو اپنی نہ سمجھتا تھا۔ ہمچو۔ تیری مثال اس حبشی کی سی ہے جس نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی لیکن بجائے اس کے کہ اس کو اپنی صورت سمجھتا، آئینہ کی خرابی سمجھا اور اس پر پاخانہ بھر دیا۔ کہ چہ۔ اور آئینہ کہنے لگا کہ تو اس قدر بدصورت ہے کہ اسی حرکت کے قابل ہے جو میں نے تیرے ساتھ کی ہے۔

۳ ایں جفا۔ اس حبشی کا یہ ظلم خود اپنی صورت پر تھا آئینہ تو روشن ہے اس پر ظلم نہ تھا۔ گاہ۔ تجھے کبھی خواب میں اپنا لباس جلا ہوا نظر آتا تھا کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ کوئی درندہ تیرے خون کے درپے ہے۔ گہ نگوں۔ کبھی تو یہ دیکھتا تھا کہ پاخانہ میں اوندھا گرا ہے کبھی یہ دیکھتا تھا کہ خون ملے ہوئے پانی میں تو غرق ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گہ[1] ز بامے اُوفتادہ گشتہ پَست — گاہ در اِشکنجہ و بَستہ دو دَست
کبھی بالا خانہ سے گرا ہوا دبا ہوا — کبھی شکنجے میں دونوں ہاتھ بندھے ہوئے

گاہ دیدہ خویش در زنجیر و غُل — گاہ مغزت را زدندے چوں دُہل
کبھی اپنے آپ کو زنجیر اور طوق میں دیکھا — کبھی تیرے سَر کو ڈھول کی طرح پیٹتے تھے

گہ ندات آمد ازیں چرخِ نقی — کہ شقی و کہ شقی و کہ شقی
کبھی اس صاف آسمان سے آواز آئی — کہ تو بدبخت ہے، تو بدبخت ہے، تو بدبخت ہے

گہ[2] ندات آمد صریحًا از جبال — کہ برو ہستی ز اَصحابِ شمال
کبھی تجھے پہاڑوں سے صاف آواز آئی — کہ جا تو بائیں جانب والوں میں سے ہے

گہ ندا می آمدت از ہر جَماد — تا اَبد فرعون دَر دوزخ فتاد
کبھی تجھے ہر بے جان کی جانب سے آواز آئی — کہ فرعون ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گر گیا

گہ خطاب آمد تُرا از ہر نبات — گشت مَطرودِ اَبد فرعون و مات
کبھی تجھے ہر پودے سے آواز آتی تھی — کہ فرعون ہمیشہ کے لئے مردود ہو گیا اور مر گیا

زیں بتر ہا کہ نمیگویم ز شرم — تا نگردد طبعِ معکوسِ تو گرم
اس سے بھی بدتر جو کہ میں شرم سے نہیں کہتا ہوں — تاکہ تیری اوندھی طبیعت غضبناک نہ ہو

اَندکے[3] گفتم بتُو اے ناپذیر — زاندکے دانی کہ ہستم من خبیر
اے نہ قبول کرنے والے! میں نے تھوڑی باتیں کہی ہیں — تھوڑی باتوں سے تو جان لے کہ میں باخبر ہوں

خویشتن را کور کردستی و مات — تا نیندیشی ز خوابِ واقعات
تو نے اپنے آپ کو اندھا اور مُردہ بنا لیا — تاکہ خواب اور واقعات کو نہ سوچے

چند بگریزی نک آمد پیشِ تو — کوریِ اِدراکِ مکر اندیشِ تو
تو کتنا گریز کرے گا اب تیرے آگے آ گئی — تیرے مکر کے منصوبے باندھنے والے ذہن کی بے بصری

دربیانِ آنکہ درِ توبہ و اِستغفار باز ست از کرمِ حق

اس کا بیان کہ اللہ تعالٰی کے کرم سے توبہ اور معافی کا دروازہ کھلا ہوا ہے

ہیں مکُن زیں پس فراگیر اِحتراز — کہ ز بخشایش درِ توبہ است باز
خبردار! اس کے بعد نہ کر، بچاؤ اختیار کر — کیونکہ بخشش سے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے

توبہ را از جانبِ مغرب دَرے — باز باشد تا قیامت بر وَرے
مغرب کی جانب سے توبہ کا دروازہ — کھلا ہوا ہے، مخلوق پر قیامت تک

[1] گہ ز بامے۔ کبھی تو خواب میں دیکھتا تھا کہ بالاخانہ سے گرا ہے۔ کبھی یہ دیکھتا تھا کہ شکنجہ میں کسا ہوا ہے اور تیرے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کبھی دیکھتا تھا کہ تو زنجیر اور طوق میں بندھا ہوا ہے کبھی تو دیکھتا تھا کہ تیرے سَر کو ڈھول کی طرح پیٹ رہے ہیں۔ گہ۔ کبھی غیب سے آواز آتی تھی کہ تو بدبخت ہے۔

[2] گہ ندات۔ کبھی پہاڑوں سے آواز آتی تھی کہ تو جہنمی ہے۔ جماد۔ کبھی تو پتھروں سے اپنے دوزخی ہونے کی آواز سنتا تھا۔ ہر نبات۔ کبھی زمین کے پودے تیرے مردود ہونے کی خبر دیتے تھے۔ زیں بترہا۔ اس سے بھی زیادہ خراب باتیں تو نے سُنی ہیں جو میں شرم سے بیان نہیں کر رہا ہوں کہ کہیں تو اور غضبناک نہ ہو جائے۔

[3] اَندکے۔ یہ میں نے تھوڑے سے تیرے واقعات تجھے بتلائے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ مجھے ساری باتیں معلوم ہیں۔ چند بگریزی۔ ان واقعات سے تو کہاں تک آنکھیں بند کرے گا۔ دربیان۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے تو اپنی بدکرداری کی توبہ کر سکتا ہے۔ توبہ جب تک سورج مغرب کی جانب سے طلوع نہ کرے گا توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ وَرے۔ مخلوق۔

696

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تا ز مغرب بر زند سر آفتاب | باز باشد آں در ازوے رُو متاب

جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے | وہ دروازہ کھلا ہوا ہے اُس سے رُو گردانی نہ کر

ہست[1] جنت را ز رحمت ہشت در | یک درِ توبہ است زاں ہشت اے پسر

(خدا کی) رحمت سے جنت کے آٹھ دروازے ہیں | ان آٹھ میں سے اے بیٹا! ایک توبہ کا دروازہ ہے

آں ہمہ گہ باز باشد گہ فراز | واں درِ توبہ نباشد جز کہ باز

وہ سب کبھی کھلتے ہیں، کبھی بند رہتے ہیں | اور توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے

ہیں غنیمت دار در باز ست زُود | رَخت آنجا کش بکوریِ حسود

خبردار! غنیمت سمجھ دروازہ کھلا ہوا ہے، جلد | سامان وہاں لے جا، حاسد کی آنکھ میں دھول جھونک کے

پیش ازاں کز قہر در بستہ شود | بعد ازاں زاریِ تو کس نشنود

اس سے پہلے کہ قہر کی وجہ سے دروازہ بند ہو جائے | اُسکے بعد تیری (آہ و) زاری کوئی نہ سُنے گا

باز[2] گرد از کفر وایں در باز یاب | تا نگردی از شقاوت رَدِّ باب

کفر سے پلٹ جا اور اس دروازہ کو حاصل کرلے | تاکہ تو بدبختی سے مردودِ بارگاہ نہ بنے

گفتنِ موسیٰ علیہ السلام مر فرعون را کہ از من یک پند قبول کن و چہار فضیلت عوض بستاں و پرسیدنِ فرعون کہ آں چہار کدام است

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے کہنا کہ میری ایک نصیحت مان لے اور بدلے میں چار فضیلتیں حاصل کرلے اور فرعون کا دریافت کرنا کہ وہ چار کیا ہیں؟

ہیں ز من بپذیر یک چیز و بیار | پس ز من بستاں عوض آں را چہار

آگاہ! میری ایک بات مان لے اور بجا لا | پھر مجھ سے اس کے بدلے میں چار لے لے

گفت[3] اے موسیٰ کدام ست آں یکے | شرح کُن با من ازاں یک اندکے

اُس نے کہا اے موسیٰ! وہ ایک کیا ہے؟ | اس ایک کی میرے لئے تھوڑی سی تشریح کرے

گفت آں یک کہ بگوئی آشکار | کہ خدائے نیست جز از کردگار

فرمایا وہ ایک یہ ہے کہ تو علی الاعلان کہہ دے | کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی خدا نہیں ہے

خالقِ افلاک و انجم بر عُلا | مردم و دیو و پری و مرغ را

جو آسمانوں کو اور بلندی پر ستاروں کو پیدا کرنیوالا ہے | (اور) انسانوں اور دیو اور پری اور پرندوں کو

خالقِ دریا و کوہ و دشت و تیہ | مُلکتِ اُو بے حد و اُو بے شبیہ

دریا اور پہاڑ اور جنگل اور میدان کا پیدا کرنیوالا ہے | اُس کی سلطنت لامحدود ہے اور وہ بے مثال ہے

---

[1] ہست۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک توبہ کا دروازہ ہے اس دروازہ کے علاوہ دوسرے دروازے کسی وقت کھلے رہتے ہیں کبھی بند ہوتے ہیں لیکن توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ جبتک ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے، بہت جلد اس کی طرف رجوع کرلینا چاہیے اسکے بند ہوجانے کے بعد آہ و زاری کام نہ آئیگی۔

[2] باز گرد۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے فرعون اس دروازہ کی طرف جلد رجوع کرلے۔ گفتن۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایک بات مان لے اور اُس کے عوض میں چار فضیلتیں حاصل کرلے۔

[3] گفت۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ اُس ایک بات کی تشریح کر دیجئے کہ کونسی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ ایک بات یہ ہے کہ تو توحید کا قائل ہو جا۔ خالق۔ اللہ ہی کو آسمانوں، ستاروں، انسانوں اور تمام کائنات کا خالق مان لے۔ تیہ۔ میدان جنگل۔ مُلکت۔ سلطنت۔ بے شبیہ۔ بے مثال۔

696

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حافظِ ہر چیز و ہر کس ہر مکاں — رازقِ ہر جانور اندر جہاں

وہ ہر چیز اور ہر شخص اور ہر جگہ کا نگہبان ہے — دنیا میں ہر جاندار کو رزق دینے والا ہے

ہم نگہدارندۂ ارض و سما — ہم پدید آرندۂ گُل از گیا[1]

زمین اور آسمان کا محافظ بھی ہے — گھاس سے پھول پیدا کرنے والا بھی ہے

مُطَّلِع اُو بر ضمیرِ بندگاں — حاکم و جبّار بر گردن کشاں

وہ بندوں کے دل کی بات سے باخبر ہے — وہ متکبروں پر حاکم اور زبردست ہو

اُوست بر ہر بادشاہے بادشاہ — حکم اُو را یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاء

وہی ہر بادشاہ کا بادشاہ ہے — اس کا حکم ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

گفت اے موسیٰ کدام ست آں چہار — کہ عوض بدہی مرا بر گو بیار

اس نے کہا اے موسیٰ! وہ چار کیا ہیں؟ — کہ تو بدلے میں دے گا مجھے بتا، لا

تا بُوَد کز لطفِ آں وعدۂ حَسَن — سُست گردد چار میخِ کفرِ مَن

ہوسکتا ہے کہ اس اچھے وعدے کی خوبی سے — میرے کفر کی سزا سست پڑ جائے

بُو کہ زاں خوش وعدہائے مُغتنم — بر کُشاید قفلِ کفرِ صد مَنَم

ہوسکتا ہے کہ اچھے مغتنم وعدوں کی وجہ سے — میرے کفر کا سینکڑوں من کا قفل کھل جائے

بُو کہ از تاثیرِ جُوئے انگبیں[2] — شہد گردد در تنم ایں زہرِ کیں

ہوسکتا ہے کہ شہد کی نہر کی تاثیر سے — یہ کینہ کا زہر میرے جسم میں شہد بن جائے

یا ز عکسِ جُوئے آں پاکیزہ شیر — پرورش یابد دمے عقلِ اسیر

یا اس دودھ کی پاکیزہ نہر کے عکس سے — تھوڑی دیر کے لئے قیدی عقل پرورش پالے

یا بُوَد کز عکسِ آں جُوہائے خمر — مست گردم بُو بَرَم از ذوقِ امر

یا شاید شراب کی اُن نہروں کے پرتو سے — میں مست ہو جاؤں حکم خداوندی کا ذوق حاصل کرلوں

یا بُوَد کز لطفِ آں جُوہائے آب[3] — تازگی یابد تنِ شورہ خراب

یا شاید اُن پانی کی نہروں کی لطافت سے — برباد، بنجر جسم تازگی حاصل کرلے

شورہ اَم را سبزہ پیدا شود — خارزارم جنۃُ المأویٰ شود

میری شور زمین میں سبزہ پیدا ہو جائے — میرا کانٹوں کا کھیت جنت الماویٰ بن جائے

بُو کہ از عکسِ بہشت و چار جُو — جاں شود از یاریِ حق یار جُو

ہوسکتا ہے کہ بہشت اور چاروں نہروں کے پرتو سے — جان، اللہ کی مدد کی خواستگار بن جائے

---

1. گیا. گھاس. مُطَّلِع. اللہ تعالیٰ ہر انسان کے دل کے راز جانتا ہے. گردن کشاں. متکبر لوگ. گفت. فرعون نے کہا. بر گو. بتا. بیار. لا. چار میخ. سزا کا ایک طریقہ تھا جس میں مجرم کے چاروں ہاتھ پاؤں کیلوں سے باندھ دیئے جاتے تھے. کفر صد من. بھاری کفر.
2. جوئے انگبیں. جنت کی شہد کی نہر. شیر. جنت کی دودھ کی نہر. یا بُوَد. جنت کی تیسری نہر جو شراب کی ہے. امر. یعنی امرِ خداوندی.
3. آب. جنت کی چوتھی نہر جو پانی کی ہے. شورہ. یعنی شور یلی زمین. جنۃ المأویٰ ایک جنت کا نام ہے. بُو کہ انسان کے اخلاق حمیدہ جنت کا عکس اور اخلاق ذمیمہ دوزخ کا عکس ہیں. چار جُو. جنت کی چار نہریں.

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آنچناں کز عکسِ دوزخ گشتہ اَم — آتش و در قہرِ حق آغشتہ اَم

جیسا کہ میں دوزخ کے عکس سے بن گیا ہوں — آگ، اور اللہ (تعالیٰ) کے قہر میں ڈوبا ہوا ہوں

ل۱ کز عکسِ نارِ دوزخ ہمچو مار — گشتہ اَم بر اہلِ جنت زہر بار

کہ دوزخ کی آگ کے عکس سے سانپ کی طرح — جنتیوں پر زہر برسانے والا بن گیا ہوں

کز عکسِ جوششِ آبِ حمیم — آبِ ظلمم کرد خلقاں را رمیم

کہ گرم پانی کے جوش کے عکس سے — میرے ظلم کے پانی نے مخلوق کو بوسیدہ بنا دیا

من زعکسِ زمہریرم زمہریر — یا زعکسِ آں سعیرم چوں سعیر

میں زمہریر کے عکس سے زمہریر ہوں — یا دوزخ کے عکس سے دوزخ جیسا ہوں

دوزخِ درویشِ مظلومم کنوں — وایِ آنکہ یابمش ناگہ زبوں

میں اب مظلوم فقیر کی دوزخ ہوں — اس پر افسوس ہے جس کو میں کمزور پاؤں

ل۲ موسیا باشد کہ بکشایم درے — وز فضیلتہات گردم باخبر

اے موسیٰؑ! ہو سکتا ہے کہ تو مجھ پر دروازہ کھول دے — اور تیری فضیلتوں سے میں باخبر ہو جاؤں

موسیا باشد کہ یابم مأمنے — وارہم از کثرتِ ما و منے

اے موسیٰؑ! ہو سکتا ہے کہ میں امن کی جگہ پالوں — میں تکبر اور خودی کی کثرت سے چھوٹ جاؤں

ہیں بگو با من کدامست آں چہار — کہ عوض خواہیم دادن بر شمار

ان بتا مجھے وہ چار کیا ہیں؟ — جو مجھے تو بدلے میں دے گا، شمار کر

ل۳ شرح کردنِ موسیٰؑ آں چار فضیلت را جہتِ پامزدی ایمانِ فرعون

حضرت موسیٰؑ کا ان چار فضیلتوں کی تشریح کرنا جو فرعون کے ایمان کا بدلہ ہوں گی

گفت موسیٰؑ کاولین آں چہار — صحتے باشد تنت را پائیدار

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ان چاروں میں پہلی یہ ہے — کہ تیرے جسم کو پائیدار صحت حاصل ہوگی

ایں عِلّہائے کہ در طب گفتہ اند — دور باشد از تنت اے ارجمند

وہ بیماریاں جو طب میں مذکور ہیں — اے باقبال! تیرے جسم سے دور ہوں گی

ثانیا باشد ترا عمرِ دراز — کہ اجل دارد ز عمرت احتراز

دوسرے تیری عمر دراز ہوگی — کیونکہ موت تیری عمر سے احتراز کرے گی

ویں نباشد بعدِ عمرِ مستوی — کہ بناکام از جہاں بیروں روی

ایک ہموار عمر کے بعد یہ نہ ہوگا — کہ تو دنیا سے ناکام جائے

ل۱ کز عکس۔ انسان کا ظلم درحقیقت دوزخ کی آگ کا عکس ہے۔ آبِ حمیم۔ گرم پانی جو دوزخیوں کو پلایا جائے گا۔ رمیم۔ پرانا، بوسیدہ۔ من زعکس۔ زمہریر دوزخ کا ایک طبقہ ہے جو انتہائی سرد ہے۔ وای۔ میں ہر کمزور پر ظلم کرتا ہوں۔

ل۲ موسیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰؑ شاید میں تیری فضیلتوں پر ایمان لے آؤں۔ مأمن۔ امن کی جگہ۔ ما و منے۔ یعنی تکبر اور خودی۔ ہیں۔ وہ چار چیزیں بتا دے جو تو ایمان کا قائل ہونے پر مجھے حاصل ہوں گی۔ شرح کردن۔ حضرت موسیٰؑ نے ان چار باتوں کی تفصیل کی جو ایمان کے عوض میں فرعون کو حاصل ہوں گی۔

ل۳ صحتے۔ یعنی اگرچہ تو اس وقت بھی صحتمند ہے لیکن ایمان لانے پر آئندہ صحتمند رہنے کا وعدہ ہے۔ ثانیا۔ دوسری بات جو تجھے حاصل ہوگی وہ عمر کی درازی ہے۔ ویں نباشد۔ بالآخر موت آئے گی لیکن ایسی حالت میں آئے گی کہ تو دنیا سے بامقصد جائے گا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بلکہ۱ خواہانِ اجل چوں طفلِ شیر
بلکہ موت کا خواہاں ہو کر جس طرح دودھ پیتا بچہ

نے ز رنجے کہ تُرا دارد اسیر
نہ کسی بیماری کی وجہ سے جس نے تجھے قیدی بنا لیا ہو

مرگ جُو باشی ولے نز عجز و رنج
تو موت کا جویاں ہوگا لیکن عجز اور تکلیف کی وجہ سے نہیں

بلکہ بینی در خرابِ خانہ گنج
بلکہ تو گھر کی ویرانی میں خزانہ دیکھے گا

پس بدستِ خویش گیری تیشۂ
تو اپنے ہاتھ میں کدال لے گا

می زنی بر خانہ بے اندیشۂ
بے تامل گھر پر مارے گا

کہ حجابِ گنج بینی خانہ را
کیونکہ تو گھر کو خزانہ کا پردہ سمجھے گا

مانعِ صد خرمن ایں یک دانہ را
اس ایک دانہ کو سو کھلیانوں کا مانع دیکھے گا

پس در آتش افگنی ایں دانہ را
تو اس دانہ کو آگ میں پھینک دے گا

پیش گیری تیشۂ مردانہ را
مردانہ کدال کو سامنے رکھے گا

برکنی ایں خانۂ تن بے دریغ
بے تامل اس جسم کے گھر کو اکھاڑ دے گا

تا بروں آید مہت از زیرِ میغ
تاکہ تیرا چاند ابر کے نیچے سے نکل آئے

اے۲ بیک برگے ز باغے ماندۂ
اے وہ! جو ایک پتے کی وجہ سے ایک باغ سے محروم رہ گیا ہے

ہمچو کرمے برگش از رز راندۂ
اس کیڑے کی طرح جس کو ایک پتے نے انگور سے ہٹا دیا ہے

چوں کرم ایں کرم را بیدار کرد
جب اللہ کے کرم نے اس کیڑے کو بیدار کر دیا

اژدہایِ جہل را ایں کرم خورد
اس کیڑے نے جہل کے اژدہے کو نگل لیا

کرمِ کرمے شد پُر از میوہ درخت
کیڑا انگور کی بیل، میوہ بھرا درخت بن گیا

ایں چنیں تبدیل کرد اُو نیکبخت
اس نیک بخت نے اس طرح تبدیل کر لی

تفسیر۳ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرَفَ

میں چھپا ہوا خزانہ تھا تو میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ میں پہچانا جاؤں کی تفسیر

خانہ بر کَن کز عقیقِ ایں یمن
گھر کھود ڈال یمن کے اس عقیق سے

صد ہزاراں خانہ شاید ساختن
لاکھوں گھر بنائے جا سکتے ہیں

گنج زیرِ خانہ است و چارہ نیست
خزانہ گھر کے نیچے ہے اور کوئی تدبیر نہیں ہے

از خرابی ہیں مینداش و مایست
ویرانی کی فکر نہ کر اور نہ ٹھہر

کہ ہزاراں خانہ از یک نقد گنج
ایک نقد خزانے سے ہزاروں گھر

می تواں کردن عمارت بے ز رنج
تکلیف کے بغیر تعمیر کئے جا سکتے ہیں

---

۱ بلکہ۔ تجھے پھر مرنے کی ایسی تمنا ہوگی جیسی کہ بچہ کو دودھ کی ہوتی ہے۔ مرگ۔ دنیا سے تنگ آکر مرنے کی تمنا نہ ہوگی بلکہ اسلئے ہوگی کہ تو یہ سمجھے گا کہ جب تک جسم ویران نہ ہوگا اس کے اندر مدفون خزانہ ہاتھ نہ آئے گا۔ خانہ۔ یعنی جسم۔ کہ حجاب۔ جسمانی زندگی کو خزانہ معرفت کیلئے تو پردہ سمجھے گا۔ تا بروں۔ تو سمجھے گا کہ معرفت کا چاند اس جسم کے ابر میں پوشیدہ ہے۔

۲ اے بیک۔ جو لوگ جسم پروری میں لگے ہیں ان کی مثال اس کیڑے کی سی ہے جو ایک پتے کو چپٹا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے وہ انگور کی لذتوں سے محروم ہے۔ چوں کرم۔ جب خدا کے کرم سے یہ کیڑا پیدا ہو جائیگا تو جہل اور نادانی کے اژدہے کو نگل جائیگا۔

۳ تفسیر۔ مخلوق سے خدا کی معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خدائی صفات حاصل کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ خدا کی صفات کی معرفت ہوتی ہے۔ عقیق ایں یمن۔ یمن سے مراد قلب اور روح ہے اور عقیق سے مراد حکمت ہے۔ مایست۔ یعنی مجاہدات کے ذریعہ جسم کو فنا کرنے سے نہ رک۔ کہ ہزاراں۔ خزانہ ہاتھ آجائے تو ویران شدہ گھر جیسے ہزاروں اس کے ذریعہ تعمیر کرلئے جائینگے۔

٦٥٥

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عاقبت[1] ایں خانہ خود ویراں شود
انجام کار یہ گھر خود ویران ہو گا

گنج از زیرش یقیں عُریاں شود
خزانہ یقیناً اُس کے نیچے سے ظاہر ہوگا

لیک آں تو نباشد زانکہ روح
لیکن وہ تیری ملکیت نہ ہوگا کیونکہ روح (کیلئے)

مُزدِ ویراں کردنستش آں فتوح
وہ نذرانہ اِس (جسم) کو ویران کرنے کی مزدوری ہے

چوں نکرد آنکار مُزدش ہست لا
جب وہ کام نہ کیا، اُس کی مزدوری معدوم ہے

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
انسان کے لئے وہی ہے جو اُس نے کوشش کی

دست خائی بعد ازاں تو کاے دریغ
اِس کے بعد تو ہاتھ کاٹے گا کہ ہائے افسوس

ایں چنیں ماہے بُد اندر زیرِ میغ
اَبر کے نیچے ایسا عمدہ چاند تھا

من[2] نکردم انچہ گفتند از بہی
جو بھلائی کی بات انھوں نے کہی میں نے نہ کی

گنج رفت و خانہ و دستم تہی
خزانہ گیا اور گھر بھی، اور میرا ہاتھ خالی ہے

مانعِ صد خرمن ایں یک دانہ بُود
سینکڑوں کھلیانوں کیلئے ایک دانہ مانع تھا

حائلِ گنج و حجاب ایں خانہ بُود
خزانہ میں حائل اور پردہ یہ گھر تھا

خانہ را اُجرت گرفتی و کرے
تونے گھر اُجرت اور کرایہ پر لیا ہے

نیست مِلکِ تو بہ بیعے یا شرے
خرید و فروخت کے ذریعہ تیری ملکیت نہیں ہے

ایں کرے را مُدّتے اُو تا اجل
اِس کرایہ کی مدّت موت تک ہے

تا دریں مُدّت کنی در وے عمل
تاکہ تو اِس مدت میں اُس میں کام کرلے

پارہ[3] دوزی میکنی اندر دُکاں
تو دُکان میں چیتھڑے سی رہا ہے

زیرِ ایں دُکانِ تو مدفوں دو کاں
اِس دوکان کے نیچے دو کانیں مدفون ہیں

ہست ایں دُکاں کرائی زود باش
یہ دکان کرایہ کی ہے جلدی کر

تیشہ بستان و تگش رامی تراش
کُدال لے اور اُس کی تہ کو کھود

تا کہ تیشہ ناگہاں بر کاں نہی
تاکہ تو کُدال اچانک کان پر رکھدے

از دُکان و پارہ دوزی وارہی
دُکان اور چیتھڑے سینے سے نجات پاجائے

پارہ دوزی چیست خوردِ آب و نا
چیتھڑے سینا کیا ہے، روٹی پانی کی خوراک

میزنی ایں پارہ بر دلقِ گراں
بھاری گدڑی پر تو یہ پیوند لگا رہا ہے

ہر زماں می درّد ایں دلقِ تنت
یہ تیرے جسم کی گدڑی ہر وقت پھٹی رہتی ہے

پارہ بر وے می زنی زیں خوردنت
تو اِس خوراک سے اُس پر پیوند لگاتا ہے

---

[1] عاقبت۔ بالآخر جسم کو فنا ہونا ہے لیکن مزدوری محنت سے ملتی ہے اگر اُس کے فنا کرنے میں تیری محنت شامل نہیں ہے تو یہی خزانے تیری مزدوری میں تجھے نہ ملیں گے۔ چوں نکرد۔ جب محنت نہ کی تو مزدوری معدوم ہے اِس لئے کہ انسان کو اُس کی محنت اور سعی کا ہی ثمرہ ملتا ہے۔ دست خائی جب خزانہ نمودار ہوگا اور وہ تیرا نہ ہوگا تو افسوس کریگا۔

[2] من نکردم۔ اُس وقت نصیحت پر عمل نہ کرنے سے تو افسوس کرے گا اور سمجھے گا کہ جسم کا ایک دانہ اِس کھلیان کے حاصل کرنے سے مانع بنا۔ خانہ۔ یہ جسم کا گھر تیری ملکیت نہیں ہے یہ ایک کرایہ کا اور عارضی گھر ہے۔ ایں کری۔ یہ کرایہ داری موت کے وقت تک کی ہے اور اسی لئے ہے کہ اُس میں عمل کرے۔

[3] پارہ دوزی۔ کھانے پینے کے ذریعہ تو جسم کو درست کرتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ اُس میں دو کانیں مدفون ہیں۔ تگش یعنی اُس کی گہرائی۔ دلق گراں یعنی جسم انسانی۔ ہر زماں۔ انسان کی بھوک پیاس جسم کی شکست و ریخت ہے اور کھانا پینا اُسکی رفوگری ہے۔

٦٥١

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اے زنسلِ بادشاہِ[1] کام یار
اے بامقصد بادشاہ کی نسل سے

باخود آزیں پارہ دوزی ننگ دار
ہوش میں آ اِس پیتھڑے سینے سے شرم کر

پارہ بر کن ازیں قعرِ دوکاں
اِس دکان کی تہ سے ٹکڑا ہٹا

تا بر آرد سر بہ پیشِ تو دوکاں
تاکہ تیرے سامنے دو کانیں رونما ہوں

پیش ازاں کایں مُہلتِ خانہ کرے
اس سے قبل کہ گھر کی کرایہ داری کا وقت

آخر آید تو نخوردہ زُو برے
ختم ہو (اور) تو نے اس سے کوئی پھل نہ کھایا ہو

پس[2] تُرا بیروں کُند صاحبِ دُکاں
پس تجھے دکان کا مالک نکال دے

ایں دُکاں را بر کَند از رُوئے کاں
اِس دکان کو، کان کے منہ سے اُکھاڑ دے

تو ز حسرت گاہ بر سر می زنی
تو کبھی حسرت سے سر پیٹے گا

گاہ ریشِ خامِ خود بر می کَنی
کبھی اپنی بیوقوفی کی داڑھی نوچے گا

کاے دریغا آنِ من بُود ایں دُکاں
کہ ہائے افسوس یہ دکان میرے قبضہ میں تھی

کُور بُودم بر نخوردم زیں مکاں
میں اندھا تھا میں نے اس جگہ سے نفع حاصل نہ کیا

اے دریغا گنج را بگذاشتم
ہائے افسوس! میں نے خزانہ ضائع کر دیا

آبِ حیواں را بخاک انباشتم
آبِ حیات کو مٹی سے ڈھک دیا

اے دریغا بُودِ ما را بُرد باد
ہائے افسوس! ہمارا وجود برباد ہو گیا

تا ابد یا حسرتا شُد لِلعباد
قیامت تک بندوں کے لئے حسرت ہے رہ گیا

غرّہ شُدنِ[3] آدمی بہ ذکاوتِ تصوراتِ طبعِ خویش وطلب
انسان کا اپنی ذہانت اور اپنے طبعی تصورات سے دھوکے میں پڑنا اور

ناکردنِ علمِ غیب کہ علمِ انبیاست علیہم السّلام
علمِ غیب طلب نہ کرنا جو انبیاء علیہم السلام کا علم ہے

دیدم اندر خانہ من نقش و نگار
میں نے گھر میں نقش و نگار دیکھے

بُودم اندر عشقِ خانہ بے قرار
میں گھر کے عشق میں بے قرار تھا

ماندہ اَم در خانہ حیران و نزار
میں گھر (کے معاملہ) میں حیران اور کمزور بن گیا

لابد از معنیٰ تُہی شدم من عُور و زار
لامحالہ میں حقیقت سے خالی اور بدحال رہ گیا

عشقِ خانہ در دلِ من کار کرد
گھر کی محبت میرے دل میں کام کر گئی

لاجرم از گنج ماندم دور و فرد
میں لامحالہ خزانہ سے دور اور تنہا رہ گیا

---

[1] بادشاہ۔ یعنی حضرت آدمؑ جو پہلے خلیفۃ اللہ ہیں۔ پارہ کن۔ اِس عارضی دکان یعنی جسم کو توڑ ڈال اِس میں سے زر و جواہر کی دو کانیں برآمد ہوں گی۔ پیش ازاں۔ یہ عارضی جسم ہے اِس سے فائدہ اٹھالے اور اسکی صورت یہی ہے کہ مجاہدات کے ذریعہ اسکو فنا کردے۔

[2] پس۔ ایک وقت آجائیگا کہ یہ عارضی جسم تجھ سے لے لیا جائیگا اور تو اُس کان سے محروم ہو جائے گا جو اس میں مدفون ہے اور تو افسوس کرے گا اور کہے گا کہ میں خزانہ سے محروم ہو گیا اور میں نے آبِ حیات کو مٹی سے چھپا دیا۔ تا ابد۔ پھر تو اس آیت کا مصداق بن جائیگا۔

[3] غرّہ شدن۔ انسان اپنی ذہانت اور عقلمندی کے بھروسہ پر علمِ نبوت سے محروم رہ جاتا ہے۔ دیدم۔ بالآخر اُسکو افسوس کرنا پڑتا ہے کہ مکان کے نقش و نگار میں مصروف ہو کر اُس کے خزانہ سے محروم ہو گیا۔ عشق۔ پھر افسوس کے ساتھ اُس کو کہنا پڑے گا میں گھر کے نقش و نگار میں کھو گیا اور خزانہ سے محروم ہو گیا۔

702

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بودم از گنجِ نہانی بے خبر
میں پوشیدہ خزانے سے بے خبر تھا
ورنہ دستنبوئے[1] من بودے تبر
ورنہ تبر میرے ہاتھ کا گلدستہ ہوتا

آہ اگر دادِ تبر را دادمے
افسوس، اگر میں تبر کی قدر کر لیتا
ایں زماں غم را تبرّا دادمے
اس وقت میں غم پر تبرّا پڑھ دیتا

چشم را بر نقش می انداختم
میں نے نقش (ونگار) پر آنکھ جمادی
ہمچو طفلاں عشقہا می باختم
بچوں کی طرح محبت کرنے لگا

بس[2] نکو گفت آں حکیمِ کامیار
اُس ماہر اور دانا نے بہت اچھا کہا؟
کہ توئی طفلی خانہ پُر نقش ونگار
کہ تو بچہ ہے، اور، گھر نقش ونگار سے بھرا ہوا ہے

در الٰہی نامہ بس اندرز کرد
الٰہی نامہ میں اُس نے نصیحت کی ہے
کہ برآر از دودمانِ خویش گرد
کہ اپنے خاندان کو برباد کر

تمامیِ شرح کردنِ موسیٰ علیہ السّلام با فرعون فضیلتِ چہار گانہ
حضرت موسیٰؑ کا فرعون سے چاروں فضیلتوں کی تشریح کو مکمل کرنا

بس کُن اے موسیٰؑ بگو وعدۂ سوم
اے موسیٰؑ بس کر، تیسرا وعدہ بتا
کہ دلِ من زاضطرابش گشت گم
کیونکہ میرا دل اس کی پریشانی سے گم ہو گیا ہے

گفت موسیٰؑ آں سوم مُلکِ دوِ تو
حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ تیسری دوہری حکومت ہے
دو جہانے خالص از خصم و عدو
دو جہان کی، جو دشمن اور مخالف سے خالی ہے

بیشتر زاں مُلک کاکنوں داشتی
اُس سلطنت سے بڑھ کر جو تو اس وقت رکھتا ہے
کاں بُد اندر جنگ واِیں در آشتی
کیونکہ وہ جنگ میں ہے اور یہ صلح میں ہے

آنکہ در جنگت[3] چناں مُلکے دہد
وہ خدا جو جنگ میں تجھے ایسا ملک عطا کر دیتا ہے
بنگر اندر صُلح خوانت چوں نہد
غور کرے صلح میں تیرے سامنے کیسا دسترخوان بچھائیگا؟

آں کرم کاندر جفا آنہا ت داد
جس کرم نے ظلم میں تجھے وہ کچھ دیا
در وفا بنگر چہ باشد افتقاد
غور کر وفاداری میں اُس کی دلجوئی کیسی ہوگی؟

گفت اے موسیٰؑ چہارم چیست زود
اُس نے کہا اے موسیٰؑ! چوتھی کیا ہے، جلد
باز گو صبرم شُد و حرصم فزود
کہدے میرا صبر جاتا رہا اور حرص بڑھ گئی ہے

گفت چارم آنکہ مانی تو جواں
فرمایا چوتھی یہ ہے کہ تو جوان رہے گا
موئے ہمچوں قیر و رُخ چوں ارغواں
بال تارکول کی طرح اور چہرہ گلِ بابونہ کی طرح (رہیگا)

---

[1] دستنبو۔ ایک مصنوعی خوشبوؤں کا گولا ہوتا تھا جس کو ہاتھ میں رکھا جاتا تھا۔ تبر۔ یعنی میں تبر کے ذریعہ اس خزانہ کو کھود لیتا۔ تبرا۔ کسی چیز سے برأت کا اظہار کرنا۔ چشم الخ۔ میں نے مکان کے ظاہری نقش ونگار پر نظر رکھی۔

[2] بس نکو۔ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب حدیقہ میں فرمایا ہے۔ الٰہی نامہ حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الٰہی نامہ میں فرمایا ہے۔
ہمانا عدو من بتو راجعست
کہ تو طفلی و خانہ رنگینست
دودماں۔ خاندان یعنی اعضاءِ جسمانی۔ بس کُن۔ یہاں تک معاملہ کی تقریر حضرت موسیٰؑ کی زبانی تھی اب فرعون نے کہا کہ تقریر ختم کرو اور تیسری بات بتاؤ۔ گفت موسیٰ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ایمان لائے گا تو تجھے دونوں جہانوں کی دوہری بادشاہت حاصل ہو جائے گی جس میں تجھے کسی دشمن کا بھی ڈر نہ ہو گا۔

[3] در جنگت۔ کفر کی حالت میں تجھے اتنا بڑا ملک دے رکھا ہے تو اگر تو صلح کرلے گا اور ایمان لے آئے گا تو دیکھنا کتنی بڑی سلطنت حاصل ہوتی ہے۔ جفا یعنی کفر۔ وفا۔ یعنی ایمان۔ افتقاد۔ دلجوئی۔ گفت حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ایمان لانے پر چوتھی چیز جو تجھے ملیگی وہ یہ ہے کہ بقیہ عمر میں بھی تو جوان رہیگا۔ قیر۔ ایک کالا روغن ہے۔ ارغواں۔ گلِ بابونہ۔

603

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

رنگ و بو در پیشِ ما بس کاسد است ۔ لیک تو پستی سخن کردیم پست
رنگ و بو ہمارے سامنے بہت بے قیمت ہیں ۔ لیکن تو گھٹیا ہے واسطے ہم نے گھٹیا بات کہی

افتخار از رنگ و بو و از مکاں ۔ ہست شادی و فریبِ کودکاں
رنگ و بو اور مکان پر فخر کرنا ۔ بچوں کی خوشی اور دھوکا ہے

بیانِ ایں خبر کہ کلموا الناس علیٰ قدرِ عقولہم

اس حدیث کی تفصیل کہ لوگوں سے اُن کی عقلوں کے انداز سے بات کیا کرو نہ کہ

لا علیٰ قدرِ عقولکم حتیٰ لا یکذب اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی عقلوں کے انداز سے تاکہ اللہ اور اُس کا رسول جھٹلا نہ دیا جائے

چونکہ با کودک سروکارم فتاد ۔ ہم زبانِ کودکاں باید کشاد
چونکہ میرا واسطہ بچے سے پڑ گیا ۔ مجھے بھی بچوں کی زبان کھولنی چاہیے

کہ برو کُتّاب تا مرغت خرم ۔ یا مویز و جوز و فستق آورم
کہ مدرسہ جا تیرے لئے پرند خرید دوں گا ۔ یا منقّی یا اخروٹ یا پستہ لادوں گا

جز شبابِ تن نمیدانی بگیر ۔ ایں جوانی را بگیر اے خر شعیر
جسم کی جوانی کے علاوہ تو کچھ نہیں سمجھتا ہے لے ۔ اس جوانی کو اے گدھے! جو لے لے

ہیچ آژنگے نیفتد بر رخت ۔ تازہ ماند ایں شبابِ فرخت
تیرے چہرے پر کوئی جھرّی نہ پڑے گی ۔ یہ تیری مبارک جوانی تازہ رہے گی

نے تژندِ پیریت آید برو ۔ نے قدِ چوں سروِ تو گردد دوتو
نہ اس پر تیرے بڑھاپے کی ذلت آئے گی ۔ نہ تیرا سرو جیسا قد ٹیڑھا ہوگا

نے شود زورِ جوانی از تو کم ۔ نے بدنداں نہا خللہا یا الم
تجھ میں سے جوانی کا زور نہ گھٹے گا ۔ نہ دانتوں میں کوئی خرابی اور تکلیف (آئیگی)

نہ کمی در شہوت و طمث و بعال ۔ کہ زناں را آید از ضعفت ملال
نہ شہوت اور جماع اور طاقت میں کمی آئے گی ۔ کہ عورتوں کو تیری کمزوری سے تکلیف ہو

نے شود موئیت سفید و پشت خم ۔ لیک خوشتر لحظہ لحظہ دم بدم
نہ تیرے بال سفید ہوں گے اور نہ کمر جھکے گی ۔ بلکہ لحظہ بہ لحظہ اور دم بدم بہتر ہوگا

آنچناں بکشایدت فرِ شباب ۔ کہ کشود آں مژدہ بر عکاشہ باب
تجھ پر جوانی کی شان و شوکت اسطرح کشادہ ہوگی ۔ جسطرح (حضرت) عکاشہؓ پر اس خوشخبری نے دروازہ کھولا تھا

لے کاتبید ۔ کھولنا ۔ کودکاں ۔ یہ چیزیں بچوں کی خوشی کی ہیں ۔ کلمّوا ۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ لوگوں سے دین کی ایسی باتیں کہو جو اُن کی سمجھ کے مطابق ہوں ورنہ وہ اُن کی تکذیب کردینگے ۔

ﷺ کہ برو ۔ بچوں سے ایسی بہکانے والی باتیں کی جاتی ہیں فستق ۔ پستہ ۔ خر جَو ۔ ریچھ ۔ آژنگ ۔ جُھرّی ۔ تژند ۔ ذلّت و خواری ۔ الم ۔ تکلیف ۔

سے طمث ۔ حیض ۔ جماع ۔ بعال ۔ بیوی سے کھیل کود کرنا ۔ خوشتر ۔ یعنی دم بدم جوانی میں اضافہ ہوگا ۔ عکاشہ ۔ حضرت عکاشہؓ مشہور صحابی ہیں ایک روز حضورؐ نے فرمایا میری اُمت میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہونگے حضرت عکاشہؓ نے عرض کیا حضورؐ دعا فرما دیجئے کہ میں بھی اُن لوگوں میں سے ہوں تو حضورؐ نے اُن کو بشارت دی اور فرمایا کہ تم بھی انہی لوگوں میں سے ہو ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

معنیٔ حدیث مَن بَشَّرَنی بخروجِ الصفر بشّرتہ بدخولِ الجنة و سبقِ عکاشہ

اس حدیث کا مطلب کہ جو مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری دیگا میں اس کو جنت کی خوشخبری دونگا اور حضرت عکاشہ کی پہل

احمدِ آخر زماں را انتقال ۱
(نبی) آخر الزماں احمد کا انتقال

در ربیع الاول آمد بے جدال
بلا اختلاف، ربیع الاول میں ہوا ہے

چوں خبر یابید دلش زیں وقتِ نقل
جب آپ کا دل انتقال کے وقت سے باخبر ہو گیا

عاشقِ آں وقت گردد او بعقل
آپ دل (و جان) سے اس وقت کے مشتاق ہو گئے

چوں صفر آمد شود شاد از صفر
جب (ماہ) صفر آیا، آپ صفر سے خوش ہوئے

کز پسِ ایں ماہ می سازم سفر
کہ اس مہینہ کے بعد میں سفر کروں گا

ہر شبے تا روز از شوقِ ھُدے
راہ یابی کے شوق سے ہر شب کو دن نکلنے تک

اے رفیقِ راہِ اعلیٰ می زدے
آپ راہِ اعلیٰ کے رفیق کا نعرہ لگاتے تھے

گفت ۲ ہر کس کہ مرا مژدہ دہد
فرمایا جو شخص مجھے خوشخبری دے گا

چوں صفر پای از جہاں بیروں نہد
جب صفر (کا مہینہ) دنیا سے باہر (قدم) نکالیگا

کہ صفر بگذشت و شد ماہِ ربیع
کہ صفر گذر گیا اور ربیع کا مہینہ ہو گیا

مژدہ ور باشم مر او را و شفیع
میں اس کو خوشخبری دینے والا اور سفارش کرنیوالا ہونگا

چوں صفر بربست رخت و ماہِ نو
جب صفر نے سامان باندھ لیا اور نیا چاند

گشت پیدا بر فلک با تاب و ضو
رونق اور نور کے ساتھ آسمان پر نمودار ہو گیا

گفت عکاشہ صفر بگذشت و رفت
(حضرت) عکاشہ نے عرض کیا صفر گذر گیا اور چلا گیا

گفت جنت مر ترا اے شیر زفت
(آنحضور) نے فرمایا اے بہادر شیر! تیرے لئے جنت ہے

دیگرے ۳ آمد کہ بگذشت آں صفر
دوسرے آئے کہ صفر گذر گیا

گفت عکاشہ ببرد از مژدہ بر
فرمایا عکاشہ خوشخبری کا پھل لے گئے

بس رجال از نقلِ عالم شادماں
بہت سے انسان دنیا سے انتقال کرنے پر خوش ہیں

وز بقایش شادماں ایں کودکاں
اور اس میں باقی رہنے سے یہ بچے خوش ہیں

چونکہ آبِ خوش ندید آں مرغِ کور
چونکہ اس اندھے پرندے نے عمدہ پانی نہیں دیکھا ہے

پیشِ او کوثر نماید آبِ شور
اس کو کوثر کھاری پانی نظر آتا ہے

ہمچنیں موسیٰ کرامت می شمرد
(حضرت) موسیٰ اس طرح سے انعام شمار کر رہے تھے

ہم بدیں ساں بے قدم رہ می سپرد
اسی طرح بغیر قدم کے راستہ طے کر رہے تھے

۱؎ احمد۔ اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق حضورؐ کی وفات ربیع الاول کے مہینہ میں ہوئی ہے۔ وقتِ نقل۔ انتقال کا وقت۔ رفیق۔ وفات کے قریب حضورؐ یہ جملہ فرما رہے تھے۔ اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی یعنی اب میں رفیق اعلیٰ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

۲؎ گفت۔ حضورؐ نے فرمایا جو صفر کے ختم ہونے اور ربیع الاول کی آمد کی خوشخبری دیگا میں قیامت میں اس کا سفارشی بنوں گا۔ ماہِ نو۔ یعنی ربیع الاول کا چاند نظر آیا۔

۳؎ دیگرے۔ کسی دوسرے صحابی نے بھی صفر کے ختم ہونے کی خوش خبری دی۔ آپ نے فرمایا کہ عکاشہ بازی لے گئے۔ بس رجال جن لوگوں کو آخرت کی نعمتوں کا مشاہدہ ہو جاتا ہے وہ دنیا سے منتقل ہونے پر خوشی محسوس کرتے ہیں اور جو لوگ دنیا پر ریجھے ہوئے ہیں وہ طفل طبع ہیں۔ ہمچنیں۔ ایمان لانے پر جو انس کو انعام ملیں گے حضرت موسیٰ وہ شمار کراتے رہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کرنہ گردد صافِ اقبالِ تو دُرد — ہم نگردد اطلسِ بختِ تو بُرد
کہ تیرا صاف اقبال، تلچھٹ نہ بنے گا — تیرے نصیب کا اطلس، بُرد نہ بنے گا

ہر چہ خواہی یابی از بختِ جواں — شادماں مانی نگردی ناتواں
تو ہی نصیبہ سے تو جو چاہے گا، پائے گا — تو خوش رہے گا، کمزور نہ بنے گا

گفت احسنت نکو گفتی ولیک — تا کنم من مشورت با یارِ نیک
فرعون نے کہا بہت اچھا، تو نے عمدہ بات کہی لیکن — میں اچھے دوست سے مشورہ کرلوں

مشورت کردنِ فرعون با آسیہ خاتون در ایمان آوردن
فرعون کا مشورہ، حضرت آسیہ خاتون سے، ایمان لانے میں حضرت موسیٰؑ پر

بموسیٰ علیہ السلام و فرمودنِ آسیہ اُورا بایمان آوردن
اور حضرت آسیہ کا اس کو ایمان لانے کو کہنا

باز گفت او ایں سخن با آسیہ — گفت جاں افشاں بریں اے دل سیہ
پھر اس نے یہ باتیں (حضرت) آسیہ سے کہیں — انھوں نے فرمایا اے سیاہ دل! اس پر جان چھڑک دے

بس عنایتہاست متنِ ایں مقال — زود دریاب اے شہِ نیکو خصال
اس گفتگو کا متن بہت سی عنایتیں ہیں — اے نیک خصلت شاہ! جلد حاصل کرلے

وقتِ کشت آمد زہے پُر سودِ کشت — ایں بگفت و گریہ کرد و گرم گشت
کھیتی کا وقت آگیا واہ واہ کس قدر نفع بھری کھیتی — یہ کہا اور رونے لگیں اور گرم ہو گئیں

بر جہید از جا و گفتا بخ لک — آفتابے تاج گشتت اے کلک
جگہ سے کود پڑیں اور کہا تجھے مبارک — اے گنجے! سورج تیرا تاج بن گیا ہے

عیبِ کل را خود بپوشاند کلاہ — خاصہ چوں باشد کلہ خورشید و ماہ
عیب خود گنجے کو ٹوپی پہناتا ہے — خصوصاً جبکہ سورج اور چاند ٹوپی ہو

ہمدراں مجلس کہ بشنیدی تو ایں — چوں نگفتی آرے و صد آفریں
اسی مجلس میں جس میں تو نے یہ سُنا تھا — تو نے ہاں اور صد آفریں کیوں نہ کہا؟

ایں سخن در گوشِ خورشید ار شدے — سر نگوں بر بوئے آں زیر آمدے
یہ بات اگر سورج کے کان میں پڑتی — اس کی تمنا میں اوندھا نیچے آجاتا

ہیچ میدانی چہ وعدہ ست آں چہ داد — می کند ابلیس را حق افتقاد
تو کچھ جانتا ہے کہ کیسا وعدہ اور کسقدر سخا ہے — اللہ تعالیٰ شیطان کی دلجوئی کر رہا ہے

۱؎ کہ نہ گردد۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے فرمایا تو ایمان لے آئیگا تو تیرا اقبال بنا رہیگا۔ بُرد۔ دھاری دار معمولی کپڑے کی چادر ہوتی تھی۔ گفت۔ فرعون نے نصیحتیں سُن کر کہا میں جب تک اپنی بیوی سے مشورہ نہ کرلوں اس وقت تک کوئی جواب نہیں دے سکتا

۲؎ گفت۔ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں انھوں نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کی نصیحتوں پر عمل کرے۔ متن۔ وہ عبارت جس کی تشریح کی جائے۔ گرم گشت۔ یعنی عشق خداوندی میں گرم ہوگئیں۔ بخ لک۔ خوشی کے موقع پر بولا جاتا ہے۔ کلک۔ کل، گنجا اس میں کاف تصغیر کا ہے۔

۳؎ عیب۔ کل گنجے کا گنج اگر اس کو ٹوپی اڑھا کر اس کا عیب چھپائے تو تعجب کی بات ہے مزید تعجب جب ہے کہ ٹوپی بھی چاند اور سورج کی ہو۔ ہمدراں۔ حضرت آسیہ نے فرعون سے کہا تجھے فوراً اسی مجلس میں ایمان لے آنا تھا۔ ہیچ۔ ایمان پر فرعون کی بخشش کا وعدہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ شیطان کی دل جوئی کرے۔

٦٥٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں بدیں لطف آں کریمت باز خواند | اے عجب چوں زہرہ ات بر جائے ماند

جب اُس کریم نے اِس مہربانی سے تجھے بلایا ہے | تعجب ہے تیرا پتہ کس طرح جگہ پر رہا؟

زہرہ ات ندرید تا زاں زہرہ ات | بودے اندر ہر دو عالم بہرہ ات

تیرا پتہ نہ پھٹا تاکہ تیرے اِس پتے سے | دونوں جہان میں تیرا حصہ ہوتا

زہرہ کز بہرِ حق اُو بر درد | چوں شہیداں از دو عالم بر خورد

وہ پتہ جو خدا کے لئے پھٹ جائے | وہ شہیدوں کی طرح دونوں جہان کا فائدہ اٹھاتا ہے

غافلی ہم حکمت ست وایں عمی | تا بماند لیک تا ایں حد چرا

غفلت اور یہ اندھاپن بھی حکمت ہے | تاکہ اُس کا وجود رہے، لیکن اِس حد تک کیوں ہے

غافلی ہم حکمت ست و نعمت ست | تا نپرد زود سرمایہ ز دست

غفلت بھی حکمت اور نعمت ہے | تاکہ ہاتھ سے سرمایہ جلد نہ نکل جائے

لیک نے چنداں کہ ناسور ے شود | زہرِ جان و عقلِ رنجورے شود

لیکن نہ اِس قدر کہ ناسور بن جائے | ایک بیمار کی جان اور عقل کا زہر بن جائے

خود کہ یابد ایں چنیں بازار را | کہ بیک گل می خری گلزار را

ایسے بازار کو خود کون حاصل کر سکتا ہے؟ | کہ تو ایک پھول کے بدلے میں چمن کو خرید لے

دانہ را صد درختانت عوض | حبہ را آیدت صد کاں عوض

ایک دانہ کا سَو باغ تیرے لئے بدلہ ہوں | ایک رتی کا تیرے لئے سَو کانیں بدلہ ہوں

کان للہ دادنِ آں حبہ است | تا کہ کان اللہ لہ آید بدست

اِس رتی کا دینا، اللہ کا ہو جانا ہے | تاکہ "اللہ اُس کا ہو گیا" ہاتھ آجائے

زانکہ ایں ہوی ضعیفِ بیقرار | ہست شد زاں ہوی ربِ پایدار

کیونکہ یہ کمزور بے قرار شخصیت | اللہ کی پائیدار شخصیت سے وجود میں آئی ہے

ہوی فانی چونکہ خود با او سپرد | گشت باقی دائم و ہرگز نمرد

جب فانی شخصیت نے اپنے آپ کو اُسکے سپرد کر دیا | وہ ہمیشہ کے لئے باقی ہو گئی اور ہرگز نہ مریگی

ہمچو قطرہ خائف از باد و ز خاک | کہ فنا گردد بدیں ہر دو ہلاک

اُس قطرے کی طرح جو ہوا اور مٹی سے خائف ہے | کہ اِن دونوں سے فنا (اور) ہلاک ہو جائے گا

چوں باصلِ خود کہ دریا بود جست | از تفِ خورشید و باد و خاک رست

جب وہ اپنی اصل میں جو کہ دریا تھی کود گیا | (تو) اُس نے سورج کی گرمی اور ہوا اور خاک سے نجات پالی

لہ چوں۔ اپنے جیسے معصیت کار پر اللہ کی رحمت دیکھ کر تیرا پتہ کیوں نہ پھٹا، اگر پھٹ جاتا تو دونوں جہان کی کامیابی تھی۔ زہرہ۔ جو پتہ اللہ کیلئے پھٹ جائے اُس کو شہیدوں کی طرح خدا کی جانب سے غذا ملتی ہے۔ غافلی۔ نظام عالم کی بقا کے لئے خدا سے غفلت اور اندھے پن کی بھی ضرورت ہے لیکن تیری غفلت حد سے بڑھی ہوئی ہے۔

سلہ غافلی۔ اگر انسان ہر وقت استغراق میں رہے اور اُس کے حواس معطل رہیں تو اُس کے علم کا سرمایہ گھٹ جائے۔ لیک۔ لیکن ایسی غفلت جو ناسور کے درجہ کی ہو بُری چیز ہے۔ خود کہ یابد۔ حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو قبول کرنا تو ایسا ہے جیسا کہ ایک پھول کے عوض چمن خرید لیا جائے۔ درختستاں۔ باغ۔

سلہ کان للہ۔ حدیث میں ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو شخص اللہ کا ہوا اللہ اس کا ہو گیا۔ ھوی۔ ذات، شخصیت۔ گشت باقی۔ حدیث قدسی ہے مَنْ اَحَبَّنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اُسکو قتل کر دیتا ہوں اور میں جسکو قتل کرتا ہوں اُس کا بدلہ میں خود ہوں۔ ہمچو۔ پانی کی بوند کو سورج کی گرمی، ہوا، خاک ختم کر دیتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ظاہرش گم گشت در دریا ولیک — ذاتِ او معصوم و پا بر جا و نیک
اس کا ظاہر دریا میں گم ہوگیا لیکن — اس کی ذات محفوظ اور قائم اور خوب ہے

ہیں بدہ اے قطرہ خود را بے ندم — تا بیابی در بہائی قطرہ یم
اے قطرے! خود کو بغیر شرمندگی کے دے دے — تاکہ تو قطرے کے عوض سمندر حاصل کرلے

ہیں بدہ اے قطرہ خود را ایں شرف — در کفِ دریا شو ایمن از تلف
ہاں اے قطرے! اپنے آپ کو یہ شرف بخش — دریا کے ہاتھ میں پہنچ کر ہلاکت سے محفوظ ہو جا

خود کرا آید چنیں دولت بدست — قطرہ را بحرے تقاضا گر شدست
یہ دولت خود کس کو ہاتھ آتی ہے؟ — کہ قطرے کے لئے سمندر تقاضا کرنے والا ہوا ہے

چوں تقاضا می کند دریا ترا — پس چہ استادی و در ماندی ہلا
جب دریا تجھ پر تقاضا کر رہا ہے — تو پھر خبردار! تو کیوں کھڑا ہے اور عاجز ہے؟

اللہ اللہ زود بفروش و بخر — قطرہ دہ بحرِ پُر گوہر ببر
خدا کے لئے، جلد بیچ اور خرید — قطرہ دیدے، جواہر بھرا سمندر لے جا

اللہ اللہ ہیچ تاخیرے مکن — کز زِ بحرِ لطف آمد ایں سخن
خدا کے لئے، بالکل تاخیر نہ کر — کیونکہ مہربانی کے سمندر سے یہ پیغام آیا ہے

اللہ اللہ زود بشتاب و بجو — چونکہ بحرِ رحمت ست ایں نیست جو
خدا کے لئے جلد دوڑ اور تلاش کر — کیونکہ یہ رحمت کا سمندر ہے، نہر نہیں ہے

اللہ اللہ گوئی شو بے دست و پا — تا شود چوگانِ موسیٰؑ پا ترا
خدا کے لئے بغیر ہاتھ پاؤں کی گیند بن جا — تاکہ موسیٰؑ کا بلا تیرا پاؤں بن جائے

اللہ اللہ تو گمانِ بد مبر — بر چنیں انعامِ عام اے بیخبر
خدا کے لئے تو بدگمانی نہ کر — اے بے خبر! ایسے عام انعام پر

اللہ اللہ زود دریاب اے فتا — تا نگردی در غلط بینی فنا
خدا کے لئے، اے نوجوان! جلد حاصل کرلے — تاکہ تو غلط بینی سے فنا نہ ہو جائے

اللہ اللہ ترک کن ہستیِ خود — چونکہ خواند ستت برو اے معتمد
خدا کے لئے، اپنی ہستی کو چھوڑ دے — جب اس نے بلایا ہے اے معتمد! چلا جا

اللہ اللہ زود تر تعجیل کن — بر فروز از ایں اشارت بے سخن
خدا کے لئے بہت جلد عجلت کر — اس بغیر کلام کے اشارے سے منور ہو جا

۱ے ظاہرش۔ جو قطرہ دریا میں مل گیا بظاہر وہ فنا ہوا ہے حقیقتاً وہ زیادہ محفوظ ہو گیا ہے۔ ہیں بدہ۔ اپنی ذات کو فنا کرکے ذاتِ باری حاصل کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قطرے کے عوض میں سمندر حاصل کرنا۔ ایں شرف۔ قطرے کا دریا میں مل جانا قطرے کی عزت ہے۔ خود کرا۔ یہ سعادت اپنی طاقت سے حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۲ے چوں۔ جب دریا وحدت خود دعوت دے رہا ہے تو اب توقف کیا ہے۔ اللہ۔ جلد قطرہ دے کر پُر جواہر دریا خرید لے۔

۳ے گوئی شو۔ جس طرح مرضی کہیں وہ کرنا چاہیئے اور اپنے آپ کو موسیٰؑ کے بلّے کی گیند بنا دینا چاہیئے۔ ترک کن۔ اپنی ہستی کو ترک کرکے قُرب حاصل کرلینا چاہیئے۔ اشارت۔ موسیٰؑ کی دعوت قدرتی اشارہ ہے اس سے منور ہو جانا چاہیئے۔

258

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اللہ اللہ تاکنوں کژ باختی — گردن اندر معصیت افراختی
خدا کے لئے اب تک تو نے ٹیڑھی بازی چلی — تو نے گردن کو گناہ میں اُبھارا

اللہ اللہ چوں عنایت در رسید — بے توقف در وے آمیز اے عنید
سبحان اللہ جب اللہ کی مہربانی ہوگئی — اے سرکش! بغیر تاخیر کے اُس سے وابستہ ہوجا

اللہ اللہ چونکہ عصیاناتِ تو — در نمی نالد بردیت شکر گو
خدا کے لئے، جب تک تیرے گناہ — تیری رسوائی کا باعث نہیں بنے ہیں شکر ادا کر

اللہ اللہ چوں زفضلت راہ داد — سر بخاکِ پایِ اُو باید نہاد
خدا کیلئے، جبکہ اُس نے فضل کر کے تجھے راستہ دیا — اُس کی خاکِ پا پر سر رکھ دینا چاہیے

اللہ اللہ باچنیں کفرِ دو تو — چوں قبولت می کند اکرامِ او
تعجب ہے، ایسے دوہرے کفر کے ہوتے ہوئے — اُس کا کرم تجھے کیوں قبول کر رہا ہے؟

لطف اندر لطفِ اُو گم می شود — کا سفلے بر چرخِ ہفتم می شود
مہربانی اُس کی مہربانی میں گم ہوجاتی ہے — کہ ایک فرومایہ ساتویں آسمان پر جارہا ہے

ہیں کہ یک بازے فتادت بوالعجب — ہیچ طالب ایں نیابد در طلب
آگاہ! ایک عجیب باز تیرے ہاتھ آگیا ہے — اِس کو کوئی طلب کرنے والا طلب سے نہیں پاسکتا

در پذیر ایں چار خلعت زود زود — تا بہ بینی در عوض صد عز و سود
ان چاروں خلعتوں کو جلد از جلد قبول کرلے — تاکہ تو بدلے میں سینکڑوں عزتیں اور فائدے دیکھے

گفت باہاماں بگویم اے ستیر — شاہ را لازم بُود رایِ وزیر
اُسنے کہا اے پردہ نشین! میں ہامان سے گفتگو کرونگا — کیونکہ بادشاہ کے لئے وزیر کی رائے ضروری ہے

گفت باہاماں مگو ایں راز را — کوژ کمپیرے چہ داند باز را
اُس نے کہا ہامان سے یہ راز نہ کہنا — کُبڑی بڑھیا، باز کو کیا جانے؟

قصۂ بازِ بادشاہ و کمپیر زن کہ در خانۂ اُو بُود

بادشاہ کے باز اور اُس بڑھیا کا قصہ جس کے گھر میں وہ باز تھا

بازِ اسپیدے بکمپیرے دہی — اُو ببُرّد ناخنش بہرِ بہی
ایک سفید باز تو ایک بڑھیا کو دے رہا ہے — وہ بھلائی کے لئے اُس کے ناخن تراش دیگی

ناخنے کہ اصلِ کار است و شکار — کوژ کمپیرے ببُرّد کوردار
وہ ناخن جو اصل کام اور (ذریعہ) شکار ہیں — کُبڑی بُڑھیا، اندھے پن سے کاٹ دے

لہ اللہ اللہ۔ حضرت آسیہ نے فرمایا تو اب تک ٹیڑھی چال چلتا رہا ہے اور گناہوں میں سربلندی حاصل کرتا رہا ہے۔ عنایت۔ خدائی توجہ۔ عنید۔ سرکش۔ شکر گو۔ اِس پر اللہ کا شکر ادا کر کہ اب تک کے گناہ تیری رسوائی کا باعث نہیں ہوئے ہیں۔

لہ۲ کفر دو تو۔ خود فرعون کا کفر اور اُس کی قوم کا کفر۔ سفلے۔ نیچے درجہ کے انسان کو بلندی حاصل ہورہی ہے۔ بازے۔ یعنی توفیقِ خداوندی۔ نیابد۔ یہ سعادت قوتِ بازو سے حاصل نہیں ہوسکتی ہے۔ چار خلعت۔ وہ چار باتیں جو ایمان لانے پر تجھے حاصل ہوجائینگی۔

لہ۳ گفت۔ حضرت آسیہ کی باتیں سُن کر فرعون نے کہا میں اِس معاملہ میں ہامان وزیر سے مشورہ کروں گا۔ کوژ کمپیرے۔ کبڑی بڑھیا اور باز کا قصہ آگے نقل فرماتے ہیں۔ اسپیدے۔ سفید باز بہت قیمتی ہوتا ہے۔ ناخنے۔ باز کے تمام ہنروں کا مدار اُس کے پنجوں پر ہے۔ کوردار۔ اندھاپن

۶۵۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

که کجا بودست مادر تا ترا[1] — ناخنان زینسان درازست ای کیا

کہ تیری، ماں کہاں تھی کہ تیرے — ناخن اتنے لمبے ہیں، اے بھلے مانس!

ناخن و منقار و پرش را برید — وقتِ مہر ایں می کند زالِ پلید

ناخن اور اس کی چونچ اور اس کے پر کاٹ ڈالے — ناپاک بڑھیا محبت کے وقت ایسا ہی کرتی ہے

چونکہ تتماجش دہد او کم خورد — خشم گیرد مہرہا را بر درد

جب وہ اس کو دلیا دیتی وہ نہ کھاتا — غصہ میں بھر جاتی ہے محبتوں کو چاک کر دیتی ہے

که چنیں تتماج پختم بہرِ تو — تو تکبر می نمائی و عتو

کہ میں نے تیرے لئے ایسا دلیہ پکایا — تو تکبر اور سرکشی کرتا ہے

تو سزائی مر ہماں ادبار را — نعمت و اقبال کے سازد ترا

تو اسی بدبختی کے لائق ہے — نعمت اور خوش نصیبی تجھے کب موافق آسکتی ہے؟

آب[2] تتماجش دہد کایں را بگیر — گر نمی خواہی کہ نوشی زاں فطیر

اس کو دلیے کا پانی دیتی ہے کہ یہ لے — اگر بے خمیر کی روٹی کھانا نہیں چاہتا ہے

آب تتماجش نگیرد طبعِ باز — زاں بتر رنجد شود خشمش دراز

باز کی طبیعت اس دلیے کے پانی کو قبول نہیں کرتی ہے — اس سے وہ اور زیادہ رنجیدہ ہوتی ہے اور اس کا غصہ بڑھ جاتا ہے

از غضب آں آشِ سوزاں بر سرش — زن فرو ریزد شود کل مغفرش

غصہ سے وہ جلتا ہوا دلیہ اس کے سر پر — عورت ڈال دیتی ہے، اس کی کھوپڑی گنجی ہو جاتی ہے

اشک از آں چشمش فرو ریزد ز سوز — یاد آرد لطفِ شاہِ دل فروز

سوزش سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑتے ہیں — دل کو منور کر دینے والے بادشاہ کی مہربانی اس کو یاد آتی ہے

زاں[3] دو چشمِ نازنینِ با دلال — کہ ز چہرہ شاہ دارد صد کمال

ان نازنین پُر غمزہ آنکھوں سے — جو شاہ کے چہرے سے سینکڑوں کمالات رکھتی تھیں

چشمِ مازاغش شدہ پر زخمِ زاغ — چشمِ نیک از چشمِ بد با درد و داغ

اس کی کج نہ ہونے والی آنکھ کوّے کے زخم سے بھر گئی — اچھی آنکھ، بد نظر سے درد اور داغ والی (ہو گئی)

چشمِ دریا بسطتے کز بسطِ او — ہر دو عالم می نماید تارِ مو

سمندر کی وسعت والی آنکھ جس کی کشادگی سے — دونوں جہاں ایک بال نظر آتے تھے

گر ہزاراں چرخ در چشمش رود — ہمچو چشمہ پیشِ قلزم گم شود

اگر ہزاروں آسمان اس کی آنکھ میں آ جائیں — چشمہ کی طرح سمندر میں گم ہو جائیں

---

[1] که کجا۔ بڑھیا عورت نے یہ بھی کہا کہ باز کی ماں کہاں چلی گئی تھی کہ اس کے ناخن اس قدر بڑھ گئے ہیں چنانچہ اس بڑھیا نے اس باز کے پر اور چونچ اور پنجے کاٹ ڈالے۔ تتماج۔ یہ ایک ترکی کھانا ہے جو دلیے اور شوربے کی طرح کا ہوتا ہے۔ خشم گیرد۔ باز تتماج کو نہیں پیتا ہے تو بڑھیا اور غضبناک ہوتی ہے اور اس کی محبت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں۔ عتو۔ سرکشی۔ ادبار۔ نحوست۔

[2] آبِ تتماجش۔ اس کو تتماج دیتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر بے خمیری روٹی پسند نہیں ہے تو یہ کھا لے۔ فطیر۔ وہ روٹی جس میں خمیر نہ ہو۔ کل۔ گنجا۔ مغفر۔ سر پر اوڑھنے کی زرہ کی خود یہاں مراد سر ہے۔ یاد۔ اب اس باز کو بادشاہ کی محبت یاد آتی ہے۔

[3] زاں دو چشم۔ یعنی باز کی وہ آنکھیں جو نازنین تھیں جن سے وہ شاہ کا دیدار کرتا تھا۔ مازاغ۔ وہ ٹیڑھی نہیں ہے معراج کے واقعہ میں قرآن نے کہا ہے کہ آنحضور کی نگاہیں صحیح پڑیں اور آپ کو دیدارِ رب حاصل ہوا۔ بسط۔ کشادگی۔ قلزم۔ سمندر۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چشم[1] بگذشتہ ازیں محسوسہا — یافتہ از غیب بینی بوسہا
وہ آنکھ جو ان محسوسات سے آگے بڑھی ہوئی ہے — غیب بینی سے لذتیں محسوس کیے ہوئے ہے

خود نمی یابم یکے گوشے کہ من — نکتہ گویم ازاں چشمِ حسن
میں خود ایسا کان نہیں پاتا ہوں — کہ اس حسین آنکھ کا ایک نکتہ کہہ سکوں

می چکیدآں آبِ محمودِ جلیل — می ربودے قطرہ اش را جبرئیل
اس سے وہ قابلِ تعریف عظیم آنسو ٹپکتے — کہ جبرئیلؑ اس کے قطرے کو لے اڑتے

تا بمالد در بر و منقارِ خویش — گر دہد دستوریش آں خوب کیش
تاکہ اپنی چونچ اور پروں پر ملیں — اگر وہ پاک خصلت اُن کو اجازت دے

باز[2] گوید خشمِ کم پیرا ار فروخت — فرو نور و صبر و حلمم را نسوخت
باز کہتا اگرچہ بڑھی کا غصہ بھڑک اٹھا ہے — میری شان و شوکت، نور اور صبر و حلم کو نہیں جلا سکا

بازِ جانم باز صد صورت تند — زخم بر ناقہ نہ بر صالح زند
میری جان کا باز پھر سینکڑوں صورتیں حاصل کریگا — وہ اونٹنی پر نہ، حضرت، صالحؑ پر زخم لگاتی ہے

صالحِ از یکدم کہ آرد با شکوہ — صد چناں ناقہ بزاید متنِ کوہ
(حضرت) صالحؑ اگر ایک پرشوکت پھونک ماردیں — پہاڑ کی چٹان ایسی سینکڑوں اونٹنیاں جن دے

دل ہمی گوید خموش و ہوشدار — ورنہ دراند غیرت پود و تار
دل کہتا ہے کہ چپ اور ہوش میں آ — ورنہ غیرت (خداوندی) تانا بانا ادھیڑ دے گی

غیرتش[3] را ہست صد حلمِ نہاں — ورنہ سوزیدے بیکدم صد جہاں
اس کی غیرت میں سینکڑوں حلم پوشیدہ ہیں — ورنہ ایک دم سے سینکڑوں جہان پھونک دے

نخوت شاہی گرفتش جائے پند — تا دلِ خود را ز پند او کرد بند
شاہی تکبر نے اس کی نصیحت کے مقام پر قبضہ کرلیا — حتیٰ کہ اس نے نصیحت کیجانب سے دل کو روک دیا

کہ کنم با رائے ہاماں مشورت — کوست پشتِ ملک و قطبِ مقدرت
کہ میں ہامان کی رائے سے مشورہ کروں گا — کیونکہ وہ سلطنت کی پشت اور اقتدار کا مدار ہے

مصطفیؐ را رایِ زن صدیقؓ — رایِ زن بوجہل را شد بولہب
حضرت مصطفیؐ کے مشیر اللہ کے صدیقؓ ہیں — ابوجہل کا مشیر ابولہب ہوا

عرقِ جنسیت چنانش جذب کرد — کاں نصیحتہا بہ پیشش گشت سرد
ہم جنس ہونے کی رگ نے اسکو ایسا کھینچا — کہ وہ نصیحتیں اس کے لئے ٹھنڈی پڑ گئیں

---

[1] چشم۔ باز سے مراد اللہ کا وہ ولی ہے جو مخالف جاہلوں میں پھنس جاتا ہے ایسے ولی کی آنکھیں محسوسات سے گذر کر مغیبات سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ می چکید۔ وہ آنسو اس قدر قیمتی ہوتا ہے کہ اس کو حضرت جبرئیلؑ اٹھا لیتے ہیں اور تبرکاً اپنے جسم پر ملتے ہیں۔

[2] باز گوید۔ وہ ولی جو دشمن کے ہاتھوں تکلیف اٹھا رہا ہے کہتا ہے کہ مخالفوں کے غصہ سے میرے استقلال میں کوئی فرق نہیں آسکتا ہے۔ بازِ جانم۔ اگر مادی جسم ہلاک بھی ہوجائے تو کیا پروا ہے اس کی مثال تو حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی سی ہے خصوصیت حضرت صالحؑ میں تھی نہ کہ اونٹنی میں۔

[3] غیرتش۔ غیرت خداوندی بڑی بردبار ہے ورنہ جس طرح کے غیبی راز افشا کرنے سے وہ اس قدر غضبناک ہوجاتی کہ عالم کو تباہ کردیتی۔ نخوت۔ یعنی فرعون کا شاہی تکبر نصیحت قبول کرنے سے مانع بنا۔ کہ کنم۔ تکبر کی وجہ سے اس نے کہا میں اپنے وزیر ہامان سے مشورہ کروں گا۔ مصطفیٰؐ۔ ہم جنس اپنی جنس سے مشورہ کرتا ہے آنحضرتؐ کے مشیر حضرت ابوبکرؓ تھے اور ابوجہل کا مشیر ابولہب تھا۔ نصیحتہا۔ یعنی حضرت آسیہ کی نصیحتیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جنس[۱] سوی جنس صد پرّه پرد — بر خیالش پرده ها را بر درد

جنس جنس کی جانب سینکڑوں پروں سے اڑتی ہے — اس کے خیال پر سے پردے ہٹا دیتی ہے

قصهٔ آں زن که طفل او بر سر ناوداں غژیده بود و خطر افتادن داشت و از امیر المومنین علی کرم الله وجهه سوال کردن و چاره جستن مادر او

اس عورت کا قصہ جس کا بچہ پرنالے پر چڑھ گیا تھا اور گرنے کا خطرہ رکھتا تھا اور اس کی ماں کا حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کرنا اور تدبیر چاہنا

یک زنے آمد به پیش مرتضیٰ — گفت شد بر ناوداں طفلے مرا

ایک عورت (حضرت) مرتضیٰؓ کے پاس آئی — بولی، میرا بچہ پرنالے پر چڑھ گیا ہے

گرش میخوانم نمی آید بدست — ور هِلم ترسم که افتد او به پست

اگر میں اس کو بلاتی ہوں ہاتھ نہیں آتا ہے — اگر چھوڑتی ہوں، ڈرتی ہوں کہ نیچے نہ گر پڑے

نیست[۲] عاقل تا که دریابد چو ما — گر بگویم کز خطر سوی من آ

وہ سمجھدار نہیں ہے کہ ہماری طرح سمجھ جائے — اگر میں کہوں کہ خطرے سے میرے پاس آجا

هم اشارت را نمی داند بدست — ور بداند نشنود ایں هم بدست

وہ ہاتھ کے اشارے کو بھی نہیں سمجھتا ہے — اگر جانتا بھی ہے نہیں سنتا ہے یہ بھی برا ہے

بس نمودم شیر و پستاں را بدو — او همی گرداند از من چشم و رو

میں نے اس کو دودھ اور چھاتی بہت دکھائی — وہ مجھ سے آنکھ اور منہ پھیر لیتا ہے

از برائے حق شمائید اے مهاں — دستگیر ایں جهان و آں جهاں

اے بزرگ! خدا کے لئے آپ ہیں — اس جہان اور اس جہان کے دستگیر

زود درماں کن که می لرزد دلم — که بدرد از میوهٔ دل بگسلم

جلد تدبیر کیجئے کیونکہ میرا دل لرز رہا ہے — کہ تکلیف کے ساتھ میں دل کے میوے سے جدا ہو جاؤں

گفت[۳] طفلے را برآور هم به بام — تا ببیند جنس خود را آں غلام

فرمایا ایک بچہ کو کوٹھے پر لے جا — تاکہ وہ بچہ اپنے ہم جنس کو دیکھے

سوی جنس آید سبک زاں ناوداں — جنس بر جنس است عاشق جاوداں

وہ فوراً پرنالہ سے اپنے ہم جنس کی طرف آجائیگا — ہم جنس، ہمیشہ ہم جنس پر عاشق ہوتا ہے

زن چناں کرد و چو دید آں طفل او — جنس خود خوش خوش بدو آورد رو

عورت نے ایسا ہی کیا اور جب اس بچے نے اسکو دیکھا — اس نے خوشی خوشی اپنے ہم جنس کی طرف رخ کردیا

ف۱ جنس۔ ہر چیز اپنی ہم جنس کی طرف تیزی سے جاتی ہے۔ قصہ۔ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ ایک بچہ چھت پر چھوڑ دیا جائے وہ بچہ پرنالے سے اسکے پاس آجائے گا۔ مرتضیٰ حضرت علیؓ کا لقب ہے۔ ناوداں۔ پرنالہ۔ پست۔ یعنی پرنالے سے زمین پر۔

ف۲ نیست۔ اس میں اتنی عقل نہیں کہ اس خطرے کو محسوس کر سکے۔ بدست۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی از دست ہے دوسرے مصرع کے آخر میں بمعنی "برا ہے"۔ کہ بدرد۔ یعنی میرا بچہ ہلاک ہو جائے۔

ف۳ گفت۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک بچہ چھت پر بٹھا دے وہ بچہ پرنالے سے اس کے پاس آجائے گا۔ زن۔ اس عورت نے حضرت علیؓ کے مشورہ پر عمل کیا وہ بچہ اس بچے کے پاس آگیا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سوئے بام آمد زمتنِ ناوداں
پرنالہ پرسے کوٹھے پر آ گیا

جاذبِ ہر جنس را ہم جنس داں
ہر جنس کو ہم جنس کا کھینچنے والا سمجھ

غژ غژاں آمد بسوئے طفل طفل
گھسکتا گھسکتا بچہ بچہ کی طرف آ گیا

وا رہید از اوفتادن سوئے سفل
نیچے گرنے سے نجات پا گیا

زاں بود جنسِ بشر پیغمبراں
اسی لئے پیغمبر انسان کی جنس کے ہوتے ہیں

تا بجنسیت رہند از ناوداں
تاکہ جنسیت کی وجہ سے پرنالے سے نجات پا جائیں

پس بشر فرمود خود را مثلکم
پس انھوں نے اپنے آپکو تم جیسا انسان کہا

تا بجنسِ آیند وکم گردند گم
تاکہ ہم جنس کی طرف آجائیں اور گم نہ ہوں

زانکہ جنسیت عجائب جاذبے ست
کیونکہ جنسیت عجیب جاذب ہے

جاذبش جنس ست ہر جا طالبے ست
جس جگہ کوئی طلبگار ہے جنس اس کی جاذب ہے

عیسیٰؑ و ادریسؑ برگردوں شدند
حضرت عیسیٰؑ اور ادریسؑ آسمان پر چلے گئے

با ملائک چونکہ ہم جنس آمدند
چونکہ وہ فرشتوں کے ہم جنس تھے

باز آں ہاروت و ماروت از بلند
پھر وہ ہاروت اور ماروت بلندی سے

جنسِ تن بودند ازاں زیر آمدند
(چونکہ) جسم کے ہم جنس تھے نیچے آگئے

کافراں ہم جنسِ شیطاں آمدہ
کافر شیطان کے ہم جنس ہیں

جانِ شاں شاگردِ شیطاناں شدہ
ان کی جان شیطانوں کی شاگرد بن گئی

صد ہزاراں خوئے بد آموختہ
انھوں نے لاکھوں بری عادتیں سیکھ لیں

دیدہائے عقل و دل بر دوختہ
عقل اور دل کی آنکھیں بند کرلیں

کمتریں خوشاں بدستے ایں حسد
حسد ان کی کم از کم عادت ہے

آں حسد کہ گردنِ ابلیس زد
وہ حسد جس نے شیطان کی گردن ماردی

زاں سگاں آموختہ حقد و حسد
انھوں نے ان کتوں سے کینہ اور حسد سیکھا

کہ نخواہد خلق را ملکِ ابد
جو مخلوق کے لئے ابدی سلطنت نہیں چاہتے

ہر کرا دید او کمال از چپ و راست
وہ دائیں بائیں سے کسی کو صاحب کمال دیکھتا ہے

از حسد قولنج آمد در نخاست
تو حسد کی وجہ سے اس کو قولنج کا درد ہوتا ہے

زانکہ ہر بدبختِ خرمن سوختہ
کیونکہ جس بدبخت کا کھلیان جل گیا ہو

می نخواہد شمعِ کس افروختہ
وہ نہیں چاہتا ہے کہ کسی کی شمع روشن ہو

لہ سوئے بام۔ وہ بچہ پرنالہ سے چھت پر آگیا۔ جاذب۔ کھینچنے والا سفل یعنی زمین۔ زاں۔ چونکہ ہر چیز اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے اسی لئے انسان پیغمبر بنائے گئے ہیں۔ مثلکم۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں۔ طالب۔ جو طلبگار رہتا ہے جنس کو اس کی جنس اپنی طرف کھینچتی ہے۔

۲ہ عیسیٰؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت ادریسؑ آسمان پر بلا لئے گئے۔ چونکہ وہ ملائک کے ہم جنس تھے۔ ہاروت۔ ہاروت اور ماروت فرشتے تھے لیکن انسانوں کے ہم جنس تھے۔ آسمان سے زمین پر بھیجے گئے۔ کافراں۔ کافر شیطان کے ہم جنس ہیں اسی لئے ان سے ان کی عادتیں سیکھ لیتے ہیں۔

۳ہ کمتریں۔ حسد شیطان کی خصلت ہے جو کافروں نے اس سے سیکھ لی ہے۔ ملکِ ابد یعنی آخرت کی زندگی۔ ہر کرا۔ شیطان چونکہ اپنا سب کچھ تباہ کر چکا ہے اسلئے وہ کسی کی نیکی کو برداشت نہیں کرتا ہے اور کسی کی نیکی کی شمع کو روشن نہیں دیکھ سکتا

613

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہین کمالے دست آور تا تو ہم ۔۔۔ از کمالِ دیگراں نفتی بغم
خبردار! کمال حاصل کر تاکہ تو بھی ۔۔۔ دوسروں کے کمال سے غم میں مبتلا نہ ہو

از خدا می خواہ دفعِ ایں حسد ۔۔۔ تا خدایت وارہاند زیں حسد
اس حسد کا دفعیہ خدا سے چاہ ۔۔۔ تاکہ خدا تجھے اس حسد سے نجات دیدے

مر ترا مشغولیے بخشد دروں ۔۔۔ کہ نہ پردازی ازاں سوی بروں
تجھے (اپنے) باطن کی مصروفیت عطا کر دے ۔۔۔ تاکہ تو اس جانب سے باہر مشغول نہ ہو

جرعۂ مے را خدا آں می دہد ۔۔۔ کہ بدو مست از دو عالم می رہد
خدا اس گھونٹ بھر شراب کو وہ عطا کر دیتا ہے ۔۔۔ کہ اس کا مست دونوں عالم سے نجات پا جاتا ہے

خاصیت بنہادہ در کفِ حشیش ۔۔۔ کو زمانے می رہاند از خودیش
ایک مٹھی بھنگ میں اس نے خاصیت رکھی ہے ۔۔۔ کہ وہ اس کو تھوڑی دیر کیلئے خودی سے چھڑا دیتی ہے

خواب را یزداں بداں ساں میکند ۔۔۔ کز دو عالم فکر را بر می کند
نیند کو خدا ایسا کر دیتا ہے ۔۔۔ کہ دونوں جہان کے فکر سے برطرف کر دیتا ہے

کرد مجنوں را ز عشقِ پوستے ۔۔۔ کو نشناسد عدو از دوستے
مجنوں کو کھال کے عشق سے ایسا کر دیا ۔۔۔ کہ وہ دوست اور دشمن میں امتیاز نہیں کر سکتا

صد ہزاراں ایں چنیں مے دارد اُو ۔۔۔ کہ بر ادراکاتِ تو بگمارد اُو
وہ اس طرح کی لاکھوں بیخودیاں رکھتا ہے ۔۔۔ جو وہ تیرے محسوسات پر مسلط کر دیتا ہے

ہست میہای شقاوت نفس را ۔۔۔ کہ زرہ بیروں برد آں نحس را
بدبختی کی شرابیں نفس کے لئے ہیں ۔۔۔ جو اس منحوس کو گمراہ کر دیتی ہیں

ہست میہای سعادت عقل را ۔۔۔ کہ بیابد منزلِ بے نقل را
نیک بختی کی شرابیں عقل کے لئے ہیں ۔۔۔ کہ وہ منتقل نہ ہونے والی منزل کو حاصل کر لیتی ہے

خیمۂ گردوں ز سرمستی خویش ۔۔۔ بر کند زاں سو بگیرد راہ پیش
وہ اپنی سرمستی سے آسمان کے خیمہ کو ۔۔۔ اکھاڑ دیتی ہے اور اس جانب آگے راستہ اختیار کر لیتی ہے

ہیں بہر مستی دلا غرہ مشو ۔۔۔ ہست عیسیٰ مستِ حق خر مستِ جو
خبردار! اے دل ہر مستی سے دھوکا نہ کھا ۔۔۔ حضرت عیسیٰ اللہ کے مست اور گدھا جَو کا مست ہے

ایں چنیں مے را بجو زیں خنبہا ۔۔۔ مستیش نبود ز کوتہ دُنبہا
ان مٹکوں سے ایسی شراب پی ۔۔۔ اس کی مستی، کوتاہ دم والوں کیلئے نہیں ہے

۱ یعنی۔ اگر انسان کے پاس کمال نہیں ہوتا ہے تو وہ دوسروں پر حسد کرتا ہے اور دوسرے کے کمال کو دیکھ کر غم میں مبتلا ہوتا ہے۔ نفتی۔ نا فتی کا مخفف ہے۔ از خدا۔ حسد کا دفعیہ خدا کر سکتا ہے۔ مشغولیے۔ اگر انسان اپنے احوال میں مشغول ہوتا ہے تو اس کو دوسرے کے دیکھنے کا موقع نہیں ملتا اور وہ حسد سے محفوظ رہتا ہے۔ جرعہ۔ خدا نے بہت سی چیزوں میں وہ خاصیت رکھی ہے جو دوسروں میں مشغول ہونے سے محفوظ کر دیتی ہے۔

۲ خاصیت۔ بھنگ بھی دوسروں کے احوال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ کرد مجنوں۔ لیلیٰ کے ظاہر پر عاشق ہو کر دوسروں سے غافل ہو گیا تھا۔ صد ہزاراں۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بہت سی چیزیں ایسی پیدا فرمائی ہیں جو دوسروں کے احوال سے غافل بنا دیتی ہیں۔ ہست۔ نفس ایسی مستیوں میں مبتلا ہے جو اسکو راہ مستقیم سے غافل بنا دیتی ہیں۔

۳ ہست۔ عقل ایسی مستیوں میں رہتی ہے جس سے وہ اونچی مقام حاصل کر لیتی ہے جس کے نتیجہ میں اُس کی پرواز آسمانوں سے بالا ہو جاتی ہے۔ مستی۔ انسان کو مستیوں میں فرق کرنا چاہیے ہر مستی محمود نہیں ہے حضرت عیسیٰؑ کی مستی اور خر عیسیٰ کی مستی جداگانہ ہے [illegible]

٦١٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زانکہ[۱] ہر معشوق چوں خُنبست پُر | آں یکے دُرد و دگر صافی چو دُر
کیونکہ ہر معشوق مٹکے کی طرح پُر ہے | ایک تلچھٹ دوسرا موتی کی طرح صاف ہے

مے شناسا ہین بچش با احتیاط | تا مے یابی مُنزّہ ز اختلاط
اے شراب کے پہچاننے والے! احتیاط سے چکھ | تاکہ تو میل سے پاک شراب حاصل کرلے

مے شناسا ہین بچش از روی ترش | آں مے صافی کز و گردی خمش
اے شراب کو پہچاننے والے! ترشروئی سے چکھ | اُس صاف شراب کو جس سے تو خاموش ہو جائے

ہر دو مستی می دہندت لیک ایں | مستیت آرد کشاں تا ربِّ دیں
تجھے دونوں مست کرتی ہیں لیکن یہ | مستی تجھے دین کے رب کی طرف کھینچ کر لاتی ہے

تا رہی از فکر و وسواس و حِیل | بے عقالِ عقل در رقصِ اجمل
تاکہ تو فکر اور وسوسوں اور حیلوں سے نجات پا جائے | وہ عقل کی رسّی کے بغیر اُچھل کود میں ہے

انبیا[۲] چوں جنسِ روح اند و مَلَک | مر مَلَک را جذب کردند از فلک
انبیاء چونکہ روح اور فرشتہ کے ہم جنس ہیں | فرشتہ کو آسمان سے کھینچ لیا

باد جنسِ آتش ست و یارِ او | کہ بُود آہنگ ہر دو بر عُلو
ہوا، آگ کی جنس اور اُس کی یار ہے | کیونکہ دونوں کا قصد اوپر کی جانب ہے

چوں بہ بندی تو سرِ کوزہ تہی | درمیانِ حوض یا جُوئے نہی
اگر تو خالی پیالے کے سر کو باندھ دے | حوض یا نہر میں اُس کو رکھے

تا قیامت اُو فرو نا ید بہ پست | کہ دلش خالی ست در وے باد ہست
وہ قیامت تک نیچے کی جانب رُخ نہ کریگا | کیونکہ اُس کا پیٹ خالی ہے اُس میں ہوا ہے

میلِ بادش چوں سوئے بالا بود | ظرفِ خود را ہم سوئے بالا کشد
چونکہ اُس کی ہوا کا میلان اوپر ہے | وہ اپنے برتن کو بھی اوپر کی جانب کھینچے گی

باز[۳] آں جانہا کہ جنسِ انبیاست | سوئے ایشاں کش کشاں چوں سایہاست
پھر وہ جانیں جو انبیاء کی ہم جنس ہیں | وہ سایوں کی طرح اُن کی جانب کشش میں ہیں

زانکہ عقلش غالب ست و بے ز شک | عقل جنس آمد بخلقت با مَلَک
کیونکہ اُس پر عقل غالب ہے اور بغیر شک کے | عقل، خلقت میں فرشتے کی ہم جنس ہے

واں ہوائے نفس غالب بر عدو | نفس جنسِ اسفل آمد شد بدو
خواہش نفسانی دشمن پر غالب ہے | نفس، اسفل کا ہم جنس ہے اُس پر لُٹ ہے

۱ زانکہ۔ ہر شیخ کی صحبت میں کشش ہوتی ہے لیکن ہر کشش کا صحیح ہونا ضروری نہیں ہے۔ مے شناسا مالک کو امتیاز کرنا چاہیئے اور وہ کشش اختیار کرنی چاہیئے جو خالص ہو۔ گردی خمش۔ اُس کشش کو اختیار کرنا چاہیئے جو "آں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد" کا مصداق ہو۔ تا رب دیں۔ جو کشش خدا کی طرف لے جائے وہ کشش اختیار کرنی چاہیئے۔ رقص اجمل۔ اونٹ کا رقص یعنی بے قاعدہ اچھل کود۔

۲ انبیا۔ انبیاء کا تعلق ملاء اعلیٰ سے ہوتا ہے اسلئے فرشتے اُن تک پیغام لاتے ہیں۔ باد۔ ہوا اور آگ کا عروج اوپر کی جانب ہے۔ چوں۔ خالی پیالے کو اگر سر بند کر کے پانی میں ڈالو تو چونکہ اُس میں ہوا بھری ہوئی ہے وہ نیچے نہ جائیگا۔ میلِ بادش۔ وہ ہوا اُس پیالے کو بھی نیچے نہ جانے دیگی۔

۳ باز۔ جو روحیں انبیاء کی ہم جنس ہیں وہ انبیاء کے ساتھ سایہ کی طرح لگی رہتی ہیں۔ زانکہ۔ اُن لوگوں میں عقل کا غلبہ ہوتا ہے اور عقل فرشتہ کی ہم جنس ہے۔ ہوائی نفس۔ خواہشات نفس کا میلان اسفل کی طرف ہے۔ کُہ بدو۔ اُس پر لُٹ ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بُود قبطیؔ جنسِ فرعونِ ذمیم
قبطی بُرے فرعون کا ہم جنس تھا

بُود سبطی جنسِ موسیٰ کلیم
سبطی موسیٰ کلیم (اللہ) کا ہم جنس تھا

بُود ہاماں جنسِ مر فرعون را
ہامان ، فرعون کا ہم جنس تھا

برگزیدش بُرد تا صدرِ سرا
اُس نے اُس کو منتخب کیا گھر کے بالا نشین تک لے گیا

لاجرم از صدر در قعرش کشید
لامحالہ اُس نے اُسکو بلندی سے گہرائی کیطرف کھینچا

کہ ز جنسِ دوزخ اند آں دو پلید
کیونکہ وہ دونوں پلید دوزخ کے ہم جنس تھے

ہر دو سوزندہ چو دوزخ ضدِ نور
دونوں جلتے ہوئے دوزخ کی طرح نور کی ضد ہیں

ہر دو چوں دوزخ ز نورِ دل نفور
دونوں دوزخ کی طرح دل کے نور سے متنفر ہیں

زانکہ دوزخ گوید اے مومن تو زود
کیونکہ دوزخ کہتی ہے اے مومن! جلد

برگذر کہ نورت آتش را ربود
گذر جا کیونکہ تیرے نور نے آگ کو ختم کر دیا

در بیانِ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَأَ نَارِیْ

آنحضورؐ کی حدیث کے بیان میں کہ اے مومن گذر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

بگذر اے مومن کہ نورت می کُشد
اے مومن! گذر جا کیونکہ تیرا نور بجھاتا ہے

آتشم را چونکہ دامن می کَشد
میری آگ کو، جب وہ ناز سے چلتا ہے

می رمد آں دوزخی از نور ہم
وہ دوزخی بھی نور سے بھاگتا ہے

زانکہ طبعِ دوزخستش اے صنم
اے پیارے! کیونکہ اُس کا مزاج دوزخی ہے

دوزخ از مومن گریزد آنچناں
دوزخ، مومن سے اسی طرح بھاگتی ہے جس طرح

کہ گریزد مومن از دوزخ بجاں
مومن دوزخ سے جان بچا کر بھاگتا ہے

زانکہ جنسِ نار نبود نورِ او
اُس کا نور نار کا ہم جنس نہیں ہے

ضدِ نار آمد حقیقت نور جو
نور کے طالب کی حقیقت آگ کی ضد ہے

در حدیث آمد کہ مومن در دعا
حدیث (شریف) میں آیا ہے جبکہ مومن دعا میں

چوں اماں خواہد ز دوزخ از خدا
خدا سے دوزخ سے پناہ چاہتا ہے

دوزخ از وے ہم اماں خواہد بجاں
دوزخ اُس سے (دل و) جان سے پناہ چاہتی ہے

کہ خدایا دور دارم از فلاں
کہ اے خدا! مجھے فلانے سے دور رکھ

جاذبۂ جنسیت است اکنوں بہ بیں
جنسیت کی کشش ہے، اب تو دیکھ لے

کہ تو جنسِ کیستی از کفر و دیں
کہ تو کفر اور دین میں سے کس کا ہم جنس ہے؟

---

۱ قبطی۔ فرعون کی قوم کا۔ سبطی۔ بنی اسرائیل۔ ہامان۔ فرعون کا وزیر باوجود اسرائیلی ہونے کے فرعون کا ہم جنس تھا اسی لئے فرعون نے اُسکو مشورہ کے لئے منتخب کیا۔ لاجرم۔ ہامان کے مشورے سے وہ تباہی کے گڑھے میں گر گیا۔ زانکہ۔ دوزخ اور نور میں تضاد ہے، دوزخ نورِ ایمان سے متنفر اور نور دوزخ سے متنفر ہے۔

۲ در بیان۔ اس حدیث سے نور اور نار کے تضاد کو سمجھانا مقصود ہے۔ بگذر۔ جس وقت مومن پل صراط سے گذرے گا جہنم یہ کہے گی۔ نور جو۔ یعنی جنتی۔

۳ در حدیث۔ یہ مضمون حدیث میں مذکور ہے۔ جاذبہ۔ ہر انسان میں جنسیت کا جذبہ ہوتا ہے غور کر لینا چاہئے کہ اُس میں کفر کی کشش ہے یا دین کی کشش ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر بہاماں مائلی ہامانئی ۔۔۔ ور بموسیٰ مائلی سبحانئی

اگر تو ہامان کی طرف مائل ہے ہامانی ہے ۔۔۔ اگر تو موسیٰؑ کی طرف مائل ہے تو ربّانی ہے

ور بہر دو مائلی انگیختہ ۔۔۔ نفس و عقلی ہر دو آں آمیختہ

اگر تو دونوں کی طرف مائل ہے، اُکسایا ہوا ہے ۔۔۔ تجھ میں نفس اور عقل دونوں ملے ہوئے ہیں

ہر دو در جنگند ہاں و ہاں بکوش ۔۔۔ تا شود بر نفس غالب عقل و ہوش

دونوں برسرِ پیکار ہیں ہاں ہاں کوشش کر ۔۔۔ تاکہ عقل اور ہوش نفس پر غالب آ جائے

ساغرِ صدق از کفِ موسیٰ بنوش ۔۔۔ تا شود غالب معانی بر نقوش

حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے سچائی کا پیالہ پی ۔۔۔ تاکہ معانی، نقوش پر غالب آ جائیں

در جہانِ جنگ شادی ایں بس ست ۔۔۔ کہ ببینی بر عدو ہر دم شکست

لڑائی کی دنیا میں یہ خوشی کافی ہے ۔۔۔ کہ تو ہر وقت دشمن پر شکست دیکھے

جہد کن تا خصمت اشکستہ شود ۔۔۔ گرچہ فرعونِ دنی ایں نشنود

کوشش کر تاکہ تیرا دشمن شکست کھا جائے ۔۔۔ خواہ کمینہ فرعون یہ نہ سُنے

ایں حدیث آمد دراز اے ناگزیر ۔۔۔ باز گو اضلالِ فرعونِ مشیر

یہ بات لمبی ہو گئی مجبوری تھی ۔۔۔ فرعون کے مشیر کو گمراہ کرنے کی بات کر

مشورت کردنِ فرعون با وزیرش ہامان در ایمان آوردنِ بموسیٰ علیہ السلام

فرعون کا حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے کے بارے میں اپنے وزیر ہامان سے مشورہ کرنا

آں ستیزہ رُو بسختی عاقبت ۔۔۔ گفت با ہاماں برای مشورت

بالآخر اُس سختی سے جھگڑا کرنے والے نے ۔۔۔ مشورے کی غرض سے ہامان سے کہا

وعدہای آں کلیم اللہ را ۔۔۔ گفت و محرم ساخت آں گمراہ را

کلیم اللہؑ کے وعدوں کو ۔۔۔ اُس گمراہ سے کہا اور اُس کو رازدار بنا لیا

گفت با ہاماں چو تنہاش بدید ۔۔۔ جست ہامان و گریباں را درید

جب ہامان کو تنہا دیکھا اُس سے کہا ۔۔۔ ہامان اُچھل پڑا اور گریبان پھاڑ لیا

بانگہا زد گریہ ہا کرد آں لعیں ۔۔۔ کوفت دستار و کلہ را بر زمیں

اُس لعین نے نعرے لگائے اور رونے لگا ۔۔۔ ٹوپی اور عمامہ کو زمین پر پٹخ دیا

کہ چگونہ گفت اندر روی شاہ ۔۔۔ اینچنیں گستاخ آں حرفِ تباہ

کہ بادشاہ کے سامنے کیسے کہی؟ ۔۔۔ وہ بُری بات ایسے گستاخ نے

---

۱ گر بہ ہاماں۔ اگر انسان ہامان کی طرف مائل ہے تو وہ ہامان کی جنس سے ہے اور اگر موسیٰؑ کی طرف میلان ہے تو وہ انسان اللہ والا ہے۔ ور بہر دو۔ اگر انسان کا خیر اور شر دونوں کی طرف میلان ہے تو معلوم ہوا کہ اُس میں نفس اور عقل کی کشمکش جاری ہے۔ ساغر۔ ایسے انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اُس پر عقل کا غلبہ رہے۔

۲ در جہاں۔ اس کشمکش میں کامیابی یہ ہے کہ انسان ہر وقت نفس کو مغلوب رکھے۔ گرچہ۔ جس کی طبیعت فرعونی ہو گی وہ اس نصیحت کو قبول نہ کرے گا۔ اضلال۔ یعنی ہامان نے فرعون کو کس طرح گمراہ کیا۔

۳ آں ستیزہ رُو۔ یعنی فرعون۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰؑ نے ایمان لانے پر جو وعدے کیے تھے وہ سب ہامان سے کہہ دیے۔ جست۔ ہامان اُچھلا اور اُس نے اپنا گریبان چاک کر ڈالا۔ نعرے لگائے۔ اور کہنے لگا کہ موسیٰؑ کو کیسے جرأت ہوئی کہ تجھ جیسے شاہ سے ایسی باتیں کرے۔

۶۱۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جملۂ عالم را مسخر کردہ تو　　کار را بابخت چوں زر کردہ تو

تو نے تمام دنیا کو تابع فرمان بنا لیا ہے　　تو نے اقبال مندی سے کام کو سونے کی طرح کر لیا ہے

از مشارق وز مغارب بے لجاج　　سوئے تو آرند سلطاناں خراج

مشرقوں اور مغربوں سے بلا جھگڑے کے　　بادشاہ تیرے پاس خراج لاتے ہیں

بادشاہاں لب ہمی مالند شاد　　بر ستانۂ خاکِ تو اے کیقباد

سب بادشاہ خوشی سے ہونٹ ملتے ہیں　　اے عالیمقام تیرے آستانہ کی خاک پر

اسپِ باغی چوں بہ بیند اسپِ ما　　رو بگرداند گریزد بے عصا

باغی گھوڑا جب ہمارے گھوڑے کو دیکھتا ہے　　بغیر ڈنڈے کے رخ پھیر لیتا ہے، بھاگ جاتا ہے

تاکنوں معبود و مسجودِ جہاں　　بودہ، گردی کمینہ بندگاں

اب تک تو عالم کا معبود اور مسجود　　رہا ہے، (اب) حقیر ترین بندہ بنے گا

در ہزار آتش شدن زیں خوشتر است　　کہ خداوندے شود بندہ پرست

ہزار آگوں میں ہونا اس سے بہتر ہے　　کہ ایک آقا غلام پرست بنے

نے بکش اوّل مرا اے شاہ ہیں　　تا نہ بیند چشمِ من بر شاہ ایں

نہیں اے بادشاہ! خبردار پہلے مجھے قتل کردے　　تاکہ میری آنکھ بادشاہ کی یہ حالت نہ دیکھے

خسروا اوّل مرا گردن بزن　　تا نہ بیند ایں مذلت چشمِ من

اے شاہ! پہلے مجھے قتل کردے　　تاکہ میری آنکھ یہ ذلت نہ دیکھے

خود نبودست و مبادا ایں چنیں　　کہ زمیں گردوں شود گردوں زمیں

ہرگز ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ ہو　　کہ زمین آسمان بنے اور آسمان زمین

بندگانماں خواجہ تاشِ ما شوند　　بیدلاماں دلخراشِ ما شوند

ہمارے غلام، ہمارے ہمسر بنیں　　ہم سے ڈرنے والے ہمارے دل کو چھیلنے والے بنیں

چشمِ روشن دشمنان و دوست کور　　گشت مارا ایں گلستاں قعرِ گور

دشمنوں کی آنکھ روشن ہو اور دوست اندھا　　تو ہمارے لئے چمن قبر کا گڑھا بن جائے

تزییفِ سخنِ ہامان با فرعون علیہ اللعنۃ

فرعون علیہ اللعنۃ کے ساتھ ہامان کی باتوں کی کمزوری

دوست از دشمن ہمی نشناخت او　　نرد را کورانہ کژ می باخت او

وہ دوست کو دشمن سے نہ پہچانتا تھا　　اس نے اندھے پن سے بازی الٹی چلی

---

۱ جملۂ عالم ۔ ہامان نے فرعون سے کہا کہ تو نے تمام عالم کو تابع فرمان بنا لیا ہے ۔ اور سلطنت کے معاملات کو سونے کی طرح چمکدار کر دیا ہے۔ لجاج ۔ جھگڑا ۔ خراج ۔ وہ محصول جو بادشاہ کو ادا کیا جائے۔ بادشاہاں ۔ دنیا کے بادشاہ تیرے در کی خاک چاٹنا فخر سمجھتے ہیں ۔ اسپ باغی ۔ مخالف لشکر ہمارے لشکر کو دیکھ کر بھاگ پڑتا ہے۔

۲ تاکنوں ۔ تو اب تک معبود بنا ہوا ہے لوگ تجھے سجدے کرتے ہیں اب تو غلاموں کا غلام بنے گا ایسی زندگی سے ہزار آگیں بہتر ہیں ۔ نے بکش ۔ موسیٰ پر ایمان لانے سے پہلے مجھے قتل کر دے تاکہ تیری یہ رسوائی اور ذلت میری آنکھیں نہ دیکھیں۔

۳ خود ۔ یہ اب تک نہیں ہوا کہ بادشاہ غلام ہو اور غلام بادشاہ بنے یہ کب ہوگا ۔ بندگانماں ۔ یہ اسرائیلی جو اب تک ہمارے غلام ہیں وہ شریک سلطنت بنیں ۔ چشم روشن دشمناں ۔ اس حالت سے دوست رنجیدہ ہوں گے اور دشمن خوش ہوں گے ۔ اور ہمارا عیش و عشرت خاک میں مل جائیگا ۔ تزییف ۔ کھوٹا پن ۔ دوست ۔ اس ہامان کو دوست اور دشمن میں تمیز نہ تھی لہٰذا وہ الٹی بازی کھیل رہا تھا۔

٦١٨

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دشمنِ[1] تو جز تو نبود اے لعیں — بیگناہاں را مگو دشمن بکیں
اے ملعون! تیرا دشمن تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے — کینہ سے، بے تصوروں کو دشمن نہ کہہ

پیشِ تو ایں حالتِ بد دولت است — کہ دوا دوا اوّل و آخر لت است
تیرے لئے یہ بُری حالت دولت ہے — کہ جس کی ابتدا بھاگ دوڑ اور آخر لات ہے

گر ازیں دولت نتازی خز خزاں — ایں بہارت را ہمی آید خزاں
اگر تو اس دولت سے آہستہ آہستہ نہ بھاگے گا — تیری اس بہار پر خزاں آجائے گی

مشرق و مغرب چو تو بس دیدہ اند — کہ سر ایشاں ز تن ببریدہ اند
مشرق و مغرب نے تجھ جیسے بہت دیکھے ہیں — جن کے سر دھڑ سے جدا کر دیئے ہیں

مشرق و مغرب کہ نبود برقرار — چوں کنند آخر کسے را پائیدار
مشرق و مغرب جو پائیدار نہیں ہیں — وہ کسی کو کیسے پائیدار بنا سکتے ہیں؟

تو بداں[2] فخر آوری کز ترس و بند — چاپلوست گشت مردم روز چند
تو اس پر فخر کرتا ہے کہ خوف اور بندش ہے — چند روز کیلئے انسان تیرے خوشامدی بنگئے ہیں

ہر کرا مردم سجودے می کنند — زہر اندر جانِ اُو می آگنند
جس شخص کو لوگ سجدے کرتے ہیں — اُس کی جان میں زہر بھرتے ہیں

چونکہ برگردد ازو آں ساجدش — داند اُو کاں زہر بود و موبدش
جب وہ سجدہ کرنے والا اُس سے روگردانی کرتا ہے — وہ جان جاتا ہے کہ وہ اور اُس کا سردار زہر تھا

اے[3] خنک آں را کہ ذلت نفسہٗ — وائے آں کز سرکشی شد چوں کہِ اُو
مبارک باد ہے اسکے لئے جس کا نفس خاکسار بنا — اُس پر افسوس جو سرکشی سے پہاڑ کی طرح بنگیا

ایں تکبر زہر قاتل داں کہ ہست — از مئے پُر زہر گشت آں گیج و مست
اس تکبر کو زہر قاتل سمجھ کہ جو ہے — زہر بھری شراب کی قسم ہے (جس سے) وہ احمق اور مست بنا ہے

چوں مئے پُر زہر نوشد مُدبرے — از طرب یک دم بجنباند سرے
جب کوئی بدنصیب زہریلی ہوئی شراب پیتا ہے — تھوڑی دیر مستی سے جھومتا ہے

بعد یک دم زہر در جانش فتد — زہر در جانش کُند داد و ستد
تھوڑی دیر کے بعد زہر اُسکی جان میں اثر کرتا ہے — زہر اُسکی جان میں لین دین شروع کر دیتا ہے

گر نداری زہریش را اعتقاد — گرچہ زہر آمد نگر در قومِ عاد
اگر تو اسکے زہر پر اعتقاد نہیں رکھتا ہے — اگرچہ وہ زہر ہے، قومِ عاد کو دیکھ لے

---

[1] دشمنِ تو۔ مولانا کی طرف سے ہامان کا جواب ہے کہ تو خود اپنا دشمن ہے بے قصور لوگوں کو دشمن نہ سمجھ۔ دولت۔ تو اس دنیا کو دولت سمجھتا ہے جس کی ابتدا بھاگ دوڑ ہے اور آخر میں وہ لات مار کر چل دیتی ہے گر۔ اگر انسان خود دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے تو دنیا خود اُسے چھوڑ دیتی ہے۔ مشرق۔ دنیا نے بہت سے شاہوں کو قتل کیا ہے۔ برقرار۔ دنیا ناپائیدار ہے وہ کسی کو پائیدار کیا بنا سکتی ہے۔

[2] تو بداں۔ مجبوری سے چند انسان تعظیم کرنے لگے ہیں تو انسان دھوکے میں پڑ جاتا ہے۔ ہر کرا۔ لوگوں کی تعظیم ایک زہر ہے جو انسان کی رُوح کو ہلاک کرتا ہے۔ چونکہ۔ خود سجدہ کرنے والے بھی اس زہر سے متاثر ہوتے ہیں اور اُن کو اس زہر کا پتہ جب چلتا ہے جب اُن کو ہوش آتا ہے۔ موبد۔ آتش پرستوں کا سردار۔

[3] اے خنک۔ جو لوگ دنیا میں فروتنی اختیار کرتے ہیں وہ بڑے خوش نصیب ہیں۔ تکبر۔ تکبر ایک زہریلی ہوئی شراب ہے چونکہ تکبر کی شراب پی کر کچھ دیر انسان مستی کا اظہار کرتا ہے۔ بعد یک دم۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ زہر اثر دکھاتا ہے۔ قومِ عاد۔ یہ قوم تکبر کے زہر سے ہلاک ہوئی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[1] چونکہ شاہے دست یابد بر شہے — بکشدش یا باز دارد در چہے

جب کوئی بادشاہ کسی بادشاہ پر قابو پا لیتا ہے — اسکو قتل کردیتا ہے یا اس کو کوئیں میں قید کر دیتا ہے

ور بیابد خستۂ افتادہ راہ — مرہمش سازد شہ و بدہد عطا

اور اگر کسی زخمی کو راستہ میں پڑا ہوا دیکھتا ہے — بادشاہ اسکی مرہم (پٹی) کرتا ہے اور عطا کرتا ہے

گر نہ زہرست آں تکبر پس چرا — کشت شہ را بیگناہ و بے خطا

اگر وہ تکبر زہر نہیں ہے تو کیوں؟ — اس نے بادشاہ کو بے گناہ اور بے قصور مارا

وین دگر را بے ز خدمت چوں نواخت — زین دو جنبش زہر را باید شناخت

اس دوسرے کو بغیر کسی خدمت کے کیوں نوازا! — زہر کی ان دونوں قسموں کو پہچان لینا چاہیے

[2] راہزن ہرگز گدائے را نزد — گرگ گرگ مردہ را ہرگز گزد

کسی ڈاکو نے کبھی کسی فقیر کو نہیں مارا — بھیڑیے نے کسی مردہ بھیڑیے کو کبھی نہیں پھاڑا

خضر کشتی را برائے آں شکست — تا تواند کشتی از فجار رست

حضرت خضرؑ نے کشتی اسی لئے توڑی — تاکہ کشتی ظالموں سے بچ جائے

چوں شکستہ می رہد اشکستہ شو — امن در فقرست اندر فقر رو

جبکہ شکستہ کو نجات ملتی ہے شکستہ ہو جا — امن فقر میں ہے فقر اختیار کر

آں کہے کو داشت از کاں نقد چند — گشت پارہ پارہ از زخم کلند

وہ پہاڑ جو نقدی کی چند کانیں رکھتا تھا — وہ کدال کی مار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

تیغ بہر اوست کو را گردنیست — [3] سایہ کافگندست بر وے زخم نیست

تلوار اُس کے لئے ہے جس کی (اونچی) گردن ہے — وہ سایہ جو پڑا ہوا ہے اس پر وار نہیں ہے

مہتری نفط ست و آتش اے غوی — اے برادر چوں بر آذر می روی

اے گمراہ! سرداری نفت کا تیل اور آگ ہے — اے بھائی! تو آگ پر کیوں چلتا ہے؟

ہر چہ او ہموار باشد با زمیں — تیرہا را کے ہدف گردد ببیں

جو چیز زمین سے ہموار ہو — وہ تیروں کا نشانہ کب بنتی ہے دیکھ لے

سر بر آرد از زمیں آنگاہ او — چوں ہدفہا زخم یابد بے رفو

وہ زمین سے سر ابھارتی ہے تب وہ — نشانوں کی طرح نہ سلنے والے زخم پاتی ہے

نردبان خلق ایں ما و منی ست — عاقبت زیں نردباں افتادنی ست

یہ خودی اور تکبر مخلوق کے لئے سیڑھی ہے — انجام کار اس سیڑھی سے گر پڑنا ہے

ف۱ چونکہ۔ تکبر کے زہر ہونے کی ایک مثال یہ ہے کہ شاہ اپنے تکبر کی وجہ سے مارا جاتا ہے اور زخمی بیچارہ بچ جاتا ہے۔ گر نہ زہرست۔ اس بادشاہ کے مارے جانے کا سبب اس کا زہر تکبر ہے۔ وین دگر۔ اس کی خستہ حالی اس پر رحم کا سبب بنی۔

ف۲ راہزن۔ ڈاکو بھی متکبر مالدار کو لوٹتا ہے۔ گرگ بھیڑیا بھی متکبر زندہ بھیڑیے کو پھاڑتا ہے۔ خضرؑ کشتی کی شکستہ حالی اس کی نجات کا سبب ہے۔ چوں شکستہ۔ شکستہ حالی نجات کا سبب ہے تو انسان کو شکستہ حال ہونا مناسب ہے۔ کہے جس پہاڑ میں کانیں ہوتی ہیں اس کی کھدائی ہوتی ہے۔ تیغ۔ گردن متکبر، سربلند کی کٹتی ہے۔

ف۳ سایہ۔ سایہ پست چیز ہے اس پر تلوار نہیں چلائی جاتی۔ نفط۔ ایک مادہ ہے جو آگ کو جلد پکڑ لیتا ہے۔ ہموار۔ ہموار زمین کو تیروں کا نشانہ نہیں بنایا جاتا۔ سر برآرد۔ جو چیز زمین سے سر ابھارتی ہے وہی نشانہ بنتی ہے۔ نردبان۔ تکبر اور خودی انسانوں کے لئے ایک ایسی سیڑھی ہے جس سے پھسل کر زمین پر گرتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایں فروع ست و اُصولش آں بُوَد — کہ ترفُّع شرکتِ یزداں بُود
یہ فرعی باتیں ہیں اور اُس کی اصل یہ ہے — کہ تکبر اللہ کے ساتھ شرکت ہے

چوں نہ مُردی و نہ گشتی زندہ زُو — باغیِ باشی بشرکت مُلک جُو
جبکہ تو فنا نہ ہوا اور اُس کے ذریعہ زندہ نہ ہوا — تو باغی ہوگا، شرکت کے ذریعہ مُلک کا جویاں ہوگا

چوں بدُو زندہ شدی آں خود وَیست — وحدتِ محض ست آں شرکت کے ست
جب تو اُس کے ذریعہ زندہ ہوگیا وہ خود وہ ہے — خالص وحدت ہے، یہ شرکت کب ہے؟

شرحِ ایں در آئینہ اعمال جُو — کہ نیابی فہمِ ایں از گفتگو
اس کی تشریح اعمال کے آئینہ میں تلاش کر — کیونکہ گفتگو سے یہ سمجھ میں نہ آئے گا

گر بگویم آنچہ دارم در دروں — بس جگرہا گردد اندر حال خوں
اگر میں وہ کہدوں جو دل میں رکھتا ہوں — تو بہت سے جگر فوراً خون ہو جائیں گے

بس کنم خود زیرکاں را ایں بس ست — بانگ دو کردم اگر در دِہ کس ست
بس کرتا ہوں، عقلمندوں کیلئے یہ کافی ہے — میں نے دو صدائیں دیدیں اگر گاؤں میں کوئی ہے

حاصل آں ہاماں بداں گفتارِ بد — ایں چنیں راہے براں فرعون زد
خلاصہ یہ ہے کہ اُس ہامان نے بُری گفتگو کے ذریعہ — ایسا راستہ فرعون پر بند کر دیا

لقمۂ دولت رسیدہ تا دہاں — از گلوی اُو بُریدہ ناگہاں
دولت کا لقمہ منہ تک پہنچ چکا تھا — اچانک اُس کے گلے سے جُدا کر دیا

خرمنِ فرعون را داد اُو بباد — ہیچ شہ را ایں چنیں صاحب مباد
اُس نے فرعون کا کھلیان برباد کر دیا — (خدا کرے) ایسا وزیر کسی بادشاہ کا نہ ہو

از چنیں ہمراہِ بد دوری گزیں — زینہار اللّٰہُ اَعلَمُ بالیقیں
ایسے بُرے ساتھی سے دُوری اختیار کر — خبردار! اللہ یقینی باتوں کو زیادہ جانتا ہے

نومید شدنِ موسیٰؑ از ایمان آوردنِ فرعون و جا یافتن
حضرت موسیٰؑ کا فرعون کے ایمان لانے سے مایوس ہو جانا اور ملعون ہامان

سخنِ ہامانِ لعین در دلِ فرعون
کی باتوں کا فرعون کے دل میں گھر کر لینا

گفت موسیٰ لطف بنمودیم و جود — خود خداوندیت را روزی نبود
حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہم نے مہربانی اور سخاوت کی — آقائی خود تیرے مقدر میں نہ تھی

لہ ایں۔ تکبر کی یہ صورتیں تو فروعی ہیں بنیادی بات یہ ہے کہ تکبر دراصل خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔
چوں۔ وحدت الوجود کے نظریہ کے مطابق اگر تونے خود کو فانی نہیں بنایا اور بقا باللہ نہ حاصل کیا تو خدا کا باغی ہے۔ چوں بدُو جب تجھے بقا باللہ کا مقام حاصل ہو جائے تو اب تیرا وجود خود خدا کا وجود ہے اور یہ خالص توحید ہے۔
لہ شرح۔ وحدت الوجود کے مسئلہ کی تشریح گفتگو کے ذریعہ ممکن نہیں یہ مقام حاصل ہو جانے سے اس کی حقیقت سمجھ میں آتی ہے۔
گر بگویم۔ اس مسئلہ کے متعلق اگر میں اپنے پورے خیالات ظاہر کردوں تو لوگوں کے جگر خون بن جائیں گے لہٰذا انہی اشارات پر اکتفا کرتا ہوں جو عقلمندوں کے لئے کافی ہیں۔
لہ حاصل۔ غرضیکہ فرعون نے ہامان سے مشورہ کیا اور اس نے اس کی راہ ہدایت مسدود کر دی۔ لقمہ۔ قریب تھا کہ وہ ہدایت حاصل کر لیتا لیکن ہامان اس کی بربادی کا سبب بن گیا خدا ایسا وزیر کسی بادشاہ کو نہ دے جو بربادی کا سبب بنے۔ گفت موسیٰ۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہم تو ابدی سلطنت دینا چاہتے تھے لیکن فرعون کے مقدر میں نہ تھی

۶۲۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آں[1] خداوندی کہ نبود راستیں — مُرد ورانے دستِ آں نے آستیں
وہ آقائی جو سچی نہ ہو — سمجھ لے اُس کے نہ ہاتھ ہوتا ہے نہ آستیں

آں خداوندی کہ دُزدیدہ بُوَد — بے دل و بے جان و بے دیدہ بُوَد
وہ آقائی جو چرائی ہوئی ہو — وہ بے دل اور بے جان اور بے آنکھ کی ہوتی ہے

آں خداوندی کہ دادندت عوام — باز بستانند از تو ہمچو وام
وہ آقائی جو تجھے عوام نے دی ہے — قرض کی طرح وہ تجھ سے واپس لے لیں گے

آں خداوندیِ تو از بندگی — کمتر ست ار باز دانی اندکی
تیری وہ آقائی غلامی سے — کمتر ہے اگر تھوڑا سا سمجھ لے

دہ خداوندیِ عاریت بحق — تا خداوندیت بخشد مُتَّفَق
عارضی آقائی خدا کے سپرد کر دے — تاکہ وہ تجھے متفق آقائی عنایت کر دے

منازعت[2] کردنِ امیرانِ عرب با رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ مُلک را مُقاسمہ کُن تا نزاعے نباشد و جوابِ رسول ایشاں را کہ من ماموروم دریں امارت و بحثِ ایشاں از طرفین

عرب کے سرداروں کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑنا کہ ملک بانٹ لیجئے تاکہ جھگڑا نہ ہو اور آنحضورؐ کا اُن کو جواب دینا کہ میں اس حکومت میں اللہ کی جانب سے مقرر کیا گیا ہوں اور جانبین سے اُن کی بحث

آں امیرانِ عرب گرد آمدند — نزدِ پیغمبر منازع می شدند
عرب کے سردار جمع ہو گئے — پیغمبرؐ کے پاس جھگڑا کرتے ہوئے آئے

کہ تو میری ہر یکے از ما ہم امیر — بخش کُن ایں مُلک و بخشِ خود بگیر
کہ آپ بھی سردار ہیں اور ہم میں سے بھی ہر ایک امیر ہے — اس ملک کو تقسیم کر دیجئے اور اپنا حصہ لے لیجئے

ہر[3] یکے در بخشِ خود انصاف جو — تو ز بخشِ ما دو دستِ خود بشو
ہر ایک اپنے حصہ میں انصاف چاہتا ہے — آپ ہمارے حصہ سے اپنے دونوں ہاتھ دھو لیجئے

گفت میری مر مرا حق دادہ است — سروری و امرِ مطلق دادہ است
آپ نے فرمایا مجھے سرداری خدا نے عطا کی ہے — (اس نے) عام سرداری اور حکم عطا فرمایا ہے

کایں قرانِ احمدست و دورِ اُو — ہیں بگیرید امرِ اُو را اتقوا
کیونکہ (فرمایا ہے) یہ احمدؐ کا زمانہ اور دَور ہے — خبردار! اس کا حکم مانو اور تقویٰ اختیار کرو

---

[1] آں خداوندی۔ غلط قسم کی آقائی بے دست و پا ہوتی ہے۔ آں خداوندی۔ جو آقائی انسانوں کی عطا کردہ ہے وہ تو انسان واپس لے لیتے ہیں۔ آں خداوندی۔ انسانوں کی عطا کردہ آقائی غلامی سے بدتر ہے ہاں جو آقائی خدا کی جانب سے ملے وہ پائیدار اور متفق علیہ ہوتی ہے۔

[2] منازعت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضورؐ کی آقائی خدائی عطیہ تھی۔ کہ تو میری۔ ان سرداروں نے آنحضورؐ سے کہا ملک تقسیم کر دیا جائے تم اپنے حصہ پر حکومت کرو ہم اپنے حصہ پر حکومت کریں۔

[3] ہر یکے۔ ہر شخص اپنے حصہ پر حکومت کرے آپ ہمارے حصہ سے دست بردار ہو جائیں۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پورے علاقہ کی سرداری عنایت کی ہے۔ کایں۔ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ احمدؐ کا دور ہے اس کا حکم مانو اور پرہیزگار بنو۔

622

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[۱] قوم گفتندش کہ ما ہم زاں قضا ۔۔۔ حاکمیم و داد امیری ما خدا

قوم نے ان سے کہا کہ ہم بھی تقدیر سے ۔۔۔ حاکم ہیں اور خدا نے ہمیں حکومت دی ہے

گفت لیکن مر مرا حق مُلک داد ۔۔۔ مر شما را عاریہ از بہرِ زاد

آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ (تعالیٰ) نے حکومت دی ہے ۔۔۔ تمہارے پاس کھانے پینے کے لئے عارضی ہے

میریِ من تا قیامت باقی ست ۔۔۔ میریِ عاریتی خواہد شکست

میری حکومت قیامت تک باقی رہنے والی ہے ۔۔۔ عارضی حکومت ٹوٹ جائے گی

قوم گفتند اے امیر افزوں مگو ۔۔۔ چیست حُجت بر فزوں جوئیِ تو

لوگوں نے کہا اے امیر! زیادہ نہ کہہ ۔۔۔ آپ کی بڑائی پر دلیل کیا ہے؟

[۲] سیل آمدن و قضیب انداختنِ اُمرا جہتِ دفعِ شدنِ سیل
سیلاب کا آنا اور سیلاب روکنے کے لئے سرداروں کا لکڑی ڈالنا

و غالب شدنِ مصطفیٰ علیہ السّلام بر امیراں
اور مصطفیٰ علیہ السّلام کا سرداروں پر غالب آ جانا

در زماں ابرے بر آمد ز امرِ مُر ۔۔۔ سیل آمد گشت آں اطراف پُر

فوراً، سخت حکم سے ایک ابر آیا ۔۔۔ سیلاب آیا اور اطراف پانی سے پُر ہو گئے

رُو بشہر آورد سیلے بس مُہیب ۔۔۔ اہلِ شہر افغاں کُناں جملہ رَعیب

ایک بہت خوفناک سیلاب نے شہر کا رُخ کیا ۔۔۔ شہر والے خوفزدہ ہو کر فریاد کرنے لگے

گفت پیغمبر کہ وقتِ امتحاں ۔۔۔ آمد اکنوں تا نہاں گردد عیاں

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ امتحان کا وقت ۔۔۔ اب آ گیا تاکہ پوشیدہ (راز) ظاہر ہو جائے

[۳] ہر امیرے نیزۂ خود در فگند ۔۔۔ تا شود در امتحاں آں سیل بند

ہر سردار نے اپنا نیزہ ڈال دیا ۔۔۔ تاکہ آزمائش کے وقت میں سیلاب رُک جائے

نیزہا را ہمچو خاشاکے رُبُود ۔۔۔ آبِ تیزِ سیلِ پُر جوش و عَنُود

نیزوں کو تنکوں کی طرح بہا لے گیا ۔۔۔ جوشیلے اور سرکش سیلاب کا تیز پانی

پس قضیب انداخت در وے مصطفیٰؐ ۔۔۔ آں قضیبِ مُعجِز فرماں رَوا

پھر مصطفیٰؐ نے ایک شاخ اس میں ڈال دی ۔۔۔ وہ شاخ جو سیلاب کو عاجز کرنے والی اور حاکم تھی

نیزہا گم گشت جملہ و آں قضیب ۔۔۔ بر سرِ آب ایستادہ چوں رقیب

سب نیزے گم ہو گئے اور وہ شاخ ۔۔۔ نگران کی طرح پانی پر کھڑی رہی

[۱] قوم گفتندش۔ اُن سرداروں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ ہم بھی سردار ہیں اور ہماری سرداری بھی خدا کا عطیہ ہے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا میری سرداری ابدی ہے تمہاری سرداری دنیاوی عارضی ہے۔ قوم گفتند۔ سرداروں نے کہا اپنی ابدی سرداری پر کوئی دلیل پیش کیجئے۔

[۲] سیل آمدن۔ اس قصہ کا حدیث اور تاریخ میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ اس قصے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضورؐ کی ایک معمولی شاخ سے پانی کا سیلاب رُک گیا اور یہ معجزہ آنحضورؐ کی ابدی سرداری پر دلیل بنا۔ مُہیب۔ ہیبت کی۔ رَعیب۔ مرعوب۔ خوفزدہ۔ نہاں۔ یعنی اب تک میری ابدی سرداری جو تم پر پوشیدہ ہے واضح ہو جائے۔

[۳] ہر امیرے۔ اس سیلاب کو روکنے کیلئے ہر سردار نے اپنے ہاتھ کا نیزہ پانی میں ڈالا۔ عنود۔ سرکش۔ قضیب۔ شاخ۔ رقیب۔ نگراں۔

623

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زانکہ تمامِ آں قضیبِ آں سیل رفت — رو بگردانید و سوی بحر رفت

اُس شاخ کے بند و بست سے وہ سیلاب روانہ ہو گیا — اُس نے رُخ موڑا اور سمندر کی طرف چلا گیا

چوں بدیدند از وی آں امرِ عظیم[1] — پس مُقر گشتند آں میراں زعیم

جب اُنھوں نے اُن سے وہ بڑا کارنامہ دیکھا — وہ سردار دورے اقرار کرنے والے بن گئے

جُز سہ کس کہ حقدِ ایشاں چیرہ بود — ساحرش گفتند و کاہن از جحود

سوائے تین شخصوں کے جن کا کینہ غالب تھا — اُنھوں نے انکار سے اُنکو جادوگر اور کاہن کہا

بُود بوجہلِ لعین و بولہب — واں سوم ہم بُود بوسفیانِ حرب

ملعون ابوجہل تھا اور ابولہب — اور وہ تیسرا ابوسفیان بن حرب تھا

مُلکِ بربستہ چناں باشد ضعیف — مُلکِ برُستہ چناں باشد شریف

مارے باندھے کی سلطنت ایسی کمزور ہوتی ہے — آزاد سلطنت ایسی شریف ہوتی ہے

نیز ہا[2] را گر ندیدی یا قضیب — نامِ شاں بیں نامِ او بیں اے نجیب

اگر تو نے نیزے یا شاخ نہیں دیکھی ہے — اے شریف! اُن کا نام اور اِن کا نام دیکھ لے

نامِ شاں را سیلِ تیز مرگ بُرد — نامِ او و دولتِ تیزش نمُرد

اُن کے نام کو موت کا تیز سیلاب بہا لے گیا — اُن کا نام اور اُن کی تیز حکومت نہیں مری ہے

پنج نوبت می زنندش بر دوام — ہم چنیں ہر روز تا روزِ قیام

ہمیشہ پانچ وقت اُن کے نام پر نوبت بجتی ہے — اسی طرح قیامت تک ہر روز

در تمامیِ حدیثِ موسیٰ علیہ السلام و تقریع و توبیخ فرعون

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصّہ کی تکمیل اور فرعون کو ڈرانا اور دھمکانا

گر ترا[3] عقل ست کردم لطفہا — ور خری آوردہ ام خر را عصا

اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے تجھ پر مہربانیاں کی ہیں — اور اگر تو گدھا ہے تو میں لاٹھی لایا ہوں

آنچناں زیں آخرت[4] بیروں کنم — کز عصا گوش و سرت پُر خوں کنم

تجھے اصطبل سے اس طرح نکالوں گا — کہ لاٹھی سے تیرے کان اور سر زخمی کردوں گا

اندریں آخر خراں و مردماں — می نیابند از جفای تو اماں

اِس اصطبل میں گدھے اور انسان — تیرے ظلم سے امان نہیں پاتے ہیں

یک عصا آوردہ ام بہرِ ادب — ہر خرے را کو نباشد مستجب

سزا دینے کیلئے میں ایک لاٹھی لایا ہوں — ہر اُس گدھے کے لئے جو کہنا نہ مانے

[1] امرِ عظیم یعنی آنحضورؐ کی شاخ سے سیلاب کا رُک جانا۔ جُز سہ کس۔ یعنی دوسرے سردار تو ایمان لے آئے ابوجہل، ابولہب اور ابوسفیان ایمان نہ لائے اور حضورؐ کو جادوگر اور کاہن کہنے لگے۔

[2] نیز ہا۔ اے مخاطب اگر تو نے وہ نیزوں اور شاخ کا معاملہ خود نہیں دیکھا ہے تو اب ناموں سے اُس معاملہ کو سمجھ لے۔ نامِ شاں۔ اُن کے ناموں کو موت کا سیلاب بہا لے گیا اور آنحضورؐ کے نامِ نامی کا پانچ وقت قیامت تک اذان میں ڈنکا بجتا ہے۔

[3] گر ترا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے فرمایا اگر تجھ میں عقل ہے تو میں نے دین کی راہ دکھا کر تجھ پر مہربانیاں کی ہیں اور اگر گدھا ہے تو تیرے لئے یہ میری لاٹھی ہے۔ [4] آخر۔ اصطبل۔ اندریں۔ اِس دنیا میں انسان اور حیوان تجھ سے مصیبت میں ہیں۔ یک عصا۔ یہ میری لاٹھی بے ادبوں کو ادب سکھانے کے لئے ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اژدہائے[1] می شود در قہرِ تو — کاژدہائے گشتۂ در فعل و خو

تجھے مغلوب کرنے میں ایسا اژدہا بنے گی — جیسا کہ تو کام اور عادت میں اژدہا بن گیا ہے

اژدہائے کوہیی تو بے اماں — لیک بنگر اژدہائے آسماں

تو بے امان، پہاڑی سانپ ہے — لیکن آسمانی اژدہے کو دیکھ

ایں عصا از دوزخ آمد چاشنی — بر تو و بر مؤمن آمد روشنی

یہ لاٹھی دوزخ کا مزا بنی ہے — تیرے لئے، اور مومن کے لئے روشنی ہے

ہر ترا گوید کہ اے گبرِ دنی — کہ ہلا بگریز اندر روشنی

تجھ سے کہتی ہے کہ اے کمینے کافر — خبردار! روشنی میں بھاگ آ

ورنہ در مانی تو در زندانِ من — مخلصت نبود ز در بندانِ من

ورنہ تو میری قید میں رہے گا — تیرے لئے میری قید سے چھٹکارا نہیں ہے

بازگرد[2] از کفر سوی دینِ حق — ورنہ در نارِ ابد مانی خلق

کفر سے دین حق کی طرف آ جا — ورنہ ابدی آگ میں بدحال ہوگا

باز گرد اے گمرہِ بدبختِ دوں — ورنہ در دوزخ در افتی سرنگوں

اے کمینہ، بدبخت گمراہ! باز آ — ورنہ تو اوندھا دوزخ میں گرے گا

ایں عصائے بود اینم اژدہاست — تا نگوئی دوزخ یزداں کجاست

یہ لاٹھی تھی اب اژدہا ہے — تاکہ تو نہ کہہ سکے کہ اللہ (تعالیٰ) کی دوزخ کہاں ہے؟

دربیان آنکہ شناسائے قدرتِ حق تعالیٰ نپرسد کہ بہشت کجاست و دوزخ چہ جاست؟

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچاننے والا یہ نہیں دریافت کرتا ہے کہ بہشت کہاں ہے اور دوزخ کس جگہ ہے؟

ظاہرست[3] ایں دوزخ اما بر دلت — ہست پوشیدہ یقیں ز آب و گلت

یہ دوزخ ظاہر ہے لیکن تیرے دل پر — یقیناً تیرے آب و گل کی وجہ سے پوشیدہ ہے

ہر کجا خواہد خدا دوزخ کند — اوج را بر مرغ دام و فخ کند

خدا جس جگہ چاہے دوزخ (پیدا) کردے — بلندی کو، پرند کے لئے جال اور پھندا بنادے

ہم ز دندانت برآرد درد ہا — تا بگوئی دوزخ ست و اژدہا

تیرے دانتوں میں درد پیدا کردے — حتیٰ کہ تو کہنے لگے کہ دوزخ اور اژدہا ہے

یا کند آبِ دہانت را عسل — تا بگوئی کہ بہشت است و حلل

یا تیرے لعاب دہن کو شہد بنا دے — حتیٰ کہ تو کہنے لگے کہ بہشت اور جوڑے ہیں

---

[1] اژدہا۔ یہ لاٹھی تیرے لئے اژدہا بنے گی چونکہ تو خود اژدہا بنا ہوا ہے۔ کوہیی تو پہاڑی سانپ ہے اور یہ لاٹھی آسمانی اژدہا ہے۔ ایں عصا بنگر کے لئے یہ لاٹھی دوزخ کا اثر رکھتی ہے اور مومن کے لئے نور ہدایت ہو۔ ورنہ۔ اگر تو کہنا نہ مانے گا تو ہمیشہ کے لئے میری قید میں رہے گا۔

[2] بازگرد۔ حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا کفر چھوڑ کر دین حق اختیار کرے ورنہ دوزخ میں بُری حالت میں رہے گا۔ ایں عصا۔ یہ لاٹھی دوزخ کے عذاب کا نمونہ ہے تاکہ دوزخ کا ثبوت ہو جائے۔ دربیان۔ جو شخص قدرت الٰہی کا قائل ہوتا ہے وہ دوزخ اور بہشت کے بارے میں شک کرنے والا نہیں ہوتا ہے۔

[3] ظاہرست۔ عالمِ غیب کی خبروں کے آثار اس عالمِ ظہور میں موجود ہیں لیکن انسانوں کا عالمِ ناسوت میں انہماک اُن کے ادراک سے مانع ہے۔ اوج۔ بلندی۔ فخ۔ جال۔ ہم ز دندانت۔ انسان دانتوں کے درد میں ایسا مبتلا ہوتا ہے کہ اُس کو دوزخ اور اژدھوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ یا کند۔ لعاب دہن کو ایسا لذیذ کر دیتا ہے کہ بہشت کا مزہ آجاتا ہے۔

625

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از بُنِ دنداں بر دیاند شکر
دانتوں کی جڑ سے شکر پیدا فرمائے
تا بدانی قوّتِ حکم و قدر
تاکہ تو تقدیر اور حکم کی طاقت کو سمجھے

پسِ[1] بدنداں بیگناہاں را مگز
پس بے گناہوں کو دانتوں سے نہ کاٹ
فکر کن از ضربتِ نامحترز
ناقابلِ بچاؤ ضرب کی فکر کر

نیل را بر قبطیاں حق خوں کند
(دریا) نیل کو اللہ تعالٰی قبطیوں کیلئے خون کر دیتا ہے
سبطیاں را از بلا محصوں کند
سبطیوں کو مصیبت سے بچا دیتا ہے

آب بر فرعون در دم خوں شود
پانی فوراً فرعون پر خون ہو جاتا ہے
بر کلیمے قندِ ناممنوں شود
کلیم (اللہ) پر بغیر منت شکر بنجاتا ہے

تا بدانی پیشِ حق تمیز ہست
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالٰی کے یہاں تمیز ہے
در میانِ ہوشیار راہ و مست
راستہ کے ہوشیار اور مست کے درمیان

نیل[2] تمیز از خدا آموختہ است
(دریا) نیل نے تمیز خدا سے سیکھی ہے
کہ گشاد آں او دایں را سخت بست
کہ اس نے اسکو کھول دیا اور اس کو مضبوط باندھ دیا

لطفِ او عاقل کند مر نیل را
اس کی مہربانی نیل کو سمجھدار بنا دیتی ہے
قہرِ او ابلہ کند قابیل را
اس کا غصہ قابیل کو احمق بنا دیتا ہے

در جمادات از کرم عقل آفرید
کرم سے جمادات میں عقل پیدا فرما دی
عقل از عاقل بقہرِ خود برید
قہر سے عقلمند سے عقل منقطع کر دی

در جماد از لطف عقلے شد پدید
جماد میں مہربانی سے عقل پیدا ہو گئی
وز نکال از عاقلاں دانش رمید
عذاب سے عقلمندوں سے عقل بھاگ گئی

عقل چوں باراں بامر آنجا بریخت
عقل حکم سے اس جگہ بارش کی طرح برسی
عقل ایں سو خشمِ حق دید و گریخت
عقل نے اس جانب اللہ کی ناراضگی دیکھی اور بھاگ گئی

ابر[3] و خورشید و مہ و انجم بلند
ابر اور سورج اور چاند اور تارے بلندی پر
جملہ بر ترتیب آیند و روند
سب ترتیب سے آتے جاتے ہیں

ہر یکے ناید مگر در وقتِ خویش
کوئی طلوع نہیں کرتا مگر اپنے وقت میں
کہ نہ پس ماند ز ہنگام و نہ پیش
کہ وقت سے نہ پیچھے رہتا ہے، نہ آگے

چوں نکردی فہم ایں را ز انبیا
جب تو انبیا کے ذریعہ اس کو نہ سمجھا
دانش آوردند در سنگ و عصا
انھوں نے پتھر اور لاٹھی میں عقل پیدا کر دی

[1] پس بدنداں۔ انسان میں اگر طاقت ہے تو اس کو کمزوروں کی ایذا رسانی کے لئے نہ استعمال کرنا چاہیئے۔ نیل۔ دریائے نیل فرعونیوں کے لئے خون ثابت ہوا اور اسرائیلیوں کے لئے نجات کا سبب بنا۔ کلیم۔ حضرت موسیٰؑ۔ تا بدانی۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ معجزات اِن جمادات کو باشعور بنا دیتی ہے وہ کس قدر علیم و خبیر ہے۔

[2] نیل۔ دریائے نیل میں یہ قوتِ تمیز منجانب اللہ آئی تھی۔ آں یعنی حضرت موسیٰؑ۔ واِیں یعنی فرعون۔ در جمادات۔ اللہ تعالٰی کبھی جمادات کو عقلمند بنا دیتا ہے اور کبھی عقلمندوں کو بے عقل بنا دیتا ہے۔

[3] ابر۔ تمام فلکی اجرام ترتیب سے معروفِ عمل ہیں ہر یکے۔ ہر چیز اس ترتیب سے کام کرتی ہے کہ اپنے مقررہ وقت سے نہ وہ تقدیم کرتی ہے نہ تاخیر کرتی ہے۔ چوں نکردی۔ اس بات کو جب انسان انبیاء کے ذریعہ نہیں پہچانتا ہے تو اللہ تعالٰی جمادات میں یہ سمجھ پیدا کر دیتا ہے۔

726

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تا جمادات دِگر رابے لباس ۱ — چوں عصا و سنگ دانی از قیاس
تاکہ دوسرے جمادات کو بلا شبہ — قیاس سے لاٹھی اور پتھر کی طرح سمجھ لے

طاعتِ سنگ و عصا ظاہر شود — وز جمادات دِگر مخبر شود
پتھر اور لاٹھی سے فرمانبرداری ظاہر ہو — تو وہ دوسرے جمادات کے بارے میں مخبر ہوتا ہو

کز یزداں آگہیم و طائعیم — ما ہمہ بے اتفاقی ضائعیم
کہ ہم خدا سے واقف اور فرمانبردار ہیں — موافقت کے بغیر ہم سب تباہ ہیں

ہمچو آبِ نیل دانی وقتِ غرق — کو میانِ ہر دو امت کرد فرق
نیل کے پانی کی طرح سمجھ لے غرق کرتے وقت — کہ اس نے دونوں گروہوں میں فرق کیا

چوں زمیں کش دانش آمد وقتِ خسف — در حقِ قاروں کہ قہرش کرد نسف
زمین کی طرح جس کو دھنسانے کے وقت عقل آگئی — قارون کے بارے میں کہ اسکے قہر نے اسکو ٹکڑے کردیا

چوں قمر کہ امر بشنید و شتافت ۲ — پس دو نیمہ گشت بر چرخ و شگافت
چاند کی طرح اس نے حکم سنا اور دوڑا — پھر آسمان پر دو ٹکڑے ہو گیا اور شق ہو گیا

چوں ستوں نالید از ہجرِ نبیؐ — با خبر گشتہ ازاں شیخ و صبی
جس طرح ستون نبیؐ کے فراق میں رویا — جس سے بڑھے اور بچے باخبر ہو گئے

چوں درخت و سنگ کاندر ہر مقام — مصطفیٰؐ را گفت ظاہر السلام
جس طرح درخت اور پتھر نے ہر جگہ پر — مصطفیٰؐ کو واضح طور پر سلام کیا

بحث کردنِ سُنّی و فلسفی و جوابِ دہری کہ منکر الوہیت است

سُنّی اور فلسفی کا بحث کرنا اور اس دہریہ کا جواب دینا جو خدا کا منکر ہے

و عالم را قدیم داند

اور عالم کو قدیم جانتا ہے

دہری ۳ یکے می گفت عالم حادث است — فانی ست ایں چرخ و حقش وارث است
کل ایک شخص کہتا تھا عالم نو پیدا ہے — یہ آسمان فانی ہے اور اللہ (تعالیٰ) اسکا مالک ہے

فلسفی گفتہ کہ چوں دانی حدوث — حادثی ابر چوں داند غیوث
فلسفی نے کہا تو نے اسکے نو پیدا ہونیکو کیسے جانا؟ — بارشوں کو ابر کے حادث ہونے کا کیا علم؟

ذرہ خود ہستی از انقلاب — تو چہ میدانی حدوثِ آفتاب
تو اس انقلاب کا ایک ذرہ بھی نہیں ہے — تو سورج کے پیدا ہونے کو کیا جانے؟

---

۱ تا جمادات۔ لاٹھی اور پتھر پر قیاس کر کے سمجھ لو کہ دوسرے جمادات کو بھی اللہ تعالیٰ نے عقل عنایت فرما دیا ہے۔ لباس۔ التباس۔ طاعت لاٹھی نے حضرت موسیٰؑ کی اور پتھروں نے آنحضورؐ کی اطاعت کی۔ ہر دو امت۔ یعنی حضرت موسیٰؑ اور فرعون کی قوم۔ چوں زمیں۔ قارون کے بارے میں زمین میں شعور پیدا ہوا۔

۲ چوں قمر۔ آنحضورؐ سے شق القمر کا معجزہ ظاہر ہوا۔ ستون۔ استوانہ حنانہ آنحضورؐ کے فراق میں رویا۔ والسلام۔ پتھروں اور درختوں سے آنحضورؐ کو سلام کرنے کا معجزہ ظاہر ہوا۔

۳ دہری۔ سنّی نے کہا کہ تمام عالم اللہ کی قدرت سے پیدا ہے۔ فلسفی۔ فلسفی نے کہا تو خود عالم کی پیداوار ہے، پیدا وار کو اس کے بارے میں کیا علم ہو سکتا ہے جس سے وہ پیدا ہوئی ہے۔ بارش ابر سے پیدا ہوتی ہے تو بارش ابر کے بارے میں کیا جان سکتی ہے۔ ذرہ۔ ذرہ کو آفتاب کے حادث ہونے کا کیا علم ہو سکتا ہے۔

۶۲۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کرمکے[1] کاندر حدث باشد دفین — کے بداند آخر و بدو زمین
وہ کیڑا جو غلاظت میں دفن ہے — وہ زمین کے انجام اور آغاز کو کیا جان سکتا ہے؟

ایں بتقلید از پدر بشنیدۂ — از حماقت اندریں پیچیدۂ
تو نے یہ باپ سے تقلیداً سنا ہے — بیوقوفی سے اس میں پھنسا ہوا ہے

چیست برہاں بر حدوث ایں بگو — ورنہ خامش کن فزوں گوئی مجو
یہ بتا: اس کے نو پیدا ہونے پر کیا دلیل ہے؟ — ورنہ چپ ہو جا، زیادہ باتیں نہ بنا

گفت دیدم اندریں بحر عمیق — بحث می کردند روزے دو فریق
اس نے کہا میں نے دیکھا اس گہرے سمندر میں — ایک روز دو فریق بحث کر رہے تھے

در جدال و در خصام و در شکوہ — گشتہ ہنگامہ براں دو کس گروہ
لڑائی اور جھگڑے اور شور میں — (اور) اس ہنگامہ میں ان دونوں پر مجمع ہو گیا تھا

سوی آں ہنگامہ گشتم من رواں — تا بیابم اطلاع از حال شاں
اس ہنگامہ کی طرف میں (بھی) روانہ ہو گیا — تاکہ ان کی حالت سے باخبر ہو سکوں

من[2] بسوی جمع ہنگامہ شدم — اطلاع از حال ایشاں بستدم
میں ہنگامے کے مجمع کی جانب چلا گیا — (اور) ان کے حال کی معلومات حاصل کیں

آں یکے می گفت گردوں فانی ست — بے گمانے ایں بنا را بانی ست
ایک کہتا تھا کہ آسمان فنا ہونے والا ہے — بلاشبہ اس بنا کا کوئی بنانے والا ہے

واں دگر گفت ایں قدیم و بے کیست — نیستش بانی و یا بانی ویست
دوسرے نے کہا یہ قدیم اور کب سے ہے کے بغیر ہے — اس کو کوئی بنانے والا نہیں ہے اور یا وہ خود بنانے والا ہے

گفت منکر گشتۂ خلاق را — روز و شب آرندہ و رزاق را
اس نے کہا تو پیدا کرنے والے کا منکر بن گیا — دن اور رات کو لانے والے اور رزق دینے والے کا

گفت[3] بے برہاں نخواہم من شنید — آنچہ گوئی آں بہ تقلیدے گزید
اس نے کہا میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا — تو جو کچھ کہتا ہے تو نے تقلید میں اختیار کیا ہے

ہیں بیاور حجت و برہاں کہ من — نشنوم بے حجت ایں را در زمن
خبردار حجت اور دلیل (لا) کیونکہ میں — اس کو زمانہ میں بغیر دلیل کے نہ سنوں گا

گفت حجت در درون جانم ست — در درون جاں نہاں برہانم ست
اس نے کہا دلیل میری جان کے اندر ہے — جان کے اندر میری دلیل چھپی ہوئی ہے

---

[1] کرمکے۔ گوبر میں جو کیڑا ہو اس کو زمانہ کی ابتدا اور انتہا کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔ ایں۔ انسان کے باپ دادا سے عالم کے پیدا ہونے کی بات سن لی ہے اسی طرح بلا تحقیق اسکو مانتا چلا آتا ہے۔ چیست۔ فلسفی نے کہا اگر اس مسئلہ میں کوئی دلیل ہے تو وہ بیان کر خواہ مخواہ زیادہ باتیں نہ کر۔ گفت۔ ہستی نے کہا میں نے ایک روز دو فریق کو اس مسئلہ میں گفتگو کرتے سنا تھا۔ در جدال۔ دونوں میں زور دار بحث ہو رہی تھی اور ایک مجمع ہو گیا تھا۔ سوی۔ میں بھی اس ہنگامے کو دیکھنے پہنچ گیا تھا۔

[2] من بسوی۔ میں بھی اس مجمع میں پہنچا تا کہ ان کی باتیں سنوں۔ آں یکے۔ ایک یہ کہتا تھا کہ اس عالم کا کوئی بنانے والا ہے لہٰذا یہ نو پیدا چیز ہے۔ واں دگر۔ دوسرا یہ کہتا تھا کہ عالم قدیم ہے اس کا کوئی بنانے والا نہیں ہے اگر ہے تو وہ خود اپنے آپ کو بنانے والا ہے۔ بے کیست یعنی عالم کے بارے میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ وہ کب سے ہے۔ گفت۔ دوسرے نے کہا کہ تو پیدا کرنے والے اور رزاق کا منکر ہو گیا۔

[3] گفت بے برہاں۔ فلسفی نے کہا میں بغیر برہان کے کوئی بات نہ سنوں گا تو محض تقلیدی باتیں کر رہا ہے۔ گفت حجت۔ ہستی نے کہا حجت ذوقی ہے یہ کہ خود انسان اپنے حالات پر غور کرے تو اس سے وجود باری پر اسے دلائل مل جائیں گے۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا

٦٤٨

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تو نمی بینی[۱] ہلال از ضعفِ چشم
آنکھ کی کمزوری سے تو چاند کو نہیں دیکھتا ہے
من ہمی بینم مکُن بر من تو خشم
میں دیکھ رہا ہوں تو مجھ پر غصہ نہ کر

گفتگو بسیار گشت و خلق گیج
بات لمبی ہو گئی اور لوگ حیران ہو گئے
در سر و پایانِ ایں چرخِ پیچ
اس بار ادہ آسمان کی ابتدا اور انتہا میں

گفت[۲] یارا در درونم حجتے ست
اس نے کہا اے دوست میرے دل میں ایک دلیل ہے
بر حدوثِ آسمانم آیتے ست
جو آسمان کے نو پیدا ہونے کی نشانی ہے

من یقیں دانم نشانش آں بود
مجھے یقین ہے، اُس کی علامت یہ ہے
مر یقیں داں را کہ در آتش رود
کہ یقین رکھنے والا آگ میں گھسے

در زباں می ناید ایں حجت بداں
سمجھ لے یہ دلیل زبان پر نہیں آتی ہے
ہمچو حال و سرِ عشقِ عاشقاں
جیسے کہ عاشقوں کا حال اور راز

نیست پیدا سرِ گفت و گوی من
میری گفتگو کا راز ظاہر نہیں ہے
جز کہ زردی و نزاری رُوی من
سوائے میرے چہرے کی زردی اور لاغری کے

اشک[۳] چوں بر رُخ روانہ می رود
جب آنسو رُخ پر بہتے ہیں
حجتِ حُسن و جمالش می شود
اُس کے حُسن اور خوبصورتی کی دلیل ہوتے ہیں

گفت من اینہا ندانم حجتے
اس نے کہا میں اسکو ایسی دلیل نہیں سمجھتا ہوں
کہ بود در پیشِ عامہ آیتے
جو عوام کے سامنے علامت بنے

گر بیاری من کنم آنرا قبول
اگر وہ تو بیان کرے تو میں مان جاؤں گا
ورنہ کوتاہ کن حدیثِ عرض و طول
ورنہ لمبی چوڑی بات کو مختصر کر

گفت چوں قلبے و نقدے دم زنند
اس نے کہا جب کھوٹا اور کھرا دعویٰ کریں
کہ تو قلبی من نکو یم وار جمند
کہ تو کھوٹا اور میں اچھا اور مبارک ہوں

ہست آتش امتحانِ آخریں
تو آخری آزمائش آگ ہے
کاندر آتش در فتند آں دو قریں
کہ دونوں ساتھی آگ میں گریں

عام و خاص از حالِ شاں عالم شوند
عام اور خواص اُن کے حال سے باخبر ہو جائینگے
از گمان و شک سوی ایقاں روند
گمان اور شک سے یقین کیجانب چلے جائینگے

آب و آتش آمد اے جاں امتحاں
اے دوست! پانی اور آگ آزمائش ہیں
نقد و قلبے را کہ آں باشد نہاں
اس کھرے اور کھوٹے کیلئے جو پوشیدہ ہو

---

۱ تو نمی بینی۔ اس دلیل کی مثال پہلی رات کے چاند کی سی ہے جو اس کو نہ دیکھ سکے وہ خود اپنے آپ کو ملامت کرے۔ گفتگو۔ اُن دونوں میں بات اتنی بڑھی کہ لوگ عالم کے حادث ہونے نہ ہونے میں حیران ہو گئے۔

۲ گفت یارا۔ سُنی نے کہا اے دوست وہ ذوقی اور باطنی دلیل دنیا کے حادث ہونے پر مضبوط دلیل ہے۔ اور اس سے مجھے یقین حاصل ہے اور میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں اور تو آگ میں کودیں جو سچا ہے وہ سالم رہے گا۔ در زباں۔ یہ دلیل قولی نہیں ہے عاشق کے عشق کو دلائل سے نہیں بلکہ اس کے آثار اور حالات سے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ عاشق کے چہرے کی زردی اور آنسو دلیل ہوتے ہیں۔

۳ اشک۔ عاشق کے آنسو عشق اور معشوق کے حُسن کی دلیل ہوتے ہیں۔ گر بگو۔ فلسفی نے کہا میں ایسی دلیل چاہتا ہوں جو عوام بھی سمجھ سکیں۔ ہست۔ سُنی نے کہا اگر کھرے کھوٹے میں بحث ہو تو آزمائش کی یہی صورت ہے کہ انکو آگ میں تپایا جائے اس سے شکوک و شبہات رفع ہو جائینگے لہٰذا تجھے اور مجھے آگ میں داخل ہونا چاہئے جو سچا ہے وہ بچے گا۔

729

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تامن[1] و تو ہر دو در آتش رویم
میں اور تو دونوں آگ میں گھسیں

حجتِ باقیِ حیراناں شویم
باقی حیران لوگوں کے لئے دلیل بن جائیں

یا من و تو ہر دو در بحر اوفتیم
یا میں اور تو دونوں دریا میں کود یں

کیں در دعویٰ من و تو کوفتیم
کیونکہ میں نے اور تُو نے دعوے کا دروازہ کھٹکھٹایا ہے

ہمچناں کردند و در آتش شدند
انھوں نے ایسا ہی کیا اور آگ میں چلے گئے

ہر دو خود را بر تفِ آتش زدند
دونوں نے اپنے آپ کو آگ کے شعلوں میں ڈالدیا

فلسفی را سوخت خاکستر بکرد
اس نے فلسفی کو جلادیا راکھ بنا دیا

متقی را ساخت تازہ تر بکرد
متقی کو سنوار دیا، تر و تازہ کر دیا

آں خدا گوینده مردِ مدعی
وہ مرد مدعی خدا کا ماننے والا

رست و سوزید اندر آتش آں دعی
بچ گیا اور وہ حرامزادہ آگ میں جل گیا

آزمودہ بشنو ایں اعلام را
اس آزمائے ہوئے اعلان کو سن

کوریِ افزونِ روانِ خام را
جو کچی روحوں کے اندھے پن کو بڑھانے والا ہے

گر نسوزید[2] ست ایں نام از اجل
کہ موت سے یہ نام نہ جلا

کش مسمّیٰ صدر بود و اہلِ دل
کیونکہ وہ نام والا صدر تھا اور بزرگ تھا

صد ہزاراں روح شد دلدادہ
لاکھوں روحیں دل دادہ ہیں

در رہِ او سر بسر افتادہ
اس کے راستہ میں سر کے بل پڑی ہیں

صد ہزاراں خلق را در بادیہ
جنگل میں لاکھوں انسانوں کا

سرگروہ و بے عصا را راویہ
سرگروہ (بنا) اور بے سہاروں کیلئے سیراب کرنیوالا (بنا)

صد ہزاراں زیں رہاں اندر قرآں
قرآن میں اس طرح کی لاکھوں بازیاں (مذکور) ہیں

بر دریدہ پردہای منکراں
جنھوں نے منکروں کے پردے چاک کئے ہیں

چوں[3] گرو بستند غالب شد صواب
جب اُنھوں نے بازی لگائی صحیح بات غالب آئی

در دوام معجزات و در جواب
معجزوں کے دوام اور جواب (کے بارے) میں

فہم کردم کانکہ دم زد از سبق
میں سمجھ گیا کہ جس نے پہلے دعویٰ کیا

در حدوثِ چرخ پیروز است و حق
آسمان کے نو پیدا ہونے میں وہ کامیاب اور صحیح ہے

حجتِ منکر ہمارہ زرد رو
منکر کی دلیل ہمیشہ شرمندہ ہے

یک نشاں بر صدقِ آں انکار کو
اس کے انکار کی سچائی پر ایک علامت بھی کہاں ہے!

۱ تا من و تو۔ پانی سے بھی آزمائش ہو جائے گی تو دریا میں سمندر میں کود یں جو سچا ہے وہ بچ جائے گا۔ ہمچناں۔ چنانچہ دونوں آگ میں کود ے عشق بچ گیا فلسفی جل گیا۔ دعی۔ وہ شخص جو جھوٹے نسب کا دعویٰ کرے۔

۲ گر نسوزید۔ نیکوں کا نام موت بھی نہیں مٹا سکتی۔ کیونکہ نام والا صدر اور بزرگ ہوتا ہے۔ صد ہزاراں۔ ایسے بزرگوں کی لاکھوں روحیں دلدادہ ہوتی ہیں۔ صد ہزاراں۔ غالباً آنحضورؐ کے اس معجزے کی طرف اشارہ ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ پانی پلا کر بہت سے پیاسوں کی جان بچائی تھی۔ رہاں۔ بازی شرط لگانا۔

۳ چوں گرو۔ جب بھی مخالفین نے بازی لگائی تو انبیاء معجزوں کے ذریعہ جیتے ہیں۔ فہم۔ ان دلائل سے میں یہ سمجھا کہ عالم کو نو پیدا کہنے والا سچا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

یک منارہ[1] در ثنای منکراں — کو دریں عالم کہ تا باشد عیاں
منکروں کی تعریف میں ایک منارہ (بھی) — دنیا میں کہاں ہے؟ تاکہ بات واضح ہو

منبرے کو کہ در آنجا مخبرے — یاد آرد روزگارِ منکرے
کوئی منبر کہاں ہے کہ اس پر کوئی خبر دینے والا — منکر کے زمانے کو یاد کرے؟

روئے دینار و درم از نامِ شاں — تا قیامت می دہد از حق نشاں
دینار اور درہم کا رخ اُن کے نام سے ہے — قیامت تک حق کا نشان دے گا

سکۂ شاہاں ہمی گردد دگر — سکۂ احمدؐ بہ بیں تا مستقر
بادشاہوں کا سکہ بدل جاتا ہے — احمدؐ کے سکہ کو قیامت تک دیکھ

بر رخِ نقرہ و یا روئے زرے — وانما بر سکہ نامِ منکرے
چاندی پر یا سونے پر — سکہ پر کسی منکر کا نام دکھا

بر رخِ سیم و زرے اندر جہاں — سکۂ بنما بنامِ منکراں
دنیا میں چاندی اور سونے پر — منکروں کے نام کا سکہ دکھا

خود[2] بگیر ایں معجزہ چوں آفتاب — صد زبان و نامِ اُو اُمّ الکتاب
اس سورج جیسے معجزے کو لے — جو سو زبانوں والا ہے اور اس کا نام قرآن ہے

زہرہ نے کس را کہ یک حرفے ازاں — یا بدزدد یا فزاید در میاں
کسی کی مجال نہیں ہے کہ اس میں سے ایک حرف — چرائے یا درمیان میں بڑھائے

یارِ غالب شو کہ تا غالب شوی — یارِ مغلوباں مشو ہیں اے غوی
غالب کا دوست بن تاکہ تو (بھی) غالب بن جائے — خبردار! اے گمراہ مغلوبوں کا یار نہ بن

حجتِ منکر ہمی آمد کہ من — غیر ایں ظاہر نمی بینم وطن
منکر کی دلیل یہ ہوئی کہ میں — اس ظاہر کے سوا میں اپنا وطن نہیں دیکھتا ہوں

ہیچ[3] نندیشد کہ ہر جا ظاہریست — آں ز حکمتہاے پنہاں مخبریست
اس نے یہ سوچا کہ جہاں کہیں ظاہر ہے — وہ پوشیدہ حکمتوں سے آگاہ کرنیوالا ہے

فائدہ ہر ظاہرے خود باطن ست — ہمچو نفع اندر دواہا کامن ست
ہر ظاہر کا فائدہ خود پوشیدہ ہے — جس طرح دواؤں کا فائدہ پوشیدہ ہے

ایں تفاوت حق نہاد اندر زماں — تا بدانند اہلِ عرفاں در جہاں
زمانہ میں یہ فرق اللہ (تعالیٰ) نے رکھا ہے — تاکہ اہلِ عرفان دنیا میں سمجھ لیں

---

[1] منارہ۔ وہ بلند جگہ جہاں علامت کے لئے آگ روشن کرتے تھے۔ مخبرے۔ خبر دینے والا۔ تردی۔ سکوں پر انبیاء کا نام اُن کی سچائی کا نشان ہے۔ مستقر: دائم۔ ہمیشہ ٹھکانے۔ یعنی ٹھکانہ خدا۔

[2] خود۔ یعنی اگر سکوں پر نام قائم رہنے کے معاملہ میں شکوک و شبہات ہیں تو مخصوص کا معجزہ قرآن ہے اس کو دیکھ لے۔ جو قرآن میں ایک حرف کی بھی کمی زیادتی ممکن نہ ہو سکی۔ غالب یعنی اللہ تعالیٰ۔ مغلوب۔ یعنی مخلوق۔ حجت منکر۔ منکر کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوئی کہ ظاہر عالم جتنا ہے کہ وہ خود بخود پیدا ہو گیا ہے، پیدا کرنے والا کہیں ظاہر نہیں ہے۔

[3] ہیچ۔ دلیل کی کمزوری یہ ہے کہ ظاہر کو سب کچھ سمجھ لیا گیا حالانکہ ظاہر، باطن کی خاطر پیدا کیا جاتا ہے۔ فائدہ ظاہر مقصد نہیں ہے بلکہ ظاہر سے مقصود بھی باطن ہے دوا کا فائدہ دوا میں چھپا ہوا ہے اور وہ مقصود ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

عمرِ کرگس[1] سہ ہزار و پانصد است ‫ مر کبوتر را چہ باشد زاں بدست

گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار (سال) ہے ‫ کبوتر کو اُس سے کیا ہاتھ آیا

می بمیرند از کبوتر صد ہزار ‫ مرگِ کرگس می نہ بینند آشکار

لاکھوں کبوتر مرتے ہیں ‫ گدھ کی موت کو نہیں دیکھ سکتے ہیں

جملہ پندارند کرگس باقیست ‫ نے غلط کردند یک کس باقیست

سب یقین کرتے ہیں کہ گدھ باقی ہے ‫ نہیں اُنھوں نے غلطی کی ایک ذات باقی ہے

چونکہ ظاہر بیں شدند از جہلِ خویش ‫ می نہ بینند از عمیٰ نے پس نہ پیش

وہ چونکہ اپنی نادانی سے ظاہر بیں بنے ‫ اندھے پن سے نہ آگا دیکھتے ہیں نہ پیچھا

می نماند در جہاں یک تارِ مو[2] ‫ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ

دنیا میں ایک بال بھی (باقی) نہ رہے گا ‫ سوائے اُس کی ذات کے ہر چیز فنا ہونے والی ہے

ہر چہ پیدا کرد بہرِ معنی ست ‫ باطنش بنگر بریں ظاہر مایست

اُس نے جو کچھ پیدا کیا کسی حکمت کے لئے ہے ‫ اُس کے باطن کو دیکھ ظاہر پر نہ ٹھہر

تفسیر آیۂ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ. نیافریدشاں از بہرِ ہمیں کہ شما می بینید بلکہ بہرِ معنیٰ و حکمتے باقیہ کہ شما نمی بینید آں را

تفسیر آیت کریمہ آسمانوں اور زمین اور اُن دونوں میں جو کچھ ہے ہم نے نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ اُن کو صرف اِسی لئے نہیں پیدا کیا جو کہ تم دیکھتے ہو بلکہ ایک معنیٰ اور باقی رہنے والی حکمت کی بنیاد پر جسکو تم نہیں دیکھتے ہو

ہیچ نقاشے نگارد زیں نقش ‫ بے امیدِ نفع بہرِ عینِ نقش

کوئی مصوّر عمدہ تصویر بناتا ہے ‫ نفع کی اُمید کے بغیر محض تصویر کیلئے؟

بلکہ بہرِ میہمانان و کہاں[3] ‫ کہ بفرجہ وارہند از اندہاں

بلکہ مہمانوں اور بڑوں کے لئے ‫ تاکہ مسرت کی وجہ سے غموں سے نجات پائیں

شادیِ بچگان و یادِ دوستاں ‫ دوستانِ رفتہ را از نقشِ آں

بچوں کی خوشی یا دوستوں کی یاد کے لئے ‫ گزرے ہوئے دوستوں کو اُن کی تصویر سے

ہیچ کوزہ گر کند کوزہ شتاب ‫ بہرِ عینِ کوزہ نے از بہرِ آب

کوئی کمہار جلد سکورا بناتا ہے ‫ محض سکورے کے لئے نہ کہ پانی کے لئے؟

---

[1] کرگس۔ مشہور ہے کہ گدھ کی عمر ساڑھے تین ہزار سال کی ہوتی ہے۔ یعنی اپنی عمر کی کوتاہی اور گدھ کی طویل عمر ہونے کی وجہ سے اُس کو قدیم مان لیتا ہے۔ جملہ۔ سب کبوتر گدھ کو ہمیشہ رہنے والا سمجھتے ہیں حالانکہ باقی صرف خدا کی ذات ہے۔

[2] می نماند۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ بس باقی ذاتِ خداوندی ہے۔ ہر چہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہر کسی پوشیدہ حکمت کی وجہ سے کی ہے۔ ہیچ۔ کوئی مصوّر تصویر برائے تصویر نہیں بناتا ہے بلکہ اُس کا اُس میں کوئی پوشیدہ مقصود ہوتا ہے۔

[3] بلکہ۔ مصوّر کا مقصد دوستوں اور بڑوں کو خوش کرنا ہوتا ہے۔ شادی۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ بچے دیکھ کر خوش ہوں یا غائب دوستوں کی تصویر کو دیکھ کر دوست خوش ہوں۔ کوزہ۔ کمہار سکورا اِس لئے بناتا ہے کہ اُس میں بھر کر پانی پیا جائے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیچ کاسہ گر کُند کاسہ تمام
کوئی پیالہ بنانے والا پیالہ مکمل کرتا ہے

بہرِ عینِ کاسہ نے بہرِ طعام
محض پیالہ کی خاطر، نہ کہ کھانے کے لئے؟

ہیچ خطاطے نویسد خط بفن
کوئی خوشنویس ہنرمندی سے خط لکھتا ہے

بہرِ عینِ خط نہ بہرِ خواندن
محض خط کی خاطر، نہ کہ پڑھنے کے لئے؟

نقشِ ظاہر بہرِ نقشِ غائب است
ظاہری نقش پوشیدہ نقش کے لئے ہے

واں برای غائبِ دیگر بہ بست
وہ کسی دوسرے غائب کے لئے بنا ہے

تا سوم چارم دہم بر می شمر
تیسرے چوتھے دسویں تک شمار کرلے

ایں فوائد را بمقدارِ نظر
ان فوائد کو نظر کے انداز کے مطابق

ہمچو بازیہای شطرنج اے پسر
اے بیٹا! شطرنج کی بازیوں کی طرح

فائدہ ہر لعب در ثانی نگر
ہر چال کا فائدہ دوسری (چال) میں دیکھ

ایں نہادہ بہرِ آں لعبِ نہاں
اس نے اس کے لئے پوشیدہ چال چلی

واں برای آن واں بہرِ فلاں
وہ اس کے لئے اور وہ فلاں کے لئے

ہمچنیں دیدہ جہات اندر جہات
اسی طرح غرضوں میں غرضیں

در پے ہم تا رسی در بُرد و مات
پے در پے یہاں تک کہ تو بازی جیت لے

اوّل از بہرِ دُوم باشد چناں
پہلی (چال) دوسری کے لئے ایسی ہے جیسا کہ

کہ شدن بر پایہای نردباں
سیڑھی کے درجوں پر چڑھنا

واں دُوم بہرِ سُوم می داں تمام
دوسری کو تیسری کے لئے یقیناً سمجھ لے

تا رسی تو پایہ پایہ تا ببام
تاکہ تو سیڑھی بہ سیڑھی بالاخانہ تک پہنچ جائے

شہوتِ خوردن ز بہرِ آں منی
کھانے کی خواہش منی کے لئے ہے

واں منی از بہرِ نسل و روشنی
اور منی نسل اور روشنی کے لئے ہے

کُند بینش می نہ بیند غیر ایں
ناقص نظر اس کے سوا نہیں دیکھتی ہے

عقلِ اُو بے سیر چوں نبتِ زمیں
اس کی عقل زمین کی گھاس کی طرح ساکن ہو

نبت را چہ خواندہ چہ ناخواندہ
گھاس کو کیا بلایا ہوا کیا نہ بلایا ہوا

ہست پای اُو بگِل در ماندہ
اس کا پاؤں مٹی میں پھنسا ہے

اور غیر مقصود میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔ نبتِ زمیں۔ زمین کی گھاس کو بلانا اور نہ بلانا یکساں ہے وہ کبھی نہیں چل سکتی ہے اس کے پاؤں مٹی میں پھنسے ہیں۔

۱ے کاسہ۔ پیالہ اس لئے بنایا جاتا ہے کہ اس میں رکھ کر کھانا کھایا جائے۔ خطاطی۔ خطاط خطاطی کا کمال اس لئے دکھاتا ہے کہ اس کو لوگ شوق سے پڑھیں نقش۔ نقشِ ظاہر معنی پر دلالت کرتا ہے وہ معنی کسی اور مقصود پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح دنیا میں سلسلہ قائم ہے اور عقل کے مطابق لوگ ادراک کرتے ہیں۔
۲ے ہمچو۔ شطرنج میں جو چال چل جاتی ہے اس سے مقصود یہی چال نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کی بنیاد پر جو اگلی چال چلنی ہے وہ مقصود ہوتی ہے۔ ہمچنیں۔ آخر تک کی چالیں پیشِ نظر رکھ کر چال چلی جاتی ہے اسی سے انسان بازی جیت لیتا ہے۔
۳ے اوّل۔ پہلی چال دوسری چال کے لئے اسی طریقے ذریعہ جیسے سیڑھی کے ڈنڈے پہلا ڈنڈا دوسرے ڈنڈے کا ذریعہ اور دوسرا تیسرے اور تیسرا چوتھے ڈنڈے کیلئے واسطہ ہے۔ شہوتِ خوردن۔ کھانے کی خواہش ہوتی ہے وہ ذریعہ بنتی ہے منی کی تولید کا اور منی کی تولید سبب بنتی ہے نسل کی بقا کا۔ کُند بینش۔ جو شخص کوتاہ نظر ہے وہ سمجھتا ہے کہ کھانے کا مقصد صرف کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے ایسا کوتاہ نظر انسان گھاس کی طرح اپنی جگہ جا ہوا ہے، اس کے نزدیک مقصود

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر[1] سرش جنبد بباد تیز رو
اگر تیز چلنے والی ہوا سے اُس کا سر ہلے
تو بسر جنبانیش غرہ مشو
تو اُس کے سر ہلانے سے دھوکا نہ کھا

آں سرش[2] گوید سمعنا یا صبا
اُس کا سر کہتا ہے ہم نے اے باد، صبا کی اطاعت کی
پای او گوید عصینا خلنا
اُس کا پاؤں کہتا ہے ہم نے نافرمانی کی ہے ہمیں چھوڑ

چوں[3] ندارد سیر میراند چو عام
چونکہ چلنا نہیں جانتا ہے، عوام کی طرح چلتا ہے
بر توکل می نہد چوں کور گام
اندھے کی طرح توکل پر قدم رکھتا ہے

بر توکل[4] تا چہ آید در نبرد
جنگ میں توکل سے کیا حاصل ہوتا ہے!
چوں توکل کردن اصحاب نرد
جیسا کہ چوسر باز کا توکل کرنا

واں نظرہای کہ آں افسردہ نیست
وہ نگاہیں جو ٹھٹھری ہوئی نہیں ہیں
جز روندہ جز درندہ پردہ نیست
وہی چلنے والی، پردہ چاک کرنے والی ہیں

انچہ در دہ سال خواہد آمدن
جو کچھ دس سال میں آئے گا
ایں زماں بیند بچشم خویشتن
وہ اس وقت اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے

ہمچنیں ہر کس باندازِ نظر
اسی طرح ہر شخص نظر کے اندازے کے مطابق
غیب و مستقبل ببیند خیر و شر
غائب اور آنے والے خیر و شر کو دیکھ لیتا ہے

چونکہ سدِ پیش و سدِ پس نماند
چونکہ آگے کی آڑ اور پیچھے کی آڑ نہیں رہی
شد گزارہ چشم و لوحِ غیب خواند
وہ گذر جانے والی آنکھ بن گیا اور اُسنے غیب کی تختی پڑھ لی

چوں[5] نظر پس کرد تا بدوِ وجود
جب اُس نے پیچھے نظر کی وجود کی ابتدا تک
آخر و آغازِ ہستی رو نمود
وجود کا آخر اور آغاز رونما ہو گیا

بحثِ املاک و زمیں با کبریا
خدا کے ساتھ ملکیتوں اور زمین کی بحث
در خلیفہ کردنِ بابای ما
ہمارے آبا جان کو خلیفہ بنانے میں

چوں نظر در پیش افگند او بدید
اُس نے جب نگاہ آگے ڈالی تو دیکھ لیا
انچہ خواہد بود تا محشر بدید
ہر اُس چیز کو جو حشر تک رونما ہو گی

پس ز پس می بیند او تا اصلِ اصل
پس، وہ پیچھے کی جانب اس کی اصل تک دیکھتا ہے
پیش می بیند عیاں تا روزِ فصل
سامنے کی جانب قیامت تک واضح طور پر دیکھ لیتا ہے

ہر کسے اندازہٗ روشندلی
ہر شخص دل کے روشن ہونے کے اندازہ سے
غیب را بیند بقدرِ صیقلی
صیقل کے بقدر غیب کو دیکھتا ہے

---

[1] گر سرش۔ گھاس کے ہلنے سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے وہ کھڑی کھڑی سر ہلا رہی ہے۔ آں سرش۔ بادِ صبا کی دعوت پر اُس کا سر لبیک کہتا ہو مُس کا پاؤں نافرمانی کرتا ہے۔ چوں ندارد۔ اُس کو آفاق اور اَنفس کی سیر حاصل نہیں ہو وہ غائبانہ باتیں کرتا ہے اور بغیر دیکھے اندھوں کی طرح قدم بڑھاتا ہے اور توکل کا سہارا پکڑتا ہے۔

[2] بر توکل۔ اسباب کو ترک کرکے توکل اختیار کرنا غلط؟ میدانِ جنگ اور شطرنج کی بازی جب تک اچھی چالیں نہ چلے گا کام نہ بنے گا۔ نظرہای۔ اولیاء کی نظریں جو ٹھٹھری ہوئی نہیں ہیں وہ آفاق اور اَنفس کی سیر کرتی ہیں اور پردوں کو چاک کر دیتی ہیں دس سال میں ہونیوالے واقعات کو عالمِ مثال میں دیکھ لیتی ہیں اُن کے آگے پیچھے کی رکاوٹیں ختم ہو جاتی ہیں اور اُن کی نظریں لوحِ غیب سے ہونیوالے واقعات پڑھ لیتی ہیں۔

[3] چوں نظر۔ اُن بزرگوں کی نظریں ابتداءِ آفرینش کو بھی دیکھ لیتی ہیں ازل میں حضرت آدمؑ کو خلیفہ بنانے کے بارے میں فرشتوں نے جو گفتگو کی اُسکو بھی سن لیتے ہیں۔ در پیش۔ آج تک جو واقعات ہونے والے ہیں انکو بھی یہ دیکھ لیتے ہیں غرضکہ ازل اور ابد انکی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے اور اُنکا علم اگرچہ علمِ خداوندی کیطرح حقیقی نہیں ہوتا لیکن حضرت حق انکو بہت سی چیزوں کا علم عطا فرما دیتا ہے۔ روزِ فصل۔ روزِ محشر، بہتر کے۔ جو شخص جسقدر دل کو صاف کرکے اُسپر صیقل کرلیتا ہے اُسیقدر اسکو غیبیات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

736

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہر کہ صیقل بیش کرد اُو بیش دید
جس نے زیادہ صیقل کر لی، اس نے زیادہ دیکھا

بیشتر آمد برو صورت پدید
اُس پر صورتیں زیادہ ظاہر ہوئیں

گر[1] تو گوئی کاں صفا فضلِ خداست
اگر تو کہے کہ وہ (دل کی) صفائی خدا کی دین ہے

نیز ایں توفیقِ صیقل زاں عطاست
نیز اس صیقل کی توفیق اُس کی عطا ہے

قدرِ ہمت باشد آں جہد و دُعا
وہ کوشش اور دُعا ہمت کے اندازے سے ہے

لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی
نہیں ہے انسان کیلئے مگر وہ جس کی وہ کوشش کرے

واھِبِ[2] ہمت خداوند ست و بس
ہمت کا عطا کرنے والا صرف خدا ہے

ہمتِ شاہی ندارد ہیچ خس
کوئی ناچیز (انسان) شاہی کی ہمت نہیں رکھتا ہے

نیست تخصیصِ خدا کس را بکار
اللہ (تعالےٰ) کا کسی کو کسی کام کے لئے مخصوص کرنا

مانِعِ طوع و مُراد و اختیار
اطاعت اور مقصد اور اختیار کیلئے مانع نہیں ہے

لیک چوں رنجے دہد بدبخت را
لیکن جب وہ (اللہ تعالےٰ) کسی بدنصیب کو تکلیف دیتا ہے

اُو بگرداند بکفراں رَخت را
تو وہ ناشکری کا راستہ اختیار کرلیتا ہے

نیک بختے را چو حق رنجے دہد
جب اللہ کسی نیک بخت کو تکلیف دیتا ہے

رَخت را نزدیک تر وا مے نہد
وہ زیادہ نزدیک پڑاؤ کرتا ہے

بَددِلاں از بیمِ جاں در کارزار
بُزدلوں نے جنگ میں جان کے خوف سے

کردہ اسبابِ ہزیمت اختیار
پسپائی کے اسباب اختیار کرلئے

پُردلاں در جنگ ہم از بیمِ جاں
بہادروں نے جنگ میں بھی جان کے خوف سے

حملہ کردہ سوی صفِ دشمناں
دشمنوں کی صف پر حملہ کردیا

رستماں[3] را ترس و غم وا پیش بُرد
بہادروں کو خوف اور غم نے آگے بڑھایا

ہم ز ترس آں بَددِل اندر خویش مُرد
بزدل خوف سے خود بخود مر گیا

چوں محک آمد بلا و بیمِ جاں
جبکہ مصیبت اور جان کا خوف کسوٹی بنا

زاں پدید آمد شجاع از ہر جباں
اُس کی وجہ سے بہادر ہر بزدل سے عیاں ہوگیا

حاصل آں کز وسوسہ ہر سو گریخت
خلاصہ یہ ہے کہ جو (شیطانی) وسوسہ سے ہر جانب بھاگ گیا

از قضا ہم در قضا باید گریخت
اسکو قضاءِ (خداوندی) سے قضاء کیجانب بھاگنا چاہئے۔

---

[1] گر تو۔ اگر تو یہ خیال کرے کہ دل کی صفائی محض عطیہ خداوندی ہے انسان کی کوشش کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے تو یہ غلطی ہے انسان کوشش کرتا ہے تو دریائے رحمت جوش میں آکر عطیہ کر دیتا ہے۔

[2] واھب۔ انسان کی کوشش اور دعا بقدر ہمت ہے اور ہمت دینے والا بھی خدا ہے ورنہ ناچیز انسان عرفانِ کامل کا ارادہ نہیں کر سکتا تھا۔ تقدیر اختیار کے منافی نہیں ہے تقدیر کے ساتھ اختیار باقی ہے بدبخت اس اختیار کو غلط استعمال کرتا ہے اور مصیبت آنے پر کفر کا راستہ اختیار کرتا ہے نیک بخت اس مصیبت پر کو وہ زاری کے ذریعہ اور قرب حاصل کر لیتا ہے بزدلاں۔ جنگ کے آثار بہادر اور بزدل پر مختلف مرتب ہوتے ہیں اور انکے اختیار ہی کی بنیاد پر ہیں۔

[3] رستماں۔ بہادروں کے لئے خوف پیش قدمی کا سبب بنتا ہے اور بزدل خوف سے خود بخود مر جاتا ہے۔ چوں جان کا خوف بہادر اور بزدل کی کسوٹی ہے۔ حاصل خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے تمام مقاصد میں شیطانی وسوسوں سے بچکر قضاءِ الٰہی سے قضاءِ الٰہی کی طرف بھاگنا چاہیئے۔ ایک موقع پر جب حضرت عمرؓ نے طاعون کے خطرے سے سفر چھوڑ کر مدینہ کی طرف واپسی کی تو بعض صحابہؓ نے اعتراض کیا اور کہا کہ تَفِرُّ عَنْ قَدَرِ اللّٰہِ آپ قضاءِ الٰہی سے بھاگتے ہیں تو انھوں نے فرمایا نَعَمْ نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ ہاں ہم قضاءِ الٰہی سے قضاءِ الٰہی کی طرف بھاگتے ہیں یعنی مصالح کی بنیاد پر جو راہ بھی اختیار کی جائیگی وہ بھی قضاءِ الٰہی ہو۔

735

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

وحی کردنِ حق تعالیٰ بموسیٰ علیہ السلام کہ اے موسیٰ من

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کرنا کہ اے موسیٰ! میں جو کہ پیدا کرنے

کہ خالق ام ترا دوست دارم

والا ہوں تجھے دوست رکھتا ہوں

گفت موسیٰؑ را بوحیِ دل خدا
اللہ (تعالیٰ) نے دل کی وحی کے ذریعہ موسیٰؑ سے کہا
کاے گزیدہ دوست می دارم ترا
کہ اے برگزیدہ! میں تجھے دوست رکھتا ہوں

گفت چہ خصلت بود اے ذوالکرم
حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے صاحب کرم! کونسی عادت ہو
موجبِ آں تا من آں افزوں کنم
اُس کا سبب، تاکہ میں اُس کو بڑھاؤں

گفت چوں طفلے بہ پیشِ والدہ
فرمایا (تو) ماں کے سامنے کے بچہ کی طرح ہے
وقتِ قہرش دست ہم بروے زدہ
جو اُس کے غصہ کے وقت (بھی) اُس سے چپٹا ہوا ہے

خود نہ داند کہ جز او دیّار ہست
وہ (بچہ) نہیں جانتا کہ گھر میں اُس (ماں) کے سوا کوئی اور ہے
ہم ازو مخمور و ہم ازو ست مست
اُسی سے وہ مخمور ہے اور اُسی سے وہ مست ہے

مادرش گر سیلیے بر وے زند
اگر اُس کی ماں اُس کے طمانچہ مارے
ہم بمادر آید و بر وے تند
ماں کے پاس آتا ہے اُس کو پکڑ کر لپٹتا ہے

از کسے یاری نخواہد غیرِ او
اُس کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا
اوست جملہ شرّ او و خیرِ او
اُس کا اچھا بُرا سب کچھ وہی ہے

خاطرِ تو ہم ز ما در خیر و شر
بھلائی اور بُرائی میں تیری طبیعت بھی ہم سے ہے
التفاتش نیست جاہائے دگر
اُس کی توجہ دوسری جگہوں پر نہیں ہے

غیرِ من پیشت چو سنگ ست و کلوخ
میرے سوا تیرے لئے پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے
گر صبی و گر جوان و گر شیوخ
خواہ بچہ ہو اور خواہ جوان اور خواہ بوڑھے

ہمچناں کہ اِیَّاكَ نَعْبُدُ در حنیں
جس طرح کہ "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں" رونے میں ہے
در بلا از غیرِ تو لا نَسْتَعِين
"مصیبت میں تیرے غیر سے ہم مدد نہیں چاہتے ہیں" ہے

ہست ایں اِیَّاكَ نَعْبُدُ حصر را
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں یہ حصر کیلئے ہے
در لغت داں از پئے نفیِ ریا
عربی میں سمجھ لے، ریا کی نفی کے لئے ہے

ہست اِیَّاكَ نَسْتَعِين ہم بہرِ حصر
"تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں" بھی حصر کے لئے ہے
حصر کردہ استعانت را و قصر
جس سے مدد مانگنے کو اللہ کی ذات کیساتھ محصور اور مخصوص کر دیا ہو

ڻ۱ وحی۔ اِس قصہ کا مقصود یہ ہے کہ مومن کو خدا کے سامنے ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ حضرت موسیٰؑ تھے۔ گزیدہ۔ برگزیدہ۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا میری کونسی خصلت دوستی کا سبب ہے وہ بتا دیجئے تاکہ میں اُس میں اور اضافہ کروں۔ طفلے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تیرا میرے ساتھ وہی معاملہ ہے جو بچہ کا ماں کے ساتھ ہوتا ہے اگر ماں اُس کو مارتی ہے تو بھی وہ ماں ہی کو چمٹتا ہے کسی دوسرے کی طرف مدد کے لئے نہیں جاتا ہے۔ دیّار۔ گھر میں رہنے والا۔

ڻ۲ خاطر تو۔ حضرت حق نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا تیرا مزاج بھی یہی ہے کہ ہماری جانب سے خیر ہو یا بظاہر شر تو میری ہی طرف متوجہ ہوتا ہو کسی دوسری جانب توجہ نہیں کرتا ہے۔ غیر من۔ میرے سوا تیرے لئے ناقابلِ التفات ہے خواہ بچہ ہو یا جوان ہو یا بوڑھا۔ صبی۔ بچہ۔ شیوخ۔ شیخ کی جمع ہے، بوڑھا۔

ڻ۳ اِیَّاكَ نَعْبُدُ۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں عربی زبان میں عبادت کو اللہ تعالیٰ کیلئے منحصر کرنے کیلئے ہے یعنی دوسرے کی عبادت کرنا تو در کنار ہم ریاکاری کو بھی گوارا نہیں کرتے ہیں۔ اِیَّاكَ نَسْتَعِينُ۔ ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔ یہی حصر کیلئے ہے اور مدد مانگنے کو اللہ تعالیٰ کیساتھ مخصوص کرنے کیلئے ہے۔

736

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کہ عبادت مر ترا آریم و بس ۱
کہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور بس

طمع یاری ہم ز تو داریم و بس
مدد کی امید بھی تجھی سے رکھتے ہیں اور بس

خشم کردنِ پادشاہ بر ندیم خود و شفاعت کردنِ شفیع مغضوب علیہ را واز پادشاہ درخواستن و قبول کردنِ پادشاہ درخواست و شفاعت کردنِ شفیع را و رنجیدنِ ندیم از شفیع کہ چرا شفاعت کردی

بادشاہ کا اپنے مصاحب پر غصہ کرنا اور مجرم کی بادشاہ سے ایک سفارشی کا سفارش کرنا اور بادشاہ کا سفارش اور درخواست کو قبول کر لینا اور مصاحب کا سفارشی سے رنجیدہ ہو جانا کہ تو نے سفارش کیوں کی؟

پادشاہے بر ندیمے خشم کرد
ایک بادشاہ نے ایک مصاحب پر عتاب کیا

خواست تا از وے بر آرد دود و گرد
چاہا کہ اس میں سے دھواں اور گرد نکالے

کرد شہ شمشیر بیروں از غلاف
بادشاہ نے نیام سے تلوار نکال لی

تا زند بر وے جزای آں خلاف
تاکہ اس خلاف کی سزا میں اس کو مارے

ہیچکس را زہرہ نے تا دم زند ۲
کسی کی جرأت نہ تھی کہ دم مارے

یا شفیعے بر شفاعت بر تند
یا کوئی سفارشی سفارش پر آمادہ ہو

جز عماد الملک نامی از خواص
سوائے عماد الملک نام والے کے جو خواص میں تھا

در شفاعت مصطفیٰ وار انہ خاص
اور (حضرت) مصطفیٰؐ کی طرح سفارش میں مخصوص تھا

بر جہید و زود در سجدہ فتاد
وہ اٹھا اور فوراً سجدہ میں گر گیا

در زماں شہ تیغ قہر از کف نہاد
بادشاہ نے فوراً غصہ کی تلوار ہاتھ سے رکھدی

گفت اگر دیو ست من بخشیدمش
اس (بادشاہ) نے کہا اگرچہ شیطان (بھی) ہو تو میں نے اسکو (معاف کر دیا)

ور بلیسی کرد من پوشیدمش
اگرچہ اس نے شیطنت کی ہیں میں نے اس کی پردہ پوشی کر دی

چونکہ آمد پای تو اندر میاں ۳
چونکہ تیرا قدم بیچ میں آ گیا ہے

راضیم گر کرد مجرم صد زیاں
میں راضی ہوں اگر مجرم نے سیکڑوں نقصان کئے ہیں

صد ہزاراں خشم را تانم شکست
میں لاکھوں غصوں کو پی سکتا ہوں

کہ ترا آں فضل و آں مقدار ہست
کیونکہ تیری بزرگی اور رتبہ ایسا ہے

لابہ ات را ہیچ نتوانم شکست
تیری خوشامد کو میں رد نہیں کر سکتا ہوں

زانکہ لابہ تو یقیں لابہ من ست
کیونکہ تیری خوشامد خود میری خوشامد ہے

---

۱ کہ - دونوں جملوں کا مطلب یہ ہوا کہ ہم صرف خدا کی عبادت کرتے ہیں اور صرف اُسی سے مدد چاہتے ہیں۔ خشم اِس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ مصاحب کی عماد الملک نے شاہ کے معاملہ میں جو مدد کی وہ اُس مصاحب کو ناگوار گذری یہی حالت ایک مومن کی خدا کے معاملہ میں ہونی چاہیئے۔ ندیم۔ مصاحب۔ تا دود۔ یعنی اسکو قتل کر دے۔ خلاف۔ یعنی اس کام کی سزا جو مصاحب نے شاہ کی مرضی کے خلاف کیا۔

۲ ہیچکس۔ بادشاہ کے سامنے کسی کی ہمت نہ تھی کہ اس مصاحب کی سفارش کرے۔ جز۔ عماد الملک جو بادشاہ کے خواص میں سے تھا وہ سفارش کے ساتھ اسی طرح مختص تھا، جس طرح آنحضرت حشر میں عام شفاعت کیلئے مخصوص ہونگے۔ درزماں۔ بادشاہ نے عماد الملک کی سفارش پر فوراً تلوار ہاتھ سے رکھ دی۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا خواہ یہ مصاحب شیطان تھا اور اس نے شیطنت کی تھی میں نے اسکو معاف کر دیا۔

۳ چونکہ۔ بادشاہ نے عماد الملک سے کہا مجرم کی خواہ سیکڑوں خطائیں ہوں جبکہ تو بیچ میں آگیا ہے میں سیکڑوں غصوں کو پی لوں گا۔ لابہ۔ چونکہ تجھ میں اور مجھ میں بالکل اتحاد ہے تیرا خوشامد کرنا بعینہ میرا خوشامد کرنا ہے۔

636

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر زمینؔ[1] و آسماں را بر ہم زدے — زانتقام ایں مرد بیروں نامدے
خواہ زمین و آسمان تہ و بالا ہو جاتے — یہ شخص سزا سے نہ بچ سکتا

ور شدے ذرّہ بذرّہ لابہ گر — او نبردے ایں زماں از تیغ سر
اگر ذرّہ ذرّہ خوشامدی بنتا — وہ تلوار سے اسوقت سر نہ بچا سکتا

بر تو می ننہیم منت اے کریم — لیک شرحِ عزتِ تست اے ندیم
اے شریف! میں تجھ پر احسان نہیں جتا تا ہوں — ہاں اے مصاحب! (یہ) تیری عزت کی تشریح ہے

ایں نکردی تو کہ من کردم یقیں — اے صفاتت در صفاتِ ما دفیں
یہ (سفارش) تو نے نہیں کی یقیناً میں نے کی ہے — اے وہ کہ تیری صفات ہماری صفات میں گم ہو گئی ہیں

تو دریں مستعملی نے عاملی — زانکہ محمولِ منی نے حاملی
تو اس (سفارش) میں مستعمل ہوا ہے تو کرنے والا نہیں ہے — کیونکہ تو میرا محمول ہے نہ کہ حامل

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ[2] گشتۂ — خویشتن در موج چوں کفِ ہشتۂ
تو "تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا" بن گیا ہے — تو نے اپنے آپ کو جھاگ کی طرح موج کے سپرد کر دیا ہے

لا شدی پہلوی اِلّا خانہ گیر — اے عجب کہ ہم اسیری ہم امیر
تو لا بن گیا، اِلّا کے پہلو میں مقیم ہو گیا — تعجب ہے کہ تو قیدی بھی ہے اور حاکم بھی

آنچہ دادی تو ندادی شاہ داد — اوست بس واللہ اَعْلَمُ بالرّشاد
جو تو نے دیا تو نے نہیں دیا، شاہ نے دیا ہے — بس وہی ہے اور خدا بھلائی کو زیادہ جانتا ہے

واں ندیمؔ[3] رستہ از زخم و بلا — زیں شفیع آزردہ برگشت از ولا
وہ مصاحب ہلاکت اور مصیبت سے چھوٹ کر — اس سفارش سے ناراض ہو گیا اور دوستی سے منحرف

دوستی ببرید زاں مخلص تمام — رُو بحائط کرد تا نارد سلام
اس مخلص سے بالکل دوستی توڑ دی — دیوار کی طرف کو منھ کر لیا تاکہ وہ سلام نہ کرے

زیں شفیعِ خویشتن بیگانہ شد — زیں تعجب خلق در افسانہ شد
اپنے اس سفارشی سے بیگانہ بن گیا — اس عجیب بات سے لوگ چہ میگوئیوں میں لگ گئے

اور تو محکوم بھی ہے اور حاکم بھی۔ اوست بس۔ وجودِ حقیقی صرف شاہ کا ہے تو تیرا دینا تیری طرف منسوب نہ ہوگا شاہ کیطرف منسوب ہوگا۔ —— [3] واں ندیم۔ عماد الملک کی سفارش سے نجات پا جانے کے بعد وہ مصاحب عماد الملک سے ناراض ہو گیا۔ زیں شفیع۔ جب وہ مصاحب عماد الملک سے ناراض ہو گیا تو لوگوں نے طرح طرح کی باتیں بنانی شروع کر دیں کوئی اُس کو پاگل کہتا کوئی اسکی تحسین کرتا اور لوگ کہتے کہ ایسے محسن کی تو خاکِ پا بننا چاہیے تھا نہ کہ ناراض ہونا۔

[1] گر زمیں۔ اگر تو سفارش نہ کرتا تو خواہ زمین و آسمان تہ و بالا ہو جاتے میں کبھی معاف نہ کرتا۔ بر تو۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ میرا بیان تجھ پر احسان رکھنے کے لیے نہیں بلکہ تیرے مرتبہ اور عزت کی تشریح ہے۔ ایں۔ یہ سفارش تو نے نہیں کی بلکہ میں نے کی ہے کیونکہ تو اپنی صفات اور خواہشات کو میری صفات اور خواہشات میں فنا کر چکا ہے اس صورت میں تجھ پر احسان جتانے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ تو دریں۔ جبکہ اصل سفارش میری جانب سے ہے تو تو محض ایک آلہ کار کرنے والا تو میں ہوں میں نے تجھ پر سفارش لادی ہے تو نے خود اس بوجھ کو نہیں اٹھایا ہے۔

[2] مَا رَمَیْتَ۔ آنحضور نے جبکہ اپنی شخصیت کو ذاتِ باری میں فنا کر دیا تو جنگِ بدر میں آنحضور کا مٹھی بھر کنکریوں کو پھینکنا آنحضور کیطرف منسوب نہ ہوا بلکہ خدا کی طرف منسوب ہوا اسی طرح جب تو اپنی صفات کو میری صفات میں گم کر چکا ہے تو سفارش کرنا تیری طرف منسوب نہ ہوگا۔ لا شدی۔ سرِ طیبہ میں لا الٰہ میں غیر اللہ کی نفی ہے اور الا اللہ میں ذاتِ باری کا اثبات ہے تو اسی طرح تیرا میرے ساتھ معاملہ ہے۔ تو غیر کا انکار کر چکا ہے اور مجھ میں فنا ہو چکا ہے لہٰذا تو فانی بھی ہے اور باقی بھی

734

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر نہ مجنون ست یاری چون بُرید
اگر وہ پاگل نہیں ہے تو اس نے دوستی کیوں توڑی؟
از کسے کہ جانِ اُو را وا خرید
ایسے شخص سے جس نے اُس کی جان دوبارہ خریدی

وا خریدش آں دَم از گردن زدن
اُس وقت اُس نے اُس کو گردن کٹنے سے بچایا
خاکِ نعلِ پاش بایستے شُدن
اُسکو تو اُس کے پاؤں کے جوتے کی خاک ہو جانا چاہیئے

باژگونہ رفت و بیزاری گرفت
اُس نے اُلٹی چال چلی اور بیزاری اختیار کر لی
با چنیں دلدار کیں داری گرفت
ایسے دوست سے کینہ وری شروع کر دی

بَسؔ[۱] ملامت کرد اُو را ناصحے
اُس کو ایک نصیحت کرنیوالے نے بہت ملامت کی
کیں جفا چوں میکنی با مُصلحے
کہ ایسی نیکی کرنیوالے پر تو ظلم کیوں کرتا ہے!

جانِ تو بخرید آں دلدارِ خاص
اُس خاص دوست نے تیری جان خریدی
آں دَم از گردن زدن کردت خلاص
اُس وقت تجھے گردن کٹنے سے بچایا!

گر جفا کردے نبایستے رمید
اگر وہ ظلم (بھی) کرتا تجھے بھاگنا نہیں چاہیئے تھا
خاصہ نیکی کرد آں یارِ حمید
خصوصاً جبکہ اُس قابلِ تعریف دوست نے بھلائی کی ہے

گفت بہرِ شاہ مُبذول ست جاں
اُس نے کہا جان بادشاہ کے لئے ہے
اُو چرا آید شفیع اندر میاں
وہ سفارشی بن کر بیچ میں کیوں آیا؟

لِیؔ[۲] مَعَ اللہِ وقت بُود آں دم مرا
اُس وقت مجھے لی مع اللہ وقت (کا مقام حاصل) تھا
لَا یَسَعُ فِیْہِ نَبِیٌّ مُجْتَبیٰ
جس میں کسی منتخب نبی کی (بھی) گنجائش نہیں ہے

من نخواہم رحمتے جز زخمِ شاہ
میں بادشاہ کے زخم کے علاوہ کسی کے رحم کا خواہاں نہیں
من نخواہم غیرِ آں شہ را پناہ
میں اُس بادشاہ کے علاوہ کسی کی پناہ کا خواہاں نہیں ہوں

غیرِؔ[۳] شہ را بہرِ آں لا کردہ ام
بادشاہ کے غیر کی میں نے اسی لئے نفی کی ہے
کہ بسُوئے شہ تولا کردہ ام
کیونکہ میں نے بادشاہ سے دوستی کر لی ہے

گر بُبرد اُو بقہرِ خود سرم
اگر وہ (شاہ)، اپنے غصے سے میرا سر قلم کرے گا
شاہ بخشد شصت جانِ دیگرم
شاہ مجھے دوسری ساٹھ جانیں عطا کرے گا

کارِ من سربازی و بیخویشی ست
میرا کام سر دینا اور اپنائیت چھوڑنا ہے
کارِ شاہنشاہِ ما سر بخشی است
ہمارے شہنشاہ کا کام سر عطا کرنا ہے

فخر آں سر کہ کفِ شاہش بُرد
وہ سر قابلِ فخر ہے جس کو شاہ کا ہاتھ کاٹے
ننگ آں سر کہ بغیرے سر بَرد
وہ سر باعثِ ذلت ہے جو کسی غیر کے آگے جھکے

---

[۱] بس ملامت کرد- ایک ناصح نے کہا ایسی بھلائی کرنے والے سے تو کیوں خفا ہو گیا اس نے تو تجھے قتل سے بچایا ہے۔ اگر جفا ایسا محسن اگر ظلم بھی کرے تو اسکو برداشت کرنا چاہیئے نہ کہ اس کی بھلائی سے ناراض ہونا چاہیئے گفت۔ اس مصاحب نے کہا کہ میری جان تو شاہ کے لئے تھی یہ بیچ میں آکر بچانیوالا کون تھا۔

[۲] لی مع اللہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ میرے لئے خدا کے ساتھ وہ وقت بھی ہوتا ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتہ کی گنجائش ہوتی نہ کسی مرسل نبی کی۔ اس مصاحب نے کہا کہ مجھے شاہ وقت سے ایسا قرب حاصل تھا جیسا کہ آنحضورؐ کو جناب باری سے حاصل ہوتا تھا، لہٰذا ایاز الملک کی اسمیں گنجائش کہاں تھی۔

[۳] غیر شہ: میں نے شاہ کے علاوہ سب کی نفی کر دی ہے اور صرف اسکی دوستی پر بھروسہ کر لیا ہے اب اس کو اختیار ہے میرے ساتھ جو چاہے معاملہ کرے میں اس کی رضا پر راضی ہوں۔ فخر۔ جو سر شاہ کے ہاتھ سے کٹ جائے وہ باعثِ فخر ہے اور جو سر دوسرے کے سامنے جھکے وہ باعثِ ذلت ہے۔

739

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شب کہ شاہ از قہر در قیرش کشید | ننگ دارد از ہزاراں روزِ عید

وہ رات جس کو شاہ نے قہر سے تارکول میں ڈالا | عید کے ہزاروں دنوں سے وقت محسوس کرتی ہے

خود طوافِ آنکہ او شہ بیں بود | فوقِ قہر و لطف و کفر و دیں بود

جو شخص شاہ کا دیکھنے والا ہوتا ہے اس کا چکر لگانا | غصہ اور مہربانی اور کفر اور دین سے بالاتر ہوتا ہے

زاں نیامد یک عبارت در جہاں | کہ نہانست و نہانست و نہاں

اس کو دنیا میں کوئی عبارت بیان نہیں کر سکتی ہے | کیونکہ وہ پوشیدہ ہے، پوشیدہ ہے پوشیدہ

زانکہ ایں اسما و الفاظِ حمید | از گلابہ آدمی آمد پدید

اس لئے کہ یہ اسماء اور اچھے الفاظ | انسان کے جسم سے نکلے ہیں

عَلَّمَ الْاَسْمَاء بُد آدم را امام | لیک نے بُد در لباسِ عین و لام

علم الاسماء آدمؑ کا امام تھا | لیکن عین اور لام کے لباس میں نہ تھا

چوں نہاد از آب و گل بر سر کلاہ | گشت آں اسمای جانی روسیاہ

جب اس نے پانی اور مٹی کی سر پر ٹوپی رکھی | وہ روحانی اسماء کالے پڑ گئے

کہ نقابِ حرف و دم در خود کشید | تا شود بر آب و گل معنی پدید

کیونکہ ان (اسماء) نے حروف اور آواز کا نقاب اوڑھا | تاکہ پانی اور مٹی پر معنیٰ واضح ہو جائیں

گرچہ از خشمِ شہم کرد او خلاص | لیک ہم شہ شُد مرا حقا مناص

اس نے اگرچہ مجھے بادشاہ کے غصہ سے چھڑایا | لیکن واقعۃً شاہ چھٹکارے کی جگہ بنا

گرچہ از یک وجہ منطق کاشف ست | لیک از دہ وجہ دیگر مکنف ست

گفتگو اگرچہ ایک حیثیت سے حقیقت کو ظاہر کرنے والی ہے | لیکن دس دوسری حیثیتوں سے چھپانے والی ہے

گفتنِ جبرئیل علیہ السلام خلیل علیہ السلام را کہ

(حضرت) جبرئیل علیہ السلام کا (حضرت ابراہیم) خلیل علیہ السلام سے کہنا کہ

ھَلْ لَکَ حَاجَۃٌ قَالَ بَلٰی اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا

تیری کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں لیکن تجھ سے نہیں ہے

من خلیلِ وقتم و او جبرئیل | من نخواہم در بلا او را دلیل

میں اپنے زمانہ کا خلیل (اللہ) ہوں وہ (بمنزلہ) جبرئیلؑ | میں مصیبت میں اس کو رہنما بنانا نہیں چاہتا ہوں

اصل مقصود الفاظ سے نہیں سمجھا سکتا الفاظ اگرچہ ایک حیثیت سے مقصد کو واضح کرتے ہیں لیکن دس حیثیتوں سے اس میں اور ابہام پیدا کر دیتے ہیں۔ من خلیل۔ مصاحب نے کہا میرا اور بادشاہ کا وہی معاملہ تھا جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا اللہ تعالیٰ سے جس طرح خلیل اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کی مدد کو پسند نہ کیا مجھے بھی عماد الملک کی مدد پسند نہ آئی۔

۱ شب۔ جس رات کو شاہ کے غصہ نے کالا کیا ہو وہ عید کے ہزاروں دنوں سے افضل ہے۔ خود۔ جس کو مشاہدۂ حق حاصل ہے اور وہ ذاتِ حق کا طواف کرتا ہے اس کے لئے قہر و لطف میں یکساں لذت ہوتی ہے اور وہ کفر و اسلام کی سزا سے بالاتر ہوتا ہے۔ دین۔ یعنی کفر کی سزا یا یوم الدین یعنی یوم حشر کا غم۔ زاں۔ اس مقامِ مشاہدہ کو کسی عبارت کے ذریعہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ نہایت مخفی ہے، عبارتیں اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

۲ گلابہ۔ گل و آب یعنی جسم انسانی، مادی الفاظ روح کے اعلیٰ مقام کی تعبیرات سے قاصر ہیں۔ عَلَّمَ الْاَسْمَاء۔ اگرچہ اسماء اور الفاظ کی تعلیم من جانب اللہ اور حضرت آدمؑ کو سکھائے گئے تھے لیکن وہ اسماء اس مادی حروفِ تہجی سے نہ بنے تھے۔ چوں۔ جب ان غیر مادی اسماء نے مادہ کا لباس پہنا تو انکی روحانیت ختم ہو گئی اور ان میں سیاہی پیدا ہو گئی۔ کہ نقاب۔ ان اسماء کو مادی لباس اس لئے پہنا دیا گیا کہ مادی انسان انکے معانی سمجھ سکیں۔

۳ گرچہ۔ اس مصاحب نے کہا اگرچہ عماد الملک نے بظاہر مجھے بادشاہ کے غصہ سے نجات دلائی لیکن میری اصل گریزگاہ خود شاہ ہے لہٰذا میں اس کا ممنونِ احسان نہیں ہوں۔ گرچہ۔ مصاحب نے کہا کہ میں اپنا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اُو ادب ناموخت از جبریلِ راد — کہ بپرسید از خلیلِ حق مُراد

اُس نے فیاض جبریلؑ سے ادب نہ سیکھا — کہ اُس نے خلیل اللہ سے حاجت پوچھی

کہ مُرادت ہست تا یاری کُنم — ورنہ بگریزم سُبکباری کُنم

کہ تیری کوئی مراد ہے، تاکہ میں مدد کروں — ورنہ میں جاؤں بوجھ نہ بنوں

گفت ابراہیمؑ نے رَو از میاں — واسطہ زحمت بُوَد بعد العیاں

ابراہیمؑ نے کہا نہیں درمیان سے ہٹ جا — کیونکہ مشاہدہ کے بعد واسطہ تکلیف بنتا ہے

بہرِ ایں دنیاست مُرسَل رابطہ — مُومناں را زانکہ ہست اُو واسطہ

اِس جہان کے لئے رسول رابطہ ہے — مومنوں کے لئے، کیونکہ وہ واسطہ ہے

ہر دل ار سامع بُدے وحیِ نہاں — حَرف و صوتے کے بُدے اَندر جہاں

اگر ہر دل مخفی وحی کا سُننے والا ہوتا — تو دنیا میں حرف اور آواز کب ہوتے!

گرچہ اُو محوِ حق ست و بے سَر است — لیک کارِ من ازاں نازک‌تر است

اگرچہ وہ (جبریلؑ) اللہ (تعالیٰ) میں فنا اور بےخود ہو — لیکن میرا کام اُس سے زیادہ نازک ہے

کردۂ اُو کردۂ شاہ است لیک — پیشِ چشمم بد نماینده است نیک

اگرچہ اُس کا کام شاہ کا کام ہے لیکن — لیکن میری نظروں میں بہت بدنما ہے

آنچہ عینِ لُطف باشد بر عَوام — قہر شُد بر عشق کیشانِ کِرام

جو عوام کے لئے عین مہربانی ہوتی ہے — شریف عاشقوں پر ظلم ہوتا ہے

بس بلا و رنج می باید کشید — عامہ را تا فرق را تانند دید

بہت سی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرنی چاہئیں — عوام کو، تاکہ فرق کو دیکھ سکیں۔

کایں حروفِ واسطہ اے یارِ غار — پیشِ واصل خار باشد خار خار

اے یارِ غار! یہ واسطہ کے حروف — واصل (بحق) کیلئے کانٹا ہیں کانٹا ہی کانٹا

بس بلا و رنج بایست و وقوف — تا رَہد آں روحِ صافی از حروف

بہت سی بلائیں اور رنج اور انہیں ٹکا دینا چاہئے — تاکہ وہ صاف روح حروف سے چھٹ اُٹھے

لیک بعضے زیں بلا کَر تر شُدند — باز بعضے صافی و برتر شُدند

لیکن بعض اِس بلا سے اور زیادہ بہرے ہو گئے — بعض صاف اور زیادہ بلند ہو گئے

ہے حسناتُ الابرار سیّئاتُ المقرّبین جو کام نیک لوگوں کے حسنات ہیں وہ کام بسا اوقات مقربین بارگاہ کے لئے گناہ شمار ہوتے ہیں۔ یعنی۔ اِس بات کو سمجھنے کیلئے ریاضت اور مجاہدہ کی ضرورت ہے تب عوام سمجھ سکتے ہیں کہ مشاہدہ کے بعد درمیانی حروف اور واسطہ مناسب نہیں ہوتیں بلا بہت سے مصائب جھیلنے کے بعد حروف کے ذریعہ اِس حقیقت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ لیک مصائب پر شکوہ ہو تو تباہی ہے ہاں اگر صبر شکر ہو تو درجات بلند ہوتے ہیں۔

لے اُو ادب۔ معاذ اللہ کو جبریلؑ کے اِس فعل سے نصیحت حاصل کرنی چاہیے تھی کہ مراد حضرت ابراہیمؑ جب آگ میں تھے تو حضرت جبریلؑ نے آکر مدد کرنی چاہی، حضرت ابراہیمؑ نے انکار کر دیا اور فرما دیا مشاہدہ کے بعد وسائط کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔ بہرِ ایں دنیا۔ عام مومنین جو مشاہدہ سے محجوب ہیں اُن کے لئے رسول واسطہ ہوتے ہیں حضرت ابراہیمؑ خود مشاہدہ میں مستغرق تھے انکو جبریلؑ کا واسطہ ناگوار گذرا۔ ہر دل۔ ہر انسان میں یہ استعداد نہیں کہ وہ وحی کو سن سکے اسلئے کہ وحی کو بذریعہ حروف اور آواز سنایا گیا ہے اگر ہر سننے والے میں وحی کو سننے کی استعداد ہوتی تو پھر حرف اور آواز کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی۔

لے گرچہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ جبریلؑ کو فنائیت کا مقام حاصل ہے لیکن میرا معاملہ اس سے بھی نازک ہے اِس میں کسی واسطہ کی گنجائش نہیں خواہ فنا فی اللہ ہی کیوں نہ ہو۔ کردۂ۔ جبریلؑ کا کام مقامِ فنائیت کی وجہ سے خدا ہی کا کام ہے لیکن وہ اُس کام میں ماذون ہیں اللہ کیجانب سے مامور نہیں ہیں ورنہ وہ کہتے کہ میں خدا کے حکم سے مدد کیلئے آیا ہوں۔

لے آنچہ۔ اِسطرح کی مدد عوام کے لئے عین لُطفِ خداوندی ہے لیکن عاشقانِ خدا کے لئے مناسب نہیں ہے مشہور

761

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہمچو آبِ[1] نیل آمد ایں بلا — سعد را آبست و خوں بر اشقیا

یہ بلا (دریائے) نیل کے پانی کی طرح ہے — جو نیک کے لئے پانی ہے اور بدبختوں کیلئے خون ہو

ہر کہ پایاں بیں تر او مسعود تر — جِدّ تر او کارد کہ افزوں دید بر

جو انجام کو زیادہ دیکھنے والا ہو زیادہ نیک بخت ہے — زیادہ محنت سے وہ بوئیگا جس نے پھل زیادہ دیکھا ہو

زانکہ داند کایں جہاں کاشتن — ہست بہرِ محشر و بر داشتن

کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ کھیتی کرنے کی دنیا — محشر کے لئے اور (پیداوار) حاصل کرنے کیلئے ہے

ہیچ[2] عقدے بہرِ عینِ خود نبود — بلکہ از بہرِ مقامِ ربح و سود

کوئی معاملہ بعینہٖ معاملہ کے لئے نہیں ہوتا ہے — بلکہ نفع اور فائدہ کے مقام کے لئے ہوتا ہے

ہیچ نبود منکرے گر بنگری — منکریش بہرِ عینِ منکری

اگر تو دیکھے تو کوئی منکر نہیں ہوتا ہے — (کہ) اس کا انکار محض انکار کے لئے ہو

بل برائے قہرِ خصم اندر حسد — یا فزونی جستن و اظہارِ خود

بلکہ حسد میں دشمن کو مغلوب کرنے کیلئے ہوتا ہے — یا اپنے اظہار اور برتری کی جستجو کیلئے ہوتا ہے

واں[3] فزونی ہم پئے طمعِ دگر — بے معانی چاشنی ندہد صور

وہ برتری بھی کسی دوسرے لالچ میں ہوتی ہے — (محض) صورتیں بلا معانی کے لطف نہیں دیتی ہیں

زاں ہمی پرسی چرا ایں میکنی — کہ صور زیت است و معنی روشنی

اسی لئے تو دریافت کرتا ہے کہ، تو یہ کیوں کرتا ہے؟ — کیونکہ صورتیں تیل ہیں اور معنی روشنی ہیں

ورنہ ایں گفتن چرا از بہرِ چیست — چونکہ صورت بہرِ عینِ صورت نیست

ورنہ یہ "کیوں" کہنا کاہے کے لئے ہے — جبکہ صورت محض صورت کے لئے ہے

ایں چرا گفتن سوال از فائدہ ست — جز برائے ایں چرا گفتن بدست

یہ "کیوں" کہنا فائدہ کے بارے میں سوال ہو — اس کے سوا کیلئے "کیوں" کہنا برا ہے

از چہ رو فائدہ جوئی اے امیں — چوں بود فائدہ ایں خود ہمیں

اے امین! تو فائدہ کیوں تلاش کرتا ہے؟ — جبکہ یہ (فعل) خود فائدہ ہو

پس نقوشِ آسمان و اہلِ زمیں — نیست حکمت کاں بود بہرِ ہمیں

تو آسمان اور زمین والوں کی صورتیں — ان میں کوئی حکمت نہیں ہو کہ وہ صورتیں محض صورتوں کیلئے ہوں

ورنہ۔ اگر ہر معاملہ کی ظاہری صورت مقصود ہوتی تو کیوں کا سوال نہ کیا جاتا۔ یقین۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ معاملہ کی محض صورت مقصود نہیں ہے تو اب سمجھ کہ آسمان اور دنیا کے پیدا کرنے سے ان کی صورت مقصود نہیں ہے بلکہ ان کی پیدائش میں حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

[1] آبِ نیل۔ دریائے نیل کا پانی قبطیوں کی تباہی اور سبطیوں کی نجات کا سبب بنا۔ ہر کہ۔ جو ان مصائب کے عمدہ نتائج پر نظر رکھے گا سعادت حاصل کرے گا جو کھیتی کی عمدہ پیداوار کو دیکھے گا وہ کھیتی میں محنت کرے گا۔ زانکہ۔ انجام بیں سمجھتا ہے کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے جو یہاں بوئے گا وہاں کاٹے گا۔

[2] ہیچ عقدے۔ جس طرح دنیا خود مقصود نہیں بلکہ آخرت کا ذریعہ ہے اسی طرح کوئی بھی معاملہ صرف معاملہ کیلئے نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا مقصد نفع اور فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ منکر۔ کوئی شخص کسی حقیقت کا انکار محض انکار کے لئے نہیں کرتا بلکہ اسکے پیش نظر بالمقابل کی مغلوبیت اور اپنی فوقیت ہوتی ہے۔

[3] واں فزونی۔ برتری بھی انسان کا خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ اور نتائج مقصود ہوتے ہیں۔ بے معانی۔ یعنی کام کی محض صورت اس وقت لذت بخش ہوتی ہے جبکہ اس میں کوئی مقصد مضمر ہو۔ چرا ایں میکنی۔ کام کرنے والے سے لوگ پوچھتے ہیں تو کیوں کام کرتا ہے تو ان کا مقصد اس کے اصلی مقصود کو دریافت کرنا ہوتا ہے کہ فلاں معاملوں کی ظاہری صورت کی مثال تیل کی سی ہے اور اصل مقصود کی مثال تیل سے پیدا ہونے والی روشنی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[1] گر حکیمے نیست ایں ترتیب چیست — ور حکیمے ہست چوں فعلش تہی ست

اگر (خالق) صاحبِ حکمت نہیں ہے تو (یہ) کائنات کی ترتیب کیسی ہے؟ — اور اگر وہ حکمت والا ہے تو اس کا فعل حکمت سے کب خالی ہے؟

کس نسازد نقش گرمابہ خضاب — جز پئے قصدِ صواب و ناصواب

کوئی شخص حمام کی تصویر کو رنگین نہیں بناتا ہے — کسی مقصد کے بغیر خواہ وہ مقصد درست ہو یا غلط

ہر چہ بینی در جہاں از آیتے — ہست بہرِ معنیے و حکمتے

دنیا میں تو جو بھی کوئی نشانی دیکھے — وہ کسی معنی اور حکمت کے لئے ہے

[2] مطالبت کردنِ موسیٰؑ از حضرتِ عزت کہ لِمَ خلقتَ خلقاً

حضرت موسیٰؑ کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا کہ تو کیوں ایک مخلوق کو پیدا کرتا ہے

فَاَهْلَکْتَهٗ وَاَحْرَقْتَهٗ وجواب آمدن از حضرتِ عزت

پھر تو اس کو اور تباہ کر دیتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب آنا

گفت موسیٰؑ اے خداوندِ حساب — نقش کردی باز چوں کردی خراب

(حضرت) موسیٰؑ نے عرض کیا اے حساب کے مالک — تو نے صورت بنائی پھر اس کو کیوں تباہ کیا؟

نر و مادہ نقش کردی جاں فزا — وانگہے ویراں کنی ایں را چرا

تو نے حسین نر اور مادہ بنائے — پھر تو ویران کر دیتا ہے یہ کیوں ہے؟

[3] گفت حق دانم کہ ایں پرسش ترا — نیست از انکار و غفلت وز ہوا

اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تیرا یہ سوال — انکار اور غفلت اور نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے

ورنہ تادیب و عتابت کردمے — بہرِ ایں پرسش ترا آزردمے

ورنہ تجھے سزا دیتا اور غصہ کرتا — اس سوال پر تجھے تکلیف پہنچاتا

لیک می خواہی کہ در افعالِ ما — باز جوئی حکمت و سرِّ قضا

لیکن تو چاہتا ہے کہ ہمارے کاموں میں — حکمت اور فیصلہ کا راز معلوم کرے

تا ازاں واقف کنی مر عام را — پختہ گردانی بدیں ہر خام را

تاکہ تو اس سے عوام کو باخبر کرے — اس سے ہر کچے کو پکا بنائے

قاصداً سائل شدی در کاشفی — بہرِ عامہ ارچہ تو زاں واقفی

وضاحت کے لئے تو قصداً سائل بنا ہے — عوام کے لئے، اگرچہ تو اس سے واقف ہے

زانکہ نیمِ علم آمد ایں سوال — ہر برونے را نباشد ایں مجال

یہ سوال نصف علم ہے — ہر باہری شخص کی یہ مجال نہیں ہے

---

[1] گر حکیمے۔ حکمت والا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا آسمان اور دنیا کا پیدا کرنے والا حکیم ہے کائنات کا نظام اور ترتیب یہ بتاتی ہے۔ کس۔ حمام میں جو تصویریں بنائی جاتی ہیں ان کا بھی کوئی مقصد ہے خواہ صحیح ہو یا غلط۔ ہر چہ۔ دنیا میں ہر چیز کے پیدا کرنے میں حکمت مضمر ہے۔

[2] مطالبت۔ اس قصہ کا مقصد مخلوقات میں حکمت الٰہی کا بیان کرنا ہے۔ گفت۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے خدا تو انسانوں کو پیدا کرتا ہے پھر مار دیتا ہے اس میں کیا حکمت ہے۔ خداوندِ حساب یعنی یوم حساب کے مالک۔

[3] گفت حق۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا چونکہ تیرا یہ سوال انکار اور غفلت پر مبنی نہیں ہے اس لئے میں درگذر کرتا ہوں ورنہ سزا دیتا تو اپنے معلوم کر رہا ہو تاکہ عام کو ہماری حکمتوں سے آگاہ کرے ورنہ تجھے مخلوق کے پیدا کرنے میں ہماری حکمتیں معلوم ہیں۔ زانکہ سوال علم کے منافی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے اَلسُّؤَالُ نِصْفُ الْعِلْمِ یعنی کسی چیز کے بارے میں دریافت کرنا اس چیز کا آدھا علم ہے حضرت موسیٰؑ حکمتوں سے واقف تھے۔

763

ہم[1] سوال از علم خیزد ہم جواب
سوال بھی اور جواب بھی علم سے پیدا ہوتا ہے
ہمچنانکہ خار و گل از خاک و آب
جس طرح مٹی اور پانی سے کانٹا اور پھول

ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدے
گمراہی بھی علم سے پیدا ہوتی ہے اور ہدایت بھی
ہمچنانکہ تلخ و شیریں از ندے
جیساکہ تری سے تلخ اور شیریں

ز آشنائی خیزد ایں بغض و ولا
یہ بغض اور دوستی تعارف سے پیدا ہوتی ہے
وز غذائے خوش بود سقم و شفا
بیماری اور شفا اچھی غذا سے (پیدا) ہوتی ہے

مستفید[2] اعجمی شد آں کلیم
وہ کلیم اللہ، ناواقف کو فائدہ حاصل کرنیوالا بنانیوالے بنے
تا عجمیاں را کند زیں سر علیم
تاکہ ناواقفوں کو اِس راز سے باخبر کریں

ما ہم از وے اعجمی سازیم خویش
ہم بھی اپنے آپ کو اِس سے ناواقف بناتے ہیں
پاسخش آریم چوں بیگانہ پیش
بیگانوں کی طرح اُس کا جواب پیش کرتے ہیں

خر فروشاں خصم یکدیگر شدند
گدھا بیچنے والے ایک دوسرے کے مقابل بنے
تا کلید قفل آں عقد آمدند
یہاں تک کہ اُس معاملہ کے قفل کیلئے کنجی بن گئے

پس بفرمودش خدا اے ذو لباب
پھر اُن سے خدا نے فرمایا اے عقلمند!
چوں بپرسیدی بیا بشنو جواب
جبکہ تو نے سوال کیا ہے، آ جواب سُن

موسیا[3] تخمے بکار اندر زمیں
اے موسیٰ! زمین میں بیج بو دے
تاکہ تو خود وا دہی انصاف ایں
تاکہ تو خود اِس کا انصاف کرے

چونکہ موسیٰ کِشت و شد کِشتش تمام
جب حضرت موسیٰ نے کھیتی بوئی اُنکی کھیتی پوری ہوگئی
خوشہایش یافت خوبی و نظام
اُسکے خوشوں نے اچھائی اور عمدگی حاصل کرلی

داس بگرفت و مر آں را می برید
اُنھوں نے درانتی لی اور اُس کو کاٹ لیا
پس ندا از غیب در گوشش رسید
تو اُن کے کان میں غیب سے آواز آئی

کہ چرا کِشتے کنی و پروری
کہ تو کیوں بوتا ہے اور پرورش کرتا ہے!
چوں کمالے یافت آں را می بری
جب وہ مکمل ہوجاتی ہے تو اسکو کاٹتا ہے

گفت یارب زاں کنم ویران و پست
موسیٰ نے عرض کیا اے خدا! میں کھیت کو ویران
کہ درینجا دانہ ہست و کاہ ہست
کہ اس میں دانہ بھی ہے اور بھوسا بھی ہے

حضرت موسیٰ سے دریافت کیا کہ تم نے خود کھیتی بوئی اور پھر اب اُس کو کیوں کاٹ ڈالا۔ گفت۔ حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ کھیتی کے پکنے پر اس میں دانہ اور بھوسا تھا اور دونوں کو ملا جُلا دینا مناسب نہ تھا حکمت کا تقاضہ یہی تھا کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ کردیا جائے۔

[1] ہم سوال۔ کسی چیز کا علم ہوجانے کے بعد ہی اُس کے بارے میں سوال، جواب ہوسکتا ہے یہ دونوں متضاد باتیں ایسی ہی ہیں، جیساکہ مٹی سے پھول بھی اُگتا ہے اور کانٹا بھی۔ ہم ضلال۔ علم ہی گمراہی اور ہدایت کا سبب بنتا ہے جیساکہ نمی اور تری ہی پھل میں تلخی بھی پیدا کرتی ہے اور شیرینی بھی۔ ملاقات اور تعارف سے دشمنی اور دوستی پیدا ہوتی ہے اور غذا سے بیماری اور صحت پیدا ہوتی ہے۔

[2] مستفید۔ حضرت حق نے فرمایا کہ موسیٰ ناواقفوں کو حکمتوں سے واقف کرنا چاہتا ہے اِس لئے تجاہلِ عارفانہ برت رہا ہے ہم بھی اِس کے علم سے انجان بن کر اِس کو جواب دیتے ہیں۔ خر فروشاں۔ دنیا میں یہ طریقہ رائج ہے کہ تجاہل برت کر معاملہ کرلیا کرتے ہیں گدھا بیچنے والے آپس میں فرضی طور پر ایسی باتیں شروع کردیتے ہیں کہ گاہک گدھا خرید لیتا ہے۔

[3] موسیا۔ حضرت موسیٰ کو جواب دینے سے قبل حضرت حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے وہ عمل کرایا جس میں خود جواب پوشیدہ تھا تاکہ جواب اچھی طرح اُن کی سمجھ میں آجائے حضرت موسیٰ سے کہا کہ تم کھیتی بودو اور جب کھیتی تیار ہوگئی تو انھوں نے اس کھیتی کو کاٹ ڈالا۔ کہ چرا۔ اللہ تعالیٰ نے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دانہ لایق نیست در انبار کاہ — کاہ در انبار گندم ہم تباہ
دانہ کا بھوسے کے انبار میں رہنا مناسب نہیں ہے — بھوسا بھی گیہوں کے ڈھیر میں برباد ہوتا ہے

نیست حکمت ایں دو را آمیختن — فرق واجب می کند در بیختن
ان دونوں کو ملائے رکھنا دانائی نہیں ہے — وہ (دانائی) چھاننے میں جدا کر دینا ضروری بناتی ہے

گفت[1] ایں دانش تو از کہ یافتی — کہ بدانش بیدرے برساختی
(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ یہ سمجھ تو نے کس سے حاصل کی؟ — کہ عقل کی وجہ سے تو نے کھلیان بنایا

گفت تمییزم تو دادی اے خدا — گفت پس تمییز چوں نبود مرا
حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے خدا تو نے مجھے سمجھ عطا کی — (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا تو پھر مجھ میں سمجھ کیوں نہ ہوگی؟

در خلائق روحہای پاک ہست — روحہای تیرہ و گلناک ہست
مخلوق میں پاک روحیں ہیں — کالی اور مٹی میں سنی ہوئی روحیں ہیں

ایں[2] صدفہا نیست در یک مرتبہ — در یکے دُر ست و در دیگر شبہ
یہ سیپیاں ایک طرح کی نہیں ہیں — ایک میں موتی ہے دوسری میں پوتھ ہے

واجب ست اظہار ایں نیک و تباہ — ہمچناں کاظہار گندمہا ز کاہ
نیک اور برباد کا واضح کرنا ضروری ہے — جس طرح گیہوں کا بھوسے سے الگ کرنا

بہر اظہارست ایں خلق جہاں — تا نماند گنج حکمتہا نہاں
دنیا کا پیدا کرنا ظاہر کرنے کے لئے ہے — تاکہ حکمتوں کا خزانہ پوشیدہ نہ رہے

کُنتُ[3] کنزاً گفت مخفیاً شنو — جوہر خود گم مکن اظہار شو
سن (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا میں چھپا ہوا خزانہ تھا — تو اپنے جوہر کو برباد نہ کر اس کو ظاہر کر

بیان آنکہ روح حیوانی و عقل جزوی و وہم و خیال بر مثال دوغ اند

اس کا بیان کہ حیوانی روح اور جزوی عقل اور وہم اور خیال چھاچھ جیسے ہیں

در روح وحی کہ باقی ست دریں دوغ ہمچوں روغن پنہاں

اور وحی کی روح جو باقی رہنے والی ہے اس چھاچھ میں پوشیدہ گھی کی طرح ہے

جوہر صدقت خفی شد در دروغ — ہمچو طعم روغن اندر طعم دوغ
تیری سچائی کا جوہر جھوٹ میں چھپ گیا — جس طرح گھی کا مزا چھاچھ کے مزے میں

---

[1] گفت۔ حضرت حق نے فرمایا کہ یہ عقل تم نے کہاں سے حاصل کی حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ یہ دانش اور عقل آپ کی عطا کردہ ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ دانش پھر مجھ میں کیوں نہ ہوگی۔ در خلائق۔ اب اللہ تعالیٰ نے اصل جواب دیا کہ انسانوں کی روحیں دو قسم کی ہیں، ایک پاک ایک ناپاک۔

[2] ایں صدفہا۔ سب انسانی جسم ایک رتبہ کے نہیں ہیں، کسی جسم میں موتی جیسی روح ہے کسی جسم میں گنج کے پوتھ کی طرح ہے۔ واجب۔ ان روحوں کو بھی اسی طرح ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینا مناسب ہے جس طرح گیہوں کو بھوسے سے تاکہ نیک روحیں جنت میں چلی جائیں اور بُری روحیں دوزخ میں۔ بہر اظہار۔ یہ پہلی حکمت تمہارے پیدا کرنے کی تھی، پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے کہ ہماری صفات کا اظہار ہو جائے۔

[3] کُنتُ۔ حدیث قدسی ہے کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں لہٰذا میں نے مخلوق کو پیدا کیا، مخلوق مظہر صفات خداوندی ہے۔ جوہر خود۔ انسان کے جسم میں جو موتی ہے اس کو ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ بیان۔ مولانا ارشادی مضمون میں اب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ روح جسم میں اس طرح پوشیدہ ہے جس طرح مسکہ چھاچھ میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ دروغ۔ جھوٹ یعنی جسم فانی۔ دوغ۔ چھاچھ۔

765

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آں دروغت ایں تنِ فانی بُود — راستت[1] آں جانِ ربانی بُود

وہ تیرا جھوٹ، یہ فنا ہونے والا جسم ہے — تیری سچائی، خدائی روح ہے

سالہا[2] ایں دوغِ تن پیدا و فاش — روغنِ جاں اندرو فانی و لاش

برسوں یہ جسم کی چھاچھ ظاہر اور کھلی رہتی ہے — روح کا روغن اُس میں فنا اور معدوم ہوتا ہے

تا فرستد حق رسولِ بندۂ — دوغ را در خمرہ جنبانندۂ

یہاں تک کہ اللہ (تعالٰی) کسی رسول بندہ کو بھیجتا ہے — چھاچھ کو مشکی میں بلونے والے کو

تا بجنباند بہنجار و بفن — تا بدانم من کہ پنہاں بُود مَن

یہاں تک کہ وہ طریقے اور تدبیر سے بلوئے — تاکہ میں جان لوں کہ شہد پوشیدہ تھا

یا کلامِ بندۂ کاں جزوِ اوست — در رود در گوش آنکو وحی جوست

یا اُس بندہ کا کلام جو اُس (نبی) کا جزو ہے — اُس کان میں پہنچے جو وحی کا طالب ہے

اُذنِ[3] مومن وحیِ مارا واعی است — آنچناں گوشے قرینِ داعی است

مومن کا کان ہماری وحی کی حفاظت کرنیوالا ہے — ایسا کان نبی کا ساتھی ہوتا ہے

آنچناں کہ گوشِ طفل از گفتِ مام — پُر شود ناطق شود او در کلام

جیسے کہ بچہ کا کان ماں کی باتوں سے — بھرتا ہے تو وہ بات چیت میں بول پڑتا ہے

ور نباشد طفل را گوشِ رَشَد — گفتِ مادر نشنود گنگے شود

اگر بچے کے صحیح کان نہ ہو — وہ ماں کی بات نہیں سنتا گونگا ہو جاتا ہے

دائما[4] ہر کرِّ اصلے گنگ بُود — ناطق آں کس شد کہ از مادر شنود

اصلی بہرا ہمیشہ گونگا ہوتا ہے — بولنے والا وہ شخص ہوتا ہے جو ماں (بات) سنتا ہے

وانکہ[5] گوشِ کر و گنگ از آفتے ست — زانکہ در گوشش رسیدہ علتے ست

وہ شخص جو بہرا اور گونگا ہے کسی آفت کیوجہ سے — کیونکہ اُسکے کان میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی ہو

کہ پذیرائی دم و تعلیم نیست — لاجرم مرنطق را تسلیم نیست

جو آواز اور تعلیم کو قبول کرنیوالی نہیں ہے — (تو) لامحالہ وہ بولنے کے قابل نہیں ہے

آنکہ بے تعلیم بُد ناطق خداست — کہ صفاتِ اُو ز علتہا جُداست

جو بغیر تعلیم کے بولنے والا ہے وہ خدا ہے — کیونکہ اُسکی صفات علتوں سے پاک ہیں

یا چو آدمؑ کردہ تلقینش خدا — بے حجابِ مادر و دایہ وُرا

یا آدمؑ جیسا، جس کو خدا نے پڑھایا — اُس کی ماں اور دایہ کے واسطے کے بغیر

---

[1] راستت۔ سچ یعنی روح۔ سالہا۔ کافی وقت ایسا گذرتا ہے جس میں روح جسم میں گم رہتی ہے۔ وَلاش۔ لاشی معدوم۔ تا فرستد۔ اللہ تعالٰی رسولوں کو بھیجتے ہیں تاکہ وہ جسم کی چھاچھ کو بلو کر روح کا مسکہ اس سے نکالیں۔ خمرہ۔ چھوٹی مشکی۔ مَن۔ اِس کا ترجمہ مختلف شارحوں نے مختلف کیا ہے ہم نے شہد سے کیا ہے اس سے مراد روح ہے۔ یا کلام۔ روح کی تربیت رسول کرتے ہیں یا وہ لوگ کرتے ہیں جو رسولوں کیلئے بمنزلہ جزو کے ہوتے ہیں۔

[3] اُذن۔ قرآن پاک میں ہے وَتَعِیَہَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ اور ایسے وحی کو محفوظ رکھنے والے کان محفوظ کر لیتے ہیں۔ داعی یعنی رسول یا وہ شخص جو اُن کا جزو ہے۔ مام۔ ماں یعنی بچہ ماں کی بات کو سنتا ہے اور پھر خود بولنے لگتا ہے۔ ور نباشد جس بچہ کے کان میں سننے کی صلاحیت نہیں ہوتی وہ گونگا ہو جاتا ہے۔ دائما۔ عموماً بہرا اگر گونگا اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ ماں کی بات نہیں سن پاتا۔

[5] وانکہ۔ جو بچہ بہرا اور گونگا ہوتا ہے وہ اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ اسکے کان میں کوئی بیماری ہوتی ہے جسکی وجہ سے وہ ماں کی بات نہیں سنتا ہے۔ تسلیم۔ قابل۔ آنکہ۔ مخلوقات سن کر بولنے پر ہاں کی تعلیم سے قادر ہوتی ہے بغیر تعلیم کے بولنے والی صرف ذات خداوندی ہے۔

766

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

یا مسیحے[۵۱] کو بہ تعلیمِ وَدُود — دَر ولادت ناطق آمد در وُجود
یا مسیح کہ وہ خدا کی تعلیم سے — پیدائش کے وقت بولنے لگے

از برایِ دفعِ تہمت دَر وِلاد — کہ نہ زادست اززنا واز فساد
پیدائش کی تہمت کو دفع کرنے کے لئے — کہ وہ زنا اور خرابی سے پیدا نہیں ہوئے ہیں

جُنبشے بایست اندر اِجتہاد — تاکہ دوغ آں روغن ازدل بازداد
کوشش میں حرکت چاہئے — تاکہ چھاچھ مٹکے کو اندر سے واپس دیدے

روغن اندر دوغ باشد چوں عَدم — دوغ در ہستی برآوردہ عَلَم
مسکہ، چھاچھ میں معدوم جیسا ہوتا ہے — چھاچھ، وجود میں جھنڈا بلند کئے ہوئے ہے

آنکہ ہستت می نماید ہست پوست — وانکہ فانی می نماید اصل اُوست
جو تجھے موجود نظر آتا ہے وہ چھلکا ہے — جو معدوم نظر آتا ہے وہ اصل ہے

دوغِ روغن ناگرفتست وکُہن — تانہ بگزینی بنہ خرجش مکُن
مسکہ، نہ نکالی ہوئی اور پرانی چھاچھ — جب تک تو نکال نہ لے اسکو رکھ چھوڑ خرچ نہ کر

ہیں[۵۲] بگردانش بدانش دست دست — تانماید انچہ پنہاں کردہ است
خبردار، سمجھداری سے اسکو ہاتھ سے خوب چلا — تاکہ وہ اس کو نمایاں کردے جو اسنے چھپایا ہو

زانکہ ایں فانی دلیلِ باقی است — لابۂ مستاں دلیلِ ساقی ست
کیونکہ یہ فانی، باقی کی دلیل ہے — مستوں کی خوشامد ساقی کی دلیل ہے

روغن[۵۳] اندر دوغ پنہاں میشود — ہر چہ می سازی تواش آں میشود
مسکا چھاچھ میں چھپ جاتا ہے — تو جو اُس کا بنائے گا وہ بن جائے گا

مثالِ دیگر ہمدریں معنیٰ

دوسری مثال اسی معنیٰ میں

ہست بازیہایِ آں شیرِ عَلَم — مُخبرے از بادہایِ مُکتتم
جھنڈے کے شیر کے کھیل کرد — چھپی ہوئی ہواؤں کی خبر دینے والے ہیں

گر نبودے جُنبشِ آں بادہا — شیرِ مُردہ کے بجَستے دَر ہوا
اگر ان ہواؤں کی حرکت نہ ہوتی — بے جان شیر ہوا میں کب کودتا؟

[۵۱] یا مسیحے۔ حضرت مسیحؑ بھی بغیر تعلیم کے اپنے اوپر سے تہمت دفع کرنے کیلئے تعلیمِ خداوندی سے بول پڑے۔ جُنبشے۔ جس طرح چھاچھ سے مسکا نکالنے کیلئے چھاچھ کا بونا ضروری ہے اسی طرح رُوح کے اظہار کے لئے جسم کو مجاہدات کے ذریعہ بلونا ضروری ہے۔ روغن۔ مسکا چھپا ہوا ہے چھاچھ ظاہر ہے۔ آنکہ۔ جو ظاہر ہے یعنی جسم وہ بمنزلہ چھلکے کے ہے۔ فانی۔ رُوح جو نظر نہیں آتی ہے وہ بمنزلہ مسکے کے ہے۔ دوغ۔ جس چھاچھ میں سے مسکا نہ نکالا گیا ہو اس کو محفوظ رکھنا چاہیئے تاکہ مسکا نکالا جاسکے اس کو خرچ نہ کرنا چاہیئے۔

[۵۲] ہیں۔ جسم کو خوب اچھی طرح بلونا چاہیئے تاکہ وہ رُوح کو ظاہر کردے۔ زانکہ۔ رُوح کے مخفی ہونے کی وجہ سے اُس کو معدوم نہ سمجھ لینا یہ جسم فانی اُس رُوحِ باقی کی دلیل ہے۔ رُوح جب تک جسم میں ہے جسم سے وہ افعال صادر ہوتے ہیں جو رُوح کے نکلنے کے بعد ختم ہوجاتے ہیں تو معلوم ہوا کہ رُوح کوئی چیز تھی۔ لابۂ مستاں۔ مست ساقی کی خوشامد کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ساقی موجود ہے۔

[۵۳] روغن۔ رُوح جسم میں چھپی ہوئی ہے تو اُس کو جیسا بنائے گا وہ ویسی بن جائیگی۔ مثالِ دیگر۔ اس مثال سے بھی یہی سمجھانا ہے کہ ظاہر کو

موجود مخفی چیز کے وجود کی دلیل بنتا ہے۔ ہست۔ جھنڈے کے پھریرے پر شیر کی تصویر بناتے ہیں پھریرے کا ہلنا اور شیر کی تصویر کا مختلف طریقوں پر متحرک ہونا ہوا کے وجود کی دلیل ہے۔

٦٦٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زاں[1] شناسی باد را کہ آں صباست — یا دبور ست ایں بیانِ آں خفاست

اس سے تو ہوا کو پہچان لیتا ہے کہ وہ پُروا ہے — یا پچھوا ہے، یہ اس پوشیدہ کا اظہار ہے

ایں بدن مانندِ آں شیرِ علم — فکر می جنباند او را دمبدم

یہ بدن جھنڈے کے شیر کی طرح ہے — فکر اس کو لمحہ بہ لمحہ حرکت دیتا ہے

فکر کاں از مشرق آمد آں صباست — وانکہ از مغرب دبورِ با وباست

جو فکر مشرق کی جانب سے آئے وہ پُروا ہے — اور جو مغرب کی جانب سے وہ بیماری بھری پچھوا ہے

مشرقِ ایں بادِ فکرت دیگر ست — مغربِ ایں بادِ فکرت زاں سرست

تیرے فکر کی اس ہوا کی مشرق دوسری ہے — تیرے اس فکر کی ہوا کی مغرب اس جانب ہے

خور[2] جماد ست و بود شرقش جماد — جانِ جانِ جاں بود شرقش فؤاد

سورج جماد ہے، اس کی مشرق جماد ہے — جان کی جان کی جان کا مشرق دل ہے

شرقِ خورشیدے کہ شد باطن فروز — قشر و عکسِ آں بود خورشیدِ روز

اس سورج کی مشرق جو دل کو روشن کرنیوالا ہے — دن کا سورج اس کا چھلکا اور عکس ہے

زانکہ چوں مردہ بود تن بے لہب — پیشِ او نے روز بنماید نہ شب

اس لئے کہ جب بے نور جسم مردہ ہو جاتا ہے — اس کے سامنے نہ دن رونما ہوتا ہے نہ رات

ور نباشد آں چو باشد ایں تمام — بے شب و بے روز دارد انتظام

اگر وہ نہ رہے، اور یہ مکمل ہو — تو بغیر شب و روز، وہ منتظم رہے گا

ہمچنانکہ[3] چشم می بیند بخواب — بے مہ و خورشید ماہ و آفتاب

جیسا کہ نیند میں آنکھ دیکھتی ہے — چاند اور سورج کے بغیر چاند اور سورج کو

نومِ ما چوں شد اخ الموت اے فلاں — زیں برادر آں برادر را بداں

اے فلاں! جبکہ ہماری نیند موت کی بہن ہے — اس بھائی کو اس بھائی سے سمجھ لے

ور بگویندت کہ ہست آں فرعِ ایں — مشنو آں را اے مقلد بے یقیں

اگر وہ تجھ سے کہیں کہ وہ اس کی فرع ہے — اے بے یقین مقلد اس کو نہ سن

می بہ بیند خواب جانت وصفِ حال — کہ بہ بیداری نہ بینی بیست سال

تیری روح نیند میں اس حالت کے اوصاف دیکھتی ہو — کہ تو بیداری میں بیس سال بھی نہیں دیکھ سکتا

خواب میں وہی چیزیں نظر آتی ہیں جو انسان نے سورج اور چاند کی روشنی میں دیکھی تھیں لہٰذا یہ کہنا کہ روح اپنے دیکھنے میں چاند، سورج سے بے نیاز ہے غلط ہے تو اس کی بات نہ ماننا۔ می بہ بیند۔ انسان خواب میں وہ مناظر اور صورتیں دیکھتا ہے جو وہ کوشش سے بھی چاند سورج کی روشنی میں نہیں دیکھ پاتا۔

---

[1] زاں۔ شیر کی حرکتوں سے انسان سمجھ لیتا ہے کہ پُروا ہوا چل رہی ہے یا پچھوا۔ ایں بدن۔ انسانی جسم کو جھنڈے کا شیر سمجھو اور فکر و ارادہ جو روح سے پیدا ہوتا ہے اس کو ہوا جیسا سمجھو۔ فکر۔ انسان کے جو خیالات مشرق سے آئیں ان کو صبا اور جو مغرب سے آئیں انکو دبور کہنا چاہیے۔ مشرق۔ لیکن فکر کی ہوا کا مشرق اور مغرب یہ مشرق اور مغرب نہیں ہے۔

[2] خور۔ ہوا ایک بے روح چیز ہے اس کا مشرق بھی بے روح ہے، روح جس سے فکر پیدا ہوا ہے اس کا مشرق قلب ہے۔ شرقِ خورشیدے۔ روح جس نے قلب کو روشن کیا ہے یہ دن کا خورشید اس کا چھلکا اور عکس ہے۔ زانکہ۔ اگر دل کو روشن کرنے والا خورشید یعنی روح نہ ہو تو پھر دن رات نظر نہیں آتے ہیں اور دنیا کا سورج بیکار ہو جاتا ہے۔ ورنہ۔ سورج نہ ہو اور روح پاکیزہ ہو تو انسان سب کچھ دیکھ لیتا ہے اور اس کا کام منتظم ہوتا ہے۔

[3] ہمچنانکہ۔ روح خواب میں بغیر چاند سورج کے سب کچھ دیکھتی ہے۔ نوم۔ مشہور مقولہ ہے "اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ" نیند موت کی بہن ہے لہٰذا جب نیند کی حالت میں انسان سب کچھ دیکھتا ہے تو مرنے کے بعد بھی سب کچھ دیکھ سکتا ہے۔ ور بگویندت۔ اگر کوئی یہ کہے کہ

۶۶۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

درپئے تعبیر آں تو عمرہا — میدوی سوئے شہان بادہا

تو اُس کی تعبیر کے لئے سالوں — عقلمند شاہوں کے پاس دوڑتا پھرتا ہے

کہ بگو آں خواب را تعبیر چیست — فرع گفتن اینچنیں سر را سگی ست

کہ بتائیے اُس خواب کی کیا تعبیر ہے؟ — اس طرح کے راز کو فرع کہنا کُتّا پن ہے

خواب عام ست ایں و خود خوابِ خواص — باشد اصلِ اجتبا و اختصاص

یہ عوام کا خواب ہے اور خود خواص کا خواب — برگزیدگی اور خصوصیت کی اصل ہے

پیل باید تا چو خسپد او ستاں — خواب بیند خطۂ ہندوستاں

ہاتھی ہونا چاہیئے تاکہ جب وہ چت سوئے — ہندوستان کے خطہ کو خواب میں دیکھے

خر نہ بیند ہیچ ہندستاں بخواب — خر ز ہندستاں نکردہ ست اغتراب

گدھا خواب میں کبھی ہندوستان کو نہیں دیکھتا ہے — گدھے نے ہندوستان سے سفر نہیں کیا ہے

جان ہمچو پیل باید نیک و زفت — تا بخواب او ہند تاند رفت تفت

روح ہاتھی جیسی اچھی اور بھاری چاہیئے — تاکہ وہ خواب میں تیزی سے ہندوستان جاسکے

ذکرِ ہندستاں کند پیل از طلب — پس مصور گردد آں ذکرش بشب

ہاتھی طلب میں ہندوستان کی یاد کرتا ہے — تو اُسکی یاد شب میں مُصوّر ہوجاتی ہے

اُذکروا اللہ کارِ ہر اوباش نیست — اِرجِعی بر پای ہر قلّاش نیست

"اللہ کی یاد کرو" ہر آوارہ کا کام نہیں ہے — "لوٹ جا" ہر مفلس کے پاؤں کیلئے نہیں ہے

لیک تو آیس مشو ہم پیل باش — ور نہ پیلی درپئے تبدیل باش

لیکن تو مایوس نہ ہو، ہاتھی بن — اگر تو ہاتھی نہیں ہے، تبدیلی کے درپے ہو

کیمیا سازانِ گردوں را بہ بیں — بشنو از میناگراں ہر دم طنیں

آسمان کے کیمیا گروں کو دیکھو — ہر وقت صناعوں کی آواز سن

نقشبند انددر جوِّ فلک — کار ساز انند بہر لی و لک

آسمان کی فضا میں نقاش موجود ہیں — وہ میرے اور تیرے لئے کاریگری کرتے ہیں

گر نہ بینی خلق مُشکیں جیب را — بنگر اے شب کور ایں آسیب را

اگر تو مشکیں گریبان والوں کو نہیں دیکھتا ہے — تو اے رات کے اندھے، اس اثر کو دیکھ لے

ۓ درپئے۔ اگر انسان نے وہ واقعات آنکھ سے دیکھے ہوں جو خواب میں اس نے دیکھے ہیں تو پھر کبھی تعبیر کے لئے دوڑا نہ پھرے لہٰذا یہ کہنا کہ خواب بیداری کی دید کا اثر ہے غلط ہے۔ خوابِ عام۔ یہ تو ہم عوام کے خواب کی بات کر رہے تھے خواص کا خواب تو اُن کو اس سے بھی زیادہ اسرارِ غیب دکھا دیتا ہے۔ پیل باید۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے۔ جب دوسرے ملک میں وہ آرام کی نیند سوتا ہے تو وہ خواب میں ہندوستان کے حسین مناظر دیکھتا ہے اور مست ہوجاتا ہے مولانا فرماتے ہیں کہ اسرارِ غیبی بھی اس روح کو خواب میں نظر آئیں گے جس کا تعلق عالمِ غیب سے ایسا ہی ہو جیسا کہ ہاتھی کا ہندوستان سے۔

ۓ خر نہ بیند۔ گدھے میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ ہندوستان کو خواب میں دیکھے اور مست ہوجائے اس کو یہ مرتبہ ہی حاصل نہیں ہے کہ اُس کو ہندوستان سے لے جایا جائے۔ جان۔ جو روح ہاتھی کیطرح ہوگی وہ اپنے اصل وطن عالمِ غیب کو خواب میں دیکھے گی۔ ذکر۔ ہاتھی ہندوستان کو یاد کرتا ہے تو اُس کی یاد اور مناظر خواب میں اسکے لئے مصوّر ہوجاتے ہیں۔ اُذکروا۔ اللہ کا ذکر اور یاد روح کو ہاتھی صفت بنادیتی ہے لیکن یہ کام ہر کمینہ کا نہیں ہے۔ اِرجِعی۔ قرآن پاک میں ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نفسِ مطمئنہ کو فرماتے ہیں اِرجِعی

اِلیٰ ربّکِ راضیۃً مرضیۃً۔ اپنے خدا کیطرف لوٹ جا تو بھی خوش ہے اور خدا بھی تجھ سے خوش ہے۔ ۓ لیک۔ اگرچہ ہاتھی کیطرح آسان نہیں ہو لیکن مایوس نہ ہونا چاہیئے اپنے اندر تبدیلی کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کیمیا۔ اولیاء اللہ کی صحبت اختیار کر تیرے اندر تبدیلی پیدا ہوجائیگی۔ طنین بھنبھناہٹ۔ نقشبندان۔ اولیاء۔ گر نہ بینی۔ اگر تجھے اولیاء نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار دیکھ لے۔

۷۶۹

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہر دم[1] آسیب ست بر ادراکِ تو — نبتِ نو نو رستہ بیں از خاکِ تو
تیرے احساس پر ہر وقت اثر ہے — مٹی میں سے نئی گھاس کو اُگا ہوا دیکھ لے

زیں بُد ابراہیم ادھمؒ دید خواب — بسطِ ہندُستانِ دل را بے حجاب
یہی ہوا (حضرت) ابراہیم ادھمؒ نے خواب دیکھا — دل کے ہندوستان کی وسعت کا بغیر حجاب کے

لاجرم زنجیر ہا را بر درید — مملکت برہم زد و شُد ناپدید
لامحالہ اُنھوں نے زنجیریں توڑ دیں — سلطنت کو چھوڑا اور گم ہو گئے

آں نشانِ دیدِ ہندستاں بُوَد — کہ جہد از خواب و دیوانہ شوَد
یہ ہندوستان کے دیکھنے کی علامت ہوتی ہے — کہ وہ نیند سے اُٹھے اور دیوانہ بن جائے

می فشاند[2] خاک بر تدبیر ہا — می دراند حلقہ و زنجیر ہا
تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے — حلقہ اور زنجیریں توڑ ڈالتا ہے

ترک گیرد مُلکِ دنیا سر بسر — جُملگی برہم زند بے دردِ سر
دنیا کی سلطنت بالکل چھوڑ دیتا ہے — بغیر دردِ سر کے سب کو برباد کر دیتا ہے

آنچناں کہ گفت پیغمبر ز نُور — کہ نشانش آں بُوَد اندر صُدُور
جیسا کہ پیغمبرؐ نے نور کے بارے میں فرمایا ہے — کہ سینوں میں اُس کی علامت یہ ہوتی ہے

کہ تجافی جُوید از دار الغُرُور — ہم انابت آرد از دار السُّرُور
کہ وہ دنیا سے دوری چاہتا ہے — آخرت کی طرف رجوع بھی کرتا ہے

بہرِ شرحِ ایں حدیثِ مصطفیٰؐ[3] — داستانے بشنو اے یارِ صفا
آنحضورؐ کی اِس حدیث کی تشریح میں — اے مخلص یار! ایک قصہ سُن لے

حکایتِ آں بادشاہ زادہ کہ بادشاہیِ حقیقی بوے رُو نمود و یوم
اُس شہزادے کی حکایت جس کو حقیقی بادشاہی نظر آ گئی "اور جس دن

یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ نقدِ وقتِ اُو
انسان بھاگے گا اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے" اُس کے سامنے آ گیا

شُد بادشاہیِ ایں خاکِ تودہ کہ کودک طبعاں قلعہ گیری نام
اِس خاک کے ڈھیر کی بادشاہی جس کو بچوں کی سی طبیعت والے قلعہ فتح کرنا کہتے

کُنند آں کودکے کہ چیرہ آید بر سرِ خاکِ تودہ برآید و لافِ زند کہ
ہیں وہ بچہ جو غالب آ جائے مٹی کے ڈھیر پر چڑھتا ہے اور شیخی بگھارتا ہے کہ

---

[1] ہر دم۔ اولیاء اللہ کے تصرفات جاری ہیں۔ زیں۔ حضرت ابراہیمؒ کی روح اتنی بنی اُنھوں نے روحانی وسعت کو بغیر حجاب کے دیکھا۔ ... ہندوستان یعنی روح، اصلی وطن عالمِ غیب آں نشاں۔ عالمِ غیب کے مشاہدہ کا اثر ہوتا ہے کہ انسان خواب سے دیوانہ بن کر اُٹھتا ہے۔

[2] می فشاند۔ جو عالمِ غیب کا خواب میں مشاہدہ کر لیتا ہے وہ تدبیروں پر خاک ڈال دیتا ہے۔ آنچناں۔ حضورؐ نے فرمایا دل میں نور پیدا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ انسان دنیا سے متنفر اور آخرت کا مشتاق ہو جاتا ہے۔ دار الغرور۔ دھوکے کا گھر، دنیا۔ دار السرور۔ خوشی کا گھر، عالمِ آخرت۔ بہر۔ اِس مضمون کی تشریح کے لئے حسبِ ذیل قصہ سُن لو۔

[3] حکایت۔ ایک بادشاہ تھا جس نے حقیقی بادشاہت دیکھ لی اور قیامت کا منظر اُس کے سامنے آ گیا تھا۔ وہ دنیاوی بادشاہت کو بچوں کی مٹی کے ڈھیر کی بادشاہت سمجھنے لگا تھا۔ بچے کھیلنے میں مٹی کا ڈھیر لگا لیتے ہیں۔ جو بچہ کھیل میں جیت جاتا ہے وہ کود کر اُس ڈھیر پر چڑھ بیٹھتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ یہ میرا قلعہ ہے جو میں نے فتح کر لیا ہے اور دوسرے بچے اُس پر رشک کرنے لگتے ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قلعہ مراست کو دکان دیگر بروے رشک برند کہ التراب ربیع

قلعہ میرا ہے دوسرے بچے اس پر رشک کرتے ہیں کیونکہ مٹی بچوں کا موسم بہار

الصبیان آں بادشاہزادہ چوں از قیدِ رنگہا برست گفت

ہے وہ شہزادہ جب رنگوں کی قید سے چھوٹ گیا تو اس نے کہا کہ میں

من ایں خاکہای رنگیں را ہماں تودۂ خاکِ دوں میگویم و زر رو

اس رنگ برنگ خاک کو وہی بے قیمت مٹی کا ڈھیر کہتا ہوں اور سونا اور

اطلس[۱] و اکسوں نمیگویم من ازیں اکسونِ رہزن رستم و بیک سُو

اطلس اور اکسوں نہیں کہتا ہوں میں اس راہزن اکسوں سے نجات پا گیا اور ایک دم

جستم و آتیناہ الحکم صبیا ارشادِ حق را مرور سالہا حاجت نیست

کود گیا اور ہم نے اس کو بچپن میں حکم عنایت کر دیا اللہ کی رہنمائی کے لئے سالوں

در قدرتِ کن فیکون کس سخنِ قابلیت نگوید

کی ضرورت نہیں ہے "ہو جا پس ہو گیا" والی قدرت میں کوئی شخص قابلیت کی بات نہیں کرتا ہے

بادشاہے داشت یک نیبا پسر — ظاہر و باطن مزین از ہنر

ایک بادشاہ کے ایک حسین لڑکا تھا — جس کا ظاہر اور باطن ہنر سے آراستہ تھا

خواب[۲] دید او کاں پسر ناگاہ بمرد — صافی عالم بر آں شہ گشت دُرد

اس نے خواب دیکھا کہ اس کا لڑکا اچانک مر گیا ہے — اس بادشاہ پر صاف دنیا گدلی ہو گئی

خشک شد از تابِ آتش مشکِ او — کہ نماند از تفِ آتش اشکِ او

آگ کی گرمی سے اس کی مشک (آنکھ) خشک ہو گئی — آگ کی سوزش سے اس کے آنسو نہ رہے

آنچناں پُر شد ز دود و درد شاہ — کہ نمی یابید در وے راہ آہ

بادشاہ درد کے دھوئیں سے ایسا پُر ہو گیا — کہ اس میں آہ کو راستہ نہ ملتا تھا

خواست[۳] مُردن قالبش بیکار شد — عمر ماندہ بود شہ بیدار شد

وہ مرنے لگا اس کا جسم بیکار ہو گیا — کچھ عمر باقی رہ گئی تھی، شاہ بیدار ہو گیا

شادیے آمد ز بیداریش پیش — کو ندیدہ بود اندر عمر خویش

بیداری سے اس میں ایسی خوشی پیدا ہوئی — کہ اس نے عمر بھر نہ دیکھی تھی

کہ ز شادی خواست ہم فانی شدن — پس مطوّق آمد ایں جاں با بدن

وہ خوشی سے مرنے کو تھا — (لیکن) یہ جان بدن سے لپٹی رہی

---

۱ اطلس۔ ریشمین کپڑا جس پر نقش و نگار نہیں ہوتے ہیں۔ اکسوں۔ کالا دیبا۔ و بیک سُو۔ انسان کے مراتب بلند ہونے میں سالہا سال کی ریاضتیں ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ یک وقت عروج حاصل ہو جاتا ہے۔

۲ خواب۔ اس بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ اس کا وہ حسین لڑکا مر گیا۔ آتش یعنی غم کی آگ۔ مُشکِ او یعنی اس کی آنکھیں۔ آہ یعنی آہ کرنے کی بھی اس میں طاقت نہ رہی۔

۳ خواست۔ اس خواب سے بادشاہ مرنے کے قریب ہو گیا اور جسم بیکار ہو گیا لیکن ابھی عمر باقی تھی لہٰذا بیدار ہو گیا۔ شادیے۔ بیدار ہو کر اس کو ایسی خوشی ہوئی کہ عمر بھر کبھی نہ ہوئی تھی۔ کہ ز شادی۔ اب وہ خوشی سے مرا جاتا تھا انتہائی خوشی بھی موت کا سبب بن جاتی ہے۔ لیکن جسم روح کے لئے طوق بن گیا اور اس کو پرواز کرنے نہ دیا۔ مطوق۔ وہ جس کے گلے میں طوق پہنا دیا جائے۔

۶۵۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از دمِ غم می بمیرد ایں چراغ[1] — وز دمِ شادی بمیرد اینت لاغ
یہ چراغ، غم کی پھونک سے بجھ جاتا ہے — اور خوشی کی پھونک سے بھی، بجھتا ہے یہ کھیل ہے

درمیانِ ایں دو[2] مرگ اُو زندہ است — ایں مُطوّق شکل جای خندہ است
وہ اِن دو موتوں کے درمیان زندہ ہے — یہ طوق بنی ہوئی شکل، ہنسنے کا مقام ہے

شاہ با خود گفت شادی را سبب — آنچناں غم بُود از تسبیبِ رَب
بادشاہ نے سوچا خوشی کا سبب — ایسا غم، اللہ تعالےٰ کے سبب بنانے سے تھا

ایں عجب یک جزو از یک رُوی مرگ — واں زیک رُوی دگر احیا و برگ
یہ تعجب ہے، ایک جز ایک حیثیت سے موت ہے — وہی دوسری حیثیت سے زندہ کرنا اور سرسبزی ہے

آں یکے[3] نسبت بداں حالت ہلاک — باز ہم از سُوی دیگر امتساک
ایک کی نسبت سے وہ ہلاکت ہے — پھر دوسرے کی نسبت سے زندگی ہے

شادیِ تن سُویِ دنیاوی کمال — سُوی روزِ عاقبت نقص و زوال
جسم کی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے — آخرت کے دن کے اعتبار سے نقص اور زوال ہے

خندہ را در خواب ہم تعبیرداں — گریہ گوید با دریغ و اندہاں
خواب میں ہنسی کی تعبیر سمجھ لے — افسوس اور غم کے ساتھ رونا کہتا ہے

گریہ را در خواب شادی و فرح — ہست در تعبیر اے صاحب مرح
خواب میں رونے کی، خوشی اور مسرت — تعبیر ہے اے خوشی والے!

شاہ[4] اندیشید کایں غم خود گذشت — لیک جاں از جنسِ ایں بدظن بگشت
شاہ نے سوچا کہ یہ غم گذر گیا — لیکن اِس جیسی چیز سے جان بدگمان ہوگئی ہے

ور رسد خارے چنیں اندر قدم — گر رود گل، یادگارے بایدم
اور اگر ایسا کانٹا پاؤں میں چبھے — اگر پھول جاتا رہے، میرے لئے کوئی یادگار چاہیئے

چشم زخمے زیں مبادا کر شود — یادگارے بایدم گر اُو رود
خدا کرے اِس قسم کا کوئی صدمہ نہ پہنچے — اگر وہ مرجائے تو میرے لئے کوئی یادگار چاہیئے

چوں فنا را شد سبب بے منتہا — پس کدامیں راہ را بندیم ما
جبکہ موت کے بے انتہا سبب ہیں — تو ہم کونسے راستہ کو بند کریں گے؟

لڑکے کے مرنے کا صدمہ مجھے نہ پہنچے بہرحال احتیاط کا تقاضا ہے کہ اُس کی یادگار کا بندوبست کرلینا چاہیئے۔ چونکہ موت کے سینکڑوں اسباب ہیں اُن پر قابو پانا مشکل ہے۔

[1] ایں چراغ۔ یہ عجب تماشہ ہے کہ چراغِ زندگی غم سے بھی بجھتا ہے اور خوشی سے بھی۔ درمیاں۔ موت کے ان دونوں سببوں کے درمیان انسان زندہ رہتا ہے اور اس پر ہنسی آتی ہے کہ انسان کا جسم روح کے گلے کا ہار بنا ہوا ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے سوچا کہ ایسا غمناک خواب اِس قدر خوشی کا سبب بنے۔ یہ سبب بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ ایں عجب۔ وہی خواب موت کا سبب بھی تھا اور وہی خواب زندگی اور خوشی کا سبب بھی ہوا۔

[2] آں یکے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہی ہیں کہ وہ ایک جانب موت کا سبب بنتی ہیں تو دوسری جانب زندگی کا سبب بھی بنتی ہیں۔ شادیِ تن۔ جسمانی خوشی دنیاوی اعتبار سے کمال ہے آخرت کے اعتبار سے زوال ہے۔ خندہ۔ تعبیر دینے والے خواب میں ہنسی کی تعبیر رنج اور غم سے کرتے ہیں اور خواب میں رونے کی تعبیر مسرت اور خوشی سے کرتے ہیں۔

[3] شاہ۔ شاہ نے سوچا کہ اگرچہ خواب کی بات ختم ہوگئی ہے لیکن ایک بدظنی باقی ہے اب اگر خدانخواستہ لڑکا مرے تو اُس کی کوئی یادگار تو باقی رہنی چاہیئے۔ گُل۔ یعنی لڑکا۔ یادگار یعنی اُس کی یاد دلانے والا اُس کا اولاد۔ چشم زخمے۔ خدا کرے

652

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صد دریچہ و در سوئے مرگ لدیغ ¹
ڈسنے والی موت کیلئے سیکڑوں کھڑکیاں اور در ہیں
می کنند اندر گشادن ژیغ ژیغ
جو کھولنے میں چوں چوں کرتے ہیں

ژیغ ژیغ تلخ آں درہای مرگ
موت کے دروازوں کی کڑوی چوں چوں
نشنود گوش حریص از حرص برگ
سازوسامان کے لالچ کی وجہ سے لالچی کا کان نہیں سنتا ہے

از سوئے تن دردہا بانگ در ²
جسم کی جانب سے درد دروازے کی آواز ہیں
وز سوئے خصماں جفا بانگ در ست
مخالفوں کی جانب سے ظلم دروازے کی آواز ہے

ہیں برو بر خواں کتاب طب را
خبردار! جا طب کی کتاب پڑھ
تا شمار ریگ بینی رنجہا
تاکہ تو ریت کی شمار کے امراض دیکھے

اے پسر بر خواں دمے فہرست طب
اے بیٹا! تھوڑی دیر کے لئے طب کی فہرست پڑھ لے
نار علتہا نظر کن ملتہب
بیماریوں کی آگ کو شعلہ زن دیکھ

زاں ہمہ بر من دریں خانہ رہ است
اس گھر میں ان سب کا میری جانب راستہ ہے
ہر دو گامے پر ز کژدمہا چہ است
ہر دو قدم پر بچھوؤں سے بھرا ہوا کنواں ہے

باد تند ست و چراغم ابترے
ہوا تیز ہے اور میرا چراغ ناقص ہے
زو بگیرانم چراغ دیگرے
میں اس سے ایک دوسرا چراغ حاصل کرلوں

تا بود کز ہر دو یک وافی شود ³
تاکہ دونوں میں سے ایک باقی رہے
گر بباد آں یک چراغ از جا رود
اگر ہوا سے، ایک چراغ بجھ جائے

ہمچو عارف کز تن ناقص چراغ
جیسا کہ عارف (باخدا) نے جسم کے ناقص چراغ سے
شمع دل افروخت از بہر فراغ
فراغت کے لئے دل کی شمع روشن کرلی ہے

تا کہ روزے کایں بمیرد ناگہاں
تاکہ اگر یہ کسی دن اچانک مرجائے
پیش چشم خود نہد او شمع جاں
وہ اپنے سامنے روح کی شمع رکھے

او نکرد ایں فہم پس داد از غرر
وہ یہ نہ سمجھا اس نے دھوکے سے دیدیا
شمع فانی را بفانی دگر
فنا ہونیوالی شمع کو دوسری فنا ہونیوالی کے بدلے میں

چارہ اندیشید لیکن چارہ نے
اس نے تدبیر سوچی لیکن تدبیر نہیں ہے
گفت با خود نیست بیروں رفتنے
خودی والے کی گفتگو باہر نکلنے کی نہیں ہے

عروس خواستن بادشاہ از بہر پسر از خوف انقطاع نسل

نسل کے منقطع ہونے کے ڈر سے بادشاہ کا اپنے لڑکے کیلئے دلہن کا چاہنا

¹ صد دریچہ۔ موت کے آنے کے سینکڑوں راستے اور دروازے ہیں جب وہ دروازے کھلتے ہیں تو ان کے کواڑ چوں چوں کرتے ہیں۔ ژیغ۔ ان کی چوں چوں کی آواز دنیا کی حرص کی وجہ سے کان نہیں سنتے ہیں۔

² از سوئے تن جسم کے درد اور دشمنوں کے ظلم موت کے دروازوں کے کواڑوں کی چوں چوں ہے۔ تا شمار ریگ۔ یعنی بے تعداد۔ ملتہب شعلہ زن۔ زاں ہمہ۔ ہر مرض کا بدن میں راستہ ہے۔ چراغم۔ یعنی میرے لڑکے کے اولاد نہیں ہے۔ دیگرے۔ یعنی لڑکے کے اولاد ہو جائے۔

³ تا بود۔ خدانخواستہ بیٹا مرے تو پوتا رہ جائے۔ ہمچو۔ بادشاہ کی تدبیر ایسی ہی تھی جیسے باخدا انسان کرتا ہے کہ جسم کا چراغ بجھ جائے تو روح کا چراغ روشن رہے۔ او نکرد۔ بادشاہ اور عارف کے کام میں فرق یہ ہے کہ اس نے فانی کا بدل فانی سوچا یعنی لڑکے کا بدل پوتا۔ چارہ۔ بادشاہ نے جو تدبیر کی وہ درست نہ تھی چونکہ وہ خودی میں مبتلا تھا اس لئے اس کی گفتگو عیبت سے باہر نکلنے کی نہ تھی۔ عروس۔ دلہن۔

653

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس عروسے خواست باید بہرِ او — تا بماند زیں تزوّج[1] نسلِ او
اُس کے لئے ایک دلہن تلاش کرنی چاہئے — تاکہ اِس نکاح سے اُس کی نسل باقی رہے

گر رود سوئے فنا ایں باز باز — فرخِ او گردد زبعدِ باز باز
اگر یہ باز فنا کی جانب چلا جائے، پھر — اُس کا بچہ باز کے بعد باز بن جائے

صورتِ ایں باز گرزینجا رود — معنیِ او در ولد باقی بود
اِس باز کی صورت اگر اِس جگہ سے چل جائے — اُس کی معنویت بچہ میں باقی رہے

بہرِ ایں فرمود آں شاہِ نبیہ — مصطفیٰ کہ اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِیہ
اِسی لئے فرمایا ہے اُس شریف شاہ — مصطفیٰؐ نے، کہ بچہ باپ کا راز ہے

بہرِ ایں معنیٰ ہمہ خلق از شغف — می بیاموزند طفلاں را حِرَف
اِسی لئے تمام لوگ شوق سے — بچوں کو ہُنر سکھاتے ہیں

تا بماند آں معانی در جہاں — چوں شود آں قالبِ ایشاں نہاں
تاکہ دنیا میں وہ خوبیاں باقی رہیں — جب اُن کا جسم چھپ جائے

حق بحکمت حرص شاں داد است وجد — بہرِ رُشدِ ہر صغیرِ مُستعد
اللہ (تعالیٰ) نے دانائی سے اُن کو حرص اور کوشش عطا — ہر صاحبِ استعداد بچے کی رہنمائی کے لئے

من[2] ہم از بہرِ دوامِ نسلِ خویش — جُفت خواہم پورِ خود را خوب کیش
میں بھی اپنی نسل کی ہمیشگی کے لئے — اپنے لڑکے کے لئے خوبصورت بیوی لاؤں گا

دخترے خواہم ز نسلِ صالحے — نے ز نسلِ بادشاہے طالحے
کسی نیک کی نسل کی لڑکی چاہوں گا — نہ کسی بدمعاش بادشاہ کی نسل کی

شاہ خود آں صالح ست آزادہ او — نے اسیرِ حرصِ فرج ست و گلو
بادشاہ وہ ہے، جو نیک اور آزاد ہے — نہ وہ جو شرمگاہ اور حلق کی حرص کا قیدی ہو

مر اسیراں[3] را لقب کردند شاہ — عکس چوں کافور نامِ آں سیاہ
لوگوں نے قیدی کو شاہ کا لقب دیا ہے — بالعکس جیسا کہ حبشی کا نام کافور

شد مفازہ بادیہ خونخوارہ نام — نیک بخت آں پیس را گویند عام
خونخوار جنگل کا نام مفازہ بنا — کوڑھی کو عوام نیک بخت کہتے ہیں

ہے۔ پیس۔ کوڑھی کو نیک بخت کہا جاتا ہے حالانکہ اُس سے زیادہ بدنصیب کون ہوگا۔

[1] تزوّج۔ نکاح کرنا۔ باز۔ یعنی لڑکا۔ فرخ۔ پرند کا بچہ یعنی لڑکے کا لڑکا۔ معنیِ او۔ لڑکے کی خوبیاں۔ بہرِ ایں۔ چونکہ بیٹے میں باپ کی خوبیاں ہوتی ہے اِسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِیہٖ۔ بچہ باپ کا راز ہے۔۔۔ حِرَف۔ کاریگر اولاد کو اپنا ہنر سکھاتا ہے تاکہ وہ ہنر اُس کے مرنے کے بعد بھی باقی رہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے والدین میں یہ جذبہ اِسی لئے رکھا ہو کہ اُنکے ہنر اُن کے بعد بھی باقی رہیں۔

[2] من ہم۔ بادشاہ نے کہا میں بھی اپنی نسل باقی رکھنے کیلئے اپنے لڑکے کی شادی کروں گا۔ صالحے۔ لڑکے کی دُلہن کسی نیک شخص کی لڑکی کو بناؤں گا۔ طالح۔ بدکار، بدمعاش۔ صالح۔ باخدا انسان کو شاہ کہنا چاہیئے دنیادار تو شرمگاہ، اور حلق کا قیدی ہوتا ہے۔

[3] اسیراں۔ عام بادشاہوں کو بادشاہ کہنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ حبشی کا نام کافور رکھ دیا جائے یہ بالعکس بات ہو۔ عموماً بادشاہ کھانے پینے اور عیاشی کے قیدی ہوتے ہیں۔ حبشی کالا ہوتا ہے کافور سفید ہوتا ہے۔ شد مفازہ۔ مفازہ کے معنی ہیں کامیابی کی جگہ لیکن جنگل کو مفازہ کہا جاتا ہے حالانکہ وہ ہلاکت کی جگہ

۶۵۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہر اسیرِ شہوت و حرص و امل | بر نوشتہ میر یا صدرِ اجل[1]

ہر شہوت اور لالچ اور آرزو کے قیدی کو | میر یا بڑا صدر لکھا ہے

آں اسیرانِ اجل را عام داد | نامِ میرانِ اجل اندر بلاد

اُن موت کے قیدیوں کو عوام نے دیدیا ہے | شہروں میں بڑے حاکموں کا نام

صدر خوانندش کہ در صفِ نعال | جانِ او بستہ است یعنی جاہ و مال

اُس کو صدر کہتے ہیں، جس کے جوتوں کی صف میں | جان بندھی ہے یعنی جاہ و مال میں

اختیار کردنِ پادشاہ دخترِ زاہد را از جہتِ پسر و اعتراض کردنِ اہلِ بیت و ننگ داشتنِ ایشاں از پیوندِ درویشاں

بادشاہ کا لڑکے کے لئے ایک زاہد کی لڑکی کو منتخب کرنا اور گھر والوں کا اعتراض کرنا اور درویشوں کے ساتھ رشتے سے ذلت محسوس کرنا

ایں سخن را نیست پایاں خاست جفت | بہرِ پورِ خویشتن شاہ از نہفت

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، بیوی مانگ لی | بادشاہ نے چپکے چپکے اپنے لڑکے کیلئے

شاہ چوں با زاہدے خویشی گزید | ایں خبر در گوشِ خاتوناں رسید

بادشاہ نے جب ایک زاہد کے یہاں رشتہ پسند کیا | یہ خبر عورتوں کے کان میں پہنچی

مادرِ شہزادہ گفت از نقصِ عقل | شرطِ کفویت بود در عقل و نقل

عقل کی کمی کی وجہ سے شہزادے کی ماں نے کہا | عقل اور نقل میں جوڑ شرط ہے

تو ز شح[2] و بخل خواہی وز دہا | تا بہ بندی پورِ ما را بر گدا

تو کنجوسی اور بخل اور مکاری سے چاہتا ہے | کہ میرے بچے کو فقیر کے ساتھ باندھ دے

گفت صالح را گدا گفتن خطاست | کو غنیُّ القلب از دادِ خداست

اس نے کہا نیک شخص کو فقیر کہنا غلطی ہے | کیونکہ وہ خدا کی دین سے دل کا مالدار ہے

در قناعت[3] میگریزد از تقی | نز لئیمی و کسل ہمچوں گدا

پرہیزگاری کی وجہ سے وہ قناعت اختیار کرتا ہے | نہ کہ فقیر کی طرح کاہلی اور کمینہ پن سے

قلتے کاں از قناعت وز تقاست | آں ز فقر و قلتِ دوناں جداست

وہ کمی جو قناعت اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے | وہ کمینوں کی کمی اور فقر سے جداگانہ ہے

حبہ آں گر بیابد سر نہد | ویں ز گنجِ زر بہمت مے جہد

وہ اگر ایک حبہ بھی پاتا ہے سر جھکا دیتا ہے | یہ سونے کے خزانے سے ہمت کی وجہ سے بھاگتا ہے

---

[1] اَجل۔ پہلے مصرع میں موت کے معنی میں ہے دوسرے مصرع میں بزرگ کے معنی میں ہے۔ نعال۔ جوتے یعنی رتبہ اور مال۔ اختیار کردن۔ بادشاہ نے لڑکے کی دلہن بنانا۔ ایک نیک شخص کی لڑکی کو پسند کیا بیوی نے اس پر اعتراضات شروع کر دیئے۔ پور۔ لڑکا۔ کفویت۔ شریعت اور عقل کہتی ہے کہ لڑکے اور لڑکی کا جوڑ ہونا چاہیے۔

[2] شح۔ سخت قسم کا بخل۔ دہا۔ مکر یعنی تو مکر سے ڈر کر فقیر گھرانے میں لڑکے کی شادی کرنا چاہتا ہے۔ گفت۔ نیک اور قانع انسان کو گدا اور فقیر کہنا درست نہیں ہے۔

[3] قناعت۔ تھوڑے پر صبر، اگر انسان تقوے کی وجہ سے قناعت اختیار کرتا ہے تو اس کو گدا نہیں کہا جا سکتا۔ حبہ۔ گدا اور قانع میں بہت فرق ہے گدا ایک پیسہ کے لئے سر جھکا دیتا ہے اور قانع خزانوں پر لات مار دیتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شہ[1] کہ اُو از حرص قصدِ بر حرام
وہ بادشاہ جو حرص کی وجہ سے حرام کا ارادہ

میکُند اُو را گدا گوید ہُمام
کرتا ہے، اُس کو بڑا انسان فقیر کہتا ہے

گفت کُو شہر و قِلاع اُو را جہیز
اُسنے کہا شہر اور قلعے اُسکے پاس جہیز میں دینے کو کہاں؟

یا نثارِ گوہر و دینار ریز
یا نچھاور کرنے اور بکھیرنے کیلئے موتی اور دینار کہاں ہیں؟

گفت رَو ہر کُو غمِ دیں بَرگزید
اُسنے کہا، جا جس نے دین کا غم اختیار کر لیا ہے

باقیِ غمہا خدا از وے بُرید
باقی غموں کو خدا نے اس سے جُدا کر دیا ہے

غالب[2] آمد شاہ و پسندید دخترے
بادشاہ غالب آیا اور اُس نے ایک لڑکی پسند کر لی

از نژادِ صالحے خوش جوہرے
عمدہ مزاج والے ایک نیک شخص کی نسل سے

در مَلاحت خود نظیرِ خود نداشت
حُسن میں وہ اپنا ثانی نہ رکھتی تھی

چہرہ اَش تاباں تَر از خورشیدِ چاشت
چار گھڑی دن کے سورج سے زیادہ روشن چہرے والی

حُسنِ دختر ایں خصالش آنچناں
لڑکی کا حُسن (اور) اُس کی یہ خصلتیں ایسی تھیں

کز نکوئی می نگُنجد در بیاں
کہ خوبی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتی ہیں

صیدِ دیں کُن تا رسد اندر تبَع
دین کا شکار کر تاکہ تابع بن کر آئے

حُسن و مال و جاہ و بختِ مُنتفع
حُسن اور مال اور رُتبہ اور نفع کے قابل نصیب

آخرت[3] قطّارِ اُشتر داں عمُو
اے چچا! آخرت کو اونٹ کی قطار سمجھ

در تبَع دنیاش ہمچوں پشک و مُو
اُس کے پیچھے دنیا کو مینگنی اور بال (سمجھ)

پشم بگزینی شُتر نبُوَد تُرا
اگر تو اُون پسند کریگا، اونٹ تیرے نہ ہونگے

وَر بُوَد اُشتر چہ قیمت پشم را
اور اگر اونٹ ہیں تو اُون کی کیا قیمت؟

جادوئی کردن کمپیرِ کابلی شاہزادہ را و فریفتہ شدن شاہزادہ
ایک کابلی بڑھیا کا شہزادے پر جادو کر دینا اور شہزادے کا عاشق ہو جانا

چوں بر آمد ایں نکاح آں شاہ را
جب اُس شہزادے کا نکاح ہو گیا

با نژادِ صالحان و اولیا
نیکوں اور ولیوں کی نسل سے

از قضا کمپیرکِ جادو کہ بُود
قضائے (خداوندی) سے جادوگرنی بڑھیا جو تھی

عاشقِ شہزادہ با حُسن و جُود
حسین شہزادے پر عاشق

جادوئی کردش عجوزِ کابلی
اُس پر کابلی بڑھیا نے ایسا جادو کر دیا

کہ بَرد زاں رَشک سحرِ بابلی
کہ (جادو) بابل کا جادو (بھی) اُس پر رشک کرے

[1] شہ۔ جو بادشاہ کمانے میں حلال حرام کا فرق نہ کرے بزرگ لوگ اُس کو گدا کہتے ہیں۔ گفت۔ ملکہ نے کہا اُن لوگوں کے پاس نہ علاقہ ہے نہ قلعے جو وہ لڑکی کو جہیز میں دینگے نہ لڑکی کی رخصتی کے وقت ڈولے پر نثار کرنے کے لئے زر و جواہر ہیں.... گفت رَو۔ شاہ نے ملکہ سے کہا کہ مجھے اب دین کی فکر ہے اور جو شخص دین کی فکر میں لگ جاتا ہے دوسرے غموں سے آزاد ہو جاتا ہے لہٰذا مجھے جہیز وغیرہ نہ ہونے کا کوئی غم و فکر نہیں ہے۔

[2] غالب آمد۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ نے ملکہ کی باتیں نہ سُنیں اور ایک نیک شخص کی لڑکی کو بیاہ لایا جو انتہائی حسین تھی جس کا حُسن بیان سے باہر ہے۔ صید دیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کو دین حاصل کرنا چاہیئے دوسری چیزیں اُس کے تابع ہیں وہ اصل مقصود نہ ہونی چاہئیں۔

[3] آخرت۔ آخرت کی مثال اونٹوں کی قطار کی ہے اور دنیا کی مثال اُن کی مینگنیوں اور بالوں کی سی ہے۔ پشم بگزینی۔ اگر تو محض اُنکے اون کی فکر میں لگا تو قطار ہاتھ نہ آئیگی۔ جادوئی۔ شادی کے بعد شہزادے پر ایک بڑھیا جادوگرنی نے جو کابلی تھی جادو کر دیا وہ بڑھیا اُس پر عاشق ہو گئی تھی اور اُسکو اپنے جال میں پھنسا لیا۔ بابلی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

شہ بچہ شد عاشقِ کمپیرِ زشت ۱ — تا عروس و آں عروسی را ہشت

شہزادہ بدصورت بڑھیا پر عاشق ہو گیا — یہاں تک کہ اُس نے دُلہن اور شادی سے کنارہ کر لیا

یک سیہ دیوے و کابولی زنے — گشت بر شہزادہ ناگہ رہزنے

ایک کالا بھوت اور کابلی عورت — اچانک شہزادے کی ڈاکو بن گئی

زاں سیہ روئے خبیثِ نابکار — گشت آں شہزادہ مدہوش و نزار

اُس کلموئی، خبیث نابکار کی وجہ سے — شہزادہ مدہوش اور لاغر ہو گیا

آں نود سالہ عجوزِ گندہ پیر — نے خرد ہشت آں ملک را نے ضمیر

اُس نوّے سالہ بڑھیا کھوسٹ نے — اُس شہزادے کی نہ عقل چھوڑی، نہ دل

تا بسالے بود شہزادہ اسیر ۲ — بوسہ جایش نعلِ کفشِ گندہ پیر

یہاں تک کہ شہزادہ ایک سال قیدی رہا — بڑھیا کی جوتی کا تلا اُس کی بوسہ گاہ تھی

صحبتِ کمپیر اُو را می زلود — تا زکاہش نیم جانے ماندہ بود

بڑھیا کی صحبت اُس کو تباہ کر رہی تھی — یہاں تک کہ گھُلاؤ کی وجہ سے آدھی جان رہ گئی تھی

دیگراں از ضعفِ وے با دردِ سر — اُو ز سکرِ سحر از خود بے خبر

دوسرے اُس کی کمزوری سے دردِ سر میں تھے — وہ جادو کے نشے سے اپنے آپ سے غافل تھا

ایں جہاں بر شاہ چوں زنداں شدہ — ویں پسر بر گریہ شاں خنداں شدہ

بادشاہ پر یہ دنیا قید خانہ کی طرح ہو گئی تھی — یہ لڑکا اُن کے رونے پر ہنستا تھا

شاہ بس بیچارہ شد در بُرد و مات ۳ — روز و شب می کرد قربان و زکات

اُس بازی میں بادشاہ لاچار ہو گیا — دن رات قربانی اور خیرات کرتا تھا

زانکہ ہر چارہ کہ می کرد آں پدر — عشقِ کمپیرک ہمی شد بیشتر

باپ جس قدر بھی تدبیر کرتا تھا — بڑھیا کا عشق بڑھتا تھا

پس یقیں گشتش کہ مطلق آں سر است — چارہ اُو را بعد ازیں لابہ گر است

تو اُسکو یقین ہو گیا کہ یہ مطلقاً اُس (ذات) کی جانب سے ہے — اُسکے بعد اُس کی تدبیر (اللہ کے سامنے) خوشامد ہے

سجدہ می کرد اُو کہ ہم فرماں ترا ست — غیرِ حق بر مُلکِ حق فرماں کرا ست

وہ سجدے کرتا کہ تیرا ہی حکم ہے — اللہ (تعالیٰ) کی سلطنت میں اللہ (تعالیٰ) کے علاوہ کس کا حکم ہے؟

لیکن ایں مسکیں ہمی سوزد چو عود — دستگیرش اے رحیم و اے ودود

لیکن یہ مسکین اگر کی طرح جل رہا ہے — اے رحم کرنے والے! اے محبوب! اس کی دستگیری کر

---

۱ کمپیر۔ بڑھیا، بڑھا کابلی۔ زاں۔ شہزادہ اُس خبیث کے عشق میں مدہوش رہنے لگا اور لاغر ہو گیا۔ گندہ پیر بہت بڑھا یا بڑھیا۔ ملکت یعنی شہزادہ۔ ضمیر۔ دل۔

۲ تابسالے۔ ایک سال تک شہزادہ اُسکی قید میں رہا اور اُس کی جوتیاں چوستا تھا۔ صُحبت۔ یعنی اُس بڑھیا کی ہمبستری سے وہ گھُل گھُل کر کانٹا رہ گیا تھا۔ دیگراں۔ دوسرے اُس کی لاغری کو دیکھ کر دردِ سر میں مبتلا ہوئے اور وہ اپنی حالت سے بے خبر تھا۔ ویں پسر۔ بادشاہ شہزادے کے غم میں روتا تھا تو شہزادہ اُس کے رونے پر ہنستا تھا۔

۳ شاہ۔ بادشاہ اُس جادو کے معاملہ میں لاچار تھا اور صدقہ خیرات کرتا رہتا تھا کہ اُس کے ذریعہ یہ مصیبت ٹل جائے۔ زانکہ۔ اگر وہ اُس جادو کا کوئی توڑ کرتا تھا تو جادو اور مضبوط ہو جاتا تھا۔ پس۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو اُس کو یقین ہو گیا کہ یہ سب کچھ اللہ کی جانب سے ہے اُسی کے سامنے رونا اور دعا کرنا چاہیئے لہٰذا اُس نے اللہ کی عبادت اور دعائیں شروع کر دیں۔ لیکن۔ بیشک تیرا ہی حکم ہے لیکن میں اگر کی طرح جل رہا ہوں میری دستگیری فرما۔

656

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مُستجاب[۱] شُدنِ دعای بادشاہ در خلاصِ پسر از جادوئی کابلی

کابلی کی جادوگری سے چھٹکارے کے بارے میں بادشاہ کی دُعا قبول ہونا

تا زیارب یاربِ افغانِ شاہ
یہانتک کہ بادشاہ کی یارب یارب (اللہ) فریاد کیوجہ سے

ساحرے اُستاد پیش آمد زراہ
ایک اُستاد جادوگر، سفر سے سامنے آگیا

اُو شنیدہ بُود از دور ایں خبر
اُس نے دُور سے یہ بات سُنی تھی

کہ اسیرِ پیرہ زن شُد آں پسر
کہ وہ لڑکا بڑھیا کا قیدی بن گیا ہے

کاں عجُوزہ بُود اندر جادوئی
کیونکہ وہ بڑھیا جادوگری میں

بے نظیر و ایمن از مثل و دوئی
بے نظیر اور مثل اور دوئی سے مطمئن تھی

دست[۲] بر بالای دستست اے فتیٰ
اے نوجوان! ہاتھ سے بڑھ کر ہاتھ ہے

در فن و در زور تا ذاتِ خدا
ہُنر اور طاقت میں اللہ (تعالےٰ) کی ذات تک

مُنتہای دستہا دستِ خداست
تمام ہاتھوں کا آخر خدا کا ہاتھ ہے

بحر بیشک مُنتہای جوہاست
یقیناً دریاؤں کا آخر سمندر ہے

ہَم ازو گیرند مایہ اَبر ہا
اَبر اُسی سے سرمایہ حاصل کرتے ہیں

ہَم بدو باشد نہایت سَیل را
اسی پر سیلاب کی انتہا ہوتی ہے

گفت شاہش کایں پسر از دست رُفت
بادشاہ نے اُس سے کہا یہ لڑکا ہاتھ سے گیا

گفت اینک آمدم درمانِ زُفت
اُسنے کہا اب میں زبردست علاج آگیا ہوں

نیست[۳] ہمتا زاں را ایں ساحراں
اِن جادوگروں میں کوئی بڑھیا جیسا نہیں ہے

جُز منِ داہی رسیدہ زاں کراں
سوائے مجھ ہوشیار کے جو اُس جانب سے آگیا ہو

چوں کفِ موسیٰؑ بہ اَمرِ کردگار
اللہ (تعالےٰ) کے حکم سے حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ کی طرح

نک بر آرم من زِ سحرِ اُو دِمار
اب میں اُس کے جادو کی تباہی مچا دوں گا

کہ مرا ایں علم آمد زاں طرَف
کیونکہ میرا یہ علم اُس (اللہ تعالےٰ) کیطرف سے آیا ہے

نے زِ شاگردیِ سحرِ مُستخف
ذلیل جادو کی شاگردی سے نہیں ہے

آمدم تا بر گُشایم سحرِ اُو
میں آیا ہوں تاکہ اُس کا جادو کھول دوں

تا نماند شاہزادہ زرد رُو
تاکہ شہزادہ پیلے چہرے کا نہ رہے

سُوئے گورستاں برو وقتِ سحر
صبح کے وقت قبرستان کی جانب جا

پہلوی دیوار ہست اسپید گور
ایک دیوار کے پہلو میں سفید قبر ہے

۱۔ مُستجاب۔ قبول شدہ۔ تا زیارب۔ بادشاہ کے یارب یارب سے ایک جادوگر سفر کرکے آگیا۔ اُو شنیدہ۔ اُس جادوگر نے سُن لیا تھا کہ شہزادہ جادوگرنی کے پھندے میں ہے۔ کاں عجُوزہ۔ کیونکہ اُس بڑھیا جادوگرنی کی بہت شہرت تھی۔

۲۔ دست۔ مولانا فرماتے ہیں دنیا میں ہنرمند سے بڑھ کر ہُنرمند ہے تمام ہُنرمندیاں خدا پر جاکر ختم ہوتی ہیں۔ بحر۔ تمام دریا سمندر میں جاکر گرتے ہیں۔ ہم ازو۔ سمندر کے ابخرات بادل بنکر برستے ہیں۔ گفت۔ بادشاہ نے اُس آنے والے جادوگر سے کہا کہ شہزادہ ہمارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ آمدم۔ اِس جادوگر نے کہا میں اُس کا علاج بن کر آیا ہوں۔

۳۔ نیست۔ اُس جادوگر نے کہا اُس بڑھیا کے توڑ جوڑ کا سوائے میرے کوئی جادوگر نہیں ہے۔ کفِ موسیٰ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے یدِ بیضا کے معجزے نے تمام جادوگروں کو شکست دی تھی میں اُس کا مقابلہ کرکے اُس کے جادو کو تباہ کردوں گا۔ کہ مرا۔ میرا علم خداوندی الہام سے ہے میں نے کسی جادوگر سے نہیں سیکھا ہے۔ مستخف۔ ذلیل۔ سحری۔ جادوگر نے کہا صبح کے وقت قبرستان جائیے وہاں آپ کو دیوار کے پہلو میں ایک سفید قبر ملے گی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سوی[1] قبلہ باز کاو آں جای را — تا ببینی قدرت و صنعِ خدا
اُس جگہ کو قبلہ کی جانب کھود — تاکہ تو خدا کی قدرت اور کاریگری دیکھے

پس دراز است ایں حکایت تو ملول — زبدہ را گویم رہا کردم فضول
یہ قصہ لمبا ہے (اور) تو درماندہ ہے — خلاصہ بتاتا ہوں، زاید کو چھوڑتا ہوں

سوی گورستان رفت آں شاہ زود — گور را آں شاہ اک دم بر کشود
وہ بادشاہ فوراً قبرستان کی جانب گیا — بادشاہ نے فوراً قبر کو کھولا

جادوی بہا دید نہاں اندرو — صد گرہ بر بستہ بر یک تارِ مو
بڑا جادو اُس میں دبا ہوا دیکھا — ایک بال پر سینکڑوں گرہیں لگی ہوئی تھیں

واں[2] گرہ ہای گراں را بر کشاد — پس ز محنت پورِ شہ را راہ داد
اُس (جادوگر) نے اُن مضبوط گرہوں کو کھولا — شہزادہ کو مصیبت سے نجات دی

آں پسر با خویش آمد شد دواں — سوی تختِ شاہ با صد امتحاں
وہ شہزادہ ہوش میں آگیا (اور) دوڑا — بہت محنت سے بادشاہ کے تخت کی جانب

سجدہ کرد و بر زمیں می زد ذقن — در بغل کردہ پسر تیغ و کفن
سجدہ کیا اور زمین پر ٹھوڑی رگڑی — لڑکے نے بغل میں تلوار اور کفن لئے ہوئے

شاہ آئیں بست و اہلِ شہر شاد — واں عروسِ ناامید و بے مراد
شاہ نے جشن منایا اور شہر والے خوش ہوگئے — اور وہ مایوس اور نامراد دلہن

عالم از سر زندہ گشت و با فروز — اے[3] عجب آں روز روز امروز بود
دنیا از سر نو زندہ اور پُر رونق ہوگئی — تعجب ہے وہ بھی ایک دن تھا اور آج بھی ایک دن

یک عروسی کرد شاہ او را چناں — کہ جلاب و قند بد پیشِ سگاں
بادشاہ نے اُس کی شادی کی دعوت ایسی کی — کہ گلاب اور شکر کتوں کے سامنے تھا

جادوی کمپیر از غصہ بمرد — روی و خوی زشت با مالک سپرد
جادوگرنی بڑھیا رنج سے مرگئی — چہرہ اور بری عادت مالک کے سپرد کردی

شاہ آئیں بست و آمد در نیاز — راز گفتے با خدای کارساز
شاہ نے جشن منایا اور نیازمندی اختیار کی — خدائے کارساز سے دل کی بات کہتا تھا

شاہزادہ در تعجب ماندہ بود — کز من او عقل و نظر چوں در ربود
شہزادہ تعجب میں پھنسا تھا — کہ وہ بڑھیا میری عقل و نظر کس طرح اچک لے گئی

[1] سوی قبلہ۔ اُس آنے والے جادوگر نے بادشاہ سے کہا کہ اُس سفید قبر کو قبلہ کی جانب سے کھودنا پھر تجھے خدا کی قدرت نظر آجائیگی۔ زبدہ۔ خلاصہ۔ فضول۔ زائد چیز۔ جادو بہا۔ اُس بڑھیا نے ایک بال میں سینکڑوں گرہیں لگا کر جادو کیا تھا وہ اُس قبر میں سے نکلا۔

[2] واں۔ بادشاہ اُس بال کو اُس جادوگر کے پاس لے آیا تو اُس نے اُس کی گرہیں کھولیں اور شہزادے کو جادو سے نجات دیدی۔ آں پسر۔ جادو ختم ہونے کے بعد شہزادہ فوراً باپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ در بغل۔ اپنے فعل پر شرمندہ تھا اور اپنے آپ کو مجرم قرار دے کر اپنے ساتھ تلوار اور کفن بھی لایا۔ آئیں بست۔ جشن منایا۔

[3] اے عجب۔ مولانا فرماتے ہیں جس دن جادو ہوا تھا وہ بھی ایک دن تھا اور آج جبکہ جادو ختم ہوا اور خوشیاں منائی جارہی ہیں یہ بھی ایک دن ہے۔ عروسی یعنی ولیمہ۔ جلاب گلاب۔ پیش سگاں یعنی اُس دعوت کی نعمتوں سے کتے بھی محروم نہ رہے۔ مالک۔ اُس فرشتہ کا نام ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔ شاہ۔ بادشاہ انتہائی خوش تھا اور اللہ تعالٰی سے راز و نیاز کی باتیں کرتا تھا۔ شاہزادہ۔ جب جادو ختم ہوگیا تو اپنے معاملہ پر شہزادہ حیران تھا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نو عروسے دید ہمچوں ماہِ حسن ۱ — کہ ہمی زد بر ملیحاں راہِ حسن
اُس نے حُسن کا چاند جیسی دُلہن دیکھی — جو حسینوں پر حُسن کی راہ مسدود کرتی تھی

گشت بیہوش و برُو اندر فتاد — تا سہ روز از صدر او گم شد فواد
وہ بیہوش ہو گیا اور مُنہ کے بل گر پڑا — تین دن تک اُس کا دل سینے سے غائب رہا

سہ شبانہ روز اُو بیہوش گشت — تا کہ خلق از غشیِ اُو پُر جوش گشت
تین دن رات وہ بے ہوش رہا — یہاں تک کہ مخلوق اُس کی بیہوشی سے مضطرب ہو گئی

از گلاب و از علاج آمد بخود — اندک اندک فہم گشتش نیک و بد
وہ گلاب اور علاج سے ہوش میں آیا — رفتہ رفتہ وہ اچھے بُرے کو سمجھنے لگا

بعد سالے ۲ شاہ گفتش در سخن — کاے پسر یاد آر ازاں یارِ کہن
ایک سال کے بعد گفتگو کے دَوران میں بادشاہ نے اُس سے کہا — کہ اے بیٹا! پُرانے دوست کو بھی، یاد کر لیا کر

یاد آور زاں ضجیع وزاں فراش — تا بدیں حد بیوفا و مُرّ مباش
اُس ہمبستر اور بیوی کو یاد کر — اس حد تک بے وفا اور کڑوا نہ بن

گفت رَو من یافتم دارُ السُّرور — وا رہیدم از چہِ دارُ الغُرور
اُس نے کہا جائیے میں نے خوشی کا گھر پا لیا — میں دھوکے کے گھر کے کنوئیں سے نجات پا گیا

ہمچناں ۳ باشد چو مومن راہ یافت — سوی نورِ حق ز ظلمت رُوی تافت
ایسا ہی ہوتا ہے جب مومن نے راستہ پا لیا — اللہ (تعالیٰ) کے نور کی جانب اُس نے تاریکی سے منہ موڑا

مخلصِ ایں قصہ بر گفتم تمام — تا بدانی مقصدِ خود والسلام
میں نے اس قصہ کا پورا خلاصہ بتا دیا — تاکہ تو اپنا مقصد سمجھ لے والسلام

دربیانِ آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است پدرش آدم صفی خلیفۂ
اس کا بیان کہ شہزادے (سے) انسان (مراد) ہے اور اُس (شہزادے) کا باپ حضرت
حق مسجودِ ملائکہ و آں کمپیر کابلی دنیا است کہ آدمی بچہ را از پدر
آدم برگزیدہ اللہ (تعالیٰ) کے خلیفہ، ملائکہ کے مسجود ہیں اور کابلی بڑھیا دنیا ہے جس نے
برید بسحر و انبیا و اولیا آں طبیبِ تدارک کنندہ اند
آدم کی اولاد کو جادو کے ذریعہ باپ سے جدا کر دیا ہے اور نبی اور ولی وہ علاج کرنے والے طبیب ہیں

اے برادر داں کہ شہزادہ توئی — در جہانِ کہنہ زادہ از نوی
اے بھائی! جان لے کہ شہزادہ تو ہے — پُرانی دنیا میں تو نیا پیدا ہوا ہے

---

۱ نو عروسے۔ اب اپنی دُلہن کے پاس گیا تو اُس کو انتہائی حسین پایا۔ گشت۔ اُس کا حُسن دیکھ کر بیہوش ہو گیا اور تین دن تک بیہوش رہا جس سے لوگ پریشان ہو گئے۔ از گلاب۔ بیہوشی کا علاج ہوا تب اُس کو رفتہ رفتہ ہوش آیا۔

۲ بعد سالے۔ ایک سال کے بعد دورانِ گفتگو میں بادشاہ نے شہزادے سے کہا کہ اپنی بڑھیا جادوگرنی کو بھی کبھی یاد کر لیا کرو۔ مُر۔ کڑوا۔ دار السرور۔ جنت یعنی دُلہن۔ دار الغرور۔ دنیا یعنی بڑھیا جادوگرنی۔

۳ ہمچناں۔ جو حالت شہزادے کی تھی کہ اُس بڑھیا کو یاد کرنا بھی پسند نہ کرتا تھا یہی حالت ایک مومن کی ہوتی ہے جبکہ اُس کو نورِ خداوندی حاصل ہو جائے وہ دنیا کے ظلمت کدہ کو یاد کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ اے برادر۔ ہم نے اس قصہ میں جو شہزادہ کہا ہے اُس سے ہر آدم زادہ (انسان) مراد ہے اور کابلی جادوگرنی سے مراد دنیا ہے جس نے بنی آدم پر جادو کر رکھا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کابلیِ جادو ایں دنیاست کو — کرده مرداں را اسیرِ رنگ و بو

کابلی جادوگرنی یہ دنیا ہے، جس نے — انسانوں کو (اپنے) رنگ و بو کا قیدی بنا لیا ہے

چوں در افگندت دریں آلوده وژد[1] — دم بدم میخواں و میدم قل اعوذ

جبکہ اُسنے تُجھے اس گندگی میں ڈالدیا ہے — ہر وقت قُل اعوذ پڑھ اور دم کرتا رہ

تا رہی زیں جادوی وزیں قلق — استعانت خواه از ربّ الفلق

تاکہ اس جادو اور پریشانی سے نجات پالے — صبح کے سفیدے کے رب سے مدد چاہ

زاں نبیؐ دنیات را سحاره خواند — کو بافسوں خلق را در چَہ نشاند

اسی لئے نبیؐ نے تیری دنیا کو جادوگرنی کہا ہے — کیونکہ اُسنے جادو کے ذریعہ مخلوق کو کنوئیں میں ڈالدیا ہے

ہیں فسونِ گرم دارد گنده پیر — کرده شاہاں را دمِ گرمش اسیر

خبردار! بڑھیا تیز جادو رکھتی ہے — بادشاہوں کو اُسکے گرم دم نے قیدی بنا لیا ہے

در درونِ سینہ نفّاثاتِ[2] اوست — عُقدہائے سحر را اثبات اوست

وہ سینہ میں (منتر پڑھ کر) پھونکیں مارنیوالی ہے — وہ جادو کی گرہوں کو باندھنے والی ہے

ساحره دنیا قوی دانا زنے ست — حلِّ سحرِ او بپائے عامہ نیست

جادوگرنی دنیا بہت عقلمند عورت ہے — اُس کے جادو کا توڑ عوام کے بس کا نہیں ہے

ور گشادے عقدهٔ اُو را عقلہا — انبیا را کے فرستادے خدا

اگر عقلیں اُس کی گرہیں کھول سکتیں تو — اللہ تعالےٰ نبیوں کو کب بھیجتا؟

ہیں طلب کن خوش دمے عقده گشا — راز دانِ یفعل اللہ ما یشا

آگاہ! گرہ کھولنے والا اچھا دم کرنیوالا تلاش کرے — جو یفعل اللہ ما یشاء کا رازداں ہو

ہمچو ماہی[3] بستہ است او بہ شست — شاہزاده مانده سالے و تو شصت

اُس نے تجھے مچھلی کی طرح کانٹے میں پھنسا لیا ہے — شہزادہ ایک سال (پھنسا) رہا تو ساٹھ سال

شصت سال از شستِ او در محنتی — نے خوشی نے بر طریقِ سنتی

تو ساٹھ سال سے اُسکے کانٹے میں مصیبت میں ہے — تو نہ خوش ہے نہ سنت کے راستہ پر ہے

فاسقی بدبخت نے دنیات خوب — نے رہیده از وبال و از ذنوب

تو بدبخت، فاسق ہے، نہ تیری دنیا ہی اچھی ہو — نہ وبال اور گناہوں سے بچا ہوا ہے

نفخِ او ایں عقدہا را سخت کرد — پس طلب کن نفخۂ خلّاقِ فرد

اُس کے پھونکنے نے ان گرہوں کو مضبوط کر دیا ہو — خالقِ احد کی پھونک کا طلبگار بن

---

[1] وژد - اگر دال سے پہلے حرف علت ہو تو بعض جگہ اس کو ذال سے بدل لیتے ہیں۔ قُل اعوذ - آنحضورؐ پر یہ سورت جادو کے توڑ کے لئے نازل ہوئی۔ اسی سورت میں خدا کو ربّ الفلق یعنی صبح کی سفیدی کا رب فرمایا گیا ہے۔ زاں - آنحضورؐ نے دنیا کو جادوگرنی فرمایا ہے جو انسانوں کو جادو کے کنوئیں میں بند کر دیتی ہے۔ سحاره - جادوگرنی۔ فسونِ گرم - تیز جادو۔

[2] نفّاثات - منتر پڑھ کر پھونکنے والیاں۔ حلّ سحر - دنیا کے جادو کا توڑ ہر شخص کے بس کا نہیں ہے۔ ور گشادے - دنیا کے جادو کی گرہیں اگر عقل کھول سکتی تو نبیوں اور رسولوں کے آنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ یفعل اللہ ما یشاء - خدا جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے یعنی مقدراتِ خداوندی۔

[3] ہمچو ماہی - شہزادہ تو جادوگرنی کے جال میں ایک سال ہی رہا تو ساٹھ سال یعنی اپنی ساری عمر دنیا کے جال میں پھنسا رہا۔ شست - مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ فاسقی - تیری دنیا اور دین دونوں برباد ہیں۔ نفخِ او - دنیا نے منتر پڑھ کر جو گرہ لگائی ہے وہ بہت سخت ہے وہ اللہ کے پھونکنے ہی کھل سکے گی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تا نفخت فیہ من روحی ترا ‌‌ — وارہاند زین و گوید برتر آ
تاکہ "نفخت فیہ من روحی" تجھے — اس سے چھڑا دے اور کہہ دے آگے آ جا

جز بنفخ حق نسوزد نفخ سحر — نفخ قہرست این و آں دم نفخ مہر
جادو کی پھونک اللہ کی پھونک ہی سے جلتی ہے — یہ ظلم کی پھونک ہے اور وہ محبت کی پھونک ہے

رحمت او سابق ست از قہر او — سابقی خواہی برو سابق بجو
اس کی رحمت اس کے قہر سے پہلے ہے — تو آگے بڑھنا چاہتا ہے تو جا سابق کی تلاش کر

تا رسی اندر نفوس زوجت — کاے شہ مسحور اینک مخرجت
تاکہ تو "زوجت" والے نفسوں میں داخل ہو جائے — کیونکہ اے جادو میں مبتلا شہزادے یہ تیرے نکلنے کی جگہ ہے

باوجود زال ناید انحلال — در شبیکہ در بر آں پیر دلال
بڑھیا کے ہوتے ہوئے (جادو کی گرہ کا) کھلنا حاصل نہیں ہو گا — (اور) وہ ناز دیں بھری چال اور بغل میں (نہ آئیگی)

نے کہ فرمود آں سراج امتاں — ایں جہان و آں جہاں را ضرتاں
کیا امتوں کے چراغ نے نہیں فرمایا — اس دنیا اور اس جہان کو دو سوتیں

پس وصال ایں فراق آں بود — صحت ایں تن سقام جاں بود
تو اس کا وصال اس کا فراق ہے — اس جسم کی تندرستی جان کی بیماری ہے

سخت می آید فراق ایں ممر — پس فراق آں مقر داں سخت تر
اس گذرگاہ کی جدائی سخت لگتی ہے — تو اس قیامگاہ کی جدائی زیادہ سخت ہے

چوں فراق نقش سخت آید ترا — تا چہ سخت آید ز نقاشش جدا
جب تجھے نقش کی جدائی سخت لگتی ہے — تو اس کے نقاش کی جدائی کسقدر سخت ہوگی

اے کہ صبرت نیست از دنیای دوں — چونت صبرست از خدا اے دوست چوں
اے وہ کہ تجھے اس کمینی دنیا سے صبر میسر نہیں — اے دوست! تجھے خدا کی جدائی پر کس طرح صبر آگیا؟

چونکہ صبرت نیست زیں آب سیاہ — چوں صبوری داری از چشمہ آلہ
جبکہ اس کالے پانی سے تجھ میں صبر نہیں ہے — خدائی چشمہ سے تجھ میں کیسے صبر ہے؟

چونکہ بے ایں شرب کم داری سکون — چوں ز ابراری جدا و ز یشربون
جبکہ اس گھونٹ کے بغیر تجھے سکون نہیں ہے — تو یشربون اور نیکیوں سے کیسے جدا ہے

یعنی آخرت۔ ز ابرار۔ قرآن پاک میں ہے ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا۔ نیک لوگ ایسے پیالے سے پئیں گے جس کی ملونی کافور ہوگی۔

لہ نفخت فیہ من روحی۔ میں نے اس میں اپنی روح پھونک دی یعنی تیرے اندر بھی وہ روح آجائے۔ بجز۔ دنیا کے جادو کی پھونک اللہ کی پھونک سے چلے گی۔ رحمت او۔ حدیث قدسی ہے سبقت رحمتی علی غضبی میری رحمت میرے غضب پر سبقت لئے ہوئے ہے۔ زوجت۔ قرآن پاک میں ہے اذا النفوس زوجت جبکہ نفسوں کے جوڑ لگائے جائیں گے یعنی جنت کے ساتھ یا حوروں کے ساتھ۔

لہ باوجود۔ جب تک انسان بوڑھی دنیا کے ساتھ رہے گا نہ اس کا جادو ٹوٹیگا نہ شہزادے کی طرح دلہن یعنی آخرت اس کے پہلو میں آئے گی۔ ضرتاں۔ حدیث شریف ہے۔ الدنیا والآخرۃ ضرتان ان رضیت احدھما سخطت الاخری دنیا اور آخرت دو سوکنیں ہیں اگر ایک راضی ہوتی ہے تو دوسری ناراض ہو جاتی ہے۔ پس اگر دنیا کا وصال ہے تو آخرت کا فراق ہے۔ ممر۔ گذرگاہ یعنی دنیا۔ مقر۔ قرارگاہ یعنی آخرت۔

لہ چوں فراق۔ دنیا کا نقاش خدا ہے جب اس نقش دنیا کی جدائی اس قدر شاق ہے تو خدا نقاش کی جدائی کس قدر شاق ہوگی۔ آب سیاہ یعنی دنیا۔ چشمہ آلہ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر بہ بینی یک نفس حُسنِ وَدُود ـــ اَندر آتش اَفگنی جان و وُجود
اگر تو ایک لمحہ کے لئے خدا کا حُسن دیکھ لے ـــ جان اور جسم کو آگ میں ڈال دے

جیفہ بینی بعد ازاں ایں شُرب را ـــ چوں بہ بینی کرّ و فرّ و قُرب را
اُس کے بعد تو اِس پینے کو مُردار سمجھے گا ـــ جب تو (خدا کی) شان و شوکت اور قُرب کو دیکھیگا

ہمچو شہزادہ رَسی دَر یارِ خویش ـــ پس بُروں آری ز پا تو خارِ خویش
تو شہزادے کی طرح اپنے دوست تک پہنچ جائے ـــ تو اپنے کانٹے کو پاؤں سے نکال دے

جہد کُن دَر بیخودی خود را بیاب ـــ زُود تر وَاللہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب
اپنی فنائیت کی کوشش کر، خود کو پالے ـــ بہت جلد اور اللہ بہتر کو زیادہ جانتا ہے

ہر زمانے ہیں مشو با خویش جُفت ـــ ہر زماں چوں خر در آب و گِل مَیُفت
ہر وقت خودی میں مبتلا نہ ہو ـــ ہر وقت گدھے کی طرح پانی اور مٹی میں نہ گر

از قصورِ چشم باشد آں عثُور ـــ کہ نہ بیند شیب و بالا را ز دُور
وہ لغزش آنکھ کے قصور سے ہوتی ہے ـــ کیونکہ وہ دُور سے نشیب و فراز کو نہیں دیکھتی ہو

بُوئے پیراہانِ یوسفؑ کُن سَنَد ـــ زانکہ بُویش چشم روشن می کُند
(حضرت) یوسفؑ کے لباس کی خوشبو کا سہارا پکڑ ـــ کیونکہ اُس کی خوشبو آنکھ کو روشن کرتی ہے

صورتِ پنہاں واں نُورِ جبیں ـــ کردہ چشمِ انبیا را دُور بیں
پوشیدہ صورت اور پیشانی کے نُور نے ـــ نبیوں کی آنکھ کو دُور بین بنا دیا ہے

نورِ آں رُخسار بر ہاند ز نار ـــ ہیں مشو قانع بنورِ مُستعار
اُس رُخسار کا نُور نار سے نجات دلاتا ہے ـــ خبردار! عارضی نور پر قانع نہ بن

چشم را ایں نورِ حالی بیں کُند ـــ چشمِ عقل و رُوح را گرگیں کُند
یہ نور آنکھ کو حال کو دیکھنے والا بنا دیتا ہے ـــ روح اور عقل کی چشم کو خارشی بنا دیتا ہے

صورتش نور ست و در تحقیق نار ـــ گر ضیا خواہی دو دست از وے بدار
اُس کا ظاہر نور ہے، حقیقتاً نار ہے ـــ اگر حقیقی روشنی چاہتا ہے اُس سے دستبردار ہو جا

دمبدم در رُو فتد ہر جا رَوَد ـــ دیدہ و جانے کہ حالی بیں بُوَد
جس جگہ جاتی ہے لمحہ بہ لمحہ اوندھی گرتی ہے ـــ وہ آنکھ اور جان جو حال کو دیکھنے والی ہوتی ہے

دُور بیند دُور بینِ بے ہُنر ـــ ہمچناں کہ دور دیدن خواب دَر
بے ہنر دُور بین ایسا ہی دُور بین ہے ـــ جیسا کہ خواب میں دور دیکھنا

---

۱ گر بہ بینی۔ اگر اللہ کا جلوہ تجھے ذرا بھی نظر آجائے تو اپنے جسم اور روح کو قربان کر ڈالے۔ جیفہ۔ مردار۔ قُرب یعنی خداوندی قرب۔ ہمچو جس طرح شہزادہ اپنی حقیقی دُلہن سے مل گیا تھا تو بھی اپنے حقیقی محبوب کو پالے اور دنیا کا کانٹا پاؤں سے نکال پھینکے۔ جہد کُن۔ اِس کی ترکیب یہی ہے کہ فنا کا درجہ حاصل کرے۔

۲ ہر زمانے۔ فنا کا درجہ جب حاصل ہو جائے گا کسی وقت بھی خودی نہ اختیار کریگا اور دنیا سے کنارہ کش ہو جائیگا۔ از قصور۔ جب نگاہ و بصیرت نہیں ہوتی ہے تو انسان نشیب و فراز کو نہیں دیکھ پاتا ہے اور ٹھوکر کھاتا ہے۔ بوئے۔ حضرت یعقوبؑ کی بینائی حضرت یوسفؑ کی قمیص کی خوشبو سے روشن ہو گئی تھی تو قدرت کے مناظر دیکھ منظر روشن ہو جائیگی اور مشاہدے تک پہنچ سکے گا۔ صورت۔ انبیاء کو چشم بصیرت اسی سے حاصل ہوئی ہے۔

۳ نور۔ اس نور کا مشاہدہ نارِ شہوت سے نجات دیتا ہے۔ ایں نور یعنی عارضی دنیاوی نور صرف وقتی چیزوں کو دکھاتا ہے اور بصیرتِ عقل کو بیمار بناتا ہے۔ گرگیں۔ خارش کے مرض میں مبتلا۔ صورتش۔ عارضی نور بظاہر نور ہے لیکن حقیقتاً نار اور تباہی کا باعث ہے۔ دمبدم۔ عارضی نور والا ہمیشہ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ دُور بیند اس نور والے کی دُور بینی ایسی ہی ہے جیسے کہ سوئے ہوئے انسان کی دور بینی ہوتی ہے۔

763

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خفتہ باشی بر لبِ جُو خشک لب ۱
تو دریا کے کنارے خشک ہونٹ سویا ہوا ہے

می دَوی سوئے سراب اندر طلب
جستجو میں سراب کی جانب دوڑتا ہے

دُور می بینی سراب و می دَوی
تو سراب کو دُور دیکھتا ہے اور دوڑتا ہے

عاشقِ آں بینشِ خود می شوی
اپنے اس دیکھنے کا تو عاشق ہوتا ہے

میزنی در خواب با یاراں تو لاف
تو خواب میں دوستوں سے شیخی بگھارتا ہے

کہ منم بینا دل و پردہ شگاف
کہ میں روشن ضمیر اور پردہ چاک کرنے والا ہوں

نک بداں سُو آب دیدم ہیں شتاب
یہ میں نے اس جانب پانی دیکھا ہے خبردار! جلدی کر

تا رویم آنجا و آں باشد سراب
تاکہ ہم وہاں چلیں اور وہ سراب ہو

ہر قدم زیں آب تازی دُور تر ۲
تو ہر قدم پر اس پانی سے زیادہ دُور بھاگتا ہے

دَو دَواں سوئے سراب با غرر
دھوکے والے سراب کی جانب دوڑتے ہوئے

عینِ آں عزمت حجابِ آں شدہ
تیرا بخت ارادہ خود اس کا حجاب بن گیا

کہ بتو پیوستہ است و آمدہ
جو تجھ سے ملا ہوا ہے اور آیا ہوا ہے

بس کسا عزمے بجائے می کند
بہت سے لوگ ہیں جن کا ارادہ (دوسری) جگہ لیجاتا ہے

از مقامے کاں غرض در وے بود
اس مقام سے جس میں مقصد ہوتا ہے

دید و لاف خفتہ می ناید بکار
سوئے ہوئے کا دیکھنا اور شیخی بگھارنا کارآمد نہیں ہے

جز خیالے نیست دست از وے بدار
وہ صرف خیال ہے اس سے دستبردار ہو جا

خوابنا کی لیک ہم بر راہ خسپ ۳
تو نیند کا ماتا ہے، پھر بھی راستہ پر سو

اللہ اللہ بر رہِ اللہ خسپ
خدا کے لئے اللہ کے راستہ پر سو

تا بُود کہ سالکے بر تو زند
ہو سکتا ہے کوئی راہرو تجھ سے بھڑ جائے

از خیالاتِ نعاست بر کند
نیند کے خیالات سے تجھے جدا کر دے

خفتہ را گر فکر گردد ہمچو موی
سوئے ہوئے کا فکر اگرچہ بال جیسا ہو

او ازاں دقت نیابد راہِ کوی
وہ اس باریکی سے (بھی)، کوچہ کا راستہ نہیں پا سکتا

فکرِ خفتہ گر دوتا و گر سہ تاست
سوئے ہوئے کا فکر خواہ دُہرا ہو یا تہرا

ہم خطا اندر خطا اندر خطاست
غلط در غلط در غلط ہی ہے

گرچہ چشمش تیز بین و با ضیاست
اگرچہ اس کی آنکھ تیز بین اور روشن ہو

ہم ہبا اندر ہبا اندر ہباست
خاک، در خاک، در خاک ہی ہے

---

۱ خفتہ۔ سوئے ہوئے کی دُور بینی یہ ہے کہ دریا کے کنارے پیاسا سو رہا ہے اور بہت دور کے ریت کو دیکھ رہا ہے جو پانی نظر آ رہا ہے۔ عاشق۔ اور سمجھ رہا ہے کہ میں بہت دُور بین ہوں دُور سے پانی دیکھ لیا ہے۔ میزنی۔ خواب میں دوستوں سے اپنی دُور بینی کی شیخی بھی بگھارتا ہے۔ نک۔ دوستوں سے کہتا ہے کہ میں نے دُور سے پانی دیکھ لیا وہاں چلو۔

۲ ہر قدم۔ نہر کو چھوڑ کر خواب میں جس قدر سراب کی طرف بھاگ رہا ہے وہ پانی سے اسی قدر دُور ہو رہا ہے یعنی سراب تک پہنچنے کا عزم نہر کے اس پانی کا حجاب بن رہا ہے جو اسکے قریب تھا۔ بس۔ بہت سے ایسے شخص ہوتے ہیں جن کا عزم ان کو مقصود کی اصل جگہ سے دُور کر دیتا ہے۔ خفتہ۔ سوئے ہوئے کا کسی چیز کو دیکھنا محض خیال ہوتا ہے جو بیکار ہوتا ہے۔

۳ خوابنا کی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ تو نیند میں ہے اگر تجھے سونا ہی ہے تو سرِ راہ سو اور اللہ کے راستہ پر سو شاید کوئی اللہ کا نیک بندہ وہاں سے گزرے تو تیرے خواب والے خیالات دُور کر دے۔ خفتہ جبکہ تو سویا ہوا ہے تو اپنی تدبیر کو راہ یاب نہ ہو گا کسی باخدا کا ہاتھ پکڑ لے۔

764

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

موج[1] برو‌ے می زند بے احتراز — خفتہ پویاں در بیابانِ دراز
بغیر بچاؤ کے موج اُس پر پڑ رہی ہے — سویا ہوا، دراز بیابان میں دوڑ رہا ہے

خفتہ می بیند عطشہای شدید — آب اَقرَبُ مِنہُ مِن حَبلِ الوَرِید
سویا ہوا سخت پیاس محسوس کرتا ہے — پانی اُس کی شہ رگ سے زیادہ اُس سے قریب ہے

حکایتِ آں زاہد کہ در سالِ قحط خنداں و شاد بود با مفلسی و بسیاریِ عیال و خلق می مُردند از گرسنگی، باو گفتند کہ ہنگامِ تعزیت ست نہ شادی گفت مرا باکے نیست

اُس زاہد کی حکایت جو قحط کے سال میں باوجود مفلسی اور بہت عیالداری کے مسکرانے والا اور خوش تھا اور لوگ بھوک سے مر رہے تھے لوگوں نے اُس سے کہا کہ تعزیت کا وقت ہے نہ کہ خوشی کا اُس نے کہا مجھے کوئی پروا نہیں ہے

همچناں[2] کاں زاہد اندر سالِ قحط — بود او خنداں و گریاں جملہ رہط
اسی طرح وہ زاہد جو کہ قحط کے سال — مسکراتا تھا اور تمام قبیلہ روتا تھا

پس بگفتندش چہ جای خندہ است — قحط بیخِ مومناں برکندہ است
تو لوگوں نے اُس سے کہا ہنسنے کا کیا موقع ہے! — قحط نے مسلمانوں کی بیخ کنی کر دی ہے

رحمت از ما چشمِ خود بر دوختہ است — ز آفتابِ تیز صحرا سوختہ است
رحمت نے ہم سے اپنی آنکھیں بند کر لی ہیں — تیز سورج سے، جنگل جل گیا ہے

کشت و باغ و رز سیہ افتادہ است — در زمیں نم نیست نے بالا نہ پست
کھیتی اور باغ اور انگور کالے پڑ گئے ہیں — زمین میں نمی نہیں ہے، نہ اوپر نہ نیچے

خلق می میرند زیں قحط و عذاب — دہ[3] دہ و صد صد چو ماہی دور زِ آب
اس قحط اور عذاب سے لوگ مر رہے ہیں — دس دس اور سو سو جس طرح مچھلی پانی سے دور

بر مسلماناں نمی آری تو رحم — مومناں خویشند یک تن شحم و لحم
تجھے مسلمانوں پر رحم نہیں آتا — حالانکہ، مومن باہم چربی اور گوشت کا ایک جسم ہیں

رنجِ یک جزوے ز تن رنجِ ہمہ است — گر دمِ صلح ست یا خود ملحمہ است
جسم کے ایک جزو کی تکلیف سب کی تکلیف ہے — خواہ صلح کا وقت ہے یا جنگ ہے

گفت در چشمِ شما قحط ست ایں — پیشِ چشمم چوں بہشت است ایں زمیں
اُس نے کہا تمہاری نظر میں یہ قحط ہے — میری نگاہ میں یہ زمین بہشت جیسی ہے

[1] موج۔ سوئے ہوئے شخص پر موجوں کی تھپیڑیں بھی لگ رہی ہوں تب بھی سراب کیلئے دوڑتا ہے۔ خفتہ۔ نہر کے کنارے سویا ہوا پیاس محسوس کرتا رہتا ہے اور پانی بالکل اُس کے قریب ہوتا ہے۔ یہی حال اہلِ دنیا کا ہے کہ ذاتِ حق اُن کے قریب تر ہے لیکن وہ اُس تک نہیں پہنچ پاتے۔

[2] همچناں۔ جس طرح سوئے ہوئے کی حالت ہوتی ہے ایسی ہی اُن لوگوں کی حالت ہے جو اُس درویش پر معترض ہوئے۔ رہط۔ قبیلہ۔ رز۔ انگور کی بیل۔

[3] دہ۔ یعنی کہیں دس دس مر رہے ہیں کہیں سو سو۔ شحم۔ چربی۔ ملحمہ۔ جنگ۔ گفت۔ اُس نیک شخص نے کہا تمہاری نظر میں یہ قحط ہے میری نظر میں بہشت ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

من ہمی بینم بہر دشت و مکاں | خوشہا انبہ رسیدہ تا میاں[۵۱]

میں ہر جنگل اور جگہ میں دیکھ رہا ہوں | بکثرت (کھیتی کی) بالیں کمر تک

خوشہا در موج از بادِ صبا | پُر بیاباں سبز تر از گندنا

بالیں پُروا ہوا سے لہلہا رہی ہیں | جنگل بھرا ہوا ہے، گندنے سے زیادہ سرسبز ہے

زآزموں من دست بر وے میزنم | دست و چشمِ خویش را چوں بر کنم

آزمانے کے لئے میں اُن کو چھوتا ہوں | اپنے ہاتھ اور نگاہ کو کیسے ہٹا لوں؟

یارِ فرعونِ تنید اے قومِ دُوں | زاں نماید مر شما را نیل خوں

اے کمینہ قوم تم فرعونی جسم کے یار ہو | اس لئے تمہیں (دریائے) نیل خون نظر آتا ہے

یارِ موسیِٰ خرد گردید زود | تا نماند خون و بینید آبِ رُود

جلد عقلِ موسوی کے یار بن جاؤ | تاکہ خون نہ رہے اور تم دریا کا پانی دیکھ لو

از پدر بر تو جفائے چوں رود[۵۲] | آں پدر در چشمِ تو سگ می شود

جب باپ کی جانب سے تجھ پر ظلم ہو | وہ باپ تیری نگاہ میں کتا ہو جاتا ہے

آں پدر سگ نیست تاثیرِ جفاست | کہ چناں رحمت نظر را سگ نماست

باپ کتا نہیں ہے، ظلم کی تاثیر ہے | کہ ایسی رحمت، نگاہ میں کتا جیسی ہے

گرگ می دید ند یوسف را بچشم | چونکہ اخواں را حسودی بود و خشم

(حضرت) یوسفؑ کو آنکھ سے بھیڑیا دیکھا | چونکہ بھائیوں میں حسد اور غصہ تھا

با پدر چوں صُلح کردی خشم رفت | آں سگی شد گشت بابا یارِ زفت

جب تو نے باپ سے صلح کر لی غصہ ختم ہوا | وہ کتا پن بھی ختم ہوا باپ گہرا دوست بن گیا

در بیانِ آنکہ مجموعۂ عالم صورتِ عقلِ کُل است چوں با عقلِ کُل بکژ

اِس کا بیان کہ عالم کا مجموعہ عقلِ کُل کی صورت ہے جب تو عقلِ کُل کیساتھ ٹیڑھا

روی جفا کردی[۵۳] صورتِ عالم ترا غم فزاید اغلبِ احوال چنانکہ با

چلے گا، تو نے ظلم کیا، عالم کی صورت عموماً تیرا غم بڑھائیگی جیسے کہ باپ کے ساتھ تو نے

پدر بد کردی صورتِ پدر ترا غم فزاید و نتوانی اُو را دیدن اگرچہ

بُرائی کی باپ کی صورت تیرا غم بڑھائے گی اور اُسکو دیکھ نہ سکیگا۔ اگرچہ

پیش ازاں نورِ دیدہ بُودہ باشد و راحتِ جاں

اُس سے پہلے آنکھوں کا نور اور جان کی راحت رہا ہو

۵۱ خوشہا۔ میں ہر جگہ اپنی اونچی کھیتی دیکھ رہا ہوں جو کمر کمر ہے۔ خوشہا۔ کھیتی کی بالیں ہوا سے لہلہا رہی ہیں۔ گندنا۔ لہسن کی قسم کی ایک ترکاری ہے۔ زآزموں۔ آزمانے کے لئے میں اُس کھیتی پر ہاتھ بھی پھیرتا ہوں تو اب میں اپنے ہاتھ اور آنکھ کو کیسے جھٹلا دوں۔ یار۔ تم اپنے فرعونی جسم کے دوست ہو لہٰذا فرعون کی طرح تمہیں بھی دریائے نیل کا پانی خون نظر آ رہا ہے۔ خرد۔ عقل جو بمنزلہ موسیٰؑ کے ہے اُس کے یار بنو تو حقیقتِ حال واضح ہوگی۔

۵۲ از پدر۔ انسان کی اپنی اندرونی کیفیت حقائق کو تبدیل کر دیتی ہے اگر انسان باپ سے ناراض ہو جائے تو وہ اُس کو کتا نظر آنے لگتا ہے۔ گرگ۔ اپنی باطنی کیفیت کی بنا پر حضرت یوسفؑ اپنے بھائیوں کو بھیڑیا نظر آتے تھے۔ با پدر۔ اگر باپ سے محبت ہو تو وہ سراسر رحمت نظر آتا ہے۔

۵۳ جفا۔ تمام عالم حضرتِ حق کا مظہر اور اُس کا پیدا کیا ہوا ہے اِس اعتبار سے وہ تمام عالم کا باپ ہے اگر تمہارے دل میں اُس سے بیزاری ہے تو یہ تمام عالم غیر واقعی صورت میں تمہیں نظر آئے گا۔

767

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کُلِ عالَم صورتِ عقلِ[1] کُل ست
پورا عالم عقلِ کُل کی صورت ہے
کوست بابایِ ہر آں کاہلِ قُل ست
وہ ہر اُس شخص کا باپ ہے جو قول والا ہے

چوں کسے با عقلِ کُل کفراں فزود
جب کوئی عقلِ کُل کی نافرمانی کرے
صورتِ کُل پیشِ اُو ہم سگ نمود
کُل کی صورت اُس کو کتا نظر آتی ہے

صُلح کُن با ایں پدر عاقی بہل
اِس باپ سے صلح کر لے نافرمانی کو چھوڑ دے
تا کہ فرشِ زر نماید آب و گِل
تاکہ تجھے زمین انگور کا فرش نظر آئے

پس قیامت نقدِ حالِ تو بُوَد
پھر قیامت تیری نظر کے سامنے ہو
پیشِ تو چرخ و زمیں مُبدَل شود
تیرے آسمان اور زمین بدل جائیں

مَنکہ صلحم دائماً با ایں پدر
میری ہمیشہ اِس باپ سے صلح ہے
ایں جہاں چوں جنّتستم در نظر
یہ دنیا میری نگاہ میں جنت کی طرح ہے

ہر زماں[2] نو صُورتے و نو جَمال
ہر وقت نئی صورت ہے اور نیا حسن ہے
تا ز نو دیدن فرو میرد مَلال
حتیٰ کہ نئے مشاہدے سے غم زائل ہو جاتا ہے

من ہمی بینم جہاں را پُر نعیم
میں دنیا کو نعمتوں سے بھرا دیکھتا ہوں
آبہا از چشمہا جوشاں مُقیم
چشموں سے ہمیشہ پانی جوش مار رہا ہے

بانگِ آبش می رسد در گوشِ من
پانی کی آواز میرے کانوں میں پہنچتی ہے
مست می گردد ضمیر و ہوشِ من
میرا دل اور حواس مست ہو جاتے ہیں

شاخہا رقصاں شُدہ چوں تائباں
شاخیں صوفیوں کی طرح رقص کر رہی ہیں
برگہا کف زن مثالِ مُطرِباں
پتّے گویّوں کی طرح تالیاں بجا رہے ہیں

برق آئینہ است لامع از نمد
آئینہ کی چمک نمدے میں سے چمکتی ہے
گر نماید آئینہ تا چوں بُوَد
اگر آئینہ نظر آ جائے تو کیا ہوگا!

از ہزاراں[3] من نمی گویم یکے
میں ہزار (باتوں) میں سے ایک بھی نہیں کہتا ہوں
زانکہ آگندہ است ہر گوش از شکے
کیونکہ ہر کان شک سے پُر ہے

پیشِ وہم ایں گفت مُژدہ داد نست
وہم کے لئے یہ بات خوشخبری ہے
عقل گوید مُژدہ چہ نقدِ من ست
عقل کہتی ہے کہ خوشخبری کیا ہوتی ہے یہ میری حالت ہے

ہیں۔ پیشِ وہم۔ جن کی عقلیں ناقص ہیں وہ ان باتوں کو بطور خوشخبری کے سنتے ہیں۔ کامل عقل والے اُن کا مشاہدہ کرتے ہیں

[1] عقل کُل۔ مولانا عقلِ کُل کو بہت سی چیزوں پر اطلاق کرتے ہیں یہاں خدائے تعالیٰ مراد ہے۔ اہلِ قُل۔ یعنی وہ روحیں جنہوں نے ازل میں اَلَستُ بِرَبِّکُم کے جواب میں بلیٰ کا قول کیا تھا یعنی کہے۔ جب انسان کے دل میں خدا کا کفر ہوتا ہے تو اُس کو سارا جہاں بھیانک نظر آتا ہے۔ صورتِ کُل۔ یعنی جہان۔ عاقی۔ ماں باپ کی نافرمانی۔ تاکہ۔ تمام زمین انگوروں کر بھری ہوئی نظر آئے گی۔ قیامت۔ قیامت میں زمین و آسمان بدل دیئے جائیں گے۔ منکہ۔ اس بزرگ نے کہا چونکہ میری خدا سے صلح ہے لہٰذا مجھے تمام عالم جنت نظر آتا ہے

[2] ہر زماں۔ لمحہ بہ لمحہ مجھ پر نئی تجلیات کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور طبیعت ملول نہیں ہوتی ہے۔ مقیم۔ دائم۔ ضمیر۔ دل۔ شاخہا۔ شاخوں کا ہواؤں سے ہلنا مجھے صوفیوں کا رقص معلوم ہوتا ہے اور پتّوں کا بجنا گویّوں کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ برق آئینہ۔ یہ تجلیات میرے اوپر ناسوت کے پردوں سے پڑ رہی ہیں جبکہ براہِ راست پڑیں تو کیا حال ہوگا۔

[3] از ہزاراں۔ میں ہزار حقائق میں سے ایک بات بھی پوری نہیں بتا رہا ہوں کیونکہ سننے والے اہل نہیں

٦٤٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قصۂ[1] فرزندانِ عُزیر علیہ السّلام کہ از پدر احوالِ پدر می پُرسیدند

(حضرت) عزیر علیہ السلام کی اولاد کا قصہ کہ باپ سے (ہی) باپ کے احوال دریافت کرتے تھے

پدر گفت آرے دیدمش از عقب می آید بعضے کہ شناختندش

باپ نے کہا ہاں میں نے اس کو دیکھا ہے، پیچھے آرہا ہے، جن بعض نے پہچان لیا وہ بیہوش

بیہوش شُدند و آنانکہ نشناختندش می گفتند ایں شخص خوش

ہوگئے اور جنھوں نے نہ پہچانا وہ کہہ رہے تھے کہ اس شخص نے اچھی خوشخبری

مژدہ دادہ ایں بیہوشی اَز چیست و ایں حالت

دی ہے یہ حالت اور یہ بے ہوشی کس وجہ سے ہے؟

ہمچو پوران[2] عُزیرؑ اندر گذر — آمدہ پُرسان ز احوالِ پدر

(حضرت) عزیرؑ کی اولاد کی طرح راستہ میں — کہ باپ کے احوال دریافت کرتے تھے

گشتہ ایشاں پیر و باباشاں جواں — پس پدر شاں پیش آمد ناگہاں

وہ بوڑھے ہوگئے تھے اور اُن کے والد جوان تھے — تو انکے والد اچانک سامنے آگئے

پس بپرسیدند ازو کاے رہگذر — از عُزیرِ ما عجب داری خبر

تو انھوں نے اُن سے دریافت کیا اے مسافر! — ہمارے عجیب عزیرؑ کا تجھے علم ہے

کہ کسے ماں گفت کامروز آں سَنَد — بعدِ نومیدی ز بیروں می رسد

کیونکہ کسی نے ہم سے کہا ہے کہ آج وہ سہارا — مایوسی کے بعد باہر سے آجائے گا

گفت[3] آرے بعدِ من خواہد رسید — آں یکے خوش شُد چو ایں مژدہ شنید

اُن (عزیرؑ) نے کہا ہاں میرے بعد وہ آئے گا — انہیں سے ایک نے جب یہ خوشخبری سُنی خوش ہوا

بانگ می زد کاے مُبشّر باش شاد — واں دگر بشناخت بیہوش اوفتاد

شور مچاتا تھا کہ اے خوشخبری دینے والے خوش رہ — دوسرے نے پہچان لیا بیہوش ہوکر گر گیا

کہ چہ جاے مژدہ است اے خیرہ سر — کہ در اُفتادیم در کانِ شکر

کہ اے احمق! خوشخبری کا کیا موقع ہے؟ — ہم تو شکر کی کان میں پہنچ گئے ہیں

وہم را مژدہ است پیشِ عقل نقد — زانکہ چشمِ وہم شُد محجوبِ فقد

وہم کے لئے خوشخبری ہے عقل کے لئے مشاہدہ — کیونکہ وہم کی آنکھ گمشدگی سے ڈھکی ہوئی ہے

ہے وہ کانِ شکر تو ہمارے سامنے ہے۔ وَہم۔ ایک ہی بات ناقص عقل کے لئے خوشخبری کا درجہ رکھتی ہے چونکہ وہ مشاہدہ نہیں کرسکتی ہے، عقلِ کامل کے لئے وہ مشاہدہ ہے۔

[1] قصہ۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض باتیں محجوبین کے لئے خوشخبری کا درجہ رکھتی ہیں اور کاملین کے لئے وہ مشاہدہ کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ حضرت عزیرؑ ایک سَو سال کے بعد جب زندہ ہوئے تو آپ کی اولاد نے سُنا کہ ہمارے باپ زندہ ہوکر آرہے ہیں وہ ان کی جستجو کے لئے شہر سے باہر نکلے حضرت عزیرؑ شہر میں آرہے تھے وہ راستہ میں ملے کچھ اولاد نے ان کو نہ پہچانا اور اُس نے انہی سے اُن کی خبریں معلوم کرنی چاہیں انھوں نے فرمایا کہ وہ ابھی آئیں گے یہ خبر اس اولاد کے لئے خوشخبری بنی بعض لڑکوں نے اُن کو پہچان لیا تو اُن کیلئے یہ خبر مشاہدہ بنی اور وہ خوشی سے بیہوش ہوگئے۔

[2] پوران۔ اولاد۔ پدر یعنی حضرت عزیرؑ۔ ایشاں۔ اولاد بوڑھی ہوگئی تھی حضرت عزیرؑ تغیراتِ زمانہ سے محفوظ تھے وہ جوان تھے سَنَد یعنی حضرت عزیرؑ۔

[3] گفت۔ چونکہ یہ اولاد نہ پہچانی تو انھوں نے اُن پر طنز کیا اور فرمایا کہ ہاں وہ میرے بعد آئیں گے۔ بانگ۔ اُس نے انہیں کو اس خوشخبری دینے کی دعا دی دوسری اولاد نے اُن کو پہچان لیا تو فرطِ مسرت سے بے ہوش ہوگئی۔ کہ چہ جاے۔ پہچاننے والوں نے کہا کہ خوشخبری کیا چیز ہوتی

768

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کافرانؔ را درد و مومن را بشیر — لیک نقدِ حال در چشمِ بصیر
کافروں کے لئے درد اور مومن کیلئے خوشخبری دینے والی — لیکن بینا کی آنکھ میں نقدِ حال ہے

زانکہ عاشق در دمِ نقد ست مست — لاجرم از کفر و ایماں برتر ست
کیونکہ عاشق مشاہدہ میں مست ہے — لا محالہ وہ کفر اور ایمان سے بالا ہے

کفر و ایماں ہر دو خود دربانِ اوست — کو ست مغز و کفر و دیں اُو را دو پوست
کفر اور ایمان دونوں اُس کے دربان ہیں — کیونکہ وہ مغز ہے اور کفر اور دین اسکے دو چھلکے ہیں

کفر قشرِ خشک رُو برتافتہ — باز ایماں قشرِ لذت یافتہ
کفر خشک چھلکا منہ پھیرے ہوئے ہے — پھر ایمان لذت پایا ہوا چھلکا ہے

قشرہائیؔ خشک را جا آتش ست — قشر پیوستہ بمغزِ جاں خوش ست
خشک چھلکوں کی جگہ آگ ہے — چھلکا جو جان کے مغز سے وابستہ ہے وہ اچھا ہے

مغز خود از مرتبہ خوش برتر ست — برتر ست از خوش کہ لذت گستر ست
مغز، اچھے مرتبہ کی وجہ سے بالا ہے — (بلکہ) "اچھے" سے بڑھ کر ہے کیونکہ لذت بخش ہے

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — تا برآرد موسیم از بحر گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس لوٹ — تاکہ میرا موسیٰ سمندر سے گرد اڑائے

در خورِ عقلِ عوام ایں گفتہ شد — از سخن باقیِ آں بنہفتہ شد
عوام کی عقل کے بقدر یہ کہہ دیا گیا — اس کی بقیہ بات پوشیدہ کردی گئی ہے

زرِؔ عقلت ریزہ است اے متہم — بر قُراضہ مُہرِ سکہ چوں نہم
اے تہمت زدہ! تیری عقل کا سونا ریزہ ریزہ ہے — بُرادے پر سکے کی مُہر کیسے لگاؤں؟

عقلِ تو قسمت شدہ بر صد مہم — بر ہزاراں آرزوی و طِم و رِم
تیری عقل سینکڑوں معاملوں میں بٹی ہوئی ہے — ہزاروں آرزوؤں اور بہت مال پر

جمع باید کرد اجزا را بعشق — تا شوی خوش چوں سمرقند و دمشق
عشق کے ذریعہ اجزاء کو جمع کرنا چاہیے — تاکہ تو سمرقند اور دمشق کی طرح حسین بن جائے

جو جوے چوں جمع گردی ز اشتباہ — پس تواں زد سکہ بر تو بادشاہ
وہم کر اگر جَو جَو کرکے تو جمع کرے — تو بادشاہ تجھ پر ٹھپہ لگا سکے گا

وَ الطِّمُّ وَ الرِّمُّ یعنی وہ خشکی اور سمندر کی چیزیں لے آیا یعنی بہت مال لے آیا۔ بعشق۔ عشقِ خداوندی عقلِ انسانی کو ایک نقطہ پر جمع کردیتا ہے۔ سمرقند۔ سمرقند اور دمشق کی رونق مشہور تھی غوطۂ دمشق اور سُغدِ سمرقند دنیا کی جنتوں میں شمار ہوتے تھے۔ جو جوے۔ عقل کو تھوڑا تھوڑا جمع کریگا تو کچھ نہ کچھ معارف حاصل ہو جائینگے۔

۶۶۹

۱ کافراںؔ۔ ایک ہی بات منکروں کیلئے درد ہے مومن کیلئے خوشخبری اور عاشق کے لئے مشاہدہ۔ عاشق مشاہدہ اور دیدار سے مست رہتا ہے لہٰذا وہ کافر اور رسمی مومن سے بالاتر ہے۔ کفر و ایماں۔ کفر اور رسمی ایمان اُس عاشق کے دَر کے دربان ہیں کیونکہ وہ بمنزلہ مغز کے ہے اور کفر و ایمان دونوں اسکے چھلکے ہیں۔ کفر۔ اِن دونوں چھلکوں میں یہ فرق ہے کہ کفر تو مشاہدہ سے بالکل مُنہ موڑے ہوئے ہے اور ایمان کچھ نہ کچھ لذت چکھے ہوئے ہے۔

۲ قشرہائیؔ خشک کفر سوکھا چھلکا ہے جو آگ میں جلانے کے قابل ہے عام مومنین کا ایمان وہ چھلکا ہے جو مغز سے جڑا ہوا ہے۔ بمغز، عشقِ الٰہی عام ایمان سے بالاتر ہے۔ ایں سخن یعنی اس نیک شخص کی باتیں۔ موسیم۔ میرا موسیٰ۔ موسیٰ سے مراد یہاں ذاتِ حق ہے۔ از بحر یعنی بحرِ معارف معارف کا پورا بیان۔ در خور، عوام کی سمجھ کی بقدر کچھ باتیں کہہ دی ہیں بقیہ باتیں چھپالی ہیں۔

۳ زرِ عقلت۔ انسانوں نے اپنی عقل کے سونے کو پراگندہ کر رکھا ہے سونے کے بُرادے پر ٹھپہ نہیں رکھا جاسکتا معارف کا ٹھپہ جب لگ سکیگا کہ عقل مجتمع ہوجائے گی۔ عقل انسان اپنی عقل کو سینکڑوں دھندوں میں بانٹے ہوئے ہے۔ طِم و رِم۔ عربی کا محاورہ ہے جاءَ بالطِّم

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ورز مثقالے شوی افزوں توخام ۔۔۔ از تو سازد شہ یکے زرینہ جام

لے کچے! اگر تو ایک مثقال سے بڑھ جائے گا ۔۔۔ تو بادشاہ تیرا زرّیں جام بنائے گا

پس برو ہم نام و ہم القاب شاہ ۔۔۔ باشد و ہم صورتش اے وصل خواہ

تو اس پر بادشاہ کا نام بھی اور القاب بھی ۔۔۔ ہوگا، اور اُس کی تصویر بھی اے وصل کے خواہشمند!

تاکہ معشوقت بود ہم ناں ہم آب ۔۔۔ ہم چراغ و شاہد و نقل و شراب

تاکہ روٹی اور پانی بھی تیرا معشوق ہو ۔۔۔ چراغ بھی اور شاہد بھی نقل اور شراب بھی

جمع کن خود را جماعت رحمت است ۔۔۔ تا توانم با تو گفتن آنچہ ہست

اپنے آپ کو جمع کرلے، جماعت رحمت ہے ۔۔۔ تاکہ میں تجھ سے جو حقیقت ہے کہہ سکوں

زانکہ گفتن از برای باور یست ۔۔۔ جان شرک از باوری حق بریست

اس لئے کہ کہنا یقین کے لئے ہے ۔۔۔ شرک کی جان حق کو پہچاننے سے خالی ہے

جان قسمت گشتہ در جوّ فلک ۔۔۔ در میان شصت سودا مشترک

شرک کی، جان آسمان کی فضا میں تقسیم ہو گئی ہے ۔۔۔ بہت سے معاملوں میں مشترک ہے

پس خموشی بہ دہد او را ثبوت ۔۔۔ پس جواب احمقاں آمد سکوت

خاموشی اُس کے لئے اچھا ثبوت مہیا کرتی ہے ۔۔۔ احمقوں کے لئے جواب خاموشی ہے

ایں ہمی دانم و لے مستیِ تن ۔۔۔ می گشاید بے مرادِ من دہن

یہ میں جانتا ہوں لیکن جسم کی مستی ۔۔۔ بغیر ارادے کے میرا منہ کھول دیتی ہے

آنچناں کز عطسہ واز خامیاز ۔۔۔ ایں دہاں گردد بنا خواہِ تو باز

جیسا کہ چھینک اور انگڑائی سے ۔۔۔ تیرے ارادے کے بغیر منہ کھل جاتا ہے

در تفسیر حدیث اِنّی لَاَستغفِرُ اللّٰہ رَبّی فی کُلِّ یومٍ سبعینَ مرّۃ

حدیث کی تفسیر کہ میں اللہ اپنے رب سے ہر روز ستّر مرتبہ مغفرت چاہتا ہوں

ہمچو پیغمبر زگفت وازنثار ۔۔۔ توبہ آرم روز من ہفتاد بار

پیغمبر کی طرح گفتگو اور (اسرار) بکھیر دینے سے ۔۔۔ میں دن میں ستّر بار توبہ کرتا ہوں

لیک آں مستی بود توبہ شکن ۔۔۔ منسی ست ایں مستیِ تن جامہ کن

لیکن وہ مستی توبہ شکن بنتی ہے ۔۔۔ یہ کپڑے چاک کرنے والی جسم کی مستی بھلانے والی ہے

حکمت اظہار تاریخ دراز ۔۔۔ مستی انداخت بر دانای راز

دراز تاریخ کے اظہار کی حکمت ۔۔۔ ایک رازداں پر مستی طاری کر دیتی ہے

لے ورز مثقالے۔ اور اگر تو ایک مثقال کے وزن سے زیادہ جمع کرے گا تو پھر اُس کا زرّیں جام بن جائے گا جو شاہ کی مجلس میں ہوگا اور اُس کو شاہ کا مشاہدہ حاصل ہوگا۔ پس۔ شاہی جام پر شاہ کا نام اور القاب اور تصویر کندہ کردی جاتی تھی تاکہ۔ اب تجھے دنیا کی ہر چیز میں حضرت حق کا جلوہ نظر آئے گا آنچہ ہست۔ یعنی حقائق۔ زانکہ۔ بات اس لئے کہی جاتی ہے کہ سننے والا کو اُس کا یقین آجائے جب تک تجھ میں شرک کی کیفیت ہے تو یقین سے خالی ہے۔

لے جان۔ شرک کی جان اور روح کا تعلق ایک ذاتِ خداوندی پر مجتمع نہیں ہے وہ کائنات میں بٹی ہوئی اور سینکڑوں معاملوں میں منقسم ہے پس خموشی۔ جاہلوں کے سامنے کسی بات کا کے ثبوت کے لئے خاموشی بہتر ثبوت ہے۔ مستیِ تن۔ یعنی روحانی مستی بعض نسخوں میں مستیِ من بھی ہے۔ آنچناں۔ چھینک اور انگڑائی میں بے اختیار منہ کھل جاتا ہے اسی طرح اسرار کے بیان کرنے میں میرا منہ بے اختیار کھل جاتا ہے۔

سے اِنّی لَاَستغفِرُ۔ آنحضورؐ کا یہ استغفار بھی اسی بنا پر تھا کہ بے اختیار معارف ظاہر ہوجاتے تھے۔ نثار۔ یعنی اسرارِ معرفت کو سنانا۔ آں مستی۔ یعنی روحانی مستی۔ جسمی بھلانے والا حکمت۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ عالم

آخرت کی دراز تاریخ لوگوں کو معلوم ہو اسلئے وہ بعض رازداروں پر مستی طاری کر دیتا ہے تاکہ وہ بیخودی میں اسرار کو ظاہر کردیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

رازِ[۱] پنہاں با چنیں طبل و عَلَم
پوشیدہ راز ایسے نقارے اور جھنڈے کے ساتھ

آب جوشاں گشتہ از جَفَّ القلم
جَفَّ القلم سے پانی جوش مارتا ہے

رحمتِ بیحد رَوانہ ہر زماں
لامحدود رحمت ہر زمانہ میں جاری ہے

خُفتہ اید از درکِ آں اے مردماں
اے انسانو! تم اُس کے علم سے سوئے ہوئے ہو

جامۂ خُفتہ خورَد از جُویِ آب
سوئے ہوئے کا کپڑا نہر کا پانی پی رہا ہے

خُفتہ اندر آب جویایِ سَراب
پانی میں سویا ہوا سراب کا جویاں ہے

میرَوَد آنجایِ بُوَی آب ہست
وہاں جاتا ہے، جہاں پانی کی اُمید ہے

زیں تفکر راہ را بر خویش بست
اس خیال سے اُس نے اپنا راستہ مسدود کر دیا

چونکہ[۲] آنجا گفت زینجا دُور شُد
جبکہ اُس نے اُس جگہ کی سوچی اِس جگہ سے دُور ہو گیا

بر خیالے اُو ز حق مہجُور شُد
ایک خیال (کی بنیاد) پر وہ صحیح واقعہ سے دُور ہو گیا

دور بینانند و بس خفتہ رَواں
سوئی ہوئی روح والے فقط دُور بیں ہیں

رَحمتے آرید شاں اے رہرَواں
اے سالکو! اُن پر رحم کرو

مَن ندیدم تشنگی خواب آورَد
میں نے نہیں دیکھا کہ پیاس سُلائے

خواب آرد تشنگیِ بے خِرَد
بے عقل کی پیاس سُلاتی ہے

خود خرد آنست کو از حق چرید
عقل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے فیضیاب ہو

نے خِرد کاں را عُطارِد آورید
نہ وہ عقل جو عطارد (ستارے) سے تم لائے ہو

بیان آنکہ عقلِ[۳] جُزوی تا گور بیش نہ بیند و در باقی مُقلِّدِ انبیا و اولیاست

اس کا بیان کہ ناقص عقل قبر سے آگے نہیں پہنچتی ہے اور باقی معاملہ میں انبیاء اور اولیاء کی مقلد ہے

پیش بینیِ ایں خِردِ تا گور بُود
اِس عقل کی دور بینی قبر تک ہے

وانِ صاحبدل بنفخِ صُور بُود
صاحبدل کی بلکیت صور پھونکنے تک ہے

ایں خِرد از گور و خاکے نگذرد
یہ عقل قبر اور مٹی سے آگے نہیں جاتی ہے

ویں قدم عَرصہ عجائب نسپرد
یہ قدم عجائب کے میدان کو طے نہیں کرتا ہے

زیں قدم زیں عَقل رَو بیزار شو
اس قدم اور اِس عقل سے ہٹ، جا بیزار ہو جا

چشمِ غیبی جُوی و برخوردار شو
غیبی آنکھ تلاش کر اور نفع اُٹھا

۱ رازِ پنہاں۔ پوشیدہ اسرار اسقدر ظاہر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خدائی تقدیر سے معارف کا چشمہ اُبلنے لگا ہے۔ جَفَّ القلم۔ یعنی ہونے والی باتیں لکھ کر قلمِ تقدیر خشک ہو چکا ہے۔ رحمت۔ مولانا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا بہہ رہے ہیں لیکن تم غفلت کی نیند سوئے ہوئے ہو۔ جامۂ۔ سوئے ہوئے کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دریا کی لہریں اُسپر گرتی ہیں اور اُس کے کپڑے پانی پیتے ہیں لیکن وہ پیاسا رہتا ہے وہ محض پانی کی توقع پر خواب میں بھاگا پھرتا ہے اور گویا اپنے آپ کو اس دریا سے اور دور کر دیتا ہے۔

۲ چونکہ۔ جب دوسری جگہ کے پانی کے تصور سے اِدھر بھاگتا ہے تو واقعی پانی سے اپنے آپ کو مزید محروم کرتا ہے۔ دور بینانند جن کی روحیں سوئی ہوئی ہیں وہ سوئے ہوئے کی طرح کے دُور بین ہیں۔ رہرواں یعنی سالکینِ راہِ معرفت۔ من ندیدم پیاس کی حالت میں نیند نہیں آتی لیکن بے عقل کی پیاس اُسکو مزید سُلا دیتی ہے۔ بخرد عقل وہ ہے جو خدا کی جانب سے عطا ہو عُطارد ستارے کی تاثیر سے انسان میں جس عقل کا نشو و نما ہوتا ہے وہ دراصل عقل نہیں ہے لہٰذا اِس دنیاوی عقل سے انسان خردمند نہیں بنتا ہے۔

۳ عقلِ جزوی۔ دنیاوی عقل جو عطارد کی تاثیر سے پیدا ہوتی ہے اسکی دوڑ صرف قبر کے گڑھے تک ہے اسکے بعد کے احوال اسکے ادراک میں نہیں آسکتے ہیں وہ صرف انبیاء اور اولیاء بتا سکتے ہیں جن کو عقلِ خداوندی حاصل ہے۔ وہ لوگ قیامت تک کے احوال سمجھ لیتے ہیں۔ عرصۂ عجائب یعنی حشر کا میدان۔ زیں قدم۔ یہ حسی قدم۔ عقل۔ یہ عقل بیکار ہے غیب میں عقل رہبر مفید ہے۔

661

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

همچو موسیٰ نور کے یابد ز جیب — سخرۂ استاد و شاگرد کتیب
(حضرت) موسیٰ کی طرح گریبان سے نور کب حاصل کرتا ہے؟ — استاد کا تابع اور کتاب کا شاگرد

زین نظر[1] وین عقل ناید جز دوار — پس نظر بگذار و بگزین انتظار
اس غور و فکر اور اس عقل سے سوائے دردِ سر کے کچھ حاصل — تو غور و فکر چھوڑ اور انتظار اختیار کر

از سخن گوئی مجوئید ارتفاع — منتظر را بہ ز گفتن استماع
باتیں بنانے سے بلندی نہ چاہو — منتظر کے لئے کہنے سے سننا بہتر ہے

منصبِ تعلیم نوعے شہوت است — ہر خیالے شہوتی در رہ بت است
تعلیم کا مقام ایک قسم کی خواہش نفسانی ہے — نفسانی ہر خیال راستہ کا بت ہے

گر بفضلش پے ببردے ہر فضول — کے فرستادے خدا چندیں رسول
اگر ہر بیہودہ اپنی بڑائی کی وجہ سے پتہ پالیتا — تو خدا اتنے رسول کب بھیجتا

عقلِ جزوی[2] ہمچو برق ست و درخش — در درخشی کے تواں شد سوی وخش
ناقص عقل بجلی اور چمک کی طرح ہے — چمک میں وخش تک کہاں جایا جاسکتا ہے

نیست نورِ برق بہر رہبری — بلکہ امر ست ابر را کہ می گری
بجلی کی چمک راستہ طے کرنے کیلئے نہیں ہے — بلکہ وہ ابر کو حکم ہے کہ تو رو

برقِ عقلِ ما برائے گریہ است — تا بگرید نیستی در شوقِ ہست
ہماری عقل کی چمک رونے کیلئے ہے — تاکہ روئے، فنا عشق میں ہے

عقلِ کودک[3] گفت بر کتاب تن — لیک نتواند بخود آموختن
بچہ کی عقل نے کہا مکتب میں جا — لیکن اس کو وہ خود سکھا نہیں سکتی

عقلِ رنجور آردش سوی طبیب — لیک نبود در دوا عقلش مصیب
بیمار کی عقل اس کو طبیب کے پاس لاتی ہے — لیکن دوا تجویز کرنے میں اسکی عقل صحیح پہنچنے والی نہیں ہے

نک شیاطین سوی گردوں می شدند — گوش بر اسرارِ بالا می زدند
یہ شیطان آسمان کی جانب گئے — (عالم) بالا کے رازوں پر کان لگایا

می ربودند اندکے زاں رازہا — تا شہب می راندشاں زود از سما
ان رازوں میں سے کچھ اُچک لے گئے — تو شہابوں نے فوراً انہیں آسمان سے بھگادیا

۱ے زین نظر۔ اس غور و فکر سے قطع نظر کر اور مجاہدات میں مصروف رہ کر انتظار کر تاکہ تجھے نورِ موسوی میسر آجائے۔ منتظر۔ جو مجاہدات کی حالت میں انتظار رہا ہے اس کے لئے بولنا مفید نہیں سننا مفید ہے۔ منصبِ تعلیم علوم ظاہری کی خواہش کی بنیاد جاہ اور رتبہ ہے جو خواہشِ نفس ہے اور خواہشِ نفس کو پورا کرنا راہ طریقت میں بت پرستی ہے۔ گر بفضلش۔ اگر انسان کی بڑائی کی بنیاد پر اسرارِ معرفت حاصل ہوا کرتے تو رسولوں کی بعثت بیکار تھی۔

۲ے عقلِ جزوی۔ انسان کی ناقص عقل آسمان کی بجلی کی کوندگی طرح ہے جس کے ذریعہ راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ وخش۔ ایک جگہ کا نام ہے۔ نیست: بجلی کی کوند راستہ طے کرنے کے لئے نہیں ہو وہ تو ابر کو یہ حکم دینے کے لئے ہے کہ رو! یعنی آنسو برسا۔ برقِ عقل: عقلِ انسانی کی کوند بھی اسی لئے ہے کہ انسان عشقِ الٰہی میں روئے۔ اسی سے فنا کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

۳ے عقلِ کودک۔ عقلِ ناقص کی مثال بچہ کی عقل کی سی ہے وہ عقل بچہ کو یہ بتاتی ہے کہ مکتب میں جا لیکن وہ عقل اس کو تعلیم نہیں دے سکتی۔ عقلِ رنجور۔ بیمار کی عقل اس کو طبیب کے پاس جانے پر مجبور کرتی ہے لیکن اس کے لئے دوا تجویز نہیں کرسکتی اسی طرح عوام کی عقل انکو نبی اور ولی تک پہنچا سکتی ہے اسرار کا سکھانا اسی نبی اور ولی کا کام ہے۔ نک۔ شیاطین براہِ راست اسرار معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو شہاب ثاقب مار گراتے ہیں اور انکو حکم ملتا ہے کہ اسرار کی تعلیم نبی سے حاصل کرو۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کہ روید آنجا رسولے آمدہ است — ہر چہ می خواہید از و آید بدست

کہ جاؤ وہاں ایک رسول آگیا ہے — تم جو چاہتے ہو اس سے ہاتھ آئے گا

گر ہمی جوئید دُرِّ بے بہا[۵۱] — اُدْخُلُوا الْاَبْیَاتَ مِنْ اَبْوَابِھَا

اگر تم گراں قدر موتی تلاش کرتے ہو — گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہو

می زن آں حلقہ در و بر باب ایست — کز سوی بامِ فلک تاں راہ نیست

دروازے کی کُنڈی بجا اور دروازے پر ٹھہر — اسلئے کہ آسمان کے بالاخانہ کی جانب تمہارے لئے راستہ نہیں ہے

نیست حاجت تا بدیں راہِ دراز — خاکئے را دادہ ایم اسرارِ راز

اس دراز راستہ کی ضرورت نہیں ہے — ہم نے ایک خاکی کو راز کے بھیدے دیئے ہیں

پیشِ او آئید اگر خائن نہ اید — نیشکر گردید از و گرچہ نے اید

اگر تم خائن نہیں ہو تو اُس کے سامنے آؤ — اُس سے گنا بن جاؤ گے اگرچہ تم نرکل ہو

سبزہ[۵۲] رویاند ز خاکت آں دلیل — نیست کم از سُمِّ اسپِ جبرئیلؑ

وہ رہنما تیری خاک سے سبزہ اُگا دے گا — وہ جبرئیل کے گھوڑے کے سُم سے کم نہیں ہے

سبزہ گردی تازہ گردی از نوی — گر تو خاک اسپِ جبرئیلے شوی

تو از سر نو سبزہ بن جائے گا تازہ بن جائیگا — اگر تو کسی جبرئیل کے گھوڑے کی خاک بنجائیگا

سبزۂ جان بخش کاں را سامری — کرد در گوسالہ تا شُد گوہری

جان عطا کرنے والا سبزہ، جس کو سامری نے — بچھڑے میں رکھ دیا یہانتک کہ وہ جوہر والا ہو گیا

جاں گرفت و بانگ زد زاں سبزہ اُو — آنچناں بانگے کہ شُد فتنہ عدو

اُس سبزہ سے وہ جاندار ہو گیا اور بولنے لگا — اس طرح بولا، کہ وہ دشمن کے لئے فتنہ بن گیا

گر آمیں[۵۳] آئید سوی اہلِ راز — وا رہید از سر کُلہ مانندِ باز

اگر تم راز دار کی جانب امانتدار بن کر آؤ گے — تو باز کی طرح سر کی ٹوپی سے نجات پا جاؤ گے

سر کلاہ چشم بند و گوش بند — کز او باز ست مسکین و نژند

وہ سر کی ٹوپی جو آنکھ کی بندش اور کان کی بندش ہو — جس کی وجہ سے باز مسکین اور خستہ ہے

زاں کُلہ بر چشم باز اوّل شُدست — کہ ہمہ میلش سوی جنسِ خود ست

وہ ٹوپی باز کی آنکھوں پر ابتداءً اسلئے آئی ہے — کہ اُس کا تمام میلان اپنی جنس کی طرف ہے

چوں بُرید از جنس با شہ گشت یار — بر گشاید چشم اُو را باز وار

جب وہ لالچی ہم جنس سے کٹا شاہ کا دوست ہو گیا — تو باز کی طرح اُس کی آنکھیں کھول دے گا

۵۱ دُرِّ بے بہا یعنی اسرارِ معرفت۔ اَبوابِھا۔ اسرار حاصل کرنیکا راستہ نبی اور ولی کی ذات ہے کی ذات۔ دروازہ سے داخل ہونیکا مطلب یہ ہے کہ دروازہ پر جاکر کُنڈی بجاؤ اور ٹھہرو جب اجازت ہو تو اندر جاؤ۔ نیست۔ اُنسے کہہ دیا جاتا ہے کہ آسمانوں کا طویل سفر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہم نے ایک خاکی جنس ہی کو اسرار بتا دیئے ہیں اُس سے جاکر سیکھو تم نرکل ہو اُس کی صحبت سے گنّا بن جاؤ گے۔

۵۲ سبزہ۔ وہ نبی اور ولی تمہاری خاک سے سبزہ اُگا دیگا کیونکہ وہ مرتبہ میں حضرت جبرئیلؑ کے گھوڑے کے سُم سے کم نہیں ہے حضرت جبرئیلؑ جب اسرائیلیوں کی مدد کیلئے آئے تو انکے گھوڑے کا قدم جس جگہ پڑتا تھا وہ سر سبز ہو جاتی تھی سامری نے یہ دیکھ کر اُس کے قدم کی مٹی اُٹھا کر بچھڑے میں ڈال جس سے اُس میں زندگی کے اثرات پیدا ہو گئے۔ گو وہ اُس وقت تو مومن تھے لیکن سامری کے بہکانے کے بعد وہ مشرک ہو گئے تھے۔

۵۳ گر آمیں۔ اگر تم اولیاء کی صحبت دیانتداری سے اختیار کرو گے تو وہ پردہ ہٹ جائیگا جو غیبی چیزیں دیکھنے سے مانع ہے تمہارے لئے۔ باز جب تک مالک سے مانوس نہیں ہوتا اُسکے سر پر ایک ٹوپی اس طرح اُڑھائی جاتی ہے جس سے اُسکی آنکھیں اور کان چھپے رہتے ہیں۔ زاں۔ یہ ٹوپی اسلئے اُڑھائی جاتی ہے کہ اُسکا میلان مالک کی طرف نہیں ہوتا اور دوسرے بازوں کی طرف ہوتا ہے۔ چوں بُرید۔ جب انسان کا دنیاوی چیزوں کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے اُسکا پردہ ہٹا دیا جاتا ہے جیسے کہ باز ہم جنس سے کٹ کر مالک کی طرف مائل ہو جاتا ہے تو اُسکے سر کی ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

راندہ[1] دیواں را حق از مرصادِ خویش — عقلِ جزوی را ز استبدادِ خویش
اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو اپنی گھات سے بھگایا — ناقص عقل کو اپنے مستقل ہونے سے (بھگا دیا)

کہ سری کم کن نہ تو مستبد — بلکہ شاگردِ دلی و مستعد
کہ خود سری نہ کر، تو مستقل نہیں ہے — بلکہ تو دلی کا شاگرد اور صاحبِ استعداد ہے

رو برِ دل رو کہ تو جزوِ دلی — ہیں کہ بندہ بادشاہِ عادلی
جلد دل کے پاس جا کیونکہ تو دل کا جز ہے — خبردار: تو منصف بادشاہ کا غلام ہے

بندگی[2] او بہ از سلطانی است — کہ انا خیر دمِ شیطانی است
اُس کی غلامی بادشاہت سے بہتر ہے — "میں بہتر ہوں" کا دعویٰ شیطانی ہے

فرق بین و برگزیں تو اے حبیس — بندگیِ آدمؑ از کبرِ بلیس
اے کمینے! تو فرق سمجھ لے اور اختیار کر — آدمؑ کی بندگی، شیطان کے تکبر کے بجائے

گفت آنکہ ہست خورشیدِ رہ او — حرفِ طوبیٰ ہر کہ ذلت نفسہٗ
جو راہ کا سورج ہے اُس نے کہا ہے — طوبیٰ کا لفظ ہر اُس شخص کیلئے ہے جس کا نفس ذلیل ہوا

سایۂ طوبیٰ ببین و خوش بخسپ — سر بنہ در سایہ سرکش بخسپ
طوبیٰ کا سایہ دیکھ لے اور آرام سے سو — سر رکھ دے، سرکش کے سایہ میں نہ سو

ظلِّ[3] ذلت نفسہٗ خوش مضجعے ست — مستعدانِ صفا را مضجعے ست
ذلت نفسہٗ کا سایہ بہترین خواب گاہ ہے — صفائی کی استعداد رکھنے والوں کیلئے خوابگاہ ہے

گر ازیں سایہ روی سوئے منی — زود طاغی گردی و رہ گم کنی
اگر تو اس سایہ سے خودی کی طرف جائے گا — فوراً سرکش بن جائیگا اور راستہ گم کر دے گا

بیانِ آیۂ کریمہ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

آیت کریمہ کا بیان — اے مومنو! پیش قدمی نہ کرو اللہ اور اُس کے رسول کے سامنے اور اللہ سے ڈرو

از حکیم سنائی ست

حکیم سنائیؒ نے کہا ہے

چوں نبی نیستی ز امتِ باش — چونکہ سلطاں نہ رعیت باش
جب تو نبی نہیں ہے، اُمتی بن — جبکہ تو بادشاہ نہیں ہے رعیت بن

پس رو خامشا و خامش باش — وز خودی رای زحمتی متراش
تو خاموشوں کا پیرو اور خاموش بن — اور خودی سے تکلیف کی رائے نہ اختیار کر

---

[1] راندہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطانوں کو گھات سے مار کر اس لئے بھگایا ہے کہ ناقص عقل والے کو مستقل نہ بننا چاہیئے اور خود سری چھوڑ کر کسی ولی کی شاگردی کرنی چاہیئے اور اپنی استعداد کو بروئے کار لانا چاہیئے۔ رَو۔ زود کا مخفف ہے۔ دلی۔ یعنی صاحبِ دل۔ ہیں۔ ناقص عقل والے کو شیخ کامل کا غلام بننا چاہیئے۔

[2] بندگی۔ اُس کے لئے غلامی سلطانی سے بہتر ہے۔ انا خیر۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اُن سے افضل قرار دیا تھا۔ فرق بین۔ آدمؑ نے بندگی اختیار کی اور شیطان نے کبر کیا دونوں کا فرق سمجھ لے کیا نتیجہ نکلا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے طوبیٰ۔ جنت میں ایک درخت ہے جس کا سایہ عظیم الشان اور خوشگوار ہے، خوشخبری۔

[3] ظل۔ سایہ۔ مضجع۔ خوابگاہ۔ منی۔ خودی۔ از حکیم: یہ نیچے کے دونوں شعر حضرت حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس رَوی خاموش باش از انقیاد — زیرِ ظلِ اَمرِ شیخ و اُستاد

تو پیرو ہے، فرمانبرداری سے چُپ رہ — اُستاد اور شیخ کے حکم کے سایہ تلے

پس رَوِ صامت شو و خاموش باش — از وجودِ خویش والی کم تراش

تو پیرو ہے، چُپ ہو جا اور خاموش رہ — اپنے وجود کو والی (حاکم) نہ بنا

ورنہ گرچہ مُستعدی و قابلی — مَسخ گردی تو ز لافِ کاملی

ورنہ، اگرچہ تو صاحبِ استعداد و قابلیت ہے — تو کمال کی شیخی بگھارنے سے مسخ ہو جائیگا

ہم ز استعداد و آمانی اگر — سَرکشی ز اُستادِ رادِ باخبر

استعداد اور تمناؤں سے بھی اگر — تو عقلمند، باخبر اُستاد سے سَرکشی کرے گا

صبر کُن در موزہ دوزی و بسوز — وَرشوی بے صبر مانی پارہ دُوز

موزہ سینے اور مشقت پر صبر کر — اگر تو بے صبر بنے گا پیوند لگانیوالا رہ جائیگا

کُہنہ دوزاں گر بُدے شاں صبر و حلم — جُملہ نو دوزاں شدندے ہم بعلم

پُرانے جوتے گانٹھنے والوں کو اگر صبر اور بُردباری، تحمل، ہوتی — ہُنر کے ذریعہ سب نیا (موزہ) سینے والے بنجاتے

پس بکوشی و بآخر از کلال — خود بخود گوئی کہ اَلعَقلُ عِقال

پھر تو کوشش کرے گا اور بالآخر تھک کر — خود کہے گا کہ عقل بندھن ہے

ہمچو آں مردِ مُفلسِف روزِ مرگ — عقل را می دید بس بے بال و برگ

اُس فلسفی کی طرح جس نے موت کے دن — عقل کو بہت بے ساز و سامان دیکھا

بے غرض می کرد آندم اِعتراف — کز ذکاوت راندیم اَسپِ اَز گزاف

اُس وقت اُس نے اِخلاص سے اقرار کیا — کہ ہم نے ذہانت کے گھوڑے بیکار دوڑائے

از غروری سَر کشیدم از رِجال — آشنا کردیم در بحرِ خیال

میں نے تکبر کی وجہ سے (باخدا) لوگوں سے سَرکشی کی — خیال کے سمندر میں تیراکی کی

آشنا ہیچ ست اندر بحرِ رُوح — نیست آنجا چارہ جُز کشتیِ نوحؑ

رُوح کے سمندر میں تیراکی بیکار ہے — وہاں نوحؑ کی کشتی کے سوا چارہ نہیں ہے

کاشکے کو آشنا نا موختے — تا طمع در نوحؑ و کشتی دوختے

کاش وہ تیراکی نہ سیکھتا — تاکہ تمنا کو نوحؑ اور کشتی سے وابستہ کرتا

اینچنیں فرمود آں شاہِ رُسل — کہ منم کشتی دریں دریای کُل

رسولوں کے شاہ نے اِسی لئے فرمایا ہے — کہ اِس عظیم دریا میں کشتی، میں ہوں

---

۱ پس رَوی۔ مرید کو خاموشی سے شیخ کی تابعداری کرنی ضروری ہے مُرید کا کام چُپ رہنا اور شیخ کی ہدایت پر عمل کرنا ہے اپنی طرف سے باتیں بنانا اور اپنی بڑائی جتانا تباہی ہے۔ ورنہ۔ اگر تو شیخ کے سامنے بڑائی بگھاریگا تو اگرچہ صاحبِ استعداد ہو تیری وہ استعداد برباد ہو جائیگی۔

۲ صبر کُن۔ ہُوا سی اُس وقت بنتا ہے جب صبر اور محنت سے سیکھتا ہے ورنہ صرف موزہ اور جوتہ گانٹھنے والا بنکر رہ جاتا ہے۔ کُہنہ دوز۔ جوتے گانٹھنے والے اگر صبر سے کام لے کر اُستاد سے سیکھتے تو ہُنرمند بن کر موچی بن جاتے۔ العقل عِقال۔ عقل رسّی ہے یعنی ہماری عقل ہمارے ہنر سیکھنے کے لئے مانع بن گئی۔ مُفلسِف۔ اِس سے شیخ بو علی سینا فلسفی مراد ہے

۳ بے غرض۔ شیخ بُو علی سینا نے موت کے وقت جب عالمِ آخرت منکشف ہونے لگا تو اقرار کیا کہ اِن معاملات میں عقل گھوڑے دوڑانا بیکار تھا۔ از غروری۔ علم کے غرور نے اہل اللہ تک نہ پہنچنے دیا اور میں خیالی سمندر میں غوطے لگاتا رہا۔ آشنا۔ مولانا فرماتے ہیں روح کے سمندر میں خود تیرنا بیکار ہے وہاں نوحؑ والی کشتی ضروری ہے۔ کاشکے۔ اگر شیخ بو علی سینا عقل گھوڑے دوڑاتا نہ جانتا تو کسی بزرگ کا ہاتھ پکڑ لیتا۔ اینچنیں۔ آنحضورؐ

665

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

یا[1] کسے کو در بصیرتہاے من … شُد خلیفہ راستیں بر جاے من

یا وہ ہے جو میری بصیرتوں میں … میری جگہ سچا قائم مقام بنا ہے

کشتیِ نوحیم در دریا کہ تا … رو نگردانی ز کشتی اے فتیٰ

میں دریا میں نوحؑ والی کشتی ہوں، ہرگز … اے نوجوان! تو کشتی سے روگردانی نہ کر

ہمچو کنعاں سُوی ہر کوہے مرو … از نبی لَا عَاصِمَ الْیَوْم شنو

کنعان کی طرح ہر پہاڑ کی جانب نہ جا … قرآن سے "آج کوئی بچانے والا نہیں" سن لے

می[2] نماید پست ایں کشتی ز بند … می نماید کوہِ فکرت بس بلند

پردے کی وجہ سے یہ کشتی پست نظر آتی ہے … تجھے عقل کا پہاڑ بلند نظر آتا ہے

پست منگر ہاں و ہاں ایں پست را … بنگر آں فضلِ خدا پیوست را

خبردار خبردار! اس نیچی کشتی کو نیچا نہ سمجھ … خدا سے جڑے ہوئے اس فضل کو دیکھ

در بلندی کوہِ فکرت کم نگر … کہ یکے موجش کند زیر و زبر

اپنی عقل کے پہاڑ کو بلند نہ سمجھ … کیونکہ اس کو ایک موج تہ و بالا کر دے گی

گر تو کنعانی نداری باورم … گر دو صد چندیں نصیحت آورم

اگر تو کنعان (صفت) ہے میرا یقین نہ کریگا … خواہ میں اس جیسی دو سو نصیحتیں کروں

گوشِ کنعاں کے پذیرد ایں کلام … کہ برو مُہرِ خدا ایست و ختام

اس بات کو کنعان کا کان کب قبول کرتا ہے؟ … کیونکہ اس پر خدا کی مہر (لگی ہوئی) ہے

کے گذارد موعظت بر مُہرِ حق … کے بگرداند حدث حکمِ سبق

نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے آگے کب بڑھ سکتی ہے! … نئی بات ازلی حکم کب بدل سکتی ہے؟

لیک[3] می گویم حدیثِ خوش پئے … بر امیدِ آنکہ تو کنعاں نہٖ

لیکن میں خوشگوار بات سناتا ہوں … اس امید پر کہ تو کنعان نہیں ہے

آخر ایں اقرار خواہی کرد ہیں … ہم ز اول روزِ آخر را ببیں

خبردار! بالآخر تو یہ اقرار کرے گا … پہلے ہی دن سے انجام بین بن جا

می توانی دید آخر را مکُن … چشمِ آخر بینت را کور و کہن

تو انجام کو دیکھ سکتا ہے، نہ بنا … اپنی انجام بین آنکھ کو اندھا اور پرانا

ہر کہ آخر بیں بُود مسعود وار … نبودش ہر دم بره رفتن عثار

جو نیک بخت کی طرح انجام بیں ہوتا ہے … اسکو راستہ چلتے میں ہر وقت ٹھوکر نہیں لگتی ہے

[1] یا کسے۔ یعنی صحابہ کرام جو آنحضورؐ کی بصیرتوں سے فیضیاب تھے کشتیِ نوحیم۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں اور میرے فیض یافتہ صحابہؓ اس دریائے معرفت کیلئے بمنزلہ نوحؑ کی کشتی کے ہیں۔ کنعان۔ حضرت نوحؑ کے نافرمان بیٹے نے بجائے کشتی میں بیٹھنے کے یہ کہا تھا کہ میں پہاڑ پر چڑھ کر پناہ حاصل کروں گا۔ از نبی۔ قرآن پاک میں اس کو جواب دیا گیا۔ لَا عَاصِمَ الْیَوْم آج کوئی بچانے والا نہیں ہے۔

[2] می نماید۔ چونکہ آنکھوں پر بندش ہے اسلئے اولیاء کی صحبت حقیر نظر آتی ہے اور اپنی عقل بلند نظر آتی ہے۔ بفضلِ خدا۔ جبکہ فضل خداوندی اس کے شامل حال ہے تو اس کو حقیر نہ سمجھ۔ کنعانی۔ اگر تیرا مزاج بھی کنعان کی طرح ہے تو میری نصیحت کو نہ سنے گا ایسے لوگوں کے کانوں پر مہرِ خداوندی لگی ہوتی ہے ختام مُہر۔ کے گذارد۔ کسی کی نصیحت اللہ تعالیٰ کی مہر سے گذر کر کان تک کیسے پہنچ سکتی ہے۔ حدث۔ امرِ نو پیدا یعنی نصیحت۔ حکمِ سبق۔ ازلی حکم یعنی کانوں پر مہر لگ جانیکا حکم۔

[3] لیک۔ میں جو یہ نصیحت کر رہا ہوں وہ اس بنا پر کر رہا ہوں کہ تو کنعان صفت نہ ہوگا آخر۔ مولانا پھر پہلے مضمون کی طرف لوٹتے ہیں کہ آخر میں عقل کے ناکارہ ہونیکا اقرار کرنا پڑیگا اور آخر کے معاملہ کو اب ہی سمجھ لے

می توانی۔ اگر تو چشمِ بصیرت سے کام لیگا تو انجام کو دیکھ سکتا ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص انجام بین ہوتا ہے وہ ٹھوکر نہیں کھاتا۔ اگر تو بھی یہ چاہتا ہے تو اہل اللہ کے قدم کی خاک کو سرمہ بنالے پھر منہ کے بل گرنے سے بچ جائیگا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر نخواہی ہر دمے ایں خفت و خیز
اگر تو ہر وقت گرنا اور سنبھلنا نہیں چاہتا

کُن ز خاکِ پای مَردے چشم تیز
کسی مردِ خدا کے پاؤں کی خاک سے آنکھ کو تیز کرلے

کُحلِ دیدہ ساز خاکِ پاش را
اُس کے پاؤں کی خاک کو آنکھ کا سُرمہ بنالے

تا بیندازی سَرِ اوباش را
تاکہ بیہودہ سر کو ٹھکرا دے

کہ[1] ازیں شاگردی وزیں افتقار
کیونکہ اس شاگردی اور اس احتیاج سے

سُوزنے باشی شوی تو ذوالفقار
اگر تو سوئی بھی ہے ذوالفقار (تلوار) بن جائیگا

سُرمہ کُن تو خاکِ ہر بگزیدہ را
ہر برگزیدہ کی خاک کو سُرمہ بنالے

ہَم بسوزد ہَم بسازد دیدہ را
وہ لگتی بھی ہے، آنکھ کو بناتی (بھی) ہے

چشم روشن کُن ز خاکِ اولیا
اولیاء کی خاک سے آنکھ روشن کرلے

تا ببینی ز ابتدا تا اِنتہا
تاکہ تو آغاز سے انجام تک دیکھ لے

چشم اُشتر زاں بُود بس نُور بار
اونٹ کی آنکھ اسی لئے زیادہ روشن ہوتی ہے

کُو خورد از بہرِ نورِ چشم خار
کہ وہ آنکھ کی روشنی کے لئے کانٹا کھاتا ہے

خار[2] خور تا گُل بروید اندر تُرا
کانٹ چبا تاکہ وہ تجھ میں پھول اُگائے

چشمِ تو روشن شود جاں با صَفا
تیری آنکھ روشن اور روح صاف ہو جائیگی

خار را از چشمِ دل گر بر کَنی
اگر تو دل کی آنکھ سے کانٹا نکالدے گا

چشمِ جاں را حق ببخشد روشنی
اللہ تعالیٰ، جان کی آنکھ کو روشنی عطا فرمائیگا

قصہ[3] شکایتِ اَستر بہ اُشتر کہ من بسیار در رُو می اُفتم در راہ رفتن

خچر کی اونٹ سے شکایت کا قصہ کہ میں راستہ چلنے میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں

و تو کم می اُفتی چون است و جوابِ گفتنِ شتر مر اَستر را

اور تو نہیں گرتا (یہ) کیوں ہے؟ اور اونٹ کا خچر کو جواب دینا

اُشترے را دید روزے اَسترے
ایک خچر نے ایک روز ایک اونٹ کو دیکھا

چونکہ با اُو جمع شُد در آخُرے
جبکہ وہ ایک اصطبل میں اسکے ساتھ جمع ہوا

گفت من بسیار می اُفتم برُو
اُس نے کہا میں منہ کے بل بہت گرتا ہوں

در گریوہ و راہ و در بازار و کُو
ٹیلے اور راستے میں اور بازار و کوچہ میں

گز چہ در رُو می فتم بسار من
میں منہ کے بل اکثر کیوں گرتا ہوں!

در رہِ ہموار و ناہموار من
ہموار اور ناہموار راستہ میں

---

[1] کہ ازیں۔ اہل اللہ کے اِتباع سے تھوڑی سی اِستعداد والا بھی کامل بن جاتا ہے۔ ذوالفقار حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ہے۔ ہم بسوزد۔ یہ ذرا لگتا تو ہے لیکن آنکھ کو درست کرتا ہے یعنی اہل اللہ کی اطاعت ناگوار تو ہوتی ہے لیکن انسان کو کامل بنا دیتی ہے۔ کو خورد۔ اونٹ نے کانٹے چبائے تو آنکھیں روشن ہو گئیں۔

[2] خار خور۔ شیخ کی تعلیم و صحبت میں ناگواریاں برداشت کر تیرے اندر معرفت کے گل اور بوٹے اگیں گے آنکھوں میں روشنی دل میں صفائی پیدا ہو جائے گی۔ خار را۔ اگر نفس کے رذائل کا کانٹا آنکھ سے نکالدو گے تو نورِ بصیرت حاصل ہو جائیگا۔

[3] قصہ۔ اس قصہ سے مولانا نے دُور بینی کے فوائد اور دُور بیں کی اطاعت کے فائدے سمجھائے ہیں۔ اَستر۔ خچر۔ آخر۔ چرپائے باندھنے کی جگہ۔ گریوہ۔ ٹیلہ۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خاصه[۱] از بالای که تا زیرِ کوه — در سر آیم هر زمانے از شکوه

خصوصاً پہاڑ کے اوپر سے پہاڑ کے نیچے تک — ہر وقت خوف سے میں منہ کے بل گرتا ہوں

کم همی اُفتی تو در رُو بهرِ چیست — یا مگر خود جانِ پاکت دولتیست

کیا سبب ہے؟ تو منہ کے بل نہیں گرتا ہے — شاید تیری پاک جان دولت ہے، مالامال ہے

در سر آیم هر دم و زانو زنم — پوز و زانو زاں خطا پُرخوں کنم

میں ہر وقت سر کے بل گرتا ہوں اور گھٹنے رگڑ لیتا ہوں — اُس غلطی سے تھوتھنی اور گھٹنے زخمی کر لیتا ہوں

کژ شود پالاں و رختم بر سرم — وز مُکاری هر زماں زخمے خورم

میرا پالان اور میرا بوجھ میرے سر پر اُلٹا ہو جاتا ہے — اور گدھے والے سے میں ہر وقت پٹتا ہوں

همچو کم عقلے که از عقلِ تباه — بشکند توبه بهر دم از گناه

اُس بیوقوف کی طرح جو برباد شدہ عقل کی وجہ سے — گناہ کر کے ہر وقت توبہ توڑ دیتا ہے

سُخرهٔ[۲] ابلیس گردد در زمن — از ضعیفی رای آں توبه شکن

زمانے میں شیطان کے تابع بنتا ہے — کمزوری کی وجہ سے اُس توبہ شکن کی رائے

در سر آید هر زماں چوں اَسپِ لنگ — که بُود بارش گران و راه سنگ

وہ لنگڑے گھوڑے کی طرح ہر وقت منہ کے بل گرتا ہے — جس پر بھاری بوجھ ہو اور سنگلاخ راستہ ہو

می خورد از غیب بر سر زخم او — از شکستِ توبه آں اِدبار خُو

غیب سے وہ سر پر چوٹ کھاتا ہے — وہ منحوس توبہ کے ٹوٹنے سے

باز توبه می کند بارای سُست — دیو یک تُف کرد توبه را شکست

پھر کمزور ارادے سے توبہ کرتا ہے — شیطان نے ایک پھونک ماری توبہ کو توڑ دیا

ضعف اندر ضعف و کبرش آنچناں — که بخواری بنگرد در واصلاں

کمزوری در کمزوری اور اس کا تکبر اس قدر — کہ اولیاء کو ذلت سے دیکھتا ہے

اے[۳] شتر که تو مثالِ مؤمنی — کم فتی در رُو و کم بینی زنی

اے اونٹ! تو مومن کی طرح ہے — منہ کے بل نہیں گرتا ہے اور مار نہیں کھاتا ہے

تو چه داری که چنیں بے آفتی — بے عِثاری و کم اندر رُو فتی

تیرے پاس کیا ہے کہ تو ایسا بے مصیبت ہے — بغیر لغزش کے ہے اور منہ کے بل نہیں گرتا

گفت گرچه هر سعادت از خدا ست — در میانِ ما و تو بس فرقهاست

اس نے کہا اگرچہ ہر نیک بختی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے — ہم میں اور تجھ میں بہت فرق ہیں

---

۱ خاصہ۔ عام طور پر بھی گرتا ہوں لیکن پہاڑی راستے میں تو ضرور گرتا ہوں۔ پوز، تھوتھنی۔ کژ شود، منہ کے بل گرتا ہوں تو بوجھ اور پالان کھسک کر سر پر آجاتا ہے پھر گدھے والا میرے ڈنڈے مارتا ہے۔ ہمچو۔ مولانا فرماتے ہیں کہ توبہ شکن بے عقل کی مثال اسی گدھے کی سی ہے۔

۲ سخرہ۔ یہ توبہ شکن اپنی کمزور رائے کی وجہ سے شیطان کے تابع ہوتا ہے اور لنگڑے گھوڑے کی طرح ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرتا رہتا ہے جس پر وزن زیادہ ہو اور راستہ بھی پتھریلا ہو۔ باز۔ توبہ شکن پھر توبہ کرتا ہے اور شیطان ایک پھونک سے پھر اس کی توبہ توڑ دیتا ہے۔ ضعف۔ خود تو اس قدر کمزور ہے لیکن بزرگوں کو ذلیل سمجھتا ہے۔

۳ اے شتر۔ پھر خچر کی بات شروع کی ہے، خچر نے اونٹ سے کہا کہ تیری مثال مومن کی سی ہے جو نہ منہ کے بل گرے اور نہ پٹے۔ گفت۔ اگرچہ ہر سعادت اللہ کی جانب سے ہے لیکن ظاہری وجہ یہ بھی ہے کہ میرا سر بلند اور میری آنکھیں دور بیں ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سر بلندم من دو چشمِ من بلند — **بینشِ عالی امان ست از گزند**

میرا سر بلند ہے، میری دونوں آنکھیں بلند ہیں — بلندی سے دیکھنا تکلیف سے امن کا سبب ہے

از سرِ کُہ من بہ بینم پایِ کوہ — **ہر گو[1] و ہموارہ را من توہ توہ**

میں پہاڑ کی چوٹی سے پہاڑ کی جڑ تک دیکھ لیتا ہوں — تہ بہ تہ ہر گڑھے اور ہموار کو

ہمچناں کہ دید آں صدرِ اجل — **پیش کارِ خویش تا روزِ اجل**

جس طرح اُس بزرگ نے دیکھ لیا — پہلے سے اپنے معاملہ کو موت کے دن تک

انچہ خواہد بُود بعدِ بست سال — **داند اندر حال آں نیکو خصال**

جو بات بیس سال بعد ہو گی — وہ نیک خصلت اُس کو اسی وقت جانتے تھے

حالِ خود تنہا ندید آں مُتّقی — **بلکہ حالِ مغربی و مشرقی**

اُس متقی ولی صفت نے اپنا حال ہی نہیں دیکھا — بلکہ مغربی اور مشرقی کا (بھی دیکھا)

نور[2] در چشم و دلش سازد سکن — **بہرِ چہ سازد، پئے حُبُّ الوطن**

نور اُسکی آنکھ اور دل کو مسکن بناتا ہے — کیوں بناتا ہے؟ وطن کی محبت کی خاطر

ہمچو یوسفؑ کو بدید اوّل بخواب — **کہ سجودش کرد ماہ و آفتاب**

جس طرح حضرت یوسفؑ کو اُنھوں نے شروع ہی میں خواب میں دیکھ لیا تھا — کہ اُن کو چاند اور سورج نے سجدہ کیا

از پسِ دہ سال بلکہ بیشتر — **انچہ یوسفؑ دیدہ بُد بر کرد سر**

دس سال کے بعد بلکہ اُس سے بھی زیادہ میں — جو کچھ یوسفؑ نے دیکھا تھا وہ ظاہر ہوا

نیست[3] آں ینظر بنورِ اللہ گزاف — **نورِ ربّانی بُود گردوں شگاف**

"وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" لغو نہیں ہے — خدائی نور آسمان کو پھاڑنے والا ہوتا ہے

نیست اندر چشمِ تو آں نورِ رو — **ہستی اندر حسِ حیوانی گرو**

جا، تیری آنکھ میں وہ نور نہیں ہے — تو حیوانی حس میں پھنسا ہے

تو ز ضعفِ چشم بینی پیشِ پا — **تو ضعیف و ہم ضعیفت پیشوا**

تو آنکھ کی کمزوری کی وجہ سے صرف پاؤں کے آگے دیکھتا ہے — تو کمزور ہے اور تیرا پیشوا بھی کمزور ہے

پیشوا چشم ست دست و پایِ را — **کو بہ بیند جایِ را نا جایِ را**

ہاتھ اور پاؤں کا پیشوا آنکھ ہے — کیونکہ وہ صحیح اور غلط جگہ کو دیکھتی ہے

دیگر آنکہ چشمِ من روشن ترست — **دیگر آنکہ خلقتِ من اطہر ست**

علاوہ ازیں میری آنکھ زیادہ روشن ہے — علاوہ ازیں میری پیدائش پاک ہے

---

[1] گو۔ گڑھا۔ توہ توہ۔ تہ بہ تہ۔ ہمچناں۔ صدرِ اجل، بڑے صدر سے مراد بایزید بسطامی رح ہو سکتے ہیں جن کو شیخ ابوالحسن خرقانی رح کے احوال پیدائش سے قبل معلوم ہو گئے تھے یا مطلق ولی مراد ہے۔ انچہ خواہد بود۔ کسی ولی کا کشف نہ اختیاری ہے اور نہ تمام اشیاء سے اُس کا تعلق ہوتا ہے۔ آنچہ۔ بعض مستقبل میں ہونیوالے واقعات منکشف ہو جاتے ہیں۔

[2] نور۔ ولی کے کشف کی وجہ یہ ہے کہ نور اُس کی آنکھ اور دل کو اپنا مسکن بنا لیتا ہے کیونکہ ولی عالمِ غیب کا عاشق ہوتا ہے اور اُس عشق سے نور پیدا ہوتا ہے۔ ہمچو یوسف۔ یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھ لیا تھا کہ چاند اور سورج آپ کو سجدہ کر رہے ہیں اور اس واقعہ کا ظہور بیس سال بعد ہوا جبکہ اُن کے بھائی اُن کے سامنے سر بسجود ہو گئے۔

[3] نیست۔ ولی آنے والی بات کو اس لئے دیکھتا ہے کہ وہ نورِ خداوندی کے ذریعہ دیکھتا ہے اور نورِ خداوندی کے لئے کوئی آڑ نہیں ہو سکتی۔ تو ضعیف۔ عام انسان حسی آنکھ سے دیکھتا ہے جو ایک کمزور چیز ہے انسان خود بھی کمزور ہے اور اُسکا پیشوا یعنی حسی آنکھ بھی کمزور ہے لہٰذا آنکھ صرف سامنے کا اور تھوڑی دُور کا نظر آتا ہے۔ دیگر۔ دوسری بات یہ ہے کہ میری آنکھ زیادہ روشن ہے تیسری بات یہ ہے کہ

779

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

زانکہ ہستم من ز اولادِ حلال … نے ز اولادِ زنا و اہلِ ضلال
کیونکہ میں حلال اولاد میں سے ہوں … نہ کہ زنا اور گمراہوں کی اولاد

تو ز اولادِ زنائی بے گماں[1] … تیر کژ پرّد چو کژ باشد کماں
تو یقیناً زنا کی اولاد ہے … تیر ٹیڑھا اُڑتا ہے جبکہ کمان ٹیڑھی ہو

تصدیق کردنِ اُستر جوابہای اُشتر را و اقرار آوردن بفضلِ او
خچر کا اونٹ کے جوابوں کی تصدیق کرنا اور اپنے اوپر اُس کی بڑائی کا اقرار کرنا

بر خود و از وے استعانت خواستن و بدو پناہ گرفتن بصدق و نواختنِ
اور اُس سے مدد مانگنا اور سچائی سے اُس کی پناہ پکڑنا اور اونٹ کا

اُشتر اُو را و راہ نمودن و یاری دادن پدرانہ و شاہانہ
اُس کو نوازنا اور پدرانہ اور شاہانہ طریقہ پر اُس کی رہنمائی اور مدد کرنا

گفت[2] اُستر راست گفتی اے شتر … ایں بگفت و کرد چشم از اشک پُر
خچر نے کہا اے اونٹ! تو نے سچ کہا … یہ کہا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا

ساعتے بگریست در پایش فتاد … گفت اے بگزیدۂ ربُّ العباد
تھوڑی دیر رویا، اُس کے پاؤں پڑا … کہا اے بندوں کے رب کے برگزیدہ!

چہ زیاں دارد کہ از فرخندگی … در پذیری تو مرا در بندگی
کیا نقصان ہوگا کہ (اگر) برکت کی وجہ سے … تو مجھے غلامی میں قبول کرلے؟

فضلِ تو بر من فزونست از شمار … ہم ز فضلِ خود مرا معذور دار
تیری بزرگی بے شمار مجھ سے بڑھی ہوئی ہے … اپنی بڑائی کی وجہ سے میرا عذر قبول کرلے

گفت[3] چوں اقرار کردی پیشِ من … رَو کہ رستی تو ز آفاتِ زمن
اُس نے کہا جب تو نے میرے سامنے اقرار کرلیا؟ … جا تو زمانے کے مصائب سے نجات پاگیا

دادی انصاف و رہیدی از بلا … تو عدو بودی شدی ز اہلِ ولا
تو نے انصاف کیا اور مصیبت سے چھوٹ گیا … تو دشمن تھا دوستوں میں سے ہوگیا

خوی بد در ذاتِ تو اصلی نبود … کز بدِ اصلی نیاید جز جحود
تیری ذات میں بدعادت اصلی نہ تھی … کیونکہ اصلی بد سے صرف انکار (سرزد) ہوتا ہے

آں بدِ عاریتی باشد کہ او … آرد اقرار و شود او توبہ جو
وہ عارضی بد ہوتا ہے کہ جو … (خطا کا) اقرار کرلے اور توبہ کی جستجو کرے

---

[1] تو ز اولاد۔ جب تیری ولادت ہی غلط ہے تو سارے کام غلط ہیں اگر کمان ٹیڑھی ہو تو تیر ٹیڑھا اُڑتا ہے۔

[2] گفت استر۔ خچر نے اونٹ کی باتوں کی تصدیق کی اور رونے لگا پھر اونٹ کے پاؤں پر گر پڑا اور بولا کہ میری غلطی معاف کر دیجئے اور اب تک اطاعت نہ کرنے میں میرا عذر قبول کرلیجئے۔

[3] گفت چوں۔ اونٹ نے خچر سے کہا اب جبکہ تو نے اپنے عیبوں کا اقرار کرلیا ہے اور مجھ سے دستگیری چاہی ہے، مصائب سے نجات پاگیا ہے۔ خوئی بد تیرے اقرار کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ عیب تیرے اندر عارضی تھے اگر اصلی ہوتے تو کبھی اقرار نہ کرتا، عارضی بد توبہ کرلیتا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

۱؎ ہمچو آدمؑ زلّتش عاریہ بود — لاجرم اندر زماں توبہ نمود

جیسے کہ (حضرت) آدمؑ اُن کی لغزش عارضی تھی — لامحالہ (انھوں نے) فوراً توبہ کرلی

چونکہ اصلی بود جرمِ آں بلیس — رہ نبودش جانبِ توبہ نفیس

چونکہ شیطان کی خطا اصلی تھی — (اسلئے) عمدہ توبہ کی طرف اُس کا راستہ نہ تھا

رو کہ رستی از خودی واز خوی بد — وز زبانہ نار وز دندانِ دد

جا کہ تو خودی اور بدعادت سے نجات پاگیا — آگ کے شعلے اور درندوں کے دانت سے

رو کہ اکنوں دست در دولت زدی — در فگندی خود بہ بختِ سرمدی

جا کہ اب دولت تیرے ہاتھ آگئی ہے — تونے اپنے آپ کو دائمی خوش نصیبی سے وابستہ کردیا ہے

اُدْخُلِیْ چوں فِیْ عِبَادِیْ یافتی — اُدْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ دریافتی

جب تونے "میرے بندوں میں داخل ہوجا" کو پالیا — تونے "داخل ہوجا میری جنت میں" کو حاصل کرلیا ہے

۲؎ در عبادش راہ کردی خویش را — رفتی اندر خلد از راہِ خفا

(جب) تونے اپنا راستہ اُس کے بندوں میں بنالیا ہے — تو غیر محسوس طریقہ پر جنت میں چلاگیا ہے

اِهْدِنَا گفتی صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْم — دستِ تو بگرفت بُردت تا نعیم

تونے ہم کو سیدھے راستہ کی ہدایت دے، کہا — اُس نے تیرا ہاتھ پکڑا اور جنت میں لے گیا

نار بودی نور گشتی اے عزیز — غورہ بودی گشتی انگور و مویز

اے پیارے! تو آگ تھا نور بن گیا — تو کچا خوشہ تھا، انگور اور منقیٰ بن گیا

اختر بودی شدی تو آفتاب — شاد باش وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب

تو تارا تھا سورج بن گیا — خوش رہو، اور بہتر تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

۳؎ اے ضیاء الحق حسام الدیں بگیر — شہدِ خویش اندر فگن در جوی شیر

اے ضیاء الحق حسام الدین! تو لے — اپنا شہد دودھ کی نہر میں ملادے

تا رہد آں شیر از تغییرِ طعم — یابد از بحرِ مزہ تکثیرِ طعم

تاکہ وہ دودھ، مزہ بدلنے سے محفوظ ہوجائے — اور مزے کے سمندر سے مزید ذائقہ حاصل کرے

متصل گردد بداں بحرِ الست — چونکہ شد دریا زہر تغییر رست

وہ الست کے سمندر سے مل جائے گا — جب وہ دریا بن جائیگا، ہر تغیر سے بچ جائیگا

۱؎ ہمچو۔ حضرت آدمؑ کی لغزش عارضی تھی انھوں نے توبہ کرلی شیطان کی خطا فطری تھی اسکو توبہ کی توفیق نہ ہوئی۔ رو۔ اللہ نے کہا اب جبکہ تونے توبہ کرلی تو خودی اور بدعادت سے نجات پاگیا اور جہنم کے عذاب سے چھوٹ گیا۔ در دولت۔ اب تجھے خوش نصیبی کی دولت مل گئی ہے اور تونے جنت حاصل کرلی ہے۔ اُدْخُلِیْ۔ قرآن پاک میں ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ یعنی اے مطمئن نفس تو میرے بندوں میں داخل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا۔ یعنی اللہ کے عباد اور بندوں میں داخل ہوجانا جنت میں داخلہ کا سبب ہے۔

۲؎ در عبادش۔ انسان اللہ تعالیٰ کا عبد اُس وقت بنتا ہو جبکہ اُس کی عبادت کرے اور عبادت کے ذریعہ —— وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔ اِهْدِنَا۔ جب کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہو اور کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم ہمیں سیدھے راستہ کی رہنمائی کردے تو اللہ تعالیٰ اُس کی دستگیری فرماتا ہے اور جنت میں داخل کردیتا ہے۔ نار بودی۔ پہلے تو آگ تھا اب نور بن گیا یعنی پہلے تو ناقص تھا اب کامل بن گیا۔ غورہ۔ انگور کا کچا خوشہ۔

۳؎ اے ضیاء الحق۔ مولانا فرماتے ہیں اے ضیاء الحق تم علوم و معارف میں اپنا شہد ملادے تاکہ اُس میں تغیر نہ آسکے اور وہ اور مزیدار ہوجائیں۔ متصل گردد۔ آپ کی تعلیم سے وہ ناقص وجود کامل سے مل جائے گا جب وجود کل میں داخل ہوجائے گا تو اُس کو بقا اور دوام حاصل ہوجائے گا۔

781

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

منفذے یابد دراں بحرِ عسلؒ — آفتے را نبود اندر وے عمل
اِس شہد کے دریا میں راستہ پالے گا — اُس میں کسی آفت کا عمل نہ ہو سکے گا

غرّہ کن شیر وار اے شیرِ حق — تا رود آں غرّہ بر ہفتم طبق
اے اللہ کے شیر! شیر کی طرح غرّا — تاکہ وہ ڈِڈوک ساتویں آسمان پر پہنچے

چہ خبر جانِ ملولِ سیر را — کے شناسد موش غرّہ شیر را
کاہل سُست کی جان کو کیا خبر؟ — چوہا شیر کی ڈِڈوک کو کہاں پہچانتا ہے؟

بر نویس احوالِ خود با آبِ زر — بہرِ ہر دریا دلے نیکو گہر
اپنے احوال سونے کے پانی سے لکھ دے — ہر دریا دل نیک فطرت کے لئے

آبِ نیل ست ایں حدیثِ جانفزا — یا ربش در چشمِ قبطی خوں نما
یہ روح کو بڑھانے والی بات دریائے نیل کا پانی ہے — اے خدا! اُسے قبطی کی نظر میں خون بنا دے

لابہ کردن قبطی مر سبطی را کہ یک ظرف بہ نیتِ خویش از نیل پُر
کُن و بر لبِ من نہ تا بخورم بحقِ دوستی و برادری کہ سبُو کشماں

ایک قبطی کی سبطی کی خوشامد کرنا کہ ایک برتن اپنی نیت سے دریائے نیل سے بھر دے اور دوستی اور بھائی بندی کی بنا پر میرے منہ سے لگا دے تاکہ میں پی لوں وہ

سبطیاں بہرِ خود پُر می کنید از نیل آبِ صاف ست و سبُو
ٹھلیا کہ تم سبطی دریائے نیل سے اپنے لئے بھرتے ہو صاف پانی ہے اور وہ ٹھلیا

کہ ما قبطیاں پُر می کنیم خونِ صاف ست
کہ ہم قبطی بھرتے ہیں بالکل خون ہے۔

من شنیدم کہ در آمد قبطیے — از عطش اندر وثاقِ سبطیے
میں نے سُنا ہے کہ ایک قبطی آیا — پیاس کی وجہ سے ایک سبطی کے گھر

گفت ہستم یار و خویشاوندِ تو — گشتہ ام امروز حاجتمندِ تو
کہنے لگا کہ میں تیرا دوست اور رشتہ دار ہوں — میں آج تیرا محتاج ہوں

زانکہ موسیٰؑ جادوئی کرد و فسوں — تا کہ آبِ نیل ما را کرد خوں
کیونکہ موسیٰؑ نے جادو ٹونا کر دیا ہے — یہاں تک کہ اُس نے ہمارے لئے (دریائے) نیل کو خون بنا دیا ہے

سبطیاں زاں آبِ صافی می خورند — پیشِ قبطی خوں شد آب از چشم بند
سبطی اسی سے صاف پانی پیتے ہیں — نظر بندی کی وجہ سے قبطی کیلئے خون بن گیا ہے

لہ عسل۔ شہد کا خاصہ ہے کہ اُس کے اندر کی چیز تغیر پذیر نہیں ہوتی ہے۔ غرّہ کن اے ضیاء الحق آپ اللہ تعالےٰ کے شیر ہیں شیروں کی طرح غرّائیے اور حقائق کو بیان کیجئے۔ چہ خبر۔ جو حقائق کے پیاسے نہیں ہیں وہ آپ کے معارف سے واقف نہیں ہیں۔ کے شناسد چوہا شیر کی ڈِڈوک کو نہیں سمجھتا ہے بزدیا جانور اُس کو سمجھتے ہیں۔ بر نویس۔ اپنے احوال بشکل مثنوی لکھ ڈالئے۔ ایں حدیث یعنی ضیاء الحق کے احوال دریائے نیل کی طرح ہیں جو سبطیوں کے سیرابی کا ذریعہ تھا اور قبطیوں کے لئے خون تھا۔

لہ لابہ کردن۔ مولانا دریائے نیل کے خون بن جانیکا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ قبطی یعنی فرعون کے ماننے والے سبطی یعنی حضرت موسیٰؑ کے پیرو۔ عطش پیاس۔ وثاق گھر۔ خویشاوند۔ رشتہ دار۔

لہ زانکہ۔ ضرورت یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے جادو کے ذریعہ ہمارے لئے نیل کے پانی کو خون بنا دیا ہے اسی دریا سے سبطی پانی پی رہے ہیں اور ہمارے لئے خون بن گیا ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قبطیاں نک می مُرند از تشنگی — از پئے اِدبارِ خود یا بدرگی [۱]
اب قبطی پیاس سے مر رہے ہیں — اپنی نحوست یا بدفطرتی کی وجہ سے

بہرِ خود یک طاس را پُر آب کُن — تا خورد از آبت ایں یارِ کہن
ایک تشلا اپنے لیے پانی سے بھر لے — تاکہ تیرے پانی میں سے یہ پُرانا دوست پی لے

چوں برای خود کنی ایں طاس پُر — خوں نباشد آب باشد پاک و حُر
جب تو یہ تشلا اپنے لئے بھرے گا — وہ خون نہ ہوگا، پاک و صاف پانی ہوگا

من طُفیلِ تو بنوشم آب ہم — کہ طفیلی در تبع بجہد ز غم
میں بھی تیرے طفیل میں پانی پی لوں گا — کیونکہ طفیلی تابع بن کر غم سے چھوٹ جاتا ہے

گفت [۲] اے جانِ جہاں خدمت کُنم — پاس دارم اے دو چشمِ روشنم
اُس نے کہا اے جانِ جہاں! میں خدمت کروں گا — اے میری دونوں آنکھوں کی روشنی! میں لحاظ برتوں گا

بر مُرادِ تو روم شادی کُنم — بندۂ تو باشم و آزادی کُنم
تیری مُراد پوری کروں گا، خوش ہوں گا — تیرا غلام بنوں گا اور آزادی سمجھوں گا

طاس را از نیل اُو پر آب کرد — بر دہاں بنہاد و نیمے را بخورد
اُس نے طشلے کو نیل میں سے پانی سے بھرا — منہ پر رکھا اور آدھا پیا

طاس را کژ کرد سُوی آب خواہ — کہ بخور تو ہم شُد آں خونِ سیاہ
طشلے کو پانی چاہنے والے کی طرف جُھکایا! — کہ تو بھی پی لے، وہ کالا خون بن گیا

باز ازیں سُو کرد کژ خوں آب شُد — قبطی اندر خشم و اندر تاب شُد
پھر اُس طرف جُھکایا، خون پانی بن گیا — قبطی غصّہ اور پیچ و تاب میں پڑ گیا

ساعتے [۳] بنشست تا خشمش برفت — بعد ازاں گفتش کہ اے صمصامِ زفت
تھوڑی دیر بیٹھا رہا یہاں تک کہ اُس کا غصہ جاتا رہا — اُس کے بعد اُس سے کہا اے بھاری تلوار!

اے برادر ایں گرہ را چارہ چیست — گفت ایں را آں خورد کو مُتّقی ست
اے بھائی! اس عقدہ کا کیا حل ہے؟ — اُس نے کہا اِس کو وہ پیتا ہے جو پرہیزگار ہے

مُتّقی آنست کو بیزار شُد — از رہِ فرعون و موسیٰؑ وار شُد
پرہیزگار وہ ہے جو بیزار ہوا — فرعون کے راستے سے، اور موسیٰؑ جیسا بن گیا

قومِ موسیٰؑ شو بخور ایں آب را — صُلح کُن با مہ ببیں مہتاب را
موسیٰؑ کی قوم بن جا، یہ پانی پی لے — چاند سے صلح کر لے، چاندنی دیکھ لے

---

۱ — از پئے۔ یہ خون تمہاری بدنصیبی یا بقول حضرت موسیٰؑ بدفطرتی ہے۔ جب تو خود تو یہ کر کہ اپنے لئے پانی بھرلے میں بھی اُس میں سے پی لوں گا تو اپنے لئے بھریگا تو وہ پانی پاک و صاف رہے گا خون نہ بنے گا۔ من طفیل تو میں تیرا طفیل بن کر پانی پی لوں گا طفیلی ہر قسم کی فکر سے بے نیاز ہوتا ہے۔

۲ — گفت۔ اُس سبطی نے کہا میں تیری فرمائش پوری کر کے خوشی محسوس کروں گا۔ طاس۔ اُس سبطی نے طشلا نیل کے پانی سے بھرا اور آدھا خود پی گیا۔ طاس۔ خود پانی پی کر سبطی نے طشلا قبطی کی طرف جُھکایا تو اُس طشلے میں پانی کی بجائے کا خون تھا پھر اُس سبطی نے اپنی طرف کو جُھکایا تو وہ خون پانی بن گیا اُس واقعہ سے قبطی کو بہت غصہ آیا۔

۳ — ساعتے۔ وہ قبطی تھوڑی دیر غصہ میں بیٹھا رہا پھر اُس نے سبطی سے کہا کہ یہ گرہ کیسے کھلے۔ گفت سبطی نے کہا یہ پانی متقی پی سکتا ہے۔ متقی متقی وہ ہے جو فرعون سے بیزار ہو کر حضرت موسیٰؑ کی بات مان لے۔ قوم۔ تو موسیٰؑ کی اُمت میں میں داخل ہو کر متقی بنجا پانی پی لے گا۔

783

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

صد ہزاراں[1] ظلمت ست از خشم تو — بر عباد اللہ اندر چشمِ تو

لاکھوں اندھیرے ہیں تیرے غصہ کی وجہ سے — اللہ (تعالےٰ) کے بندوں پر، تیری آنکھ میں

خشم بنشاں چشم بکشا شاد شو — عبرت از یاراں بگیر اُستاد شو

غصہ فرو کر، آنکھ کھول، خوش ہو جا — دوستوں سے عبرت پکڑ، اُستاد بن جا

کے طفیل من شوی در اغتراف — چوں ترا کفریست ہمچوں کوہِ قاف

پانی پینے میں تو میرا طفیلی کب ہو سکتا ہے؟ — جبکہ تیرا کفر کوہِ قاف کی طرح ہے

کوہ[2] در سوراخِ سوزن کے رود — جز مگر آں کوہ برگِ کہ شود

پہاڑ، سوئی کے ناکے میں کہاں گھس سکتا ہے! — سوائے اس کے کہ پہاڑ گھاس کا تنکا بن جائے

کوہ را کہ کن باستغفارِ خوش — جامِ مغفوراں بگیر و خوش بکش

عمدہ توبہ سے پہاڑ کو تنکا بنا لے — بخشے ہوؤں کا جام لے اور اچھی طرح پی

تو بدیں تزویر چوں نوشی ازاں — چوں حرامش کرد حق بر کافراں

تو اس دھوکے بازی سے اُسکو کیسے پی سکتا ہے؟ — جبکہ اللہ (تعالےٰ) نے اُسکو کافروں پر حرام کر دیا ہے

خالقِ تزویر تزویرِ ترا — کے خرد اے مفتریِ مُفتری

چالبازی کا خالق تیری چالبازی — میں کب آ سکتا ہے اے جھوٹوں کے جھوٹے!

آلِ موسیٰؑ شو کہ حیلت سود نیست — حیلۂ ات بادِ تہی پیمود نیست

موسیٰؑ کی اُمت بن کیونکہ چالبازی فائدہ نہیں ہے — تیری چالبازی خالی ہوا کو ناپنا ہے

زہرہ[3] دارد آب کز امرِ صمد — گرد دو با کافراں آبی کند

پانی کا پتہ ہے، کہ خدا کے حکم سے — رُو گردانی کرے اور کافروں کیلئے پانی کا کام کرے

یا تو پنداری کہ تو ناں می خوری — زہرِ مار و کاہشِ جاں می خوری

یا تو سمجھتا ہے کہ تو روٹی کھاتا ہے؟ — سانپ کا زہر اور جان کا گھٹاؤ کھا رہا ہے

ناں کجا اصلاحِ آں جانے کند — کو دل از فرمانِ ناں دِہ بر کند

روٹی اُس جان کی اصلاح کہاں کرتی ہے؟ — جو روٹی دینے والے کے حکم سے دل اُکھاڑے

یا تو پنداری کہ حرفِ مثنوی — چوں بخوانی رائگانش بشنوی

یا تو سمجھتا ہے کہ مثنوی کے حروف — جب تو بیکار کر کے پڑھے گا، سمجھ سکیگا!

یا کلامِ حکمت و سرِّ نہاں — اندر آید سہل در گوشِ کہاں

یا دانائی کا کلام اور پوشیدہ راز — آسانی سے ناقصوں کے کان میں آ جائیگا

[1] صد ہزاراں۔ چونکہ خدا کے مقبول بندوں پر تجھے غصہ آتا ہے لہٰذا تیری آنکھوں پر تاریکی کے پردے پڑے ہوئے ہیں۔ یاراں۔ یعنی سبطی قوم۔ اغتراف۔ چلو سے پانی پینا۔ کوہ قاف یعنی عظیم۔

[2] کوہ۔ تیرے پہاڑ جیسے کفر کے ہوتے ہوئے نیل کا پانی پینا ایسا ہی ہے جیسا کہ سوئی کے نکوے میں پہاڑ کو داخل کیا جائے۔ کہ کن۔ اپنے کفر کے پہاڑ کو توبہ کے ذریعہ گھاس کا تنکا بنا دے پھر سبطیوں کا جام لے کر خوب اِنی پی لے۔ تزویر۔ ملمع سازی، چالبازی۔ مفتری۔ اسم فاعل ہے جھوٹ بولنے والا۔ مُفتریٰ۔ اسم مفعول ہے جھوٹ۔ آلِ موسیٰؑ یعنی موسیٰؑ کی اُمت۔ حیلت۔ یعنی یہ تدبیر کریں اپنے لئے پانی بھروں اور تو اُس میں سے پی لے۔

[3] زہرہ۔ اللہ تعالےٰ نے جب پانی کو یہ حکم دیدیا ہے کہ وہ قبطی کے لئے خون بنے تو وہ نافرمانی نہیں کر سکتا۔ یا تو پنداری۔ کافر کے لئے روٹی بھی جس کا کام روح کی تقویت ہے اپنا کام نہیں کرتی ہو بلکہ اُلٹا اثر دکھاتی ہے یا تو۔ اگر مثنوی جیسی کتاب کو بھی بیکار سمجھ کر پڑھے گا تو اُس کو نصیحت اندوز نہ ہو سکیگا۔ کلامِ حکمت۔ کیسی ہی دانائی کی

اسے بھی وہ آدمی ناقص کے کان تک پہنچتے ہی آسان کلام کی طرح سمجھ لیتا ہے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

اندر آید لیک چوں افسانہا — پوست بنماید نہ مغز و دانہا
اندر آتا ہے لیکن افسانوں کی طرح — چھلکا نظر آتا ہے، نہ مغز اور دانے

در سر و رُو در کشیدہ چادرے — رُو نہاں کردہ زچشمت دلبرے
سر اور منہ پر چادر تانے ہوئے — دلبر نے تیری آنکھ سے منہ چھپا رکھا ہے

شاہنامہ یا کلیلہ پیشِ تو — ہمچناں باشد کہ قرآں از عُتُو
شاہنامہ یا کلیلہ تیرے لئے — ایسا ہی ہے جیسے کہ قرآن، سرکشی کی وجہ سے

فرقؔ آنگہ باشد از حق و مجاز — کِت کُند کُحلِ عنایت چشم باز
حقیقت اور مجاز میں فرق تب ہوتا ہے — کہ مہربانی کا سرمہ تیری آنکھ کھول دے

ورنہ پُشک و مُشک پیشِ اَخشمے — ہر دو یکسانست چوں نبُود شمے
ورنہ بیکار ناک والے کے لئے مینگنی اور مشک — جبکہ سونگھنے کی طاقت نہیں ہو دونوں یکساں ہیں

خویشتن مشغول کردن از ملال — باشدش قصد از کلامِ ذو الجلال
تھکن سے اپنے آپ کو بے نیاز کرنا — اللہ (تعالیٰ) کے کلام سے اُس کا مقصد ہوتا ہے

کاتشِ وسواس را و غصہ را — زاں سخن بنشاند و سازد دوا
کہ وسوسوں اور رنج کی آگ کو — اُس کلام سے بجھائے اور علاج کرے

بہرِ ایں مقدار آتش شاندن — آبِ پاک و بول یکساں شد بفن
آگ کی اِس مقدار کو بجھانے کے لئے — پاک پانی اور پیشاب تدبیر سے یکساں ہو گئے

آتشِ وسواس را ایں بول و آب — ہر دو بنشانند ہمچوں خمر و خواب
وسوسوں کی آگ کو یہ پیشاب اور پانی — دونوں بجھاتے ہیں شراب اور نیند کی طرح

لیک اگر واقف شوی زیں آبِ پاک — کہ کلامِ ایزدست و رُوحناک
لیکن اگر تو اس پاک پانی سے واقف ہو جائے — کہ وہ خدا کا کلام ہے اور روح پرور ہے

نیست گردد وسوسہ کُلّی زجاں — دل بیابد رہ بسُوئے گُلستاں
وسوسہ بالکلیہ جان سے معدوم ہو جائے — اور دل گلستان کا راستہ پالے

زانکہ در باغے و در جُوئے پَرد — ہر کہ از سِرِّ صُحُف بُوئے بَرد
کیونکہ باغ اور نہر میں اڑنے لگتا ہے — جو صحیفوں کے راز کا پتہ لگا لیتا ہے

پڑھے تو دل کے وسوسے بالکلیہ زائل ہو جائیں اور دل کو باغِ جنت کا راستہ مل جائے۔ زانکہ۔ جو شخص قرآن کے حقائق سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ جنت کے باغات اور نہروں کی سیر کرتا ہے۔ صُحُف۔ صحیفہ کی جمع ہے، آسمانی کتاب۔

لہ اندر۔ وہ شخص اُس کو افسانہ سمجھے گا اُس کے مغز اور گودے تک نہ پہنچ سکے گا۔ در سر۔ اس شخص کے لئے مغز کی یہ حالت ہوگی جیسے کہ معشوق سر اور منہ پر چادر تانے لیٹا ہو تو ظاہر میں اُس کے حُسن کو نہ دیکھ سکے گا۔ شاہنامہ۔ یعنی فردوسی کا شاہنامہ۔ کلیلہ۔ یعنی قصے کہانیوں کی مشہور کتاب کلیلہ دمنہ۔ عُتُو۔ یعنی اپنے تکبّر کی وجہ سے اِن سب چیزوں کو یکساں سمجھتا ہے۔

لہ فرق۔ حقیقت اور مجاز کو انسان جب سمجھتا ہے جب اُس کو بصیرت حاصل ہو۔ اَخشم۔ وہ انسان جس کی ناک میں سونگھنے کی حِس نہ ہو۔ شم۔ سونگھنا۔ خویشتن۔ بعض جی بہلانے کے لئے قرآن کی تلاوت کرنا قرآنی حقائق سے محروم رکھتا ہے۔ کاتش۔ انسان اگر محض دل کی پریشانی اور رنج کو دُور کرنے کے لئے قرآن پڑھے تو اُس کے حقائق سے غافل رہتا ہے۔

لہ بہرِ ایں۔ بعض وقت کاٹنے کے لئے تو قرآن اور افسانہ یکساں کام کرتا ہے۔ آبِ پاک۔ یعنی قرآن۔ بول۔ یعنی افسانہ۔ خمر و خواب۔ نیند اور شراب دونوں سوزش اور دل کے خیالات کو رفع کرتے ہیں لیکن دونوں میں بہت فرق ہے۔ لیک۔ اگر کوئی شخص قرآن پاک کو کلام اللہ اور روحانی کلام سمجھ کر

785

یا[1] تو پنداری کہ رُوی اولیا — آنچنانکہ ہست می بینیم ما
یا تو یہ خیال کرتا ہے کہ اولیاء کا چہرہ جیسا کہ (واقعی) ہے ہم دیکھتے ہیں

در تعجب ماندہ پیغمبر ازاں — چوں نمی بینند رُویم مؤمناں
پیغمبر اس سے تعجب میں تھے کہ ایمان لانیوالے میرا چہرہ کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟

چوں نمی بینند نورِ رُوم خلق — کہ سبق بُردست بر خورشیدِ شرق
لوگ میرے چہرے کا نور کیوں نہیں دیکھتے ہیں؟ جبکہ وہ مشرق کے سورج سے بازی لے گیا ہے

ور ہمی بینند ایں حیرت چراست — تا کہ وحی آمد کہ آں رُو در خفاست
اگر دیکھتے ہیں تو یہ حیرت کیوں ہے؟ یہاں تک کہ وحی آئی کہ وہ چہرہ پوشیدہ ہے

سُوی[2] تو ماہ است سُوی خلق ابر — تا نہ بینند رائگاں رُوی تو گبر
آپ کی جانب چاند ہے اور مخلوق کی جانب ابر ہے تاکہ آپ کے چہرے کو کافر بے فائدہ نہ دیکھے

سُوی تو دانہ است سُوی خلق دام — تا ننوشد زیں شرابِ خاص عام
آپ کی جانب دانہ ہے، مخلوق کی جانب جال تاکہ اس خاص شراب کو عوام نہ پئیں

گفت یزداں کہ تراھُم ینظُرون — نقشِ حمام اند ھُم لا یُبصِرون
خدا نے فرمایا کہ تو انکے بارے میں خیال کرتا ہے کہ وہ دیکھتے ہیں وہ تو حمام کی تصویر ہیں، وہ نہیں دیکھتے ہیں

می نماید صورت اے صورت پرست — کاں دو چشمِ مُردہ او ناظر ست
اے صورت پرست! صورت ظاہر کرتی ہے کہ اس کی دو مُردہ آنکھیں دیکھنے والی ہیں

پیشِ[3] چشمِ نقش می آری ادب — کہ چرا پاسم نمی دارد عجب
تصویر کی آنکھ کے سامنے تو ادب بجالاتا ہے تعجب ہے وہ میرا لحاظ کیوں نہیں کرتی ہے؟

از چہ بس بے پا سُخست ایں نقشِ نیک — کہ نمی گوید سلامم را علیک
یہ بھلی تصویر کیوں خاموش ہے کہ میرے سلام پر علیک نہیں کہتی ہے

می نجنباند سر و سبلت زجُود — پاسِ آنکہ کردمش من صد سجُود
مہربانی سے وہ سر اور مونچھ کیوں نہیں ہلاتی ہے اس لحاظ سے کہ میں نے اسکو سو سجدے کئے ہیں

حق اگرچہ سر نجنباند بروں — پاسِ آں ذوقے دہد در اندروں
اللہ تعالیٰ اگرچہ ظاہر میں سر نہیں ہلاتا ہے انکے لحاظ سے باطن میں چاشنی عطا فرمادیتا ہے

کچھ خیال نہیں کرتا۔ از چہ۔ یہ بُت دیکھ رہا ہے لیکن مجھ کو جواب نہیں دیتا میرے سلام کا بھی جواب نہیں دیتا۔ علیک۔ یعنی وعلیکم السلام نہیں کہتا ہے۔ می نجنباند۔ میرے سجدوں کے جواب میں اگر زبان سے نہیں بولتا تو کم از کم سر کی جنبش سے ہی جواب دیدے۔ حق۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اللہ بھی کسی کے سجدوں کا نہ جواب دیتا ہے نہ سر ہلاتا ہے

1. یا تو۔ جس طرح عوام قرآن کی حقیقت تک نہیں پہنچتے اسی طرح وہ نبی کے چہرے کی حقیقت سے باخبر نہیں ہوتے ہیں۔ در تعجب۔ آنحضورؐ کو تعجب ہوتا تھا کہ یہ منکر لوگ میرے چہرے کے نور کو جو کہ مشرق کے سورج سے زیادہ منور ہے کیوں نہیں دیکھتے ہیں اور میری تعلیمات پر کیوں حیران ہوتے ہیں اس پر آنحضورؐ کو بتایا گیا کہ آپ کے چہرے کا چاند انسے پوشیدہ ہے۔

2. سُوی تو۔ آپ کے چہرۂ انور کی مثال بدلی کے چاند کی طرح ہے آپکی جانب وہ چاند ہے اور منکرین کی جانب اس پر بدلی چھائی ہوئی ہے اور یہ اس لئے ہے کہ جب وہ اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے تو ان کو دیدار سے محروم کردیا گیا ہے۔ گفت۔ قرآن میں بتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ بظاہر دیکھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن وہ دیکھ نہیں رہے ہیں یہی حال منکرین کا ہے۔ می نماید۔ بت پرست بت کی آنکھوں میں روشنی سمجھتا ہے جو واقعہ کے خلاف ہے۔

3. پیشِ چشم۔ بت پرست اسکی آنکھ کے سامنے اس کی تعظیم بجالاتا ہے پھر تعجب کرتا ہے کہ اس قدر تعظیم کرنے کے باوجود یہ بت میرا

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کہ دو صد جُنبیدنِ سر ارزد آں | سر چنیں جُنباند آخر عقل و جاں

کہ دو سو سر ہلانا اُس کی قیمت ہے | عقل اور جان اِس طرح سر ہلاتی ہے

عقل را خدمت کُنی در اجتہاد | پاسِ عقل آنست کافزاید رشاد

تو کوشش سے عقل کی خدمت کرتا ہے | عقل کا لحاظ یہ ہے کہ وہ ہدایت بڑھا دیتی ہے

حق نجنباند بظاہر سر تُرا | لیک سازد بر سراں سرور تُرا

اللہ (تعالیٰ) بظاہر تیرے لئے سر نہیں ہلاتا ہے | لیکن تجھے سرداروں کا سردار بنا دیتا ہے

مر ترا[1] چیزے دہد یزداں نہاں | کہ سجودِ تو کنند اہلِ جہاں

خدا تجھے مخفی طور پر ایسی چیز عطا کر دیتا ہے | کہ دنیا والے تجھے سجدے کرتے ہیں

آنچناں کہ داد سنگے را ہنر | تا عزیزِ خلق شد یعنی کہ زر

جیسا کہ اُس نے پتھر کو وہ ہُنر عطا کر دیا | کہ وہ لوگوں کا پیارا ہو گیا یعنی سونا

قطرۂ[2] آبے بیابد لطفِ حق | گوہرے گردد برد از زر سبق

پانی کا قطرہ اللہ (تعالیٰ) کی عنایت پا جاتا ہے | موتی بن جاتا ہے، سونے سے بازی لے جاتا ہے

جسم خاک است و چو حق تابش داد | در جہانگیری چو مہ شد اُوستاد

وہ خاکی جسم ہے اور جب خدا نے اُسے چمک دیدی | دنیا کو فتح کرنے میں چاند کی طرح اُستاد ہو گیا

ہیں طلسم است این و نقشِ مُردہ است | احمقاں را چشمش از رہ بُردہ است

خبردار! یہ طلسم ہے اور مُردہ تصویر ہے | اُسکی آنکھوں نے بیوقوفوں کو راستے سے ہٹا دیا ہے

می نماید او کہ چشمے می زند | ابلہاں سازیدہ اند آں را سند

وہ نظر آتا ہے، کہ پلک جھپکا رہا ہے | بیوقوفوں نے اُس کو دلیل بنا یا ہے

در خواستنِ[3] قبطی دُعای خیر و ہدایت از سبطی و دُعا کردنِ سبطی قبطی را بخیر و مستجاب شدنِ آں دُعا از اکرم الاکرمین حق تعالےٰ

قبطی کا سبطی سے دُعائے خیر اور راہنمائی کی درخواست کرنا اور سبطی کا قبطی کے لئے دعائے خیر کرنا اور اکرم الاکرمین حق تعالیٰ کی جانب سے اُس دعا کا مقبول ہونا

گفت قبطی تو دُعای کُن کہ من | از سیاہی دل ندارم آں دہن

قبطی نے کہا تو دعا کر دے کیوں کہ میں | دل کی سیاہی کی وجہ سے وہ منہ نہیں رکھتا ہوں

تا بود کہ قفلِ ایں دل وا شود | زشت را در بزمِ خوباں جا شود

ہو سکتا ہے کہ اِس دل کا قُفل کھل جائے | بدصورت کی حسینوں کی محفل میں جگہ ہو جائے

---

[1] مر ترا۔ اپنے پوجنے والے کو خدا وہ مرتبہ عنایت فرما دیتا ہے کہ دنیا والے اُس کے سامنے سر بسجود ہوتے ہیں۔ آنچناں۔ عباد تگذار کو خدا ایسا ہی کندن بنا دیتا ہے جس طرح پتھر کو سونا بنا دیتا ہے، سونا پتھر کی رگوں میں پیدا ہوتا ہے۔

[2] قطرہ۔ اللہ تعالےٰ ابر نیساں کے ابر کے ایک قطرہ کو موتی بنا دیتا ہے جو سونے سے بھی بڑھ جاتا ہے۔ جسم خاک۔ ہو سکتا ہے کہ یہ شعر بھی موتی سے متعلق ہو نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اس شعر میں مومن کی کیفیت بیان کی ہو۔ ہیں۔ یہ پھر بُت اور بُت پرستوں کا بیان ہے۔ می نماید۔ بُت تراشی کے یہ کمالات تھے کہ بُت کی چشم و ابرو پر مختلف تاثرات نظر آتے تھے جیسا کہ ایلورا اور اجنتا کے بتوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

[3] در خواستن۔ قبطی نے سبطی سے کہا کہ میرے لئے ہدایت کی دعا کر دے اُس نے دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ از سیاہی۔ چونکہ میرا دل سیاہ ہے تو میرا منہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ تا بُود۔ ہو سکتا ہے کہ تیری دعا سے میرے دل کی گرہ کھل جائے۔

797

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

[۱] از تو مسخے صاحب خوبی شود — یا بلیسے باز کروبی شود

تیری (دعا کی وجہ) سے مسخ شدہ خوبی والا بن جائے — یا شیطان پھر فرشتہ بن جائے

یا بفرِ دستِ مریمؑ بوی مشک — یابد و تری و میوہ شاخِ خشک

یا (حضرت) مریمؑ کے (جیسے) ہاتھ سے مشک کی خوشبو — اور تری اور میوہ خشک شاخ حاصل کرسکتی ہے

سبطی آن دم در سجود افتاد و گفت — کاے خدای عالمِ جہر و نہفت

سبطی اُس وقت سجدے میں گرگیا اور کہا — کہ اے غیب اور شہادت کے جاننے والے خدا!

سبطی و قبطی ہمہ بندہ تواند — عاجزِ امرِ تو اند و مستمند

سبطی اور قبطی سب تیرے بندے ہیں — تیرے حکم کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں

[۲] جز تو پیشِ کہ بر آرد بندہ دست — ہم دعا و ہم اجابت از تو است

تیرے سوا بندہ کس کے سامنے ہاتھ اٹھاتے؟ — دعا بھی تیری جانب سے ہے اور قبول کرنا بھی (تیری جانب سے) ہے

ہم ز اول تو دہی میلِ دعا — تو دہی آخر دعا ہا را جزا

ابتداءً تو ہی دعا کی طرف متوجہ کرتا ہے — بالآخر تو ہی دعاؤں کا بدلہ عطا کرتا ہے

اول و آخر توئی ما در میاں — ہیچ ہیچے کہ نیاید در بیاں

اول و آخر تو ہی ہے، ہم درمیان میں — ایسے ناچیز ہیں کہ بیان نہیں ہوسکتا

اینچنیں می گفت تا افتاد طشت — از سرِ بام و دلش بیہوش گشت

وہ یہ کہہ رہا تھا یہاں تک کہ سورج گر پڑا — بالاخانہ پر سے اور اس کا دل بے ہوش ہوگیا

باز آمد او بہوش اندر دعا — لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

پھر وہ ہوش میں آکر دعا میں مصروف ہوگیا — نہیں ہے انسان کیلئے مگر وہی جس کی اُسنے کوشش کی

[۳] در دعا بود او و ناگہ نعرۂ — از دلِ قبطی بجست و غرۂ

وہ دعا میں مصروف تھا یہاں تک کہ ایک نعرہ — اور شور قبطی کے دل سے نکلا

کہ ہلا بشتاب و ایماں عرضہ کن — تا ببرم زود زنّارِ کہن

کہ آگاہ! جلدی کر اور ایمان پیش کر — تاکہ پرانا زنّار جلد کاٹ دوں

آتشے در جانِ من انداختند — مر بلیسے را بجاں بنواختند

انھوں نے میری جان میں آگ لگادی ہے — (مجھ) شیطان کو جان سے نوازا

دوستیِ تو ز حبّ ناشگفت — حمد للہ عاقبت دستم گرفت

تیری دوستی نے محبت کے ناشگفتہ غنچہ سے — الحمد للہ انجام کار میری دستگیری کی

[۱] از تو۔ قبطی نے اپنے آپکو مسخ شدہ انسان اور شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ یا بفر۔ سبطی کے ہاتھ کو حضرت مریمؑ کا ہاتھ قرار دیا جس کی برکت سے خشک کھجور پھلدار ہوگئی تھی اور قبطی نے اپنے آپ کو کھجور کا خشک درخت قرار دیا۔ سبطی۔ سبطی قبطی کی درخواست پر سربسجود ہوگیا اور دعائیں کرنے لگا۔ مستمند۔ محتاج، ضرورتمند۔

[۲] جز تو۔ خدا کا بندہ خدا کے سامنے دستِ دعا دراز کرسکتا ہے دعا کی توفیق اور دعا کی قبولیت اللہ ہی دیتا ہے

زکس می دہاند زکس می نہ
خدائی دہاند خدائی نہ

افتاد طشت۔ یہ محاورہ راز فاش ہونے کے معنیٰ میں ہے مولانا نے یہاں سورج غروب ہوجانے کے معنیٰ میں استعمال فرمایا ہے۔ لیس۔ یعنی انسان کی کوشش کامیاب ہوتی ہے، سبطی کی دعا قبول ہوگئی۔

[۳] در دعا۔ سبطی تو دعا میں مصروف تھا اس کی... قبولیت کا اثر یہ ہوا کہ قبطی نعرے مارنے لگا اور سبطی سے بولا کہ جلد ایمان پیش کر تاکہ میں مومن بنوں اور کفر کا زنار کاٹ پھینکوں۔ بلیسے۔ یعنی مجھ شیطان صفت کو کارکنان قضا و قدر نے ایمان سے نواز دیا ہے۔ دوستی۔ تیری

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کیمیا[1] ئی بُود صُحبتہاۓ تو — کم مباد از خانۂ دل پاۓ تو
تیری صحبتیں کیمیا تھیں — خدا کرے دل کے گھر سے تیرا قدم نہ نکلے

تو یکے شاخے بُدی از نخلِ خُلد — چوں گرفتم اُو مرا تا خلد بُرد
تو جنت کی کھجور کی ایک شاخ تھا — جب میں نے اُسکو پکڑ لیا وہ مجھے جنت میں لے گئی

سَیل بُود آنکہ تنم را دَر رُبود — بُرد سَیلم تا لبِ دریاۓ جُود
بہاؤ تھا، جو میرے جسم کو بہا لے گیا — مجھے بہاؤ، سخاوت کے دریا کے کنارے لے گیا

من بَبُوۓ آب رفتم سُوۓ سَیل — بحر دیدم دَر گرفتم کَیل کَیل
میں پانی کی تمنا میں بہاؤ کی جانب گیا — میں نے سمندر دیکھ لیا، میں نے پیمانے بھر لئے

طاس[2] آوردش کہ اکنوں آبگیر — گفت رَو شُد آبہا پیشم حقیر
وہ (سبطی) اُس کے پاس طشلا لایا کہ اب پانی لے — اُس نے کہا جا پانی میرے لئے حقیر ہوگئے ہیں

شربتے خوردم ز اَللّٰہُ اشتریٰ — تا بہ محشر تشنگی نابد مرا
میں نے "اللہ نے خرید لیا" کا شربت پی لیا ہے — قیامت تک مجھے پیاس نہ لگے گی

آنکہ جُوۓ و چشمہا را آب داد — چشمہ اندر درونِ من کُشاد
وہ ذات جس نے نہروں اور چشموں کو پانی عنایت کیا ہے — اُس نے میرے دل کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

ایں جگر کہ بُود گرم و آب خوار — گشت پیشِ ہمتِ اُو آب خوار
یہ جگر جو گرم اور پیاسا تھا — اُس کی ہمت کے آگے پانی حقیر ہوگیا

کافِ[3] کافی آمدہ بہرِ عباد — صدقِ وعدہ کہٰیٰعص
بندوں کے لئے کافی کا کاف آیا ہے — کہٰیٰعص کا سچا وعدہ (آیا ہے)

کافیَم بدہم ترا من جملہ خیر — بے سبب بے واسطہ یاریِ غیر
میں کافی ہوں میں تجھے تمام عمدہ چیزیں دے سکتا ہوں — بغیر کسی سبب کے اور غیر کی مدد کے واسطے کے بغیر

کافیَم بے ناں ترا سیری دہم — بے سپاہ و لشکرت میری دہم
میں کافی ہوں ہر روٹی کے بغیر تیرا پیٹ بھر سکتا ہوں — بغیر سپاہیوں اور لشکر کے تجھے سرداری دیتا ہوں

کافیَم بے دارُویت دَرماں کنم — کوہ را و چاہ را میداں کنم
میں کافی ہوں بغیر دوا کے تیرا علاج کر دیتا ہوں — پہاڑ کو اور کنوئیں کو میدان بنا دیتا ہوں

---

[1] کیمیا ئی۔ قبطی نے سبطی سے کہا تیری صحبتیں میرے لئے کیمیا ثابت ہوئیں خدا کرے تو میرے دل میں بسا رہے۔ تو یکے۔ تو جنت کے درخت کی شاخ تھا جس کو میں نے پکڑا اور جنت میں داخل ہوگیا۔ دریاۓ جُود۔ دریاۓ حقیقت اللہ تعالیٰ۔ کَیل کَیل۔ یعنی بہت زیادہ۔

[2] طاس۔ سبطی اُس قبطی کے پاس پانی کا طشلا لایا اور کہا اب پانی پی لے، اُس نے کہا اب مجھے اس پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ اَللّٰہُ اشْتَرٰی۔ قرآن پاک کی آیت ہے اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یعنی خدا نے مومنین کی جانوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے۔ آنکہ اب خدا نے میرے باطن میں چشمے جاری کر دیے ہیں۔ ایں جگر۔ پہلے یہ جگر خشک اور پیاسا تھا اب یہ پانی اُس کے لئے ناچیز ہے۔

[3] کاف۔ مولانا فرماتے ہیں یہ باتیں کچھ مستبعد نہیں ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہٰیٰعص فرمایا ہے جسکے معنی ہیں کافٍ ھُوَ لَکُمْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ صِدْقًا یعنی وہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہے اے اللہ کے بندو! یقیناً جب اللہ کا وعدہ ہے اور وہ سچا ہے تو وہ بلا سبب بھی ہر بہتری پہنچا سکتا ہے جسمیں کسی واسطہ کی ضرورت نہیں ہے۔ کافیم۔ وہ اللہ بغیر روٹی کے پیٹ بھر سکتا ہے بلا لشکر کے فتح دے سکتا ہے بغیر دوا کے صحت عطا کر سکتا ہے۔ کوہ یعنی سخت مصائب کو آسان کر سکتا ہے بغیر موسم کے نرگس و نسرین عطا کر سکتا ہے بغیر اُستاد اور کتاب کے علوم عطا کر سکتا ہے۔

689

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بے بہارت نرگس و نسریں دہم — بے کتاب و اُوستا تلقیں دہم
بغیر موسم، بہار کے تجھے نرگس اور نسرین دیتا ہوں — بغیر کتاب اور استاد کے تعلیم دیتا ہوں

موسیٰؑ[1] را دل دہم با یک عصا — تا زند بر عالمے شمشیر ہا
میں موسیٰ کو دل مع ایک لاٹھی کے دیتا ہوں — تاکہ وہ دنیا میں تلواریں چلا دیں

دستِ موسیٰؑ را دہم یک نور و تاب — کہ طپانچہ میزند بر آفتاب
میں موسیٰؑ کے ہاتھ کو ایک نور اور چمک دیتا ہوں — جو سورج کے طمانچہ لگا دیتا ہے

چوب را مارے کنم من ہفت سر — کہ نہ زاید مادہ مار اُو را نہ نر
میں لکڑی کو سات سروں کا سانپ بنا دیتا ہوں — جس کو نہ مادہ سانپ جن سکے نہ نر

خوں[2] نیامیزم در آبِ نیل من — خود کُنم خوں عینِ آبش را بفن
میں دریائے نیل کے پانی میں خون نہیں ملاتا ہوں — میں حکمت سے بعینہٖ اُسکے پانی کو خون بنا دیتا ہوں

شادیت را غم کُنم چوں آبِ نیل — کہ نیابی سُوئے شادیہا سبیل
نیل کے پانی کیطرح تیری خوشی کو ایسا غم بنا دیتا ہوں — کہ تو خوشیوں کی جانب راستہ نہیں پاتا ہے

باز چوں تجدیدِ ایماں بر تنی — باز از فرعون بیزاری کُنی
پھر جب تو ایمان از سرِ نو لے آتا ہے — پھر فرعون سے بیزار ہو جاتا ہے

موسیئے رحمت بہ بینی آمدہ — نیلِ خوں بینی ازو آبے شُدہ
تو دیکھتا ہے کہ رحمت والا موسیٰؑ آگیا ہے — خون کا دریائے، نیل اُس کی وجہ سے پانی بن گیا ہو

چوں سرِ رشتہ نگہداری دروں — نیلِ ذوقِ تو نگردد ہیچ خوں
تو جب (ہمارے تعلق کا) سر رشتہ باطن میں محفوظ کر لیتا ہے — تیرے ذوق کا دریائے نیل کبھی خون نہیں بنتا ہے

من[3] گماں بُردم کہ ایماں آورم — تا ازیں طوفانِ خوں آبے خورم
میں نے سوچا کہ ایمان لے آؤں — تاکہ خون کے اِس طوفان میں سے پانی پی لوں

من چہ دانستم کہ تبدیلی کُند — در نہادِ من مرا نیلے کُند
مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تبدیلی کرے گا — میرے اندر، مجھے (دریائی) نیل بنا دے گا

سُوئے چشمِ خود یکے نیلم رواں — بر قرارم پیشِ چشمِ دیگراں
(اب) میں اپنی نظر میں ایک رواں نیل ہوں — دوسرے کی نگاہ میں (پہلی حالت پر) برقرار ہوں

ہمچنانکہ ایں جہاں پیشِ نبیؐ — غرقِ تسبیح ست و پیشِ ما اَبی
جس طرح کہ یہ دنیا نبیؐ کے سامنے — تسبیح میں غرق ہے اور ہمارے سامنے سرکش ہو

[1] موسیئے۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے ایک دل اور ایک لاٹھی دی اور اس کے ذریعہ عالم کو فتح کرا دیا۔ دست حضرت موسیٰ کو یدِ بیضا عنایت کر دیا جس کا نور سورج پر بھی غالب تھا حضرت موسیٰؑ کے عصا کو سات سروں کا سانپ بنا دیا جس کو کسی نر و مادہ نے نہیں جنا تھا۔

[2] خوں۔ دریائے نیل میں خون نہیں ملایا بلکہ پانی ہی کو خون کر دیا۔ شادیت۔ اللہ تعالیٰ خوشی کو ایسا تلخ بنا دیتا ہے کہ اُس میں خوشی کا نام بھی نہیں رہتا۔

[3] من گماں۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ ایمان لانے کا نتیجہ ہوگا کہ میں نیل کا پانی پی سکونگا یہ معلوم نہ تھا کہ وہ میرے اندر انقلاب برپا کرے گا اور خود مجھے دریائے نیل بنا دے گا اب میں اپنی نظر میں رواں نیل ہوں خواہ مجھے دوسرے ویسا ہی سمجھیں جیسا کہ میں پہلے تھا ہمچنانکہ۔ ایک چیز کی دو نظروں میں دو حقیقتیں ہونا تعجب انگیز نہیں کائنات کی چیزوں کو ہم خاموش اور سرکش دیکھتے ہیں لیکن آنحضورؐ اُن کو تسبیح پڑھنے والا دیکھتے تھے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پیشِ چشمش ایں جہاں پُر عشق و داد[1] — پیشِ چشمِ دیگراں مُردہ، جماد

اُسکی نظر میں یہ دنیا عشق و سخاوت سے بھری ہو — دوسرے کی نگاہ کے سامنے مُردہ اور جماد ہو

پست و بالا پیشِ چشمش تیز رَو — از کلوخ و سنگ اُو نکتہ شنو

نشیب و فراز اُس کی نگاہ کے سامنے تیز رو ہے — وہ ڈھیلے اور پتھر سے نُکتہ سننے والا ہے

با عوام ایں جُملہ پست و مُردہ — زیں عجب تر من ندیدم پردہ

عوام کے لئے یہ سب پست اور مردہ ہیں — میں نے اِس سے زیادہ عجیب پردہ نہیں دیکھا

گور ہا یکساں بہ پیشِ چشمِ ما — روضہ و حُفرہ بہ پیشِ اولیا

ہماری نگاہ کے سامنے ساری قبریں یکساں ہیں — اولیاء کے سامنے باغ اور گڑھے ہیں

عامہ گفتندے کہ پیغمبر تُرش — از چہ گشتہ است و شُدست اُو ذوق کُش

عوام نے کہا کہ پیغمبر رنجیدہ — کیوں ہیں اور وہ ذوق کو ختم کردینے والے (بنگئے) ہیں

خاصہ[2] گفتندے کہ پیشِ چشمِ تاں — می نماید اُو تُرش اے اُمّتاں

خواص نے کہا کہ تمھاری نظر میں — اے اُمت والو! وہ رنجیدہ نظر آتے ہیں

یک زماں در چشمِ ما آئید تا — خندہا بینید اندر ھَلْ اَتیٰ

تھوڑی دیر کے لئے ہماری آنکھوں میں آجاؤ تاکہ — ھَلْ اَتیٰ کے اندر مُسکراہٹیں دیکھو

از سرِ اَمرود بُن بنماید آں — مُنعکسِ صورت بزیر آ اے جواں

امرود کے درخت سے وہ نظر آتا ہے — اُلٹی صورت اے جوان! نیچے اُتر آ

آں درختِ ہستیت اَمرود بُن — تا بر آنجائی نماید نو کُہن

تیرے وجود کا درخت امرود کا درخت ہے — جب تک تو وہاں ہے نیا پُرانا نظر آتا ہو

تا بر آنجائی[3] بہ بینی خار زار — پُر زِ کژدمہائے خشم و پُر زِ مار

جبتک تو اُس جگہ ہے کانٹوں کا جنگل دیکھے گا — غصہ کے بچھوؤں اور سانپ سے بھرا ہوا

چوں فرود آئی بہ بینی رائگاں — یک جہاں پُر گلرخان و دایگاں

جب تو نیچے اُتر آئے گا تو دیکھے گا کہ مفت میں — ایک دنیا حسینوں اور پالنے والوں سے بھری ہوئی

چوں فرود آئی فرود آید تُرا — در دروں اسرارِ فیضِ کبریا

جب تو نیچے اُتر آئے گا، اُتر آئیں گے تیرے — اندر اللہ (تعالیٰ) کے فیض کے اسرار

---

[3] تابرآنجا۔ جب تک تجھ میں خودی ہے تجھے حسین اور پرورش کرنیوالے کانٹوں کا جنگل نظر آئیں گے۔ چوں۔ جب تو خودی کو چھوڑدے گا پھر خدا کے فیض کے اسرار دیکھ سکے گا۔ خار زار سے مُراد دنیاوی اشیاء ہیں اور گلرخان اور دایگان سے مراد اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات ہیں جو حسینوں اور عالم کے مربی ہیں

[1] پیش۔ آنحضورؐ کی نظر میں تمام کائنات عشقِ الٰہی سے پُر تھی دوسرے اُس کو مُردہ سمجھتے تھے۔ پست۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ایک روز حضورؐ کے ساتھ تھا جو ڈھیلا پتھر حضورؐ کے سامنے آرہا تھا وہ آنحضورؐ کو سلام کرتا تھا۔ زیں عجب۔ یہ عجیب پردہ ہے عوام کچھ نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں خواص پتھروں کی تسبیح اور ذکر کو سنتے ہیں۔ روضہ۔ یعنی جنّت کا باغیچہ جو نیکوں کی جگہ ہے۔ حُفرہ۔ یعنی جہنّم کا گڑھا۔ عامہ۔ آنحضورؐ کے احوال دیکھ کر عوام کہنے لگتے تھے کہ حضورؐ ترش رو ہوگئے ہیں۔ ذوق کُش۔ یعنی پہلے خوش طبع تھے اب ذوقِ خوش طبعی سے بیگانہ ہیں۔

[2] خاصہ۔ خواص کہتے تھے کہ وہ تمہاری نظر میں ایسے ہیں لیکن ہماری نگاہ سے انکو دیکھو تو ان میں مُسکراہٹیں دیکھو گے ھَلْ اَتیٰ۔ یعنی وہ ذات جس پر ھَلْ اَتیٰ نازل ہوئی یا ھَلْ اَتیٰ میں جن نعمتوں کا تذکرہ ہے آپ پر آنحضورؐ کی مسکراہٹیں۔ از سر امرود۔ امرود کے درخت پر سے چیزیں اُلٹی نظر آتی ہیں، جیساکہ آئندہ حکایت سے معلوم ہوگا وہ امرود کا درخت تیری ہستی ہے جب تک تو اُسکو فنا نہیں کریگا تجھے نئی چیز پرانی نظر آئیگی۔

۶۹۱

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حکایت آں زنِ پلید کار کہ شوہر را گفت کہ ایں خیالات از سرِ امرودبُن می نماید چشمِ آدمی را، از سرِ امرودبُن فرود آ تا آں خیالات بروَد

اُس بدکار عورت کی حکایت جس نے شوہر سے کہا کہ یہ خیالات امرود کے درخت پر سے انسان کی آنکھ کو نظر آتے ہیں امرود کے درخت پر سے اُتر آ تاکہ وہ خیالات دُور ہو جائیں

واگر کسے[1] گوید کہ آنچہ مَرد می دید خیال نبود جواب آنست کہ ایں مثال است نہ مثل، در مثال ہمیں قدر بس بُود کہ اگر او بر سرِ امرودبُن نمی رفت آں را نمی دید خواہ حقیقت بُود خواہ خیال

اور اگر کوئی کہے کہ جو کچھ مرد نے دیکھا تھا وہ خیال نہ تھا تو جواب یہ ہے کہ یہ مثال ہے مثل نہیں ہے اور مثال میں یہی کافی ہے کہ اگر وہ امرود کے درخت پر نہ چڑھتا تو اُس کو نہ دیکھتا خواہ وہ حقیقت تھی خواہ خیال تھا

آں زنے میخواست تا با مَولِ[2] خود — بر زند در پیشِ شُوی گولِ خود

ایک عورت نے چاہا کہ اپنے یار سے ملے، اپنے احمق شوہر کے سامنے

پَس بشوہر گفت زن کاے نیکبخت — من برآیم میوہ چیدن بر درخت

تو بیوی نے خوہر سے کہا کہ اے نیک بخت! میں پھل توڑنے درخت پر چڑھتی ہوں

چوں برآمد بر درخت آں زن گریست — چوں ز بالا سُوی شوہر بنگریست

جب درخت پر چڑھ گئی وہ عورت رونے لگی، جب اُس نے اوپر سے شوہر کی جانب دیکھا

گفت شوہر را کہ اے مابُونِ رَد — کیست آں لوطی[3] کہ بر تو می فتد

شوہر سے بولی کہ اے مفعولِ مردود! یہ لوطی کون ہے جو تیرے اوپر پڑا ہے؟

تو بزیرِ اُو چو زن بغنُودہ — اے بَغا تو خود مُخنث بُودہ

تو اُس کے نیچے عورت کی طرح اونگھ رہا ہو، اے نامرد! تو ہیجڑا ہے

گفت شوہر نے سرت گوی بگشت — ورنہ اینجا نیست غیرِ من بدشت

شوہر نے کہا نہیں، گویا تیرا سر چکرا رہا ہے ورنہ یہاں جنگل میں میرے سوا کوئی نہیں ہے

زن مکرّر کرد کاے بابُرطلہ — کیست بر پُشتت فروخفتہ ہلہ

عورت نے مکرر کہا اے اُلٹی ٹوپی والے! خبردار! تیری پُشت پر کون سویا ہوا ہے؟

گفت اے زن ہیں فرو آ از درخت — کہ سرت گشت و خَرِف گشتی تو سخت

اُس نے کہا اے بیوی! درخت سے نیچے آجا، کیونکہ تیرا سر چکرا گیا ہے اور تو بہت بے عقل ہوگئی ہے

[1] کسے گوید۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اس حکایت میں جو قصہ سنایا گیا ہے اُس میں اور خودی کی حالت میں جو کیفیت بتائی ہے اُس میں بہت فرق ہے، ہستی کے کے درخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ واقعۃً اُلٹی ہیں اور امرود پر سے مرد نے جو واقعہ دیکھا وہ صحیح تھا اس کا مولانا جواب دیتے ہیں کہ یہ مثل نہیں ہے جس میں پوری مطابقت ضروری ہے بلکہ مثال ہے اور دونوں باتوں میں اتنی بات مشترک ہے کہ خودی کے درخت سے جو چیزیں نظر آتی ہیں وہ نیچے اُترنے کے بعد نظر نہیں آتی ہیں اسی طرح سے مرد نے جو درخت پر سے دیکھا وہ نیچے اتر کر نہ دیکھا۔

[2] مول۔ عورت کا یار۔ گول۔ احمق۔ میوہ چیدن یعنی امرود توڑنے کے لئے۔ مابون۔ وہ شخص جس کو اُبنی کی بیماری ہو یعنی مفعول بنتا ہو۔

[3] لوطی۔ وہ شخص جو قوم لوط والا کام کرے۔ بغا۔ ہیجڑ مخنث۔ مخنث۔ ہیجڑا۔ بابرطلہ۔ ٹوپی، اُلٹی ٹوپی۔ ہلہ۔ تنبیہ کا کلمہ ہے۔ خرِف۔ بے عقل بڑھا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں فرود آمد بر آمد شوہرش — زن کشید آں مُول را اندر برش
جب وہ نیچے آگئی اُس کا شوہر چڑھ گیا — عورت نے اُس یار کو بغل میں دبا لیا

گفت شوہر کیست ایں اے زوسپی[۱] — کہ ببالائے تو آمد چوں کپی
شوہر نے کہا او رنڈی! یہ کون ہے؟ — جو بندر کی طرح تیرے اوپر چڑھ گیا ہے

گفت زن نے نیست اینجا غیر من — ہیں سرت برگشتہ شد ہرزہ متن
عورت نے کہا نہیں، یہاں میرے سوا کوئی نہیں ہے — خبردار! تیرا سر چکرا رہا ہے، بکواس نہ کر

اُو مکرّر کرد بر زن آں سخن — گفت زن ایں ست از امرود بُن
اُس نے عورت سے وہ بات مکرّر کہی — عورت نے کہا یہ امرود کے درخت (کے اثر) سے ہے

از سرِ امرود بُن من ہمچناں — کژ ہمی دیدم کہ تو اے قلتباں
میں نے بھی امرود کے درخت سے ایسا ہی — اُلٹا دیکھا جیسا کہ تو نے، اے دیوث!

پس فرود آ تا ببینی ہیچ نیست — ایں ہمہ تخییل از امرود بُنے ست
نیچے اُتر آ تاکہ تو دیکھ لے کہ کوئی نہیں ہے — یہ سب خیال امرود کے درخت (کی وجہ) سے ہے

ہزل تعلیم ست آں را جد شنو — تو مشو بر ظاہرِ ہزلش گرو
سکھانے کیلئے مذاق ہے تو اُسکو حقیقت سمجھ — تو اُس کے ظاہری مذاق کا پابند نہ بن

ہر جدّے[۲] ہزل ست پیشِ ہازلاں — ہزلہا جدّ ست پیشِ عاقلاں
مسخروں کے سامنے ہر واقعہ مذاق ہے — عقلمندوں کے لئے ہر مذاق حقیقت ہے

کاہلاں امرود بُن جویند لیک — تا بداں امرود بُن راہیست نیک
سُست لوگ امرود کا درخت تلاش کرتے ہیں لیکن — اُس امرود کے درخت کا فاصلہ بہت ہے

نقل کُن از امرود بُن اکنوں برو — گشتۂ تو خیرہ چشم و خیرہ رُو
امرود کے درخت سے منتقل ہو جا اب چلا جا — تو پریشان نظر اور پریشان ہو گیا ہے

ایں منی و ہستیِ[۳] اوّل بُود — کہ از و دیدہ کژ و احول بُود
یہ خودی اور ابتدائی وجود ہوتا ہے — جس سے آنکھ ٹیڑھی اور بھینگی بن جاتی ہے

چوں فرود آئی ازیں امرود بُن — کژ نماند فکرت و چشم و سخن
جب تو اِس امرود کے درخت سے نیچے اُتر آئیگا — تیری فکر اور آنکھ اور گفتگو ٹیڑھی نہ رہے گی

یک درختِ سخت بینی گشتہ ایں — شاخِ اُو بر آسمانِ ہفتمیں
تو دیکھے گا کہ یہ ایک سخت درخت بن گیا ہے — جس کی شاخ ساتویں آسمان پر ہے

---

۱ زوسپی۔ زانیہ عورت، رنڈی۔ کپی۔ بندر۔ ہرزہ متن بکواس نہ کر۔ گفت۔ عورت نے کہا یہ امرود کے درخت کا اثر ہے کہ اُس پر سے غلط نظر آتا ہے۔ قلتباں۔ دیوث۔ ہزل۔ یہ میں نے فحش اور مذاق کا قصہ تعلیم کے لئے سنا دیا ہے تم اِس کے ظاہر کو نہ دیکھو اِس سے جو نصیحت مقصود ہے اُس پر نظر کرو۔

۲ ہر جدے۔ جو لوگ ہزل کے عادی ہیں اُن کو ہر جد بھی ہزل نظر آتی ہے اور جو عقلمند ہیں وہ مذاق کی بات سے بھی نصیحت حاصل کر لیتے ہیں۔ کاہلاں۔ کاہل لوگ اُس امرود کے درخت کو تلاش کرنے میں جان کر صحیح دکھائے یعنی وہ ہستی جو فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے لیکن وہ امرود کا درخت دور ہے۔ نقل کُن۔ پہلے اِس امرود کے درخت کو یعنی اپنی خودی اور ہستی کو چھوڑ دے پھر چل تب تجھے حاصل ہوگا اِس ہستی کے ہر جو تیری نظر خیرہ ہے وہ نظر نہ آئے گا۔

۳ ایں۔ یہ امرود کا درخت جس سے غلط نظر آتا ہے یہ اُس کی خودی اور ابتدائی وجود ہے۔ چوں فرود۔ جب تو خودی کے درخت سے اُتر آئے گا تو پھر تیرا خیال آنکھ اور گفتگو سیدھی ہو جائیگی اور تو دیکھے گا کہ وہ تیرا سخت درخت تھا اور اُسکا پھیلاؤ بہت تھا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

چوں فرود آئی ازو گردی جُدا — مُبدلش گرداند از رحمت خدا
جب تو نیچے اُتر آئیگا اُس سے علیحدہ ہو جائیگا — خدا رحمت سے اُس کو بدل دیگا

زیں تواضع گر فرود آئی خدا — راست بینی بخشد آں چشمِ تُرا
اِس تواضع کے ذریعہ اگر تو نیچے اُتر آئیگا، خدا — تیری اُس نظر کو صحیح دیکھنا عطا فرما دیگا

راست بینی گر بُدے آساں چنیں — مُصطفیؐ کے خواستے از ربِّ دیں
صحیح دیکھنا اگر ایسا آسان ہوتا — تو دین کے رب سے آنحضورؐ کب دعا مانگتے؟

گفت بنما جزو جزو از فوق و پست — آنچنانکہ پیشِ تو آں جزو ہست
کہا، اوپر اور نیچے سے جُزو جُزو کر دکھا — جیساکہ وہ جُز تیرے سامنے ہے

بعد ازاں بر رو بر آں امرود بُن — کہ مُبدّل گشت و سبز از امرِ کُن
اُس کے بعد اُس امرود کے درخت پر چڑھ جا — کیونکہ کُن کے حکم سے تبدیل اور سبز ہو گیا ہے

چوں درختِ موسوی شد آں درخت — چوں سُوی موسیٰ کشانیدی تو رخت
جب وہ درخت (حضرت) موسیٰؑ والا درخت بنگیا — جب تو نے موسیٰؑ کی جانب سفر اختیار کر لیا

آتش او را سبز و خرم می کند — شاخ او اِنّی انا اللہ می زند
آگ اُس کو سبز اور بھلا بنائے گی — اُس کی شاخ اِنّی انا اللہ کا نعرہ لگائے گی

زیرِ ظلّش جملہ حاجات روا — ایں چنیں باشد الٰہی کیمیا
تیری ساری حاجتیں اُسکے سایہ کے نیچے پوری ہونگی — خدائی کیمیا ایسی ہی ہوتی ہے

آں منی و ہستیت باشد حلال — کہ درو بینی صفاتِ ذوالجلال
تیری وہ خودی اور وجود جائز ہے — جس میں تو اللہ (تعالیٰ) کی صفات دیکھ لے

شد درختِ کج مقوم حق نما — اَصلُہٗ ثابتٌ وَفرعُہٗ فِی السَّما
ٹیڑھا درخت، سیدھا حق نما بن گیا — اُسکی جڑ زمین میں ثابت ہے اور اُسکی شاخ آسمان میں ہے

باقی قصۂ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی قصہ

کامدش پیغام از وحیِ مُہم — کہ کژی بگذار اکنوں فاستقم
اُن (موسیٰؑ) کو بذریعہ وحی کے ذریعہ باشان پیغام آیا — کہ اب کجی کو چھوڑ دے اور سیدھا ہو جا

موسیٰؑ کو جو فاستقم کا حکم ہوا یعنی کج روی ترک کر دے اِس کا ذکر شروع کیا ہے حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا تھا کہ اب دعاؤں کا سہارا لو اور فرعون کا مقابلہ شروع کرو حضرت موسیٰؑ نے ہاتھ کا عصا زمین پر ڈالدیا اب اُسکے جلوے نظر آئے اسی طرح تیرا یہ فانی جسم عصائے موسیٰؑ ہے اسکو ترک کر دے پھر جو جسم حاصل ہوگا وہی

۵۱ مُبدلش۔ خودی چھوڑ دیگا تو پھر اللہ تعالیٰ اُس درخت کو تبدیل کر دیگا۔ زیں تواضع۔ جو عاجزی اور دعا قبل لے کی تھی۔ راست بینی حقائق کو صحیح دیکھنا اگر آسان ہوتا تو آنحضورؐ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الاَشیَاءَ کَمَا ھِیَ اے خدا ہمیں چیزیں ویسی ہی دکھا جیسی وہ ہیں۔ دعا نہ مانگتے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے دعا کی کہ خدا ہمیں آسمان اور زمین کا ہر ہر جز اُسی طرح دکھا جیساکہ وہ تیرے نزدیک ہے۔
۵۲ بعد ازاں۔ جب خودی اور ہستی فنا ہو جائے تو پھر بقا باللہ کی ہستی میسر آ جائیگی اُس کو اختیار کرے۔ چوں۔ آ یہ درخت وہ درخت ہوگا جس پر حضرت موسیٰؑ کو تجلی رب نظر آئی تھی۔ آتش۔ اب آگ اُس پر اپنا اثر دکھائیگی اور اُس کی شاخ اِنّی اَنا اللہ کا نعرہ لگاتی ہے حضرت موسیٰؑ کو درخت سے یہ آواز آتی تھی کہ میں بے شک خدا ہوں۔ زیر ظلش۔ اب اُس ہستی کے سایہ میں تیری ساری ضرورتیں پوری ہونگی یہ خدائی کیمیا تھی کہ تیری فانی ہستی کو باقی ہستی بنا دیا۔
۵۳ آں منی۔ اب یہ خودی اور ہستی دولت ہے اُس میں خدائی صفات نظر آئینگی۔ باقی قصہ۔ مولانا کجی ترک کرلے کا بیان کر رہے تھے اسی مناسبت سے حضرت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ایں درختِ تن عصای موسیٰ است | کارش آمد کہ بیندازش ز دست
یہ جسم کا درخت (حضرت) موسیٰؑ کی لاٹھی ہے | اِس کا موقع آگیا کہ تو اُس کو ہاتھ سے زمین پر ڈالدے

تا بہ بینی خیرِ او و شرِ او | بعد ازاں برگیر او را از امرِ ہو[1]
تاکہ تو اُس کی بھلائی اور اُسکی بُرائی دیکھ لے | پھر اُس کو اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے ہاتھ میں پکڑ لے

پیش زافگندن نبود او غیرِ چوب | چوں بامرش برگرفتی شد جدوب
ڈالنے سے پہلے وہ لکڑی کے سوا کچھ نہ تھی | جب تو نے اُس کے حکم سے پکڑا وہ نگلنے والی بنگئی

اول او بد برگ افشاں برہ را | گشت معجز آں گروہِ غرہ را
پہلے وہ بکری کے بچہ کے لئے پتے جھاڑنے والی تھی | وہ غافل جماعت کے لیے معجزہ بن گئی

گشت[2] حاکم بر سرِ فرعونیاں | آبِ شاں خوں کرد کف بر سر زناں
وہ فرعونیوں پر حاکم بن گئی | سر پیٹنے والوں پر اُس کا پانی خون بنا دیا

از مزارعِ شاں برآمد قحط و مرگ | از ملخہای کہ آں خوردند برگ
اُن کے کھیتوں سے قحط اور موت برآمد ہوگئی | اُن ٹڈیوں کی وجہ سے جنھوں نے پتے کھائے

تا برآمد بیخود از موسیٰ دعا | چوں نظر افتادش اندر منتہا
یہاں تک کہ بیخودی میں (حضرت) موسیٰؑ سے نکلی | جبکہ اُن کی نظر انجام پر پڑی

ایں ہمہ اعجاز و کوشیدن چرا ست | چوں نخواہند ایں جماعت گشت راست
یہ معجزے اور کوششیں کیوں ہیں؟ | جبکہ یہ لوگ سیدھے نہ ہوں گے

امر[3] آمد کاتباعِ نوح کن | ترکِ پایاں بینی و مشروح کن
حکم ہوا کہ (حضرت) نوحؑ کی پیروی کر | انجام بینی اور تشریح کو چھوڑ

منگر آخر کہ تو داعیِ رہی | امرِ بلغ ہست نبود آں تہی
تم انجام کو نہ دیکھو اسلئے کہ تم راہ (حق) کیطرف بلانے والے ہو | بلغ کا حکم ہے (اور) وہ خالی نہیں ہے

کمتریں حکمت کزیں الحاحِ تو | جلوہ گردد آں لجاج و آں عتو
معمولی حکمت یہ ہے کہ تیرے اِس اصرار سے | وہ جھگڑالو پن اور سرکشی ظاہر ہو جائیگی

تا کہ رہ بنمودن و اضلالِ حق | فاش گردد بر ہمہ اہلِ فرق
یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) کی رہنمائی اور اللہ کا گمراہ کرنا | تمام فرقوں پر واضح ہو جائے گا

چونکہ مقصود از وجود اظہار بود | بایدش از پند و اغوا آزمود
چونکہ موجودات سے مقصود اظہار تھا | تو اُسکو نصیحت اور بہکانے سے آزمانا چاہئے

---

[1] امرِ ہو - امرِ خداوندی۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کا عصا جب تک ہاتھ میں تھا وہ صرف ایک لکڑی تھا جب خدائی حکم سے اُسکو پھر اُٹھایا تو وہ نگلنے والا اژدھا تھا۔ اول۔ شروع میں وہ صرف بکریوں کے پتے جھاڑنے کیلئے تھی اب وہ کافروں کے لئے معجزہ بن گئی۔

[2] گشت۔ اب جبکہ امرِ خداوندی سے اُس عصا کو ہاتھ میں لیا تو فرعونیوں پر حکمرانی کرتا تھا اُن سر پیٹنے والوں کے لئے اُس نے دریائے نیل کو خون بنا دیا۔ از مزارع۔ فرعونیوں پر ٹڈیوں کا عذاب بھی آیا۔ اندر منتہی۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ خیال کیا کہ اُن کا انجام لامحالہ بُرا ہے لہٰذا اُن کو معجزے دکھانے اور راہِ راست پر لانے کی کوشش کیوں کی جائے۔

[3] امر آمد۔ حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ نوحؑ کی طرح اُن کے انجام سے قطع نظر کر کے تم بھی تبلیغ کئے جاؤ تم فرائض ادا کرنے والے داعی ہو تمہارا کام تبلیغ کرنا ہے تمہیں اسی کا حکم ہے اور تمہاری تبلیغ میں فائدہ منحصر ہے خواہ وہ ایمان نہ لائیں کمترین۔ ایک فائدہ تو یہی ہے کہ تمہارے اصرار سے اُن کا جھگڑالو پن اور سرکشی واضح ہو جائے گی۔ چونکہ۔ مخلوق کی پیدائش سے اللہ کا مقصد چھپے ہوئے حالات کو واضح کرنا ہے اسلئے ضرورت ہے کہ انسان کو نصیحت سے اور

695

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

دیوِ الحاحِ غوایت می کُند | شیخ الحاحِ ہدایت می کُند
شیطان گمراہی پر اِصرار کرتا ہے | شیخ ہدایت پر اِصرار کرتا ہے

باز گردو قصۂ قبطی بگو | گردِ کُفر از باطنِ خود زُود شو
واپس لوٹ، اور قبطی کا قصہ کہہ | اپنے باطن سے کفر کے غبار کو جلد دھو دے

چوں پیاپے گشت آں امرِ شجوں | نیل می آمد سراسر جملہ خوں
جب قوی حکم پے در پے ہوا | (دریائے) نیل سراسر سب خون ہو کر بہتا تھا

سخت شدنِ کار بر قبطیان و شفاعت طلب کردنِ فرعون از موسیٰؑ

قبطیوں پر معاملہ کا سخت ہو جانا اور فرعون کا موسیٰؑ سے سفارش چاہنا

تا بنفسِ خویش فرعوں آمدش | لابہ می کرد و دُوتا گشتہ قدش
یہاں تک کہ فرعون بذاتِ خود اُن کے پاس آیا | خوشامد کرتا تھا اور اُس کا قد دُہرا ہو گیا تھا

انچہ ما کردیم اے سلطاں مکُن | نیست ما را رُوی ایرادِ سخن
اے شاہ! جو ہم نے کیا وہ آپ نہ کیجئے | ہمارا منہ بات کرنے کے قابل نہیں ہے

پارہ پارہ گردمت فرماں پذیر | من بعزت خوگرم سختم مگیر
میں تن بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تیرا کہنا ماننے والا بنا گیا ہوں | میں عزت کا عادی ہوں میری سخت پکڑ نہ کیجئے

ہیں بجُنباں لب بہ رحمت اے امیں | تا بہ بندد ایں دہانِ آتشیں
آگاہ! اے امین! رحمت (کی دعا) کیلئے ہونٹ ہلایئے | تاکہ یہ آتشیں دہانہ بند ہو جائے

گفت یارب می فریبد اُو مرا | می فریبد اُو فریبیدہ تُرا
(حضرت موسیٰؑ نے) کہا اے خدا! وہ مجھے فریب دے رہا ہے | (آپ کے) فریفتہ کو فریب دے رہا ہے

بشنوم یا من دہم ہم خدعہ اش | تا بداند اصل را آں فرع کش
میں مان جاؤں، یا میں بھی اُس کو دھوکا دیدوں | تاکہ وہ شاخ کو پکڑنے والا، جڑ کو جان جائے

کاصلِ ہر مکرے و حیلت پیشِ ماست | ہر چہ بر خاکست اصلش بر سماست
ہر مکر اور حیلہ کی اصل، ہمارے سامنے ہے | جو کچھ زمین پر ہے اُس کی اصل آسمان پر ہے

گفت حق آں سگ نیرزد ہم بآں | پیشِ سگ انداز از دُور استخواں
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا وہ کُتا اِسکے بھی لائق نہیں ہو | کُتے کے سامنے دُور سے ہڈی ڈال دے

اُن کی اصل وہی خدا ہے۔ گفتِ حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ فرعون اِس قابل بھی نہیں ہو کہ اُس کے فریب کا جواب فریب سے دیا جائے۔ آپ اُس کُتے کو ہڈی ڈال دیجئے اور آپ اپنا عصا ہلا دیجئے زمین وہ تمام پیداوار اُگل دیگی جو ٹڈیوں نے کھائی ہے۔

---

۱ دیو۔ شیطان گمراہی پر اِصرار کرتا ہے اور شیخ طریقت ہدایت پر اِصرار کرتا ہے۔ الحاح۔ اِصرار۔ شجوں۔ قوی، یعنی جب حضرت موسیٰؑ کو پے در پے تبلیغ کا حکم ملا اور فرعونیوں نے نافرمانی کی تو دریائے نیل خون بن کر بہنے لگا۔

۲ تا بنفس۔ یعنی جب قبطیوں کی حالت تباہ ہونے لگی تو فرعون بذاتِ خود حضرت موسیٰؑ کے پاس خوشامد کرنے لگا اور تعظیم میں دُہرا ہو رہا تھا۔ آنچہ۔ ہم نے جو کیا وہ بُرا تھا آپ بُرائی کا بدلہ برائی سے نہ دیجئے۔ نیست۔ ہمارا منہ تو اِس قابل نہیں ہے کہ آپ سے دعا کی التجا کریں۔ پارہ۔ میں نے اپنے جسم کے ہر حصہ کو فرمانبردار بنا دیا ہے۔ ایں دہاں۔ یعنی عذاب الٰہی کا دہانہ۔

۳ گفت یارب۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا اے خدا مجھ آپ کی ذات پر فریفتہ کو یہ فرعون دھوکا دے رہا ہے۔ بشنوم۔ اب بتایئے اِس کا کہنا مان لوں یا میں بھی اِس کو کوئی دھوکا دیدوں تاکہ یہ اچھی طرح سمجھ لے کہ اصل میں ہر سبب کی جڑ خدا ہے یہ شاخ یعنی سبب سے وابستہ رہتا ہے۔۔۔ کاصل۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا ہر مکر و تدبیر کی اصل خدا ہے جو اسباب دنیاوی ہیں

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

ہیں بجُنباں آں عصا تا خاکہا
ہاں وہ عصا ہلا دے، تاکہ زمینیں

وادہد ہر چہ مُلخ کردش فنا
وہ واپس کردیں جس کو ٹڈیوں نے فنا کیا ہے

وآں[۱] مُلخہا در زماں گردد تباہ
وہ ٹڈیاں فوراً تباہ ہو جائیں تاکہ

تا بہ بیند خلق تبدیلِ اِلٰہ
تاکہ لوگ اللہ (تعالیٰ) کے بدل دینے کو دیکھیں

کہ سببہا نیست حاجت مر مرا
کہ ہمیں اسباب کی ضرورت نہیں ہے

آں سبب بہرِ حجابست و غطا
یہ سبب تو حجاب اور پردے کے لئے ہے

تا طبیبے خویش بر دارو زند
تاکہ طبیب اپنے آپ کو دوا میں مصروف کردے

تا مُنجّم رُو بہ استارہ کُند
تاکہ نجومی ستاروں کی جانب مُنھ کرے

تا مُنافق از حریفی بامداد
تاکہ منافق چالاکی سے، صبح صبح

سُوی بازار آید از بیمِ کساد
بازار کی جانب آئے کساد (بازاری) کے ڈر سے

بندگی[۲] ناکرده ناشُستہ رُو
عبادت کئے بغیر اور مُنھ دھوئے بغیر

لُقمۂ دوزخ بگشتہ لقمہ جُو
لقمہ کا جویاں، دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے

آکل و ماکول آمد جانِ عام
عوام کی جان کھانے والی ہے اور غذا بھی ہے

ہمچو آں برّه چرندہ از حُطام
اُس بکری کے بچے کیطرح جو چارہ چرنے والا ہے

می چرد آں برّہ و قصاب شاد
وہ بکری کا بچہ چرتا ہے اور قصائی خوش ہے

کہ برای ما چرد برگِ مُراد
کہ مقصد کے پتّے ہمارے لئے چَر رہا ہے

کارِ دوزخ میکُنی در خوردنی
تو کھانے میں دوزخ کا کام کر رہا ہے

بہرِ اُو خود را تو فربہ میکُنی
تو اپنے آپ کو اُس کے لئے موٹا کر رہا ہے

کارِ[۳] خود کُن روزیِ حکمت بچر
اپنا کام کر دانائی کی خوراک کھا

تا شود فربہ دلِ با کرّ و فر
تاکہ شان و شوکت سے دل فربہ ہو جائے

خوردنِ تن مانعِ ایں خوردنست
جسم کا کھانا اِس کھانے سے مانع ہے

جاں چو بازرگان و تن چوں رہزنست
جان تاجر کی طرح ہے اور جسم ڈاکو کی طرح ہے

شمعِ تاجر آنگہ ہست افروختہ
تاجر کی شمع اُس وقت روشن ہے

کہ بُود رہزن چو ہیزم سوختہ
جب کہ ڈاکو جلی ہوئی لکڑی کی طرح ہو

تاجر یعنی روح اور جسم کو ڈاکو۔ تاجر کا مال ڈاکو اُڑا لیتا ہے۔ شمعِ تاجر۔ تاجر اُس وقت پُر رونق بنتا ہے جب ڈاکو تباہ ہو جائے۔

۱ـه وآں مُلخہا۔ آپ کے عصا کے اثر سے ٹڈیاں بھی مر جائنگی اور سب لوگ دیکھیں گے کہ خدا کو ہر چیز کے بدلنے کی کس قدر قدرت ہے کہ تبہا۔ اللہ تعالیٰ کو اسباب کی ضرورت نہیں ہے اسباب تو ایک پردہ ہیں طبیب دوا کو بیٹھا ہوا ہے اور منجم ستاروں کو حالانکہ اصل سبب ذات خداوندی ہے منافق یعنی دنیا دار اپنی کوشش اور محنت سے فائدہ سمجھ رہا ہے۔

۲ـه بندگی۔ یہ دنیا دار صبح کو نہ عبادت میں لگتا ہے نہ اُس کو مُنھ دھونے کی فرصت ہے نفع کے لئے بازار میں دوڑ جاتا ہے اپنے لقمہ کی تلاش میں دوزخ کا لقمہ بنا ہوا ہے۔ آکل۔ یہ دنیا دار کھانے والا بھی ہے اور خود دوزخ کی خوراک بھی ہے، اِس کی مثال اُس بکری کے بچہ کی سی ہے جو چرتا ہے اور قصائی خوش ہوتا ہے کہ یہ میرے لئے چر رہا ہے یہی حال دنیا دار کا ہے کہ وہ سمجھ رہا ہے میں خود کھا رہا ہوں حالانکہ وہ اپنے وجود کو دوزخ کے لئے پال رہا ہے۔

۳ـه کارِ خود۔ انسان کی اصل خوراک تو معارفِ الٰہی ہیں جس سے دل قوی ہوتا ہے اور اُس کی شان شوکت میں اضافہ ہوتا ہے۔ خوردنِ تن۔ جسمانی غذا روحانی غذا کے لئے مانع ہے، روح کو

٦٩٦

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خویشتن[1] را گم مکن یاوہ مکوش — کہ تو آں ہوشی و باقی ہوش پوش

اپنے آپ کو گم نہ کر، بیہودہ کوشش نہ کر — کیونکہ تو ہوش اور باقی ہوش چھپانے والے ہیں

دانکہ ہر شہوت چو خمر ست و چو بنگ — پردۂ ہوش ست و عاقل زوست دنگ

سمجھ لے کہ ہر شہوت شراب اور بھنگ کی طرح ہے — ہوش کے لئے پردہ ہے اور عقلمند اس سے حیران ہے

خمر تنہا نیست سرمستیِ ہوش — ہر چہ شہوانی ست بندد چشم و گوش

شراب تنہا ہوش کی سرمستی نہیں ہے — جو چیز بھی نفسانی ہے وہ آنکھ اور کان کو بند کر دیتی ہے

ترکِ شہوت کن اگر خواہی تو ہوش — دانکہ شہوت بست ہم چشم و گوش

اگر تو ہوش چاہتا ہے شہوت کو ترک کر دے — سمجھ لے کہ شہوت تیری آنکھ اور کان بھی بند کر گئی

آں بلیس از خمر خوردن دور بود — مست بود او از تکبر و ز جحود

وہ شیطان شراب پینے سے دور تھا — وہ تکبر اور انکار سے مست تھا

مست[2] آں باشد کہ آں بیند کہ نیست — زر نماید آنچہ مس و آہنیست

مست وہ ہے جو وہ دیکھے جو نہیں ہے — سونا نظر آئے، جو کہ تانبا اور لوہا ہے

ایں سخن پایاں ندارد موسیا — لب بجنباں تا بروں آید گیا

اے موسیٰؑ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — ہونٹ ہلا، تاکہ گھاس اگ آئے

دعا کردن موسیٰ علیہ السلام و سبز شدنِ کشت زارہا و باراں آمدن

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعا کرنا اور کھیتوں کا سرسبز ہو جانا اور بارش کا آ جانا

ہمچناں[3] کرد و ہم اندر دم زمیں — سبز گشت از سنبل و حبِّ ثمیں

انہوں نے ایسا ہی کیا اور زمین فوراً — سنبل اور قیمتی غلہ سے سرسبز ہو گئی

اندر افتادند در لوت آں نفر — قحط دیدہ مردہ از جوع البقر

لذیذ غذاؤں میں لگ گئے، وہ لوگ — جو قحط زدہ، جوع البقر سے مرے ہوئے

چند روزے سیر خوردند از عطا — آں دمی و آدمی و چارپا

عطا (یعنی خدا دادی) کو چند روز پیٹ بھر کر کھایا — پرندوں نے اور آدمیوں نے اور چوپایوں نے

چوں شکم پر گشت و بر نعمت زدند — واں ضرورت رفت پس طاغی شدند

جب پیٹ بھر گیا اور نعمت مل گئی — وہ ضرورت ختم ہو گئی پھر سرکش ہو گئے

نفسِ فرعونیست ہاں سیرش مکن — تا نیارد یاد زاں کفرِ کہن

نفس فرعون ہے، خبردار! اس کا پیٹ بھر — تاکہ وہ پرانے کفر کو یاد نہ کرے

لہ خویشتن۔ انسان کی روح، اس کا ہوش اور جسمانی لذتیں انکے ہوش گم کرنیوالی ہیں۔ دانکہ۔ سمجھ لے کہ تمام شہوانی لذتیں شراب اور بھنگ کی سی خاصیتیں رکھتی ہیں۔ خمر۔ دنیا میں صرف شراب اور بھنگ کو بیہوشی کا سبب نہ سمجھ بلکہ ہر شہوت انسان کے کان اور آنکھیں بند کر دیتی ہے۔ آں بلیس۔ شیطان شراب نہ پیتا تھا اور تکبر کے نشے سے مدہوش تھا۔

لہ۲ مست۔ مست تو اسی کو کہتے ہیں جو سودم کو سجدہ سمجھ لے اور تانبے اور لوہے کو سونا سمجھ بیٹھے، شیطان نے غیر حقیقی بات کو واقعہ خیال کیا تو یقیناً وہ بدمست تھا۔ ایں سخن۔ مستی کی حقیقت کا بیان ختم نہ ہونے والا ہے اے موسیٰ ختم دعا کرو تاکہ گھاس وغیرہ اگ آئے اور قحط کی صورت ختم ہو جائے۔

لہ۳ ہمچناں۔ حضرت موسیٰؑ نے وہی کیا جس کا ان کو خدا نے حکم دیا تھا یعنی دعا کر دی۔ حبِّ ثمیں۔ قیمتی غلہ۔ لوت۔ یعنی فرعونی جو قحط میں مبتلا تھے لذیذ غذائیں کھانے لگ گئے۔ جوع البقر۔ ایک قسم کی بیماری جس میں انسان کھاتا رہتا ہے اور اس کا دل نہیں بھرتا۔ دمی۔ ہوائی یعنی پرند۔ چرند۔ ان فرعونیوں کا پیٹ بھرا تو پھر سرکش بن گئے۔ طاغی۔ سرکش۔ نفس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کا نفس بھی فرعون ہے اسکا پیٹ بھرا اور وہ سرکش بنا۔

698.

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بے تفِ آتش[1] نگردد نفس خوب
تا نشد آہن چو اخگر ہیں مکوب

آگ کی گرمی کے بغیر نفس بھلا نہیں بنتا ہے
خبردار! جبتک لوہا انگارے کی طرح نہ ہوجائے اسکو نہ کوٹ

بے مجاعت نیست تن جنبش کناں
آہنِ سرد ست میکوبی بداں

بغیر بھوک کے جسم حرکت کرنے والا نہیں ہے
ٹھنڈا لوہا ہے، سمجھ لے تو کوٹ رہا ہے

گر بگرید ور بنالد زار زار
او نخواہد شد مسلماں ہوشدار

اگر وہ روئے اور زار زار نالہ کرے
وہ مسلمان نہ ہوگا، سمجھ لے

او چو فرعون ست در قحط آنچناں
پیشِ موسیٰ سر نہد لابہ کناں

وہ قحط میں فرعون کی طرح ہے
جو موسیٰؑ کے سامنے خوشامد میں سر جھکاتا ہے

چونکہ مستغنی شد او طاغی شود
خر چو بار انداخت اسکیزہ زند

جب وہ بے نیاز ہوا سرکشی کرتا ہے
گدھے نے جب بوجھ اتار دیا، دولتی پھینکتا ہو

پس فراموشش شود چوں رفت پیش
کارِ او از آہ و زاریہای خویش

پھر وہ بھول جاتا ہے جب آگے بڑھ جاتا ہو
اُس کا کام، اپنی آہ و زاریوں کو

سالہا مردے[2] کہ در شہرے بود
یک زماں کش چشم در خوابے شود

سالوں تک ایک انسان ایک شہر میں بستا ہو
تھوڑی دیر جب اُس کی آنکھ سو جاتی ہے

شہرِ دیگر بیند او پُر نیک و بد
ہیچ در یادش نہ آید شہرِ خود

وہ دوسرا شہر بھلے اور بُرے سے بھرا دیکھے گا
اُس کو اپنا شہر کبھی یاد نہ آئیگا

کہ من آنجا بودہ ام ایں شہرِ نو
نیست آنِ من دریں جا ام گرو

میں وہاں رہا ہوں یہ نیا شہر
میرا نہیں ہے میں یہاں پھنس گیا ہوں

بل چناں داند کہ خود پیوستہ او
ہم دریں شہرش بُد ابداع و خو

بلکہ ایسا سمجھے گا کہ وہ اُس سے وابستہ ہے
اسی شہر میں اُس کی پیدائش اور رہائش کی، عادت تھی

چہ عجب[3] گر روح موطنہای خویش
کہ بُدستش مسکن و میلاد پیش

کیا تعجب ہے، اگر روح اپنے وطنوں کو
جو پہلے اُس کا مسکن اور جائے پیدائش تھی

می نیارد یاد کایں دنیا چو خواب
می فرو پوشد چو اختر را سحاب

یاد نہ کرے، کیونکہ یہ دنیا نیند کی طرح ہے
اُسکو ڈھانپ لیتی ہے جس طرح کہ ستارے کو ابر

چند نوبت آزمودی خواب را
خوابِ دنیا را ہماں بیں زابتلا

تو نے نیند کو کئی بار آزمایا ہے
آزمائش سے دنیا کی نیند کو ایسا ہی سمجھ

---

[1] آتش۔ یعنی مجاہدات کی گرمی۔ مجاعت۔ بھوک۔ آہن سرد۔ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا بیکار ہے۔ گر بگرید۔ نفس کی آہ وزاری سے دھوکے میں نہ پڑنا چاہیے۔ لابہ کناں۔ بھوک میں وہ فرعون کی طرح خوشامد کرنے لگتا ہے۔ خر۔ نفس کی مثال گدھے کی سی ہے اگر اُس پر بوجھ نہیں ہوتا ہے تو وہ دولتیاں مارتا ہے۔ پس۔ پیٹ بھرنے پر اپنی سب خوشامد بھول جاتا ہے۔

[2] سالہا۔ نفس کے بھولنے کی مثال ایسی ہے جیسے کہ انسان سوتے ہی اپنی قیامگاہ کو بھلا دیتا ہو۔ شہرِ دیگر۔ خواب میں دوسرے شہروں کو یاد کرتا ہے اور اپنے شہر کو بھول جاتا ہے۔ بل۔ وہ خواب میں یہ سمجھتا ہو کہ ہمیشہ سے اِسی شہر میں تھا۔

[3] چہ عجب۔ اگر روح اپنے اصلی وطن کو بھول جائے تو اس پر تعجب نہ کرو۔ ایں دنیا۔ دنیا کی زندگی ایک خواب ہو۔ اور خواب اصلی وطن کو بھلا دیتی ہے۔ چند نوبت۔ خواب میں یہ تجربہ بارہا ہوا ہے اسی پر دنیا کو قیاس کرو۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

خاصہ[1] چندیں شہرہا را کوفتہ | گردہا از درگہ او نارُوفتہ

خصوصاً (جبکہ اُس نے) بہت سے شہروں کو روند ڈالا ہو | اُسکے مقام (دل) سے گرد صاف نہیں ہوئی ہے

اجتہادِ گرم ناکردہ کہ تا | دل شود صافی و بیند ماجرا

سخت کوشش نہ کئے ہوئے ہے کہ | دل صاف ہوجائے اور گذشتہ واقعات دیکھ لے

سر بروں آرد دلش از بحرِ راز | اوّل و آخر بہ بیند چشم باز

راز کے سمندر سے اُس کا دل سر اُبھار لے | کھلی آنکھ اوّل اور آخر کو دیکھ لے

بیانِ اطوار و منازلِ خلقتِ آدمی از ابتدائے خلقت

ابتدائے پیدائش سے آدمی کی پیدائش کے مراتب اور حالات کا بیان

آمدہ اوّل باقلیمِ جماد | وز جمادی در نباتی اوفتاد

پہلے وہ (روح) جمادی اقلیم میں آئی | اور جمادی (اقلیم) سے نباتی (اقلیم) میں آ گئی

سالہا اندر نباتی عمر کرد | وز جمادی یاد ناورد از نبرد

سالوں نباتی (اقلیم) میں عمر بسر کی | اور سرکشی کیوجہ سے اپنی جمادی (زندگی) کو بھلا دیا

وز نباتی[2] چوں بحیوانی فتاد | نامدش حالِ نباتی ہیچ یاد

اور نباتی (اقلیم) جب حیوانی (اقلیم) میں آئی | اُس کو نباتی (اقلیم) کا حال کبھی یاد نہ آیا

جز ہماں میلے کہ دارد سوئے آں | خاصہ در وقتِ بہار و ضیمراں

سوائے اُس میلان کے جو اُس کی جانب ہے | خصوصاً بہار اور ضیمران کے موسم میں

ہمچو میلِ کودکاں با مادراں | سرِ میلِ خود نداند در لباں

جیسا کہ بچوں کا ماؤں کی طرف میلان | کہ وہ دودھ پینے میں اپنے میلان کا خود راز نہیں جانتے ہیں

ہمچو میلِ مفرطِ ہر نو مرید | سوئے آں پیرِ جوان بختِ مجید

جیسا کہ ہر نئے مرید کا بڑھا ہوا میلان | بزرگ جوان نصیبہ والے پیر کی جانب

جزوِ[3] عقلِ ایں از آں عقلِ کل ست | جنبشِ ایں سایہ زاں شاخِ گل ست

اِسکی جزوی عقل اُسی کلی عقل سے ہے | اِس سایہ کی حرکت اُسی پھول کی شاخ سے ہے

سایہ اَش فانی شود آخر دروُ | پس بداند سرِ میل و جستجو

اُس کا سایہ بالآخر اُسمیں فنا ہو جاتا ہے | تب میلان اور جستجو کا راز جان لیتا ہے

[1] خاصہ۔ رُوح نے بہت سے مدارج اور مراتب طے کئے ہیں اور وہ اِس کے شہر رہے ہیں۔ گردہا۔ پھر تم نے اپنے قلب کو مصفا نہیں رکھا اگر اسکو مجاہدات کے ذریعے مُصفیٰ کر لیتے تو وہ روح کے پُرانے واقعات تمھیں دکھا دیتا۔ سر بروں۔ اگر دل صاف ہوتا ہے تو وہ پوشیدہ راز کے سمندر میں غوطہ لگا لیتا ہے اور آغاز و انجام کو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے۔ آمدہ۔ روح نے جو مختلف شہروں میں سکونت کی ہے اب مولانا اُس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔۔۔ وز جمادی۔ یعنی روح پہلے جمادات کے خطے میں رہی پھر ترقی کر کے نباتات کے خطہ میں آئی بسا اوقات عرصہ دراز تک یہ روح نباتی خطہ میں رہی لیکن اسکو اپنی جمادی حالت کبھی یاد نہ آئی۔

[2] وز نباتی۔ پھر روح نباتات کے خطے سے حیوانی خطہ میں آئی تو اسکو اپنی نباتی زندگی یاد نہ رہی۔ جز ہماں۔ ہاں صرف اِس قدر تو ہے کہ روح موسم بہار میں اور ناز بو کے پھولنے کے وقت اُسکی طرف میلان کرتی ہے یہ اُس کی نباتی زندگی کی یاد ہے۔ ہمچو۔ بچہ اپنی ماں کے دودھ کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن یہ نہیں سمجھ سکتا کہ میں اُس کے پیٹ میں رہ چکا ہوں۔ ہمچو میل مفرط۔ نئے مرید کو شیخ کی طرف میلان ہوتا ہے لیکن وہ اُس میلان کا سبب نہیں سمجھتا ہے۔

[3] جزو۔ اب مرید کے شیخ کی طرف میلان کی وجہ بتاتے ہیں کہ اس کی عقل شیخ کی عقل کا جزو ہے یہ سایہ ہوا اور شیخ شاخ گل ہے سایہ اش۔ ایک وقت وہ آئیگا کہ یہ مرید فنا فی الشیخ کا مقام حاصل کریگا تو اپنے میلان کی وجہ سمجھے گا کہ فرع اصل کی طرف مائل ہوا کرتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

سایۂ[۱] شاخِ درخت اے نیک بخت — کے بجُنبد گر نجُنبد ایں درخت

اے نیک بخت! درخت کی شاخ کا سایہ — کب حرکت کر سکتا ہے اگر یہ درخت نہ ہلے؟

باز از حیواں سُوی انسانیش — می کشد آں خالقے کہ دانیش

پھر اسکو حیوان (کی اقلیم) سے انسان کی جانب — وہ اللہ (تعالےٰ) اُس کو کھینچتا ہے جس کو تو واقف ہے

ہمچنیں اِقلیم تا اِقلیم رفت — تا شد اکنوں عاقل و دانا و زفت

وہ اسی طرح (ایک) اقلیم سے (دوسری) اقلیم تک چلتی رہی — یہاں تک کہ وہ اب عقلمند اور دانا اور قوی ہو گئی

عقلہای اولینش یاد نیست — ہم ازیں عقلش تحوّل کردنیست

اُس کو پہلی عقلیں یاد نہیں ہیں — اِس عقل سے بھی اُس کو منتقل ہونا ہے

تا رہد[۲] زیں عقلِ پُر حرص و طلب — صد ہزاراں عقل بیند بوالعجب

تاکہ اِس حرص اور طلب بھری عقل سے نجات پا جائے — وہ عجب قسم کی لاکھوں عقلیں دیکھے

گرچہ خفتہ گشت و شُد ناسی زپیش — کے گذارندش دراں نسیانِ خویش

اگرچہ وہ سو گئی ہے اور پہلے کو بھول گئی ہے — وہ اُس کو اُس کی بھول میں کب رہنے دیں گے؟

باز ازاں خوابش بہ بیداری کشند — تا کُند بر حالتِ خود ریشخند

اُس کو پھر اُس کی نیند سے بیدار کرینگے — تاکہ وہ اپنی حالت پر مذاق اڑائے

گرچہ غم بُود آنکہ می خوردم بخواب — چوں فراموشم شُد احوالِ صواب

اگرچہ وہ غم تھا جو میں نے خواب میں اٹھایا — مجھ سے صحیح احوال کیوں فراموش ہوئے؟

چوں ندانستم کہ آں غم و اعتلال — فعلِ خوابست و فریب و خیال

میں کیوں نہ سمجھا کہ وہ غم اور بیمار رہنا؟ — خواب کا کام ہے اور فریب اور خیال ہے

ہمچنیں[۳] دنیا کہ حُلمِ نائم ست — خفتہ پندارد کہ ایں خود دائم ست

اسی طرح دنیا جو کہ ایک سونے والے کا خواب ہے — سویا ہوا سمجھتا ہے کہ یہ خود ہمیشہ رہنے والی ہے

تا برآید ناگہاں صُبحِ اَجل — وارہد از ظلمتِ ظن و دغل

یہاں تک کہ اچانک موت کی صبح آجاتی ہے — اور وہ گمان اور فریب کی تاریکی سے نکل جاتا ہے

خندہ اَش گیرد ازیں غمہای خویش — چوں بہ بیند مستقر و جای خویش

اُس کو اپنے غموں پر ہنسی آتی ہے — جب وہ اپنے ٹھہرنے کا مقام اور جگہ دیکھتا ہے

ہر چہ اندر خواب بینی نیک و بد — روزِ محشر یک بیک پیدا شود

تو جو کچھ بھی خواب میں اچھا اور بُرا دیکھتا ہے — قیامت کے دن ایک ایک ظاہر ہو جائیگا

۱ سایہ۔ اگر درخت کی شاخ حرکت نہ کرے تو سایہ حرکت نہیں کر سکتا۔ باز از حیواں۔ اللہ تعالےٰ روح کو پھر حیوانیت سے انسانیت کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے۔ ہمچنیں۔ غرضکہ روح اقلیم تا اقلیم سفر کرتی ہوئی اِس حالت میں پہنچی کہ وہ صاحبِ عقل ہو گئی ہے۔ عقلہای۔ روح اپنی گذشتہ عقلوں سے غافل ہے پھر اُس کی اِس موجودہ عقل سے بھی تبدیلی ہوگی۔

۲ تا رہد۔ روح کو اِس دنیاوی حریص عقل کو بھی خیرباد کہنا ہے تب اُس کو لاکھوں عجیب عقلیں حاصل ہو جائیں گی۔ گرچہ۔ اگرچہ انسان خواب کی حالت میں اپنے واقعات بھول جاتا ہے لیکن وہ لامحالہ بیدار ہوتا ہے اور پھر خواب کے واقعات کی ہنسی اڑاتا ہے۔ گرچہ۔ بیدار ہو کر اُس کو تعجب ہوتا ہے کہ میں صحیح واقعات کو کیسے بھول گیا تھا۔ چوں۔ خواب کے واقعات کے غم پر کہتا ہے کہ میں یہ کیوں نہ سمجھا کہ یہ خیالی باتیں ہیں۔

۳ ہمچنیں۔ دنیا دار جو دنیا کی زندگی کے خواب میں ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہی دراصل زندگی ہے۔ تا برآید۔ جب موت آتی ہے تو اُس کی آنکھ کھلتی ہے۔ خندہ اَش۔ موت کے وقت جب وہ بیدار ہوتا ہے تو دنیا کے غموں پر ہنستا ہے۔ ہرچہ۔ دنیا کی زندگی میں جو برائی یا اچھائی کی ہو وہ قیامت میں سامنے

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

آنچہ کردی اندریں خوابِ جہاں — گرددت ہنگامِ[1] بیداری عیاں
تونے دنیا کی نیند میں جو کچھ کیا ہے — تیرے لئے بیداری کے وقت ظاہر ہو جائیگا

تا نہ پنداری کہ ایں بد کردنیست — اندریں خواب و ترا تعبیر نیست
تو ہرگز نہ سمجھ کہ یہ بدکرداری — خواب میں ہے اور تیرے لئے تعبیر نہیں ہے

بلکہ ایں خندہ بود گریہ و نفیر — روزِ تعبیر اے ستمگر بر اسیر
بلکہ یہ ہنسی رونا اور فریاد ہوگی — تعبیر کے دن، اے قیدی پر ظلم کرنیوالے!

گریہ و درد و غم و زاریِ خود — شادمانی داں بہ بیداریِ خود
اپنے رونے اور درد اور غم اور عاجزی کرنے کو — اپنی بیداری (کے وقت) میں خوشی سمجھ

اے دریدہ پوستینِ یوسفاں — گرگ برخیزی ازیں خوابِ گراں
اے یوسفوں کے پوستین کو پھاڑنے والے! — اس بھاری نیند سے تو بھیڑیا بن کر اٹھے گا

گشتہ[2] گرگاں یک بیک خوہائے تو — می درانند از غضب اعضائے تو
تیری ایک ایک عادت بھیڑیا بن کر — غصہ سے تیرے اعضاء کو پھاڑے گی

خوں نخسپد بعدِ مرگت در قصاص — تو مگو کہ میرم و یابم خلاص
قصاص (کے معاملہ) میں تیرے مرنے کے بعد خون سو نہ جائیگا — تو نہ کہہ کہ مر جاؤں گا اور بچ جاؤں گا

ایں قصاصِ نقد حیلت سازیست — پیشِ زخمِ آں قصاص ایں بازیست
یہ فوری قصاص، ایک تدبیر ہے — اُس قصاص کے عذاب کے آگے یہ کھیل ہے

زیں لعب[3] خواندست دنیا را خدا — کایں جزا لعب است پیشِ آں جزا
خدا نے دنیا کو کھیل کہا ہے — کیونکہ یہ بدلہ اُس بدلہ کے مقابلہ میں کھیل ہے

ایں جزا[4] تسکینِ جنگ و فتنہ ایست — آں چو اخصا و ایں چوں ختنہ ایست
یہ بدلہ، لڑائی اور فتنہ کو دباتا ہے — وہ خصی کرنے کی طرح اور یہ ختنہ کی طرح ہے

ایں سخن پایاں ندارد موسیا — ہیں رہا کن آں خراں را در گیا
اے موسیٰ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — ہاں ان گدھوں کو گھاس میں چھوڑ دے

تا ہمہ زاں خوش علف فربہ شوند — ہیں کہ گرگانند ما را خشم مند
تاکہ سب اس عمدہ گھاس سے موٹے ہو جائیں — خبردار! ہمارے بھیڑیئے غصہ میں ہیں

---

[1] ہنگامِ بیداری یعنی قیامت کے وقت۔ تا نہ پنداری۔ انسان کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اس دنیاوی خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے۔ اسکی تعبیر قیامت میں سامنے آجائیگی۔ بلکہ۔ دنیا میں ظالموں کے ہنسنے کی آخرت میں تعبیر رونا اور چیخنا ہوگا۔ گریہ۔ اگر دنیا میں گریہ وزاری ہوگی تو آخرت میں اُس کی تعبیر خوشی ہوگی، خواب کی تعبیر عموماً الٹی ہوتی ہے۔ اے دریدہ۔ جو یوسف جیسے نیکوں کو دنیا میں ستائیگا وہ آخرت میں بھیڑیا بنکر اٹھے گا۔

[2] گشتہ۔ انسان کی بُری عادتیں آخرت میں بھیڑیئے بنیں گی اور خود اس کے اعضأ کو پھاڑیں گی۔ خون۔ اگر انسان نے کسی کا ناحق خون بہایا ہے تو وہ خون نہ سوئیگا اور قیامت میں بدلے کا خواہاں ہوگا۔ ایں قصاص۔ اگر دنیا میں بدلہ لے بھی لیا ہوگا تو آخرت کے عذاب سے پھر بھی نجات نہ ملیگی بلکہ دنیا والا بدلہ اُس کے مقابلہ میں کھیل سمجھا جائے گا۔

[3] زیں لعب۔ قرآن نے دنیا کی زندگی کو کھیل کود سے تعبیر کیا ہے اُس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں کا انتقام آخرت کے انتقام کے مقابلہ میں کھیل کود ہے۔

[4] ایں جزا۔ دنیا میں جو بدلہ لیا گیا وہ تو محض وقتی فتنہ و فساد فرو کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔ اس دنیا کے بدلے کی مثال ختنہ کرنا اور آخرت کے بدلے کی مثال خصی کرنا سمجھو۔ آں خراں۔ یعنی فرعونیوں کو دنیا کے مزے اُڑا لینے دو۔ تا ہمہ۔ یہ فرعونی جہنم کے بھیڑیوں کی خوراک ہیں وہ بھیڑیئے بھوک سے غصہ میں ہیں تو ان کو خوب موٹا ہونے دو تاکہ ان کو اچھی خوراک ملے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بیانِ آنکہ خلقِ دوزخ گرسنگاں اند و نالاں اند و از حق خواہاں

اس کا بیان کہ دوزخ کی مخلوق بھوکی اور نالاں ہے اور اللہ تعالٰے سے چاہتی ہے

کہ روزیہای ما را فربہ گرداں زود بما رساں کہ ما را صبر نماند

کہ ہماری خوراک کو موٹا بنا دے اور جلد ہمارے پاس پہنچا دے کیونکہ ہمارا صبر ختم ہو گیا ہے

نالۂ گرگانِ خود را مُوقنیم ۔۔ ایں خراں را طُعمۂ ایشاں کنیم
ہمیں اپنے بھیڑیوں کے رونے کا یقین ہے ۔۔ ہم اِن گدھوں کو ان کی خوراک بنائیں گے

ایں خراں را کیمیای خوش دمی ۔۔ از لبِ تو خواست کردن آدمی
اِن گدھوں کو خوش کلامی کی کیمیا نے ۔۔ تیرے ہونٹ سے، اُن کو آدمی بنانا چاہا

تو بسے کردی بدعوت لطف و جود ۔۔ آں خراں را طالع و روزی نبود
تو نے دعوت دینے میں بہت مہربانی اور سخاوت کی ۔۔ اُن گدھوں کا نصیب اور مقدر نہ تھا

پس فرو پوشاں لحافِ نعمتی ۔۔ تا بَرَد شاں زود خوابِ غفلتی
تو اُن کو اپنے انعام کا لحاف اڑھا دے ۔۔ تاکہ غفلت کی نیند اُن کو جلد سُلا دے

تا چو بجہند از چنیں خواب ایں رمہ ۔۔ شمع مُردہ باشد و ساقی شدہ
تاکہ یہ گروہ جب ایسی نیند سے بیدار ہو ۔۔ شمعِ محفل بجھ چکی ہو اور ساقی روانہ ہو چکا ہو

داشت طغیانشاں ترا در حیرتے ۔۔ پس بنوشند از جزا ہم حسرتے
اُنکی سرکشی نے تجھے حیرانی میں مبتلا کر دیا ہے ۔۔ تو بدلے میں وہ حسرت چکھیں گے

تاکہ عدلِ ما قدم بیروں نہد ۔۔ در جزا ہر زشت را در خور دہد
تاکہ ہمارا انصاف ظاہر ہو جائے ۔۔ ہر بُرے کو مناسب بدلہ دے

کاں شہے کہ می ندیدندش فاش ۔۔ بود با ایشاں نہاں اندر معاش
کیونکہ وہ شاہ جس کو وہ ظاہر میں نہیں دیکھتے ۔۔ وہ زندگی میں اُن کے ساتھ پوشیدہ تھا

چوں خرد با تست مشرف بر تنت ۔۔ گرچہ زو قاصر بود ایں دیدنت
جیسا کہ عقل تیرے ساتھ تیرے جسم کی نگراں ہو ۔۔ اگرچہ تیرا یہ دیکھنا اُس سے عاجز ہے

نیست قاصر دیدنِ او اے فلاں ۔۔ از سکون و جنبشت در امتحاں
اے فلاں! اُس (عقل) کا دیکھنا قاصر نہیں ہے ۔۔ تیرے سکون اور حرکت سے آزمائش میں

چہ عجب گر خالقِ آں عقل نیز ۔۔ با تو باشد در سکون و نقل نیز
تو تعجب کیا ہے؛ اگر اُس عقل کا پیدا کرنے والا بھی ۔۔ تیرے ساتھ ہو، سکون اور منتقل ہونے میں بھی

۵ے نالۂ گرگاں۔ میرے مجرم ہیں ہے گروہ بھیڑیئے بھوک سے فریاد کر رہے ہیں مجھے اِن کو اُن کی خوراک بنانا ہے۔ ایں خراں۔ آپ نے اپنی خوش کلامی کی کیمیا سے انکو آدمی بنانا چاہا لیکن اُن کے مقدر میں آدمی بننا نہ تھا۔ پس فرو۔ اُن پر نعمت کا لحاف اُڑھا دو تاکہ یہ غفلت کی نیند سو جائیں۔

۶ے تا چو۔ جب اِس غفلت سے بیدار ہونگے تو مجلس ختم ہو چکی ہوگی نہ شمع ہوگی نہ ساقی یعنی تم سے اور تمہاری ہدایت سے فائدہ اُٹھانے کا وقت نہ رہیگا۔ داشت۔ اُن کی سرکشی تمہارے لئے حیران کن تھی اب حسرت کا مزہ چکھیں گے۔ تاکہ۔ ہمارے انصاف کا تقاضہ ہوگا کہ ہم اُن کو اُنکے بُرے اعمال کی بُری سزا دیں۔ کاں شہے۔ جس خدا کو وہ نہیں دیکھ رہے تھے وہ خدا اُن کے ساتھ تھا۔

۷ے چوں خرد۔ مولانا مثال سے سمجھاتے ہیں کہ خدا کی طرح اور بھی چیزیں ہیں جن کو انسان نہیں دیکھ پاتا ہے اور وہ اُس کے ساتھ ہوتی ہیں۔ انسان اپنی عقل کو نہیں دیکھتا ہے لیکن وہ انسان کے ساتھ ہے۔ نیست قاصر۔ تو اپنی عقل کو دیکھنے سے قاصر ہے لیکن تیری عقل تجھے دیکھنے سے قاصر نہیں ہے۔ چہ عجب۔ جب نظر نہ آنیوالی عقل تیرے ساتھ ہو تو اگر بیشک اُس کا خالق

803

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

از خرد[1] غافل شود بر بد تند ۔ بعد ازاں عقلش ملامت میکند
عقل سے غافل ہوتا ہے اور برائی کرتا ہے ۔ اُس کے بعد اُس کو عقل ملامت کرتی ہے

تو شدی غافل ز عقلت عقل نے ۔ کز حضورستش ملامت کردنے
تو اپنی عقل سے غافل بنا، عقل نہ بنی ۔ کیونکہ اُس کا ملامت کرنا اُسکی موجودگی کی دلیل ہو

گر نبودے حاضر و غافل بدے ۔ در ملامت کے ترا سیلی زدے
اگر وہ حاضر نہ ہوتی اور غافل ہوتی ۔ ملامت میں کب تیرے طمانچہ مارتی؟

ور ازو غافل نبودے نفس تو ۔ کے چناں کردے جنون و نفس تو
اگر تیرا نفس اس سے غافل نہ ہوتا ۔ تو تیرا پاگل پن اور گرمی کب ایسا کرتی؟

پس[2] ترا عقلت چو اصطرلاب بود ۔ زاں بدانی قرب خورشید وجود
تو تیری عقل اصطرلاب کی طرح ہے ۔ تو اُس سے، وجود کے سورج کی نزدیکی جان لے

قرب بیچون ست عقلت را بتو ۔ نیست از پیش و پس و سفل و علو
تیری عقل کا تجھ سے قرب بے کیف ہے ۔ جو آگے اور پیچھے اور نیچے اور اوپر سے نہیں ہے

قرب بیچون چوں نباشد شاہ را ۔ کہ نیابد بحث عقل آں راہ را
تو شاہ کا قرب بے کیف کیوں نہ ہوگا؟ ۔ کیونکہ عقل کی بحث اُس کا راستہ نہیں پاتی ہو

نیست آں جنبش کہ در اصبع ترا ست ۔ پیش اصبع یا پسش یا چپ و راست
وہ حرکت نہیں ہے جو تیری انگلی میں ہے ۔ انگلی کے آگے یا اسکے پیچھے یا بائیں اور دائیں ہے

وقت[3] خواب و مرگ ازوے میرود ۔ وقت بیداری قرینش می شود
موت اور نیند کے وقت وہ اُس سے چلی جاتی ہو ۔ بیداری کے وقت اُس کے ساتھ ہوتی ہے

از چہ رہ می آید اندر اصبعت ۔ کاصبعت بے او ندارد منفعت
وہ تیری انگلی میں کس راہ سے آتی ہے! ۔ کیونکہ تیری انگلی اُس کے بغیر کوئی نفع نہیں رکھتی ہو

نور چشم مردمک در دیدہ ات ۔ از چہ رہ آمد بغیر شش جہت
آنکھ کی پتلی کا نور جو تیری آنکھ میں ۔ بغیر چھ جہت کے کس راستہ سے آیا ہے؟

عالم خلق ست با سوی و جہات ۔ بے جہت داں عالم امر و صفات
عالم خلق با جانب اور جہتوں والا ہے ۔ عالم امر و صفات کو بے جہت کا سمجھ

[1] از خرد۔ انسان غلطی کرتے وقت عقل سے غافل ہو جاتا ہے پھر عقل اُس کو ملامت کرتی ہے۔ کز حضور۔ عقل کا ملامت کرنا اُس کی دلیل ہے کہ وہ تجھ سے اور تیرے کام سے غافل نہ تھی۔ سیلی۔ طمانچہ۔ ور۔ اس غلط کا کرنا اس کی دلیل ہے کہ تو اس وقت عقل سے بیگانہ تھا۔

[2] پس ترا۔ تیری عقل، حضرت حق تعالیٰ کے قرب کو سمجھنے کا ذریعہ ہے اُس کی مثال سے تو سمجھ لے۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ جس سے نجومی چاند، سورج تاروں کے فاصلے معلوم کرتے ہیں۔ خورشید وجود۔ حق تعالیٰ۔ بیچوں۔ یعنی بے کم و کیف۔ عقل کا انسان سے قرب جہتوں سے متصف نہیں ہے۔ قرب بیچوں۔ اللہ تعالیٰ جس کی ذات خود کم اور کیف سے بالاتر ہے اُس کا قرب بھی اِن کیفیتوں سے بالاتر ہے۔ نیست آں۔ مولانا بے کیف و کم کے قرب کی دوسری مثال پیش کر رہے ہیں۔ اُنگلی کی حرکت کو انگلی سے جو قرب ہے وہ بے کم و کیف ہے۔

[3] وقت خواب۔ انسان کے سونے میں اُس کی اُنگلی کو حرکت نہیں ہوتی بیداری کے بعد فوراً حرکت آجاتی ہو۔ از چہ رہ۔ کوئی نہیں بتا سکتا کہ یہ حرکت انگلی میں کونسی طرف سے آتی ہے۔ نور چشم۔ آنکھوں میں روشنی کی آمد بھی جہات سے منزہ ہے۔ عالم خلق۔ وہ عالم جو مادی اور زمانی ہو وہ جانب اور جہت سے متصف ہے۔ عالم امر وہ عالم ہو جسکی پیدائش لفظ کُن سے ہوئی ہے اور وہ مادی اور زمانی نہیں ہے وہ مجردات کا عالم ہے جبکہ عالم امر مادہ اور جہت سے منزہ ہے تو آمر یعنی حضرت حق تعالیٰ جنہے وہ کلمہ کُن فرمایا ہو بدرجۂ اولیٰ جہت اور جانب سے پاک ہوگا۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

بے جہت دُاں عالَمِ اَمر اے صَنم … بے جہت ہم باشد آمر لاجَرم

اے صنم! عالَمِ اَمر کو بے جہت سمجھ … لامحالہ اَمر کرنے والا بھی بے جہت ہوگا

بے جہت بُد عقل[۱] و علّام البیاں … عقل تر از عقل و جاں تر ہم زِ جاں

عقل بے جہت تھی اور بیان کا جان کار … عقل سے بھی زیادہ عقل اور جان سے بھی زیادہ جان ہے

بے تعلّق نیست مخلوقے بدُو … آں تعلّق ہست بیچوں اے عمُو

کوئی مخلوق اُس سے بے تعلّق نہیں ہے … اے چچا! وہ تعلّق بلا کیف ہے

زانکہ فصل و وصل نبُود در رواں … غیرِ فصل و وصل نندیشد گماں

کیونکہ روح میں فصل اور وصل نہیں ہے … گمان فصل اور وصل کے علاوہ نہیں سوچتا ہے

غیرِ فصل و وصل پے بَراز دلیل … لیک پے بُردن نہ بشناسد علیل

دلیل سے فصل اور وصل کے علاوہ کا پتہ لگا … لیکن پتہ لگانا، بیمار نہیں جانتا

پے[۲] بپا پے می بَراز دوریٔ اصل … تارگِ مَردیت آرد سُوئے وصل

پے درپے اصل سے دوری کا پتہ لگا … تاکہ مردانگی کی رگ تجھے وصل کی جانب لے آئے

ایں تعلّق را خِرد چوں پے بَرَد … بستۂ فصل است و وصل است ایں خِرد

عقل اِس تعلّق کا کیسے پتہ لگائے؟ … یہ عقل تو فصل اور وصل سے وابستہ ہے

زیں وصیّت کرد مارا مصطفےٰؐ … بحث کم جوئید در ذاتِ خدا

اسی وجہ سے مصطفےٰؐ نے ہمیں وصیّت کی ہے … کہ ذاتِ خدا میں بحث نہ کرو

آنکہ در ذاتش تفکّر کردنیست … در حقیقت آں نظر در ذات نیست

جو غور و فکر اُس کی ذات میں کرتا ہے … حقیقتاً وہ غور و فکر ذات میں نہیں ہے

ہست[۳] آں پندارِ اُو زیرا بَراہ … صد ہزاراں پردہ آمد از اِلٰہ

یہ محض اُس کا خیال ہے، کیونکہ راستہ میں … خدا کی جانب سے لاکھوں پردے ہیں

ہر یکے در پردہ موصول جُوست … وہم اُو آنست کاں عینِ خود اُوست

ہر ایک، ایک پردے کا وصل چاہنے والا ہے … اُس کا خیال یہ ہے کہ وہ اُس کا عین ہے

پس پیمبرؐ دفع کرد ایں وہم ازو … تا نباشد در غلط سودا پزاُو

تو پیغمبرؐ نے اُس سے اِس وہم کو دفع کر دیا … تاکہ وہ غلطی میں خیالی (دیگ) پکانیوالا نہ بنے

[۱] عقل. عقل بھی بے جہت چیز ہے تو اللہ تعالیٰ جو عقل کی بھی عقل اور جان کی بھی جان ہے کیوں جہت سے پاک نہ ہوگا. بے تعلّق. مخلوق کا خالق سے جو تعلّق ہے وہ بھی کیفیت سے بالاتر ہے. زانکہ. روح مادہ سے پاک ہے لہٰذا اُس میں نہ فصل کی صفت ہے نہ وصل کی لیکن انسان کا خیال و گمان وصل و فصل کے علاوہ کوئی تعلّق نہیں سمجھتا ہے. غیرِ فصل. ہماری بیان کردہ دلیل سے پتہ چلتا ہے کہ اتّصال اور انفصال کے علاوہ بھی کوئی تعلّق ہے لیکن وہ شخص جو نفسانی بیماریوں میں مبتلا ہے وہ پتہ نہیں لگا سکتا بعض نسخوں میں "نہ بشناسد علیل" ہے اسکے معنی یہ ہونگے محض پتہ لگانا پیاس نہیں بجھاتا ہے پیاس جب بجھے گی جب کہ مشاہدہ حاصل ہو جائے گا.

[۲] پے بپا پے. اگر انسان مُسلسل یہ سوچے گا کہ مجھے ذاتِ خداوندی سے دوری ہے تو مردانگی کی رگ اسکو وصل کی طرف لے جائیگی. ایں تعلّق. جو عقل محض اتّصال اور انفصال کے تعلّق کو ہی سمجھ سکتی ہے وہ اللہ سے مخلوق کے تعلّق کا پتہ نہیں لگا سکتی. زیں. چونکہ عقل اسکو نہیں سمجھ سکتی اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہو تفکّروا فی خلق اللہ ولا تفکّروا فی اللہ اللہ کی مخلوق میں غور کرو اللہ تعالیٰ کی ذات

میں غور نہ کرو. آنکہ. کیونکہ ذات کا تصوّر ناممکن ہے لہٰذا اسمیں تفکّر بھی ناممکن ہے — [۳] ہست. ذات میں غور کرنا ذات میں غور کرنا نہیں ہے بلکہ محض اپنے ایک مفروضہ میں غور کرنا ہے کیونکہ ذات اور مخلوق میں کروڑوں پردے ہیں ہر ایک ذات میں غور کرنیوالا کسی پردے سے وابستہ ہوگیا اور اسی کو اللہ کی ذات کا عین سمجھ لیا۔

زانکہ اندر وہم او ترکِ ادب[1] | بے ادب را سرنگونی داد رب
کیونکہ اُس کے وہم میں (پڑنا) ادب کو چھوڑنا ہے | اور اللہ تعالیٰ نے بے ادب کو اوندھا پن دیا ہے

سرنگونی آں بود کو سوئے زیر | می رود پندارد او کو ہست چیر
اوندھا پن یہ ہے کہ نیچے کو | جا رہا ہے (اور) وہ سمجھ رہا ہو کہ وہ کامیاب ہے

زانکہ حدِ مست باشد ایں چنیں | کو نداند آسماں را از زمیں
کیونکہ مدہوش کی یہ تعریف ہے | کہ وہ آسمان اور زمین میں فرق نہیں کر سکتا ہے

در عجبہاش بفکر اندر روید | از عظیمی وز مہابت گم شوید
اُس کے عجائب میں غور کرو | عظمت اور ہیبت سے گم ہو جاؤ

چوں ز صنعش ریش و سبلت گم کنید | حدِ خود دانید آنگہ تن زنید
جب تم اُس کی صنعت میں حیران ہو جاؤ گے | اپنا رتبہ جان لو گے (اور) اُس وقت خاموش ہو جاؤ گے

جز کہ لا احصی نگوید او ز جاں[2] | کز شمار و حد بیرون ست آں
وہ دل سے سوائے اسکے کچھ نہ کہیگا کہ میں شمار نہیں کر سکتا | کیونکہ وہ شمار اور حد سے بالا ہے

چوں بیانش بیحد ست اے بوالہوس | بحث کم کن پیش ازیں کم زن نفس
اے بوالہوس! چونکہ اُس کا بیان لامحدود ہے | بحث نہ کر اُس سے آگے سانس نہ لے

رفتنِ ذوالقرنین[3] بکوہِ قاف و درخواست کردن کہ اے

حضرت ذوالقرنین کا کوہِ قاف کے پاس جانا اور درخواست کرنا کہ اے قاف

قاف از عظمتِ صفاتِ حق تعالیٰ شمہٗ با ما بگو و جواب او

ہمیں کچھ تھوڑی سی اللہ تعالیٰ کی صفات کی عظمت بتا دے اور اُس کا جواب

کہ صفتِ عظمتِ حق تعالیٰ بہ تقریر نیاید و لا بہ کردنِ ذوالقرنین

دینا کہ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی تعریف تقریر میں نہیں آسکتی اور ذوالقرنین کی

کہ ازانچہ تواں گفت و بخاطر داری شمہٗ بگو

خوشامد کرنا کہ جس قدر بتایا جا سکتا ہے اور جو جانتا ہے کچھ بتا دے

رفت ذوالقرنین سوئے کوہِ قاف | دید کہ را کز زمرد بود صاف
ذوالقرنین کوہِ قاف کی جانب گئے | اُنھوں نے پہاڑ کو دیکھا کہ وہ زمرد سے زیادہ صاف تھا

سکندر تھا یہ سکندر رومی سے بہت پہلے گذرا ہے۔ کوہِ قاف۔ ایک پہاڑ ہے لیکن فارسی لٹریچر میں اِس کے بارے میں بہت سے فرضی افسانے مذکور ہیں۔

[1] زانکہ۔ ذاتِ خدا میں مشغولیت نہ ہو اور وہم میں مبتلا ہو یہ خدا کے ساتھ بے ادبی ہے جس کی سزا سرنگونی ہے۔ سرنگونی۔ اوندھے پن کا یہی مطلب ہے کہ انسان نیچے گر رہا ہو اور یہ سمجھے میں اوپر چڑھ رہا ہوں۔ حدِ مست۔ مست کی تعریف ہی یہ ہے کہ وہ زمین اور آسمان یعنی نیچے اور اوپر میں فرق نہیں کر سکتا۔ در عجبہا۔ خدا کی عجیب صناعی میں غور کرنا چاہیئے اور اُس کی عظمت اور ہیبت میں گم ہو جانا چاہیئے۔ چوں۔ جب اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرو گے تو تم پر اپنی حقیقت کھل جائیگی اور خاموشی اختیار کرو گے۔

[2] جز کہ۔ اب تم یہ کہو گے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ یعنی میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ چوں بیانش۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ چونکہ اُسکی تعریف کا بیان ختم نہ ہونیوالا ہے لہٰذا اِس میں بحث ختم کر دینی چاہیئے اور خاموشی اختیار کر لینی چاہیئے۔

[3] رفتن۔ حضرت ذوالقرنین اور کوہِ قاف کے مکالمہ سے یہی سمجھایا ہے کہ اوصافِ باری تعالیٰ کا بیان ناممکن ہے۔ ذوالقرنین۔ ایک نیک دل بادشاہ تھا جس کا نام

۴۵۶

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گردِ عالم حلقہ گشتہ آں محیط[1] — ماند حیراں اندراں خلقِ بسیط

وہ گھیرنے والا دنیا کے چاروں طرف حلقہ کئے ہوئے ہے — اُس وسیع مخلوق میں حیران رہ گئے

گفت تو کوہی دگرہا چیستند — کہ بہ پیشِ عظمِ تو بازایستند

اُنھوں نے کہا تو پہاڑ ہے دوسرے کیا ہیں؟ — کہ تیری بڑائی کے سامنے جمے ہیں

گفت رگہای من اند آں کوہہا — مثلِ من نبوند در حُسن و بہا

اُس نے کہا، وہ پہاڑ میری رگیں ہیں — وہ خوبصورتی اور قیمت میں میری طرح نہیں ہیں

من بہر شہرے رگے دارم نہاں — بر عروقم بستہ اطرافِ جہاں

ہر شہر میں میری رگ چھپی ہوئی ہے — دنیا کے اطراف میری رگوں سے بندھے ہوئے ہیں

حق[2] چو خواہد زلزلۂ شہرے مرا — امر فرماید کہ جنباں عرق را

جب اللہ تعالیٰ کسی شہر میں زلزلہ (لانا) چاہتا ہے تو مجھے — حکم دے دیتا ہے کہ رگ کو ہلا دے

پس بجنبانم من آں رگ را بقہر — کہ بداں رگ متصل گشتست شہر

میں غصے سے اُس رگ کو ہلا دیتا ہوں — جس رگ سے وہ شہر ملا ہوا ہے

چوں بگوید بس، شود ساکن رگم — ساکنم وز روی فعل اندر تگم

جب وہ بس کہہ دیتا ہے میری رگ ساکن ہو جاتی ہے — میں بظاہر ساکن ہوں لیکن عمل کے اعتبار سے مصروف ہوں

ہمچو مرہم ساکن و بس کارکن — چوں خرد ساکن وزو جنباں سخن

جیسا کہ مرہم ساکن اور بہت کارگزار ہے — جیسے کہ عقل ساکن ہے اور بات اُسکی وجہ سے حرکت

نزدِ[3] آں کس کہ نداند عقلش ایں — زلزلہ ہست از بخاراتِ زمیں

جس کی عقل اس کو نہیں سمجھتی ہے اُسکے نزدیک — زلزلہ زمین کے بخارات کی وجہ سے ہے

ایں بخاراتِ زمیں نبود بداں — زامرِ حق ست واز آں کوہِ گراں

سمجھ لے یہ زمین کے بخارات نہیں ہیں — اللہ (تعالیٰ) کے حکم اور اُس بھاری پہاڑ کی وجہ سے ہے

بیانِ آنکہ مورے بر کاغذ می رفت نوشتنِ قلم دید قلم را ستودن

اس کا بیان کہ ایک چھوٹی سی چیونٹی کاغذ پر چل رہی تھی اُس نے قلم کا لکھنا دیکھا قلم کی تعریف

گفت مورے دیگرے کہ چشمش تیز بین بود گفت ستائش انگشتاں

کرنی شروع کر دی۔ دوسری چیونٹی جس کی آنکھ تیز دیکھنے والی تھی اُس نے کہا انگلیوں کی

را کن کہ ایں ہنر از ایشاں می بینم مورے دیگر کہ از ہر دو چشمش او

تعریف کر کیونکہ میں یہ ہنر اُن کا سمجھتی ہوں۔ تیسری چیونٹی جس کی آنکھیں دونوں سے زیادہ

---

[1] محیط۔ گھیرنے والا یعنی وہ پہاڑ تمام دنیا کو اپنے حلقہ میں لئے ہوئے تھا۔ گفت۔ ذوالقرنین نے کہا تیری بڑائی کے مقابلہ میں اُن پہاڑوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ رگہا۔ کوہ قاف نے کہا وہ پہاڑ میری جڑیں ہیں جو دراصل یکساں نہیں ہوتی اسلئے تم اُن کو دیگر پہاڑ سمجھ رہے ہو۔ بہر شہرے۔ دنیا کے ہر شہر کے نیچے میری رگ ہے اس طرح تمام دنیا میری رگوں پر آباد ہے۔

[2] حق۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شہر پر زلزلہ نازل فرمانا چاہتا ہے تو مجھے حکم دیدیتا ہے میں اپنی وہ رگ ہلا دیتا ہوں اور اُس شہر میں زلزلہ آجاتا ہے۔ چوں بگوید۔ جب مجھے رُکنے کا حکم دیتا ہے تو وہ میری رگ ساکن ہو جاتی ہے بظاہر میں ساکن ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام میں میری تگ و دو جاری ہے۔ ہمچو۔ ساکن رہ کر کام کرنے کی مثال مرہم اور عقل ہے۔

[3] نزدِ آں کس۔ جس کی عقل میں یہ بات نہیں آتی وہ زلزلہ کا اصلی سبب زمین کے بخارات کو سمجھتا ہے لیکن دراصل زلزلہ کا سبب خدائی حکم اور کوہ قاف ہے۔ بیان۔ اس سے یہ ثابت کیا ہے کہ جو عقلمند ہیں وہ مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں کم عقل سبب کو ہی جانتے ہیں۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

تیز تر بُود گفت من ستایشِ بازو کنم کہ انگشتاں فرعِ وے اند

تیز تھیں بولی میں بازو کی تعریف کرتی ہوں کیونکہ انگلیاں اُس کی فرع ہیں

مورکے[1] بر کاغذے دید اُو قلم — گفت با مورِ دگر ایں راز ہم

ایک چھوٹی سی چیونٹی نے کاغذ پر قلم کو دیکھا — اُس نے دوسری چیونٹی سے بھی یہ راز کہا

کہ عجائب نقشہا آں کِلک کرد — ہمچو ریحان و چو سوسن زار و ورد

کہ قلم نے عجیب نقش کھینچے ہیں — جیسے ناز بو اور جیسے سوسن کا کھیت اور گلاب

گفت آں مور اصبع ست آں پیشہ ور — ویں قلم در فعل فرعست و اثر

اُس چیونٹی نے کہا، اُنگلی کارگزار ہے — یہ قلم کام کرنے میں فرع اور اثر ہے

گفت آں مورِ سوم[2] کز بازو است — کاصبعِ لاغر نہ زورش نقش بست

تیسری چیونٹی نے کہا کہ وہ بازو کی وجہ سے ہے — کیونکہ کمزور اُنگلی کی طاقت نے یہ نقش نہیں بنائے

ہمچنیں می رفت بالا تا یکے — مہترِ موراں فطِن بُود اندکے

(بات) اسی طرح اوپر کو چلتی رہی یہاں تک کہ — چیونٹیوں کی سردار تھوڑی سمجھدار تھی

گفت کز صورت مبینید ایں ہنر — کہ بخواب و مرگ گردد بے خبر

اُس نے کہا اس ہنر کو جسم کا نہ سمجھو — کیونکہ وہ تو نیند اور موت میں بے خبر ہو جاتا ہے

صورت آمد چوں لباس و چوں عصا — جز بعقل و جاں نجنبد نقشہا

جسم بمنزلہ لباس اور لاٹھی کے ہے — عقل اور جان سے ہی نقوش بنتے ہیں

بیخبر بُود اُو کہ آں عقل و فواد — بے زتقلیبِ خدا باشد جماد

وہ اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور دل — خدا کے حرکت دیئے بغیر بے جان ہیں

یک زماں[3] از وے عنایت بر کند — عقلِ زیرک ابلہیہا می کند

تھوڑی دیر کیلئے وہ اپنی مہربانی کرنا بند کر دیتا ہے — ذہین عقل، بے وقوفیاں کرتی ہے

باز التماس کردن ذوالقرنین از کوہ قاف و بیان عجائب اثنای حق

ذوالقرنین کا دوبارہ کوہِ قاف سے درخواست کرنا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف میں عجائب کا بیان

چونکہ کوہِ قاف دُرِ نطق سُفت — چونش گویا یافت ذوالقرنین گفت

جب کوہِ قاف نے گویائی کا موتی پرو دیا — چونکہ ذوالقرنین نے اُس کو بولتا پایا تو کہا

کاے سخنگوی خبیرِ راز داں — از صفاتِ حق بکُن با من بیاں

اے بولنے والے، باخبر، راز داں! — اللہ (تعالیٰ) کی صفات مجھ سے بیان کرے

[1] مورکے۔ مور، چیونٹی، کاف تصغیر کا اور یا وحدت کی ہے۔ زاد۔ یعنی قلم کو روزی دیکھا۔ کِلک۔ قلم۔ ریحان۔ ناز بو ہر خوشبودار پودا۔ سوسن۔ ایک نیلگوں پھول ہے۔ ورد۔ گلاب۔ اصبع۔ اس چیونٹی نے کہا کہ یہ قلم کا ہنر نہیں بلکہ اصل کاریگری کاتب کی انگلیوں کی ہے۔

[2] مورِ سوم۔ تیسری چیونٹی نے کہا کہ دراصل یہ کام بازو کا ہے۔ فِطِن۔ سمجھدار۔ صورت۔ اس کاریگری کا اصل سبب جسم نہیں روح ہے۔ صورت۔ جسم روح کا ایک لباس اور آلہ ہے نقش عقل اور جان بناتی ہے۔ بے خبر۔ وہ چیونٹی بھی اس سے بے خبر تھی کہ عقل اور جان خدا کی تحریک پر عمل کرتی ہے۔

[3] یک زماں۔ اگر اللہ تعالیٰ عقل سے تھوڑی دیر کیلئے اپنی مہربانی ہٹا لیتا ہے تو عقل بے عقلی کے کام کرنے لگتی ہے۔ چونکہ جب ذوالقرنین نے کوہ قاف کو بولتا دیکھا تو اُس سے درخواست کی۔ کاے۔ اے کوہِ قاف تو اللہ کی صفات سے واقف ہے ہمیں اُس کی صفات سے آگاہ کر دے۔

808

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت[۵۱] رَو کاں وصف زانہا برتر است
کہ بیاں بر وَے تواند بُرد دَست
اُس نے کہا، جا، کیونکہ وہ صفت اس سے بالاتر ہے / کہ بیان اُس پر قابو پا سکے

یا قلم را زہرہ باشد کہ بسر
بر نویسد بر صحائف زاں خبر
یا قلم کی یہ مجال ہو کہ نوک سے / وہ صحیفوں میں اُس کی بابت لکھ دے

گفت کمتر داستانے باز گو
از عجبہائے حق اے حبرِ نکو
اُنھوں نے کہا تھوڑی سی داستان سُنا دے / اللہ کے عجائب کی اے اچھے عالم!

گفت اینک دشتِ سیصد سالہ راہ
کوہہائے برف پُر کردہ است شاہ
اُس نے کہا یہ تین سو سال مسافت کا جنگل / شاہ نے اُس کو برف کے پہاڑوں سے بھر دیا ہے

کوہ[۵۲] بر کُہ بے شُمار و بے عدد
می رسد در ہر زماں برفش مدد
پہاڑ بالائے پہاڑ بے شمار اور اَن گنت / ہر وقت اُن کو برف کی مدد پہنچتی ہے

کوہ برفے می زند بر دیگرے
می رساند برف سردی تا ثرے
برف کا پہاڑ دوسرے (پہاڑ) پر پڑتا ہے / برف ٹھنڈک کو زمین کی تہ تک پہنچاتا ہے

کوہ برفے می زند بر کوہِ برف
دمبدم ز انبارِ بیحد و شگرف
برف کا پہاڑ برف کے دوسرے پہاڑ پر گرتا ہے / ہر وقت بے حد اور عجیب بوجھ سے

گر نبودے اینچنیں وادی شہا
تَفِ دوزخ محو کردے مر مرا
اے بادشاہ! اگر اس طرح کا جنگل نہ ہوتا / دوزخ کی سوزش، مجھے مٹا دیتی

غافلاں را کوہہائے برف داں
تا نسوزد پردہائے عاقلاں
غافلوں کو برف کے پہاڑ سمجھ / تاکہ عقلمندوں کے پردے نہ پھنک جائیں

گر نبودے عکسِ[۵۳] جہلِ برف باف
سُوختے از نارِ شوق آں کوہِ قاف
اگر برف کی سی ساخت کے جہل کا عکس نہ ہوتا / تو عشق کی آگ سے وہ کوہ قاف جل جاتا

آتش از قہرِ خدا خود ذرہ ایست
بہر تہدیدِ لئیماں ذرہ ایست
(جہنم کی) آگ اللہ کے قہر کا ایک ذرہ ہے / وہ لئیموں کو ڈرانے کے لئے ذرہ ہے

با چنیں قہرے کہ زفت و فائق است
بردِ لطفش بیں کہ بر وَے سابق است
ایسے قوی اور بڑھے ہوئے قہر کے باوجود / اُس کے کرم کی ٹھنڈک کو دیکھ جو اُس سے آگے ہے

سبق بیچون و چگونہ معنوی
سابق و مسبوق دیدی بے دوئی
یہ آگے ہونا بغیر کیف اور کیفیت کے معنوی ہے / تو نے بغیر دوئی کے آگے ہونیوالا اور پیچھے رہنے والا دیکھ

۵۱ گفت۔ کوہ قاف نے کہا اللہ تعالیٰ کے اوصاف بیان سے بالاتر ہیں۔ یا قلم۔ یا قلم میں یہ طاقت ہے کہ اُن کو تحریر کر سکے۔ حبر۔ بڑا عالم۔ گفت کوہ قاف نے قدرت کے عجائب کا بیان شروع کیا اور کہا کہ یہ جنگل اتنا وسیع ہے کہ تین سو سال کی مسافت کا ہے اس کو خدا نے برف سے پُر کیا ہے اور اب اس پر برف کی تہیں جمتی رہتی ہیں۔

۵۲ کوہ۔ اس جنگل میں اللہ تعالیٰ نے برف کے پہاڑ جمع کر دیئے ہیں۔ گر نبودے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر اس جنگل کے برف کے پہاڑوں کی ٹھنڈک نہ ہوتی تو دوزخ کی آگ کی گرمی مجھے پھونک ڈالتی۔ غافلاں۔ اگر غافلوں کی غفلت کا اثر عارفوں کے دل پر نہ پڑتا تو عارفوں کا شوق اُن کو جلا ڈالتا۔

۵۳ عکس۔ غافلوں کی غفلت کا اثر عارفوں کے دل پر وہی اثر کرتا ہے جو برف کے پہاڑ کوہ قاف کے لئے کر رہے ہیں۔ آتش۔ دوزخ کی آتش جس کی تاثیر کا اسقدر بیان ہوا اللہ کے قہر و غضب کا ایک ذرہ ہے۔ با چنیں۔ لیکن قہر و غضب کی اس حالت کے باوجود اللہ تعالیٰ کے کرم کی ٹھنڈک اس سے بڑھی ہوئی ہے۔ سبق۔ رحمت کی غضب پر جو سبقت ہے وہ سبقت زمانی نہیں ہے بلکہ معنوی ہے رحمت اور غضب دونوں اللہ کی صفت ارادہ کی صورتیں ہیں اور ارادہ

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گر[1] ندیدی آں بود از فہم پست ... کہ عقولِ خلق زاں کان یک جو ست

اگر تو نے نہیں دیکھا تو یہ ناقص عقل کی وجہ سے ہے ... کیونکہ مخلوق کی عقلیں اُس کان (میں) ایک جَو کے برابر (ہیں)

عیب بر خود نہ نہ بر آیاتِ دیں ... کے رسد بر چرخِ دیں مرغِ گلیں

اپنا عیب سمجھ، نہ دین کی آیتوں کا ... دین کے آسمان پر مٹی میں سنا پرند کب پہنچ سکتا ہے؟

مُرغ را جولاں گہِ عالی ہواست ... زانکہ نشو اُو ز شہوت و ز ہواست

(تیرے) پرندکی بلند پرواز گاہ، غضب ہے ... کیونکہ اُس کا نشو و نما، شہوت اور نفسانی خواہش ہے

پس تو حیراں باش بے لا و بلے ... تا ز رحمت پیشت آید محملے

بس تو حیران رہ بغیر نہیں اور ہاں کے ... تاکہ رحمت کا کجاوہ تیرے سامنے آجائے

چوں ز فہم ایں عجائب کودنی ... گر بلے گوئی تکلف می کنی

جبکہ تو ان عجائب کے سمجھنے میں نااہل ہے ... اگر تو ہاں کہے، تکلف برتے گا

ور بگوئی[2] نے زند نے گردنت ... قہر بر بندد بداں نے روزنت

اگر تو نہیں کہیگا "نہیں" تیری گردن کاٹ دیگی ... اس "نہیں" سے قہر تیرا روزن بند کر دے گا

پس ہمیں حیران و والہ باش و بس ... تا در آید نصرِ حق از پیش و پس

تو اسی طرح بے حیران اور سرگشتہ رہ اور بس ... تاکہ اللہ (تعالٰی) کی مدد آگے اور پیچھے سے آجائے

چونکہ حیراں گشتی و گیج و فنا ... با زبانِ حال گفتی اِہدِنا

جبکہ تو حیران ہوگا اور ناچیز اور فنا ... زبانِ حال سے تو ہمیں ہدایت دے، کہے گا

زفت زفت ست و چو لرزاں میشوی ... می شود آں زفت نرم و مستوی

بُرا بُرا ہی ہے اور جب تو لرز گیا ... وہ بُرا نرم اور ہموار ہو جائے گا

زانکہ[3] شکلِ زفت بہر منکر ست ... چونکہ عاجز آمدی لطف و برست

کیونکہ بُری شکل منکر کے لئے ہے ... جبکہ تو عاجز ہو گیا (تو) مہربانی اور بھلائی ہے

نمودن جبرئیل خود را بمصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بصورت خویش

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل کا اپنے آپ کو اپنی (اصلی) صورت پر

وا ز ہفتصد پرِ اُو چوں یک پر ظاہر شد اُفق را بگرفت و

ظاہر کرنا اور اُن کے سات سَو پَروں میں سے جب ایک پَر ظاہر ہوا اُس نے

آفتاب محجوب شد

آسمان کے اطراف کو گھیر لیا اور سورج چھپ گیا

[1] گرندیدی۔ ایک ہی چیز سابق بھی ہو اور مسبوق بھی اگر یہ تیری سمجھ میں نہیں آیا تو یہ تیری عقل کا نقصان ہے اور انسانوں کو عقل کا تھوڑا سا حصّہ ملا ہے جو دنیا کی آلائشوں میں ہے اُس کی پرواز اعلیٰ علوم کی طرف نہیں ہوتی۔ مُرغ۔ پرندکی پرواز صرف آسمان کی فضا میں ہے اسی طرح ناقص عقل کی پرواز کا حال ہے۔ پس۔ رحمت اور غضب کے سابق اور مسبوق ہونے کو اگر تو نہیں سمجھ سکا ہے تو اُس کا اقرار اور انکار نہ کر بلکہ اپنے عجز کا اظہار کر رحمتِ خداوندی دستگیری کریگی۔ گربلے۔ اگر بے سمجھے بوجھے کا اقرار کرے گا تو یہ تکلف ہے جو جائز نہیں۔

[2] ور بگوئی۔ اگر انکار کریگا تو تجھ پر قہرِ خداوندی نازل ہوگا۔ پس۔ حیرانی اور عجز اختیار کر اللہ کی مدد آجائیگی۔ چونکہ حیرانی اور عاجزی کی حالت میں تو ضرور کہے گا اے اللہ مجھے ہدایت فرمادے۔ زفت حقائق کا سمجھنا مشکل ہے لیکن انسان جب عاجزی کرتا ہے تو اللہ تعالٰی رحمت فرما دیتا ہے اور حقائق سمجھ میں آجاتے ہیں۔

[3] زانکہ کسی حقیقت کی بُری صورت منکر کیلئے ہوتی ہے چونکہ جب انسان عجز اختیار کرتا ہے تو وہی بُری صورت بھلی بنجاتی ہے نمودن۔ اس قصہ سے

۴۱۵

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مصطفیٰؐ می گفت پیشِ جبرئیلؑ ۔۔۔ کہ چنانکہ صورتِ تُست اے خلیل
مصطفیٰؐ نے جب جبرئیلؑ سے کہا ۔۔۔ اے دوست! جیسی تیری اصلی صورت ہو

مر مرا بنمای محسوس آشکار[1] ۔۔۔ تا بہ بینیم مر تُرا نظارہ وار
مجھے واضح (اور محسوس کرکے) دکھا دیجئے ۔۔۔ تاکہ میں تمہیں نظارہ کرنیوالے کی طرح دیکھوں

گفت نتوانی و طاقت نبودت ۔۔۔ حسّ ضعیف ست و تُنک سخت آیدت
انھوں نے کہا آپ (دیکھ) سکینگے اور آپ کو تاب نہ ہوگی ۔۔۔ حسّ (جسمانی) ضعیف اور کمزور ہے، آپکو پریشانی ہوگی

گفت بنما تا بہ بیند ایں جسد ۔۔۔ تا چہ حد حسّ نازک ست و بے مدد
آپ نے فرمایا دکھا دیجئے تاکہ یہ جسم دیکھ لے ۔۔۔ کہ حسّ کس قدر نازک اور بے طاقت ہے

آدمی را ہست حسِّ تن سقیم ۔۔۔ لیک در باطن یکے خلقِ عظیم
آدمی کی جسمانی حسّ ناقص ہے ۔۔۔ لیکن باطن میں ایک عظیم مخلوق ہے

بر مثالِ[2] سنگ و آہن ایں تنہ ۔۔۔ لیک ہست او در صفت آتش زنہ
یہ جسم پتھر اور لوہے کی طرح ہے ۔۔۔ لیکن وہ صفت میں چقماق ہے

سنگ و آہن مولدِ ایجادِ نار ۔۔۔ زاد آتش زیں دو والد قہر بار
پتھر اور لوہا آگ نکلنے کی پیدائش گاہ ہے ۔۔۔ قہر ڈھانے والی آگ ان دو والدین سے پیدا ہوئی

باز آتش دستکارِ وصفِ تن ۔۔۔ ہست قاہر بر تنِ او شعلہ زن
پھر آگ جسم کے اوصاف کی دستکاری ہو ۔۔۔ وہ شعلہ زنی سے اُس کے جسم پر غالب ہے

باز در تن شعلۂ ابراہیم وار ۔۔۔ کہ ازو مقہور گردد بُرجِ نار
پھر بدن میں (حضرت) ابراہیمؑ کی طرح شعلہ ہو ۔۔۔ کہ اُس سے آگ کا کُرہ مغلوب ہو جاتا ہے

گر بر آری از درونت آتشے ۔۔۔ آتشت گردد مُطیع و دلخوشے
اگر تو اندر سے آگ ظاہر کرے ۔۔۔ آگ تیری فرمانبردار اور راضی ہو جائے

لاجرم[3] گفت آں رسولِ ذوفنون ۔۔۔ رمزِ نحنُ الآخرونَ السابقون
لامحالہ اُس صاحب کمالات رسولؐ نے فرمایا ۔۔۔ اشارہ، "ہم پیچھے ہیں، پہلے ہیں" کا

ظاہر ایں دو بسندانے زبوں ۔۔۔ در صفت از کانِ آہنہا فزوں
بظاہر یہ دونوں ہتھوڑے سے عاجز ہیں ۔۔۔ صفت میں لوہوں کی کان سے بڑھکر ہیں

---

[1] مر مرا۔ آنحضورؐ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ اپنی اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ میں اُس کا نظارہ کروں۔ گفت۔ انھوں نے کہا کہ جسمانی حواس کمزور ہوتے ہیں وہ اس نظارہ کی تاب نہ لاسکیں گے اور آپ کو تکلیف ہوگی۔ آپ نے جبکہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اصلی صورت دکھا دیجئے تاکہ جسم کو اپنے حواس کی کمزوری معلوم ہو جائے۔ آدمی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان کے جسمانی حواس یقیناً کمزور ہیں لیکن روح انسانی نہایت طاقتور اور بڑی مخلوق ہے۔

[2] بر مثال۔ انسان کے جسم کی مثال لوہے اور پتھر کی سی ہے لیکن اُس کی صفت چقماق کی سی ہے جس میں آگ جیسی قوی مخلوق پوشیدہ ہوتی ہے۔ سنگ۔ پتھر اور لوہے سے آگ پیدا ہوتی ہو جو قہر ڈھا دیتی ہے۔ باز آتش۔ قوی کا ضعیف سے پیدا ہونا مستبعد نہیں ہے۔ انسان کا بدن چقماق کے ذریعہ آگ پیدا کرتا ہے اور وہ انسان کے بدن کو پھونک ڈالتی ہے۔ باز در تن۔ جسم انسانی میں ایک وہ ابراہیمی آگ پوشیدہ ہے جو اس آگ کے کرّے پر غالب آجاتی ہے۔

[3] لاجرم۔ آنحضورؐ نے اپنی اُمت کو اگرچہ پہلے لوگوں کی پیداوار بتایا لیکن چونکہ یہ پیداوار اصل سے برتر ہوئی ہے اس لئے اُس کو اُن سے سابق بتایا۔ ظاہر۔ پتھر اور لوہا ہتھوڑے سے عاجز ہیں لیکن اُن سے جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ لوہے کی کانوں کو بھی گلا دیتی ہے۔

811

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس[١] بصورت آدمی فرعِ جہاں — در صفت اصلِ جہاں ایں را بداں

پس آدمی صورتاً دنیا کی فرع ہے — صفت میں دنیا کی اصل اس کو سمجھ

ظاہرش را پشّہ آرد بچرخ — باطنش باشد محیطِ ہفت چرخ

اس کے ظاہر کو ایک مچھر نچا دیتا ہے — اس کا باطن ساتوں آسمانوں کو محیط ہوتا ہے

چونکہ کرد الحاح بنمود اندکے — ہیبتے کہ کہ شود زاں مندکے

جب انھوں نے اصرار کیا انھوں نے دکھا دی تھوڑی سی — وہ ہیبت کہ پہاڑ اس سے ریزہ ریزہ ہو جائے

شہپرے بگرفتہ شرق و غرب را — از مہابت گشتہ بیہش مصطفیٰ

ایک شہپر جس نے مشرق و مغرب کو ڈھانپ لیا — مصطفیٰ خوف سے بے ہوش ہو گئے

چوں زبیم و ترس بیہوشش بدید — جبرئیل آمد در آغوشش کشید

جب انھوں نے اُن کو خوف اور ڈر سے بیہوش دیکھا — جبرئیلؑ آئے اُن کو بغل میں لیا

آں[٢] مہابت قسمتِ بیگانگاں — واں تجمّش دوستاں را رائگاں

وہ خوف بیگانوں کا حصہ ہے — اور وہ محبت و شفقت دوستوں کیلئے ہے

ہست شاہاں را زمانِ برنشست — ہولِ سرہنگاں و صارم ہا بدست

جلوس کے وقت بادشاہوں کے لئے ہے — سپاہیوں کی ہیبت اور تلواریں ہاتھ میں

دور باش و نیزہ و شمشیر ہا — کہ بلرزند از مہابت شیر ہا

دو شاخہ اور نیزہ اور تلواریں — کہ خوف سے شیر لرزتے ہیں

بانگِ چاووشاں و آں چوگان ہا — کہ شود سست از نہیبش جانہا

نقیبوں کی آواز اور بلّے — کہ اُن کے ڈر سے جانیں سہمتی ہیں

ایں برائے خاص و عامِ رہگذر — کہ کنند شاں از شہنشاہی خبر

یہ راستہ کے خاص و عام کے لئے ہے — تاکہ اُن کو شہنشاہی سے آگاہ کر دے

از برائے عام باشد ایں شکوہ — تا کلاہِ کبر بنہند آں گروہ

یہ دبدبہ عوام کے لئے ہوتا ہے — تاکہ وہ لوگ تکبر کی ٹوپی اتار دیں

تا منی[٣] و ماہای ایشاں بشکند — نفسِ خود بیں فتنہ و شر کم کند

تاکہ اُن کی خودی اور انانیت کو توڑ دے — متکبر نفس فتنہ اور شر نہ پھیلائے

شہر زاں ایمن شود کاں شہریار — دارد اندر قہر زخم و گیر و دار

شہر اس سے پُر امن ہوتا ہے کہ وہ بادشاہ — غصہ میں اذیت اور پکڑ دھکڑ رکھتا ہے

---

[١] پس۔ انسان اگرچہ دنیا اور جہان کی پیداوار ہے لیکن اصل سے بڑھا ہوا ہے۔ ظاہرش۔ انسان کا ظاہری جسم مچھر سے عاجز آجاتا ہے لیکن اس کی روح ساتوں آسمانوں کو گھیر لیتی ہے۔ چونکہ۔ آنحضورؐ کے اصرار پر حضرت جبرئیلؑ اپنی اصلی صورت پر نمایاں ہو گئے۔ الحاح۔ اصرار۔ مندک۔ پارہ پارہ شدہ۔ شہپر سے حضرت جبرئیلؑ کے بازو کے ایک پر نے مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔

[٢] آں مہابت۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ خوف اور ہیبت منکروں کے لئے ہوتی ہے۔ تجمّش۔ اظہارِ محبت۔ رائگاں۔ یعنی بغیر محنت کے محبت۔ بادشاہ عوام پر ہیبت طاری کرتے ہیں۔ خواص پر مہربانی کرتے ہیں۔ برنشست۔ یعنی بجلوس۔ صارم۔ تیز تلوار۔ دور باش۔ دو نیزہ جو نقیب کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نقیب اعلان کرتا جاتا ہے کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے عوام راستہ سے دور ہو جائیں۔ نہیب۔ خوف۔ ایں۔ یہ بادشاہ کا سارا رعب و دبدبہ راستے کے عوام و خواص کے لئے ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی بڑائی کا خیال دل سے نکال دیں۔

[٣] تامنی و ما۔ یعنی انانیت اور تکبر۔ خود بیں۔ متکبر۔ دارد۔ یعنی بادشاہ غصہ کے وقت پکڑ دھکڑ پر بھی قادر ہے۔

812

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

پس بمیرد آں ہوسہا در نفوس — ہیبتِ شہ مانع آید زاں نحوس[1]
تو نفسوں میں ہوسیں مرجاتی ہیں — اس نحوست سے بادشاہ کا خوف مانع آتا ہے

باز چوں آید بسوئے بزمِ خاص — کے بود آنجا مہابت یا قصاص
پھر جب وہ خاص مجلس میں آتا ہے — وہاں خوف اور سزا کہاں ہوتی ہے؟

حلم بر حلم ست و رحمتہا بجوش — نشنوی از غیر چنگ و نے خروش
بردباری پر بردباری ہو اور شفقتیں جوش میں ہیں — تو سارنگی اور بانسری کی آواز کے سوا سنیگا

طبل و کوس و ہول باشد وقتِ جنگ — وقتِ عشرت با خواص آوازِ چنگ
طبل اور نقارہ اور خوف جنگ کے وقت ہوتا ہو — خواص کیساتھ عیش کے وقت سارنگی کی آواز ہوتی ہے

ہست دیوانِ محاسب عام را — واں پریرویاں گرفتہ جام را
پوچھ گچھ کی کچہری عوام کے لئے ہوتی ہے — اور حسین جام تھامے ہوئے ہیں

آں زرہ واں خود در جنگ و وغا — ویں شراب و نُقل در بزمِ صفا
زرہ اور خود جنگ اور لڑائی میں ہوتی ہے — شراب اور چبینا خلوص کی محفل میں ہوتا ہے

جوشن[2] واں خود مر آلیش را ست — ویں حریر و وردِ مرتعریش راست
زرہ اور خود، خاص جنگ کے لئے ہے — اور ریشمین کپڑا اور گلاب خاص تخت نشینی کیلئے ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے جواد — ختم کن واللہ اعلم بالرشاد
اے سخی! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — ختم کر، اور اللہ تعالیٰ راست روی کو زیادہ جانتا ہے

اندر احمد آں حسے کاں غارب ست — خفتہ ایں دم زیر خاکِ یثرب ست
احمد کے اندر کی وہ حس جو چھپ جانیوالی ہے — اس وقت مدینہ کی مٹی کے نیچے سوئی ہوئی ہے

واں عظیم الخلق آں کو صفدر ست — بے تغیر مقعدِ صدق اندر ست
وہ بڑی خلق جو صف شکن ہے — بغیر تغیر کے "سچائی کی جگہ" کے اندر ہے

قابلِ[3] تغییر اوصافِ تن ست — روحِ باقی آفتابِ روشن ست
تغیر کے قابل جسم کے اوصاف ہیں — باقی رہنے والی روح روشن سورج کی طرح ہے

بے ز تغییرے کہ لا شرقیۃ — بے ز تبدیلی کہ لا غربیۃ
(روح) بغیر تغیر کے ہے کیونکہ وہ نہ شرقی ہے — (وہ) بغیر تبدیلی کے ہے کیونکہ وہ نہ مغربی ہے

آفتاب از ذرہ کے بیہوش شد — شمع از پروانہ کے بیہوش شد
سورج ذرہ سے کب بے ہوش ہوا ہے؟ — شمع پروانہ سے کب بے ہوش ہوئی ہے؟

---

[1] نحوس یعنی تکبر کی نحوست۔ باز۔ جب بادشاہ اپنی خاص محفل میں ہوتا ہے تو وہاں نہ خوف ہوتا ہے نہ بدلہ میں قتل کا ڈر ہوتا ہے۔ حلم یعنی خاص مجلس میں بردباری ہی بردباری ہوتی ہے۔ طبل یعنی یہ صرف جنگ کے وقت کے لئے ہے عیش و عشرت کی مجلس میں چنگ و رباب ہوتا ہے۔ بت۔ محاسب کی کچہری عوام کے لئے ہوتی ہے خاص محفل میں حسینوں کے ہاتھ میں جام ہوتا ہے۔ آں۔ سامان جنگ کے لئے ہوتا ہے عیش و عشرت کی مجلس میں نقل و شراب چلتی ہے

[2] جوشن۔ زرہ۔ خود جنگ میں اوڑھنے کی لوہے کی ٹوپی۔ چالیش۔ جنگ۔ ایں سخن یعنی قہر و رحمت کی شان کا ذکر۔ اندر۔ اب پھر آنحضور کی بیہوشی کا ذکر شروع کیا ہے۔ غارب۔ غروب کرنے والا۔ یثرب۔ مدینہ طیبہ۔ عظیم الخلق یعنی آنحضور کی روح مبارک۔ صفدر۔ صف شکن۔ مقعد صدق۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص مجلس۔

[3] قابل تغییر۔ جسم کے حواس اور اوصاف تغیر کو قبول کرتے ہیں۔ روشن یعنی ناسوتی اوصاف سے پاک ہے۔ لا شرقیۃ۔ شرق و غرب عالم خلق میں ہے اور روح کا تعلق عالم امر سے ہے۔ آفتاب۔ آنحضور مثل آفتاب اور شمع کے ہیں حضرت جبرئیل مثل ذرہ اور پروانہ کے ہیں۔

813

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

جسمِ[1] احمدؐ را تعلق بُد بداں — ایں تغیر آنِ تن باشد بداں

اس بے ہوشی سے احمدؐ کے جسم کا تعلق تھا — سمجھ لے ! تغیر جسم میں ہوتا ہے

ہمچو رنجوری و ہمچوں خواب و درد — جاں ازیں اوصاف باشد پاک و فرد

جیسے بیماری اور جیسے سونا اور درد — روح ان باتوں سے پاک اور جدا ہے

خود نتانم وَر بگویم وصفِ جاں — زلزلہ افتد دریں کون و مکاں

میں خود بیان نہیں کر سکتا ہوں اور اگر روح کا وصف — تو کون و مکان میں زلزلہ آجائے

روبہش گر یک دمے آشفتہ بود — شیرِ جاں مانا کہ آں دم خفتہ بود

ان کی لومڑی اگر تھوڑی دیر کے لئے پریشان ہو گئی تھی — یقیناً روح کا شیر اس وقت سویا ہوا تھا

خفتہ بود آں شیر کز خواب است پاک — اینت شیرِ نرم ساز و سہمناک

وہ شیر سویا ہوا تھا جو سونے سے پاک ہے — عجب نرم کر دینے والا اور خوفناک شیر ہے

خفتہ سازد شیر خود را آنچناں — کہ تمامش مُردہ دانند ایں سگاں

شیر اپنے آپ کو ایسا سویا ہوا بنا لیتا ہے — کہ سب کتے اس کو مُردہ سمجھ لیتے ہیں

ورنہ در عالم کرا زہرہ بُدے — کو زبونے از ضعیفے ترُبدے

ورنہ دنیا میں کس کی مجال ہوتی — کہ وہ کمزور سے ترید بھی چھین سکتا

نقشِ[2] احمدؐ زاں نظر بیہوش گشت — بحرِ او از مہرِ کف پُرجوش گشت

احمدؐ کا جسم اس دیکھنے سے بے ہوش ہو گیا — ان کا سمندر (روح) یداللہ کی محبت میں پُرجوش ہو گیا

مہ ہمہ کف است مُعطی نور پاش — ماہ را گر کف نباشد گو مباش

چاند عطا کرنیوالا، نور بکھیرنے والا مجسم ہاتھ ہے — اگر چاند کے ہاتھ نہ ہو کچھ دے نہ ہوا کرے

احمدؐ ار بکشاید آں پرِّ جلیل — تا ابد بیہوش ماند جبرئیلؑ

احمدؐ اگر وہ عظیم پَر کھولدیں — تو جبرئیلؑ ہمیشہ کے لئے بیہوش ہو جائیں

چوں[3] گذشت احمدؐ ز سدرہ و مرصدش — از مقامِ جبرئیلؑ و از حدش

جب احمدؐ سدرۃ (المنتہیٰ) اور اسکی جگہ سے گذرے — جبرئیلؑ کے مقام اور انکی حد سے گزرے،

گفت او را کز پیم آ و مایست — گفت رو زیں پس مرا دستور نیست

ان احمدؐ نے ان (جبرئیلؑ) کو کہا میرے پیچھے آجاؤ اور نہ ٹھہرو — انھوں نے کہا جائیے اسکے بعد مجھے اجازت نہیں ہے

[1] جسم ۔ آنحضورؐ کی یہ جسمانی بیہوشی تھی۔ رنجور۔ بیماری اور درد و رنج کا تعلق بھی جسم سے ہے خود۔ روح کے اوصاف بیان سے باہر ہیں اگر بیان کئے جائیں تو کوئی سننے کی تاب نہیں لا سکتا۔ روبہش یعنی آنحضورؐ کا جسم مبارک۔ شیرِ جاں۔ یعنی آنحضورؐ کی روحِ مبارک۔ خفتہ بود۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے تنام عیناي ولا ینام قلبي میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا ہے۔ تو روح مبارک سوئی نہ تھی بلکہ اس پر جسم کی حفاظت سے ایک غیر اختیاری تغافل طاری ہوا تھا۔ نرم ساز یعنی سخت چیز کو نرم بنا دینے والا۔ خفتہ سازد۔ آنحضورؐ کی روح کی یہ صفت حضرت حق تعالیٰ میں بھی ہے کہ وہ مجرموں سے تغافل برتتے ہیں ورنہ کوئی ظالم ظلم نہ کر سکے۔ ترید۔ ایک لکڑی ہے جو دوا میں کام آتی ہے حقیر چیز مراد ہے

[2] نقش ۔ غرضیکہ بیہوشی کا تعلق آنحضورؐ کے جسم سے تھا اور روح کا تغافل اس وجہ سے تھا کہ وہ یداللہ کی محبت میں پُرجوش تھی۔ مہ ۔ اللہ کا ہاتھ ہونا ایسا ہی ہے جیسا کہ چاند مجسم ہاتھ ہو کیونکہ جو کام ہاتھ کرتا ہے وہ کام اسکی ذات کرتی ہے۔ احمدؐ حضرت جبرئیلؑ کے پر سے بیہوش ہونے کی وجہ سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جبرئیلؑ آنحضورؐ سے افضل ہیں اسلئے کہ آنحضورؐ تو تھوڑی دیر کیلئے بیہوش ہو سکے ۔ اگر وہ اپنے روحانی پروں کو پھیلا دیں تو جبرئیلؑ ہمیشہ کیلئے بیہوش ہو جائیں

[3] چوں گذشت ۔ اب آنحضورؐ کی حضرت جبرئیلؑ سے افضلیت کا بیان فرماتے ہیں کہ معراج میں وہ آنحضورؐ کا ساتھ نہ دے سکے اور سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر کہنے لگے کہ اگر آگے بڑھوں گا تو میرے پر تجلی سے جل جائیں گے اور آنحضورؐ کی سیر اس سے آگے تک ہوئی۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

گفت اُو را ہیں بپر اندر پیَم
گفت رَو رَو من حریفِ تو نیَم

اُنھوں نے اُن سے کہا ہاں میرے پیچھے اڑ آیئے
اُنھوں نے کہا جایئے جایئے میں آپ کا ساتھی نہیں ہوں

باز گفت اُو را بیا اے پردہ سوز
من باَوجِ خود نرفتستم ہنوز

اُنھوں نے اُن سے پھر کہا، اے پردہ سوز! آ جا
میں تو ابھی اپنی بلندی پر نہیں پہنچا ہوں

گفت بیرون زیں حد اے خوش فرِّ من
گر زنم پرّے بسوزد پرِّ من

اُنھوں نے کہا اے میرے اقبالمند! اس حد سے باہر
اگر میں پَر ہلاؤں میرے پَر جل جائیں گے

حیرتؔ اندر حیرت آمد زیں قصص
بیہشیِ خاصگاں اندر اخص

اِن قصّوں سے حیرت ہی حیرت ہے
خواص کی غفلت اخص کے معاملہ میں

بیہشیہا جملہ اینجا بازی ست
چند جانداری کہ جاں کی داری است

یہ ساری بیہوشیاں یہاں کھیل ہیں
آپ کتنی جان رکھتے ہیں؟ کہ جان کی مشغولیت ہو

جبرئیلا گر شریفی گر عزیز
تو نہ پروانہ و نے شمع نیز

اے جبرئیلؑ! خواہ تم شریف ہو خواہ عزت والے
تم نہ پروانہ ہو اور نہ شمع

شمع چوں دعوت کُند وقتِ فروز
جانِ پروانہ نہ پرہیزد ز سوز

شمع جب روشن ہونے کے وقت بلائے
پروانہ کی جان جلنے سے پرہیز نہیں کرتی ہے

ایںؔ حدیثِ منقلب را گور کُن
شیر را بر عکس صیدِ گور کُن

اس اُلٹی بات کو دفن کر دیجئے
شیر کو بالعکس گورخر کا شکار بنا دیجئے

بند کُن مشکِ سخن پاشیت را
وا مکن انبانِ قلماشیت را

اپنی گفتگو کی مُشک پاشی کو بند کر دیجئے
توجو چاہے کہو کے تھیلے کو نہ کھولیئے

آنکہؔ بر نگذشت اجزاش از زمیں
پیشِ اُو معکوس قلماشیت ایں

جس شخص کے اجزاء زمین سے نہیں گزرے ہیں
"تو جو چاہے کہو" اس کے لئے اُلٹا ہے

لا تخالفھم حبیبی دارھم
یا غریباً نازلاً فی دارھم

اے میرے پیارے! مخالفت کر ان کی مدارات کر
اے مسافر! جو اُن کے گھر مہمان ہے

اعط ما شاؤا و راموا و ارضھم
یا ظعیناً ساکناً فی ارضھم

دے جو وہ چاہیں اور ارادہ کریں، اُنکو راضی رکھ
اے مسافر! اُن کے وطن میں ٹھہرے ہوئے

تا رسی اندر شہ و در نازِ خوش
رازیا با مرغزی می ساز خوش

جبتک کہ تو شاہ اور عمدہ ناز پر پہنچے
اے رے کے رہنے والے مرغز کے رہنے والے سے اچھی نباہ

لہ حیرت۔ یعنی حضرت جبرئیلؑ نے آنحضورؐ کی فرمائش پر غفلت کیوں برتی اِس پر حیرت ہے۔ خاصگاں یعنی حضرت جبرئیلؑ وغیرہ۔ اخص۔ یعنی آنحضورؐ۔ جبرئیلا حضرت جبرئیلؑ کو خطاب ہے کہ تم شمعِ محمدیؐ کے پروانہ نہ تھے ورنہ اُن کے بُلانے پر پر جل جانے کا عذر نہ کرتے مولانا کی رائے میں سدرۃ المنتہیٰ حضرت جبرئیلؑ کی حدِ پرواز خود اُن کی متعین کردہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین نہیں ہے لہٰذا آنحضورؐ کے بُلانے پر اُن کو آگے جانا چاہیئے تھا خواہ اُنکے پر جل جاتے اور جان چلی جاتی یہ ناسوتی صورت تو ایک کھیل ہے۔

لہ ایں حدیث۔ اب مولانا حسام الدین کو خطاب کرتے ہیں کہ عوام کی عقلیں اُلٹی ہیں لہٰذا ہماری یہ باتیں اُنکو اُلٹی معلوم ہونگی اب یہ ختم کر دیجئے اور اپنے آپکو کہ آپ بمنزلہ شیر ہیں، گورخر جو عوام ہیں اُن کا شکار بنا دیجئے اور بات کرنے میں اُنکے تابع بنجایئے۔ پاشیت۔ یعنی مُشکِ سخن پاشیِ تو۔ قلماشیت۔ کہ تو جو چاہے۔

لہ آنکہ۔ آپکے نفس کی باتیں عوام کو اُلٹی نظر آتی ہیں وہ لوگ ناسوتی ہیں۔ لا تخالفھم آپ اُنہیں عارضی طور پر رہیں اُنکی عقل کے مطابق باتیں کرتے رہیئے۔ تا رسی۔ آپ کا وطن عالمِ آخرت ہے۔ رازیا۔ علاقہ رے کا رہنے والا یعنی مولانا ضیاء الحق

٥١٢

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

موسیٰؑ[1] در پیشِ فرعونِ زمن
اے موسیٰؑ ! زمانے کے فرعون کے سامنے

نرم باید گفت قولاً لیّنا
نرم بات، نرمی سے کہنی چاہیئے

آب اگر در روغنِ جوشاں کُنی
اگر کھولتے ہوئے تیل میں تو پانی ڈالے گا

دیگدان و دیگ را ویراں کُنی
چولہے اور دیگ کو تباہ کردے گا

نرم گو لیکن مگو غیرِ صواب
نرم بات کہیئے لیکن صحیح بات کے سوا نہ کہیئے

وسوسہ مفروش در لینُ الخطاب
خطاب کی نرمی میں وسوسے نہ پھیلایئے

وقتِ عصر آمد سُخن کوتاہ کُن
عصر کا وقت ہوگیا بات مختصر کردیجئے

آنکہ عصرت عصر را آگاہ کُن
اے وہ کہ تیرا اکا فکر زمانہ کو آگاہی بخشنے والا ہے

گو تو مرگل خوارہ را کہ قند بہ
آپ مٹی کھانے والے سے کہیئے کہ شکر بہتر ہے

نرمیٔ فاسد مکُن طینش مدہ
غلط نرمی نہ برتیئے، اُس کو مٹی نہ دیجئے

نطقِ[2] جاں را روضۂ جانیستی
آپ روحانی گفتگو کے لئے روحانی باغیچہ ہیں

کز حروف و صوت مُستغنیستی
کیونکہ آپ حروف اور آواز سے بے نیاز ہیں

ایں سرِ خر در میانِ قند زار
اِس گدھے کے سر نے شکر کے کھیت میں

اے بسا کس را کہ بنہاد ست خار
بہت سے لوگوں کے لئے کانٹے رکھدیئے ہیں

ظن بُرُداز دور کایں آنست و بس
دور سے اُنھوں نے خیال کیا کہ بس یہی تھا

چوں قچِ مغلوب وا می رفت پس
مغلوب مینڈھے کی طرح وہ لوٹ گئے

صورتِ حرف آں سرِ خرداں یقیں
حروف کی صورت کو یقیناً گدھے کا سر سمجھئے

در رزِ معنیٰ و فردوسِ بریں
معانی کے انگورستان اور جنت میں

اے ضیاء[3] الحق حُسام الدیں برآر
اے ضیاء الحق حُسام الدین نکال دیجئے

ایں سرِ خر را ازیں بطیخ زار
اِس فالیز سے گدھے کے سر کو

تا سرِ خر چوں بمُرد از مسلخہ
تاکہ جب گدھے کا سر ذبح کی وجہ سے مرجائیگا

نشوِ دیگر بخشدش آں مبطخہ
وہ فالیز اُس کو دوسرا نشوونما بخشدے گا

ھیں زما صورتگری و جاں زتو
خبردار ! ہماری جانب سے صورت بنانا ہے اور روح تیری

نے غلط ہم ایں زتو ہم آں زتو
نہیں غلط ہے یہ بھی آپ کی جانب ہے وہ بھی آپ کی جانب سے ہے

تا سرِ خر۔ یہاں سرِ خر سے مراد عوام ہیں یعنی جب یہ دنیا کی آلائش سے صاف ہوجائینگے تب یہ فالیز یعنی مثنوی اُنکو مفید ہوگی مبطخہ یعنی فالیز ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ حسام الدینؒ میں تمہارے لئے یہ نصیحتیں کررہا ہوں کہ مثنوی میں اگرچہ الفاظ میرے ہیں لیکن معانی تمہارے عطا کردہ ہیں۔ نہ کہ۔ یہ بھی میری غلطی ہو بلکہ الفاظ و معانی دونوں تمہارے عطا کردہ ہیں کیونکہ مثنوی کا مدار آپ پر ہے۔

---

[1] موسیٰؑا۔ حضرت موسیٰؑ کو حکم تھا کہ وہ فرعونیوں سے نرم باتیں کریں آپ بھی ایسا ہی کریں۔ آب۔ گرم تیل میں پانی ڈالو وہ اُبل پڑے گا دیگ اور چولہا بھی خراب ہوگا۔ مخالفوں سے سخت بات کرنے میں بات بگڑتی ہے۔ نرم۔ بات نرمی سے کیجئے لیکن صحیح کیجئے اُن کی خاطر غلط بیانی نہ ہونی چاہیئے۔ وقتِ عصر۔ عصر کے بعد کا وقت عموماً تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ گو۔ نرم اور صحیح بات کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کھانے والے کو قند کے فائدے بتائے جائیں نرمی میں غلط بات یہ ہے کہ اس کو مٹی کھانے کی ترغیب دی جائے۔

[2] نطقِ جاں۔ آپ روحانی طور پر نصیحت کریں جس میں لفظوں کی ضرورت نہیں ہے۔ سرِ خر۔ فالیز اور انگورستان میں جانوروں کو ڈرانے کیلئے مردہ گدھے یا اور کسی وحشتناک چیز کو کھڑا کردیا جاتا ہے تو جانور دور کر بھاگ جاتے ہیں اور خربوزوں اور انگوروں سے محروم ہوجاتے ہیں عوام کی سمجھ میں نہ آنے والی بات بھی اُن کیلئے سرِ خر بن جاتی ہے وہ حقائق پر غور کرنے سے محروم ہوجاتے ہیں۔ قچ۔ مینڈھا۔

[3] اے ضیاء الحق۔ مثنوی کے علوم جو بمنزلہ انگورستان اور فالیز کے ہیں اُنمیں وہ باتیں کردو جو عوام کیلئے سرِ خر ہیں

816

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

مثنوی صورت بُوَد جانش توئی — ہم جہت ہم نور و ارکانش توئی
مثنوی صورت ہے اُس کی جان آپ ہیں — اُس کی جہت بھی آپ، اُس کا نور اور اُسکے ارکان بھی آپ ہیں

[1] بر فلک محمودی اے خورشیدِ فش — بر زمیں ہم تا ابد محمود باش
اے روشن سورج! آپ آسمان پر محمود ہیں — (خدا کرے) زمین پر بھی ہمیشہ محمود رہیں

تا زمینی با سمائیِ بلند — یک دل و یک قبلہ و یک خُو شوند
تاکہ زمین والے آپ بلند آسمان والے کے ساتھ — ایک دل اور ایک قبلہ اور ایک عادت ہو جائیں

تفرقہ برخیزد و شرک و دوئی — وحدت است اندر وجودِ معنوی
تفرقہ اور شرک اور دوئی ختم ہو جائے — روحانی وجود میں یکتائی ہے

[2] چوں شناسد جانِ من جانِ ترا — یاد دارند اتحاد و ماجرا
جب میری جان آپ کی جان کو پہچان لیتی ہے — تو وہ اتحاد اور گذشتہ واقعات کو یاد رکھتی ہیں

موسیٰ و ہارون شوند اندر زمیں — مختلط خوش ہمچو شیر و انگبیں
(تب) وہ زمین میں موسیٰؑ اور ہارونؑ بن جاتی ہیں — عمدہ طریقہ پر گھل مل جاتی ہیں جس طرح دودھ اور شہد

چوں شناسد اندک و منکر شود — منکری اش پردۂ ساتر شود
جب تھوڑا سا پہچانتی ہے اور منکر بن جاتی ہے — اُس کا منکر ہونا چھپانے والا پردہ بن جاتا ہے

پس شناسائے بگردانید رُو — خشم کرد آں مہ ز ناشکریِ او
تو پہچاننے والا منہ پھیر لیتا ہے — وہ چاند اُسکی ناشکری کی وجہ سے غصہ میں بھر جاتا ہے

[3] زیں سبب جانِ نبی را جانِ بد — ناشناسا گشت و پشتِ پائی زد
اسی وجہ سے بُری رُوح، نبی کی رُوح کو — نہ پہچاننے والی بنی اور ٹھکرایا!

ایں ہمہ خواندی فرو خواں لم یکن — تا بدانی لج آں گبرِ کہن
یہ تو نے سب پڑھا (اب) لم یکن پڑھ لے — تاکہ پُرانے کافر کا جھگڑنا سمجھ جائے

دربیانِ اعتقادِ یہود و نصاریٰ پیش از بعثت در شانِ جنابِ حضرتِ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام و نامِ اُو را حرزِ جاں کردن و ظہورش را خواہاں بُودن

بعثت سے قبل یہود اور نصاریٰ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعتقاد کا بیان اور اُن کے نام کو جان کی حفاظت کا سبب سمجھنا اور اُن کے ظہور کا خواہاں ہونا

[4] پیش ازانکہ نقشِ احمد فر نمود — نعتِ اُو ہر گبر را تعویذ بُود
اِس سے پہلے کہ احمدؐ کی صورت شان دکھائے — اُن کی تعریف ہر کافر کا تعویذ تھی

---

[1] برفلک۔ آپ عنداللہ محمود ہیں خدا کرے کہ دنیا میں بھی آپ محمود رہیں اور لوگ آپ کی تعریفیں کرکے قائل ہوکر آپ سے مستفید ہوں۔ تا زمینی۔ ناسوتی لوگ آپ جیسے ملکوتی سے گھل مل جائیں۔ تفرقہ۔ جب تک اُن میں ناسوتیت ہے دوئی ہے جب روحانی بن جائیں گے دوئی ختم ہو جائیگی۔

[2] چوں۔ دنیا میں اتحاد اور تفرقہ کا سبب روحوں کا اتحاد اور تنافر ہے۔ جب روحوں میں اتحاد ہوتا ہے تو دنیا میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کی طرح شیر و شکر بن جاتے ہیں۔ چوں شناسد۔ اگر تھوڑی سی پہچان کے بعد اُس میں اجنبیت آجاتی ہے تو وہ اُس کی اجنبیت بالکل پردہ اور حجاب بن جاتی ہے۔ پس شناسا یعنی مُربّی کی روح۔ اس کی ناشکری کی وجہ سے اُس سے منہ موڑ لیتی ہے

[3] زیں سبب۔ اسی وجہ سے منکروں کی رُوح نے آنحضورؐ کو نہ پہچانا۔ لم یکن۔ سورہ لم یکن پڑھو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی کہ وہ اوّلاً پہچانتے تھے پھر منکر ہو گئے۔ لج۔ جھگڑا۔

[4] پیش۔ آنحضورؐ کی پیدائش سے قبل آنحضورؐ کی تعریف ہر یہودی و نصرانی کا تعویذ بنی ہوئی تھی اور یہ کہتے تھے کہ ایک نبی آخر الزماں ضرور آئے گا اور آنحضورؐ کے تصور سے اُن کے دل تڑپتے تھے۔

816

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

کایں چنیں کس ہست تا آید پدید
کہ ایسا ایک شخص ہے حتیٰ کہ وہ دنیا میں آئیگا

از خیالِ روش دل شاں می طپید
اُن کے چہرے کے خیال سے اُن کا دل تڑپتا تھا

سجدہ می کردند کاے ربِّ بشر
وہ سجدے کرتے تھے کہ اے انسانوں کے رب!

در عیاں آریش ہر چہ زود تر
جس قدر جلد ہو سکے اُن کو ظاہر کر دے

تا بنامِ احمدؐ از یستفتحون[۱]
حضورؐ کے نام کے ذریعہ فتح طلب کرتے تھے

باغیاں شاں می شدندے سرنگوں
اُن سے باغی سرنگوں ہو جاتے تھے

ہر کجا حربِ مہولے آمدے
جہاں کہیں خوفناک جنگ ہوتی

عونِ شاں کراریِ احمدؐ بُدے
آنحضورؐ کی حملہ آوری اُن کی مددگار ہوتی

ہر کجا بیماریِ مزمن[۲] بُدے
جہاں کہیں پُرانی بیماری ہوتی

یادِ اُوشاں داروئے شافی بُدے
اُن کا اُن کو یاد کرنا شفا دینے والی دوا ہوتی

نقشِ اُو می گشت اندر راہِ شاں
اُن کی تصویر اُنکے راستوں میں گشت کرتی تھی

در دل و در گوش و در افواہِ شاں
دل اور کان اور اُن کے مونہوں میں

نقشِ اُو را کے بیابد ہر شغال
ہر گیدڑ اُن کی صورت کہاں پا سکتا ہے!

بلکہ فرعِ نقشِ اُو یعنی خیال
بلکہ اُن کی صورت کی فرع یعنی خیال (تھا)

نقشِ اُو بر روئے دیوار ار فتد
اُن کا نقش اگر دیوار پر پڑے

از دلِ دیوار خونِ دل چکد
تو دیوار کے دل سے دل کا خون ٹپکنے لگے

آنچناں فرخ بود نقشش برو
اُس پر اُن کا نقش ایسا مبارک ہوگا

کہ رہد در حال دیوار از دو رو
کہ دیوار فوراً دو رُخی سے نجات پالے گی

گشتہ با یک روئی اہلِ صفا
اہلِ باطن کی یک رُخی والی بن جائے گی

آں دو روئی عیب مر دیوار را
دو رُخی دیوار کے لئے (بھی) عیب ہے

ایں ہمہ انکار و کفران[۳] زادشاں
اُن کا یہ سب انکار اور کفر پیدا ہو گیا

چوں در آمد سیدِ آخر زماں
جب سیدِ آخر الزماں تشریف لائے

ایں ہمہ تعظیم و تفخیم و وداد
سب تعظیم اور اعزاز اور محبت

چوں بدیدندش بصورت بُرد باد
جب اُنھوں نے اُنکی صورت دیکھی برباد ہو گئی

قلب[۴] آتش دید در دم شد سیاہ
کھوٹے نے آگ دیکھی فوراً کالا ہو گیا

قلب را در قلب کے بودست راہ
کھوٹے کے لئے، دل میں کب راستہ ہے؟

۱؎ سجدہ ۔ اللہ تعالٰے سے آنحضورؐ کی جلد بعثت کی دعائیں مانگتے تھے۔ یستفتحون۔ قرآن پاک میں ہے وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا یعنی یہود بعثت سے پہلے آپکی بعثت کی توقع پر کافروں کے مقابلہ میں اپنی فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مہول ۔ ہولناک ۔ عون ۔ مدد ۔ کراری احمدؐ ۔ احمدؐ کا حملہ یعنی آپ کے نام کی برکت۔

۲؎ مزمن ۔ دیرینہ و کہنہ ۔ نقش ۔ آنحضورؐ کا تصور ہر وقت اُن کے ساتھ رہتا تھا۔ خیال ۔ آنحضورؐ کا صحیح نقش اور تصویر اُن جیسے گیدڑ صفت لوگوں کے دل و دماغ میں نہیں آسکتی تھی وہ اُن کی ... (آنحضورؐ کی) ایک خیالی تصویر تھی ۔ دو رُو ۔ دیوار کی دو رُخی اُس کا عیب ہے اگر آنحضورؐ کی صحیح تصویر دیوار پر پڑ جائے تو وہ بھی اپنی دو رُخی چھوڑ دے

۳؎ اس پر قرآن پاک میں ہے فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہٖ جب وہ چیز اُن کے پاس آئی جس کو وہ جان چکے تھے تو اُس کا کفر کرنے لگے ۔ بصورت ۔ یعنی آنحضورؐ کی بعثت ہو گئی اور اصل صورت کے ساتھ اُنکے سامنے آ گئے۔

۴؎ قلب ۔ وہ کھوٹا سکہ تھے جب اُس پر ایمان کی گرمی پڑی وہ اور کالا ہو گیا ۔ در قلب ۔ کھوٹوں اور منافقوں کی اصلیت کے دل میں محبت نہیں ہوتی ہے۔

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

قلبؔ می زد لافِ اشواقِ محک — تا مریداں را در اندازد بشک
کھوٹا سکہ کسوٹی کے شوقوں کی شیخی مارتا تھا — تا کہ مریدوں کو شک میں ڈال دے

اُفتد اندر دامِ مکرش ناکسے — ایں گماں سر بر زند از ہر خسے
نالائق ہی اُس کے مکر کے جال میں پھنستا ہے — یہ خیال ہر کمینہ سے اُبھرتا ہے

کایں اگر نہ نقدِ پاکیزہ بُدے — کے بسنگِ امتحاں راغب شُدے
کہ اگر یہ کھرے اور پاکیزہ نہ ہوتے — تو کسوٹی کی جانب کب رغبت کرتے

ہیچ از لافِ محک دُبدن زدے — یا بسنگِ امتحاں شوقش بُدے
کبھی کسوٹی کے دیکھنے کی شیخی بگھارتا — یا اُس کو کسوٹی کا شوق ہوتا

اُوؔ محک می خواہد اما آنچناں — کہ نگردد قلبیِ اُو زاں عیاں
وہ کسوٹی چاہتا ہے لیکن ایسی — کہ اُس کا کھوٹ اُس سے ظاہر نہ ہو

گر بگویم تا قیامت زیں کلام — صد قیامت بگذرد ایں ناتمام
اگر میں قیامت تک (بھی) یہ بات کروں گا — سو قیامتیں گذر جائیں گی یہ نامکمل رہے گی

آں محک کہ اُو نہاں دارد صفت — نے محک باشد نہ نورِ معرفت
وہ کسوٹی جو چھپانے کی صفت رکھے — نہ وہ کسوٹی ہوگی، نہ پہچاننے کی روشنی

آئینہؔ کو عیبِ رُو دارد نہاں — از برایِ خاطرِ ہر قلتباں
وہ آئینہ جو چہرے کا عیب چھپائے — ہر دیوث کی خاطر سے

آئینہ نبود منافق باشد اُو — ایں چنیں آئینہ را ہرگز مجو
وہ آئینہ نہ ہوگا، منافق ہوگا — ایسے آئینہ کی کبھی جستجو نہ کر

آئینہ جو راست گوئے بے نفاق — ختم کن واللہ اعلم بالوفاق
سچ کہنے والا، بے نفاق آئینہ تلاش کر — ختم کرے تو واللہ احسن، اتفاق کو زیادہ جانتا ہے

تا کہ عینِ آئینات سازد خدا — کہ نماید عرش را ہمچوں سما
تاکہ تجھے اللہ تعالیٰ بعینہٖ آئینہ بنا دے — کہ تجھے عرش کو آسمان کی طرح دکھائے

عرش چہ وچرخ چہ اے ذولباب — فہم کن واللہ اعلم بالصواب
اے عقلمند! عرش کیا اور آسمان کیا؛ — سمجھ لے، اور خدا زیادہ بہتر جانتا ہے

قد تم الدفتر الرابع من الکتاب المثنوی المعنوی للمولوی المعنوی

ل قلب می زد۔ کھوٹا کسوٹی کا شوق اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسروں کو شک میں مبتلا کردے اور وہ سمجھیں کہ اگر یہ کھرا نہ ہوتا تو کسوٹی کا شوق کیوں ظاہر کرتا لیکن ایسے شکوک میں نااہل مبتلا ہوتے ہیں۔

ع۲ او محک۔ ان نااہلوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ کھوٹا کسوٹی چاہتا ہے لیکن جھوٹی کسوٹی چاہتا ہے جس سے اُس کا عیب ظاہر ہو سکے۔ گر بگویم۔ یہ کلام تو اس قدر دراز ہے کہ قیامت تک بھی ختم نہ ہوگا لہٰذا اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ آں محک۔ بہرحال اتنی بات اور سن لو کہ جو کسوٹی عیب کو چھپائے وہ نہ کسوٹی ہے اور نہ اس میں پہچاننے کا نور ہے۔

ع۳ آئینہ۔ جو آئینہ چہرے کا عیب چھپائے وہ آئینہ نہیں ہے وہ منافق ہے ایسے آئینہ کی ہرگز جستجو نہ کرو۔ راست گو۔ وہ آئینہ تلاش کر جو چہرہ صحیح دکھا دے تاکہ ایسے آئینہ یعنی شیخ کے ذریعہ تجھے خدا خود ایسا آئینہ بنا دیگا کہ اُس میں عرش آسمان کی طرح نظر آنے لگے گا۔ عرش۔ عرش، اور آسمان تو کیا اس آئینہ میں تجھے خدا کی تجلیات نظر آنے لگیں گی سمجھ لے!

819

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

فہرستِ مثنویِ مولانا رومؒ دفترِ چہارم

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۱
۲	آغازِ مثنوی	۱۳
۳	تمامیِ حکایتِ آں عاشق کہ از عسس بگریخت	۱۶
۴	حکایتِ آں واعظ	۲۰
۵	سوال کردنِ شخص از عیسیٰؑ	۲۳
۶	قصدِ خیانت کردنِ عاشق	۲۳
۷	قصۂ صوفیے کہ بخانہ آمد	۲۷
۸	حکایت بر سبیلِ تمثیل	۲۷
۹	معشوق را زیرِ چادر نہاں کردن	۲۹
۱۰	گفتنِ زن کہ اُو در بندِ جہاز نیست	۳۱
۱۱	بیان آنکہ غرض از بصیر و سمیع و علیم گفتن	۳۲
۱۲	مثل آنکہ دنیا گلخن و تقوےٰ حمام	۳۴
۱۳	قصۂ آں دباغ کہ در بازارِ عطاران	۳۶
۱۴	معالجہ کردن برادرِ دباغ، دباغ را	۳۹
۱۵	عذر خواستنِ عاشق گناہِ خود را	۴۱
۱۶	رد کردنِ معشوق عذرِ عاشق را	۴۲
۱۷	گفتنِ جہودے امیر المومنین علیؓ را	۴۵
۱۸	قصۂ مسجدِ اقصیٰ و خروب رستن	۴۹
۱۹	شرحِ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ	۵۱
۲۰	بقیۂ قصۂ بنایِ مسجدِ اقصیٰ	۵۶
۲۱	قصۂ آغازِ خلافتِ عثمانؓ	۵۸
۲۲	در بیان آنکہ حکمایِ طبیعی گویند	۶۱
۲۳	تفسیرِ ایں حدیث کہ مَثَلُ اُمّتی	۶۳
۲۴	قصۂ ہدیہ فرستادنِ بلقیس	۶۵
۲۵	کرامات و نورِ شیخ عبداللہؒ	۶۸
۲۶	باز گردانیدنِ سلیمانؑ رسولانِ بلقیس را	۷۰
۲۷	قصۂ عطارے کہ سنگِ ترازوئے اُو	۷۱
۲۸	دلداری کردن و نواختنِ سلیمانؑ مر آں رسولان را	۷۳
۲۹	دیدنِ درویشی جماعتِ مشائخ را	۷۶
۳۰	نیت کردنِ اُو کہ ایں زر بدیں ہیزم	۷۷
۳۱	تحریض کردنِ سلیمانؑ رسولاں را	۷۹
۳۲	سببِ ہجرتِ سلطان ابراہیمؒ	۸۰
۳۳	حکایتِ آں مردِ تشنہ	۸۲
۳۴	در بیانِ نائے کہ از مقعد شش	۸۴
۳۵	در بیانِ تحمل کردن از ہر بے ادبی	۸۵
۳۶	تہدید فرستادنِ سلیمانؑ پیشِ بلقیس	۸۶
۳۷	پیدا کردنِ سلیمانؑ بلقیس را	۸۸
۳۸	بقیۂ قصۂ سلطانِ ابراہیمؒ	۹۰
۳۹	بقیۂ قصۂ اہلِ سبا و نصیحت و ارشادِ سلیمانؑ مر آں بلقیس را	۹۱
۴۰	آزاد شدنِ بلقیس از ملک و مست شدن	۹۳

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۴۱	چارہ کردنِ سلیمانؑ در احضارِ تخت	۹۷
۴۲	قصۂ یاری خواستن حلیمہؓ از بتاں	۹۸
۴۳	حکایتِ آں پیرِ عرب کہ دلالت کرد	۱۰۰
۴۴	خبر یافتنِ جدِّ مصطفیٰؐ عبدالمطلب از گم کردنِ حلیمہ مصطفیٰؐ را	۱۰۳
۴۵	نشان خواستنِ عبدالمطلب	۱۰۷
۴۶	بقیۂ قصۂ دعوتِ سلیمانؑ بلقیس را بایمان	۱۰۸
۴۷	مثل قانع شدنِ آدمی بدنیا	۱۰۹
۴۸	بقیۂ دعوتِ سلیمانؑ بلقیس را	۱۱۳
۴۹	بقیۂ قصۂ عمارت کردن سلیمانؑ مسجدِ اقصیٰ را	۱۱۵
۵۰	قصۂ شاعر و صلہ دادن	۱۱۹
۵۱	باز آمدنِ شاعر بعدِ چند سال	۱۲۰
۵۲	مالستنِ بدرائیِ ایں وزیرِ دون	۱۲۶
۵۳	نشستنِ دیو بر مقامِ سلیمانؑ	۱۲۸
۵۴	درآمدن ہر روز سلیمانؑ در مسجدِ اقصیٰ	۱۳۰
۵۵	آموختن پیشۂ گورکنی قابیل از زاغ	۱۳۲
۵۶	قصۂ صوفی کہ درمیانِ گلستاں سر بزانو نہادہ	۱۳۷
۵۷	قصۂ رستنِ خرّوب در گوشۂ مسجدِ اقصیٰ	۱۳۸
۵۸	بیان آنکہ حصولِ علم و مال و جاہ	۱۴۳
۵۹	بیانِ تفسیر آیۃ شریفہ	۱۴۵
۶۰	در بیان آنکہ ترکُ الجوابِ جواب	۱۴۸
۶۱	در تفسیرِ ایں حدیثِ نبویؐ	۱۴۹
۶۲	چالش عقل با نفس	۱۵۳
۶۳	نبشتنِ آں غلام قصۂ شکایت	۱۵۵
۶۴	حکایتِ آں فقیہ با دستارِ بزرگ	۱۵۷
۶۵	نصیحتِ دنیا مر اہلِ دنیا را	۱۵۸
۶۶	بیان آنکہ عارف را غذا ئیست	۱۶۲
۶۷	خطاب با مغرورانِ دنیا و گرفتارانِ نفس	۱۶۳
۶۸	تفسیر آیۃ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِہٖ	۱۶۵
۶۹	زجر کردن مدّعی را از دعویٰ و امر کردن	۱۶۷
۷۰	بقیۂ قصۂ آں نوشتنِ غلام رقعہ را	۱۶۹
۷۱	حکایت آں مدّاح کہ از جہتِ ناموس	۱۷۱
۷۲	دریافتنِ طبیبانِ الٰہی امراضِ دل	۱۷۶
۷۳	مژدہ دادنِ بایزید قدس سرہٗ	۱۷۷
۷۴	جواب سلطانِ بایزید قدس سرہٗ	۱۸۰
۷۵	زادنِ شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ	۱۸۱
۷۶	رجوع بحکایتِ کمی اجرائے آں غلام	۱۸۲
۷۷	آشفتنِ آں غلام از نارسیدنِ جوابِ نامہ	۱۸۵
۷۸	کژ وزیدن باد بر تختِ سلیمانؑ	۱۸۶
۷۹	شنیدنِ شیخ ابوالحسن خرقانیؒ خبر دادنِ بایزیدؒ را	۱۸۸
۸۰	رقعہ دیگر نوشتنِ آں غلام	۱۸۹
۸۱	ستودنِ پیغمبرؐ عاقل را	۱۹۰

821

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۸۲	قصۂ شخصیکہ با شخصے مشورت می کرد	۱۹۲
۸۳	امیر گردانیدنِ رسولؐ جوان ہذیلی را	۱۹۴
۸۴	اعتراض کردن معترضے بر رسولؐ	۱۹۷
۸۵	جواب گفتنِ پیغمبرؐ آں اعتراض کنندہ را	۲۰۲
۸۶	قصۂ سُبحانی ما اعظمَ شانی گفتن	۲۰۴
۸۷	سببِ فصاحت و بسیار گفتن	۲۰۸
۸۸	بیان کردنِ رسول سبب تفضیل و اختیار کردن	۲۰۹
۸۹	علامت عاقلِ تمام و نیم عاقل	۲۱۱
۹۰	قصۂ آبگیر و صیاداں و آں سہ ماہی	۲۱۳
۹۱	سِرِّ حدیثِ حُبُّ الوطنِ مِنَ الایمان	۲۱۴
۹۲	واقف شدنِ آں ماہی عاقل و سفر پیش گرفتن	۲۱۶
۹۳	قصۂ آں مرغ گرفتہ کہ وصیت کرد	۲۱۷
۹۴	چارہ اندیشیدنِ آں ماہی	۲۱۹
۹۵	بیان آنکہ عہد کردنِ احمق	۲۲۱
۹۶	در بیان آنکہ دہم قلبِ عقل ست	۲۲۲
۹۷	مجادباتِ موسیٰؑ کہ صاحبِ عقل بود	۲۲۳
۹۸	بیان آنکہ عمارت در ویرانی است	۲۲۶
۹۹	جواب دادنِ موسیٰؑ فرعون را	۲۲۷
۱۰۰	جوابِ فرعون موسیٰؑ را	۲۲۷
۱۰۱	نفی کردنِ موسیٰؑ جادوئی و سحر را از خود	۲۲۸
۱۰۲	بیان آنکہ ہر حسِ مُدرِک را از آدمی	۲۳۰
۱۰۳	حملہ آوردنِ ایں جہانیاں تاخت بردن	۲۳۵
۱۰۴	بیان آنکہ تنِ خاکیِ آدمی زاد	۲۳۷
۱۰۵	باز گفتنِ موسیٰؑ اسرارِ فرعون را	۲۳۹
۱۰۶	در بیان آنکہ درِ توبہ و استغفار باز است	۲۴۰
۱۰۷	گفتنِ موسیٰؑ مر فرعون را	۲۴۱
۱۰۸	شرح کردن موسیٰؑ آں چار فضیلت را	۲۴۳
۱۰۹	تفسیر کُنتُ کَنزاً مَخفِیّاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَف	۲۴۴
۱۱۰	غرہ شدنِ آدمی بہ ذکاوت و تصوراتِ طبع خویش	۲۴۶
۱۱۱	تمامی شرح کردنِ موسیٰؑ با فرعون فضیلتِ چہارگانہ	۲۴۷
۱۱۲	بیان ایں خبر کہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلیٰ قَدرِ عُقُولِهِم	۲۴۸
۱۱۳	معنی حدیثِ مَن بَشَّرَنِی بِخُرُوجِ الصَّفَر	۲۴۹
۱۱۴	مشورت کردنِ فرعون با آسیہ خاتون	۲۵۰
۱۱۵	قصۂ باز پادشاہ و کمپیر زن	۲۵۳
۱۱۶	قصۂ آں زن کہ طفل اُو بر ناودان غژیدہ بود	۲۵۶
۱۱۷	در بیانِ حدیثِ رسولؐ جُز یا مؤمن فَاِنَّ نُورَکَ اَطفَأَ نَارِی	۲۶۰
۱۱۸	مشورت کردنِ فرعون با وزیرش	۲۶۱
۱۱۹	تزئیف سخنِ ہامان با فرعون	۲۶۲

822

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۲۰	نومید شدنِ موسیٰؑ از ایمان آوردن فرعون	۲۶۵
۱۲۱	منازعت کردنِ امیرانِ عرب	۲۶۶
۱۲۲	سیل آمدن و تقضیب انداختنِ امرا	۲۶۷
۱۲۳	غالب شدنِ مصطفےٰؐ بر امیران	۲۶۷
۱۲۴	در تمامی حدیثِ موسیٰؑ و تقریع و توبیخ فرعون	۲۶۸
۱۲۵	در بیان آنکہ شناسائے قدرت حق تعالےٰ اثر رسد	۲۶۹
۱۲۶	بحث کردنِ سنّی و فلسفی و جوابِ دہری	۲۷۱
۱۲۷	تفسیر آیۃ کریمہ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ	۲۷۶
۱۲۸	وحی کردنِ حق تعالیٰ بموسیٰؑ	۲۸۰
۱۲۹	خشم کردنِ پادشاہ بر ندیم خود	۲۸۱
۱۳۰	گفتنِ جبرئیلؑ خلیلؑ را	۲۸۴
۱۳۱	مطالبت کردن موسیٰؑ از حضرتِ عزّت	۲۸۷
۱۳۲	بیان آنکہ روحِ حیوانی و عقلِ جزوی	۲۸۹
۱۳۳	مثالِ دیگر ہم درین معنیٰ	۲۹۱
۱۳۴	حکایت آں پادشاہزادہ کہ بادشاہی حقیقی بوے روئی نمود	۲۹۴
۱۳۵	عروس خواستنِ بادشاہ از بہرِ پسر	۲۹۷
۱۳۶	اختیار کردنِ پادشاہ دخترِ زاہد را	۲۹۹
۱۳۷	جادوئی کردنِ کمپیرِ کابلی شاہزادہ را	۳۰۰
۱۳۸	مُستجاب شدن دعای پادشاہ در خلاصِ پسر	۳۰۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۳۹	دربیان آنکہ شاہزادہ آدمی زادہ است	۳۰۴
۱۴۰	حکایت آں زاہدے کہ در سالِ قحط خندان و شاد	۳۰۹
۱۴۱	دربیان آنکہ مجموعِ عالَم صورتِ عقلِ کل است	۳۱۰
۱۴۲	قصۂ فرزندانِ عزیرؑ	۳۱۲
۱۴۳	در تفسیر حدیث اِنّی لَاَستَغفِرُ اللّٰہ	۳۱۴
۱۴۴	بیان آنکہ عقلِ جزوی تا گورپیش نہ بیند	۳۱۵
۱۴۵	بیان آیۃ کریمہ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ لَا تُقَدِّمُوا	۳۱۹
۱۴۶	قصۂ شکایتِ استر با شتر	۳۲۱
۱۴۷	تصدیق کردنِ استر جوابہائے اشتر را	۳۲۴
۱۴۸	لابہ کردن قبطی مر سبطی را	۳۲۶
۱۴۹	درخواستن قبطی دعائے خیر و ہدایت از سبطی	۳۳۱
۱۵۰	حکایتِ آں زنِ پلید کار	۳۳۶
۱۵۱	باقی قصۂ موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام	۳۳۸
۱۵۲	سخت شدنِ کار بر قبطیاں	۳۴۰
۱۵۳	دعا کردن موسیٰ علیہ السّلام و سبز شدن	۳۴۲
۱۵۴	بیان اطوار و منازلِ خلقتِ آدمی	۳۴۴
۱۵۵	بیان آنکہ خلقِ دوزخ گرسنگان اند	۳۴۷
۱۵۶	رفتن ذوالقرنین بکوہِ قاف	۳۵۰
۱۵۷	بیان آنکہ مورے بر کاغذ میرفت	۳۵۱
۱۵۸	باز التماس کردنِ ذوالقرنین از کوہِ قاف	۳۵۲
۱۵۹	نمودن جبرئیلِ خود را بمصطفےٰؐ	۳۵۴
۱۶۰	در بیانِ اعتقادِ یہود و نصاریٰ	۳۶۱

تمت

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com

حامد اینڈ کمپنی

۳۸ اردو بازار لاہور

Academy of the Punjab in North America: http://www.apnaorg.com